ناگ بھون

علیم اقلیم

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بے ادبی

کسی بھی زبان کا ادب صرف ادب ہوتا ہے۔ اسے اناج یا غلے کی طرح قسموں میں نہیں بانٹا جا سکتا۔ یہ زندگی کے ہر روشن اور تاریک، حقیقی اور خیالی رخ کا احاطہ کرتا ہے، کبھی جامد نہیں رہتا۔ ادب اپنے معاشرے کے ارتقا اور ادیب کی عمر کے ساتھ تبدیلیوں کے عمل سے گزرتا رہتا ہے۔ ان تبدیلیوں کے مثبت یا منفی ہونے کا انحصار ہر لکھنے والے کے اپنے داخلی و خارجی احساسات، حالات اور تجربات پر ہوتا ہے۔ ہمارے یہاں ادب کی بات نکلتی ہے تو اسے بھانت بھانت کے من پسند شعبوں میں بانٹ کر اتنا سکیڑ دیا جاتا ہے کہ محبوب و مطلوب قلم نگاروں کے سوا کسی اور کی گنجائش ہی نہ نکل سکے۔

کیسا کھلا ستم ہے کہ موپاساں، ایڈگر ایلن پو، او ہنری، لیو ٹالسٹائی اور چیخوف کے شاہکار جب تک مغربی زبانوں کے سحر کے اسیر رہیں، ادب کے اعلیٰ ترین نمونوں میں شمار کیے جاتے رہیں اور جوں ہی یہی کہانیاں بہترین اور سلیس اردو میں ڈھل کر یہاں شائع ہوں، انہیں رسمی توجہ تک نہ دی جائے۔ ہمارے میٹرک پاس ادیب اور شاعران عظیم لوگوں کے انگریزی مجموعے اپنی بغل میں داب کر پھرنا اپنے لیے باعث فخر و مباہات سمجھتے ہیں۔ ثقہ ادیب بھی اپنی خلوت میں ان تخلیقی تراجم [illegible] استفادہ کرتے ہیں مگر بحث چھڑتی ہے تو حوالہ اصل زبان سے دیتے ہیں، بھول کر بھی ترجمے یا مترجم کا نام نہیں لیتے۔ وہ ڈرتے ہیں کہ اردو کا ذکر کرتے ہی بھرم کھل جائے گا کہ وہ ادب کے ساتھ ڈائجسٹوں کے مطالعے کے مہلک اور متعدی مرض میں مبتلا ہیں۔

المیہ یہ ہے کہ ہم نے قرنوں کی ریاضت کے بعد مردہ پرستی کے فن میں اتنی مہارت، مکاری اور ہنرمندی حاصل کر لی ہے کہ کسی ہم عصر کی زندگی میں اس کی بڑی سے بڑی خوبی کے اعتراف کو بھی اپنی ذاتی اہانت تصور کرتے ہوئے اس "فعل قبیح" سے گریز کرتے ہیں۔ وہی شخص عالم فانی [illegible] کر جائے تو اس کی وہ وہ خوبیاں اور فن کاریاں کھود نکالتے ہیں کہ مرحوم کی روح تک حیران [illegible] ہے۔

کوئی مانے یا نہ مانے [illegible] ایک کھلی حقیقت ہے کہ الف لیلیٰ، طلسم ہوش ربا اور فسانہ عجائب وغیرہ کے بعد ستر کے [illegible]ے میں معراج رسول اور شکیل عادل زادہ صاحبان کی جنوں خیزیوں سے اردو داستان نویسی میں ایک بالکل نئی لہر ابھری۔

معراج رسول موروثی پبلشر ہیں۔ میرے والد مرحوم کے ہم نوالہ، محترم شکیل عادل زادہ نے بڑی کڑی مشقت کے بعد ایک نئی راہ نکالی تھی۔ دونوں ہی دھن

کے بکے تھے۔ ان کی کاوشوں سے ڈائجسٹوں کے صفحات پر چھپنے والی سلسلے وار کہانیوں نے ایک تہلکہ سا مچا دیا۔ اس فصل کو کتابیات کے اعجاز رسول مدتوں سے اور مکتبہ القریش کے محمد علی قریشی چند برسوں سے پروان چڑھانے کی سرتوڑ کوششیں کر رہے ہیں لیکن ہمارے گلستان ادب کے باغبانوں نے پوری احتیاط کے ساتھ اس فصل بہار کو اپنے چمن سے باہر رکھا ہوا ہے۔ حد ہے کہ محی الدین نواب کی سسپنس میں شائع ہونے والی کہانی "دیوتا" اپنی لفظی طوالت کا عالمی ریکارڈ قائم کر کے کسی بھی وقت گنیز بک میں جگہ پانے والی ہے مگر کوئی ادبی فورم اس کارنامے کا ذکر کرتا ہے' نہ صحافتی حلقے اس "غیر ادبی جسارت" پر دھیان دے رہے ہیں۔ کیا یہ سب موصوف کے جنت مکانی ہونے کا انتظار کر رہے ہیں؟

یہ جملہ ہائے معترضہ تھے۔ دوسروں کی حق تلفیوں کے بارے میں صدائے احتجاج ہیں۔ میں پیشہ ور ادیب نہیں ہوں مگر ایک طویل مدت سے لکھتا چلا آ رہا ہوں ستر کے عشرے کی ابتدا میں' میں نے جاسوسی ڈائجسٹ کے صفحات میں "ناگ بھون" کے نام سے اپنی پہلی سلسلے وار کہانی لکھی۔ ہندو دیو مالا پر مبنی' مروج موضوعات سے بالکل ہٹ کر لکھی گئی یہ کہانی' ٹیلی وژن اور وی سی آر کے وبائی صورت اختیار کرنے کے دور سے پہلے' بہت مقبول ہوئی اور شاید آج بھی ہو۔ یہ خوش گمانی یوں پیدا ہوئی کہ مکتبہ القریش کے محمد علی قریشی نے اپنے طور پر اس کہانی کا ورق ورق یکجا کیا' برادرم ذاکر حسین کی معرفت فون پر بات کی اور پھر کراچی آ کر اپنے عزم کا اظہار کیا۔

چھ جلدوں پر مشتمل "مغرور" کے بعد کتابی صورت میں یہ میری دوسری لیکن دراصل پہلی کہانی ہے۔ محمد علی قریشی کے ارادے نیک اور عزائم بلند ہیں۔ وہ حسن و سلیقے سے "ناگ بھون" کی اشاعت کا پختہ ارادہ کر چکے ہیں۔ میری بس ایک ہی دعا ہے کہ اس دوران میں انہیں کسی اچھے پروف ریڈر کا تعاون حاصل رہے۔ ایک اچھی کتاب کی اشاعت میں اچھے پروف ریڈر کا بڑا حصہ ہوتا ہے۔ وہ ایک ہی نگاہ غلط انداز میں مصنف کے ناموزوں کئے ہوئے ہیرو کو نامرد کر دینے کا کلی اختیار رکھتا ہے۔

"ناگ بھون" پڑھئے اور ادارے کی معرفت اپنی آرا سے نوازیئے۔ آج کل میں سسپنس میں "موت کے سوداگر" لکھ رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کی آرا جاری سلسلے میں میرے کام آ سکیں۔

اقلیم علیم

کراچی۔ مورخہ 6 اگست 1997ء

KHAN BOOKS
& LIBRARY
B-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
Cell:
P.

مجھ پر قیامتیں گزر گئیں۔ کرب و اندوہ کی تاریکیوں نے مجھے ایسے جال میں لے لیا کہ میں ان سے جس قدر نکلنے کی کوشش کرتا ان کی گرفت مجھ پر اتنی ہی مضبوط ہوتی جاتی۔۔۔۔ لیکن میں زندہ ہوں اور اس پروردگار کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے اتنی قوت برداشت دی کہ میں اپنا چہرہ جھلس جانے اور ایک آنکھ ضائع ہو جانے کے باوجود ایک بار نہیں' بار بار موت کے خون آشام جبڑوں سے اپنی زندگی کی نوید چھین سکا۔ اف میرے خدا وہ کیسے رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات تھے جو میرا مقدر بنا دیئے گئے' وہ کیسے خونریز تجربات تھے جو میں نے کبھی جاں کنی کے عالم میں حاصل کئے اور کبھی ان کے چنگل میں پھنس کر کسی آسان تر موت کی دعائیں مانگتا رہا' وہ تاریکی اور کلبجے نور میں ڈوبی کونسی خوف آور زمینیں تھیں جہاں مجھے اپنی زندگی کے عذاب جھیلنے کے لئے پھینک دیا گیا۔

موت کے فرشتے اپنے نوکیلے پنجے پھیلائے میرا تعاقب کرتے رہے' میں جنت سے دھتکارے ہوئے' زمین پر رینگنے والے کیڑوں کا غلام بنا دیا گیا جو نادیدہ قوتوں کے مالک تھے اور ان کی جگ اگلتی آنکھیں جسم سے حرکت اور ذہن سے فکر سلب کر لیتی تھیں۔ محض چند سالوں پر محیط غم و اندوہ' کرب' بے چارگی' لمحاتی مسرتوں' وقتی آسودگیوں' ہولناک حقیقتوں اور حرارت آگیں لذتوں کے امتزاج میں ڈوبی میری وہ داستان صدیوں پر پھیلی ایک کہانی محسوس ہوتی ہے۔ محض ایک کہانی جسے نیکی اور بدی' مسرت اور اذیت دینے پر قادر قوتوں نے مل کر ترتیب دیا اور پھر اس کہانی میں حقیقت کے رنگ بکھیرنے کے لئے قدرت کے بے رحم ہاتھوں نے مجھے مرکزی کردار بنا کر اس طوفانی منجدھار میں دھکیل دیا۔

اس پراسرار اور عبرت انگیز داستان کی تفصیل میں جانے سے قبل آپ سے میری

ایک گزارش ہے۔ اس کہانی میں بہت سے مقام ایسے آئیں گے جہاں آپ کو میری مجبوریوں اور بے بسی پر رحم آئے گا اور کچھ ایسے لمحے بھی گزریں گے جب آپ کو میرے وجود سے نفرت ہونے لگے گی لیکن آپ پوری کہانی ختم ہونے سے قبل اپنا فیصلہ صادر نہ کر لیجئے گا میں آپ سے پوری سچائی کے ساتھ عرض کر رہا ہوں۔ اور آپ اس سچائی کو میری کہانی کی ہر سطر میں موجود پائیں گے کہ میں حالات کے طوفانی بہاؤ کے سامنے بے بس تھا۔ میں ان قوتوں کے چنگل میں پھنس چکا تھا جو ہمارے گردوپیش میں موجود رہتی ہیں اور ان کی تقلید حرام قرار دی گئی ہے۔ لیکن میں اپنی کوتاہ بینی اور کم عقلی کے سبب ان کا شکار ہو گیا۔ اپنی سچائی کے ثبوت میں اس سے بڑھ کر میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سب میں اپنی ہی زبانی اور پورے ہوش و حواس کے ساتھ بیان کر رہا ہوں۔

اصل کہانی کی ابتدا سے قبل اگر میں اپنا ہلکا سا پس منظر بھی بتاتا چلوں تو آپ کو آگے چل کر میرے کردار کی خامیوں اور اچھائیوں کو سمجھنے میں خاصی مدد ملے گی۔ میں پیدائشی طور پر ایک بڑھئی خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرا وطن ہندوستان کے موجودہ صوبے مدھیہ پردیش کا ایک چھوٹا سا شہر کٹنی ہے جو الہ آباد سے جبل گاؤں جاتے ہوئے جبل پور سے پہلے آتا ہے۔ جب میں پیدا ہوا تو ہمارے گھر کے کل سات نفوس ہو گئے۔ میرے دادا ضعیفی اور لقوہ کا شکار ہونے کے باعث معذور تھے۔ دادی کی بینائی جا چکی تھی اور جسم میں رعشہ رہنے لگا تھا۔ وہ دونوں ہمارے کچے مکان کی ایک کوٹھری میں دن رات عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ مجھ سے پہلے ہمارے گھر یکے بعد دیگرے دو بہنیں ہوئیں۔ دادی کو بڑی آرزو تھی کہ وہ مرنے سے قبل بہو کی گود میں کسی چاند سی صورت والے پوتے کی قلقاریاں سن سکیں۔ میری پیدائش سے قبل وہ نماز کے بعد گھنٹوں سجدے میں پڑی خدا سے پوتے کی تمنائیں کیا کرتی تھیں۔ اکثر دعا مانگتے مانگتے ان کی بے نور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ نکلتیں۔ میری پیدائش کے بعد ہمارے غریب لیکن شاکر گھرانے کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ خدا نے سب کی دعائیں سن لی تھیں اور میرے دادا نے روشن پیشانی، دلکش خد و خال، تندرست جسم اور گھنے سیاہ بال دیکھتے ہی والد صاحب سے کہہ دیا تھا ”سجان بیٹے! یہ خوبصورت بچہ

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

بڑا بھاگوان نکلے گا۔ خدا تجھے اس کی خوشیاں دیکھنی نصیب کرے..... یہ بڑا ہونہار ہو گا۔“

اس وقت دادا کی بات والد صاحب کے پلے نہ پڑ سکی۔ بڑھئی کا کام کرتے پشتیں گزر گئی تھیں اور میرے والد صاحب زیادہ سے زیادہ یہ سوچ سکتے تھے کہ ان کا بیٹا بڑا ہو کر بڑھئی نہیں تو مستری ہو جائے گا۔ ان کے نزدیک دو چار آدمیوں پر مامور ہونا ہی ان کے تصور کی معراج تھی اور قدرت والد صاحب کی کم فہمی اور دادا مرحوم کی خوش فہمیوں پر خنداں تھی! قسمت کے کھیل بھی نرالے ہوتے ہیں۔ اگر پرنور پیشانیاں، دمکتے ہوئے وجاہت سے بھرپور چہرے ہی خوش نصیبی کی دلیل ہوں تو پہاڑ جیسے چھاتیوں، پھڑکتی مچھلیوں اور مردانگی کے جواہر سے لبریز نوجوان مرجھائے ہوئے مدقوق لوگوں کی غلامی میں مشقت جھیلتے اور پسینوں میں شرابور نظر نہ آئیں، ان کی روشن پیشانیوں پر بدنصیبی اور مفلسی کی کیچڑ ملی ہوئی نظر نہ آئے!

میری ولادت کے بعد دادی مرحومہ بڑی مگن رہنے لگی تھیں کبھی کبھی نمازوں میں خدا سے لڑتیں کہ صرف ایک بار بینائی دے دے تاکہ پوتے کی شکل دیکھ سکوں اور کبھی اس کی مہربانیوں اور اپنی ناشکری کا اعتراف کرنے لگتیں ”اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے میرے کان اس قابل رکھے کہ بچے کی آواز سن سکوں۔ اب میری کوئی آرزو نہیں ہے۔ بس اب مجھے اپنے پاس بلا لے۔“ اور ایک روز ان کی آخری دعا بھی قبول ہو گئی۔ رات کو سوئیں تو سوتی رہ گئیں۔ تدفین کے بعد والد صاحب نے اطمینان کی سانس لی۔ ان کے کندھوں کا بوجھ ذرا ہلکا ہو گیا تھا۔ اب سات کے بجائے صرف چھ آدمیوں کی کفالت ان کے ذمہ رہ گئی تھی۔

وقت گزرتا رہا۔ والد صاحب دن رات اپنا خون پسینہ ایک کر کے اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے۔ میرے پورے گھرانے کی خوشیوں اور توجہات کا مرکز صرف میری ذات تھی۔ دادا جان ہر وقت مجھے گودی کندھوں پر چڑھائے رکھتے۔ وہ نماز پڑھتے تو میں کبھی ان کی گردن پر بیٹھ جاتا، کبھی ٹوپی اچھال دیتا لیکن انہوں نے کبھی تیوری پر بل ڈال کر یا تیز آواز میں بات نہیں کی۔ جب میری عمر پانچ سال کی ہوئی تو دادا جان بھی خالق حقیقی سے جا ملے۔ جب انہیں کفن دے کر لوگ لے جانے لگے تو میں روتے

ہوئے میت سے لپٹ گیا۔ زندگی اور موت کا مفہوم نہ جاننے کے باوجود اس وقت کے ماحول نے مجھے یہ احساس دلا دیا تھا کہ اب دادا جان کبھی لوٹ کر نہ آئیں گے۔ سب گھر والے کہتے کہ دادا جان اللہ میاں کے پاس تمہارے لئے گھوڑا اور تلوار لینے گئے ہیں۔ میں مہینوں گھوڑے' تلوار اور دادا جان کا شدت سے انتظار کرتا رہا اور رفتہ رفتہ انہیں بھول گیا۔

سات سال کی عمر میں والد صاحب نے میرے ہاتھ میں رندا تھما دیا۔ وہ کام پر جانے سے قبل چند ناہموار تختے مجھے دے جاتے اور میں کند رندے سے سارا دن اسے ہموار کرتا رہتا اور شام کو اپنی انگلیوں کے زخم چھپا کر فخر سے انہیں چکنا تختہ دکھاتا اور وہ پیٹھ پر تھپکی دے کر کہتے "شاباش بیٹے! تم اسی طرح محنت کرتے رہے تو بہت جلد وہ چار آنے کا سہارا ہو جائے گا۔" اب ان کے الفاظ پر غور کرتا ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ڈھلتی ہوئی عمر کا باپ دو چار آنوں کی آمدنی کے لئے برسوں سے اپنے بیٹے کو خون پسینے سے سینچ رہا تھا۔

ایک مرتبہ والد صاحب کسی گورے کے بنگلے کا فرنیچر بنا رہے تھے۔ کڑکتے ہوئے جاڑے پڑ رہے تھے اور ہمارے یہاں کوئی لحاف تک نہ تھا۔ میری بہنیں سارا دن گھر کے پچھواڑے پھیلی ہوئی جھاڑیاں کاٹ کر لاتیں اور رات کو ہم ان کو جلا کر اپنے ٹھٹھرتے ہوئے جسموں کو حرارت پہنچاتے۔ والد صاحب یہ موسمی سختیاں برداشت نہ کر سکے انہیں نمونیہ ہو گیا اور وہ کام پر نہ جا سکے۔ تین دن گورے نے انتظار کیا اور چوتھے دن ڈھونڈتا ہوا ہمارے گھر آ پہنچا۔

اس جیسی شان والے گورے کو دیکھ کر سارا گھر ادھر ادھر ہو گیا۔ میں نے اس کے سمور والے کوٹ کو دیکھا تو دامن پکڑ کر ٹانگوں سے لپٹ گیا اور ابا سے بولا۔ "ہم بھی ایسا کوٹ پہنیں گے۔"

میری اس جسارت پہ میرے گھر والے دم بخود رہ گئے لیکن اس لاولد گورے کو میرا یہ انداز پسند آ گیا اور اس نے بے ساختہ مجھے بازوؤں میں اٹھا کر چوم لیا۔

طوالت کے خیال سے میں اس نرم دل گورے کی انسانیت کی کہانی حذف کرتے ہوئے اس جانب آتا ہوں جہاں سے میری زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔

میرے ماں باپ کو ایک معقول رقم جو ان کی دھندلائی ہوئی آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھی تھی' دے کر اس گورے نے مجھے گود لے لیا نئی دنیا میرے لئے بڑی دلچسپ ثابت ہوئی۔ نیلی آنکھوں' سنہرے بالوں اور سفید چمڑی والی آیا مجھے بے حد پسند آئی۔ کھلونوں کا کوئی شمار نہیں تھا۔ میں بہت جلد نئے ماحول سے مانوس ہو کر اپنے ماضی کو بھولنے لگا۔ ماں' باپ یا بہنیں ملنے آتیں تو خاص رغبت نہ دکھاتا۔ جب تک وہ گورا کٹنی میں رہا' ماضی سے میرا رسمی رابطہ رہا اور جب اس کا تبادلہ بنارس ہو گیا تو یہ رسمی رابطہ بھی ٹوٹ گیا۔

جب میں دسویں سال میں پہنچا تو بنارس کے ایک مشنری اسکول پہنچا دیا گیا۔ اپنے ہم سنوں میں' میں بے حد ذہین تھا۔ سفید داڑھی اور معصوم چہرے والے فادر جوزف سے تثلیث کے مسئلہ پر اکثر الجھ جایا کرتا۔ ماضی سے ہر قسم کا رابطہ ٹوٹ جانے کے باوجود دادا جان کی بہت سی تعلیمات ذہن میں اٹکی رہ گئی تھیں۔ مجھے سورۂ اخلاص کا ترجمہ بھی یاد تھا۔ جب بھی فادر جوزف کلاس سے مخاطب ہو کر خدا کے بیٹے مسیح کا تذکرہ کرتا' میں ٹانگ اڑا دیتا۔ "تم غلط کہتے ہو۔ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔ اور نہیں ہے اس کے جوڑ کا کوئی۔"

"یہ غلط ہے۔" فادر جوزف کہتا۔

"یہ ٹھیک ہے۔" میں مچل جاتا۔ "میرے دادا جھوٹ نہیں کہتے تھے۔"

میرے ہم جماعت اکثر معصوم انداز میں مجھ سے کہتے کہ گورے کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ وہ سچے ہوتے ہیں' کالے آدمیوں کو انہیں جھوٹا نہیں کہنا چاہئے اور میں ایسے ہر موقع پر بحث سے کہتا "کون کہتا ہے میں کالا ہوں۔" کیونکہ میرا رنگ بھی سرخ و سفید تھا۔ جب فادر جوزف نے محسوس کر لیا کہ وہ یہ بات میرے ذہن سے نہیں نکال سکے گا اور میری وجہ سے دوسرے لڑکے بھی "خراب" ہوں گے تو وہ بائبل کا درس دیتے ہوئے مجھے ہمیشہ لائبریری میں بھیج دیتا تھا۔ میرے ساتھی اس طرح ایک گھنٹے کی چھٹی ملنے پر مجھ پر رشک کیا کرتے تھے۔

تعلیم کا ہنگامہ خیز زمانہ گزار کر میں یونیورسٹی کی آزاد فضا میں پہنچا۔ لڑکیاں میری دوستی پر فخر کیا کرتی تھیں اور دوست پرنس سلطان کہا کرتے تھے لیکن میں ستارہ کی

زلف کا اسیر ہو چکا تھا اور کسی دوسری لڑکی پر تصرف کو بدترین ہرجائی پن سمجھتا تھا۔

کہتے ہیں عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے اور ہوا بھی یہی۔ ستارہ کے والدین کو علم ہوا اور انہوں نے اس کی تعلیم روک دی اور میرے منہ بولے گورے باپ کو پیغام بھیجا "تعلیم سے نمٹنے کے بعد سلطان کی شادی ستارہ سے کر دی جائے گی۔ اس سے کہو کہ ہماری عزت کی خاطر اس وقت تک ستارہ سے ملنا ترک کر دے۔"

اب میرے دل میں جلد از جلد تعلیم ختم کرنے کی نئی امنگ پیدا ہو گئی۔ ستارہ کے چھریرے بدن' دراز قامت' کمر سے نیچے تک لہراتی سیاہ زلفوں نے مجھے دیوانہ بنا رکھا تھا۔ اس کی چھلکتی ہوئی غزالی آنکھوں کی گہرائی میں ڈوب جانے کو جی چاہتا تھا اور جب وہ شرما کر پلکیں جھکاتی تو یوں لگتا جیسے کائنات گنگنا اٹھی ہو۔ سیبوں کی سرخی لئے رخسار اور اس کے ہونٹوں کے مچلتے ابھار کو دیکھ کر ہمیشہ میرے ہونٹوں کے گوشے کانپنے لگتے' کانوں کی لویں گرم ہونے لگتیں' سانسوں میں عجب سی بے ربطی پیدا ہو جاتی لیکن میں نے کبھی اپنی سطح سے گرنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ میں جانتا تھا کہ آخر ستارہ میری ہی ہو گی۔

آخر کار میں نے گریجویشن کر لیا۔ امتیاز کے ساتھ اور میرے مقدر کا ستارہ مجھے مل گیا۔ شب عروسی میں جب ہمارے جسموں اور سانسوں کی آویزش سے لذتوں کے نئے روپ اور نئے رنگ ابھر رہے تھے تو ستارہ نے مجھ سے عہد لیا کہ میں کبھی ہندوستان سے باہر نہیں جاؤں گا۔ وہ اپنے والدین کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھی۔ اسے اندیشہ تھا کہ اگر کبھی میرے منہ بولے باپ کو وطن لوٹنا پڑا اور میں نے بھی جانے کا ارادہ کر لیا تو ستارہ کے والدین اس کی جدائی نہ جھیل سکیں گے۔

کس قدر باوفا تھی وہ لڑکی! اپنی محبت پا لینے کے بعد بھی ماں باپ کو نہیں بھولی تھی اور میں اس وقت تک اپنے محنت کش باپ کو بھول چکا تھا۔ جس کے نطفے سے میں نے جنم لیا۔ جس کے خون پسینے کی کمائی نے مجھے گویائی کی منزل پر پہنچایا اور جب مجھ پر زندگی کے نئے نئے راز آشکار ہوئے تو میں نے محمد سلطان سے پرنس سلطان بن کر اسے بھلا دیا۔

شادی کے بعد ہم دونوں اونچے نیچے پہاڑوں اور سبزے سے لدی وادیوں کی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

سرزمین شملہ میں جا بسے۔ مجھے حشرات الارض اور کیڑے مکوڑوں پر تجربے کرنے کا خبط تھا اس مقصد کے لئے پھولوں سے لدے درختوں اور سرسبز بیلوں کے درمیان میں نے ایک بیش قیمت تجربہ گاہ تیار کی جہاں ستارہ میرا ہاتھ بٹاتی تھی۔ شملہ کی وادیوں میں چاہتوں اور محبتوں کی ایک نئی داستان پروان چڑھ رہی تھی جہاں مسرتیں تھیں' قہقہے تھے' قربتیں تھیں اور بہاروں کی دیویاں دل کھول کر ہم پر اپنی محبتیں اور خوشیاں نثار کر رہی تھیں۔

شادی کے دو سال کے اندر ہی مجھے اپنے شب عروسی کے عہد کو پورا کر کے دکھانے کا موقع مل گیا۔ میرے منہ بولے باپ کو انگلستان بلا لیا گیا۔ مجھے اس نے خط لکھے' خود شملہ آیا لیکن میں ستارہ کے سامنے شرمندہ ہونے پر قطعی آمادہ نہ ہوا۔ آخر کار ایک بڑھئی زادے کو اخلاقی زندگی کی رفعتوں پر پہنچانے والا وہ نیک انسان خطیر رقم اور بیش قیمت جائدادیں میرے نام منتقل کر کے اپنے وطن لوٹ گیا۔

زندگی اتنی سہل گزر رہی تھی' خوشیوں کا ایسا اتھاہ سمندر انگڑائیاں لے رہا تھا کہ میں اس میں گم ہو کر تقدیر اور کاتب تقدیر کو بھول چلا تھا۔ اس بات سے بالکل بے خبر کہ صدموں اور مصیبتوں کا ایک ہولناک طوفان میری غفلت کی آڑ میں چپکے چپکے' دھیمے دھیمے' لمحہ بہ لمحہ میرے قریب آتا جا رہا ہے۔

میں اپنے تجربوں اور ستارہ کی بھرپور محبت میں ڈوبا ہوا تھا اور مصیبتوں کے فرشتے مناسب وقت کے انتظار میں میرے قریب کھڑے زہرخند کر رہے تھے۔

شملہ میں میرا معمول تھا کہ نہا دھو کر ناشتے سے نمٹتے ہی تجربہ گاہ میں جا گھستا جہاں مرتبانوں' لکڑی کے ڈبوں' تنکوں کی ٹوکریوں اور مصنوعی بلوں میں بھانت بھانت کے بیشمار حشرات الارض دھیمی دھیمی سرسراہٹیں پیدا کرتے رہتے تھے۔ ستارہ کھانے پکانے سے نمٹ کر میرے لئے کیڑے مکوڑے تلاش کرنے نکل جاتی۔ دوپہر میں ہم کھانے پر جمع ہوتے خوش گپیوں کے بعد ساتھ ہی تجربہ گاہ میں آ جاتے۔ ستارہ کیڑے مکوڑوں کو مخصوص غذائیں دیتی۔ پھر ہم بہت سے حشرات الارض کی عادات و خصائل پر طویل بحثیں کرتے' کچھ تحریری نوٹ تیار کرتے اور چھ بجے رنگوں سے بھری وادیوں کی سیر کو نکل جاتے۔

ایک روز جیسے ہی میں تجربہ گاہ میں گھسا' ایک اجنبی سی پھنکار سنائی دی' میرے قدم رک گئے اور کان آواز کی طرف لگ گئے اس وقت تجربہ گاہ میں میرے پاس صرف تین سانپ تھے۔ اور ان تینوں کو مخصوص غذاؤں کے ذریعے بالکل بے ضرر اور کمزور کر دیا گیا تھا جبکہ اجنبی پھنکار بہت تیز اور غصیلی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی جنگلی سانپ یا سپنولیا تجربہ گاہ میں گھس آیا ہو۔

میں چند ثانیوں تک اپنی جگہ پر ٹھہرا آواز کا منتظر رہا۔ پھر اچانک وہی غضب ناک پھنکار سنائی دی۔ اس بار میں نے سمت کا اندازہ کر لیا۔ وہ آواز اسی جانب سے آئی تھی جہاں شیشے کی ایک الماری میں سانپوں کی ٹوکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک ٹوکری میں عنبری ناگ کا جوڑا تھا اور دوسری میں ایک کالے سانپ کی مادہ بند تھی۔

مجھے ایک لمحہ کے لئے ستارہ پر غصہ آ گیا۔ سانپوں کی خوراک کے بارے میں میں نے اسے خاص ہدایت دی ہوئی تھی۔ مجھے خیال گزرا کہ وہ ہدایت سے تجاوز کر کے انہیں زیادہ خوراک دیتی رہی ہے اور اسی سبب سے ان میں سے کوئی توانا سانپ پھنکاریں مار رہا ہے۔

اچانک مجھے اپنی پشت پر قدموں کی آہٹ سنائی دی میں پلٹا تو ستارہ باوقار انداز میں ٹھہرے ٹھہرے قدم اٹھاتی چلی آ رہی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر بکھری مسکراہٹ دیکھ کر میری تشویش رفع ہو گئی اور ایک لمحہ کے لئے اجنبی پھنکار بھی ذہن سے نکل گئی۔

"آج دوپہر کے کھانے میں دیر ہو گئی۔" ستارہ نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"یہی کہنے آئی ہو۔" میں نے اس کی پیشانی پر لہراتی ایک گستاخ لٹ کو چھو کر کہا۔ اس سے قبل کہ وہ جواب دیتی' وہی پھنکار تیسری بار سنائی دی اور ستارہ کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں۔

"یہ کیسی آواز ہے؟" وہ قدرے سہمی ہوئی آواز میں بولی۔

"تم سے کہا ہوا ہے کہ انہیں زیادہ خوراک نہ دیا کرو۔ یہ سب۔۔۔!" میرا جملہ ادھورا رہ گیا' کیونکہ پے در پے کئی پھنکاریں سنائی دیں جن کی سمتیں بتا رہی تھیں کہ وہ سانپ متحرک ہے میں بجلی کی سی تیزی سے پلٹا تو سیاہ رنگ کا پتلا سا سانپ فرش پر لہراتا ہوا [illegible] میری جانب آ رہا تھا۔

"بچو ستارہ۔ یہ وہی مادہ ہے!" میں چیخا اور اچھل کر ستارہ کے سامنے آ گیا وہ بالکل میری پشت سے چپک گئی۔ اس کے سانسوں کا بے ترتیب اتار چڑھاؤ میں اپنی کمر پر محسوس کر رہا تھا۔

وہ سیاہ سانپ مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر رکا اور پھن فرش سے اونچا اٹھا کر اسے فضا میں لہرانے لگا۔ ساتھ ہی وہ پھنکاریں مار مار کر اپنی باریک باریک سرخ زبانیں نکال رہا تھا۔ اس کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ مشتعل ہے۔

میں بالکل بے حس و حرکت ہو گیا۔ میں جانتا تھا کہ میرے جنبش کرتے ہی وہ اچھل کر مجھ پر حملہ کر دے گا۔ وہ فضا میں پینترے بدل بدل کر گھات لگا رہا تھا۔ میری نظریں اس کے بل کھاتے ہوئے چمکیلے بدن کی جنبشوں پر مرکوز تھیں اور پورا بدن ساکت!

مجھے حیرت ہو رہی تھی کہ وہ سامنے مقابلے پر ڈٹا ہوا تھا۔ ورنہ سانپ آدمی کا سامنا ہوتے ہی بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے حملہ آور ہونے یا ڈسنے کی دو ہی صورتیں ہوتی ہیں۔ اول تو یہ کہ وہ غفلت میں کسی کو مار لیں یا ان پر حملہ کر کے انہیں مشتعل کر دیا جائے۔ اس وقت ان دونوں میں سے کوئی بات نہیں تھی سو مجھے خیال گزرا کہ کسی طرح یہ مادہ ٹوکری سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئی ہے اور قید کے باعث مشتعل ہے۔ لہٰذا میں نے بلا جنبش کئے آہستہ سے ستارہ سے کہا۔ "تم غیر محسوس طریقہ سے پیچھے کھسکتی جاؤ اور وسطی میز پر چڑھ جاؤ۔ یہ جیسے ہی زد میں آئے' اس پر ہلکے تیزاب کی بوتل دے مارنا۔"

ستارہ میرے ساتھ تجربہ گاہ میں رہ کر حشرات الارض کے بارے میں بہت کچھ جاننے لگی تھی وہ بلا کچھ کہے بہت آہستہ سے میری پشت سے ہٹ کر الٹے قدموں پیچھے کھسکنے لگی۔ وہ سیاہ سانپ بھی بے حد چالاک تھا۔ ستارہ کے ہٹتے ہی صورت حال بھانپ گیا اور بڑی بے چینی سے پھن لہرا لہرا کر اور تیز پھنکاریں مارنے لگا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ پل بھر میں ہی وہ موذی حملہ آور ہونے والا ہے۔ لیکن مجبور تھا۔ اگر میں ذرا بھی ہلتا تو وہ ٹوٹ پڑتا اور میرے ساتھ ہی ستارہ بھی خطرے میں پڑ جاتی جبکہ میرے درمیان میں ہونے کے سبب وہ ستارہ کی طرف جانے کے بجائے پہلے میری جانب آتا۔ مجھے صرف

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اتنی مہلت درکار تھی کہ ستارہ کے میز پر چڑھنے کی آہٹ سنائی دے' اس کے بعد میں یکسو ہو کر اس سیاہ موذی کے بارے میں کچھ سوچ سکتا تھا۔

اچانک اس کا بدن تیزی سے فرش پر لہرایا اور میرے کچھ سمجھنے سے قبل ہی وہ میری جانب لپکا۔ پشت سے ستارہ کی چیخ لہرائی۔ میں بوکھلا کر پلٹا تو وہ میز پر چڑھ چکی تھی اور سانپ کو میری جانب حملہ آور ہوتے دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئی تھی۔ اسی وقت میرے قدموں میں کوئی چیز کلبلائی اور پل بھر میں وہ موذی میرے پیروں کے درمیان سے گزر کر ستارہ والی میز کے سامنے پہنچ گیا۔ اس کے جسم کا لمس میں نے اپنے پیروں پر محسوس کیا تھا۔ وہ بڑی آسانی سے اس وقت مجھے ڈس سکتا تھا لیکن اس کے بجائے وہ ستارہ کی جانب گیا تھا۔ اس کے یہی معنی ہو سکتے تھے کہ وہ کسی خاص وجہ سے صرف ستارہ کی جان کے درپے ہو رہا ہے۔

یہ سب پلک جھپکتے ہو گیا۔ اب وہ میز کے سامنے فرش پر پھن مار رہا تھا اور مسلسل ستارہ کی جانب نگراں تھا جو ہکا بکا میز پر کھڑی اسی کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ میرے لئے اتنی ہی مہلت غنیمت تھی۔ میں زور سے چلایا۔ "تیزاب کی بوتل مارو۔"

میری آواز نے تازیانے کا کام کیا اور ستارہ نے اس پر گندھک کے ہلکے تیزاب کی بوتل دے ماری۔ وہ زخمی ہو کر زور سے پھنکارا اور دو تین بل کھا کر تیزی سے دروازے سے نکل گیا۔

زخمی سانپ کے فرار ہوتے ہی میں اس کے تعاقب میں لپکا لیکن باہر اس کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ راہداری سے اتر کر میں نے گلاب کے تختوں اور بیلے کی تمام کیاریوں کو چھان مارا لیکن اس کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔

میں واپس تجربہ گاہ میں آیا تو ستارہ کی آنکھیں دہشت سے کشادہ تھیں اور وہ کسی بت کی طرح میز پر بیٹھی مسلسل اسی سمت میں گھورے جا رہی تھی جہاں سانپ تیزاب سے زخمی ہوا تھا۔ میرے پہنچنے پر بھی اس کی حالت میں کوئی تبدیلی رونما نہ ہوئی اور مجھے یہ سمجھ لینا پڑا کہ اس پراسرار شیطانی واقعہ کی دہشت سے ستارہ پر سکتہ کی حالت طاری ہو گئی ہے۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"ستارہ!" میں نے قریب جا کر نرمی سے اس کا شانہ دبایا اور وہ بےساختہ چیخ پڑی۔ اس کی خوف زدہ چیخ سے میں بوکھلا گیا۔ ستارہ چیخ مارتے ہی میری طرف گھومی اور سہمی ہوئی چیخ کی گونج معدوم ہونے سے قبل ہی سسک کر رہ پڑی۔ میں نے بڑھ کر اسے اپنی کشادہ چھاتی میں چھپا لیا۔

"وہ سانپ نہیں تھا۔ وہ سانپ نہیں تھا اس کی آنکھوں سے رنگ برنگی چنگاریاں نکل کر میرے دماغ میں اتر رہی تھیں۔ میرے سرتاج! اگر تم نہ چیختے تو وہ موذی مجھے مفلوج کر دیتا۔ سانپ کے روپ میں وہ کوئی شیطانی بلا تھی!"

میں نے ستارہ کی ان باتوں کو خوف کی پیداوار سمجھتے ہوئے اسے دلاسا دیا۔ جب پانی کا ایک گلاس خالی کرنے کے بعد اس کے حواس بحال ہوئے تو میں نے اسے ہمراہ لے کر شیشے کی الماری کی طرف جانا چاہا جہاں تین سانپ ٹوکریوں میں مقید تھے لیکن ستارہ ادھر جانے پر آمادہ نہ ہوئی۔ آخر اسے ایک کرسی پر چھوڑ کر میں خود الماری کی طرف بڑھا تاکہ یہ دیکھ سکوں کہ وہ سیاہ ناگ کس طرح ٹوکری اور پھر شیشے کی الماری سے باہر آ سکا کیونکہ الماری کے شیشوں اور تنکے کی ٹوکریوں میں ہوا گزارنے کے لئے اتنے چھوٹے سوراخ تھے کہ ان میں سے چیونٹیوں کا گزرنا بھی محال تھا۔

الماری کے اوپری خانے میں ہمیری ناگ کے جوڑے والی بڑی ٹوکری اپنی جگہ پر موجود تھی اور نچلے خانے میں دوسری ٹوکری بھی پوری طرح بند نظر آ رہی تھی۔ میں نے اپنے ذہن میں سر ابھارنے والے وسوسوں کو جھٹکتے ہوئے پوری احتیاط سے الماری کا قفل کھول کر پہلے بڑی ٹوکری اتاری۔ سوراخوں میں سے جھانکا تو ہمیری ناگ اور ناگن کنڈلیاں مارے آرام سے بیٹھے تھے۔ وہ ٹوکری رکھ کر میں نے سیاہ مادہ کی ٹوکری کو جونہی ہاتھ لگایا اس میں سے سرسراہٹ اور ہلکی ہلکی پھنکاریں ابھرنے لگیں۔ یہ بات میرے لئے جس قدر اطمینان بخش تھی اسی قدر تشویش ناک بھی تھی۔ اطمینان اس بات کا تھا کہ سانپوں والی الماری اپنے اسیروں کو مقید رکھنے کے لئے بہت محفوظ تھی اور تشویش اس امر کی تھی کہ یہ مادہ موجود ہے تو ستارہ کو ہلاکت کے خوف میں مبتلا کرنے والا سیاہ سانپ کہاں سے آیا۔ اسی سوچ بچار میں' میں نے ٹوکری میں جھانک کر سیاہ مادہ کو اپنی آنکھوں سے کلبلاتے اور زبانیں نکالتے دیکھا اور ان تینوں کی جانب سے مطمئن

ہونے کے بعد انہیں اسی طرح منتقل کر دیا۔

ستارہ سیاہ مادہ کی پھنکاریں سن چکی تھی اور خوف سے اس کی حالت ابتر ہو رہی تھی۔ میں نے کسی نالی کے راستے باہر سے سانپ کے آ جانے کا امکان پیش کرتے ہوئے تسلی دی اور تجربہ گاہ مقفل کر کے اسے خواب گاہ میں لے آیا۔

دوپہر کے کھانے میں طبیعت اچاٹ سی رہی۔ خلاف معمول ہم دونوں خاموشی سے آتش شکم سرد کرتے رہے۔ میرے ذہن پر وہ واقعہ ایک بوجھ بن کر چھا گیا تھا۔ جب ہم کھانے سے نمٹ گئے تو اچانک یہ گرہ کھل گئی۔ مجھے یاد آ گیا کہ تجربہ گاہ میں مقید سیاہ مادہ ستارہ ہی نے دو ماہ قبل اپنے مکان کی عقبی ڈھلانوں سے پکڑی تھی۔ اس کا نر اسی وقت سے اشتعال کے عالم میں اپنی مادہ کی تلاش میں رہا ہو گا اور آخر کسی پراسرار طریقے سے تجربہ گاہ تک آ پہنچا ہو گا۔ جب اسے اپنی مادہ کی قید کا علم ہوا ہو گا تو وہ غضب میں آ کر اس مکان کے بسنے والوں کا دشمن ہو گیا۔

یہ گتھی سلجھ جانے کے بعد ایک نئی فکر پیدا ہو گئی۔ ستارہ ہی نے مادہ سانپ کو قید کیا تھا اور اس کے نر نے مجھے یکسر نظر انداز کرتے ہوئے ستارہ کو ہی اپنے قہر کا نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی۔ میری عقل ان دونوں باتوں کو محض اتفاق مان لینے پر تیار نہیں تھی۔

سانپوں کی پراسرار قوتوں کے بارے میں میں نے بہت سی روایات سن رکھی تھیں۔ جن میں ایک یہ بھی تھی کہ کسی بھی سانپ کو مارنے کے بعد اس کی آنکھیں کچل دینی چاہئیں کیونکہ دم توڑتے وقت سانپ کی آنکھوں میں اپنے قاتل کی شبیہ کسی تصویر کی طرح ثبت ہو جاتی ہے اور آنکھوں کو نہ کچلا جائے تو مردہ سانپ کا دوسرا ساتھی اس کے بے جان جسم کے قریب پہنچنے پر اس کی آنکھوں میں ثبت شبیہ کو ذہن میں محفوظ کر کے انتقام کے لئے نکل پڑتا ہے اور اپنے ساتھی کے قاتل کا کھوج نکال کر اسے بے رحمی سے ڈس لیتا ہے۔

یہاں میں یہ واضح کرتا چلوں کہ اس وقت تک اوہام پرستی مجھے چھو کر بھی نہ گزری تھی۔ میں ایسی نیم پراسرار اور ماورائی روایات کا بڑی بے دردی سے مضحکہ اڑایا کرتا تھا لیکن ستارہ کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ نے مجھے اس بارے میں

سوچنے پر مجبور کر دیا۔ یہ درست تھا کہ ستارہ نے مادہ کو ہلاک نہیں کیا تھا بلکہ قید کیا تھا پھر بھی یہ ممکن تھا کہ سیاہ مادہ نے کسی نامعلوم طریقے پر اپنے نر کو ستارہ سے جان پہچان سے آگاہ کر دیا ہو اور ستارہ کی بو پا کر نر سانپ انتقام میں اندھا ہو کر مجھے بالکل فراموش کر بیٹھا ہو۔

ستارہ سارا دن کھوئی کھوئی سی رہی اور میں نے اس پر اپنے اندیشوں کا اظہار مناسب نہ سمجھا۔ جب سورج کا آتشیں گولہ شملہ کی سبزے سے لدی مغربی پہاڑیوں کو چوم لینے کی کوشش میں نیچے جھکنے لگا تو میں ستارہ کا دل بہلانے کے لئے سیر کے لئے نکل پڑا۔ برف میں ڈوبی تیز ہواؤں کی کاٹ نے سورج کی شعاعوں کو کند کر کے رکھ دیا تھا۔ سدا بہار درختوں اور جھاڑیوں کی اوٹ میں اکا دکا منچلے اپنی آوارہ تمناؤں کی تسکین حاصل کرتے پھر رہے تھے۔ ان اطراف میں راستے دشوار گزار ہونے کے باعث کسی نے رہائش اختیار نہیں کی تھی۔ بس ہمارا ہی بنگلہ آباد تھا۔ ورنہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر پھیلے ڈاک بنگلے ویران پڑے ہوئے تھے۔ یہاں جاڑوں میں ہر سال ایسی ہی ویرانی پھیل جاتی تھی اور جیسے جیسے بہار کی کونپلیں اپنا جوبن دکھانے لگتیں، نشیبی آبادیوں اور ہندوستان کے دور دراز حصوں سے بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے مرد، عورتیں، لڑکے اور لڑکیاں یہاں سمٹنے لگتے۔ جون جولائی میں تو یہ عالم ہوتا کہ تفریح گاہوں میں تل دھرنے کو بھی جگہ نہ رہتی۔ نوجوان بانکے اپنی پیاریوں کی کمر میں ہاتھ ڈالے سارا سارا دن تنہائی کی تلاش میں بھٹکتے رہتے اور ہر جگہ الجھے ہوئے سانسوں کی حرارت پہلے سے موجود پاتے۔

خوشبوؤں سے بوجھل، بھیگی بھیگی ہواؤں نے ستارہ کی پریشانی رفع کر دی اور وہ گرد و پیش میں پھیلے قدرتی حسن میں گم ہو کر لمحاتی طور پر تجربہ گاہ کا روح فرسا تجربہ بھول گئی۔ ایک پہاڑی کے نیچے پہنچ کر ہم ٹھہر گئے۔ اوپر گیندے کے بڑے بڑے سجے اور تیز رنگوں والے پھولوں کے جھنڈ پھیلے ہوئے تھے۔

"دیکھیں پہلے کون پھول توڑتا ہے۔" میں نے شرارت آمیز نظروں سے ستارہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اس نے اپنی ہنسی دباتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

میں چڑھائی طے کرنے کے لئے پھرتی سے لپکا ہی تھا کہ ستارہ سانپ کہہ کر چیخی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اس وقت میں نے بائیں جانب کے پتھروں میں ایک لکیری روپوش ہوتی دیکھی۔ ستارہ اسی سمت میں خوفزدہ نظریں جمائے ہانپ رہی تھی۔

"سلطان گھر چلو۔" میرے قریب پہنچنے پر وہ بے چینی سے بولی۔ "ابھی وہی صبح والا کالا سانپ سامنے سے میری طرف لپکا تھا۔ میں نے جیسے ہی زمین سے پتھر اٹھایا وہ بائیں جانب بھاگ گیا۔"

"صبح والا سانپ!" میں پھیکے پن سے ہنسا۔ "اب تمہیں ہر جگہ صبح والا سانپ نظر آنے لگا۔"

وہ روہانسی ہو گئی۔ "تمہارے سر کی قسم وہی تھا تیزاب میں جھلسنے کی وجہ سے اس کے سارے جسم پر آبلے پڑے ہوئے تھے۔"

اس بیان نے میری عقل چھپٹ کر دی اور دل میں خوف کی لہریں پیدا ہونے لگیں۔ وہ موذی بلا اپنے انتقام کی پیاس بجھانے کے لئے مسلسل ستارہ کا تعاقب کر رہی تھی۔

بدمزگی اور خوف کا بوجھ ذہنوں پر لئے ہم دونوں نے وہ دن گزارا۔ گیندوں والی پہاڑی سے لوٹنے کے بعد میں ستارہ کی طرف سے ہر وقت چوکنا رہا تاکہ غافل پاکر وہ موذی اپنا وار نہ کر جائے میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ اب وہ سانپ نظر آگیا تو جان پر کھیل کر میں اسے مار ہی ڈالوں گا اور اس کا انتظام بھی کر لیا تھا۔

سونے سے قبل میں نے خواب گاہ کی اچھی طرح تلاشی لی۔ مجھے اس بدطینت سانپ کی جانب سے خدشہ تھا کہ وہ موقع پاکر وہاں چھپ نہ گیا ہو۔ پھر ساری کھڑکیاں' دروازے اور نالیاں بھی بند کر دیں تاکہ دن بھر کی بے آرامی کے بعد ہم رات کو سکون سے سو سکیں۔

ستارہ سے مجھ کو کس قدر محبت تھی اس کو لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ ماضی سے رشتہ ٹوٹ جانے کے باعث میں اپنی اصل ماں' باپ اور بہنوں کو اس وقت بالکل بھولا ہوا تھا۔ میرا منہ بولا شفیق باپ اپنی بیوی سمیت ہزاروں میل دور جا چکا تھا۔ میری طوطا چشمی سے اسے اس قدر صدمہ ہوا تھا کہ اپنے وطن پہنچنے کے بعد اس نے مجھے دو سطریں بھی نہ لکھیں۔ تعلیم ختم ہونے کے بعد دوستوں کا سارا ٹوٹ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

چکا تھا اور اب ستارہ میری زندگی کا محور۔۔۔ میری کائنات تھی! اس کی جان کو لاحق اس ہولناک خطرے کے بارے میں سوچ سوچ کر ہی مجھے پسینے چھوٹے جا رہے تھے۔

روشنی گل کرنے کے بعد میں نے نیلا بلب جلا دیا اور تھوڑی ہی دیر میں محبتوں کی تعبیر۔۔۔ ستارہ میرے بازوؤں میں دبکی نیند کی آغوش میں پہنچ گئی۔ میں گھنٹوں کسی بھی آواز یا سرسراہٹ پر کان لگائے جاگتا رہا اور دو کا گجر بجنے کے بعد سو گیا۔

نہ جانے وہ کوئی بھیانک خواب تھا یا چھٹی حس کی کارگزاری کہ چار بجے کے قریب میری آنکھ کھل گئی۔ سخت سردی ہونے کے باوجود میرا بدن پسینوں میں شرابور تھا' دل کنپٹیوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔ ستارہ میرے بازوؤں سے نکل کر دوسری جانب کروٹ لئے بے خبر سو رہی تھی میری نظر غیر ارادی طور پر ستارہ کے سرہانے گئی اور میری نبضوں کی رفتار یک لخت سست پڑ گئی۔

نیلے بلب کی مدھم روشنی میں وہی سیاہ سانپ ستارہ کے سرہانے اپنا دھڑ فرش سے اوپر فضا میں لہرا رہا تھا اور بغیر آواز پیدا کئے بار بار زبانیں نکال رہا تھا۔ مدھم روشنی کے باوجود اس کے جھلسے ہوئے جسم پر ابھرے ہوئے آبلے صاف نظر آ رہے تھے۔ اس کے انداز میں اتنا اعتماد اور ٹھہراؤ تھا کہ لمحہ بھر کے لئے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ستارہ کو ڈس چکا ہے اور اب میری طرف آنے والا ہے۔

پرسکون انداز میں پھن لہراتے لہراتے اچانک اس نے تیز پھنکار مار کر ستارہ کے رخسار پر حملہ کر دیا۔ ستارہ کی اندوہناک چیخ میری خوف زدہ چیخ سے مل کر کمرے میں گونج اٹھی اور وہ سانپ بجلی کی سی تیزی سے غائب ہو گیا۔ میں فرط غم سے دیوانہ ہو گیا۔ سانپ کی موجودگی کے خطرے کی پرواہ کئے بغیر مسہری سے کود کر خوابگاہ روشن کر دی اور ستارہ کی جانب جھپٹا لیکن وہ میرے چہرے کی لکیروں میں چھپا ہوا کرب دیکھنے کے لئے زندہ نہیں رہی تھی۔ اس کا جسم بے جان تھا' دھڑکنیں مفقود ہو چکی تھیں' اس کے شفق رنگ گال پر ایک باریک سا سیاہ داغ اس کے حسن کی تابندگی کو لازوال بنا رہا تھا۔

میں نے ستارہ کے بے جان جسم کو بری طرح جھنجھوڑ کر رکھ دیا لیکن سانپ کے زہر کی ہلکی نیلاہٹ میری دیوانگی میں ڈوبی چیخوں کے باوجود موت کی ہولناک آغوش میں

نیند کے مزے لے رہی تھی!

ساری رات میری آوازیں تجربہ گاہ کے گرد پھیلی پہاڑیوں سے ٹکرا ٹکرا کر اس خواب گاہ میں گونجیلا ارتعاش پیدا کرتی رہیں جہاں میں اپنی معصوم محبت کی اکڑتی ہوئی لاش پر اپنی بدنصیبی کا ماتم کر رہا تھا۔ ساری رات میں ستارہ کے ایک ایک رونگٹے سے اپنی پیشانی رگڑتا رہا۔ خدا سے خطاب کر کے نہ جانے کیا کیا کفر بکتا رہا لیکن قدرت کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں' ستارہ مجھ سے چھین لی گئی تھی! حقیقت کا یہ تلخ زہر جلد یا بدیر مجھے حلق سے اتارنا ہی تھا!

رات گزر گئی۔ کفن میں لپٹی اس سیاہ رات مجھے کوئی دلاسا دینے نہ آیا۔ کیونکہ تجربہ گاہ کے گرد ہر سمت ویرانیوں کا راج تھا' وہاں کوئی ایسا ذی روح نہ بستا تھا جو انسانوں کا دکھ سمجھ سکے۔ وہ رات مجھ پر بڑی بھاری گزری۔ جذبات میں ڈوبا میرا مایوس ذہن اللہ کی رحمتوں سے منکر ہو کر کفر کی دہلیز پر دستک دے رہا تھا کہ معاً میرے کانوں میں ایک گونج پیدا ہوئی۔ میرے دادا اکثر مجھے ایک آیت سنایا کرتے تھے جس کا مفہوم یہ تھا "اسی نے تم کو پیدا کیا اور آخر کار تم سب کو اسی کی جانب لوٹنا ہے۔" اور میرے دل میں عزم کی نئی چنگاریاں سلگنے لگیں۔ جب موت ہر جاندار کا مقدر ہے تو سانپوں کی تقدیر کا یہ آخری باب میرے ہاتھوں ہی مکمل ہو گا۔ میں نے اپنی ورم آلود سرخ آنکھیں ستارہ کے بے جان جسم پر جما کر بھرائی ہوئی آواز میں عہد کیا کہ اب سانپوں کی نسل میرے ہولناک انتقام کا نشانہ بنے گی۔ میں انہیں پہاڑوں پر' میدانوں میں' ریگزاروں میں' زمین کے اوپر اور زمین کے نیچے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ہلاک کروں گا۔ ایسی عبرتناک موت ان پر نازل کروں گا کہ ان کی نسلیں اسے یاد رکھیں گی۔

اگلے روز میں نے تجربہ گاہ کے احاطے میں گلاب کے تختوں کے درمیان نرم زمین میں اپنے ہاتھوں سے ستارہ کی قبر تیار کی۔ ستارہ کی یاد میری یادوں کا مقدس سرمایہ تھی' میری تنہائیوں کا سہارا تھی۔ ستارہ کی موت کے بعد پہلی بار مجھے اندازہ ہوا کہ مجھے اس سے جنون کی حد تک پیار تھا وہ میرے دل و دماغ میں سمائی ہوئی تھی اس کی موت کے بعد بھی اسے خود سے جدا کرنے پر آمادہ نہ ہو سکا۔ میں نے اشک بار آنکھوں اور کانپتے ہاتھوں سے چپکے سے اسے قبر میں اتارا۔ سفید چادر میں لپٹی اس کی لاش سے جلال و جمال کا ایسا تاثر ہویدا تھا کہ میں دیر تک باہر بیٹھا اسے دیکھتا رہا' پھر بادل نخواستہ قبر پر تختے جمائے اور پھر اپنے ہی ہاتھوں اسے منوں مٹی کے نیچے دبا دیا۔ سب مٹی سے پیدا کئے گئے اور ایک روز اسی مٹی میں ملیں گے!

ستارہ کی تدفین سے ہمت کر میں بوجھل دل لئے' جذبات سے مغلوب تجربہ گاہ میں آیا۔ خوراک نہ ملنے کے باعث حشرات الارض بھانت بھانت کی آوازیں نکال رہے تھے۔ ان ہی آوازوں میں تینوں مقید سانپوں کی آوازیں بھی تھیں' میرے دل میں انتقام کے شعلے بھڑک اٹھے' دماغ پر جنون سا طاری ہو گیا۔ میں نے تجربہ گاہ میں تیل کا چولہا روشن کر کے ایک بڑی دیگ میں پانی کھولانا شروع کر دیا اسی کے ساتھ میں نے سانپوں کے سوا تمام کیڑوں کوڑوں کو آزاد کر دیا۔ جب چولہے پر چڑھے پانی کی حدت بڑھ گئی تو میں فیصلہ کن قدموں کے ساتھ شیشے کی الماری کی جانب بڑھا جہاں تینوں سانپ بھوک کے عذاب میں مبتلا نحیف پھنکاریں مار رہے تھے۔ میں نے الماری کھول کر دونوں بند ٹوکریاں اٹھائیں اور ان زندہ سانپوں کو ٹوکریوں سمیت کھولتے پانی کی دیگ میں ڈال دیا جس کے نیچے چولہا پوری شدت سے جل رہا تھا۔

تجربہ گاہ کی پرسکون فضا میں ایک طوفان امڈ آیا۔ آبلی الاؤ میں ابلتے ہوئے سانپوں کی پھنکاریں' سسکیاں' غضبناک آوازیں' پرشور سیٹیاں! میرے وجود پر اشتعال آمیز لذت کی کیفیت طاری ہو گئی آگ کے فرزند' شیطان کی مدد کرنے کے جرم میں جنت سے دھتکاری ہوئی اس موذی مخلوق کی آوازیں جتنی بلند ہوتی تھیں' میرا جوش' میرا سرور اسی قدر بڑھتا جا رہا تھا۔ میں مٹھیاں بھینچ کر فضا میں مکے لہرا رہا تھا' کبھی چولہے کی آگ تیز کرتا' کبھی کھولتے ہوئے پانی کے ابال میں ڈبکیاں لگاتی ٹوکریاں دیکھ کر خوش ہوتا۔

ستارہ کی موت کا یہ شیطانی جشن' انتقام کی یہ لرزہ انگیز کارروائی جب اپنے عروج پر تھی تو یکایک مجھے اپنی پشت پر ایک ہولناک پھنکار سنائی دی۔ نہ جانے وہ کیسی جہنمی پھنکار تھی کہ اس سے گرم ہوا کا ایک جھکڑ میرے بدن سے ٹکرایا۔ دبی دبی سی چیخ مار کر پیچھے مڑا تو چند گز کے فاصلے پر ایک سفید ناگ کو موجود پایا۔ کسی درخت کے تنے کی طرح موٹا وہ ناگ کسی طرح تیس فٹ سے کم لمبا نہ رہا ہو گا' اس کی کنڈل نے

KHAN BOOKS & LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
Cell: 0345-5048634 - 0345-5448555
Prop: Ali Khan

Optimized by www.ImageOptimizer.net

فرش کا بڑا حصہ گھیرا ہوا تھا۔ وہ شاہانہ انداز میں اپنا چوڑا چکلا پھن اٹھائے میری طرف گھور رہا تھا۔ اس کا پھن فرش سے تقریباً چھ فٹ اوپر اٹھا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں بالکل میری نگاہوں کی سیدھ میں چمک رہی تھیں۔ اس کا لہریں لیتا ہوا' پھولتا پچکتا بدن چاندی کی کسی نازک سی منقش نلی کی طرح چمک رہا تھا۔ ایسا پروجاہت اور لحیم شحیم ناگ میں نے اپنی زندگی میں اس سے پیشتر نہیں دیکھا تھا اور میرا دعویٰ ہے کہ ایسے ناگ بڑے بڑے سپیروں نے بھی نہ دیکھے ہوں گے۔ میں نے خود بطور تحقیق اداروں میں بھی اس جیسا حسین اور رعب انگیز ناگ نہ دیکھا تھا۔

جب جنسی پھنکار محسوس کر کے میں پلٹا تو تیور غضب ناک تھے' ارادہ یہی تھا کہ میں جان کی بازی لگا کر الجھے ہوئے سانپوں کے اس نئے حمایتی کی گردن مروڑ دوں گا لیکن اس کی شوکت اور اس کی آنکھوں سے نکلنے والی غیر مرئی مقناطیسی لہروں نے مجھے چشم زدن میں مفلوج کر کے رکھ دیا۔ میرے پوری طرح متوجہ ہو جانے پر وہ ناگ اپنا پھن فضا میں ایک جگہ ٹھہرائے مجھے مسلسل گھورے جا رہا تھا۔ چند ہی سیکنڈ بلکہ چند ہی لمحوں میں میری سماعت مفلوج ہو کر رہ گئی' زبان تالو سے جم گئی' بدن سے گویا جان نکل گئی۔ نگاہوں کی یہ حالت کہ میں کوشش کے باوجود اس سفید ناگ پر سے آنکھیں نہ ہٹا سکا اور ذرا سی دیر میں ان آنکھوں کا حجم بتدریج بڑھتے بڑھتے اتنا ہو گیا کہ وہ ایک پردے کی طرح میری بینائی اور باقی دنیا کے درمیان حائل ہو گئیں۔

اس کے بعد مجھ پر کیا بیتی یہ مجھے نہیں معلوم۔ شاید میں اسی عالم میں تیورا کر فرش پر گر گیا تھا۔ کیونکہ آنکھ کھلنے پر خود کو تجربہ گاہ کے فرش پر پڑا پایا۔ سر کے عقبی حصہ میں خاصی تکلیف ہو رہی تھی۔ چولہا سرد ہو چکا تھا اور دیگ میں بھی کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ میں کافی دیر تک یونہی فرش پر بے حس و حرکت پڑا پتلیاں گھما گھما کر تجربہ گاہ کا جائزہ لیتا رہا لیکن وہ پرشکوہ سفید ناگ کہیں نظر نہ آیا۔

سر کی تکلیف کے ساتھ ہی مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے میرے بدن کی ساری توانائی نچوڑ لی ہو۔ اس سے پیشتر میں اپنی صحت اور شہ زوری پر بجا طور پر فخر کیا کرتا تھا لیکن اس وقت میری ساری شہ زوری نہ جانے کہاں گم ہو گئی تھی۔ کئی مرتبہ کی کوشش کے بعد میں فرش سے اٹھا۔ میرے بدن پر کوئی زخم نہیں تھا' نہ کہیں

سے خون نکلا تھا۔ اس کے باوجود نقاہت اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ اپنے قدموں پر کھڑا رہنا دشوار ہو رہا تھا۔

بمشکل دیگ تک پہنچا تو اس کے منہ سے گرم گرم بھاپ کے بادل اٹھ رہے تھے۔ اندر جھانکا تو دونوں ٹوکریاں کھلی ہوئی حالت میں پانی پر تیر رہی تھیں۔ بہت دیر تک پانی میں ابلنے کے باعث ٹوکریوں کے تنکے پھول چکے تھے۔ میں نے بہت غور سے دیکھا لیکن تینوں سانپوں کا دیگ میں پتہ نہیں تھا پھر میں نے ایک چھڑی سے ٹوکریوں اور ان کے ڈھکنوں کو ہٹا ہٹا کر دیکھا لیکن سنہری ناگ کے جوڑے اور سیاہ مادہ کا سراغ نہ مل سکا۔

بے اختیار میرا دل چاہا کہ اپنی بے بسی پر بلک بلک چیخ کر رونا شروع کر دوں لیکن یہ بھی نہ کر سکا۔ اس وقت یک بیک مجھ کو یہ احساس ہوا کہ میں بہت کمزور اور بے بس ہوں۔ ساری جسمانی شہ زوری کے باوجود میں اپنی پیاری ستارہ کی لاش پر کیا ہوا عہد پورا نہ کر سکا۔ وہ پراسرار سفید ناگ مجھے مفلوج کر کے اپنے ہم نسلوں کو میرے پنجہ انتقام سے چھڑا لے گیا اور میں اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔

مظلومیت اور انتقام کے شعلوں میں سلگتا میں تجربہ گاہ سے نکل کر باہر آیا اور بوجھل بوجھل قدموں سے گلاب کے پودوں کے درمیان ستارہ کی تازہ قبر کی طرف چل دیا۔ میں پشیمانی اور غصہ کی حالت میں سر جھکائے ستارہ کی قبر کے نزدیک پہنچا تو بے ساختہ میرے حلق سے ایک چیخ نکل گئی۔ میری آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کسی ظالم نے میرے سکون کے تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونک دی تھی۔ ستارہ کے مرتے ہی بدنصیبوں' محرومیوں اور شکست کے خوف اور سایوں نے مجھے اپنے حصار میں لے کر طاغوتی رقص شروع کر دیا تھا۔

گلاب کے تازہ پھولوں سے لدی ستارہ کی وہ قبر جسے دوپہر میں نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر کیا تھا' اب میرے سامنے کھدی ہوئی پڑی تھی۔ اس پر ڈھکے ہوئے تختے بے ترتیبی سے ادھر ادھر پھیلے ہوئے تھے اور قبر بالکل خالی تھی۔ کوئی سفاک ستارہ کی معصوم لاش کو کفن سمیت میرے قبضے سے نکال لے گیا تھا۔ "ستارہ! میری ستارہ... اب میں تجھے کہاں ڈھونڈوں!" بے اختیار میرے منہ سے نکلا اور میں نڈھال

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ستارہ کی قبر سے بنی ہوئی نم آلود مٹی کے ڈھیر پر گر گیا۔

احساس شکست نے میری جینے کی امنگوں اور آرزوؤں کو پامال کر دیا۔ مجھے شدت سے یہ سوچنا پڑا کہ ستارہ کی موت اور پھر اس کی بے جان لاش کی جدائی کے بعد میری زندگی کا کیا مقصد رہ گیا ہے۔ اپنے آنسوؤں سے ستارہ کی اجڑی ہوئی قبر کی نمی میں کچھ اور اضافہ کر کے میں اپنے اجڑے ہوئے وسیع مکان میں آ گیا۔ جہاں زندگی دم توڑ چکی تھی۔ جہاں کے در و دیوار ستارہ کی کھوئی ہوئی مسکراہٹوں کے سوگ میں جلا تھے۔ ہر شے سے عجیب سی ویرانی برس رہی تھی..... ماتم میں ڈوبی اجاڑ ویرانی!

شام کو میں برآمدے میں بیٹھا خلا کی ویرانیوں میں گھور رہا تھا۔ شملہ کے ذرہ ذرہ میں چھپا فطری حسن میرے لئے اپنی کشش کھو چکا تھا اور میں اپنے بنگلہ آفریں ماضی کی یادوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ یکایک پختہ روش پر قدموں کی گونج سنائی دی۔ آسمانی ساڑی، اسی رنگ کے کارچوبی بلاؤز اور قیمتی اونی شال میں لپٹی ایک گوری چٹی لڑکی اپنی خمار آلود، غزالی آنکھوں کی پتلیاں گھماتی سہمے سہمے قدموں سے میری جانب بڑھی آ رہی تھی۔ اس کی رنگت کا نکھار، فسوں انگیز خد و خال، بھرے بھرے گداز بدن اور تمکنت آمیز چال سے مل کر اسے خوابوں کی کسی شہزادی کے روپ میں پیش کر رہا تھا۔ اس کی حیا آلود مسکراہٹ میں اس قدر جاذبیت اور خود سپردگی رچی ہوئی تھی کہ میری جگہ کوئی صحیح العقل مرد ہوتا تو بے قابو ہو کر اسے اپنی چھاتی سے لپٹا لیتا لیکن میں اس وقت ستارہ کے غم میں دیوانہ ہو رہا تھا۔ اپنی تنہائی میں اس دوشیزہ کی دخل اندازی طبیعت پر بڑی گراں گزری اور جب وہ سکڑتی سمٹتی میرے مقابل آ کر ٹھہری تو میں جنوں کے عالم میں مٹھیاں بھینچتا اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

"میں تمہاری داسی ہوں سرکار!" وہ عجیب ادا سے جسم کو لچکا کر دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔ اس کے انگ انگ سے سپردگی کا خمار جھلک رہا تھا۔ اس کے انداز بتا رہے تھے کہ میری رضامندی پاتے ہی وہ اپنی لانبی لانبی کشمیری پلکیں موند کر میرے بازوؤں میں آ گرے گی۔

"تم کون ہو..... چلی جاؤ یہاں سے!" میں غصہ میں چیخا۔

اس نے بڑی بڑی آنکھوں سے تحیر آمیز انداز میں میری طرف دیکھا اور

معصومیت سے بولی۔ "میں تمہارا درد جانتی ہوں..... مجھے اپنے قدموں میں جگہ دے دو! میں تمہاری ستارہ کی جگہ لے لوں گی۔"

میں ستارہ کا نام سنتے ہی بھڑک اٹھا۔ آنکھوں سے انتقام کی چنگاریاں نکلنے لگیں۔ ذہن میں شکوک و شبہات کا طوفان امڈ آیا اس کی التجا آمیز آواز کو نظرانداز کرتے ہوئے میں نے جھپٹ کر اس کا گلا دبوچ لیا۔ "تو کون ہے..... سچ سچ بتا، تو کون ہے؟ تو ستارہ کو کیسے جانتی ہے؟"

اس کی آنکھوں میں بے ساختہ آنسو بھر آئے اور وہ رحم بھری نگاہوں سے میری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "میں بے قصور ہوں..... تم ستارہ کے غم میں پاگل ہوئے جا رہے ہو۔ اب وہ لوٹ کر نہ آئے گی۔ مجھے چھوڑ دو میرے راجا! جب تمہارا غم مٹ جائے گا اور تم مجھے یاد کرو گے تو میں آ جاؤں گی۔"

اس کے ان فقروں نے میرا اشتعال اور بھڑکا دیا اور مجھے یقین ہونے لگا کہ وہی ستارہ کی قاتلہ ہے۔ وہی اس کی لاش میرے قبضہ سے نکال لے گئی ہے۔ میں نے فرط غضب سے بے قابو ہو کر اپنے حلق سے لایعنی آوازیں نکالتے ہوئے اس لڑکی کو فرش پر گرا دیا اور اس کی چھاتی پر سوار ہو کر اس کا گلا اپنے ہاتھوں میں دبوچ لیا۔

میرے اس وحشیانہ طرز عمل نے اسے خوفزدہ کر دیا۔ اس نے ایک بار پھر میری آنکھوں میں جھانکا اور وہاں وحشت کے خون آشام سائے لہراتے دیکھ کر بری طرح مچلی، اس کے حلقوم پر میری گرفت اور سخت ہو گئی۔ اس کا دہکتا ہوا گداز بدن میری ٹانگوں میں جکڑا بری طرح تڑپ رہا تھا۔ میرے وجود میں چھپی نفس کی حیوانی حسیں میرے جوش انتقام سے خائف ہو کر سرد پڑی ہوئی تھیں۔ میں اس کی گردن پر لحظہ بہ لحظہ اپنی گرفت مضبوط کرتا رہا اور وہ میرے نیچے دبی کسی خوف زدہ ہرنی کی طرح تڑپتی رہی۔ اس کا لباس ڈھلکتا جا رہا تھا سنگ مرمر کی طرح ترشا ہوا اس کا دہکتا ہوا بدن میری قوت برداشت کو چیلنج کر رہا تھا۔ نفس انتقام پر غالب آنے کی کوشش کر رہا تھا اور میں اپنی ذات میں چھڑی ہوئی اس جنگ سے نمٹنے کے ساتھ ہی اسے ختم کرنے پر پوری قوت صرف کر رہا تھا کہ وہ آخری بار اپنی تمام قوتیں مجتمع کر کے تڑپی اور جوبن کی تمازت سے سلگتا ہوا سیمیں بدن لباس سے آزاد ہو گیا۔ بس ایک لمحہ کے لئے میری نگاہیں اس

کے بدن کے ابھاروں سے پھسلتی ہوئی نیچے آ گئیں اور وہ مجھے اچھل کر فرش سے اٹھ گئی۔ اس کا پورا سراپا کسی پردہ کے بغیر میری نگاہوں کے سامنے تھا۔ میں اس کی طرف جھپٹا اور وہ پلٹ کر پوری قوت سے دوڑ پڑی۔ بس ایک ثانئے کے لئے میں اسے بھاگتے دیکھتا رہا اس کے بعد میری مدافعت دم توڑ گئی۔ میں اپنے سینے میں گھٹتے گرم گرم سانسوں کو خارج کرتا اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔ وہ میرے آگے دوڑ رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی فنکار کا تراشا ہوا مرمر کا چمکیلا مجسمہ یک لخت ہواؤں کے دوش پر تیرنے لگا ہو!

برآمدے سے نکل کر میں لان میں آیا پھر اس کے تعاقب میں احاطہ تک پہنچا لیکن پھاٹک عبور کرنے تک میں اسے کھو چکا تھا۔ صنوبر اور دیار کے درخت پرغرور انداز میں سر اٹھائے میری ناکامیوں پر پتوں کے جھانجھ بجا رہے تھے۔ سرسراتی ہوئی ہوائیں میری محرومیوں پر قہقہے لگا رہی تھیں۔

وہ رات میں نے انگاروں پر لوٹتے گزاری۔ اس نئی ناکامی نے میرے وجود کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ وہ اجنبی دوشیزہ کون تھی؟ وہ ستارہ کو کیسے جانتی تھی؟ کیا وہ دوبارہ میرے ہاتھ آ سکے گی؟ ذہن پر سوالات کی یلغار ہو رہی تھی اور نگاہوں میں دنیا تاریک تھی۔ میرے بدن کا ہر عضو انتقام انتقام پکار رہا تھا۔ میری پیاری ستارہ کا انتقام۔ میری محبت کا انتقام۔

اگلے کئی دن مجھ پر تقریباً پاگل پن کا دورہ پڑا رہا۔ کبھی میں ستارہ کی قبر کی مٹی اپنی پیشانی اور چہرے سے لگاتا کبھی گیندے کے شاداب پودوں سے سرگوشیاں کرتا میں ان وادیوں میں پھیلے بلند و بالا درختوں سے لپٹ لپٹ کر روتا رہا۔ مجھے نہ کھانے پینے کا ہوش رہا نہ ستارہ کی لاش پر کئے ہوئے عہد کا پاس رہا۔ کسی کسی وقت جب جوش کے عالم میں دوران خون کنپٹیوں پر ٹھوکریں مارنے لگتا تو میں گیندے کو جڑوں سے اکھاڑ کر مسل دیتا۔ گلاب کے لہلہاتے پودوں کو نوچ لیتا' گلاب کے کانٹوں سے میری انگلیاں لہولہان ہو جاتیں اور ان سے زندہ خون کی بوندیں ٹپکنے لگتیں تو میں دوڑتا ہوا ستارہ کی خالی قبر پر پہنچتا اور اپنے زخموں کے خون سے اس ویران مرقد کی آبیاری کرتا رہتا۔

ایک روز مجھے تجربہ گاہ سے چند فرلانگ دور ایک مرغزار میں حیرتناک واقعہ پیش

آیا۔ باغ کے ایک ویران بنچ پر ایک سوگوار لڑکی بیٹھی قریبی درخت کے تنے پر اپنے ناخنوں سے کچھ کھودنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کے چہرے کی بناوٹ حیرت انگیز حد تک ستارہ سے مشابہ تھی خاص طور پر اس کی آنکھیں تو ستارہ جیسی ہی تھیں۔ میں درختوں کی اوٹ میں چھپا کافی دیر تک اسے دیکھتا رہا۔ اسے دیکھ کر ستارہ کی جدائی کا زخم اور کاری ہو گیا۔ اس لمحہ ستارہ کو یاد کر کے میری روح تک بے چین ہو گئی۔

ادھر وہ لڑکی بڑے غمزدہ انداز میں سر جھکائے بیٹھی تھی۔ وہ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اپنے ناخنوں سے قریبی درخت کے تنے کو کریدنے لگتی تھی۔ میں کافی دیر پرشوق نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا اور جب اپنے بڑھتے ہوئے جوش پر قابو پانا دشوار ہو گیا تو میں والہانہ انداز میں درختوں کی اوٹ سے نکل آیا۔

وہ نہ جانے کن خیالوں میں ڈوبی ہوئی تھی کہ نظریں اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ جب میں اس کے بالکل قریب پہنچا تو وہ اپنی محویت سے چونکی اور سراسیمہ نظروں سے میری طرف دیکھنے لگی۔ وہ شاید میرے دیکھنے کے انداز سے گھبرا اٹھی تھی!

"تت۔۔۔ تم کون ہو؟" وہ بدقت اتنا کہہ سکی۔

"گھبراؤ نہیں! میں تمہارا دوست ہوں۔" میں ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "سبزے سے لدی ان بے رحم وادیوں نے میری رفیق حیات کو مجھ سے چھین لیا ہے۔ اس صدمے نے مجھے دیوانہ بنا دیا ہے۔ تمہاری صورت میں میری بیوی کی شباہت بہت نمایاں ہے۔ یہی یکسانیت مجھے تمہارے سامنے لے آئی ہے۔"

پہلے وہ کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں معصومیت سے پلکیں جھپکا جھپکا کر میری طرف دیکھتی رہی اور جب اسے میری صداقت کا یقین آ گیا تو وہ بنچ کے ایک کنارے پر ہو گئی اور اداس آواز میں بولی۔ "بیٹھ جاؤ اجنبی دوست! تم بھی میری طرح مقدر کے ستائے ہوئے معلوم ہوتے ہو۔" میں بیٹھ گیا۔

اس کے چہرے سے پھسلتی ہوئی میری نظریں اس درخت کے تنے پر پڑیں جسے وہ میرے آنے تک کریدتی رہی تھی۔ وہاں صنوبر کی چھال پر تیر کمان سنبھالے ہوئے کیوپڈ کی تازہ تصویر کھدی ہوئی تھی' شاید وہ لڑکی بھی محبت کا فریب کھا کر ان وادیوں میں بھٹک رہی تھی۔۔۔ اپنے نامعلوم محبوب کے انتظار میں!

Optimized by www.ImageOptimizer.net

پھر باتیں ختم ہو گئیں۔ درد یکساں تھے، دونوں دل گھائل تھے، بہت جلد بے تکلفی پیدا ہو گئی اور میں پوری توجہ سے اس کی کہانی سننے لگا۔

اس کا نام اندراوتی تھی اور وہ کشمیری نسل کے ایک برہمن خاندان کی اکلوتی اولاد تھی۔ میری طرح وہ بھی کسی کی محبت کا شکار تھی۔ برسوں سے وہ اپنے محبوب سے پیار کے پیمان باندھتی رہی لیکن جب بات شادی کی ہوئی تو اندراوتی کے خاندان والوں نے اپنی اونچی ذات کے گھمنڈ میں رشتہ ٹھکرا دیا۔ وہ برہمن ذات کی ایک سندر کنیا کو شودر نسل کے جوان کی باہوں میں دینے پر آمادہ نہ ہو سکے اور اندراوتی کے محبوب نے اپنی اس تذلیل پر دل برداشتہ ہو کر خودکشی کر لی۔ برہمن زادی کو اپنے محبوب پر اپنے ماں باپ کا یہ ظلم پسند نہ آیا اور وہ گھر سے ایک معقول رقم سمیت کر الہ آباد سے شملہ پہنچی۔

اسے یقین تھا کہ کڑکتی سردیوں میں اس کے گھر والے یہ سوچ بھی نہ سکیں گے کہ ان کے نازوں کی پلی نے شملہ کا انتخاب کیا ہے۔ شملہ پہنچنے کے بعد اندراوتی نے کئی بار اپنی زندگی ختم کرنے کا فیصلہ کیا لیکن اس پر عمل کرنے کا حوصلہ نہ کر سکی، وہ اپنی کہانی بیان کرتی رہی اور ہم دونوں محبت میں ڈوبے کھسکتے کھسکتے ایک دوسرے سے قریب ہو گئے۔ جسموں کے اتصال نے آتش شوق کو اور بھڑکا دیا۔ میں نے ستارہ کی اس ہم شکل کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے بنگلہ پر چلنے کی پیش کش کی جسے اس نے قبول کر لیا۔

اندراوتی کو دیکھ کر مجھ پر عجیب ملی جلی کیفیت طاری ہو رہی تھی کبھی اس کے روپ میں مجھے ستارہ کی کھوئی ہوئی رفاقت مل جانے کا احساس ہوتا اور کبھی ستارہ سے محرومی کا احساس شدت سے دل میں کھٹکنے لگتا۔ دوسری طرف اندراوتی بنگلہ میں داخل ہوتے ہی ہشاش بشاش نظر آنے لگی، وہ مجھ سے اتنی بے تکلف ہو گئی جیسے برسوں سے میرے ہمراہ اس بنگلہ میں رہ رہی ہو۔

وہ دن ڈھل گیا، شام آئی اور وہ بھی رات کی آغوش میں ڈوب گئی۔ اندراوتی کی آنکھوں میں نیند کے گلابی ڈورے تیرنے لگے۔ میں نے بے بسی سے اس کی جانب دیکھا اور وہ مسکرا دی۔ "میں تمہاری خواب گاہ میں سوؤں گی، ستارہ کے بستر پر!"

ستارہ! میرے ذہن میں گونج سی پیدا ہوئی اور میں نے رضامندی کے اظہار میں سر ہلا دیا۔

خواب گاہ میں مدھم روشنی کرنے کے بعد میں بستر پر آ گیا۔ اندراوتی دوسرے بستر پر میرے بائیں جانب لیٹ گئی، وہ کچھ دیر کسمساتی ہوئی بوجھل نظروں سے میری جانب دیکھتی رہی اور پھر سو گئی۔ حسن پر بے خوابی چھلکنے لگی، آوارہ گیسو اس کی پیشانی پر گرنے لگے، میں اسے دیکھنے لگا، آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر۔ دھڑکتے دل کے ساتھ!

میرے دماغ میں آندھیوں کا شور ابھرنے لگا۔ ستارہ سے محرومی کے بعد اندراوتی جیسی حسین و جمیل لڑکی کو اتنے قریب پا کر میں پھنکا جا رہا تھا۔ ٹھٹھرے ہوئے جذبات کا جنم سلگنے لگا۔ میرے بدن میں کروڑوں چیونٹیاں سی رینگنے لگیں۔ میں پہلو بدل بدل کر کروٹیں لے لے کر سوچتا رہا اور لاپروائی کے ساتھ نیند کی دنیا میں کھوئی اندراوتی کو دیکھتا رہا، گجر پر گجر بجتے رہے، وقت گزرتا گیا۔ لیکن میری آنکھوں میں دور دور تک نیند کا پتہ نہیں تھا۔ اچانک وہ لحاف میں کسمسائی، بانہیں پھیلا کر میری جانب کروٹ لی اور مدہوشی کے عالم میں اس کی بائیں ٹانگ میرے بدن پر آ گئی۔

صبر، برداشت اور اخلاقی پابندیوں کے سارے بندھن جذبات کے ایک زبردست ریلے میں بہہ گئے۔ میں خود پر قابو نہ پا سکا اور اندراوتی نے اپنے بدن پر میری مضبوط ہوتی ہوئی گرفت محسوس کر کے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ہونٹوں پر میٹھی سی مسکراہٹ مچل رہی تھی اور خمار میں ڈوبی غزالی آنکھیں میری آتش شوق کو بھڑکا رہی تھیں۔ سارے حجاب ایک ایک کر کے سمٹنے لگے۔ نیلگوں تاریکی میں نقرئی دھبے آہستہ آہستہ چمکتے ہوئے سراپا کا روپ دھارنے لگے۔

"روشنی گل کر دو!" اندراوتی کی بوجھل آواز ابھری۔ ایک مغرور برہمن کی آبرو شملہ کے ٹھٹھرتے ہوئے سبزہ زاروں میں اپنے سانسوں کی حرارت بکھیر دینے کے لئے بے چین ہو رہی تھی!

اور اگلی صبح میں اپنا بوجھ بہت ہلکا محسوس کر رہا تھا۔ ستارہ کی کسک تو ابھی تھی کہ میں زندگی بھر اس سے نجات حاصل نہیں کر سکتا تھا لیکن اب مجھے ایک ایسا ساتھی مل گیا تھا جس کے ساتھ اپنے ماضی کی تمام تر تلخیوں سمیت زمانہ کی دشوار گزار راہیں

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہنستے مسکراتے عبور کر سکتا تھا۔

میں نے اندراوتی کو اپنے ماضی کے بارے میں سب کچھ بتایا لیکن ستارہ کی تدفین اور اس کی لاش کی پراسرار گم شدگی کو دانستہ گول کر گیا۔ میں جانتا تھا کہ پچھوں کے پجاری کتنے اوہام پرست ہوتے ہیں۔ مجھے اندیشہ تھا کہ ستارہ کی لاش کا قصہ سن کر اندراوتی بدک جائے گی اور آسیب کے ڈر خوف سے میرا ساتھ گوارا نہیں کرے گی۔

پچھلی دوپہر تک میں نے ستارہ کی قبر کھدی ہوئی چھوڑی تھی۔ دوپہر میں اندراوتی کو رسوئی میں مصروف چھوڑ کر میں چپکے سے لان میں پہنچا تاکہ ستارہ کی قبر کو برابر کر دوں اور اندراوتی کی نظر اس پر نہ پڑ سکے لیکن وہاں ایک اور واقعہ میرا منتظر تھا۔ قبر پر نظر پڑتے ہی میرا سر چکرا گیا۔ میری پھٹی پھٹی آنکھوں میں چھپا ہوا تحیر خوف کی پرچھائیوں میں دب گیا۔ نہ جانے وہ کون تھا؟ وہ کون سی پراسرار قوت تھی جو میری نگاہوں سے پوشیدہ رہ کر مجھے خوف زدہ کرنا چاہتی تھی۔

ستارہ کی قبر کسی نامعلوم ہستی نے برابر کر دی تھی۔ کسی کو شبہ بھی نہ ہو سکتا تھا کہ وہاں اب سے پہلے کوئی قبر کھودی گئی ہو گی۔

میں سکتے کے عالم میں گلاب کے تختوں کے پاس کھڑا تھا کہ اچانک پشت سے اندراوتی کی زندگی سے بھرپور چہکار سنائی دی۔ وہ مجھے اندر موجود نہ پا کر لان میں نکل آئی تھی۔ اس کی غیر متوقع آمد پر میں بری طرح بوکھلا گیا۔ لیکن اس نے خود ہی میری مشکل آسان کر دی۔ قریب آ کر اپنی ٹھوڑی میرے سینے پر ٹکا کر بولی۔ "کیوں جی! بھلا گلاب مجھ سے زیادہ سندر ہیں۔"

"ارے نہیں" میں کھوکھلے انداز میں ہنسا "اس لان کے سارے پودے میں نے خود پروان چڑھائے ہیں۔ زمین میں جان نہیں رہی ہے۔ کئی دن سے اس طرف توجہ نہیں دے سکا اب یہاں کھاد ڈلوانی ہی ہو گی۔"

"آؤ رسوئی میں چلو" وہ میرا ہاتھ تھام کر بولی۔ "تمہارے بغیر کام میں دل نہیں لگ رہا۔"

اگلے چند دنوں میں مجھے اندازہ ہوا کہ وہ مجھے اپنے دل کی گہرائیوں سے چاہنے لگی ہے۔ وہ میری مردانہ وجاہت اور خوش مذاقی کا اتنے پیار سے ذکر کرتی کہ مجھے شرمندگی

ہونے لگتی وہ کہیں بھی میرا ساتھ نہ چھوڑتی۔ اس کی ساری ادائیں مجھے بڑی پسند آتیں لیکن میں اسے وقت رفاقت کے علاوہ کسی اور حیثیت میں قبول کرنے کو تیار نہ تھا۔ یہ درست ہے کہ اندراوتی ستارہ جیسے حسین اور خوش اندام نہ سہی، پھر بھی سینکڑوں میں ایک تھی۔ گرمیوں میں شملہ آنے والے سیاحوں میں ایک آدھ ہی اس جیسی حسین لڑکی میں نے دیکھی تھی لیکن میرے دل میں جو مقام ستارہ کا تھا وہ میں نے ایک امانت سمجھتے ہوئے محفوظ کر لیا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ میری زندگی کا یہ خلا کبھی پر نہ ہو سکے گا، کیونکہ مردوں کا دوبارہ زندہ ہونا میرے عقائد کی رو سے ناممکن تھا۔

جب اندراوتی اپنے عمل اور جذبات کی پوری شدت کے ساتھ اپنی چاہت کا اظہار کرتی تو مجھے اپنے دل میں چور سا محسوس ہوتا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اپنے ساتھی قلم کی بانی، اس لڑکی کو میں ایسی محبت نہیں دے سکتا جس کا وہ اظہار کرتی ہے۔ مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی عار نہیں کہ تنہائی کے علاوہ بسا اوقات اندراوتی کے مرمریں جسم سے لذتیں چراتے ہوئے بھی مجھے ستارہ شدت سے یاد آنے لگتی۔ پھر اس کی موت سے وابستہ راز مجھے پریشان کرنے لگتے۔ میں گھنٹوں لاش کی گم شدگی اور قبر کے برابر ہونے کے رازوں کو سلجھانے کی کوشش کرتا اور محض ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آتا۔ یہ چند باتیں ایسی تھیں کہ ان پر میں کسی سے بات نہیں کر سکتا تھا۔ جب ان موضوعات پر سوچتے سوچتے میرا دماغ پھوڑے کی طرح دکھنے لگتا تو میں اندراوتی کے جسم سے آسودگیاں سمیٹنے لگتا۔

یہ میرا معمول بن کر رہ گیا تھا!

ڈھلتے جاڑوں کی ایک گلابی شام ہم دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے وادی کی سیر کر رہے تھے۔ سرمئی بادلوں کی آوارہ ٹکڑیاں ہماری آرزوؤں کی طرح ہواؤں کے دوش پر تیر رہی تھیں۔ سردی کی شدت اب کم ہو چلی تھی۔ کئی میل کا چکر کاٹ کر ہم ایک پہاڑی پر واقع انگاروں کی طرح دہکتے سرخ چناروں کے کنج میں پہنچے۔ وہ چڑھائی طے کرتے کرتے ہانپنے لگی تھی اس لئے ہم سانس لینے کے لئے ایک ابھری ہوئی چٹان پر بیٹھ گئے۔

میں نے اس کے قریب ہونا چاہا لیکن وہ تیزی سے دور کھسک گئی اور شرارت

Optimized by www.ImageOptimizer.net

آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "نہ بابا۔۔۔ تم اس وقت دور رہو تو اچھا ہے۔ میں کئی کئی میل چڑھائیاں طے کر کے بھی اتنا نہیں تھکتی جتنا ذرا سی دیر میں تمہاری بے رحم گرفت تھکا دیتی ہے۔"

میں اپنی جگہ بیٹھا مسکراتا رہا۔۔۔ اس کے سانس معمول پر آ جانے کے انتظار میں! چند منٹ اسی طرح گزر گئے اور جب میں نے اس کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا تو سامنے ایک پہاڑ کی اوٹ سے ایک سفید ریش بوڑھا اس جانب آتا نظر آیا۔

میں نے برا سا منہ بنایا۔ اندرلوتی کی پشت اس کی جانب تھی اس لئے وہ اسے نہ دیکھ سکی لیکن میرے چہرے کے زاویئے بگڑتے دیکھ کر چونک پڑی۔ "کیا بات ہے؟"

"ہونا کیا۔ تمہاری خیر ہو گئی۔" میں نے کہا۔ "وہ سامنے ایک بڑے میاں آ رہے ہیں۔"

وہ پیچھے پلٹی اور یک بیک بری طرح سراسیمہ ہو گئی اور میری طرف جھپٹتے ہوئے بولی۔ "جلدی چلو یہاں سے۔"

میں سمجھ گیا وہ اندرلوتی کے خاندان کا کوئی دوست ہے' اور وہ نہیں چاہتی کہ اس کا سامنا ہو۔ میں اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولا۔ "تم چناروں کی اوٹ میں چھپ جاؤ۔"

"وہ مجھے یو سے پہچان لے گا۔۔۔ پاگل نہ بنو۔" وہ بری طرح گھبرائی ہوئی تھی۔ اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر مجھے بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔

"ہم وہاں سے چلے ہی تھے کہ اس باریش بوڑھے نے شاید اندراوتی کو دیکھ لیا جو بائیں سمت ڈھلان اترتے ہوئے بار بار مڑ کر دیکھ رہی تھی۔

"ٹھہر جا لڑکی!" وہ دور ہی سے ہاتھ اٹھا کر چیخا۔ "میں نے تجھے پہچان لیا ہے۔"

وہ جہاں تھی وہیں ٹھہر گئی۔ دہشت اور خوف سے اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ بوڑھا یقیناً اس کا عزیز ہے اور اب مجھ پر اندراوتی کو بہکا کر اغوا کرنے کا الزام عائد کرے گا۔

میں اپنے ذہن میں متوقع جرح کی روشنی میں جوابات ترتیب دینے لگا میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ بڈھے کو شروع ہی میں آڑے ہاتھوں۔۔۔ لوں گا تا کہ وہ بھی سمجھ لے کہ جس سے پالا پڑا ہے وہ کوئی کمزور یا بزدل آدمی نہیں ہے۔

بوڑھا آہستہ آہستہ ہمارے قریب آتا جا رہا تھا اور اندرلوتی کا چہرہ خوف سے دھواں ہو رہا تھا' اس کا بدن ٹھنڈا پڑ گیا تھا اور سردی کے باوجود پیشانی پر پسینے کی بوندیں جھلملا رہی تھیں۔

"عجیب ڈرپوک لڑکی ہے۔" میں نے دل میں سوچا جب خاندان کا اتنا خوف تھا تو گھر سے بھاگنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

ذرا سی دیر میں وہ شخص قریب آ گیا اور کڑے تیوروں سے اندرلوتی کو گھورنے لگا وہ نظریں جھکائے اس طرح بے چینی سے پہلو بدل رہی تھی جیسے چوری کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑی گئی ہو۔

بوڑھے کے خشم ناک تیور مجھے پسند نہ آئے اور میں بڑھ کر اس کے اور اندرلوتی کے درمیان آ گیا۔ "تم کون ہو۔۔۔ اور اسے اس طرح کیوں گھور رہے ہو؟" میں نے تیز آواز میں پوچھا۔

"پیچھے ہٹ جاؤ۔" بوڑھے نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر مجھے ایک طرف دھکیل دیا اور مجھے سوچنا پڑا کہ اس سفید ریش بوڑھے میں اس قدر توانائی کہاں سے سمٹ آئی۔ اسی وقت مجھے خیال آیا کہ جب معاملہ آبرو کا ہو تو کمزور آدمی بھی غضب ناک شیر بن جاتا ہے۔

مجھے ایک طرف دھکیلنے کے بعد بوڑھے نے چند لمحوں تک نیچے سے اوپر تک میرا جائزہ لیا اور کڑکدار آواز میں بولا۔ "تم درمیان میں نہ بولو۔۔۔ میں اس حرامزادی کو کچھ ایسا سبق دوں گا کہ عمر بھر یاد رکھے گی۔"

اس بوڑھے سے مجھے اس گستاخی کی توقع نہ تھی۔ خوف سے لرزتی اندراوتی کے لئے بوڑھے کے منہ سے گالی سن کر میرا خون کھول اٹھا۔ غیض و غضب کے عالم میں میں نے اس وقت زندگی میں پہلی بار قتل کے بارے میں سوچا۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ یہ بوڑھا اب میرے ہاتھوں زندہ نہ بچ سکے گا اور خون آشام نظروں سے اسے گھورتے ہوئے اس پر ٹوٹ پڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔

اندرلوتی خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی اور چور نظروں سے میری طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی نگاہوں میں سمٹی ہوئی دہشت دیکھ کر ہی میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

یہ بوڑھا جو بھی ہو' بہت خونخوار ہے اور اس سے خود بچنے اور اندراوتی کو بچانے کی ایک ہی صورت ہے کہ اسے پہل کرنے کا موقع دیئے بغیر گلا گھونٹ کر کسی ڈھلوان سے نیچے پھینک دیا جائے۔

بوڑھا اپنی ابلی ہوئی غیض آلود نگاہوں سے مجھے گھور رہا تھا اور میں اس پر حملہ کرنے کے لئے پر تول رہا تھا۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

میں اپنے دل میں اس بوڑھے کو قتل کرنے کا پکا ارادہ لئے اس پر ٹوٹ پڑنے کے لئے مناسب موقع کی گھات میں تھا ادھر وہ بھی میرے تیور بھانپ چکا تھا اور پلکیں جھپکائے بغیر اپنی سرخ آنکھوں سے میری جانب گھورے جا رہا تھا اندراوتی کا چہرہ خوف سے دھواں ہو رہا تھا اس کی آنکھوں میں وحشت ناچ رہی تھی اور بدن تنکے کی طرح کانپ رہا تھا۔

مجھے یقین تھا کہ وہ بوڑھا اندراوتی کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے اور اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ وہ اپنے گھر سے فرار ہو کر شملہ پہنچی ہے' یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اندراوتی ہی کی تلاش میں شملہ کے پہاڑوں پر آیا ہو' ایسی صورت میں اندراوتی کو اس کے گھر والوں کے قہر سے محفوظ رکھنے اور اپنی امنگوں کو زندہ رکھنے کا ایک ہی راستہ تھا کہ میں اسے مار ڈالوں' مجھے پورا بھروسہ تھا کہ امتحان کی اس نازک گھڑی میں اندراوتی بھی وہی سوچ رہی ہو گی جو میرے ذہن میں تھا۔ چند لمحوں تک ہم دونوں آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو گھورتے رہے' اچانک وہ بوڑھا اپنا داہنا ہاتھ بلند کر کے بولا۔ "ہوش میں رہ نادان لڑکے! دیکھ وہ تیری چہیتی اپنے اصلی روپ میں آ رہی ہے۔" بوڑھے کے الفاظ پر میں نے اندراوتی کی طرف دیکھنے کی حماقت نہیں کی' میں خوب سمجھ رہا تھا کہ وہ میری توجہ اندراوتی کی طرف لگا کر مجھ پر وار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ عمر رسیدہ ہونے کے باوجود وہ اتنا توانا تھا کہ ایک مرتبہ اس سے مغلوب ہو جانے کے بعد اس پر حاوی آنا میرے لئے بہت دشوار ہو جاتا۔ میرا ذہن اشتعال کے باوجود بہت تیزی سے کام کر رہا تھا کہ اچانک وہ زور سے بولا۔ "یہ حرام زادی آج ہرگز نہیں بچے گی۔"

بوڑھے کی زبان سے گالی کی تکرار سن کر غصہ سے میرا دماغ ماؤف ہو گیا اور میں

Optimized by www.ImageOptimizer.net

نتائج کی پروا کئے بغیر اس پر ٹوٹ پڑا۔ بوڑھا میرے وزن کی جھونک نہ سنبھل سکا اور لڑکھڑا کر زمین پر ڈھیر ہو گیا میں نے اس کے سینے پر سوار ہو کر اس کی گردن دبوچنی چاہی کہ اس نے اسی وقت میرا داہنا ہاتھ اتنی تیزی سے موڑا کہ میں درد کی شدت سے چیختا ہوا اچھل کر اس کے سینے سے زمین پر آ گرا۔

میرے گرتے ہی بوڑھے نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور زمین سے اٹھ کر تیزی سے اس طرف لپکا جدھر اندراوتی خوف سے کانپ رہی تھی۔ میں نے سمجھ لیا کہ بوڑھے پر جنون سوار ہے اور وہ مجھے ہلاک کرنے سے قبل اندراوتی کو اپنے خاندان کی آبرو لٹانے کی سزا دینی چاہتا ہے اندراوتی میرے دکھے ہوئے دل کے لئے تریاق تھی' ستارہ کی جدائی کا گھاؤ اس کی رفاقت سے آہستہ آہستہ مندمل ہو سکتا تھا اسے بوڑھے کے وحشیانہ انتقام سے بچانے کے لئے میں اپنے ہاتھ کی تکلیف بھول کر زمین سے اٹھا اور بوڑھے کے پیچھے لپکا جو اندراوتی سے چند قدم کے فاصلے پر تھا۔

میرے پہنچنے سے قبل بوڑھے نے جست لگا کر اندراوتی کی ریشم جیسی ملائم زلفوں کو اپنی بے رحم گرفت میں لے لیا اور اس وقت میری نظر اندراوتی کے چہرے پر پڑی۔

نہ جانے اس کے چہرے میں مجھے کیا تبدیلی نظر آئی کہ میرا انتہا کو پہنچا ہوا غصہ حیرت میں بدل گیا۔

اس کی زندگی سے بھرپور چمکتی ہوئی آنکھوں میں عجیب سی دھندلاہٹ سمٹ آئی تھی۔ ایسی دھندلاہٹ جس نے اس کے چہرے سے انسانی تاثر چھین لیا تھا' اس کے رخسار جن پر سیبوں کی سرخی رچی تھی' اب زرد پڑے ہوئے تھے جیسے اس کے بدن سے سارا خون نچوڑ لیا گیا ہو' اس کی جلد کا کساؤ ڈھیلا پڑ چکا تھا اور اس کے ویران چہرے میں بظاہر کوئی تبدیلی نہ ہونے کے باوجود اجنبی سا اجاڑپن سرایت کر گیا تھا اس وقت میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود اس کے چہرے میں ستارہ کی شباہت نہ محسوس کر سکا۔

میری نگاہوں کے سامنے دائرے سے ناچنے لگے اندراوتی کا خوبصورت پیکر میرا فریب نظر تھا' یا اس کی موجودہ حالت ایک بدہیت دھوکا!

میں یہ سوچ رہا تھا اور میرے قدم بوجھل ہو رہے تھے بوڑھے نے بے رحمی سے اندراوتی کے بال اپنی مٹھی میں جکڑے ہوئے تھے اور وہ بغیر آواز نکالے کھڑی ہوئی تھی۔ میں بخوبی اندازہ کر سکتا تھا کہ اس وقت وہ بوڑھے کی قہربار نگاہوں کا سامنا کرتے ہوئے گھبرا رہی ہے جو میری موجودگی سے بظاہر بے پروا نظر آ رہا تھا۔

"آج تو مجھ سے نہ بچ سکے گی..... تو نے ان حسین وادیوں میں اپنی جنس کی بھڑکتی ہوئی آگ بجھانے کے لئے بہت سے خوبرو جوانوں کا خون کیا ہے..... اس بار تجھے ہرگز معاف نہیں کروں گا۔" بوڑھا کڑکتی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"خون.....!" بوڑھے کے الفاظ سنتے ہی میں چونک پڑا۔ یکایک یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے سوتے میں سرد پانی سے بھری بالٹی میرے سر پر الٹ دی ہو۔ پھر بوڑھے کے جواب میں اندراوتی کے ہونٹوں سے جو کانپتی لرزتی سرسراہٹیں پیدا ہوئیں انہیں سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے وہ سرسراہٹیں میرے لئے ناقابل فہم اور غیر انسانی تھیں۔

"سن رہا ہے تو!" بوڑھے نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا۔ "یہ ابلیس کی بیٹی کون سی زبان بول رہی ہے؟ یہ تجھ پر اپنا جادو چلا چکی ہے' تو اس کے ظاہری حسن پر فریفتہ ہو چکا تھا لیکن اب دیکھ اس کی طرف..... یہ بڑی موذی ہے' اب تک پانچ کڑیل جوان مٹی میں ملا چکی ہے اور اب تیری باری تھی۔"

بوڑھے کے الفاظ سن کر میں جھرجھری لے کر رہ گیا۔ وہ نہ جانے کون تھا' اندراوتی کون تھی' بوڑھے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس کا عزیز نہیں ہے' اگر میرا یہ قیاس درست تھا تو وہ آخر اندراوتی کو کیسے جانتا تھا؟ میرے ذہن پر سوالوں کی یلغار شروع ہو چکی تھی' اور غصہ کافور ہو چکا تھا' دل و دماغ پر انجانے وسوسوں اور شکوک و شبہات کی لہر چھانے لگی تھی۔

"آپ اس لڑکی کو کیسے جانتے ہیں؟" میں نے خود پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے بمشکل بوڑھے سے یہ سوال کیا۔

"نیکی اور بدی کی بہت پرانی شناسائی ہے لڑکے!" بوڑھا زہرخند کرتے ہوئے بولا۔ "اگر تیری حماقت سے آج یہ نکل جاتی تو میں تجھے بھی نہیں بچا سکتا تھا' یہ لڑکی جو

میری گرفت میں کسی بے ضرر کیڑے کی طرح سہمی کھڑی ہے' ذرا بھی مہلت پا کر زمین میں اتر جاتی زمین نے اس سے عہد کیا ہوا ہے کہ اسے جگہ دیتی چلی جائے گی۔"

"کیا یہ کوئی آوارہ لڑکی ہے؟" میں نے چند ثانیوں کے توقف کے بعد سوال کیا۔

"ہاں آوارہ بھی ہے۔" بوڑھے نے لڑکی کے بالوں کو جھٹکا دے کر کہا اور اندراوتی کے ہونٹوں سے کوئی آواز نہ نکلی' وہ یقیناً کوئی پراسرار مخلوق تھی ورنہ اتنا شدید جھٹکا برداشت کرنا اس جیسی نازک اندام لڑکی کے بس کا روگ نہیں تھا' میں اندراوتی کو دیکھ رہا تھا اور بوڑھے کی بات سن رہا تھا۔ "یہ اپنی راتیں مضبوط بدن کے خوبصورت اور جوان مردوں کے بستر پر گزارنے کی عادی تھی' میں دوبارہ اسے رنگ رلیاں مناتے پکڑ چکا ہوں اور ہر بار اس کی منت سماجت پر رحم کھا کر اسے چھوڑ دیا لیکن یہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئی اور آج یہ اپنے کئے کی سزا پائے گی۔"

اندراوتی میری طرف دیکھنے سے گریز کر رہی تھی جیسے جیسے بوڑھا اس کے راز کھولتا جا رہا تھا وہ بے چین ہوتی جا رہی تھی۔

اچانک اس توانا بوڑھے نے نظریں اندراوتی کے بدن پر جما کر ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ پڑھنا شروع کیا اور اندراوتی بری طرح تڑپنے لگی' اس کے ہونٹوں سے زخمی سانپوں کی سی ہولناک اور خوف آور سسکاریاں ابھرنے لگیں' وہ بوڑھے کے ہاتھ میں لگی اس طرح اپنے لجلجے جسم کو حرکت دے رہی تھی جیسے کسی نظر نہ آنے والی جنسی آگ سے اپنے مرمریں بدن کو بچانا چاہتی ہو اور شعلے لپک لپک کر اس کے بدن کو چاٹ رہے ہوں۔

مجھے یک بیک نقاہت کا احساس ہونے لگا اور میں بے اختیار ایک درخت سے پشت لگا کر زمین پر بیٹھ گیا' اندراوتی کی لذت آمیز جدوجہد میں خوف و دہشت کا سسکاریاں بھرتا ہوا غیر انسانی تاثر اتنا شدید تھا کہ میں نے اپنا منہ گھٹنوں میں چھپا لیا۔

سورج مغربی وادیوں میں اتر چکا تھا رات کی دیوی کائنات کو اپنی نمناک آغوش میں سمیٹنے کے لئے تیزی سے آسمان سے نیچے آ رہی تھی' برف کو پگھلا کر آنے والی یخ بستہ ہوائیں درختوں میں سرسراتی پھر رہی تھیں' ہر سمت تاریکی اور ویرانی کی خوف میں ڈوبی چادر پھیلتی جا رہی تھی اور اس بھیانک ماحول میں اپنا چہرہ گھٹنوں میں دیئے

اندراوتی کی سسکاریاں سنے جا رہا تھا جو لمحہ بہ لمحہ ماند پڑتی جا رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بوڑھے کے ہونٹوں کی ہر جنبش کے ساتھ وہ موت کے اندھے کنویں کی گہرائیوں میں اترتی جا رہی ہو۔

آخر کار اندراوتی کی سسکاریاں ہوا کی سرسراہٹوں میں ڈوب گئیں میرے دماغ میں یک بیک لامتناہی سکوت چھا گیا۔ جیسے کائنات کی نبضیں رک گئی ہوں' میرے دل کی دھڑکنیں خاموش ہو گئی ہوں! میں نے اسی بھیانک سکوت سے بوکھلا کر سر اوپر اٹھایا تو سامنے بوڑھے کا فتح مندی کی مسکراہٹ سے جگمگاتا چہرہ موجود پایا اندراوتی کا کہیں پتہ نہیں تھا' مجھے بوڑھے کے الفاظ یاد آئے کہ زمین نے اندراوتی کو اپنے سینے میں جگہ دینے کا عہد کیا ہوا ہے اور میں نے سمجھ لیا کہ بوڑھے نے اپنی نامعلوم قوتوں کے سہارے اندراوتی کے زندہ وجود کو زمین کی گہرائیوں میں دبا دیا ہے' مجھے اس مسکراتے ہوئے بوڑھے سے خوف محسوس ہونے لگا اور میں جھرجھری لے کر زمین سے اٹھ گیا۔

"اب وہ تجھے کبھی پریشان نہ کر سکے گی۔" بوڑھے نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر نرمی سے کہا اور میں بے بسی سے سر جھکائے سنتا رہا۔ "وہ تجھ سے محبت کرنے لگی تھی' اس نے میرے مقابلہ میں بڑی جدوجہد کی لیکن وہ مجھ سے نہ جیت سکی' مجھے حیرت ہے کہ وہ ہرجائی لڑکی تجھے اس قدر پسند کیوں کرنے لگی تھی۔۔۔ وہ تو روز نئی آغوش بدلنے کی عادی تھی۔"

میرا حلق خشک ہونے لگا تھا اور سر چکرا رہا تھا میں بمشکل اتنا کہہ سکا۔ "میں نقاہت محسوس کر رہا ہوں۔۔۔ مجھے سردی لگ رہی ہے۔۔۔ میرا مکان شمال کی ویران ڈھلانوں پر ہے۔۔۔ خدا کے لئے مجھے وہاں پہنچا دو۔"

وہ بوڑھا بڑا نرم دل تھا میری ناقابل بیان حالت دیکھ کر اس کا دل پسیج گیا' مجھے کچھ یاد نہیں کہ وہ کس طرح مجھے مکان تک لایا میرے حواس اس وقت بحال ہوئے جب گرم گرم کافی کی خوشگوار بو نتھنوں میں گھسنے لگی۔

بوڑھے نے مجھے آتشدان کے نزدیک بٹھا کر کافی کی تین پیالیاں تیار کر کے پلائیں اور رحم آلود نظروں سے میری جانب دیکھتا رہا۔

کافی پی' جیسے جیسے میرے حواس بحال ہوتے گئے میرے ذہن پر ناامیدی کی سیاہی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

چھانے کی ہولناک اور روح فرسا حقیقتوں نے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ ستارہ کی زندگی کے آخری دنوں سے مجھ پر مصائب کی ابتدا ہوئی اور یکے بعد دیگرے پراسرار واقعات پیش آتے چلے گئے' ستارہ پر سیاہ ناگن کے نر کا حملہ آور ہونا مجھے یاد آیا۔ پھر ستارہ کی موت' اس کی تدفین' سفید ناگ کی آمد' پانی میں ابلتے سانپوں کی حیرتناک رہائی' ستارہ کی لاش کی گمشدگی' ایک اجنبی لڑکی کی آمد اور فرار' اندراوتی سے ملاقات' اس کے ہمراہ گزارے ہوئے لذت آمیز لمحے' بوڑھے کی آمد اور اندراوتی کی عبرت ناک حالت مجھے یاد آتی گئی' سارے واقعات تسلسل کے ساتھ ذہن میں گھومنے لگے جیسے کوئی فلم نظروں کے سامنے اسکرین پر گزر رہی ہو۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ مجھ پر بدنصیبی اور پے در پے صدموں کے عذاب کیوں مسلط کر دیئے گئے ہیں' وہ کونسی نظر نہ آنے والی قوتیں ہیں جو مجھے ذہنی اذیتوں کے جہنم میں سلگا سلگا کر ختم کرنا چاہتی ہیں۔ میں اپنی بے چارگی پر جس قدر غور کرتا رہا بے چینی اس قدر بڑھتی گئی' آخر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

اس وقت میری حالت کسی ایسے معصوم بچے سے مشابہ تھی جس سے اس کے تمام پسندیدہ کھلونے چھین کر اس کی نظروں کے سامنے توڑ دیئے گئے ہوں۔

وہ بوڑھا یقیناً ایک عظیم انسان تھا کیونکہ اس نے میرے بیہودہ اور خطرناک رویئے کے باوجود مجھے مایوسی کے ان لمحات میں دلاسا دیا اور مجھے سمجھانے کی کوشش کی کہ زندگی ایسے ہی نشیب و فراز کا نام ہے۔ اس کے محبت آمیز رویئے نے مجھے بے قابو کر دیا۔ میں اس سے لپٹ کر دیر تک روتا رہا۔ اور وہ میرے دل کا غبار ہلکا ہونے کے انتظار میں مجھے اپنے سینے سے چمٹائے رہا' اس روز میں اتنا رویا کہ میری ہچکیاں بندھ گئیں۔ اگر وہ بوڑھا میرے پاس موجود نہ ہوتا تو شاید آج میں اپنی یہ کہانی سنانے کے لئے زندہ نہ ہوتا اس روز کا جذباتی ابال مجھے زندگی کے حصار سے نکال کر موت کے چنگل میں ڈال دیتا لیکن قدرت کو مجھے زندگی کے پوشیدہ اسرار دکھانے مقصود تھے' نئی نئی دنیائیں اور خوشبوؤں میں بسے حسین پیکر میری آہٹوں کے منتظر تھے اس لئے میں زندہ رہا اور جب حالت اعتدال پر آئی تو بوڑھے کو میری مظلومیت پر رحم آیا اور اس نے مجھ سے میری کہانی سننے کی خواہش کا اظہار کیا۔

میں نے کوئی بات چھپائے بغیر پوری نیک نیتی سے اپنی کہانی اسے سنا دی' وہ سنتا رہا اور اس کے چہرہ پر گمبھیر سا تناؤ آتا چلا گیا۔ جب میں خاموش ہوا تو اس کی چمکتی ہوئی آنکھیں سوچ کی غیر مرئی دنیا میں گم تھیں۔ "تم مقدر کی بے رحمی کا شکار ہوئے ہو سلطان بیٹے!" بوڑھے نے اتنی محبت سے یہ الفاظ کہے کہ ایک مرتبہ پھر میرا دل بھر آیا لیکن بوڑھے کے اگلے جملوں نے مجھ پر دوبارہ طاری ہونے والی رقت کو دور کر دیا۔ وہ ٹھہری ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔ "ستارہ مری نہیں۔۔۔ وہ زندہ ہے اور اندھیری دنیا میں تمہارا انتظار کر رہی ہے۔۔۔ تمہیں اس کی مدد کرنی ہے' حوصلے سے کام لو۔"

"وہ زندہ ہے۔۔۔!" میں نے چیختے ہوئے اس بوڑھے کو جھنجھوڑ ڈالا۔ "تم کہتے ہو کہ وہ زندہ ہے۔۔۔ بتاؤ وہ کہاں ہے۔۔۔؟ میں موت کے منہ میں ہاتھ ڈال کر اسے لے آؤں گا۔۔۔ بتاؤ وہ کہاں ہے؟"

"جوش کی ضرورت نہیں۔" بوڑھے نے آہستگی سے کہا۔ "تمہیں دل کے بجائے عقل سے کام لینا ہے' اگر تم نے کوئی غلطی کی تو تم بھی مشکل میں پڑ جاؤ گے اور تمہاری ساگن تمہاری راہ تکتے تکتے اپنی جان دے دے گی۔"

اس نئے انکشاف نے میرے بدن میں زندگی کی نئی روح پھونک دی۔ میرے حوصلے بلند ہو گئے' اپنی گمشدہ کائنات ستارہ کی زندگی کی نوید سن کر مجھ میں زندہ رہنے اور کچھ کر گزرنے کی وہ تڑپ پیدا ہو گئی جس کے سامنے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتے ہیں اور سمندروں کی وسعتیں سمٹ جاتی ہیں۔

"میرا نام حیدر شاہ ہے۔" بوڑھے نے کہنا شروع کیا۔ "میں نے اپنی عمر ان جہانوں کے راز جاننے کی کوشش میں گزاری ہے جو انسانوں کی نظروں سے اوجھل ہیں اور قدرت نے مجھے کامیابی سے سرفراز بھی کیا ہے' جسے تم اندراوتی سمجھتے رہے' وہ تمہاری نظروں کا دھوکا تھا۔ تم انتقام اور رقابت کا شکار ہوئے ہو۔ جس کالے سانپ کی مادہ کو تمہاری بیوی نے قید کیا تھا اس کے نر نے انتقام لینے کے لئے ستارہ کو ڈسنا چاہا۔ لیکن اس کا زہر انسان کے لئے مہلک نہیں ہے۔ اس زہر کے اثر سے بدن میں خون کا دوران رک جاتا ہے' جو کئی دن' اور بعض مرتبہ ہفتوں کے بعد بحال ہوتا ہے۔ تم نے ستارہ کو مردہ سمجھ کر دفن کر دیا' پھر اپنے پاس قید کئے ہوئے سانپوں کو ابلتے ہوئے پانی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

میں ڈال کر ختم کرنا چاہا' ان سانپوں نے پانی کے اس الاؤ میں موت کی حرارت محسوس کر کے ہولناک آوازیں نکالیں اس وقت سانپوں کی رانی آس پاس رہی ہو گی سانپوں کے کان نہیں ہوتے لیکن یہ آوازوں سے پیدا ہوتی زمین کی لرزشوں کو خوب پہچانتے ہیں وہ بھی اپنے ہم نسلوں کی آواز سے پیدا ہونے والی زمین کی لرزش کے سہارے تم تک آ گئی' جب اس سفید ناگن نے تمہیں دیکھا تو تمہاری محبت کا شکار ہو گئی اور تمہیں نقصان پہنچائے بغیر اپنے ہم نسلوں کو تمہارے ہاتھوں سے بچا لے گئی۔ پرانے سانپوں اور ناگنوں کو قدرت بہت سی قوتیں دے دیتی ہے اور شیطانی مخلوق ان سے بھی خوب فائدہ اٹھاتی ہے اس کو تندرست اور جوان مرد بہت مرغوب ہیں وہ ان وادیوں میں خوبصورت عورتوں کا روپ دھار کر مردوں کو اپنے دام میں پھنساتی ہے لیکن ناگنوں کے ساتھ بستر پر جانے والے مرد آہستہ آہستہ اپنا نکھار کھونے لگتے ہیں ان کی جوانی تیزی سے ڈھلنے لگتی ہے' ناگنوں کا زہر آہستہ آہستہ ان کے بدن میں پھیلتا رہتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے جب وہ ہلنے جلنے سے معذور ہو کر موت کے قریب پہنچ جاتے ہیں' وہ سفید ناگن ایسے حالات میں اپنے پرانے محبوب کو چھوڑ کر نئے شکار کو پھانس لیتی ہے۔ اس نے اسی طرح پانچ جوانوں کو اپنے حسن کا فریب دے کر اپنے زہر سے ہلاک کیا تھا' تمہیں دیکھنے کے بعد وہ تمہاری دیوانی ہو گئی' وہ اپنی پراسرار قوتوں کے سہارے قبر سے ستارہ کا بدن نکال کر لے گئی اس کو اندیشہ تھا کہ ستارہ اپنے خون کی گردش لوٹ آنے پر کچی قبر توڑ کر پھر سے تمہارے پاس نہ آ جائے' پھر ناگنوں کی وہ سفید رانی ایک الھڑ لڑکی کے روپ میں ادائیں دکھاتی تمہارے سامنے آئی لیکن تم اس کے منہ سے ستارہ کا نام سنتے ہی اسے مار ڈالنے کے درپے ہو گئے اور وہ اپنی جان بچا کر بھاگ نکلی' اس کا دوسرا وار بہت بھرپور تھا۔ جب تم نے اس ناگن کو اندرلوتی کے روپ میں دیکھا تو ستارہ سے ملتی جلتی شکل کے باعث دھوکا کھا گئے' سفید ناگن کا یہ روپ بہت کامیاب رہا اور وہ اپنی ناکام محبت کی ایک فرضی کہانی سنا کر تمہارے قریب آ گئی۔۔۔ تم یقین کرو کہ وہ بہت چالاک ہے وہ ستارہ کو سسکا سسکا کر ختم کر دیتی اور اپنی اداؤں کے سہارے تمہارے دل سے اس کی پرچھائیں تک مٹا دیتی' اسے تم سے سچی محبت ہو گئی تھی اس لئے اس کا زہر تم پر اثر نہ کر سکا۔ وہ تمہاری غذا میں ایسی بوٹیاں

ملاتی رہی ہو گی جو اس کے زہر کا تریاق ہوں گی۔ اگر وہ ایسا نہ کرتی تو تمہارا بدن بھی گھل گھل کر کمزور ہو جاتا۔"

بوڑھے حیدر شاہ کی نگاہوں میں بجلیاں سی کوند رہی تھیں اور آہستہ آہستہ اس کی آواز میں پرجوش تیزی آتی جا رہی تھی۔ وہ جیسے جیسے اپنا بیان آگے بڑھاتا جا رہا تھا میری حالت بگڑتی جا رہی تھی' میں یہ سوچ کر ہی کانپنے لگا تھا کہ جس لڑکی کے سیمیں بدن سے کھیلتا رہا۔ جس کی رعنائیوں سے اپنی خواب گاہ کی اداس راتوں میں زندگی بکھیرتا رہا وہ انسان نہیں بلکہ اندراوتی کے روپ میں ایک ناگن تھی۔ زہریلی ناگن!

حیدر شاہ جیسے ہی سانس لینے کے لئے رکا۔ میں بے تابی سے بول پڑا۔ "وہ ناگن اب کہاں ہے' اب تو وہ مجھ پر وار نہیں کر سکے گی؟"

وہ ہنسا۔۔۔۔ ایک زہریلی ہنسی!

پھر اس نے اپنی اونی چادر میں ہاتھ ڈال کر ایک چمکتا ہوا شفاف سا پتھر نکال کر میری طرف بڑھایا اور بولا۔ "میں نے اس کا منکا چھین لیا ہے' وہ اپنی آوارگی سے تو باز نہیں آئے گی لیکن اب اس کا زہر اس شخص پر اثر نہیں کر سکے گا۔ جس کے پاس یہ منکا ہو' تم اپنے پاس یہ منکا احتیاط سے رکھ لو' یہ ہرگز تمہارے قبضہ سے نہ نکلنے پائے' اسے تم سے گہری محبت ہو گئی ہے' میری سزا کے باعث وہ وقتی طور پر تمہیں چھوڑ کر چلی گئی ہے لیکن بہت جلد کسی نئے روپ میں تمہارے پاس آئے گی۔۔۔ بلکہ اب تو تمہیں ہی اس کو تلاش کرنا ہو گا۔"

"کہاں؟" اس کا آخری جملہ سن کر میں چونکا۔

"ناگ بھون میں۔" حیدر شاہ نے مجھے متحیر دیکھ کر کہا۔

"ناگ بھون۔ یہ نام تو میں پہلی بار سن رہا ہوں۔"

"یہ ناگوں کی راجدھانی ہے' وہاں گھور سیاہی میں کروڑوں چھوٹے بڑے سانپ کلبلاتے رہتے ہیں ان کا کاٹا پانی بھی نہیں مانگتا تمہاری ستارہ وہیں قید کی گئی ہو گی۔ تم ناگوں کی سفید رانی کے بغیر وہاں نہیں پہنچ سکتے' وہ اس دنیا کے کس خطہ میں واقع ہے یہ کسی کو نہیں معلوم اور نہ میں تمہاری رہنمائی کر سکتا ہوں۔"

"لیکن میں اندراوتی۔۔۔ یعنی سفید ناگن کو کس طرح اس بات پر آمادہ کر سکوں

گا؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

حیدر شاہ مجھے اس پراسرار اور ہولناک مہم کے بارے میں سمجھانے لگا۔

اور جب جاڑوں کی ٹھٹھرتی ہوئی فضا میں پرندوں کی چہکار گونجنے لگی تو حیدر شاہ اٹھ گیا۔

"ٹھہر جائیے!" میں نے اس سے التجا آمیز لہجے میں کہا۔ "آپ ضعیف ہیں اور باہر ناقابل برداشت سردی پڑ رہی ہے سورج نکلنے کے بعد چلے جائیے گا۔"

"سردی گرمی سے درویشوں کا کوئی واسطہ نہیں ہے بیٹے!" حیدر شاہ بولا۔ "ہمیں وقت پر اپنے مقام پر پہنچنا ہوتا ہے۔"

"اب میں آپ سے کہاں مل سکوں گا؟" اسے روانہ ہونے پر آمادہ پا کر میں نے سوال کیا۔

"خدا کی زمین بہت بڑی ہے' کچھ پتہ نہیں کہ کہاں جانے کا حکم ہو جائے۔ تم حیدر شاہ کو بھول جاؤ۔ ہاں اس کی ہدایات یاد رکھنا۔ خدا حافظ!"

یہ کہہ کر درویش وہاں سے روانہ ہو گیا۔ میرے ذہن میں اس کی عظمت اور اس کے علم کا گہرا تاثر باقی رہ گیا۔

میں گھنٹوں گزرے ہوئے واقعات کے اور اپنے مستقبل کے بارے میں سوچتا رہا۔ پہلے میں اپنے آپ کو حالات کی دلدل میں دھنستا ہوا محسوس کر رہا تھا لیکن اب میرے سامنے طے شدہ راستہ تھا جو ستارہ کی پرخلوص رفاقت تک جاتا تھا' اس راستہ میں پیش آنے والے خونچکاں اور لرزہ خیز واقعات کے بارے میں مجھے خیال تک نہ آیا۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ سفید ناگن سے ملاقات ہوتے ہی میں ناگ بھون تک پہنچ جاؤں گا جہاں میری ستارہ میری منتظر تھی...... یہ کس قدر خام خیالی تھی میری!

اسی پس و پیش اور ادھیڑ بن میں کئی دن گزر گئے' ستارہ کے صدمہ کے علاوہ اندراوتی بھی میرے لئے خلش بن کر رہ گئی تھی' میں جب بھی اس کے بارے میں سوچتا دل میں ہلکی سی کسک اٹھنے لگتی اس کا دہکتا ہوا نرم نرم اور گداز بدن میرے لئے آسودگیوں کا گہوارہ رہ چکا تھا۔ میں اس کے بارے میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ وہ کسی غیر انسانی مخلوق کا حسین انسانی پیکر ہو گی لیکن حقیقتوں کی ٹھوس چٹانوں سے ٹکرا کر میرے

یہ سہانے تصورات شیشے کے نازک ٹکڑوں کی طرح بکھر جاتے۔

چند ہی دن میں تنہائی اور یکسانیت سے میری طبیعت اکتا گئی' میں سارا سارا دن شملہ کی سڑکوں اور پگڈنڈیوں پر بے مقصد گھومتا رہتا لیکن طبیعت میں تازگی پیدا نہ ہو پائی' مجھے یوں محسوس ہونے لگا جیسے حیدر شاہ سے میری ملاقات محض ایک بھیانک خواب تھا لیکن اس کا دیا ہوا منکا مجھے اس فرار کی پناہ میں جانے سے روک دیتا تھا۔ اندراوتی نے مجھے اپنی اداؤں سے اتنا گرویدہ کر لیا تھا کہ اب میرے لئے تنہائی عذاب بن کر رہ گئی تھی' میں جب بھی اس کے بارے میں سوچتا' تو ساری حقیقتوں کے باوجود اسے ہرجائی ناگن سمجھنے کو دل نہ چاہتا۔ کبھی کبھی تو میں یہ سوچنے لگتا کہ وہ مجھ سے دور رہ کر اپنی پراسرار قوتوں کے سہارے میرے دل کو اپنی جانب دوبارہ مائل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

اس دوران میں میں نے گھر کے کام کے لئے ایک مفلوک الحال شخص کو ملازم رکھ لیا۔ وہ ادھیڑ عمر تھا اور بھیک مانگتا ہوا میرے دروازہ پر آیا تھا۔ اس کی حالت اس قدر قابل رحم تھی کہ میں نے اسے ملازم رکھ لیا۔ اس کا نام ہری چند تھا وہ بمبئی کے ایک نواحی گاؤں کا رہنے والا تھا اور کئی برس پہلے ایک وبائی بیماری میں اپنی بیوی اور لڑکے کے مرنے کے بعد اپنے گھر سے نکل پڑا تھا۔ میں نے چند روز تک اس سے پوشیدہ رہ کر اس کی نگرانی کی لیکن میں نے اسے پوری طرح ایماندار اور محنتی پایا اور اس پر اعتماد کرتے ہوئے پورا گھر اسے سونپ دیا۔

ایک روز میں دل بہلانے کے لئے سینما گھر چلا گیا جہاں ایک کارٹون فلم لگی ہوئی تھی پورا ہال بھرا ہوا تھا لیکن میرے بائیں طرف کونے کی سیٹ خالی تھی۔ جب ہال میں اندھیرا ہو گیا اور فلم شروع ہوئی تو مجھے اس طرف کپڑوں کی سرسراہٹ سنائی دی اور بھینی بھینی خوشبو سے فضا معطر ہو گئی۔ میں نے گردن گھما کر دیکھا تو ایک سبک اندام لڑکی میرے برابر والی کرسی پر بیٹھ رہی تھی۔

اس لڑکی کی موجودگی دریافت ہوتے ہی میرا دماغ بھٹکنے لگا۔ بہت عرصے بعد کوئی عورت یا لڑکی میرے اتنے قریب بیٹھی تھی اسکرین پر سے آنے والی سفید روشنی میں میں نے نظریں چرا کر اس کی جانب دیکھا اور میرا دل تیزی سے بے اختیار دھڑکنے لگا'

وہ بہت خوبصورت تھی اور چہرے پر بلا کی معصومیت برس رہی تھی۔ لڑکی کے بیٹھتے ہی میں ذرا سا سرک گیا تھا تاکہ وہ آرام سے بیٹھ سکے لیکن ذرا ہی دیر میں میری ذہنی رو بہک گئی' نگاہیں پردے پر تھیں لیکن مجھے کچھ نظر نہ آ رہا تھا' میں نے اپنے بدن کو ہلکی سی جنبش دی' میرا بایاں بازو لڑکی کے بازو سے ٹکرایا اور میرے جسم میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ نہ چاہنے کے باوجود میں نے فوراً ہی اپنا بدن سمیٹ لیا اور لڑکی کی جانب سے کسی اعتراض کا منتظر رہا۔ لیکن وہ خاموش رہی۔ اس کی خاموشی سے میری ہمت بڑھی اور ایک بار پھر ہمارے جسم ٹکرائے' وہ اس بار بھی کچھ نہ بولی' میں اپنی کرسی پر کسمسایا اور اس پر میرے بدن کا دباؤ بڑھ گیا۔

لیکن لڑکی بالکل اطمینان سے بیٹھی رہی۔ جیسے کوئی بات ہی نہ ہو' اس کے گرم گرم بدن کے لمس سے میرے روئیں روئیں میں مسرت کی لہریں دوڑ گئیں۔ میں نے مزید حوصلہ کر کے اپنے شانوں کا دباؤ اس پر ڈالدیا اور وہ یوں ہی بیٹھی رہی اس کے لباس اور بدن سے پھوٹنے والی بھینی بھینی خوشبو مجھے مدہوش کئے جا رہی تھی' میں اگلے قدم کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھ پر اس کے ہاتھ کی گرفت محسوس کی' وہ دبے دبے جوش کے ساتھ میرا ہاتھ دبا رہی تھی' میرا دوران خون تیز ہونے لگا۔ نگاہوں کے سامنے چنگاریاں سی اڑنے لگیں اور میرے ہاتھ حرکت میں آ گئے۔

وقفہ ہونے تک ہم دونوں اپنے اردگرد کے لوگوں کو کسی شبہ میں مبتلا کئے بغیر ایک دوسرے کے جسم سے کھیلتے رہے اور جب روشنی ہوئی تو ہم دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ نگاہیں چار ہوئیں اور ذہنوں پر چھایا ہوا خمار اور گہرا ہو گیا۔

وہ کرسی سے اٹھ کر ہال سے باہر نکلی۔ میں نے بھی اس کی تقلید کی' اس کا کتابی چہرہ مسرت سے دمک رہا تھا آنکھوں میں بوجھل پن کے ڈورے تیرنے لگے تھے اور سینے کے بے ترتیب اتار چڑھاؤ سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ میری طرح وہ بھی جذباتی ہیجان میں ڈوب چکی ہے۔

ہال سے نکل کر ہم دونوں باہر آ گئے اور سڑک کے کنارے رک کر کسی سواری کا انتظار کرنے لگے۔

"میرا نام شاشاکول ہے۔" وہ مسکرا کر بولی۔

میں نے تعارف کے لئے پہلی بار زبان کھولی اور ہم دونوں مسکرا دیئے۔

اس کے ہونٹوں پر سلگتی ہوئی سی ایسی مسکراہٹ مچل رہی تھی جس کی گہرائی اور معنویت کو محسوس کر کے میں پاگل ہوا جا رہا تھا۔

ٹیکسی رکی۔۔۔۔ ہم اس میں سوار ہوئے اور ٹیکسی چل دی میں نے ڈرائیور کو اپنے گھر کا پتہ بتایا لیکن وہ بول پڑی۔ "نہیں مجھے ایک کام یاد آ گیا ہے راستے میں میرے گھر اتار دیجئے گا۔"

"ایسا بھی کیا کام!" میرے لہجے اور نگاہوں میں احتجاج تھا۔

"آپ بڑے شریر ہیں۔" وہ اٹھلا کر بولی۔ "میں آپ کے ساتھ پوری فلم دیکھتی لیکن مجھے گھر پر بہت ضروری کام ہے' ہم پھر ملیں گے۔"

میرا چہرہ اداس ہو گیا۔ "آج کی رات گزارنی مشکل ہو گی۔"

"میں ایک رات کے دو سو روپے لیتی ہوں!" اس نے آہستہ سے میرے کان کے نیچے سرگوشی کی اور میں چونک پڑا۔

میرا خون سرد پڑنے لگا۔ دل کی دھڑکنیں دھیمی ہونے لگیں۔۔۔۔ تو وہ ایک طوائف ہے!

نہ جانے کیا بات ہے کہ مجھے طوائفوں سے ہمیشہ نفرت سی رہی ہے' اس لڑکی کی اصلیت معلوم ہونے پر میں اپنی اس نفرت کو نہ چھپا سکا' فوراً ٹیکسی رکوائی اور پانچ روپے کا نوٹ لڑکی کی گود میں ڈالتا نیچے اتر گیا۔

اس نے نوٹ ڈرائیور کو تھمایا اور خود بھی نیچے آ گئی اور میرا بازو تھام لیا۔ "تم ناراض ہو گئے۔ چلو جو من چاہے دے دینا۔"

میں نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا' یہ سمجھنے کے بعد کہ وہ کام کا بہانہ کر کے میرے جذبات کے اونچے دام وصول کرنا چاہتی تھی' مجھے اس سے کراہت آنے لگی' اس کی خوبصورتی میرے لئے یک بیک اپنی دلکشی کھو بیٹھی' اس کے بدن سے اٹھتی مہکار مجھے اپنے ذہن پر گراں محسوس ہونے لگی۔

اس نے میرا راستہ روکنا چاہا' بلامعاوضہ میرے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو گئی' پھر

Optimized by www.Image-Optimizer.com

خوشامدوں پر اتر آئی لیکن میں نے اس کی ایک نہ سنی اور سیدھا چل دیا۔

طبیعت بدمزہ ہو چکی تھی اس لئے سیدھے گھر کا راستہ لیا۔ وہاں پہنچا تو پھاٹک پر ہری چند ایک تندرست لڑکی سے الجھ رہا تھا۔

مجھے دیکھتے ہی ہری چند خاموش ہو گیا۔ شاید وہ کافی دیر سے اس لڑکی سے جھگڑا کر رہا تھا۔ وہ لڑکی تیر کی طرح میری طرف آئی۔

"بابو تیرا نوکر بڑا کٹھور دل ہے۔" وہ سانولی سلونی لڑکی دلفریب معصومیت سے بولی۔ "میں کہتی تھی اپنے بابو کے لئے دو چار آنے کے بادام خرید لے لیکن یہ مانا ہی نہیں مجھے مارنے پر اتر آیا تھا۔ آج صبح سے میں نے دھیلے کا دھندا نہیں کیا' خالی ہاتھ گھر گئی تو میری ماتا کیا کھائے گی۔۔۔ تو لے گا نا بادام میرے!"

میں نے غور سے اس لڑکی کی طرف دیکھا' جوان اور دلکش لڑکی بنجارنوں کے لباس میں تھی اس کی میلی گھاگری جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی تھی' چولی کا حال بھی خستہ ہی تھا۔

اس کی باداموں کی ٹوکری پھاٹک کے قریب رکھی تھی۔

میں گہری نظروں سے اس الھڑ لڑکی کا جائزہ لیتا رہا پھر اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا اندر داخل ہو گیا' وہ باداموں کی ٹوکری سر پر اٹھا کر ہری چند کو منہ چڑاتی میرے پیچھے آنے لگی اور ہری چند کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں سر کو جھٹکتا پچھلی راستے سے رسوئی کی جانب چل دیا۔

سینما میں ملنے والی لڑکی کی اصلیت معلوم ہونے کے بعد دب جانے والے جذبات اس بار زیادہ شدت سے سر ابھار رہے تھے' میں کمروں سے گزرتا ہوا سیدھا اپنی خواب گاہ میں پہنچا۔ میرے رکتے ہی لڑکی ٹوکری سر سے اتار کر فرش پر بیٹھ گئی۔ اور سوالیہ نظروں سے میری جانب دیکھتے ہوئے بولی۔ "کتنے کے دوں؟"

اس کی گھٹنوں تک اٹھی ہوئی گھاگری میں سے جھانکتا بھرا بھرا بدن میری نگاہوں کا مرکز تھا' میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔ "تم صرف بادام بیچتی ہو؟"

"ہاں۔" اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا' پھر میرا مقصد سمجھتے ہی وہ شرم سے

دوہری ہو گئی اور لجا کر نظریں جھکا لیں۔

"تم میرے ہاں نوکری کرو گی؟" میں نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا کام کرنا پڑے گا؟" اس نے دبی دبی آواز میں پوچھا۔

"داسی بن کر رہنا پڑے گا۔" میں نے اس کے رخساروں کو چھوتے ہوئے پوچھا۔

"یہ تو کرنا ہی پڑتا ہے بابو!" وہ نظریں نیچے کئے ہوئے بولی۔ "لوگ بادام کم خریدتے ہیں' بادام والی کے دام زیادہ پوچھتے ہیں' تیرا نوکر تو نرا بدھو ہے' میری بات ہی نہیں سمجھتا تھا۔ تو مجھے نوکر رکھ لے تو روز روز نئے نئے بابوؤں کے پاس نہیں جانا پڑے گا۔ کبھی کبھی تو مجھے بھی لاج آنے لگتی ہے تیرے گھر کے کسی کونے میں پڑ جاؤں گی۔"

"اور تیری ماتا کیا کرے گی؟" میں نے پوچھا۔

"ماتا۔۔!" وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ "وہ تو میں ہر ایک سے ایسے ہی کہتی ہوں' میری ماتا ہوتی تو مجھے گھر بٹھا کر خود بادام بیچتی' وہ بے چاری تو برسوں پہلے سرگباش ہو چکی ہے۔"

میں نے اسے فرش سے اٹھا کر اپنے بازوؤں میں دبوچ لیا۔ میری خواب گاہ میں بہت دن بعد کوئی سریلا قہقہہ گونجا تھا۔

وہ میرے بازوؤں میں تڑپی اور دور ہٹ گئی۔ "تجھے لاج نہیں آتی بابو! دن کی روشنی میں پاپ کماتا ہے۔"

اس کی اس معصومانہ شوخی پر میرا دل جھوم اٹھا۔ میں اس کی طرف لپکا اور وہ ہرنی کی طرح دوڑتی ہوئی خواب گاہ سے نکل گئی۔

تھوڑی دیر بعد ہری چند سے میرا آمنا سامنا ہوا - اور میں نے اندازہ لگایا کہ بادام والی لڑکی کو روکنے پر وہ ناخوش ہے۔

"ہری چند! تم کچھ ناراض معلوم ہوتے ہو؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"نہیں بابو۔۔۔ ہم نیچی ذات والے کسی سے خفا ہوں گے؟" اس نے روکھے پن سے کہا۔

اس کے لہجے سے مجھے تکلیف ہوئی۔ "میں نے بات اسی جگہ ختم کر دی۔ اور اپنی

خواب گاہ میں آ گیا۔ چمپا شاید نہانے دھونے میں لگی ہوئی تھی۔

وہ نہا دھو کر ستارہ کے کپڑے پہن کر واپس آئی تو میں اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ نہا دھو کر اس کا رنگ نکھر آیا تھا' سلیقے سے گندھے ہوئے بالوں میں کاسنی جوڑا بڑا بھلا لگ رہا تھا۔ لمبی لمبی غزالی آنکھوں میں کاجل کی ڈوریوں نے خمار اور گہرا کر دیا تھا۔

مجھے پرنام کر کے وہ فرش پر بیٹھ گئی۔ میں نے اسے اٹھا کر اپنے برابر میں بٹھا لیا۔

"پگلی نیچے کیوں بیٹھتی ہے؟"

"بابو۔۔۔ داسیاں تو اپنے مالک کے چرنوں ہی میں بھلی لگتی ہیں۔" اس نے لجا کر کہا۔

"تم داسی نہیں۔۔۔ اس گھر میں میرے من کی رانی بن کر رہو گی۔" میں نے اس کی کمر میں ہاتھ حمائل کرتے ہوئے کہا۔

اس نے نگاہیں میری طرف اٹھائیں۔ "کیا میں سندر لگتی ہوں بابو!"

"پتہ نہیں' ابھی دیکھوں گا!"

"دیکھو بابو! میں کوئی بری نہیں ہوں' پہلے میں بھی بھلی عورت تھی' پر بھوک بڑی ظالم ہوتی ہے' میں پیٹ سے مجبور ہو کر ابھاگن ہو گئی!"

میں نے اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا!

طوائفوں سے نفرت ہونے کے باوجود میں چمپا سے نفرت نہ کر سکا اس کی معصومیت اور الھڑپن دیکھتے ہوئے میں اسے طوائف سمجھنے کو تیار نہیں تھا!

وہ والہانہ انداز میں مجھ سے لپٹ گئی' جذبات کا جہنم سلگنے لگا۔ وہ بھی بے قابو ہوئی جا رہی تھی' اس کا گداز بدن بل کھا رہا تھا اور میں بھی زیادہ دیر اپنی بے چینی پر قابو نہ پا سکا' میرے ہاتھوں میں بجلی کی لہر دوڑ گئی' چمپا کا چمپئی بدن اپنی تمام تر رعنائیوں سمیت ظاہر ہونے لگا اور پھر میں اس میں ڈوب کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گیا۔

وہ ساری رات ہم نے یونہی ایک دوسرے کے ساتھ میں گزاری اور جب تھکان سے میرا بدن چور ہو گیا تو میں کروٹ بدل کر سو گیا۔

نہ جانے میں کتنی دیر سوتا رہا۔ پھر کسی کی چیخ سن کر میری آنکھ کھل گئی' ہری چند میرے برابر میں سوئی ہوئی چمپا کے نیم عریاں بدن سے کسی بھوکے بھیڑیئے کی طرح

لپٹا ہوا تھا اور وہ ہڑبڑا کر چیخے جا رہی تھی۔

میں پھرتی سے بستر سے اتر آیا' ہری چند کا چہرہ ننگے جذبات کی تمازت سے دہک رہا تھا اس کی سرخ آنکھوں میں وحشیانہ بھوک چمک رہی تھی اور وہ ہنہناتے ہوئے چمپا کے تڑپتے ہوئے بدن پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ "ساری رات تو میری نگاہوں کے سامنے رنگ رلیاں مناتی رہی اور میں کھڑکی سے جھانکتا رہا۔ دھرم کے ناطے تجھ جیسی سندر ناری پر میرا بھی ادھیکار ہے۔" پھر وہ زور سے چیخا۔ "باز آ جا چنڈال۔ زیادہ ہاتھ پیر مارے گی تو ٹانگیں چیر دوں گا۔"

میں چند ثانیوں تک آنکھیں پھاڑے یہ شیطانی مقابلہ دیکھتا رہا پھر ہری چند کی بڑھتی ہوئی دست درازی پر میری آنکھوں میں خون اتر آیا۔۔۔ وہ گلی کا بھکاری اپنے مالک کی آغوش پر حملہ کرنے اتر آیا تھا۔ یہ میرے لئے کھلا ہوا چیلنج تھا میں نے ہری چند کی گردن دبوچ کر اسے چمپا کے بدن سے نیچے فرش پر کھینچ لیا۔ اس نے وحشیانہ قوت سے میرے منہ پر ٹکر رسید کی اور میں چیخ مار کر پیچھے الٹ گیا' پھٹے ہوئے ہونٹوں سے خون بہہ بہہ کر میرے منہ میں بھرنے لگا۔

چمپا اس درندگی سے خوف زدہ ہو چکی تھی' وہ بستر پر پڑی مچلتی اور چیختی رہی' ادھر ہری چند میری گرفت سے آزاد ہو کر ایک بار پھر چمپا کے اوپر سوار ہو گیا' اس کے بدن پر رہے سہے چیتھڑے بھی نوچ ڈالے' میں اپنی شدید چوٹ سے سنبھل کر پلٹا تو ہری چند چمپا کے بدن کو بری طرح جھنجھوڑ رہا تھا۔۔۔ میں نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے اس کی گردن دبوچ لی۔ ہم دونوں کے نیچے چمپا بری طرح دبی جا رہی تھی۔ ہری چند نے میری گرفت سے نکلنے کے لئے بہت ہاتھ پیر مارے لیکن میں اس کا نرخرہ دبوچ چکا تھا۔ چند ہی سیکنڈ میں ہری چند کی غضب ناک غرائیں اس کے حلق میں گھٹنے لگیں۔ آنکھیں اپنے حلقوں میں سے ابلنے لگیں لیکن میری گرفت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ میں اس نمک حرام کو ختم کرنے پر تلا ہوا تھا۔

ذرا ہی دیر میں ہری چند کا بدن بے حس و حرکت ہو گیا اس کی اکڑی ہوئی زبان منہ سے باہر نکل پڑی تھی اور ابلی ہوئی سرخ آنکھوں میں خون جم گیا تھا۔ میں ہری چند کی لاش چمپا کے بدن پر چھوڑ کر الگ ہٹ گیا چمپا نے زور لگا کر ہری چند کے بے جان

Optimized by www.ImageOptimizer.net

بدن کو نیچے گرا دیا اور وہ ہانپتی ہوئی میرے برابر میں آ گئی' اس کا بدن بری طرح کانپ رہا تھا۔

ہری چند کی لاش پر نظر پڑتے ہی وہ چیخ پڑی۔ "تم نے اسے مار ڈالا؟"

"ہاں۔۔۔ یہ اسی قابل تھا۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"بابو!" وہ میرے سینے سے لپٹ کر رو پڑی۔

جب میرا غصہ سرد ہوا تو مجھے ہری چند کی لاش سے چھٹکارا پانے کی فکر ہوئی' لاش مکان سے باہر لیجانا تو ممکن نہ تھا بس ایک ہی صورت تھی کہ اسے کسی گوشے میں دبا دیا جائے' پھر مجھے ستارہ کی قبر کا خیال آیا' وہ زمین نرم تھی اور زیادہ محنت کئے بغیر اسے دوبارہ کھودا جا سکتا تھا۔ چمپا نے میرے ساتھ مل کر گلاب کے تختوں کے درمیان وہ قبر کھدوائی اور ہم دونوں نے پوری احتیاط اور راز داری کے ساتھ ہری چند کی لاش قبر میں دبا دی۔

اس کام سے نمٹ کر مجھے خاصا اطمینان ہوا مجھے یقین تھا کہ چند ہی دن میں ہری چند کی لاش گل سڑ کر ختم ہو جائے گی۔

دوپہر میں چمپا گھر کے کام کاج میں لگ گئی اور میں اوور کوٹ پہن کر لان میں پھیلی ہلکی دھوپ میں آ بیٹھا۔ تنہائی میں اپنے تازہ ترین جرم کے بارے میں سوچ کر مجھے پریشانی لاحق ہونے لگی۔ چمپا اس قتل کی چشم دید گواہ تھی' اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ اب مجھے چمپا کی ناراضگی مول لینے سے گریز کرنا پڑے گا' میں نے سوچا بھلا اس سے اختلاف کی بات ہی کیا ہے' مجھے اپنی دلچسپی کے لئے کسی نوخیز لڑکی کی ضرورت تھی اور وہ بھی بادام بیچتے بیچتے تنگ آ چکی تھی۔

کچھ دیر بعد میرے سگریٹ ختم ہو گئے اور میں نیا پیکٹ لینے اپنی خواب گاہ کی طرف چل دیا ذرا دور ہی تھا کہ خواب گاہ میں کچھ آہٹیں سنائی دیں' میں دبے قدموں اس طرف بڑھنے لگا' دروازے میں گھسنے سے پہلے میں نے ایک کھڑکی پر پڑے ہوئے پردے کی اوٹ سے جھانکا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ چمپا جلدی جلدی کوئی چیز تلاش کر رہی ہے۔ میں پریشان ہو گیا کہ وہ وہاں کیا ڈھونڈھ رہی ہے' اس کے تلاشی لینے کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے کسی چھوٹی سی چیز کی تلاش ہے۔

میں بغیر آواز پیدا کئے خواب گاہ کے دروازے میں جم کر کھڑا ہو گیا تاکہ چمپا مجھے دیکھ کر فرار نہ ہو سکے' مجھے اندیشہ تھا کہ وہ میری غفلت سے فائدہ اٹھا کر قیمتی زیورات۔۔۔ میری ستارہ کے زیورات وغیرہ سمیٹ کر بھاگ جانا چاہتی ہے۔

ڈریسنگ ٹیبل کے خانوں کی تلاشی لیتے ہوئے چمپا دروازے کی طرف پلٹی اور مجھے دیکھ کر بھونچکا رہ گئی پل بھر کے لئے اس کے چہرے پر خوف کی سیاہی آ کر گزر گئی اور وہ پھیکے پن سے ہنس دی۔

"ہری چند سے ہاتھا پائی میں میری مندری کہیں کھو گئی ہے۔" اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو تمہارے ہاتھ میں کوئی انگوٹھی نہیں دیکھی تھی۔" میں نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ میں چمپا پر اپنا شبہ ظاہر کر کے اسے بھڑکانا نہیں چاہتا تھا۔

"اس مندری میں فیروزے کا نگ تھا۔" وہ جلدی سے بولی۔ "تم تو میرے بدن کے دوسرے انگ دیکھتے رہے تمہیں کیا خبر ہو گی کہ میرے سیدھے ہاتھ کی پہلی انگلی میں سندر سی مندری تھی۔"

میں دل ہی دل میں ہنس دیا اور بولا۔ "لیکن وہ تمہاری انگلی سے نکل کر دراز میں تو نہ گئی ہو گی۔"

"پہلے میں نے قالین پر ڈھونڈھا۔ پھر سوچا کہ شاید تمہیں مل گئی ہو۔ تم نے کسی دراز میں ڈال دی ہو اور مجھے بتانا یاد نہ رہا ہو۔" اب وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پا چکی تھی۔

میں نے بڑھ کر چمپا کی پیشانی کا بوسہ لے لیا۔ میں اس پر یہ ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا کہ مجھے اس پر شبہ ہو گیا ہے۔

اس واقعہ کے بعد میں نے سارا دن چمپا کو اپنی نظروں کے سامنے رکھا' میں اپنی مصیبتوں میں اضافہ برداشت کرنے کو تیار نہیں تھا' ہری چند کے قتل کے الزام میں میری گردن میں پھانسی کا پھندا پڑ سکتا تھا' اس عذاب سے محفوظ رہنے کے لئے میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر چمپا نے مجھے دھوکا دے کر فرار ہونا چاہا تو بے دریغ اسے موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ ایک قتل کے بعد انسانی زندگی کے بارے میں میری سوچ یکسر

Optimized by www.imageoptimizer.net

بدل چکی تھی میں خود کو محفوظ رکھنے کے لئے دوسرا خون بہانے پر پوری طرح تیار تھا۔

اس رات سونے سے قبل میں نے خواب گاہ کو اندر سے مقفل کر کے چابی فرش قالین کے نیچے چھپا دی۔ چمپا نے تالا لگانے کی وجہ پوچھی تو میں نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے مال و دولت کی کوئی فکر نہیں ہے۔ لیکن کوئی اور ہری چند میری چمپا کو چرا لے گیا تو میں زندہ نہ رہ سکوں گا۔"

روشنی گل کرنے کے بعد ہم بستر پر آئے تو مجھے اندازہ ہوا کہ چمپا اتنی الہڑ نہیں ہے جتنی وہ نظر آتی ہے' اسے مرد اور عورت کے نازک رشتوں کے بارے میں بڑے گر معلوم تھے' کافی دیر تک میرے جذبات سے کھیلتے رہنے کے بعد اس نے سپردگی کا انداز اختیار کیا اور میں نے بے دردی سے اس کے انگ انگ کو مسل ڈالا۔ ہری چند کی "دھرم" والی بات میرے ذہن میں کانٹے کی طرح اٹک گئی تھی اور میں اپنی انا کی تسکین کے لئے ہر طرح سے اس کے چمپئی بدن کو روند رہا تھا۔۔۔۔ یہ احساس مجھے بے حد سرور بخش رہا تھا کہ ملعون ہری چند کے دھرم کی ایک سندر اور کومل کنیا کو میں بھرشٹ کر رہا ہوں ہری چند کی نظر سے زخمی ہونے والے ہونٹوں کو چمپا کے جلتے ہوئے ہونٹوں سے بڑی شانتی مل رہی تھی!

اس وقت مجھے احساس ہوا کہ انسان دھرم کے معاملے میں کتنا حساس ہوتا ہے تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود میرے ذہن میں ہری چند کے جملوں نے آگ سی بھر دی تھی اور میں چمپا کی بجائے اپنے تصور میں ہری چند کی ہرجائی دیویوں کو دیکھ رہا تھا۔

اگلے دن صبح مجھے ایک بے حد ضروری کام سے بازار جانا پڑ گیا میرے پاس آتش گیر اور تیزابی مادے خریدنے کا سرکاری اجازت نامہ موجود تھا جو میں نے اپنے پیشہ ورانہ تجربات کے لئے حاصل کر لیا تھا۔ میرا ارادہ تھا کہ گندھک کے تیزاب کی خاصی مقدار ہری چند کی لاش پر الٹ دینے سے وہ بہت جلد مٹی میں مل جائے گی جانے سے قبل میں نے چمپا کو بتایا کہ میں اسے ایک کمرے میں بند کر کے جاؤں گا۔

"کیا میں بھاگ جاؤں گی؟" اس نے روٹھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"تو مجھ سے کہاں بھاگ کر جائے گی؟" میں نے اس کی ٹھوڑی اوپر اٹھا کر کہا۔ "میں نے تو تیری حفاظت کے خیال سے ایسا سوچا ہے کسی نے تجھے اکیلا دیکھ لیا تو نیت

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5043634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

خراب ہو جائے گی۔"

شاید یہ بات اس کے ذہن میں آ گئی اور میں اسے اپنی آرام دہ خواب گاہ میں لے آیا۔

باہر تالا ڈالنے کے بعد جانے سے پہلے میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ چھپ کر چمپا کی حرکتیں دیکھوں۔۔۔۔ یہ خیال اتنی تیزی سے ذہن میں آیا کہ میں پھاٹک سے واپس آ گیا اور بڑی کوشش کے بعد ایک جگہ سرکے ہوئے پردے میں سے اندر جھانکنے میں کامیاب ہو گیا۔

چمپا بستر پر بیٹھی کسی سوچ میں کھوئی ہوئی تھی اس وقت اس کے چہرے پر الہڑپن اور معصومیت کے بجائے تجربے کی گہرائی نمایاں تھی' وہ بہت سنجیدگی سے کچھ سوچ رہی تھی اس کی یہ محویت دیکھ کر میرا تجسس بڑھ گیا۔

چمپا کچھ دیر یوں ہی بیٹھی رہی' پھر آہستگی سے بستر سے اٹھی' اور الماری کے قد آدم آئینے کے سامنے کھڑی ہو گئی' پہلے وہ اپنا عکس دیکھ کر تھکتے ہوئے انداز میں مسکراتی رہی پھر ہاتھ اٹھا کر بھرپور انگڑائی لی اور اپنے بدن سے ساڑی اتارنے لگی' ساڑھی فرش پر گرانے کی بعد چولی کی باری آئی اور وہ سر سے پاؤں تک برہنہ بڑے غور سے آئینے میں اپنا عکس دیکھنے لگی' میرے کانوں میں تیز ہوائیں چھنے لگیں' میرا جی چاہا کہ دروازہ کھول کر اندر گھس پڑوں لیکن خود پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا۔ میں یہ جاننے کے لئے بے چین تھا کہ چمپا اب کیا کرنے والی ہے۔

وہ کھل کھلا کر انگڑائیاں لے کر اپنا عکس دیکھ کر خوش ہوتی رہی اور مجھے یہ سمجھنا پڑا کہ وہ پاگل لڑکی مجھ پر اپنا جادو چلا کر اپنے حسین بدن پر غرور بھری نظریں ڈال رہی ہے' شاید یہ اس کی زندگی میں پہلا موقع تھا کہ کسی پڑھے لکھے اور باحیثیت آدمی نے اس کے جوبن کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے ہاتھوں سے باداموں کی نوکری ہمیشہ کے لئے علیحدہ کرا دی تھی۔

میں حیرانی سے اس سراپا ناز کو دیکھ رہا تھا اور ذہن میں اس کے آئندہ اقدامات کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ وہ یک بیک تیزی سے چکرائی اور پلک جھپکتے میں اس کے چمکیلے بدن نے سفید ناگ کا روپ دھار لیا۔ میں بمشکل اپنی چیخ ضبط کر سکا

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اب چمپا کی جگہ میری خواب گاہ کے فرش پر بچھے ہوئے قالین پر وہی تیس فٹ لمبی ناگن لہریں لے رہی تھی جسے دیکھ کر کچھ عرصہ قبل میں اپنی تجربہ گاہ میں مبہوت ہو گیا تھا اور وہ اپنے ہم نسلوں کو کھولتے ہوئے پانی کی دیگ میں سے نکال لے گئی تھی۔

ناگوں کی وہ سفید رانی اس وقت بھی بہت پرشوکت نظر آ رہی تھی شیشے سے پڑنے والے انعکاس میں اس کا نقرئی بدن اس طرح چمک رہا تھا جیسے اس پر چاندی کی سیپوں کی تہہ جمی ہوئی ہو' بے اختیار میرے ذہن میں ماضی کی یادیں سر ابھارنے لگیں' یہ ناگ رانی واقعی میرے پیچھے لگ چکی تھی۔ کبھی وہ گمنام لڑکی بن کر میرے سامنے آئی۔ کبھی اندرلوتی بن کر میرے قربت کے مزے لوٹتی رہی اور اس بار چمپا کے الہڑ روپ میں ایک بار پھر میرے قریب آ گئی۔ مجھے تو شبہ ہونے لگا کہ سینما میں ملنے والی لڑکی شانتا کول کے روپ میں بھی یہی ناگ رانی رہی ہو گی۔ چمپا کی اصلیت سامنے آنے کے بعد میں سمجھ گیا کہ مندوی لکھو جانے کے بہانے وہ میری خواب گاہ میں اپنا سفید منکا ڈھونڈتی رہی ہو گی۔

میرے ذہن میں بوڑھے حیدر شاہ کے الفاظ گونجے۔ جو اس نے ناگ رانی کے بارے میں کہے تھے اور پھر میں پھریری لے کر رہ گیا' وہ سفید ناگن واقعی اتنی شدت سے مرمٹی تھی کہ روپ بدل بدل کر مجھ پر ڈورے ڈال رہی تھی!

ماضی کی یادوں کے ساتھ ہی مجھے اپنی ستارہ یاد آئی جو سفید ناگ کی قیدی تھی' اس کو رہا کرانے کے لئے مجھے ناگ بھون کی پراسرار فضاؤں میں پہنچنا تھا اور ناگ بھون جانے کے لئے مجھے سفید ناگن کی تلاش تھی۔ حیدر شاہ کی ہدایات مجھے بخوبی یاد تھیں۔ اور چمپا کی اصلیت کے اس غیر متوقع انکشاف کو تائید ایزدی سمجھتے ہوئے میں نے فیصلہ کر لیا کہ چمپا پر میں یہ ظاہر نہ ہونے دوں گا کہ میں اس کا اصلی روپ دیکھ چکا ہوں' اگلا قدم اٹھانے سے پہلے سوچ بچار بہت ضروری تھی۔

ناگ رانی خواب گاہ کے فرشی قالین پر بل کھاتی' اپنا پھن اوپر اٹھا اٹھا کر مسہریوں کے نیچے اور الماری کے پیچھے رینگتی رہی اور پھر ایک کونے میں بنی ہوئی نکاسی کی نالی کی طرف بڑھی اس نے اپنا پھن سکیڑ کر نالی میں داخل کیا اور بتدریج اس کا پورا بدن نالی

سے گزر کر میری نگاہوں سے روپوش ہو گیا...... میری خواب گاہ اب خالی رہ گئی تھی!

وہ نالی سے نکل کر جس طرف غائب ہوئی تھی' ادھر جھاڑ جھنکار پھیلے ہوئے تھے۔ میں جتنی دیر میں چکر کاٹ کر ادھر پہنچا وہ غائب ہو چکی تھی' میں ستون اور دیواروں کی اوٹ میں اسے تلاش کرتا رہا۔ لیکن وہ کہیں نظر نہ آئی۔

اب میرا وہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ ناگ رانی کی واپسی سے قبل مجھے وہاں سے نکل جانا چاہئے تھا تاکہ اسے کوئی شبہ نہ ہو سکے' میں مکان سے نکل کر بازار پہنچ گیا' میرا دماغ تمام وسوسوں کی دھند میں لپٹا ہوا تھا۔ کبھی میں خود کو موٹے موٹے ناگوں کے ہجوم میں پاتا' کبھی آسمان میں غیر مرئی سایوں کی سرسراہٹوں میں گھرا محسوس کرتا اور کبھی اپنے آس پاس سے گزرنے والی عورتوں کے روپ میں ناگ رانی نظر آنے لگتی۔

میں نے تیزاب کی بوتلیں خریدنے کا ارادہ ترک کر دیا اور چمپا کے لئے بناؤ سنگھار کا بہت سا سامان خرید کر گھر لوٹ آیا۔

خواب گاہ کا دروازہ کھولتے ہی چمپا پر نظر پڑی جو بے خیالی سے مسہری پر پڑی گہری نیند سو رہی تھی حسن پر چھائی ہوئی لاپرواہی قیامت ڈھا رہی تھی' اس کے چہرے پر ایک بڑی معصومیت چمک رہی تھی۔ میں نے چند ثانیوں تک اسے دیکھا۔ دل میں اس کی اصلیت کی جانب سے خوف محسوس ہوا لیکن نفس خوف پر غالب آ گیا۔ عورت واقعی مرد کی سب سے بڑی کمزوری ہے' مجھے معلوم تھا کہ چمپا کے روپ میں مسہری پر ایک خوفناک ناگن سو رہی ہے لیکن وقتی طور پر میں یہ بھول گیا اور قدم بے اختیار اس کی طرف بڑھنے لگے۔

میرے جلتے ہوئے سانسوں کی تپش اپنے دہکتے ہوئے رخساروں پر محسوس کر کے وہ دھیمے سے کسمائی اور میرے بے چین ہونٹوں کا بوجھ محسوس کر کے ہڑبڑا کر اٹھ گئی۔

"اُف! آپ' تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔" وہ اپنے چڑھتے ہوئے سانسوں پر قابو پاتے ہوئے بولی۔

اس کے منہ سے ڈر کا لفظ سنتے ہی میں لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ میرے

اپنے ذہن میں دبا ہوا ناگ رانی کا خوف تیزی سے میرے شعور میں ابھر آیا' پھر ستارہ کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی' اس کی لاش پر کیا ہوا عہد یاد آیا' اور میں نے بڑھ کر چمپا کو دبوچ لیا! اس پر جھپٹنے کا سبب میرا اشتعال تھا' میں اسے ہلاک کرنے کی نیت سے دانت پیس کر اس کی طرف بڑھا تھا لیکن اس کے بدن کا لمس محسوس ہوتے ہی میں جاگ اٹھا' مجھے فوراً خیال آیا کہ اس طرح اسے مارنا میرے بس کا روگ نہیں ہے اور اگر وہ میرے دل میں چھپے ہوئے دشمنی کے جذبہ سے واقف ہو گئی تو ستارہ کی بازیابی مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے گی۔

میرے تیور دیکھ کر وہ سٹ پٹا گئی۔ لیکن جب میں نے آنکھیں بھینچ کر' دانت کچکچاتے ہوئے اپنا چہرہ اس کی چھاتیوں میں چھپا لیا تو اس کے انداز میں بھی گرمجوشی آ گئی۔

اگلے روز دوپہر ڈھلے مجھے اندرونی کمرے سے چمپا کی چیخیں سنائی دیں' میں دوڑتا ہوا وہاں پہنچا تو وہ پچھواڑے میں کھلنے والے دروازے کی طرف گھورتی' ہذیانی انداز میں چلاتی جا رہی تھی۔

"کیا بات ہے؟" میں نے گھبرا کر اس سے پوچھا۔

"ناگ۔۔۔ ناگ! ابھی اس کمرے میں ایک بہت بڑا سفید ناگ تھا۔" وہ پھنسی پھنسی آواز میں بولی۔ "میرے چیختے ہی باہر بھاگ گیا۔ بابو! وہ بہت بڑا ناگ تھا۔"

چمپا کے ان الفاظ سے میں نفسیاتی طور پر بوکھلا گیا۔ پتہ نہیں' وہ یہ سوانگ کیوں رچا رہی تھی' بہرحال اسے شبہ کا موقع دیئے بغیر میں نے کہا۔ "ہاں ان اطراف میں سانپ بکثرت پائے جاتے ہیں۔ آؤ۔ دوسرے کمرے میں چلو۔ وہ اب نہیں آئے گا۔"

"بابو! وہ بہت لمبا تھا' چاندی کی طرح چمک رہا تھا۔" چمپا یہ کہتے ہوئے مڑ مڑ کر دیکھتی جا رہی تھی۔ "میں نے اپنی زندگی میں ایسا ناگ نہیں دیکھا۔۔۔ اگر میں نہ دیکھتی تو وہ۔۔۔ تو وہ مجھے ڈس لیتا۔۔۔ میری ماتا کہتی تھی کہ سانپ کا کاٹا پانی نہیں مانگتا۔"

"وہ ناگ تجھ سے ڈر گیا ہو گا۔" میں اس کی کمر پر دھپ مار کر بولا۔ "تو بھی تو کسی ناگن سے کم نہیں ہے۔"

اس نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی زردی آ کر گزر

گئی۔ "تو میں تم کو ناگن لگتی ہوں۔"

"تو بات بات پر روٹھ جاتی ہے۔ میں تو مذاق کر رہا تھا۔" میں نے جلدی سے کہا۔

"نہیں بابو! وہ صوفے پر میرے قریب کھسکتی ہوئی بولی۔ "میری ماتا کہتی تھی کہ پرانے ناگ انسانوں کے روپ میں بھی آ جاتے ہیں۔"

"تیری ماتا بھی پگلی تھی۔۔۔ بھلا ناگ بھی انسان بن سکتا ہے۔" میں نے کھوکھلی ہنسی کے ساتھ کہا۔ "اور کیا کہتی تھی تیری ماں۔"

مجھے چمپا کے منہ سے ناگوں کی باتیں سن کر وحشت ہونے لگی تھی۔ وہ اتنی معصومیت سے بات کر رہی تھی کہ میں نے اگر اپنی آنکھوں سے اسے ناگ رانی کا روپ دھارتے نہ دیکھا ہوتا تو اس کی ملائی سے دھوکا کھا جاتا' وہ جسم جلنے کی اکمل اداکاری کر رہی تھی کہ اس کی کسی بات پر شبہ کرنا محال نظر آتا تھا۔

"میری ماتا کو برا نہ کہو بابو!" وہ آزردہ ہو کر بولی۔ "میں خود ایک سپیرے کی بیٹی ہوں' میری ماں سانپوں اور ناگوں کے بارے میں سب کچھ جانتی تھی۔"

"اچھا اب ناگوں کی بات ختم کر دے۔" میں جھلا کر بولا۔ "اگر مجھے غصہ آ گیا تو ابھی ناگ بن کر تجھے کھا جاؤں گا۔"

"اوئی ماتا۔۔۔!" وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی اور اس کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا۔ وہ بے بسی سے میری طرف دیکھتی ہوئی ڈری ڈری آواز میں بولی۔ "کیا تو سچ مچ ناگ ہے بابو!"

یہ صورت حال اتنی مضحکہ خیز تھی کہ مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی' حالات کی یہ کیسی ستم ظریفی تھی کہ ہم دونوں ایک دوسرے کی اصلیت خوب اچھی طرح جاننے کے باوجود ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے تھے!

"کیا میں تجھے ناگ لگتا ہوں۔" میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ "تیری ماتا نے ایسے ناگوں کی پہچان بھی تو بتائی ہو گی؟"

"ہاں۔۔۔ وہ کہتی تھی کہ جو ناگ آدمی کا روپ دھارنے کی شکتی رکھتے ہیں ان کے منہ میں سفید پتھر کی شکل کا ایک منکا ہوتا ہے اس منکے میں بھی بڑی شکتی ہوتی ہے

وہ جس کے پاس ہو گا اس پر ناگ کا زہر اثر نہیں کرتا۔"

چمپا کے ان الفاظ پر میرے کان کھڑے ہوئے وہ کس قدر سادگی اور خوبصورتی سے منکے کا ذکر درمیان میں لائی تھی وہ یقیناً اپنا کھویا ہوا منکا حاصل کرنے کے چکر میں تھی' مکان کی ناکام تلاشی کے بعد وہ ناگ والا سوانگ رچا کر براہ راست مجھے الو بنانے کی کوشش کر رہی تھی!

میں نے اسے گھور کر دیکھا۔ "اب ختم کر یہ رام کہانی۔۔۔۔ ورنہ میں تجھے چھوڑ کر اپنے کمرے میں چلا جاؤں گا۔"

"تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو جی!" وہ سینہ تان کر بولی۔ "کیا میں خود تمہارے کمرے میں نہیں آ سکتی۔۔۔ تم تو مجھ سے بھی زیادہ ڈرپوک ہو' میں نے تو ناگ دیکھا تھا اور تم اس کا نام ہی سن کر ڈر گئے۔"

"اچھا بابا میں ڈرپوک ہوں۔۔۔ تیرا جو جی چاہے بکے جا!" میں نے اس کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔

"ہاں ہاں میں وہی کروں گی جو میرا من چاہے گا۔" وہ برابر دھونس جمانے پر تلی ہوئی تھی۔ "تم مجھے یہ بتاؤ بابو جی! کہ یہ منکا کیا ہوتا ہے؟"

"میں نہیں جانتا!" میں نے رکھائی سے کہا۔

"تم جانتے ہو!" چمپا تیزی سے بولی۔ اس بار وہ اپنی اداکاری کا بھرم رکھنے میں ناکام ہو گئی تھی اس کی آواز میں پرجوش سختی اور تحکم آ گیا تھا۔ اور میں اس کی وجہ خوب سمجھ رہا تھا۔

"میں نے غور سے اس کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں تیز چمک کوند رہی تھی اور چہرے پر تناؤ آیا ہوا تھا مجھ سے نظریں چار ہوتے ہی وہ ہنس پڑی اور اس کے چہرے پر ایک بار پھر سادگی نے ڈیرے ڈال دیئے۔

"بابو' تم برا مان گئے!" وہ میرے قدموں میں بیٹھ کر منانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "دیکھو نا' میں ایک سپیرے کی بیٹی ہوں' مجھے سانپوں کے بارے میں جاننے کا شوق ہے' میری ماں کو جیون نے مہلت ہی نہیں دی کہ وہ ساری باتیں مجھے سکھاتی۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ تم بہت کچھ جانتے ہو پر کسی کارن مجھ سے جھوٹ بول رہے ہو۔"

میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ خون یک بیک جوش مارنے لگا۔ وہ مجھے بالکل ہی بدھو سمجھ رہی تھی' میں اس کو اپنے سے دور جھٹک کر کھڑا ہو گیا اور غصے سے کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "ہاں' ناگ رانی میں بہت کچھ جانتا ہوں۔۔۔۔ تو مجھے اتنا الو سمجھتی ہے کہ اپنا منکا نکال لے جائے گی۔ اب تیرا کھیل ختم ہو گیا۔"

میرے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی چمپا کا رنگ بدل گیا۔ اس کے منہ سے ایک خوف ناک پھنکار نکلی۔۔۔ یہ وہی آواز تھی جو حیدر شاہ کے ہاتھوں میں گرفتار اندراوتی کے ہونٹوں سے نکلی تھی۔ چمپا کسی غضب ناک سانپ کی طرح تیزی سے پھنکارے جا رہی تھی۔ اس کے ہونٹوں سے نکلتی آواز سن کر ایک ثانیہ کے لئے میں لڑکھڑا گیا۔ میرے غیر ضروری جوش نے کام بگاڑ دیا تھا' مجھے نظر آ رہا تھا کہ ایک لمحہ بھر میں چمپا سفید ناگن کا روپ دھار کر میرے قبضے سے نکل جائے گی' اس پر قابو پا کر ناگ بھون جانے اور ستارہ کو وہاں کی ہولناک قید سے نجات دلانے کے سارے اور فرحت انگیز سپنے بکھرتے نظر آ رہے تھے۔

چمپا کے فرار کا اندیشہ محسوس ہوتے ہی میرے بدن میں بجلی کی لہر دوڑ گئی۔ یہ ساری کیفیت چند سیکنڈ میں گزر گئی۔ اس دوران میں چمپا کے چہرے پر غیض و غضب کی پرچھائیاں ناچنے لگی تھیں' وہ انسانی آواز بھول کر اپنی اصل آواز میں پھنکاریں مار رہی تھی اور اس کا بدن بڑی تیزی سے ایک نئے روپ میں ڈھل رہا تھا۔ میں نے لپک کر اس کے بال جکڑ لئے۔

چمپا نے اپنی سرخ ہوتی ہوئی خوف ناک آنکھیں میری طرف اٹھائیں' لمحہ بھر کے لئے مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا لیکن مجھے اطمینان تھا کہ ناگ رانی کا منکا میرے پاس ہے اور وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی میں نے اس کے بالوں پر اپنی گرفت اور مضبوط کر لی۔

اس کا بدن بری طرح مچل رہا تھا جڑے ہوئے پتلے پتلے ہونٹوں کے درمیان سے ہولناک پھنکار اور سیٹیوں کی آوازیں نکل رہی تھیں۔

"ناگ رانی! آج تو بچ کر نہ نکل سکے گی!" میں نے اس کے بالوں کو تیزی سے جھٹکا دے کر کہا۔ مجھ پر غصہ اور خوف سے ملی جلی کیفیت طاری ہو چلی تھی۔

جواب میں وہی بگڑی ہوئی پھنکاریں سنائی دیں۔

Optimized by www.Ima...

مجھے خیال گزرا کہ شاید روپ بدلتے وقت ناگ رانی' انسانی زبان بولنے سے معذور ہو جاتی ہے۔ اس کی آوازوں سے مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ ساتھیوں کی آواز میں کچھ کہہ رہی ہے لیکن میں اس کا مفہوم سمجھنے سے قاصر تھا۔ حیدر شاہ کی رگفت میں پھنس کر بھی اندراوتی یا ناگ رانی کی یہی حالت ہوئی تھی جس میں وہ اس وقت میرے سامنے جتلا تھی۔

مجھے حیدر شاہ کی بتائی ہوئی آیات یاد آئیں' بے اختیار میرے ہونٹوں کو جنبش ہوئی اور میں نے مقدس کلمات دہرانے شروع کر دیئے۔ حیدر شاہ نے مجھے وہ کلمات بتانے کے بعد سختی سے حکم دیا تھا کہ میں کسی اور کو ان کا علم نہ ہونے دوں اور اس وقت میں بھی ان فقروں کی پرجلال تاثیر سے ناواقف تھا لیکن جونہی میں نے ربانی لی جان توڑ کوشش میں مصروف چمپا کو گھورتے ہوئے ان کا ورد شروع کیا اس کی آنکھوں سے اضمحلال جھانکنے لگا۔ بدن کی جنبشیں دم توڑ گئیں' اس کے چہرے پر سیاہی مائل زردی پھیل گئی۔

اپنے عمل کا یہ حوصلہ افزا نتیجہ دیکھ کر میری منتشر ہوتی ہوئی اعصابی قوتیں بحال ہونے لگیں' مجھے بے اختیار دادا جان مرحوم سے سنی ہوئی ایک بات یاد آئی' ایک بار انہوں نے مجھے جنوں اور پریوں کی کہانی سناتے ہوئے بتایا تھا کہ اللہ ہر قسم کی مصیبتوں سے محفوظ رہنے کے لئے غیبی ذریعوں سے اپنے بعض بندوں کو اسم اعظم سکھاتا ہے اور ان پر ہیبت جلالی کلمات کی قوت کے سامنے شیطانی قوتیں مفلوج ہو کر رہ جاتی ہیں۔ مجھے یقین ہونے لگا کہ حیدر شاہ کوئی غیبی فرشتہ تھا جو تائید ایزدی کی صورت میں مجھے ناگ رانی کے حسین فریب سے بچانے دھرتی پر اتر آیا اور مجھے اسم اعظم سکھا کر چلا گیا۔

جس وقت میں نے اس مقدس ورد کو ختم کیا تو چمپا بالکل ساکت ہو چکی تھی اس کی آنکھوں میں الم ناک ویرانی اتد آئی تھی اس کے بشرے سے مایوسی ٹپک رہی تھی' یوں لگ رہا تھا کہ جیسے کسی نئی سہاگن کی مانگ پہلی ہی رات اجاڑ دی گئی ہو۔

میں اس کے بالوں کو ہاتھ میں جکڑے' اسے اندرونی کمرے میں لے گیا اور وہاں سے قینچی اٹھا کر چمپا کے سر پر باریک باریک سیاہ ناگنوں کی طرح لہراتی زلفوں کو کتر لیا'

بال کٹتے ہی چمپا نے ایک تیز پھنکار ماری' اس کی کٹی ہوئی زلفیں میرے ہاتھ میں رہ گئیں اور وہ پلک جھپکتے میں سفید ناگن کے روپ میں آ گئی۔

اب چمپا کی جگہ فرش پر ضخیم تجیم سفید ناگن بل کھا رہی تھی اس وقت میرے وجود میں نہ جانے کون سی قوت سمٹ آئی تھی کہ میں پھریری آ جانے کے باوجود اس سے زیادہ خوف زدہ نہ ہوا۔ وہ فرش پر اپنا چوڑا چکلا پھن بڑی بے چینی کے عالم میں پٹک رہی تھی۔ اچانک ایک تیز جھٹکے سے اس نے اپنا پچیس تیس فٹ لمبا جسم کمرے میں لہریئے کی شکل میں پھیلا دیا۔ اور تیز پھنکاریں مارتی میری طرف لپکی۔ میں اس نئے حملے سے یک بیک خوف زدہ ہو گیا اور تیز چیخ مار کر پیچھے الٹ گیا۔

ناگ رانی فرش پر رینگتی تیزی سے میرے قریب آئی اور اپنا نچلا دھڑ میری ٹانگوں پر لپیٹنے لگی۔ یہ ناگہانی افتاد میرے لئے ناقابل برداشت تھی موت آنکھوں کے سامنے منڈلانے لگی۔ مجھے یہ محسوس ہوا کہ وہ میری ٹانگوں پر لپٹ کر اپنی بے انداز وحشیانہ قوت سے میری پنڈلیوں کی ہڈیاں توڑ ڈالے گی۔۔۔۔ میں ایسے سانپوں کے بارے میں سن چکا تھا جو صرف دودھ پینے کے لئے گائے بھینسوں کی پچھلی ٹانگوں سے لپٹ کر ہڈیاں توڑ ڈالتے ہیں اور اب سفید ناگن کے ہاتھوں مجھے اپنا یہ حشر سامنے نظر آ رہا تھا۔

حیدر شاہ نے منکا دیتے ہوئے جو الفاظ کہے تھے' وہ مجھے یاد آ گئے۔۔ منکا ہوتے ہوئے میں ناگ رانی کے زہر سے تو ضرور محفوظ تھا۔ لیکن اگر وہ اپنی جسمانی قوت سے کام لے کر میری پنڈلیاں اور پسلیاں چور چور کر دیتی تو میں زندہ رہنے کے باوجود مردوں سے بدتر ہو جاتا' اپنی اس معذوری کا تصور کرتے ہی میں بوکھلا اٹھا اور تڑپ کر اپنی ٹانگیں ناگ رانی کے لپٹے ہوئے بدن سے آزاد کرا لیں۔۔۔۔ اس نے اپنا پھن میرے منہ پر مارا۔ میں نے اس کی زبانوں' سنکتی ہوئی باریک زبانوں کی کھلاہٹ اپنے رخسار پر محسوس کی' ایک بجلی سی چبھن ہوئی اور میں تیزی سے زمین سے اٹھ گیا

موت کو اپنے سے اتنے قریب پا کر میں اپنی تمام تر قوتوں سے کام لے کر اس موذی ناگن کو ختم کر دینے کے ارادے سے پلٹا۔۔۔ وہ بڑے پرسکون انداز میں میرے اور کھلے ہوئے دروازہ کے درمیان پورے فرش پر کنڈلی مارے بیٹھی تھی اس کا سفید پھن فضا میں لہرا رہا تھا' وہ بڑے اطمینان سے اپنی سرخ زبانیں نکال کر ہلکی ہلکی پھنکاریں

Optimized by www.ImageOptimizer.net

مار رہی تھی۔

اس کا پرسکون انداز دیکھ کر میں کانپ اٹھا۔ شاید اسے یقین تھا کہ اب میں اس سے نہ بچ سکوں گا! وہ فرش کے بڑے حصے پر کنڈلی مارے دھیمے دھیمے لہریں لے رہی تھی' چمپا کے سر سے کٹی ہوئی زلفیں ابھی تک میرے بائیں ہاتھ میں دبی ہوئی تھیں اور دائیں ہاتھ میں قینچی موجود تھی۔۔۔ میں نے فوراً قینچی کے دونوں پھل کھولے اور انہیں تان کر احتیاط سے ناگ رانی کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔۔ آخری' اور فیصلہ کن معرکے کے لئے۔۔۔۔۔!

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Call: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Call: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

میرے ہاتھ میں دبی ہوئی قینچی کے چمکدار پھل اور میرا جارحانہ انداز دیکھ کر وہ پرسکون ناگن یک بیک گھبرا گئی۔ اس نے فضا میں اپنا پھن دو تین بار تیزی کے ساتھ لہرایا اور پھر منہ سے دبی دبی پھنکاریں نکال کر' اپنا پھن فرش پر مسلنے لگی!

میرے قدم ٹھہر گئے' نگاہوں میں حیرت اتر آئی۔ ناگ رانی کے رویہ میں بے چارگی بسی ہوئی تھی۔ مجھے معاً حیدر شاہ کے الفاظ یاد آئے۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ ناگ رانی دل سے مجھے چاہنے لگی ہے اور مقدس الفاظ کی ادائیگی کے بعد جب میں اس کے سر کے بال اپنے قبضہ میں کر لوں گا تو وہ بالکل مفلوج ہو کر رہ جائے گی۔

اوسان بحال ہوتے ہی میرے ذہن پر سے خوف کی دھند چھٹ گئی۔ میں سمجھ گیا کہ ناگ رانی نے میرے جسم سے لپٹ کر اور میرے رخسار کو اپنی سلگتی ہوئی زبانوں سے چوم کر اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہا تھا جس سے میں بلاوجہ خوف زدہ ہو گیا تھا!

میں نے قینچی ایک طرف ڈال دی اور ناگ رانی کا چمکیلا جسم پرسکون انداز میں آخری ہلکورا لے کر ساکن ہو گیا۔ اس کا پھن ابھی تک فرش پر پڑا ہوا تھا۔

ناگ رانی اب میرے قبضہ میں آ چکی تھی۔ میں لمحہ بھر میں خود کو بے حد توانا اور خوش قسمت سمجھنے لگا۔ ہولناک قوتوں کی مالک' وہ جہنمی مخلوق اب میرے اشاروں پر ناچنے پر مجبور تھی۔ میں نے اس پر اپنی گرفت آزمانے کا ارادہ کرتے ہوئے دل میں کہا۔ "ناگ رانی۔ تو فوراً چمپا کے روپ میں آ جا!"

اس نے میرے خیال کی لہریں پڑھ کر تیزی سے فرش پر لوٹ لگائی اور اس کا پورا جسم چمکیلی دھند میں بدل کر میری نگاہوں سے غائب ہو گیا۔ پلک جھپکتے میں اس دھند نے انسانی ہیولے کا روپ دھار لیا اور چمپا اس سفید ناگن کی جگہ آ موجود ہوئی۔

یہ دیکھ کر میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ ایک غیر انسانی قوت میرے قبضہ میں آ

چکی تھی!

"بڑے ظالم ہو تم۔" چمپا نے تھکی تھکی آواز میں زبان کھولی۔

اس کی آنکھوں میں غم ناک اداسی ناچ رہی تھی اور سر کے بال کٹے ہوئے تھے۔ اس الھڑ لڑکی کی خوبصورتی پر بالوں کے کٹ جانے کے باعث بدنما داغ آ گیا تھا۔

"چمپا۔" میں اس کی طرف بڑھا۔ "تمہارے بال مجھے برے لگ رہے ہیں۔"

"تم میرے بالوں کی سندرتا چھین چکے ہو!" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اس کی ویران نگاہیں میرے بائیں ہاتھ میں دبی سیاہ زلفوں پر جمی ہوئی تھیں۔ "یہ بال مجھے لوٹا دو' میری سندرتا لوٹ آئے گی۔ میں تمہاری راتوں کو خوشیوں سے بھر دوں گی' یہ مجھے دے دو۔"

غیر ارادی طور پر ان بالوں پہ میری گرفت سخت ہو گئی۔ "ان بالوں کے ساتھ میں نے تمہاری شکتی بھی چھین لی ہے چمپا رانی۔" میں نے فخریہ لہجے میں کہا۔ "مجھے معلوم ہے کہ اب تم جب بھی انسان کا روپ دھارو گی یہ عیب موجود رہے گا لیکن میں یہ بال تمہیں نہ لوٹا سکوں گا۔" یہ کہتے ہوئے میں نے اس کے گداز بدن کو اپنے ہاتھوں میں سمیٹ لیا۔ میرے جسم کا لمس محسوس کرتے ہی اس پہ عجیب سی مستانہ کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ میں پوری قوت سے کام لے کر اس کے نازک اور گدرائے ہوئے بدن کو مسلتا رہا اور اس کی بے چینی بڑھتی رہی۔ وہ لذت آمیز انداز میں ہولے ہولے کراہ رہی تھی۔ اس کی زبان سے بے معنی جملے نکل رہے تھے اور اس کا بدن کانپنے لگا تھا۔ وہ پوری طرح میرے جسم میں سما جانے کو بے چین ہو رہی تھی۔ آخر مجھ سے بھی صبر نہ ہو سکا۔ میں اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹے صوفے پہ ڈھیر ہو گیا اور دیوانوں کی طرح اس کے بدن سے کپڑے نوچنے لگا اس نے بدن ڈھیلا چھوڑ دیا تھا۔

اور عین اس وقت جب میں چمپا کے روپ میں ناگ رانی کے وجود میں پوری طرح گم تھا۔ سرور اور نشاط کی کیفیت ناقابل بیان تھی اور وہ ان لمحوں کی لذت میں ڈوبی کسک سے بے تاب ہوئی جا رہی تھی' میں نے اپنے ہاتھ میں دبے ہوئے بال فرش پر ڈال دیئے اس وقت میرا دماغ ماؤف ہو چلا تھا اور حسین چمپا کے سوا میں ہر چیز کو فراموش کر چکا تھا۔

اچانک وہ تڑپ کر میری سخت گرفت سے نکل گئی۔ مدہوشی میں مجھے یہ خیال گزرا کہ وہ میرے بڑھتے ہوئے وحشیانہ حملوں سے گھبرا گئی ہے۔ میں نے پھر اس پر ہاتھ ڈالنا چاہا لیکن وہ کروٹ بدل کر صوفہ سے فرش پر گری اور وہاں پڑے ہوئے لمبے بالوں پر ہاتھ مارا۔ یہ دیکھتے ہی میرا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔

ناگ رانی بڑی چالاکی سے میرے قبضہ میں آ کر نکلی جا رہی تھی۔ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں میرے ذہن نے فیصلہ کیا اور میں جست لگا کر فرش سے اٹھتی ہوئی ناگ رانی پر جا پڑا۔ میرا بوجھ پڑتے ہی وہ بے اختیار چیخ پڑی۔ میں نے اس کے ہاتھ سے زلفیں چھین لینی چاہیں۔ اس کا بدن میرے نیچے آہستگی سے کسمسایا اور میرے بدن پر کروڑوں چیونٹیاں سنسنانے لگیں۔ وہ ایک بار پھر مجھے اپنے بدن کی لذتوں میں ڈبو کر مفلوج کر دینے کی کوشش کر رہی تھی۔

میں نے اس کے ہاتھ سے بال چھین لینے چاہے لیکن اس نے بھی جان کی بازی لگا رکھی تھی۔ وہ ایک طرف بالوں کو میرے ہاتھ سے چھڑا لینے کی جان توڑ کوشش کر رہی تھی' دوسری طرف اپنے بدن کے ارتعاش سے مجھے کمزور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ معاً اس نے ایک ایسی حرکت کی کہ میں فوراً ہی اپنے دماغ پر قابو نہ پا لیتا تو بالوں پر میری گرفت کمزور پڑ جاتی۔ چمپا ہر لحاظ سے تجربہ کار عورت تھی' وہ خوب جانتی تھی کہ مرد کی کیا کمزوریاں ہوتی ہیں۔ میں نے پھرتی لے کر اپنا دھڑ اس سے علیحدہ کر لیا اور ایک جھٹکا دے کر اس کی گرفت سے بال چھین لینے چاہے لیکن پھر بھی کچھ بال اس کے ہاتھ میں دبے رہ گئے اور میں اس پر سے ہٹ گیا۔ اس کی دست درازیوں نے مجھے پریشان کر دیا تھا۔

چمپا نے ہلکی سی چیخ مار کر باقی ماندہ بال چھوڑ دیئے۔ میں نے وہ بھی اپنے قبضہ میں لے لئے اور پھر جنون کے عالم میں اس پر ٹوٹ پڑا۔ میں اسے بتا دینا چاہتا تھا کہ مرد ہر حالت میں مرد ہوتا ہے اور جب وہ اپنے ہتھکنڈوں پر اتر آتا ہے تو بڑی بڑی گھاگ ناریوں کی چیخیں نکل پڑتی ہیں۔

وہ جس قدر چیخ رہی تھی میں اسی قدر فرحت محسوس کر رہا تھا۔ اس وقت میری وحشیانہ جبلت پوری طرح جاگ پڑی تھی اور جب چمپا کو ان کرب ناک لمحوں سے

نجات ملی تو وہ بدحال ہو چکی تھی اور بری طرح ہانپ رہی تھی۔

میں نے اسے سہارا دے کر فرش سے اٹھایا اور اس کی زخمی کنپٹیوں پر دوا لگانی چاہی لیکن وہ بے چین ہو گئی۔ "میں تم سے نہیں جیت سکتی۔ مجھے شما کر دو سلطان جی! میرے زخم خود بھر جائیں گے۔ ناگوں کا علاج صرف جنگلی بوٹیاں ہی کر سکتی ہیں.... اب مجھے جانے دو! تمہاری آگیا بنا اب میں کچھ نہیں کر سکتی' کچھ بھی تو نہیں کر سکتی۔"

وہ روہانسی ہو گئی اور میں نے اسے جانے کی اجازت دے دی۔ اس کے بال میرے قبضہ میں تھے اور میں غور سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ اچانک مجھے ستارہ یاد آئی۔ وہ ہولناک رات یاد آئی جب میں نے ستارہ کے بے جان بدن کو بری طرح جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا لیکن سیاہ سانپ کے زہری بلکی نیلاہٹ میں ڈوبا ہوا جسم بالکل ساکت رہا تھا۔ ستارہ۔ جو میری ایک آواز پر گہری نیند سے بیدار ہو جاتی تھی' اس رات میری دیوانگی میں ڈوبی چیخوں کے باوجود موت کی بھیانک آغوش میں طویل نیند کے مزے لے رہی تھی۔

میرے دل میں ہوک سی اٹھنے لگی۔ ستارہ کو میں نے مردہ سمجھ لیا تھا لیکن وہ زندہ تھی۔ میں سنگدل ناگ رانی پر قابو پا چکا تھا جس نے رقابت کے باعث ستارہ کو ناگ بھون کی نامعلوم دنیا میں قید کر دیا تھا۔ بے اختیار میرا دل چاہا کہ اس وقت ناگ رانی کو طلب کر کے ناگ بھون کی بات چھیڑوں لیکن مصلحت کا خیال کر کے یہ ارادہ ترک کر دینا پڑا۔

وہ رات میں نے ستارہ کی یاد میں کروٹیں بدل بدل کر گزاری۔ اپنا آرام دہ بستر مجھے کانٹوں کی سیج معلوم ہو رہا تھا جس پر مجھے کسی پہلو قرار نہیں تھا۔

جب رات کی دیوی اپنی آغوش میں گناہوں کی پرورش کے بعد' اپنی آوارہ زلفیں سمیٹنے لگی۔ اور صبح کا بانکا دیوتا مشرقی پہاڑوں کی اوٹ سے اپنی دہکتی ہوئی آنکھ سے گناہوں کی دھرتی کو گھورنے لگا تو میں نے بستر چھوڑ دیا۔ گرم پانی کے شاور کے نیچے نہاتے ہوئے مجھے بالکل احساس نہ تھا کہ آنے والا وقت میرے لئے کس قدر کٹھن اور روح فرسا ہے۔

میں برآمدہ میں پھیلی ہوئی دھوپ میں بیٹھا اخبار دیکھ رہا تھا اور میرا ذہن نامعلوم

فضاؤں میں اڑ رہا تھا کہ پھاٹک پر ہارن کی آواز سنائی دی۔ میں چونک پڑا۔ بھلا یہاں مجھ سے ملنے کون آ سکتا تھا۔

طویل راہداری عبور کر کے میں نے پھاٹک کھولا تو حیران رہ گیا۔ انسپکٹر ہیرس اپنے پانچ مسلح ماتحتوں سمیت سرکاری جیپ سے اتر چکا تھا۔ ان سب کے تیور خراب تھے۔ بے اختیار میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

"مسٹر محمد سلطان خان۔" انسپکٹر ہیرس نے اپنی نیلی آنکھیں میرے چہرے پر گاڑ کر پوچھا۔

"جی فرمایئے.... م.... میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟" میں نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے۔" انسپکٹر ہیرس نے سرد لہجہ میں کہتے ہوئے اپنے اوور کوٹ کی اندرونی جیب سے دو وارنٹ نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "آپ اس وقت میری حراست میں ہیں۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ نے قتل عمد کے سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے۔"

اس کے الفاظ ہتھوڑوں کی طرح میرے دماغ پر گرے اور نگاہوں کے سامنے لمحہ بھر کے لئے اندھیرا چھا گیا۔ وہ کہے جا رہا تھا۔ "ایک آپ کا ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری ہے اور دوسرا مکان کی تلاشی کا وارنٹ ہے.... آپ شکل و صورت سے تعلیم یافتہ لگتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ہم سے حقائق چھپانے کی کوشش نہیں کریں گے اور اپنے مکان کی تلاشی میں ہماری مدد کریں گے!"

"وارنٹ!" میرے ہونٹوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔ "میں بے گناہ ہوں' میں نے کوئی قتل نہیں کیا۔"

"آپ کو عدالت میں صفائی کا پورا موقع ملے گا۔ ہری چند کے قتل کی تفتیش اس وقت میرے سپرد کی گئی ہے اور میں اپنے ناخوشگوار فرائض پورے کرنے پر مجبور ہوں۔" ہیرس کے نوکیلے الفاظ میرے ذہن کو ادھیڑتے جا رہے تھے۔

شاید میرے کسی نادیدہ دشمن نے ہری چند کے قتل کے بارے میں پوری تفصیلات انسپکٹر ہیرس تک پہنچا دی تھیں کیونکہ اس نے بنگلہ میں گھستے ہی لان پر گلاب کے تختوں کا رخ کیا۔ جہاں ہری چند کی لاش دفن تھی۔ اس نے مجھ سے اس مقام کی نشان

دینے کے لئے کہا لیکن میں نے بالکل لاعلمی ظاہر کی اس وقت میری معمولی سی لغزش مجھے پھانسی کے پھندے تک لے جانے کے لئے کافی ہوتی۔

انسپکٹر کے ماتحتوں نے مجھے بندوقوں کی زد میں لے لیا اور وہ خود اپنے ماتحتوں کے ساتھ محدب شیشہ سے لان کے مختلف حصوں کا معائنہ کرنے لگا۔

لاوارث ہری چند کا قتل اور پھر اس کی تدفین اتنی رازداری کے ساتھ عمل میں لائی گئی تھی کہ یہ راز افشا ہونا میرے نزدیک ناممکن تھا۔ میں اس نئی افتاد کے بارے میں سوچتا رہا اور پریشان ہوتا رہا پھر بھی میں نے آخری سانس تک اپنا دفاع کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اپنے لان سے ہری چند کی لاش برآمد ہونے کے بعد بھی میں اس سے اپنی لاتعلقی ظاہر کر کے پھانسی کے پھندے سے بچ سکتا تھا۔ صرف چمپا یا ناگ رانی اس واقعہ کی چشم دید گواہ تھی اور وہ پوری طرح میرے قبضہ میں تھی۔ مجھے یقین تھا کہ وہ میری مرضی کے خلاف زبان بھی نہ ہلا سکے گی اور اگر اس مرحلہ پر بھی ...... بھی آڑے آئی اور ناگ رانی میری مخالفت پر کمربستہ ہو ہی گئی تو ایک شہادت پر مجھے دنیا کی کوئی عدالت پھانسی نہیں دے سکتی تھی۔ رہ جاتیں واقعاتی شہادتیں ـــــ تو ان کا سراغ لگانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو چکا تھا۔

انسپکٹر ہیرس دو بجے تک پورے مکان کا جائزہ لے چکا تھا۔ اس نے کئی جگہ گلاب کے تختے بھی ادھڑوا ڈالے جس سے میں نے اندازہ لگایا کہ اطلاع دینے والے نے ہیرس کو یہی بتایا ہو گا کہ ہری چند کی لاش گلاب کی کیاریوں میں دفن کی گئی ہے۔

اس دوران میں وہ تین مرتبہ ٹھیک اس مقام پر بھی پہنچا جہاں منوں مٹی کے نیچے ہر چند کی لاش دبی ہوئی تھی لیکن اسے اس مقام پر کوئی شبہ نہ ہو سکا کیونکہ میں نے پانی ڈال کر مٹی اس طرح دبا دی تھی کہ گہری نظر سے دیکھنے پر بھی شبہ ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا۔

تھک ہار کر ہیرس میرے پاس لوٹ آیا۔

"مسٹر سلطان! ہم جلد یا بدیر وہ لاش ضرور ڈھونڈ نکالیں گے۔" اس نے اپنے سگار کا گوشہ توڑتے ہوئے کہا۔ "بہتر ہو گا کہ آپ ہی اس کی نشاندہی کریں۔ اس طرح آپ حوالات کی ان پریشانیوں سے بچ سکیں گے جن کا آپ تصور بھی نہیں کر

سکتے۔"

اس کا لہجہ سپاٹ تھا لیکن میں دل ہی دل میں کانپ کر رہ گیا۔ وہ بہت شریفانہ الفاظ میں مجھے شدید قسم کی ایذا رسانی کے امکانات سے باخبر کر رہا تھا۔

"میں کچھ نہیں سمجھ سکا انسپکٹر کہ آپ کس ہری چند کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ یہاں آپ کو کوئی لاش نہیں مل سکے گی ـــ یہ سارا گورکھ دھندا کسی غلط فہمی کی پیداوار ہے۔" میں نے خود پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

میرے الفاظ پر ہیرس کے ہونٹ سیٹی بجانے والے انداز میں سکڑ گئے۔ "خوب! تو مجھے آخری حربہ بھی آزمانا ہی پڑے گا۔"

اس کے ان الفاظ سے حقارت کی بو آ رہی تھی۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید وہ اسی وقت مجھ پر تشدد کی ابتدا کر دے گا لیکن اس کو اپنے ماتحتوں کی طرف متوجہ دیکھ کر میری جان میں جان آئی۔

دو آدمی جیپ لے کر لوٹ گئے اور ہیرس مجھے بقیہ تین آدمیوں کی نگرانی میں دے کر ایک بار پھر لان میں سر کھپانے لگا۔

اس وقت میں اپنے آپ پر بڑی حد تک قابو پا چکا تھا اور دلچسپی کے ساتھ ہیرس کو ادھر ادھر بھٹکتے دیکھ رہا تھا۔ وہ جس قدر پریشان ہو رہا تھا۔ مجھے اپنے کام کی پختگی پر اسی قدر خوشی ہو رہی تھی۔

چار بجے کے قریب جیپ کے ذریعہ گئے ہوئے اس کے دونوں ماتحت واپس لوٹ آئے اور میں جیپ کی پچھلی سیٹ پر نظر پڑتے ہی پریشان ہو گیا۔ انسپکٹر ہیرس کی فتح مند اور مسکراتی ہوئی نگاہیں اس خونخوار اور قد آدم کتے پر جمی ہوئی تھیں جو جیپ کی پچھلی سیٹ پر چوکنے انداز میں ہانپ رہا تھا' اس کے چوڑے چکلے جبڑے سے باہر لٹکی گز بھر کی زبان کے دونوں سروں پر نوکیلے دانت چمک رہے تھے۔

وہ کتا دو آہنی زنجیروں میں بندھا ہوا تھا' جیپ رکتے ہی اس نے انسپکٹر ہیرس کی طرف منہ اٹھا کر نتھنے سکیڑے اور حلق سے باریک سی آوازیں نکالنے لگا۔ اسے لانے والوں نے زنجیروں کے آخری سرے پر لگے ہوئے ہک کلائیوں میں پھنسائے اور وہ کتا اچھل کر نیچے آ گیا۔ پیر زمین سے لگتے ہی وہ دم ہلاتا انسپکٹر ہیرس کی طرف جھپٹا اور وہ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

دونوں بھی اسے نہ روک سکے۔ کتے کے ہمراہ ہیرس تک کھنچے چلے گئے۔

ادھر وہ گورا انسپکٹر اپنے قدموں میں لوٹتے ہوئے خونخوار کتے پر محبت سے ہاتھ پھیر رہا تھا اور ادھر مجھ پر سراسیمگی چھانے لگی تھی۔ میں سمجھ چکا تھا کہ وہ بیش قیمت کتا مخصوص بو کے سہارے کسی بھی مقام کی نشاندہی کرانے کے لئے استعمال ہوتا ہوگا اور اب ہیرس کا اشارہ پاتے ہی وہ لمحہ بھر میں ہری چند کی قبر اپنے پنجوں سے ادھیڑ ڈالے گا۔ لاش برآمد ہوگی اور اعتراف جرم کرانے کے لئے مجھ پر تشدد کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا جائے گا۔

اور یہی ہوا۔ ہیرس نے کتے کو پچکارنے کے بعد چند اشاروں اور مہمل فقروں کی مدد سے کچھ سمجھایا اور کتا دم ہلاتا رہا۔ پٹے سے زنجیر کھلنے کے بعد اس نے فضا میں منہ اٹھا کر چاروں طرف کچھ سونگھنا شروع کیا اور کسی نتیجے پر پہنچتے ہی غصیلے انداز میں بھونکتا ایک طرف دوڑ پڑا۔ بے اختیار میرے بدن کے مساموں سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پھوٹ پڑا۔ یہ میری بدنصیبی تھی کہ وہ نابکار کتا سیدھا باندھے گلاب کے اسی تختے کی جانب دوڑ رہا تھا جس کے نیچے نمک حرام ہری چند کی بچی کھچی ہڈیاں دبی ہوئی تھیں! آزاد زندگی اور زنداں کی پریشانیوں میں چند لمحوں کا فاصلہ رہ گیا تھا اور میرے اعصاب پر ہیجان انگیز تناؤ چھا گیا تھا۔

دفعتاً میرے ذہن میں ایک زبردست خیال کوندا اور میں نے دل ہی دل میں ناگ رانی کو وہاں آنے اور کتے کو ہری چند کی قبر کے قریب پہنچنے سے روکنے کا حکم دیا۔ میرے سوچنے کی دیر تھی کہ ہری چند کی قبر کے قریب والے پودوں میں ناگ رانی کا جھلملاتا ہوا نقرئی بدن نظر آیا۔ ایک تیز پھنکار مار کر آگے کو لپکی اور گلاب کے اس تختے سے کچھ دور ہی خونخوار کتے کے راستے میں پھن اٹھا کر کھڑی ہو گئی اس کے آتے ہی کتے کے قدم زمین پر جم کر رہ گئے اور وہ ناگ رانی کی طرف منہ اٹھا کر پوری قوت سے بھونکنے لگا۔ انسپکٹر ہیرس اور اس کے پانچوں ماتحت بھی اس عجیب واقعہ پر سراسیمہ سے ہو گئے‘ انہوں نے تشویش آمیز نظروں سے میری جانب دیکھا۔ لیکن میں ان سے بظاہر لاپرواہ نظر آ رہا تھا اور پرشوق نگاہوں سے اپنی زیر کی ہوئی ایک غیر انسانی مخلوق کا کارنامہ دیکھ رہا تھا۔

انسپکٹر ہیرس اور اسکے ماتحت ناگ رانی کی غیر معمولی جسامت‘ لمبائی اور وجاہت سے بے حد گھبرا چکے تھے اور غیر ارادی طور پر کھسک کر ایک دوسرے کے قریب آ گئے تھے‘ ان کی پھٹی پھٹی آنکھیں ناگ رانی پر جمی ہوئی تھیں جو بڑے چوکنے انداز میں کتے کے مقابلے میں ڈٹی ہوئی تھی۔

اس کتے نے بھونک بھونک کر آسمان سر پر اٹھا لیا تھا ساتھ ہی ناگ رانی پینترے بدل بدل کر اس پر پھن مار رہی تھی۔ لیکن صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ کتے کو محض پسپائی پر مجبور کر رہی ہے ورنہ وہ پل بھر میں اسے ڈس سکتی تھی۔ میری ہدایت کے مطابق وہ کتے کو ہری چند کی قبر سے دور رکھنے پر ہی اکتفا کر رہی تھی۔

انسپکٹر ہیرس کی نگاہوں میں میرے لئے خوف اور حقارت کی پرچھائیاں ناچ رہی تھیں‘ میں نے نظر بھر کر اس کی طرف دیکھا‘ نگاہیں چار ہوئیں اور ہیرس بوکھلا کر عمارت کی جانب دیکھنے لگا۔۔۔۔ شاید وہ یہ اندازہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ناگ رانی کے حملہ آور ہونے کی صورت میں قریب ترین پناہ گاہ کہاں ہو سکتی ہے۔

ہیرس کے کتے نے کئی بار ناگ رانی سے کترا کر ہری چند کی قبر کی جانب لپکنا چاہا لیکن پراسرار قوتوں کی مالک‘ اس ناگن کو جل دینا ایسا آسان نہیں تھا۔ وہ کتے کے جنون کو ناکام بنانے کے ساتھ ہی آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے پر بھی مجبور کر رہی تھی اور وہ کتا اپنی ناکامی پر بری طرح جھلایا ہوا تھا‘ اس کی خونخوار غراہٹوں سے ہی خوف آ رہا تھا‘ اس کے منہ سے بری طرح جھاگ نکل رہے تھے اور ایسا لگ رہا تھا کہ آج وہ ناگ رانی پر حاوی نہ آ سکا تو سب سے پہلے اپنے سامنے پڑنے والے اجنبی کا نرخرا چبا ڈالے گا اور اس وقت اس مقام پر ہیرس اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ صرف میں ہی اس خون آشام کتے کے لئے اجنبی تھا۔

ابھی میں کتے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ ہیرس نے سہمی ہوئی آواز میں مجھے مخاطب کیا۔

"مسٹر سلطان! کیا یہ ناگ پہلی بار نظر آیا ہے؟" اس کی آواز میں ہلکی سی کپکپاہٹ تھی۔

"نہیں۔ اکثر نظر آتا رہتا ہے۔" میں نے پرسکون لہجے میں جواب دیا۔ "ذرا

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اندھیرا ہو لینے دیجئے' یہ پورا لان آپ کو بھانت بھانت کے سانپوں سے بھرا نظر آئے گا۔"

"اوہ خدا۔" وہ سر کو تھام کر چیخا اور تیزی سے کلائی کی گھڑی پر نظر دوڑاتے ہوئے اپنے ماتحتوں سے مخاطب ہوا۔ "ٹائیگر کو جلدی سے باندھ لو۔۔۔ سورج غروب ہونے میں ذرا ہی دیر رہ گئی ہے۔ مسٹر سلطان بولتے ہیں کہ رات میں سارا لان سانپوں سے بھر جاتا ہے۔"

یہ سن کر وہ پانچوں بھی بدحواس ہو گئے اور مجھے خوشی ہوئی کہ میرے ایک جھوٹ نے چھ سورماؤں کا پول کھول دیا ہے۔

اب ان کے لئے مسئلہ یہ تھا کہ ٹائیگر نامی اس خون آشام کتے کو کس طرح باندھا جائے۔ وہ چند گز کے فاصلے سے ناگ رانی کے مقابلے پر جما ہوا تھا اور ان میں سے کوئی اس سفید ناگن کے قریب پھٹکنے کو تیار نہیں تھا۔

"یہ برا ہے۔۔۔۔ بہت برا ہے۔" دشواری کا احساس ہوتے ہی ہیرس بڑبڑایا۔ "ٹائیگر بہت قاتل اسکاڈ ہوتی ہے۔۔۔۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ادھر کچھ گڑبڑ ہے جبھی ٹائیگر ادھر جانے پر تلا ہوا ہے لیکن یہ سفید سانپ راستہ میں آ گیا ہے۔"

"آپ ٹائیگر کو واپس کیوں نہیں بلا لیتے؟" میں نے اس کی مجبوری کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

اس نے یوں گھورا جیسے میں نے تاج برطانیہ کی شان میں گستاخی کی ہو۔ "وہ خود واپس نہیں آئے گا' یا تو اس سانپ کو مار کر گلاب کے تختے میں پہنچے گا یا وہ ناگ اسے زیر کر لے گا۔"

میں نے دل ہی دل میں ناگ رانی کو ٹائیگر کو ہلاک کرنے کا اگلا حکم دیا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے تڑپ کر ٹائیگر پر ایک مہلک وار کیا اور یہ دیکھ کر سب ہی کانپ اٹھے کہ ٹائیگر کے حلق سے نکلنے والی آخری غضب ناک غراہٹ ادھوری ہی رہ گئی اور وہ پتھر کے مجسمے کی طرح گھاس پر گر گیا اور ناگ رانی تیزی سے چلی گئی۔

کئی منٹ تک ان میں سے کوئی بے جان کتے کے قریب جانے کا حوصلہ نہ کر سکا۔ پھر شاید ہیرس ہی کو یاد آیا کہ اندھیرا ہو جانے پر اس لان میں سانپ ہی سانپ بھر

جاتے ہیں' وہ محتاط انداز میں کتے کی طرف بڑھا جس کا بدن اکڑا پڑا تھا' تھوڑی دیر قبل غصہ اور جنون سے کانپتا' اچھلتا بدن بے جان تھا' اس کے منہ سے نیلاہٹ مائل کف جاری تھا۔

ہیرس کے اشارہ پر کتے کی لاش اٹھا کر جیپ میں ڈال دی گئی اور ہیرس نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا۔ اس کے پاس میری گرفتاری کا وارنٹ موجود تھا اور میں اس کی تعمیل کے لئے مجبوراً ناچار مکان مقفل کر کے اس کے ہمراہ ہو لیا۔

راستہ بھر جیپ میں گہری خاموشی رہی۔ خاص طور پر ہیرس اپنے جبڑے مضبوطی سے بھینچے اور خلا میں گھور رہا تھا۔ نہ جانے کیوں' اس کی حالت دیکھ کر مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ٹائیگر ہیرس کا کوئی قریبی عزیز رہا ہو۔

کوتوالی پہنچتے ہی انسپکٹر ہیرس مجھے اپنے ہمراہ لے کر اپنے کمرے میں پہنچا۔ شام ہو جانے کے باعث اس وقت کوتوالی میں زیادہ بھیڑ بھاڑ نہیں تھی۔ اکا دکا سپاہی ادھر ادھر گھومتے نظر آ رہے تھے۔

ہیرس نے اپنا کوٹ اتار کر اپنی آرام دہ کرسی کی پشت گاہ پر ڈالتے ہوئے میرے چہرے پر بھرپور نظریں ڈالیں لیکن میرے ہونٹوں پر دوڑتی ہوئی خفیف سی مسکراہٹ میں کوئی فرق نہ آیا۔

"مجھے افسوس ہے مسٹر ہیرس کہ میں اپنی گرفتاری کے اسباب سے مطمئن نہیں ہوں اور اگر آج کی رات مجھے حوالات میں گزارنی پڑی تو مجھے ڈر ہے کہ میرا وکیل آپ کے لئے خاصی پریشانیاں کھڑی کر دے گا۔" میں نے پہلی بار اسے مخاطب کیا۔

ہیرس کے چہرے پر غصہ کی سرخی آ کر گزر گئی اور وہ کڑوے لہجے میں بولا۔ "قتل کا شبہ گرفتاری کا خاصا جواز پیدا کر دیتا ہے!"

"لیکن کس کا قتل۔۔۔ کونسا قتل!" میں نے استفسار آمیز لہجے میں کہا "جہاں تک مجھے علم ہے گزشتہ پندرہ روز میں شملہ میں قتل کی کوئی واردات نہیں ہوئی۔"

میں نے محسوس کیا کہ اپنے اعصاب پر قابو پانے کی کوشش کرنے کے باوجود ہیرس کو غصہ آتا جا رہا تھا وہ بولا۔ "میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ آپ پر اپنے خانگی ملازم ہری چند کے قتل کا شبہ کیا جا رہا ہے۔"

Optimized by www.ImageOptimizer.net

میں نے فوراً قلابازی کھانے کا ارادہ کیا اور استہزائیہ سا قہقہہ لگا کر بولا۔ "ہری چند۔ یہ کون تھا بھلا جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے' میں نے شملہ آنے کے بعد کسی خانگی ملازم کی ضرورت ہی نہیں محسوس کی!" میرا یہ وار خاصا کارگر رہا' ہیرس نے بے چینی سے کرسی میں پہلو بدلا لیکن میں بولتا رہا۔ "شاید آپ کسی بڑی غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں میرا مکان پراسرار شیطانی اثرات کا شکار ضرور ہے لیکن اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے اور کم از کم اتنی بات تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہاں قتل کی کوئی واردات نہیں ہوئی۔"

"آپ میری معلومات کے ذرائع کو چیلنج کر رہے ہیں۔" وہ میز پر گھونسہ مار کر بولا۔ "شملہ کی ایک معزز شخصیت نے آپ کا یہ راز افشا کیا ہے۔"

"معزز شخصیت۔" میں نے تحقیر آمیز لہجہ میں کہا۔ "معزز لوگ کسی شریف شہری پر یوں الزام تراشیاں نہیں کیا کرتے! اور کیا آپ نے صرف اسی بیان کو میری گرفتاری کا جواز بنایا ہے یا اپنے طور پر ابتدائی تفتیش کرنے کے بعد آپ اس فرضی ہری چند کے قتل' بلکہ اس کے وجود کی تصدیق کر چکے ہیں؟"

ہیرس تلملا اٹھا۔ "یہ ضروری نہیں کہ پوری کارروائی آپ کے سامنے رکھ دی جائے۔"

"یاد رکھئے انسپکٹر کہ میں بھی ایک معزز شہری ہوں' ہر سال ایک خطیر رقم ٹیکس کی صورت میں سرکاری خزانہ کو ادا کرتا ہوں اور حکومت کی جانب سے مجھے بھی کچھ مراعات حاصل ہیں' میں اس ساری بے بنیاد کارروائی کو عدالت میں چیلنج کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ خود غور کیجئے کہ اگر میں ابھی یہ کہہ دوں کہ آپ نے اپنے ملازم کو قتل کر کے اس کی لاش اپنی کرسی کے نیچے فرش میں دفن کی ہے تو کیا کوئی بھی معقول افسر بغیر تفتیش کئے محض میرے بیان کی بنا پر آپ کو حراست میں لے لے گا؟"

"آپ اسی نکتہ پر کیوں مصر ہیں کہ میں نے محض مخبر پر اعتماد کرتے ہوئے کوئی تفتیش نہ کی ہو گی؟" وہ جھلائے ہوئے لہجہ میں بولا۔

اس کی دکھتی رگ پر میرا ہاتھ پڑ چکا تھا اور میں لمحہ بہ لمحہ اس پر حاوی ہوتا جا رہا تھا' میں نے پرزور لہجہ میں کہا۔ "حالات سے یہی ظاہر ہے۔ اس فرضی واردات قتل

میں مجھے ملزم فرض کیا گیا ہے اور جائے واردات بھی میرا ہی مکان ہے اور آج کی حراست سے پیشتر نہ آپ نے مجھ سے کوئی ابتدائی اور رسمی باز پرس کی اور نہ جائے واردات کا ابتدائی معائنہ کیا۔۔۔ اس بنا پر میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ آپ نادانستہ طور پر کسی ایسے دشمن کا آلہ کار بن گئے ہیں جس سے میں ابھی تک بے خبر ہوں۔"

میرا مدلل بیان سن کر ہیرس چراغ پا ہو گیا اور دھاڑتے ہوئے بولا۔ "میں نے تمہیں تبادلہ خیال کے لئے نہیں بلایا۔ تم اس وقت زیر حراست ہو۔"

"معلومات کا شکریہ۔" میں نے سر کو ہلکا سا خم دے کر کہا۔

"تم پر ہانگیر کے قتل کا شبہ بھی کیا جا سکتا ہے۔" وہ مٹھیاں بھینچ کر غرایا۔

"اس ذہنی فتور کا میرے پاس کوئی علاج نہیں۔" میں نے لاپرواہانہ انداز میں کہا اور ہیرس کی قوت برداشت جواب دے گئی' اس نے دانت پیس کر گھنٹی کا بٹن دبایا اور اس وقت تک بجاتا رہا جب تک بوکھلایا ہوا ہیڈ محرر اس کے کمرے میں نہ آ گیا۔

"اسے دو نمبر حوالات میں بند کر دو!" اس نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے غصیلی آواز میں کہا۔

ہیڈ محرر الٹے پاؤں لوٹ گیا اور ہیرس مجھے گھورتے ہوئے بولا۔ "تم کالے لوگ کالے جادو کے ماہر ہوتے ہو' مجھے شبہ ہے کہ وہ سفید ناگ تمہارا کوئی جادوئی حربہ تھا جس نے ہانگیر کو ہری چند کی قبر تک پہنچنے سے روکنے کے لئے مار ڈالا۔۔۔ میں کل تمہارے بنگلہ کا سارا لان کھدوا ڈالوں گا۔"

"اگر تمہیں یہ شبہ ہے تو تمہاری عقل پر ماتم کرنا چاہئے۔" میں نے گمبھیر سنجیدگی کے ساتھ کہا۔ "اگر میں واقعی کالے جادو کا عامل ہوں تو تم کو کسی قیمت پر اس فرضی ہری چند کی قبر تک نہ پہنچنے دوں گا اور ہو سکتا ہے کہ میرے حوالات میں پہنچنے تک تم اس سفید ناگ کے انتقام کا نشانہ بن جاؤ' جادوگر عموماً اپنے دشمنوں کو اذیت دے کر مارتے ہیں۔"

شاید ہیرس غصہ اور جوش میں آ کر ابھی تک اس پہلو کو بھولا ہوا تھا کیونکہ میرے منہ سے یہ نپے تلے اور محتاط فقرے سن کر اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور آنکھوں میں بے چارگی نے ڈیرے ڈال دیئے۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"تم کوشیلا دیوی کو جانتے ہو؟" لمحہ بھر کے سکوت کے بعد ہیرس بولا تو اس کی آواز میں کھوکھلا پن نمایاں تھا۔

کوشیلا دیوی کا نام سنتے ہی میرے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ بلاشبہ شملہ کی معزز شخصیت تھی۔ اس کی عمر اٹھائیس تیس سال بیان کی جاتی تھی۔ وہ ایک مشہور صنعت کار کی جوان بیوہ تھی جو شادی کے چند ماہ بعد ہی خون کی کمی کے باعث مر گیا تھا۔ اپنے شوہر کی وفات کے بعد کوشیلا نے دوسری شادی نہیں کی حالانکہ اس کے حسن کے شیدائیوں کی کمی نہ تھی' بلکہ افواہیں تو یہاں تک تھیں کہ کوشیلا دیوی کے بڑے بڑے سرکاری حکام سے خفیہ مراسم قائم ہیں۔ وہ شملہ کی ان چند ہستیوں میں شمار کی جاتی تھی جن کے ایک اشارے پر بڑے بڑے کام بن اور سنور سکتے تھے۔ اس موقع پر ہیرس کی زبان پر کوشیلا دیوی کا نام آتے ہی میرا حیران ہونا کوئی محل امر نہیں تھا۔

"نام سنتا رہا ہوں۔۔۔۔ ملاقات کا شرف نہیں رکھتا۔" میں نے ہیرس کے زردی مائل چہرے پر نگاہیں گاڑ کر متحیرانہ لہجہ میں کہا۔

"میری معلومات کا ذریعہ کوشیلا دیوی ہی ہے۔" ہیرس نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔ "تمہیں بھی تسلیم کرنا چاہئے کہ کوشیلا کی مخبری کے بعد تفتیش کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی تھی' میں ابھی اسے یہاں بلانے کی کوشش کرتا ہوں اور سارا معاملہ تمہارے سامنے ہی طے کروں گا۔"

میری حیرانگی اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔ بھلا کوشیلا دیوی جیسی شہ نشین عورت کو مجھ جیسے گوشہ نشین سے کیا سروکار ہو سکتا تھا' پھر ہری چند کے قتل اور تدفین کا سارا جھمیلا اتنی راز داری سے کیا گیا تھا کہ اس سلسلے میں مجھے پورا اعتماد تھا۔ اب ایک نئی گتھی موجود تھی جس کا حل اسی صورت میں ممکن تھا کہ کوشیلا دیوی میرے سامنے ہیرس سے بات کرنے پر آمادہ ہو جاتی۔

ہیرس نے ہیڈ محرر کو دوبارہ طلب کر کے میری قفس بندی کا حکم واپس لے لیا اور فون پر کوشیلا سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ سلسلہ مل جانے پر وہ سرگوشیوں میں کچھ دیر تک بات کرتا رہا۔ پھر ریسیور رکھتے ہوئے مجھے خوش خبری سنائی کہ کوشیلا اسی وقت ان لوگوں سے اپنے مکان پر ملنے کو تیار ہو گئی ہے۔

کوتوالی سے ہیرس صرف مجھے لے کر روانہ ہوا۔ سارے راستے ہم دونوں خاموشی سے اپنے اپنے خیالات میں کھوئے رہے' میں اس وقت چونکا جب ایک عالی شان کوٹھی کے پھاٹک پر جیپ ٹھہرا کر ہیرس نے اس کا ہارن بجایا۔

تھوڑی دیر میں ہم خالص مشرقی انداز میں سجے ہوئے پر تکلف ڈرائنگ روم میں موجود تھے جس کی ہر چیز سے صاحب خانہ کی امارت اور حسن پسندی نمایاں تھی۔

چند ثانیوں کے بعد ایک دروازے کے ریشمی پردوں میں سرسراہٹ ہوئی۔ بھینی بھینی خوشبوؤں کی ایک لہر کمرے میں گھس آئی اور پھر نیلی ساڑھی میں لپٹا ایک حسین اور پر تمکنت' نسوانی پیکر سامنے آ گیا' ہیرس بے اختیار دیوان سے اٹھتا چلا گیا' میں نے بھی اس کی تقلید کی۔ سچ تو یہ ہے کہ دودھ جیسی ملائم رنگت' غزالی آنکھوں' پتلے پتلے ہونٹوں اور کسے ہوئے متناسب جسم والی اس سرو قد دوشیزہ کو دیکھ کر چند لمحوں کے لئے میرا دل بھی دھڑکنا بھول گیا تھا۔

اس نے ایک میٹھی مسکراہٹ سے ہیرس کی تعظیم کا جواب دیا اور جب اس کی مد بھری' غزالی آنکھیں ہیرس سے پھسلتی میرے چہرے پر آئیں تو وہیں ٹھہر گئیں' نگاہیں چار ہوتے ہی میں نے اس کی آنکھوں میں اپنے لئے پسندیدگی کا تاثر پڑھ لیا تھا۔ اور جب وہ بے حجابانہ میری جانب دیکھتی رہی تو میرا دل کھوپڑی میں دھڑکنے لگا۔

"یہ کون صاحب ہیں؟" قریب آ کر اس نے ہیرس کو مخاطب کیا اور میرے کانوں میں حلاوت سی تیر گئی۔ یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے پانی سے بھری کانسی کی کٹوریوں کو یکبارگی چھیڑ دیا ہو۔

"کیا محمد سلطان خان صاحب ہیں جن کے بارے میں آپ نے مجھے باخبر کیا تھا۔" ہیرس نے اسے اپنے پہلو میں جگہ دیتے ہوئے کہا۔

ہیرس کے برابر میں بیٹھتے ہوئے اس نے ایک بار پھر اپنی پر شوق نگاہیں میرے چہرے پر ڈالیں اور بولی مجھے ضرور غلط فہمی ہوئی ہے' یہ وہ شخص ہرگز نہیں ہے۔"

اس کے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہی مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے سر سے ایک بڑا بوجھ ٹل گیا ہو۔

"لیکن کوشیلا دیوی۔ آپ نے۔۔۔!" ہیرس نے احتجاج اور تحیر آمیز لہجے میں کچھ

کہنا چاہا لیکن کوشیلا نے اس کی بات اچک لی۔

"ہاں ہاں۔ میں نے پورے یقین سے آپ کو اس کے بارے میں بتایا تھا۔ میں پہلے بھی بارہا آپ کی مدد کر چکی ہوں۔ اس بار پہلی مرتبہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔"

"دیکھ لیا مسٹر ہیرس آپ نے۔" میں نے پُرمسرت لہجے میں انسپکٹر کو مخاطب کیا۔ "میں جس نکتہ پر زور دیتا رہا' اس وقت وہی فیصلہ کن ثابت ہوا ہے۔"

"مجھے افسوس ہے شری سلطان کہ میری وجہ سے آپ کو پریشانی اٹھانی پڑی۔" کوشیلا ندامت آمیز لہجہ میں پہلی مرتبہ مجھ سے براہ راست مخاطب ہوئی۔ "مجھے خوشی ہو گی اگر آپ اس وقت میرے ساتھ کھانے میں شرکت پسند فرمائیں۔"

"اوہ۔۔ یقیناً۔" میں نے پورے خلوص سے کہا۔

"میرے لئے دشواریاں پیدا ہو جائیں گی مادام۔۔ یہ بہت برا ہوا۔" ہیرس تشویش آمیز لہجے میں بولا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔" وہ لاپروایانہ اور دلربایانہ انداز میں بولی۔ "اس قصہ کو ریکارڈ پر ہی نہ آنے دو۔"

"اس ریڈ میں پانچ ماتحت میرے شریک تھے۔ پولیس کا سب سے خطرناک اور تجربہ کار کھوجی کتا اس سلسلہ میں مارا گیا۔ مسٹر سلطان کے مکان پر پیش آنے والے پراسرار واقعات کے وہ پانچوں چشم دید گواہ ہیں۔ میں خاصی دشواریوں میں پڑ گیا ہوں۔ مسٹر سلطان بھی اس واقعہ کو عدالت تک لے جانے کی دھمکی دے چکے ہیں۔"

"اپنی دشواریوں کا اس انداز میں تذکرہ نہ کرو۔" کوشیلا قدرے روکھے لہجے میں بولی۔ "تم انسپکٹر ہو۔ اگر اس قصہ کو ریکارڈ پر نہ لانا چاہو تو پچاس ماتحت بھی زبان بند رکھنے پر مجبور ہوں گے۔" پھر وہ مسکرا کر میری طرف متوجہ ہوئی۔ "آپ ہیرس کے بجائے مجھے معاف کر دیجئے۔ ہم یہ معاملہ عدالت سے باہر بھی خوش اسلوبی سے نمٹا سکتے ہیں۔"

"محض آپ کی خاطر میں یہ بھی کر سکتا ہوں' ورنہ مسٹر ہیرس نے میری کھلی توہین کی ہے' مجھے امید ہے کہ آج کے بعد وہ معزز اور بے گناہ شہریوں کے لئے ایسے مسائل پیدا نہیں کریں گے۔" میں نے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

مجھ سے معذرت کر کے کوشیلا دیوی ہیرس کو ہمراہ لے کر ایک اندرونی کمرے میں چلی گئی۔ تقریباً دس منٹ تک کمرے کی دیواروں پر آویزاں خوبصورت تصاویر اور مناظر میں کھویا رہا۔ وہ دونوں واپس آئے تو ان کے بشروں سے ظاہر تھا کہ تنہائی کے یہ لمحے دونوں کس انداز میں گزار کر آئے ہیں۔

ہیرس کی تشویش رفع ہو چکی تھی' اب وہ خاصا چاق و چوبند نظر آ رہا تھا اور بار بار اپنے ہونٹوں پر یوں زبان پھیر رہا تھا جیسے ابھی تک گزرے ہوئے لمحات کی مٹھاس اس کے ہونٹوں پر رچی ہوئی ہے۔ کوشیلا کی آنکھیں خواب ناک انداز میں مسکرا اٹھی تھیں اور اب میری ذات ان کا مرکز تھی۔

ہیرس اہم کام کا عذر پیش کر کے رخصت ہو گیا اور میں کوشیلا دیوی کے ساتھ تنہا رہ گیا۔

"کوشیلا دیوی ایک سوال پوچھ سکتا ہوں؟" چند ثانیوں کی بوجھل اور جذبات انگیز خاموشی کے بعد میں نے زبان کھولی۔

اس نے مسکرا کر سر کو اثبات میں جنبش دی۔

"ہری چند کا کیا قصہ تھا۔ اور آپ نے مجھے اس میں کیسے ملوث کر دیا؟!"

"اپنے من سے پوچھو۔" وہ شریر انداز میں بولی۔

"تو گویا آپ نے۔۔!"

"شش!" اس نے مجھے ٹوکا۔ "آپ جناب کی ضرورت نہیں۔ تم میرے دوست ہو۔"

اس وقت مجھے اپنے ستاروں پر رشک آنے لگا جس مہ جبین کی پہلی نظر میرے دل کی گہرائیوں میں اتر چکی تھی' وہ خود مجھے ایک معنی خیز پیش کش کر رہی تھی۔

میں نے بھرپور نظروں سے اس کی طرف دیکھا' اس کی آنکھوں میں مچلتی دعوت شوق سے ظاہر تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہی ہے سنجیدگی سے کہہ رہی ہے۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور بے تکلفی سے اس کے برابر جا بیٹھا۔ "میں اپنی دوستوں کے ساتھ عموماً اسی طرح بیٹھنا پسند کرتا ہوں' اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو۔"

"تم کچھ پوچھ رہے تھے۔" اس نے بدن چراتے ہوئے مجھے یاد دلایا۔

"تم نے جو کچھ ہیرس کو بتایا' اس میں میرا نام کیسے آ گیا؟" میں نے پوچھا۔

"یہ نہ پوچھو تو بہتر ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"تم وعدہ کر چکی ہو۔" میں جواب پر مصر تھا۔

"میں نے پہلے ہیرس کو جو کچھ بتایا۔۔۔ تم خود جانتے ہو کہ سچ تھا۔"

"سچ تھا۔" میں نے مصنوعی حیرت کا مظاہرہ کیا۔ "ابھی تو تم نے اس سے کہا تھا کہ وہ تمہاری غلط فہمی تھی۔"

"اتنے بھولے نہ بنو۔۔۔ تم ساری بات خوب سمجھ رہے ہو۔"

"میں کچھ نہیں سمجھ سکا۔" واقعی کچھ باتیں ابھی تک میرے ذہن میں چبھ رہی تھیں۔

"اس وقت محض تمہیں بچانے کے لئے مجھے ہیرس سے جھوٹ بولنا پڑا ہے۔" وہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سنجیدگی سے بولی۔

میں نے قہقہہ لگانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "گویا اب تم مجھ سے مذاق کر رہی ہو۔"

"یہ مذاق نہیں' حقیقت ہے۔"

اس کے الفاظ میں چھپی آہنی صداقت محسوس کر کے میں دل ہی دل میں کانپ اٹھا۔ "آخر میری خاطر' ایک اجنبی کی خاطر' تم کو اس سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی؟"

"محض اس لئے کہ مجھے امید تھی کہ تم زیادہ دیر مجھ سے اجنبی نہ رہ سکو گے۔ یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تمہاری قسمت پر آخری مہر ثبت ہونے سے پہلے تم میرے سامنے آ گئے۔ میں ہری چند کے قتل کے پورے پس منظر سے اسی قدر واقف ہوں جتنا کہ تم۔۔۔ لیکن جب تم سامنے آئے تو تمہارے مردانہ حسن اور وجاہت نے میرے قدم ڈگمگا دیئے اور میں تمہیں صاف بچا گئی۔"

"کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم مجھے دھمکی دے کر اپنے قریب آنے پر مجبور کر رہی ہو؟" میں نے سنبھلتے ہوئے پوچھا۔

"قطعی نہیں۔" اس نے بھرپور لہجے میں کہا۔ "لیکن میں تم سے تعلقات کا سلسلہ

شروع کرنے سے پہلے ایک بات واضح کر دینا چاہتی ہوں۔ میری طبیعت بہت ہرجائی واقع ہوئی ہے اور مجھے اس کا اعتراف کرنے میں کوئی شرم نہیں ہے۔۔۔"

"وہ تو میں ذرا دیر پہلے ہیرس کے معاملے میں بھی دیکھ چکا ہوں۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر طنزیہ لہجے میں تبصرہ کیا۔

"خاموشی سے میری بات سنو۔" کوشیلا نے منہ بنا کر کہا۔ "آج تک مجھے کسی مرد سے سچی محبت نہ ہو سکی لیکن آج تمہیں دیکھ کر میرے دل کو بڑی تسکین ملی ہے اور میں یہ ہرگز پسند نہیں کروں گی کہ تم مجھے بہتی گنگا سمجھ کر میرے بدن سے خوب کھیلتے رہو اور جب دل بھر جائے تو مجھ سے آنکھیں پھیر لو۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ میں تم سے شادی کر لوں۔" میں نے چونک کر کہا۔ یہ خیال آتے ہی میرے دل میں کسک سی اٹھی اور ستارہ کی سندر صورت میری نگاہوں میں گھومنے لگی۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے مجھے سہانے سپنوں کی دنیا سے اندھیری دلدلوں میں گھسیٹ لیا ہو۔ میں پوری آزادی سے دنیا کی رنگینیوں میں کھو تا جا رہا تھا' بس کبھی کبھی ستارہ کو یاد کر کے اداس ہو لیتا تھا اور وہ پیاری لڑکی' وہ وفا کی دیوی اپنی رقیب ناگ رانی کے ہاتھوں ناگ بھون کی ہولناک اور نامعلوم وادیوں میں اذیتیں جھیل رہی تھی۔ محض میرے انتظار میں! میری سچی محبت مجھے پکار رہی تھی اور میں یکے بعد دیگرے جھوٹی محبت کے ہوس ناک فریب کھائے جا رہا تھا۔

"شادی!" کوشیلا کی رسیلی ہنسی نے مجھے چونکا دیا۔ "میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے لیکن جب بھی تم نے مجھے ٹھکرانے کی کوشش کی' مشکلات میں پڑ جاؤ گے۔"

"یعنی ہری چند والا راز فاش کر دو گی؟"

"شاید جوش انتقام میں یہ بھی کر گزروں۔" اس نے میرے شانے پر سر ٹکا کر کہا۔

یہ کھلی ہوئی دھمکی تھی یہ حسین عورت مجھے دھونس دے کر اپنے ساتھ محبت کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔ میں موقع کی نزاکت بھانپ رہا تھا۔ اس وقت کوشیلا سے ٹکراؤ میں شاید مجھ ہی کو نقصان اٹھانا پڑ جاتا' اپنی ستارہ کی سلامتی کے لئے بہتر یہی تھا کہ اس وقت کوشیلا کو غلط فہمی میں مبتلا کر کے نجات کے مناسب موقع کا انتظار کیا

جائے۔

میں نے اپنے خشک ہونٹ کوشیلا دیوی کے نرم اور گرم رخسار پر رکھ دیئے' وہ لذت سے آنکھیں موند کر بے اختیار مسکرا پڑی' پھر اس کا کتابی چہرہ میری ہتھیلیوں میں آ گیا اور وہ دیوان پر' میرے زانو پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔ اس کے بدن کی تپش اور اس کے گداز لمس نے میری شریانوں میں آگ سی بھر دی' اس نے آنکھیں کھول کر مستانہ وار میری طرف دیکھا' غزالی نینوں میں آتشیں خمار تیر رہا تھا میرے ہاتھ بے اختیار اس کے چہرے سے نیچے سرک آئے۔ اس کے سانسوں کی مہکار میرے جذباتی اشتعال کو اور بڑھا رہی تھی' میرے ہاتھ پھر ذرا نیچے سرکے اور وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آج کے یہ یادگار لمحے ہم خواب گاہ میں گزاریں گے۔" وہ اٹھلا کر بوجھل لہجے میں بولی۔ "آج کی رات ہماری ہے۔"

اس کی خواب گاہ میں داخل ہوتے ہی میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وہ خواب گاہ تھی یا کسی عیاش شہزادی کا نشاط کدہ۔ دیواروں پر قد آدم فریموں میں مردوں اور عورتوں کی رنگین اور برہنہ تصویریں آویزاں تھیں' عریانیت سے قطع نظر ہر تصویر اپنی جگہ ایک فن پارہ تھی۔ مصور نے قلم کی جنبشوں اور رنگوں کی آمیزش سے خد و خال یوں ابھارے تھے کہ ان پر حقیقت کا گمان ہوتا تھا' ایک جانب سفید مرمر سے تراشا ہوا اندھے کیوپڈ کا تیر انداز سنگی مجسمہ کھڑا ہوا تھا جس کے عقب میں ایک خوبصورت فوارے سے ابلتا ہوا شفاف پانی نیم تاریک کمرے کی فضا کو نم آلود کرتا ایک نالی سے منسلک چھوٹے تالاب میں گر رہا تھا۔ فرش پر دبیز قالین پھیلا ہوا تھا' کھڑکیوں اور دروازوں پر ریشم کے لمبے لمبے پردے لٹکے ہوئے تھے۔ میں مبہوت کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا کہ کوشیلا نے میری پشت پر' دروازے کے اوپر اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ذرا پیچھے دیکھو!"

کچھ نہ سمجھتے ہوئے میں نے اسے دیکھا اور اس نے ایک بار پھر دروازے کے اوپر اشارہ کیا۔ میری نگاہیں اس کی اٹھی ہوئی انگلی کے تعاقب میں گئیں اور کوشیلا کے نیم عریاں سراپا میں الجھ گئیں۔

وہ حسین ساحرہ بال کھولے' بوجھل آنکھوں کے ساتھ میری جانب دیکھ رہی تھی'

اس کے بدن سے اترا ہوا لباس اس کے قدموں میں پڑا ہوا تھا اور باریک زیر جامے بھی جسم سے ڈھلکے ہوئے تھے۔ باریک تانے بانے میں سے جھانکتا اس کا دودھیا بدن اپنے اصل خد و خال کی نمائش کے لئے بے تاب تھا۔ کوشیلا کی وہ دیوار گیر قد آدم تصویر ہر طرح سے مکمل اور بھرپور تھی۔ اسے دیکھ کر مجھے پورا یقین ہو چلا تھا کہ ذرا ہی دیر بعد میں اس تصویر کو' اسی حالت میں اپنے پہلو میں دیکھ سکوں گا۔

کشادہ اور نرم مسہری کی آغوش میں دھنس کر کوشیلا نے سرہانے والی الماری سے ایک ٹرے نکالی۔ اس میں شراب کی ایک صراحی دو پیمانوں اور کچھ لوازمات سمیت موجود تھی۔ میں اس وقت تک شراب نوشی سے بچا ہوا تھا' کوشیلا نے پیمانے لبریز کئے تو میں نے دبے الفاظ میں احتجاج کیا لیکن جب ماحول اس قدر رنگین ہوا اور ساقی کی جلوہ گری قیامت کا سماں باندھ رہی ہو تو الفاظ جذبات کے ریلے میں بہہ جاتے ہیں۔ اس وقت بھی یہی کچھ ہوا اور میرے ذہن پر چھایا ہوا نشہ اور گہرا ہو گیا۔ دوسرا پیمانہ حلق میں انڈیلنے کے بعد میں ایک طاقتور جذباتی بھنور میں پھنس گیا۔ مجھے شدت سے کوشیلا کے جسم کی قربت کی ضرورت محسوس ہونے لگی' میں نے اس پر ہاتھ ڈالا اور کھل کھلا کر مجھ سے الگ ہٹ گئی۔

اور عین اس وقت جب فاصلے مٹنے سے قبل کوشیلا کی شوریدہ سری اور میری بے تابی اپنے عروج پر تھی' اس حسین اور نیم تاریک خواب گاہ میں ایک طویل آواز گونجی۔ گہرے خمار کے باوجود میں چونک پڑا' آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا لیکن کچھ نظر نہ آیا' ساتھ ہی کوشیلا ہلکی سی چیخ مار کر میری آغوش سے نکل گئی۔ لباس کی قید سے آزاد' اس کا بدن بری طرح کانپ رہا تھا۔ اسی عالم خوف میں وہ مسہری سے نیچے اتری تو میں نے دیکھا کہ وہی ناگ رانی قالین پر کنڈلی مارے بے چینی سے پھن لہرا لہرا کر پھنکار رہی ہے جو اب میری غلام ہو چکی تھی۔

کوشیلا مسہری سے اتر کر ناگ رانی کے سامنے پہنچی' میں بے اختیار چیخ پڑا۔ "کوشیلا اس سے بچو' یہ بہت خوفناک ناگن ہے۔"

لیکن اس نے مڑ کر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا اور اس وقت تو میں حیرت سے تقریباً چیخ پڑا جب میں نے دیکھا کہ کوشیلا بھی تیزی سے ناگ رانی ہی کی طرح پھنکارنے لگی

ہے۔ بالکل یوں لگ رہا تھا جیسے دو ناگنیں غصہ کے عالم میں ایک دوسرے پر پھنکار رہی ہوں۔

وہ منظر اس قدر ڈراؤنا تھا کہ میں کانپ اٹھا۔ سانپ کی طرح پھنکارتی ہوئی کوشیلا کا ننگا بدن اور اس کے گداز نشیب و فراز میرے لئے یکبارگی اپنی ساری کشش کھو بیٹھے۔ میرے حواس پراگندگی کا شکار ہونے لگے۔ دراصل وہ واقعہ اتنے نشلے اور ماحول اور لمحوں میں پیش آیا کہ میرے لئے فوری طور پر کوئی فیصلہ کرنا دشوار ہو گیا۔

اور جیسے ہی میرے حواس قدرے اعتدال پر آئے میں نے غضب ناک ناگ رانی کو حکم دیا کہ وہ فوراً انسانی روپ میں آ جائے۔ یہ حکم ملتے ہی ناگ رانی کی پھنکاریں یک لخت معدوم ہو گئیں' اس کے چکیلے بدن نے تڑپ کر قالین پر لوٹ لگائی اور اگلے ہی ثانئے میں ناگ رانی کی جگہ چمپا کھڑی ہوئی تھی' اس کی زلفیں کھلی ہوئی تھیں جن پر اب میرا قبضہ تھا' آنکھیں قہر و غضب کے شعلے برسا رہی تھیں۔ اور اس کا خوبصورت چمپئی بدن غصہ سے کانپ رہا تھا۔

کوشیلا نے اپنے منہ سے نکلتی پھنکاریں روک کر میری طرف دیکھا' اس کی حالت بھی چمپا سے کچھ مختلف نہیں تھی۔

"آج پہلی بار یہ حرام زادی میری خواب گاہ میں داخل ہوئی ہے۔" کوشیلا نے چمپا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غصیلی آواز میں مجھ سے کہا۔

"آج تو مجھ سے نہ بچ سکے گی۔" چمپا بھی غصہ سے دھاڑی۔ "مجھے معلوم نہیں تھا کہ تو میری رازداں بن کر میرا پیار لوٹنے پر اتر آئے گی۔"

ان دونوں کی باتیں میری سمجھ سے باہر تھیں اور اب میں اپنے اوپر کافی حد تک قابو پا چکا تھا۔ میں نے چمپا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تم مجھے بتاؤ کہ یہ کیا قصہ ہے' مجھے اب کوشیلا کی اصلیت پر شبہ ہے اور تم ہی اس پر روشنی ڈال سکتی ہو۔"

"کوشیلا۔" چمپا نے حقارت سے اپنا سر جھٹک کر کہا۔ "نہ یہ کوشیلا ہے نہ انسان۔ یہ میری چھوٹی بہن ہے اور تیرہ برس پہلے ناگ بھون سے فرار ہو کر یہاں آ گئی تھی۔ اسے بھی انسانی روپ بدلنے کی شکتی حاصل ہے' یہاں آ کر جب اس نے انسانوں سے ہم بستری شروع کی تو اسے اتنی لذت محسوس ہوئی کہ اپنی جنم بھومی' ناگ بھون کو

بالکل بھلا بیٹھی۔ وہاں کے بسنے والے کبھی کبھار یہاں آ کر اس سے مل لیتے تھے' لیکن اس نے کبھی ادھر کا رخ نہیں کیا۔ یہاں اس نے ایک ہندو سے شادی بھی کی اور اپنے دھرم کے اثر سے آہستہ آہستہ اسے ختم کر دیا' اس کی آڑ میں یہ یہاں کے اونچے طبقوں میں اپنے لئے جگہ پیدا کرنا چاہتی تھی اور اس میں یہ کامیاب بھی ہو گئی۔ شما کے سیکڑوں مرد اس کے ساتھ مزے اڑا چکے ہیں۔ جب تک تم نے مجھے اپنا غلام نہیں کیا تھا میں اپنی ہر بات یہاں آ کر اسے سنا دیتی تھی اور یہ مجھ سے اپنی محبت بھی ظاہر کرتی تھی۔ ہری چند کے قتل کا قصہ بھی میں نے ہی اسے بتایا تھا' پھر تم نے میری شکتی چھین کر مجھے اپنا غلام بنا لیا' اس کے بعد سے میں نے کوئی بات اس تک نہیں پہنچائی لیکن جب اس کا پتہ چلا کہ میں تمہاری غلام بن چکی ہوں میں نے ہری چند کے قتل کا پورا قصہ سنا دیا' وہ یہ سنتے ہی تم پر چڑھ دوڑا اور جب تم اس کے سامنے آئے تو یہ حرام زادی تم کو دل دے بیٹھی۔ اسے معلوم تھا کہ میں تمہیں دل و جان سے چاہتی ہوں لیکن پھر بھی اس نے اپنی بہن کی محبت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی۔ میں بڑی دیر تک صبر کرتی رہی کہ شاید کسی طرح تم پر اس کی اصلیت کھل جائے اور تم اسے ٹھکرا دو لیکن تم اس کے دام میں پھنس چکے تھے اس طرح آخر مجھ ہی کو آنا پڑ گیا۔"

"خوب!" اب میں بالکل معمول پر آ چکا تھا۔ "تو کوشیلا بھی ناگن ہی ہے' تمہاری چھوٹی بہن۔"

"اگر اس کی خاطر تم نے مجھے ٹھکرایا تو یاد رکھنا کہ مرنے کے بعد تمہاری قبر میں گھس آؤں گی اور تمہیں چین نہ لینے دوں گی۔" کوشیلا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میں نے اپنی محبت کے لئے کسی پر ظلم تو نہیں کیا لیکن اس نے اپنے مقصد کے لئے تمہاری..."

"خاموش!" چمپا دھاڑی۔ "یہ بھول کہ تیری قوتیں میرے سامنے بے حقیقت ہیں۔ میں تجھے چٹکی سے مسل سکتی ہوں' ناگ بھون کے رازوں کے بارے میں زبان کھول کر تو میرے اور وہاں بسنے والوں کے عتاب سے نہ بچ سکے گی۔"

"میں ناگ بھون پر تھوک چکی ہوں۔" کوشیلا پھنکاری۔ اس وقت اس کی آواز کا ترنم اور رسیلا پن نہ جانے کہاں غائب ہو چکا تھا۔

"سلطان جی! مجھے اجازت دو کہ میں اس کا قصہ تمام کر دوں ورنہ یہ اپنے کینہ
سے تمہیں اور مجھ کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گی!"

میں لمحہ بھر کے لئے سوچ میں پڑ گیا۔ میری سمجھ میں نہیں آ تا تھا کہ اس وقت کس کی حمایت اور کس کی مخالفت کی جائے۔ بس ایک چیز چمپا یا ناگ رانی کے حق میں جاتی تھی کہ وہ میرے قبضہ میں تھی جبکہ کوشیلا پوری طرح آزاد!

ابھی میں کوئی فیصلہ نہ کر پایا تھا کہ کوشیلا کے ہونٹوں سے ایک تیز اور گونجدار پھنکار آزاد ہوئی' خواب گاہ میں پھیلی ہوئی مدھم روشنی یک بیک غائب ہو گئی پھریوں لگا جیسے وہ دونوں آپس میں الجھ پڑی ہوں۔

"سلطان جی!" چمپا کی ہانپتی ہوئی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ "اگر آپ نے دیر کی تو یہ نکل جائے گی' یہ بھاگ رہی ہے' تم کہیں اس کا سراغ نہ پا سکو گے!"

"اسے ختم کر دو۔" میں نے مسہری پر کھڑے ہو کر چیختے ہوئے کہا۔

اچانک ایسا معلوم ہوا جیسے خواب گاہ میں زلزلہ آ گیا ہو فرش' مسہری' دیواریں' کھڑکیاں یکبارگی بری طرح لرز اٹھیں' اسی کے ساتھ ایک طویل چیخ ابھری اور سارا ارتعاش ختم ہو گیا۔ ساتھ ہی کمرے کی روشنی بھی واپس آ گئی۔

اب میں نے فرشی قالین پر نظر ڈالی تو عجیب منظر نظر آیا۔ پرشن ناگ رانی اپنی چھنی کے ساتھ ایک قدرے چھوٹی سفید ناگن کے مقابلے میں پھن کاڑھے کھڑی تھی' ان دونوں کے بدن قالین پر زلویے بدل بدل کر ہلکورے لے رہے تھے۔

اچانک کوشیلا نے' جو اب ناگن ہی کے روپ میں تھی' ناگ رانی پر حملہ کیا مگر وہ لچکیلے بدن کو بل دے کر ایک طرف ہٹ گئی۔ چھوٹی ناگن کا پھن پورے زور سے قالین پر پڑا اور وہ جھلائے ہوئے انداز میں مسہری کی طرف لپکی جہاں میں کھڑا ہوا تھا۔ اس کے تیوروں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ناگ رانی سے مقابلے سے قبل میرا قصہ ختم کرنا چاہتی ہے' میں نے شراب کی بوتل اٹھا کر اس پر دے ماری' اس کے زخمی پھن سے خوفناک پھنکار نکلی اور وہ پھر میری طرف بڑھی لیکن اس وقت ناگ رانی اس کے سر پر پہنچ چکی تھی' اس نے اپنا چوڑا چکلا منہ کھول کر چھوٹی ناگن کے بدن کا دم والا سرا منہ میں دبایا' چھوٹی ناگن کے منہ سے پے در پے گھٹی گھٹی پھنکاریں آزاد

ہونے لگیں۔ ناگ رانی کا منہ' پھر پھن اور جسم قدرے پھولنے لگا ساتھ ہی اس کا بدن مخصوص انداز میں ہلکی ہلکی لہریں لے رہا تھا جس کے ساتھ ہی چھوٹی ناگن کی ہڈیاں چٹخنے اور ٹوٹنے کی آوازیں آ رہی تھیں اور وہ بڑے کرب ناک انداز میں اپنا زخمی پھن قالین پر مار رہی تھی۔

میرے دیکھتے ہی دیکھتے ناگ رانی اس کا آدھا دھڑ نگل گئی' اب چھوٹی ناگن کی مزاحمت دم توڑنے لگی تھی' چند لمحے اور گزرے پھر یہ کشمکش موت کے سکوت میں ڈھل گئی چھوٹی ناگن لذتوں کی تاب نہ لا کر بے جان ہو چکی تھی اور ناگ رانی فاتحانہ انداز میں آہستہ آہستہ اس کا مردہ بدن نگلتی جا رہی تھی۔

آخر چھوٹی ناگن کا پھن بھی ناگ رانی کے خون آشام دہانے میں اتر کر غائب ہو گیا' اس کے بدن نے ایک آخری ہلکورا لیا' چند ہڈیاں آخری بار کڑکڑائیں اور کوشیلا یا چھوٹی ناگن کا وجود مٹ گیا۔ ناگ رانی کے منہ سے نکلنے والی کو نجیلی پھنکار سن کر میں چونکا اور بے اختیار جھرجھری سی آ گئی۔ کوشیلا کا انجام کس قدر عبرتناک اور روح فرسا تھا۔ ہوس رقابت میں ایک بہن دوسری بہن کو زندہ نگل گئی تھی۔ خواب گاہ کی فضا بہت بوجھل ہو گئی تھی' ناگ رانی آسودہ انداز میں کنڈلی مارے' پھن اٹھائے میرے اگلے حکم کی منتظر تھی۔ میں نے اسے انسانی روپ دھارنے کا حکم دیا اور وہ پل بھر میں چمپا بن گئی۔ "وہ زلزلہ کیا تھا چمپا؟" میں نے اسے اپنے برابر میں بٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"وہ بڑی کٹھور دل تھی' خوب جانتی تھی کہ میرے مقابلے میں نہ جیت سکے گی' پیچھے ہی تمہاری اچھا تھی' اس نے اپنی شکتی کے سہارے یہ کمرہ تباہ کرنا چاہا تاکہ ملبے میں دب کر اس سمیت ہم دونوں بھی مر جائیں۔ پر میں نے اپنی مہان شکتی سے کام لے کر اس کمرے کو گرنے سے بچا لیا' وہ اسی کے جھٹکے تھے۔"

اب میں ایک نئے مسئلہ کا شکار ہو گیا تھا۔

کوشیلا کے پاس میں انسپکٹر ہیرس کے ہمراہ آیا تھا اور کوشیلا ناگ رانی کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچ چکی تھی۔ اب کوشیلا کی گمشدگی کی خبر پھیلتے ہی ہیرس کے سارے شبہات میری طرف جاتے اور میرے لئے جواب دہی مشکل ہو جاتی۔ اس کا ایک حل یہ تھا کہ ناگ رانی کے ذریعے ہیرس کو بھی راستے سے ہٹا دیا جائے لیکن اس میں بھی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

پریشانیاں کھڑی ہونے کا امکان تھا' میرے مکان پر ہری چند کے بارے میں پیش آنے والے واقعات کے پانچ چشم دید گواہ محکمہ پولیس ہی میں موجود تھے' پھر کوشیلا کے یہاں آتے ہوئے مجھے اور ہیرس کو کوتوالی کے عملے نے ایک ساتھ دیکھا تھا۔ ایسی صورت میں کوشیلا کی گم شدگی اور ہیرس کی موت زبردست مسائل پیدا کر دیتی۔

تیسری صورت یہ تھی کہ میں راتوں رات کہیں روپوش ہو جاؤں۔ ایسا کرنے کی صورت میں ہیرس مجھے کوشیلا کا بھی قاتل سمجھتا اور دوہرے قتل کے مفرور مجرم کی حیثیت میں میرے حلیے کی پورے ہندوستان میں تشہیر کرا دی جاتی جس کے بعد مجھے چوہے کی طرح روپوشی کی زندگی گزارنی پڑتی۔ جب تک ستارہ کی بازیابی نہ ہوتی مجھے روپوشی اور گمنامی کی یہ زندگی گوارا تھی لیکن ستارہ کے آ جانے کے بعد میں اپنے سماجی رتبے کے مطابق کسی طرح کھل کر سامنے نہ آ سکتا تھا اور جب ستارہ کو یہ معلوم ہوتا کہ اس کے محبوب شوہر پر دو قتل کرنے کا الزام ہے تو نہ جانے اس کے دل پر کیا گزرتی۔

میں اسی ادھیڑبن میں مبتلا تھا کہ چمپا نے میری فکرمندی بھانپتے ہوئے چھیڑا۔ "کیا وچار ہے سلطان جی! تمہیں اداس دیکھ کر دل پر چوٹ سی لگتی ہے۔"

میں نے نظر بھر کر اس کی طرف دیکھا' دل چاہا کہ اس سے صاف صاف کہہ دوں کہ میری محبت صرف ستارہ کے لئے ہے وہ بلاوجہ ایک پتھر سے سر ٹکرا رہی ہے لیکن مصلحت کے خیال سے خاموش رہنا پڑا۔ اگر وہ قبل از وقت میرے خیالات سے آگاہ ہو جاتی تو ستارہ کو نقصان پہنچنے کا امکان تھا۔

میں نے مختصر الفاظ میں اسے اپنی پریشانی کا سبب بتا دیا۔

"بس اتنی سی بات۔" وہ میری پوری بات سن کر مسکرا دی۔ "میں چمپا کے بجائے کوشیلا بن کر اس کی جگہ سنبھال لوں گی۔"

یہ تجویز سنتے ہی میرا دل کھل اٹھا۔ اتنی آسان سی بات تھی اور میں اس کے بارے میں سوچ ہی نہ سکا تھا' میں نے بے اختیار چمپا کا منہ چوم لیا۔

میری ہدایت پر چمپا نے لوٹ لگا کر پہلے ناگ رانی کا اصل روپ دھارا پھر وہ کوشیلا کے روپ میں آ گئی۔ میں نے گہری تنقیدی نظر سے اس کا جائزہ لیا۔ دروازے پر لگی

ہوئی دیوار گیر تصویر سے اس کا مقابلہ کیا اور اطمینان کا سانس لیا کہ چمپا اب ہو بہو کوشیلا بن چکی تھی۔

اس کا کندن کی طرح دمکتا بدن پوری رعنائیوں اور نکھار کے ساتھ میرے سامنے موجود تھا اور میں گزرے ہوئے ہولناک واقعات کی یاد ذہن سے مٹانے کے لئے کسی سہارے کی ضرورت محسوس کر رہا تھا اور شاید ناگ رانی۔ جو اب کوشیلا بن چکی تھی بھی میری آغوش میں آنے کے لئے بے چین تھی۔ اس کی کسل مند اور مخمور سی آنکھیں میری جنبش ابرو کے انتظار میں بوجھل ہو رہی تھیں میرا اشارہ پاتے ہی وہ دلفریب انداز میں لہرا بدن چرا آتی میرے قریب آ گئی اور میں نے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا۔

"کوشیلا۔" میں نے جذباتی انداز میں ناگ رانی کو اس کے نئے نام سے مخاطب کیا۔ "آج کی رات تمہارا انعام ہے۔"

اس کے سپردگی کے انداز میں والہانہ پن آ گیا۔ اس کا مہکتا ہوا بدن اور قریب ہو گیا۔ جس کمرے کی خواب ناک فضا میں کچھ دیر قبل ہولناک غیر انسانی پھنکاریں گونجتی رہی تھیں' جہاں ایک بہن نے جوش رقابت سے مغلوب ہو کر دوسری بہن کو زندہ نگل لیا تھا۔ وہاں اب زندگی کے حرارت آفریں گوشوں سے نقاب سرکنے لگی اور ذرا ہی دیر میں میرا بوجھل ذہن لذت و آسودگی کی ان وادیوں میں کھو گیا جہاں کچھ لمحوں کے لئے انسان کو پریشانی اور تشویش کے خوف آور سایوں سے نجات مل جاتی ہے۔

رات کے آخری پہر میں جب سکون کے چند لمحات میسر آئے اور میں نے گستاخ نظریں ناگ رانی یا کوشیلا کے دمکتے ہوئے چہرے پر ڈالیں تو وہ آنکھیں موندے مسکرا رہی تھی۔ شاید گزرے ہوئے حسین لمحوں کی یاد میں۔

اچانک میری نظر کوشیلا کے بالوں پر پڑی۔ اس کی کٹی ہوئی زلفوں کا عیب اب بھی نمایاں تھا۔ اس کی خوبصورتی پر یہ ایسا داغ تھا جو میری مرضی کے بغیر نہ مٹ سکتا تھا۔ جب تک میں ناگ رانی کو اس کی کٹی ہوئی زلفیں واپس نہ کرتا اس کے بالوں کی خوبصورتی واپس نہ آ سکتی تھی' لیکن اسی کے ساتھ وہ میرے قبضہ سے بھی نکل جاتی۔

اس کے بالوں پر نظر پڑتے ہی مجھے ستارہ یاد آئی اور دل میں ایک کسک سی ہونے

گئی۔

"کوشیا۔" میں نے اسے دھیمے سے پکارا۔

"ہوں!" وہ بدستور آنکھیں موندے رسیلی آواز میں گنگنائی۔

"میں ناگ بھون جانا چاہتا ہوں۔"

میرے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہی اس نے سراسیمگی کے عالم میں آنکھیں کھول دیں اور ہڑبڑا کر چاروں طرف متوحش نظریں دوڑانے لگی جیسے کچھ نظر نہ آنے والی قوتوں کو تلاش کر رہی ہو۔

"ناگ بھون!" آخر اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے تھکی ہوئی آواز میں کہا۔ "سلطان جی! تم نے مجھے سہانے سپنوں کی دنیا سے کانٹوں بھری دلدل میں پھینک دیا ہے۔"

"کیوں؟" میں نے معصومیت کا مظاہرہ کیا۔

"میں سمجھ رہی تھی کہ اتنی مدت کی کوشش کے بعد میں تمہارا من جیتنے میں کامیاب ہو گئی ہوں۔۔۔ میں تمہیں اپنا پریمی سمجھ کر اس وقت اپنی خوش قسمتی پر رشک کر رہی تھی۔" اس کی بھرائی ہوئی آواز درد آمیز ہو چلی تھی۔ "لیکن تم نے مجھے زمین پر لا پھینکا۔۔۔ ٹھیک ہی تو ہے! میں تمہاری غلام ہوں' تمہاری اچھا کے بغیر کچھ بھی تو نہیں کر سکتی پر۔۔۔ پر۔۔۔!" وہ کچھ کہتے کہتے ہچکچا کر رک گئی۔

"بولو۔ بولو!" میں نے بے تابی سے اسے لقمہ دیا۔

"تمہیں ناگ بھون لے جا کر میں تمہارا جیون خطرے میں ڈالنا نہیں چاہتی!" اس نے رک رک کر کہا۔

"خطرہ۔۔۔ وہ کیا؟"

"بس میری بات مان لو۔" وہ خوشامدانہ لہجہ میں بولی۔ "ناگ بھون اماوس کی کالی راتوں میں آنے والے ڈراؤنے سپنوں کی دھرتی ہے' آج تک اس دھرتی پر کوئی انسان اپنی مرضی سے نہیں جا سکا ہے اور جو تم چلے بھی جاؤ تو۔۔۔ شاید زندہ نہ لوٹ سکو!" اس کی آواز کانپ کر رہ گئی۔

مجھے اپنے رگ و ریشے میں سینکڑوں چیونٹیاں سی رینگتی محسوس ہونے لگیں اور

بھر کے لئے ناگ بھون جانے کا ارادہ نرم پڑنے لگا میں نے فورا خود پر قابو پالیا۔ "تم اس کی فکر نہ کرو!"

"میں چنتا نہ کروں۔" وہ خود کلامی کے انداز میں بڑبڑائی اور اپنی تمسخرانہ نگاہیں میرے چہرے پر جما کر بولی۔ "میں جانتی ہوں کہ حیدر شاہ نے تمہیں شکتی دے دی ہے' میں اب یہ بھی جان گئی ہوں کہ تم اپنی پتنی کے لئے کیا کچھ کر سکتے ہو۔ کاش مجھے پہلے سے یہ معلوم ہوتا کہ ستارہ کا پتی دیو اسے من کی گہرائیوں سے چاہتا ہے تو میں اس کا پریم لوٹنے کے لئے اسے ناگ بھون نہ پہنچاتی۔۔۔ ضد نہ کرو سلطان جی! اسے بھول جاؤ' اس کے کارن تم اپنی جان بھی گنوا دو گے اور میں جنم بھر تمہاری جدائی کی آگ میں جلتی رہوں گی۔"

ناگ رانی کوشیا جو کچھ کہہ رہی تھی وہ مجھے پہلے سے معلوم تھا' حیدر شاہ مجھے بتا چکے تھے کہ ناگ بھون میں قدم قدم پر میرے لئے خطرات کے ہولناک عفریت منہ پھاڑے کھڑے ہوں گے' وہاں کی تاریکیوں میں پروان چڑھنے والے ہولناک اور دیو پیکر اژدھے میری جان کا آزار بن جائیں گے۔۔۔ ناگ بھون میں ایسے ایسے باغی ناگ اور اژدھے بھی بستے ہیں جو بظاہر ناگ رانی کا اقتدار مانتے ہیں اور موقع پانے پر اسے بھی ڈنک پہنچانے پر اتر آتے ہیں۔ میں ناگ رانی کو تو اپنا غلام بنا چکا تھا لیکن ان خطروں کے سامنے میں بے بس ہو کر رہ جاتا۔ ناگ رانی کے تابع ہو جانے سے بس اتنا فائدہ ہوتا کہ میں ناگ بھون کی پر اسرار زمین پر پہنچ جاتا جہاں ستارہ قید تھی اور وہاں ناگ دولت کے باسی مجھ پر کھلم کھلا حملہ آور ہونے کی جرات نہ کر پاتے لیکن میری ذرا سی غفلت سے وہ اپنا وار کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔

"تو تم ہی ستارہ کو ناگ بھون کی قید سے چھڑا لاؤ۔ وہاں وہ تمہاری ہی قیدی ہے۔" میں نے حیدر شاہ کی ہدایت کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ وہ مجھے اس حد تک بتا چکے تھے کہ ستارہ کو ناگ بھون سے زندہ سلامت واپس لانا ناگ رانی کے بس کی بات نہیں رہی ہے۔

اور اس وقت کوشیا نے بھی یہی کہا۔ "میں اسے نہیں لا سکتی۔ وہاں ایک نئی کہانی چل چکی ہے' ستارہ اب میری پہنچ سے باہر ہے۔"

"وہ کیسے؟" بے اختیار میرے منہ سے نکلا۔

"کیا کرو گے سن کر؟" وہ نظریں جھکا کر ندامت آمیز لہجے میں بولی۔ "یہ پاپ میں نے ہی کمایا ہوا ہے۔"

"کوشیلا۔" میں نے اضطراری طور پر اسے جھنجوڑ ڈالا۔ "میں تجھے حکم دیتا ہوں، پوری بات سنا۔"

اس نے میری طرف دیکھا' اس کی آنکھوں میں محکومانہ بے بسی تیر رہی تھی۔ میں تمہارے حکم کی بندی ہوں۔ تم اپنے پیروں سے میری چھاتی مسلنے کی طاقت رکھتے ہو' پر میں تمہیں چاہتی تھی کہ تم میرے کرتوت سن کر مجھ سے نفرت کرنے لگو اور میں تمہاری سیج کو بھی ترسنے لگوں۔" پھر وہ ایک گہری سانس لے کر بولی۔ "ناگ بھون میں ناگ راجہ کا راج چلتا ہے' وہ بڑی شکتیوں کا مالک ہے اور ناگ بھون کے سارے باسی اس سے کانپتے ہیں' اپنے رواج کے مطابق تم ناگ راجہ کو میرا پتی دیو کہہ سکتے ہو۔ وہ بڑی پرانی نسل کا شیش ناگ ہے اور اس کی سات پتنیاں ہیں جن میں' میں سب سے چھوٹی ہوں۔" ناگ رانی کا لہجہ سرگوشیانہ ہو چلا تھا اور اس کی آواز میں ہراس سمٹ آیا تھا۔ "میرے بھاگ ہی خراب ہیں کہ پہلے روز سے ناگ راجہ مجھے پسند نہیں کرتا' اسی لئے اس نے مجھے ناگ بھون سے باہر بسنے والے سانپوں اور ناگوں پر لگا دیا۔ یہاں میں نے روپ بدل بدل کر کڑیل مردوں سے اپنی زندگی کا مزا لوٹنا شروع کر دیا۔ میں جب بھی ناگ بھون جاتی' راجہ مجھے اپنے قریب نہ آنے دیتا اور میں تمہاری دنیا میں نئے نئے ہتھکنڈوں سے اپنی پیاس بجھانے لگی' پھر میں نے تمہیں دیکھا اور میرا جی تم پر آ گیا۔ تمہاری پتنی میرے راستے کی دیوار تھی اسے میں نے ناگ بھون لے جا کر ناگ راجہ کے حوالے کر دیا۔ ستارہ جیسی سندر ناری پہنچانے پر وہ مجھ سے خوش ہو گیا اور میں اس کے قریب ہو گئی۔ تمہاری ستارہ ناگ راجہ ہی کی قید میں ہے۔ وہ اسے دیکھ کر اپنی چھ رانیوں کو بھلا بیٹھا ہے اور مردوں کے روپ میں ستارہ پر ڈورے ڈالتا ہے۔ اس بے چاری کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ وہ ناگوں کی راجدھانی میں پھنس گئی ہے اور ناگ راجہ اس پر مرتا ہے۔ وہ ہر وقت تمہیں ہی یاد کرتی ہے' ادھر ناگ راجہ کی سب پتنیاں ستارہ سے جلنے لگی ہیں' اگر ناگ راجہ کا ڈر نہ ہو تو وہ پل بھر میں اسے مار ڈالیں۔ میں تمہیں ناگ بھون پہنچا تو دوں گی لیکن تم ناگ راجہ کے غضب سے نہ بچ سکو گے' اس کے کاٹنے کو سانس لینے کی بھی مہلت نہیں ملتی۔"

یہ تفصیل سن کر میرا دل تڑپ اٹھا۔ ستارہ ایک اجنبی دنیا کی قید میں بھی مجھ سے کیا ہوا پیمان وفا نبھا رہی تھی اور میں آزادی کے باوجود ہرجائی پن پر اتر آیا تھا۔ میری بہت سی راتیں رنگین آسودگیوں کی آغوش میں گزری تھیں اور وہ میرے انتظار میں کانٹوں پر لوٹ رہی تھی۔

"کوشیلا۔" میں بے چین ہو کر مسہری سے اتر آیا۔ "اب مجھے چین نہیں آئے گا۔ میں جلد از جلد ناگ بھون پہنچنا چاہتا ہوں۔ اگر ناگ راجہ ستارہ کی عزت پر ہاتھ ڈالنے میں کامیاب ہو گیا تو تو میرے قہر سے نہ بچ سکے گی۔"

وہ سہم گئی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ میں اسے اذیت میں مبتلا کر کے مار ڈالنے پر قادر تھا۔

"اس کے لئے..." وہ خوف زدہ آواز میں اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ بے اختیار اس کے منہ سے چیخ نکل گئی اور زردی مائل چہرہ خوف کی سیاہی میں ڈوب گیا۔

میں نے اس کی پھٹی پھٹی اور ٹھہری ہوئی آنکھوں کے تعاقب میں اپنی پشت کی طرف دیکھنا چاہا۔ لیکن کمرے میں ایک ہولناک اور غضیلی آواز گونجی اور پورا کمرہ تاریکی میں ڈوب گیا۔

اس غیر انسانی آواز نے میرے اعصاب کی ساری قوت نچوڑ لی' میرا سارا جوش یک بیک خوف کی لہر میں ڈھل گیا... میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ میرے لئے کوئی ناگہانی خطرہ پیدا ہو چکا ہے!

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-627, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 0345-5048599
Prop: Ali Khan

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 0345-5048550
Prop: Ali Khan

کمرے میں پھیلی ہوئی گہری اور گھور سیاہی میں مجھے اپنا دم گھٹتا محسوس ہونے لگا۔ وہ آواز جو لمحہ بھر پیشتر کمرے میں گونجی تھی' میرے ذہن کو ماؤف کر گئی تھی اور مجھے اتنا موقع بھی نہ مل سکا تھا کہ میں خواب گاہ میں آنے والی نئی شخصیت کا دیدار کر سکوں۔۔۔ لیکن میری چھٹی حس مجھے کسی ہولناک خطرے کا احساس دلا رہی تھی۔ وہ آواز کس مخلوق کی تھی' میں یہ فیصلہ تو نہ کر سکا' لیکن ایک بات یقینی تھی کہ وہ آواز غیر انسانی اور بہت ہی دہشت انگیز تھی۔

"کوشیلا۔" میں نے پھنسی پھنسی آواز میں اپنے ساتھ اس تاریک خواب گاہ میں موجود ناگ رانی کو پکارا لیکن جواب ندارد۔

میرے چڑھتے ہوئے سانسوں کے بے ربط آہنگ کے سوا اب کمرے میں پر ہول سکوت چھا چکا تھا۔ جس غیر انسانی آواز کے ابھرتے ہی کمرے کی خواب ناک روشنیاں تاریکی میں ڈوب گئی تھیں۔ وہ بھی دوبارہ نہ سنائی دی۔ میں خوفزدہ ہو کر محض اندازے کی بنا پر اس طرف لپکا جدھر تاریکی ہونے سے لمحہ بھر قبل کوشیلا موجود تھی لیکن میرے ہاتھ خلا میں لہرا کر رہ گئے۔ کوشیلا اب وہاں موجود نہیں تھی۔ میں نے ایک قدم اور بڑھایا میرے پیروں کے نیچے کوئی زندہ اور نرم چیز کلبلائی اور ساتھ ہی خواب گاہ میں کسی سانپ کی بے ساختہ پھنکار گونج اٹھی۔ تکلیف کے احساس میں ڈوبی ہوئی۔۔۔!

اس وقت میری جگہ کوئی اور ہوتا تو پل بھر میں وحشت سے بے ہوش ہو جاتا لیکن میں اب ناگوں وغیرہ سے پیدا ہونے والے خوف پر قابو پانے کا عادی ہو چکا تھا۔ ماورائی قوتوں کی مالک۔۔۔ ایک ناگ رانی اپنی راتیں میری آغوش میں گزارتی رہی تھی۔ اس لئے اب میں سانپوں اور ناگوں کی وحشت اور خوف سے کافی حد تک بے نیاز ہو چکا تھا۔ میں مخبوط انداز میں پیچھے اچھل آیا۔ کیونکہ میں اس بات سے لاعلم تھا کہ میرے

پیروں میں رہنے والی ناگ رانی تھی یا میرا وہی نادیدہ دشمن جس کی آمد پر کمرے میں تاریکی نے ڈیرے ڈال دیئے تھے۔

کوشیلا کو تلاش کرنے کی اس ناکام کوشش کے ساتھ ہی کمرے میں پہلے عجیب سی سرسراہٹیں گونجنے لگیں جیسے کوئی وزنی ناگ فرش پر رینگتا پھر رہا ہو۔ پھر تیز سیٹیوں اور پھنکاروں کی آواز سنائی دینے لگی۔ میں دم سادھ کر دیوار کے سہارے چپک گیا۔ میں پہچان گیا کہ اب ناگ رانی اپنی پراسرار قوتوں کو حرکت میں لانے کے لئے اپنی زبان میں کچھ عمل کر رہی ہے۔

بس چند ہی ثانئے گزرے اور میرے شبہ کی تصدیق ہو گئی۔ وہ تیرہ و تار کمرہ یکبارگی روشنی سے جگمگا اٹھا۔ ناگ رانی میری نگاہوں کے سامنے اپنا پھن کاڑھے' پر ہیبت انداز میں پہلو بدل بدل کر ایک ہولناک مخلوق کو دیکھ رہی تھی۔ اس عجیب الخلقت مخلوق کا سیاہ چہرہ بہت ہی بھونڈا اور کراہت آمیز تھا۔ سیاہ کھال جا بجا پھوڑوں کی طرح ابھری ہوئی تھی۔ اس کی قامت' جسامت اور بدن کی ساخت ظاہری طور پر انسانوں جیسی ہی تھی لیکن اس کے سر پر بالوں کی بجائے ہزاروں بال کی طرح پتلے اور چمکدار سانپ کلبلا رہے تھے۔ وہ سب زندہ تھے۔ ان کی دمیں اس بدصورت شخص کے سر میں جڑی ہوئی تھیں اور ان کے سرخ زبانیں اگلتے ہوئے منہ اس کے شانوں سے نیچے تک لہرا رہے تھے' اس کی بڑی بڑی آنکھیں سیاہ حلقوں میں دھنسی ہوئی تھیں اور ان میں موت کی بے رونق سی زردی رچی ہوئی تھی۔ وہ بڑے پرسکون انداز میں غصے سے بل کھاتی ہوئی ناگ رانی کو دیکھے جا رہا تھا۔

کمرے میں یک بیک روشنی آتے ہی میری آنکھیں چندھیا گئیں لیکن اس کی آنکھیں اسی طرح کھلی رہیں جیسے اس کے لئے تاریکی اور روشنی بے مقصد ہوں۔۔۔ اس نے ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے کے لئے میری جانب نگاہیں اٹھائیں اور میرے سارے بدن میں سنسنی سی دوڑ گئی' یوں محسوس ہوا جیسے میرے بدن کے سارے مسامات کے منہ کھل گئے ہوں۔ اور ان سے پسینے کی دھاریں بہہ نکلی ہوں۔۔۔ وہ آنکھیں۔۔۔ ان پر چھائی ہوئی غیر فطری مردنی آج بھی میرے ذہن سے چپکی ہوئی ہے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جیسے ہی میری اور اس کی آنکھیں چار ہوئیں مجھے یوں محسوس ہوا

جیسے کسی نے مجھے اچانک برفیلے پانی کے ٹب میں غوطہ دے دیا ہو۔ اس کی آنکھوں سے شدید مقناطیسی لہروں کا سرد اور بے چین کر دینے والا اثر میری روح تک میں پیوست ہونے لگا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ذرا دیر اور اسی طرح میری جانب دیکھتا رہتا تو میں اعصابی طور پر بالکل مفلوج اور ناکارہ ہو کر رہ جاتا لیکن اسے میری جانب متوجہ پاتے ہی ناگ رانی کے جسم کا دم والا حصہ فرش پر لہرا کر تیزی سے اس بدوضع شخص کے پیروں کی جانب لپکا اور اسے اپنا بچاؤ کرنے کی فکر میں ایک مرتبہ پھر ناگ رانی کی طرف متوجہ ہو جانا پڑ گیا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے تھے اور میری سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو کیوں گھور رہے ہیں۔ شاید نگاہوں کے مقناطیسی ٹکراؤ ہی سے وہ فریق مخالف کو زیر کرنے کے چکر میں تھے۔ اسی دوران میں ناگ رانی تڑپ کر فرش پر مچلی اور میرا دل بے اختیار ڈوب چلا۔ مجھے شبہ ہوا کہ وہ قابل نفرت اور مکروہ شخص، ناگ رانی پر غالب آ گیا ہے۔ لیکن اگلے لمحے میرے لئے بڑے سکون بخش ثابت ہوئے۔ ناگ رانی نے انسانی روپ دھارنے کے لئے فرش پر لوٹ لگائی تھی۔

اب ناگ رانی ایک بار پھر حسین کوشیلا کے روپ میں آ چکی تھی اور بڑے غصیلے انداز میں اسے گھور رہی تھی۔

وہ دونوں اپنی جگہوں پر ساکت کھڑے یوں ہی غضب ناک تیوروں سے ایک دوسرے کو گھورتے رہے اور میں دیوار سے چپکا ان میں سے کسی ایک کے زیر ہونے کا منتظر رہا۔ چند منٹ انتظار میں گزر گئے لیکن ان میں سے کسی کے جارحانہ انداز میں فرق نہ آیا اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ اس بار ناگ رانی کا مقابلہ خاصا کٹھن ہے۔

پھر نہ جانے کیا ہوا کہ اس شخص کے سر پر لہراتے اور کلبلاتے باریک باریک سانپوں کی بے چینی یکلخت بڑھ گئی ساتھ ہی اس کے چہرے پر بھی سراسیمگی پھیل گئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ کوشیلا سے نظریں چرانے کی سرتوڑ کوشش کر رہا ہے لیکن کسی نادیدہ مقناطیسی لہر نے اس کی نگاہوں کو کوشیلا کی غضب ناک آنکھوں پر جما کر رکھ دیا ہے۔

مکار۔۔۔ تجھے بڑا گھمنڈ تھا اپنی ان آنکھوں کی قوت پر۔" کوشیلا پلک جھپکائے بغیر قہرآلود لہجے میں بولی۔ "آج تو میرے پھندے میں آیا ہے۔ تیری ان منحوس آنکھوں کو آج میں پانی بنا کر نہ بہا دوں تو نام بدل دوں گی۔ تیری ان ہر قاتل کی ماری آنکھوں میں قوتیں سلب کرنے کی جو صلاحیت ہے وہ بھی آنکھوں کے ساتھ پانی بن کر بہہ جائے گی۔ میں بہت عرصے تک تجھے درگزر کرتی رہی لیکن اب معاف نہیں کروں گی۔"

"شما۔۔۔ شما کرو رانی جی!" وہ لڑکھڑاتی ہوئی کھوکھلی آواز میں بولا۔ "آئندہ ادھر کا رخ نہیں کروں گا۔"

"بدمعاش۔۔!" ناگ رانی دانت پیس کر بولی۔ "تو جھوٹا ہے۔ اس بار میں تیرے فریب میں نہیں آؤں گی۔"

"میں لاچار تھا رانی جی۔ مجھے ناگ راجہ نے حکم دیا تھا کہ تم دونوں کو قید کر کے ناگ بھون پہنچا دوں۔ مجھے شما کر دو۔ میں اب ناگ بھون کا رخ بھی نہیں کروں گا۔ منہ چھپا کر بھوری مٹی والے پہاڑوں کی طرف نکل جاؤں گا۔ کوئی میرا سراغ بھی نہ پا سکے گا۔"

"سلطان جی میرے مالک ہیں۔ جب تک میرے دم میں دم ہے راجہ تو کیا پورا ناگ بھون بھی انہیں انگلی نہ لگا سکے گا۔"

"شما کرو رانی جی!" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی سراسیمگی اب حد سے زیادہ بڑھ چکی تھی اور اس کے سر پر اگے ہوئے زندہ سانپ دموں کے بل کھڑے اپنی باریک زبانیں نکال نکال کر آہستہ آہستہ شور کر رہے تھے۔

"لے موذی۔ سنبھل۔" کوشیلا نے اسے للکارا۔ ساتھ ہی اس کی گلابی آنکھوں میں یک بیک خون کی سرخی دوڑ گئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوشیلا کے چہرے پر آنکھوں کی جگہ دہکتے ہوئے کوئلوں کے دو ننھے ننھے الاؤ روشن ہو گئے ہوں۔

اس شخص کی آنکھیں دھندلانے لگیں۔ پھر لمحہ بھر میں وہ ڈبڈبا آئیں اور وہ مرحلہ تو میرے لئے حیرتناک تھا جب میں نے دیکھا کہ ناگ رانی کی نگاہوں سے نکلنے والی مہلک لہروں کی تاب نہ لا کر اس کی دونوں آنکھیں پگھل کر پانی بن رہی ہیں۔

"رانی۔" وہ کربناک آواز میں چیخا۔ "میری آنکھیں اندھیروں میں ڈوب رہی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہیں۔۔۔ رانی مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔"

اس وقت اس کی آنکھوں ۔۔۔۔ بے رونق قطور پتھرائی ہوئی زرد آنکھوں سے رقیق اور شفاف سیال کے چند موٹے موٹے قطرے اس کے رخساروں پر ڈھلک کر زمین پر آگرے۔ اور آنکھوں کی جگہ دو خوفناک گڑھے باقی رہ گئے۔ ناگ رانی یا کوشیلا تیزی سے آگے بڑھی اور فرش پر گرنے والے آنکھوں کے پانی کو اپنے قدموں سے روند ڈالا۔

اس بدوضع شخص کے مکروہ چہرے پر اب دو تاریک گڑھوں کا اضافہ ہو چکا تھا۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں اور ڈھیلے پانی بن کر بہہ چکے تھے لیکن پپوٹے اور پلکیں بالکل ٹھیک تھیں۔ اور تیزی کے ساتھ بار بار جھپک رہی تھیں۔ اس کے سر پر بالوں کی جگہ اگے ہوئے باریک سانپوں کی بے قراری اور بے چینی ختم ہو چکی تھی۔ وہ خوف زدہ انداز میں بے جان رسیوں کی طرح اس کے شانوں پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ بغیر کوئی حرکت کیے۔

"رانی۔۔۔!" چند ثانیوں کے بعد وہ شخص پرسکون اور سرد آواز میں بولا۔ "تو نے آج میری شکتی کی بھیا کی ہے' تجھے اس حرکت کی بھاری قیمت دینی ہو گی۔ اب میں ہر قیمت پر تجھے ناگ بھون کی پوتر اور اندھیاری دھرتی پر لے جاؤں گا۔ میں دیکھوں گا کہ تو اور تیرا یار کب تک میرے انتقام سے بچیں گے۔ شیو ناگ سے ٹکرا کر آج تک کوئی سکھی نہیں رہا ہے اور بہت جلد تیرے رنگین بہروپ بھی اجڑ جائیں گے میں نرک کی سسکارتی ہوئی دلدلوں اور دہکتے ہوئے الاؤ میں تیری آتما کو سکھ نہ لینے دوں گا۔ آج سے میں سائے کی طرح تیرے پیچھے رہوں گا۔ دیکھتا ہوں تو کب تک مجھ سے بچتی ہے!"

یہ کہہ کر وہ پلٹا اور کوشیلا اپنا داہنا ہاتھ اٹھا کر کسی نامعلوم زبان میں چلائی۔ اس کی آواز میں غیض و غضب کی بجلیاں کوند رہی تھیں کوشیلا کی آواز ابھرتے ہی وہ لڑکھڑایا جیسے اس کے پیر کسی نادیدہ جال میں الجھ گئے ہوں لیکن اس نے فوراً ہی سنبھالا لیا اور حلق سے ایک کریہہ غرابٹ نکالتا ہوا سنبھل کر آگے بھاگا۔ اسی وقت ناگ رانی کی ہتھیلی سے روشنی کا ایک تڑاقا ہوا اور تیزی سے بھاگتے ہوئے دشمن کے پیچھے لپکا۔ شاید

وہ اپنے تعاقب میں آنے والی اس آفت سے باخبر ہو گیا تھا کیونکہ کوندتی ہوئی روشن لہروں کا جال قریب پہنچنے سے قبل ہی وہ پلٹا اور فرش پر سجدے میں گر کر کسی نامانوس زبان میں کچھ چیخنے لگا فوراً ہی اس کوندتے ہوئے جال کا رخ بدل گیا اور وہ اوپر اٹھ کر چھت سے ٹکراتا ہوا غائب ہو گیا۔ وہ پورا کمرہ بری طرح لرز کر رہ گیا۔ اس کوندے کے چھت سے ٹکراتے ہی ایک زبردست اور گونجیلا دھماکا ہوا تھا اور ساتھ ہی چھت میں ایک بڑا شگاف پڑ گیا تھا۔ میں نے اس جھٹکے سے سنبھل کر اپنے بھاگتے ہوئے دشمن کو دیکھنا چاہا لیکن وہ لاپتہ ہو چکا تھا۔ پل بھر میں ہی وہ موقع پا کر خواب گاہ سے فرار ہو چکا تھا۔

کوشیلا کی ابلی ہوئی غضب ناک آنکھوں کے دہکتے الاؤ اب ماند پڑنے لگے تھے اور وہ سرک کر میرے قریب آ گئی تھی۔

"یہ کون تھا کوشیلا؟" میں نے ناگ رانی کے شانے پر ہاتھ ٹکا کر پوچھا۔

"یہ بڑا موذی ہے۔۔۔ ناگ بھون کے باسیوں میں یہ شیو ناگ کہلاتا ہے۔ اور ناگ راجہ کے منہ چڑھا ہوا ہے۔ یہ بڑی شکتیوں کا مالک ہے" کوشیلا کی آواز میں بھی سی تشویش نمایاں ہو چلی تھی۔ "شاید ناگ راجہ کو علم ہو گیا ہے کہ میں تمہارے قبضے میں آ چکی ہوں اسی لئے اس نے شیو ناگ کو ہماری گرفتاری کے لئے بھیجا تھا۔ شیو ناگ کی آنکھوں میں اس قدر طاقت تھی کہ وہ ہمیں بے بس کر کے ناگ بھون لے جا سکتا تھا لیکن میں نے بھی جان کی بازی لگا کر اس سے آنکھیں چار کیں اور میری آنکھوں کے سامنے وہ تاب نہ لا سکا۔ اس کی آنکھیں پگھل کر بہہ چکی ہیں اور وہ اپنی ایک زبردست شکتی سے محروم ہو چکا ہے۔ لیکن اب بھی وہ مجھے اور تمہیں زک پہنچا سکتا ہے۔ یہ بڑی پریشانی کی بات ہے۔"

"وہ اندھا ہو گیا لیکن بھاگتے ہوئے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ دیکھ رہا ہو۔" میں نے کہا۔

"ناگ بھون کی سبھا والے اسے دھرماتما کہتے ہیں۔ آنکھیں پگھل جانے سے اس کی قوت ضرور کم ہو گئی ہے لیکن وہ اپنی دوسری شکتیوں کے سہارے ہماری تمہاری طرح دیکھ سکتا ہے۔"

mized by www.ImageOptimizer.n

"تم نے اسے زندہ نکل جانے کا موقع دے کر اچھا نہیں کیا۔" میں متاسفانہ لہجے میں بولا۔ "اس جیسے خطرناک دشمن کا تو ختم ہو جانا ہی بہتر ہے۔"

"تم مجھے الزام دے رہے ہو۔" وہ شکایت کرنے والے لہجے میں بولی۔ "میں نے تو اسے جلا کر بھسم کر دینے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اپنی مکاری سے آگ سے زندہ نکلا۔۔۔ میں تو کسی نہ کسی طرح اس سے نمٹتی رہوں گی لیکن اب تمہارا میرے قریب رہنا تمہارے حق میں خطرناک ہو سکتا ہے۔"

"وہ کیوں۔۔۔؟"

"شیو ناگ نے اگر تم پر کوئی وار کر دیا تو میں کچھ نہ کر سکوں گی تم جتنی جلد ہو سکے یہاں سے دور نکل جاؤ۔ میں شیو ناگ کو ٹھکانے لگانے کے بعد تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی۔"

"وہ تمہارے ساتھ مجھے بھی اپنا دشمن سمجھتا ہے۔ اگر وہ تمہیں چھوڑ کر میرے تعاقب میں ہو لیا تو تمہیں کیسے خبر ہو گی؟" میں نے چند ثانیوں کے سکوت کے بعد پوچھا۔

وہ ٹھٹکتے ہوئے انداز میں مسکرا دی۔ "تمہاری ناگ رانی کی بھی کچھ طاقت ہے۔ شیو ناگ دس پل سے باہر قدم بھی نہ نکال سکے گا میں اسے اپنے ہی ساتھ الجھائے رکھوں گی۔ یوں تو میں تمہاری داسی ہوں تم میری شکتی کے مالک ہو۔ پر شیو ناگ کے خاتمے تک مجھے آزاد کر دو۔۔۔؟"

"آزاد کر دوں؟" اس کی بات پوری ہونے سے پیشتر ہی میں بول پڑا۔ یکایک میرے ذہن میں خیال آیا کہ ناگ رانی نے میری قید سے نجات پانے کے لئے شیو ناگ والا جھوٹا ڈرامہ کھیلا ہے تاکہ میں حالات کے دباؤ سے مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دوں اور وہ ایک مرتبہ پھر آزاد ہو جائے۔

"چنتا نہیں سلطان جی!" وہ میرے سینے پر سر ٹکا کر دھیمی آواز میں بولی۔ "میں جانتی ہوں کہ تم اپنی چتی کو حاصل کئے بغیر مجھے آزاد نہ کرو گے تم سے آزادی مانگنے کا یہ مقصد ہے کہ جب تک میں شیو ناگ کو نہ مسل دوں۔ تم مجھے کہیں طلب نہ کرنا۔ میں اپنا کام کرتے ہی تمہارے پاس آ جاؤں گی۔"

"ہاں۔ یہ ہو سکتا ہے۔" میں نے سر کو اثبات میں جنبش دی۔

"اس عرصہ کے لئے میں اپنی ایک سکھی کو تمہارے سپرد کئے دیتی ہوں۔ وہ بھی ایک پرانی ناگن ہے۔ تم جب بھی اسے یاد کرو گے وہ ایک خوبصورت لڑکی کے روپ میں تمہارے پاس پہنچ جائے گی۔ اس کے پاس بھی کافی طاقت ہے وہ تمہاری مدد کرتی رہے گی۔" کوشیلا میرے سینے کے بالوں سے کھیلتے ہوئے بولی۔

"میں اسے کس نام سے بلا سکوں گا؟" میں نے کوشیلا کو۔۔۔ غیر ارادی طور پر اپنی بانہوں میں لپٹتے ہوئے دریافت کیا۔

"چترا نام ہے اس کا۔" کوشیلا نے کسمساتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا کوشیلا۔" میں نے طویل سانس لے کر کہا۔ "اگر قدرت کو یہی منظور ہے کہ میری اور ستارہ کی جدائی کے لمحے اور طویل ہو جائیں تو میں مجبور ہوں' پر یہ یاد رکھنا کہ وقت میرے دل سے ستارہ کی یاد نہ مٹا سکے گا۔ جیسے جیسے فراق کی مدت بڑھتی جائے گی۔ میرے دل پر اپنی معصوم اور باوفا بیوی کے نقوش اور گہرے ہوتے جائیں گے۔"

"میرے بال تمہارے قبضے میں ہیں سلطان جی! تمہیں دھوکہ دے کر میں ہرگز نہ بچ سکوں گی۔"

"جب تک یہ یاد رکھو گی' فائدے میں رہو گی۔" یہ کہتے ہوئے میں نے اپنے جنم جنم کے پیاسے ہونٹ اس کے دہکتے ہوئے رخساروں پر رکھ دیئے۔ کوشیلا ناگ رانی سے نامعلوم عرصے کے لئے جدائی کا احساس ہوتے ہی میری تشنگی ابھر آئی تھی اور کوشیلا کے انداز سے بھی واضح تھا کہ وہ مجھے الوداع کہنے سے قبل ایک بار پھر کچھ مسرور لمحے گزارنے کی متمنی ہے۔

میں نے اسے بازوؤں میں بھینچ کر ایک طویل بوسہ دیا۔ وہ آنکھیں موندے تسکین کی انجانی دنیا میں کھوئی رہی۔ اور جب میں نے آہستگی کے ساتھ اسے اپنے جسم سے علیحدہ کیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں جہاں خمار کی چلمن سے دبا دبا احتجاج جھانک رہا تھا۔

"میں ابھی یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔ ٹرین میں بیٹھنے کے بعد ہی فیصلہ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کہ مجھے کہاں جانا ہے۔" میں نے جلدی سے کہا۔

"جانے سے پہلے اپنی کڑیل بانہوں کو یوں نہ چھپاؤ۔ نہ جانے اب کتنے دن بعد تم سے ملاقات ہو۔ میرا بدن ٹوٹ رہا ہے۔ کیا تم کچھ دیر محض میری خاطر نہ رکو گے؟" وہ جذباتی آواز میں بولی۔

"میں نہیں چاہتا کوشلیا کہ میری تاخیر یا تمہاری خواہشات کے باعث شیو ناگ کو کوئی مہلک موقع مل سکے۔ ہم جلدی ملیں گے۔"

"شیو ناگ۔" وہ حقارت سے بولی۔ "اس کمرے کی چھت کا شگاف دیکھ رہے ہو۔ جب تک پوتر شکتی کا یہ نشان یہاں موجود ہے وہ نابکار یہاں پر بھی نہ مار سکے گا۔"

"اوہ!" میرے ذہن میں اس بات سے اچانک ایک نیا خیال پیدا ہوا۔ "تو کیوں نہ میں اسی کمرے میں رہتا رہوں اور تم باہر نکل کر شیو ناگ کا سراغ لگاؤ۔"

"اتنے نادان نہ بنو!" وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مسہری کی طرف لے جاتے ہوئے بولی۔ "وہ بہت مکار ہے۔ تمہارے لئے ایسے سنہرے جال بنائے گا کہ تم باہر نکلنے کی آرزو کرنے لگو گے۔ اس کی بدمعاشیوں سے بچنے کا صرف یہی طریقہ ہے کہ تم یہاں سے دور نکل جاؤ۔ اور باقی کام مجھ پر چھوڑ دو۔"

"جیسی تمہاری مرضی۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

پھر اس نے مسہری پر دراز ہو کر مجھے اپنے قریب کھینچ لیا۔ اس وقت میرا ذہن کسی اور طرف بھٹکا ہوا تھا لیکن میں کوشلیا کا دل بھی نہیں توڑنا چاہتا تھا مجھے بادل نخواستہ اس کے مرمریں بدن اور مخروطی کونپلوں کے قریب ہو جانا پڑا اور اس کے بدن سے پھوٹنے والی بھینی بھینی مہکار نے ذرا ہی دیر میں میرے جذبات کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا اور کوشلیا کو میری اسی وحشت کا انتظار تھا۔

میں نے وہ رات کوشلیا کے کاکل و رخسار کے سائے میں ایک عجیب ہی انداز میں گزار دی۔ اور جب فضا میں پرندوں کی نوا سنجی کے ساتھ نیا دن انگڑائی لیتا ہوا نمودار ہوا تو میں نے تنہائی کے ایک کرب آمیز احساس کے ساتھ کوشلیا کو الوداع کیا اور تن کے کپڑوں کے ساتھ کوشلیا کے گھر سے روانہ ہو گیا۔

سڑک پر آنے کے بعد میں کافی دور بے خیالی کے عالم میں چلتا رہا۔ اب شیو ناگ

کے زیر ہو جانے تک میری کوئی منزل نہیں تھی۔ ۔۔ میرا کوئی ساتھی نہیں تھا! مجھے اپنی زندگی کی حفاظت اور ستارہ کے حصول کے لئے ہر قیمت پر شملہ سے باہر رہنا تھا۔

اس روز پہلی بار مجھے اندازہ ہوا کہ تن کی بے مقصد زندگی کتنا بڑا عذاب ہے' گو میرے لئے یہ عذاب محض وقتی تھا اور میں اس بات سے خوب آگاہ تھا لیکن پھر بھی میں ذہنی اذیت سے حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

شملہ سے صبح ساڑھے چھ بجے لاری روانہ ہوتی تھی' میں نے ارادہ کر لیا کہ اسی لاری سے روانہ ہو جاؤں گا۔ ہر طرف صبح کا ملگجا سا اجالا پھیلا ہوا تھا۔ بھیگی بھیگی خوشگوار ہواؤں میں رچی ہوئی بھینی بھینی بو نسیم سحری کے مست خرام کو نشہ آور بنا رہی تھی۔ پرندوں کے غول کے غول چہچہاتے اور بھانت بھانت کی آوازیں نکالتے اپنے رزق کی تلاش میں اپنے نشیمنوں سے کوچ کر رہے تھے۔ میں نے گرد و پیش ہر طرف نظریں دوڑائیں لیکن کہیں کوئی سواری میسر نہ آ سکی' وقت کم تھا اور منزل بے نشان! شملہ میں رچے ہوئے شیو ناگ کا خطرہ تلوار کی تیز دھار کی طرح سر پہ لٹک رہا تھا۔ غیر ارادی طور پر میرے قدموں کی رفتار تیز ہو گئی۔

آباد علاقے میں گزرنے کے بعد لاریوں کے اڈے تک پہنچنے کے لئے ایک ناہموار اور ویران پہاڑی کا چکر کاٹنا پڑتا تھا جو خاصا طویل پڑتا۔ جبکہ میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا۔ میں نے تاخیر کے اندیشے سے پہاڑی کا چکر کاٹنے کے بجائے اسے کچے راستے سے عبور کرنے کا فیصلہ کیا' اور سڑک سے اتر پڑا۔

تقریباً دو سو گز دور نکل جانے کے بعد ویرانی کا رچاؤ اور بڑھ گیا۔ میں چوکنی نظروں سے چاروں طرف دیکھتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ نہ جانے کیوں۔ مجھے ہر آن کسی جانب سے شیو ناگ کے نمودار ہونے کا دھڑکا لگا ہوا تھا۔

موہوم خطرات کے وسوسوں کی شدت سے مجبور ہو کر میں نے دل ہی دل میں کوشلیا ناگ رانی کی سہیلی چترا کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ میرے بڑھتے ہوئے قدموں سے چند گز دور زمین پر دھوئیں کا ایک بگولا اٹھا اور پلک جھپکنے میں ایک بے حد شوخ اور خوبصورت لڑکی ۔۔۔ دھوئیں کے اس بگولے میں سے نکل آئی۔ اس کی سلونی رنگت پہ کالی کالی چمکدار آنکھیں قیامت ڈھا رہی تھیں اور ماتھے کی سرخ بندیا نے تو اس کے

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, KHA... ...AR, RAWALPINDI.
Cell: 0... 0345-5041558
Ali Khan

نکھار میں چار چاند لگا دیئے تھے۔

"چترا تمہاری باندی ہے سرکار۔" وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر مجھے پرنام کرتے ہوئے بولی۔

"تم میرے ساتھ لاریوں کے اڈے تک چلو گی۔۔۔۔ ذرا شیو ناگ کا خیال رکھنا۔" میں نے اسے حکم دیا۔

"ڈرتے ہو مہاراج!" اس نے میرے برابر میں آتے ہوئے شوخی سے کہا۔

اس کا یہ بے تکلفانہ تبصرہ مجھے بڑا گراں گزرا لیکن اس وقت مجھے اس کی رفاقت کی ضرورت تھی۔ پھر میں یہ بھی جانتا تھا کہ ناگ رانی تو میری تابع ہے' میں ہر وقت اس کو سرزنش کر سکتا ہوں۔ لیکن چترا میری غلام نہیں تھی' وہ محض ناگ رانی کی ہدایت پر وقتی طور پر مجھ سے تعاون کر رہی تھی۔ میں نے ہونٹوں پر مصنوعی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔ "بڑی منہ زور لڑکی ہے تو!"

"میں تم سے کیوں منہ زوری کرنے لگی۔" اس نے تیوریوں پر بل ڈال کر کہا۔ "منہ زوری تو ان سے کی جاتی ہے جو نخرے اٹھا سکیں۔"

عجیب کھوپڑی پائی تھی اس نے۔ میرے برابر میں چلتی رہی اور بلاوجہ مجھے چڑانے کی کوشش کرتی رہی۔ شاید اسے اپنے حسن پر ضرورت سے کچھ زیادہ ہی ناز تھا۔

ابھی ہم ذرا ہی دور گئے ہوں گے۔ کہ چترا نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف اشارہ کیا۔ "ارے وہ دیکھو۔ ایک ٹٹو گھاس چر رہا ہے۔ آؤ اسے پکڑیں۔"

میں نے غصیلی نظروں سے اسے گھورا۔

"کیا گھورتے ہو مہاراج!" وہ میری طرف جھکتے ہوئے بولی۔ "لاریوں کا اڈہ یہاں سے ابھی ایک میل دور ہے۔ یوں ٹہلتے ہوئے تو تم وقت پر نہ پہنچ سکو گے۔ اور دیکھو تو اس پر زین بھی کسی ہوئی ہے۔۔۔۔ قریب چلو تو شاید راسیں بھی ہوں۔"

اس کے للچائے ہوئے لہجے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ٹٹو کی سواری کی بہت شوقین ہے۔ پھر بھی اس کی موجودہ تجویز خاصی نامناسب تھی۔ میں نے کہا۔ "اگر اس پر زین کسی ہوئی ہے اور راسیں بھی موجود ہیں تو اس کا مالک بھی کہیں آس پاس ہی موجود ہوگا۔"

"ہوا کرے۔" وہ لاپروائی سے بولی۔ "اگر ٹٹو ایک بار ہمارے ہاتھ لگ گیا تو اس کے فرشتے بھی ہمیں نہ پکڑ سکیں گے اور اب ہم تو شملہ ہی سے جا رہے ہیں' اسے ٹٹو واپس مل جائے گا تو وہ ہمیں معاف بھی کر دے گا۔ آؤ اسی طرف چلو۔ میں تو بہت شاندار دوڑاتی ہوں۔"

وہ میرا بازو پکڑ کر کھینچنے لگی۔ مجھے ناچار اس کا ساتھ دینا پڑا۔ دل میں سوچ رہا تھا کہ میں کس جنجال میں پھنس گیا۔

وہ ٹٹو بہت ہی فرمانبردار اور مطیع ثابت ہوا۔ اس پر زین کسی ہوئی تھی اور زین سے لگے ہوئے تھیلے میں راسیں جھانک رہی تھیں۔ چترا نے بڑے اطمینان سے اس مشکی ٹٹو پر ہاتھ پھیرا۔ وہ سر ہلا کر محبت سے ہنہنایا جیسے اسی کا پالتو رہا ہو۔ چترا نے پل بھر میں اس کی راسیں جوڑیں اور اچک کر اس کی پشت پر چڑھ گئی۔

"آ جاؤ۔ آ جاؤ مہاراج۔" مجھے جھجکتے دیکھ کر وہ بولی۔ اور میں خاموشی سے چترا کے پیچھے بیٹھ گیا۔

"مجھے مضبوطی سے تھام لو۔" وہ ذرا پیچھے سرکتے ہوئے بولی۔ "ایسا نہ ہو کہ راستے میں لڑھک جاؤ۔"

میں جھلا گیا۔ "میں اناڑی نہیں۔ شہسوار ہوں شہسوار۔"

وہ ہنس پڑی اور ٹٹو کو ایڑ لگائی۔ تو وہ سر جھٹکا کر اتنی تیزی کے ساتھ دوڑا کہ میں فوراً ہی چترا کی کمر نہ تھام لیتا تو سر کے بل پتھروں پر جا پڑتا۔

وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ "مہاراج اب کمر تھامے رہنا۔"

ٹٹو اچھلتا ہوا سنگلاخ زمین پر دوڑے جا رہا تھا۔ جھٹکوں کے باعث چترا میری گود میں چڑھی بیٹھی تھی اور میں نے بڑی مضبوطی کے ساتھ اسے اپنے بازوؤں میں تھاما ہوا تھا۔ اس کے حرارت آگیں جسم کے لمس سے میری آنکھوں کے سامنے چنگاریاں اڑنے لگی تھیں۔ میں نے بے اختیار ہو کر پوری قوت سے اسے اپنے بازوؤں میں دبوچ لیا۔

وہ ہنس کر دوہری ہو گئی۔ "ہائے رام۔ یہ کیا کر رہے ہو مہاراج' اتنا نہ ڈرو۔ میں تمہیں گرنے نہ دوں گی۔" وہ دانستہ انجان سی بن گئی۔

میں ٹٹو کی خطرناک رفتار سے بے پروا چترا کے مدہوش کن لمس میں کھویا ہوا
لیکن میری یہ یک رخی محویت زیادہ دیر برقرار نہ رہ سکی۔ ٹٹو کے سموں سے
چنگاریاں اڑ رہی تھیں اور وہ بری طرح اچھلتا کودتا اور دولتیاں جھاڑتا ناہموار راستے
دوڑا جا رہا تھا۔ چترا نے اس کی ڈھیلی راسوں کو کھینچا۔ ٹٹو نے زور سے ہنہنا کر
ایک جھٹکا دیا لیکن رفتار میں کمی نہ آئی۔ چترا نے پوری قوت سے راسیں کھینچ لیں
لیکن ٹٹو کی ناہموار اور خطرناک رفتار میں کوئی فرق نہ آیا وہ پوری کوشش کر رہا تھا
ہم دونوں کو پتھریلی زمین پر پھینک دے۔ یہ خطرہ محسوس کرتے ہی میرا سارا خمار ہوا
گیا۔ اگر اس رفتار پر ہم دونوں ٹٹو پر سے گرتے تو ایک بھی ہڈی سلامت نہ رہتی
اور اگر کسی ڈھلوان راستے پر یہ حادثہ پیش آتا تو نہ جانے کتنے ہزار فٹ گہری کھائی
مقدر بنتی۔ میرا قیاس بتا رہا تھا کہ ٹٹو اصل راستے سے ہٹ کر خطرناک پگڈنڈیوں پر
گیا ہے اور اب چترا اس منہ زور حیوان پر قابو نہ پا سکے گی۔

"چترا اسے روکو۔" میں اس کی کمر سے لپٹا ہوا چلایا۔

وہ خود بدحواس ہو چکی تھی' اس نے ایک بار پھر راسوں کو اپنی جانب کھینچا۔
نے زور کا جھٹکا مارا اور ایک دم چترا کی چیخ نکل گئی' راسیں اس کے ہاتھ سے نکل چکی
تھیں۔ پل بھر کے لئے راسیں گردن پر رکیں پھر زمین پر پھسل گئیں۔

یہ صورت حال بڑی صبر آزما بلکہ جان لیوا تھی۔ ٹٹو پر وحشت سوار تھی۔ اس
رفتار خطرناک حدوں سے گزر چکی تھی' رستہ بہت پتلا اور مہلک تھا ادھر ٹٹو کی راسیں
زمین پر گھسٹ رہی تھیں' اگر کہیں بھی اس کا پیر راسوں میں الجھ جاتا تو ہم دونوں
حشر خراب ہوتا۔

اچانک چترا زور سے چیخی۔ "مہاراج یہ ٹٹو نہیں ہے...... ٹٹو نہیں ہے۔"

چترا کی آواز اتنی سہمی ہوئی تھی کہ میں اس نئے انکشاف پر بوکھلا گیا۔ چترا نے
شانے پر سے جھانکا لیکن ٹٹو کی ہیئت بالکل وہی تھی مگر چترا بدستور "یہ ٹٹو نہیں ہے"
تکرار کئے جا رہی تھی۔

"چترا ہوش میں رہو۔" میں نے سخت لہجے میں اسے ڈانٹا۔ "ذرا ہی دیر میں اس
سانس ٹوٹنے والا ہے۔ اتنی دیر خود پر قابو رکھو۔"

"یہ ٹٹو کے روپ میں شیو ناگ ہے مہاراج۔ یہ ہم دونوں کو کسی گہری کھائی میں گرا کر مار دے گا۔" وہ پوری قوت سے چیخی۔

یہ انکشاف سنتے ہی میں بدحواس ہو گیا۔ موت آنکھوں کے سامنے ناچنے لگی۔ بس ذہن میں ایک ہی بات رہ گئی کہ میں اس وقت اپنے ایک خوف ناک دشمن کے قبضے میں ہوں جو کسی بھی لمحے مجھے موت کی اندھی وادیوں میں دھکیل سکتا ہے۔

"مہاراج! کچھ کرو۔ ورنہ یہ مار ڈالے گا۔" چترا روہانسی آواز میں چیخی۔ "اسے معلوم تھا کہ میں ٹٹو کی سواری کی شوقین ہوں۔ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی مہاراج۔"

اس وقت میرا ذہن کسی قابل نہیں رہ گیا تھا۔ چترا چیختی رہی اور میں موت کے پنجوں میں ڈوبا اس خوف ناک بھاگ دوڑ کے اختتام کا منتظر رہا۔

"مہاراج!! ناگ رانی کو طلب کرو!" چترا کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ "اس وقت میں شیو ناگ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔"

میں نے بغیر سوچے سمجھے دل ہی دل میں ناگ رانی کو طلب کیا اور پل بھر میں وہ سفید ناگن کسی بلائے ناگہانی کی طرح منہ زور ٹٹو کے راستے میں آ گئی۔ اس کا چمکتا ہوا لمبا پھن فضا میں اٹھا ہوا غصیلے انداز میں لہرا رہا تھا۔ اس کے سامنے آتے ہی ٹٹو بھڑک گیا اور اتنی تیزی کے ساتھ رکا کہ پچھلی دونوں ٹانگوں پر اوپر اٹھ گیا۔ میں رفتار کا زور ٹوٹتے ہی اس کی پشت پر سے نیچے کود گیا۔ چترا نے بھی ایسی ہی پھرتی دکھائی ادھر وہ ٹٹو بے اختیار پیچھے گھوم کر بگٹٹ ایک طرف کو ہو لیا۔ ناگ رانی چند ثانئے اپنی جگہ ٹھہری اس وحشت زدہ ٹٹو کی جانب دیکھتی رہی۔ پھر تیزی کے ساتھ زمین پر رینگتی اسی طرف چل دی جدھر وہ ٹٹو بھاگا تھا۔

چترا نے چور نظروں سے میری جانب دیکھا اور مجھے متوجہ پا کر جھینپ گئی۔

"آج تمہارے شوق نے میری تو جان ہی لے لی تھی۔" میں نے اپنے چڑھتے ہوئے سانسوں پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"بس ذرا دیر رہ گئی ہے لاری جانے میں۔ اب جلدی یہاں سے نکل چلو۔" وہ موضوع بدلتے ہوئے بولی اور میرا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے ایک طرف چل دی۔

اڈے سے ذرا دور چترا میری ہدایت کے مطابق غائب ہو گئی میں اڈے پر پہنچا تو

لاری تیار تھی۔ میں نے کوٹھری میں اونگھتے ہوئے بابو کو جھنجھوڑ کر ٹکٹ مانگا۔ اس رسیدہ مخلوق نے غصے سے آنکھیں پھاڑ کر مجھے دیکھا اور پیسے چھین کر اس طرح ٹکٹ پھاڑا جیسے کسی نادیدہ دشمن کی ٹانگیں چیر رہا ہو۔

میرے سوار ہوتے ہی لاری کا انجن ایک گونجیلی غراہٹ کے ساتھ بیدار ہوا اور ساتھ ہی میرا سفر شروع ہو گیا۔ میرے ذہن پر شیو ناگ کا ہولناک پیکر بری طرح مسلط تھا۔ میں دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ ناگ رانی اور شیو ناگ کے تازہ ترین تصادم کا کیا نتیجہ رہا ہو گا۔ وہ ناگ رانی کے آتے ہی جس طرح بدک کر بھاگا تھا اس سے تو یہی امید ہوتی تھی کہ ناگ رانی نے اسے زک پہنچائی ہو گی لیکن انجانے علوم پر حاوی ان پراسرار قوتوں کے ٹکراؤ کے نتائج کے بارے میں اتنی آسانی کے ساتھ کوئی صحیح رائے قائم نہیں کی جا سکتی تھی۔

دوسری طرف مجھے اپنی سلامتی کی فکر تھی۔ تھوڑی دیر قبل میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا کہ میری نئی مددگار چترا شیو ناگ کے مقابلے میں بالکل بے بس تھی لہٰذا مجھے جلد از جلد شملہ سے دس میل باہر نکل جانا تھا تاکہ وہ موذی مجھ پر کوئی نیا وار نہ کر سکے۔ بس کا جاگتا اور غراتا ہوا طاقتور انجن اس وقت میری امیدوں کا محور تھا۔ گاڑی جوں جوں آگے بڑھ رہی تھی میرا اپنے دشمن کی عمل داری سے چھٹکارا ہو رہا تھا۔ میں بڑی محویت کے ساتھ سڑک کے داہنے کنارے پر لگے ہوئے سنگ میل پڑھتا جا رہا تھا۔

پانچواں میل خیریت کے ساتھ گزرا اور اس کے بعد میرے لئے ایک اذیت ناک صورت حال پیدا ہو گئی گاڑی کے انجن کے سامنے لگے ہوئے ریڈی ایٹر میں سے ہلکی ہلکی بھاپ اٹھنے لگی۔ ساتھ ہی انجن کی آواز بھی بدلنے لگی۔ ڈرائیور نے انجن کے شور میں چیخ کر اپنے اونگھتے ہوئے ماتحت کو گاڑی کے سسٹم میں پانی کے مسئلے سے آگاہ کیا اور وہ کھڑکی سے سر باہر نکال کر جھانکنے لگا۔

"تھوڑی دور اور کھینچو استاد۔ پہلے تو پانی والے ڈبے میں سوراخ تھا اب معلوم ہوتا ہے سالا گاڑی کا ریڈی ایٹر بھی لیک کر گیا۔" اس کے ماتحت نے ہانک لگائی۔

پھر وہ دونوں وقت گزاری کے لئے اپنی اپنی جگہ سے تقریباً چیخ چیخ کر اپنے

اپنے کنجوس سیٹھ کے درمیان بہت سے ناقابل تحریر جائز اور ناجائز رشتوں کا اعلان کرنے لگے۔ مسافروں میں دو زندہ دل بوڑھے بھی اس معاملے میں شریک ہو گئے اور محض پانی کی کمی کے باعث بس کے اندر اونگھتی ہوئی فضا میں زندگی کی ہلچل پیدا ہو گئی۔

پوری بس میں اس خرابی پر سب سے زیادہ پریشانی مجھ کو لاحق تھی۔ مجھ سے اگلی سیٹ پر ایک عورت کو بس کے انجن کے شور اور پیچیدہ راستوں کے باعث چکر آ رہے تھے۔ انجن کی خرابی کا مژدہ سنتے ہی اس کے برابر میں بیٹھا ہوا مدقوق اور تشویش زدہ سا شخص کھل اٹھا۔ اس نے عورت کو تسلی دی کہ بس رکنے پر وہ دونوں باہر کھلی فضا میں نکل کر ایک آدھ گھنٹے آرام کریں گے۔ ان کا یہ منصوبہ میرے لئے ناقابل قبول تھا۔ موت کی سرحدوں میں میرے قیام کی مدت بڑھنے کے دوہرے آثار ظاہر تھے اور میں ہر قیمت پر بس کو مسلسل چلتے دیکھنا چاہ رہا تھا۔

معاً مجھے ایک تدبیر سوجھی۔ اس طرح میں چترا کی قوت بھی آزما سکتا تھا۔ میں نے اسے حکم دیا کہ وہ ریڈی ایٹر میں پانی کی کمی فوراً دور کر دے۔ وہ مجھے بس کی باڈی کے اگلے حصے پر نظر آئی۔ میں نے بوکھلا کر اپنے اردگرد دیکھا لیکن سب مطمئن تھے۔ ڈرائیور بدستور لاپرواہانہ انداز میں گاڑی چلائے جا رہا تھا۔ کسی کے انداز سے یہ ظاہر نہیں ہو رہا تھا کہ اس نے چلتی بس کے بونٹ پر کسی عورت کو چڑھتے دیکھا ہے گویا چترا کو میرے علاوہ اور کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نئی اور مسرت افزا دریافت پر میں نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔

چند سیکنڈ بعد چترا مجھ پر ایک دلفریب مسکراہٹ پھینکتی چلتی بس کے بونٹ سے نیچے کود گئی۔ میں نے جلدی سے کھڑکی سے باہر جھانکا لیکن اس کا کہیں پتہ نہیں تھا۔

اسی وقت انجن کے اگلے حصے سے بھاپ اٹھنی بند ہو گئی۔ اس تبدیلی پر ڈرائیور نے حیرت کا اظہار کیا اور اس کے ماتحت نے کہا کہ شاید پانی بالکل ہی ختم ہو گیا ہے جو بھاپ نہیں اٹھ رہی۔

انہوں نے باہمی مشورے سے طے کیا کہ گاڑی روک کر فوراً انجن اور پانی چیک کیا جائے۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ان کے اس فیصلے نے مجھے دخل اندازی پر مجبور کر دیا۔

"انجن ٹھیک ہے۔ تم چلتے رہو۔" میں بلند آواز میں بولا۔

"گاڑی بگڑ گئی تو کون ذمے دار ہو گا۔" ڈرائیور تضحیک آمیز لہجے میں بولا۔

"نہیں بگڑے گی۔ تم فکر نہ کرو۔" میں نے کوشش کر کے لہجے میں نرمی برقرار رکھی۔

"روپے کا مسافر۔ ہزاروں کی گاڑی کا خانہ خراب کرائے گا۔" ڈرائیور اس بار تہذیب کی حدود سے تجاوز کر گیا۔

"گاڑی چلتی رہے گی۔" میں غصے میں آ کر سیٹ سے کھڑا ہو گیا۔

"ارے صاحب رکنے دیجئے۔ کیا بگڑتا ہے دس پندرہ منٹ میں۔" مجھ سے اگلی سیٹ والا مدقوق اور تشویش زدہ شخص اپنا منصوبہ چوپٹ ہوتے دیکھ کر ٹانگ اڑا بیٹھا۔

اس کی حمایت پر میں چراغ پا ہو گیا۔ "دیکھتا ہوں چوبیسویں میل سے پہلے کون روکتا ہے۔"

"تمہارا خانہ خراب۔ یہ گاڑی ادھر ہی رکے گی۔۔۔ ارے ارے اس کا تو بریک گیا۔"

ڈرائیور نے مجھے ڈانٹتے ہوئے بریک پر پاؤں رکھا ہی تھا کہ بوکھلا گیا کیونکہ چراغ اشارہ پا چکی تھی اور بریک والا پیڈل ناکارہ ہو کر رہ گیا تھا۔

اس انکشاف پر غیر جانبدار مسافر بھی بوکھلا گئے۔

میں نے ایک جاندار قہقہہ لگایا اور اپنی سیٹ پر دھنس گیا۔ "روکو اسے۔ کون روکتا ہے چوبیسویں میل سے پہلے!"

پوری بس میں سناٹا چھا گیا۔ ہر ایک کی پھٹی ہوئی نگاہیں میری طرف مرکوز تھیں۔ لاری اس وقت ایک ڈھلان سے اتر رہی تھی۔ ڈرائیور نے اسٹیرنگ گھمایا لیکن وہ فری ہو چکا تھا لیکن لاری بدستور نپے تلے انداز میں بل دار سڑک پر ڈھلان اتر رہی تھی۔

"بابا۔ غلطی معاف کرو۔ اب جیسا تم بولے گا وہی ہو گا۔" ڈرائیور کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

میں خاموش رہا اور میری فاتحانہ نگاہیں سہمے ہوئے مسافروں کے چہروں پر دوڑتی رہیں۔

چراغ سب کی نگاہوں سے پوشیدہ ڈرائیور کے برابر میں بیٹھی تھی اور محض ہاتھ کے اشاروں سے بس کی سمت اور رفتار پر قابو پائے ہوئے تھی۔

لاری دشوار گزار اور پیچیدہ راستوں پر بڑے محفوظ انداز میں بڑھتی رہی۔ ڈرائیور اور اس کے ماتحت سمیت سب لوگ دم بخود تھے جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو۔

یکے بعد دیگرے سنگ میل گزرتے رہے۔ میں اپنی حاضر دماغی سے کام لے کر بس کو اپنی مرضی کا تابع کر چکا تھا اور مجھے پوری امید تھی کہ چوبیسویں میل سے پہلے لاری ہرگز نہ رک سکے گی۔

کچھ دیر بعد مشرقی افق سے سورج ابھرنے لگا۔ زندہ اور جاگتے ہوئے چھوٹے چھوٹے گاؤں اور بستیاں یکے بعد دیگرے گزرتی رہیں اور چوبیسویں میل پر پہنچ کر لاری بتدریج یوں ٹھہر گئی جیسے اس پر کسی مشاق ڈرائیور کا کنٹرول ہو۔

مجھ پر اپنی قوت کا ایک نیا پہلو منکشف ہو چکا تھا اور میں اپنے موذی دشمن کے حلقہ اثر سے باہر آ چکا تھا۔ نخوت اور غرور سے گردن اکڑائے میں لاری سے نیچے اترا۔ میرے پیچھے ہی لاری کا ڈرائیور آیا اور گڑگڑا کر میرے قدموں میں گر گیا۔

"مجھے معاف کر دو بابا جی۔ مجھ سے پہچاننے میں غلطی ہو گئی۔ اب جب تک تم حکم نہ دو گے یہ لاری یہاں سے نہیں ہلے گی۔"

"میرے حکم کی کوئی ضرورت نہیں۔ اب تو اپنی مرضی سے لاری چلا سکتا ہے۔" میں نے ایک طرف کھسکتے ہوئے کہا۔

لاری کافی دیر تک وہاں رکی رہی۔ کئی مسافروں نے مجھے علیحدہ پا کر میرے قریب ہونا چاہا۔ وہ سب زندگی کے دکھوں کے ستائے ہوئے تھے۔ آلام زمانہ کی بے کلی ان کی آنکھوں میں ثبت تھی' ان کے چہرے کی لکیروں میں کرب ناک حقیقتوں کا دلدوز تاثر رچا ہوا تھا۔ لیکن میں اس وقت کبر و نخوت کی دنیا میں گم تھا۔ میں نے حقارت اور بے رخی سے انہیں دھتکار دیا۔

لاری کا سفر سورج چھپنے کے بعد ختم ہوا۔ میں لاری سے نکلا تو خود کو سارن پور

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کی اجنبی فضا میں پایا۔ کافی دیر بے مقصد ادھر ادھر گھومتا رہا۔ لیکن ماحول کچھ پسند نہ آیا۔ آخر اسٹیشن کی راہ لی۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ رات آٹھ بجے کے قریب مراد آباد کے لئے ایک ریل روانہ ہو گی۔ میں بغیر ٹکٹ لئے دوسرے درجے کے ایک خالی ڈبے میں جا بیٹھا۔ طویل سفر کی تھکان سے میں نڈھال ہو رہا تھا لیکن دماغ پھول کی طرح ہلکا ہو گیا تھا۔ کیونکہ میں منحوس شیو ناگ کی گرفت سے بہت دور نکل آیا تھا۔ آرام دہ جگہ ملی تو ذرا ہی دیر میں آنکھ لگ گئی۔

نیند کے عالم میں عجیب سی دھندلائی ہوئی دنیاؤں کی سیر کرتا رہا۔ جہاں نم آلود تاریکیوں میں نظر نہ آنے والی مخلوق رینگتی ——— سرسراتی اور کلبلاتی پھر رہی تھی۔ ایک عجیب اور ہولناک غار نظر آیا۔ جس کی تہہ تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ یکایک اس غار کے کنارے کہیں سے وہی موذی اور بدصورت شیو ناگ آ موجود ہوا جس کے سر پر بالوں کی جگہ پتلے پتلے چکیلے ناگ اگے ہوئے تھے۔ اس کی بینائی واپس آ چکی تھی۔ اس نے اپنی بے رونق اور سرد آنکھیں میرے چہرے پر گاڑ دیں اور داہنے ہاتھ سے میرا شانہ پکڑ کر مجھے جھنجوڑ ڈالا۔

یکبارگی میری آنکھ کھل گئی' نیلی وردی والا گورا گارڈ میرے اوپر جھکا ہوا مجھے جھنجوڑے ڈال رہا تھا۔ مجھے بیدار ہوتے دیکھ کر اس نے برا سا منہ بنایا اور کچھ بڑبڑاتا ہوا ایک طرف ہٹ گیا۔

میں نے انگڑائی لے کر آنکھیں مسلیں اور برتھ پر اٹھ بیٹھا۔ ڈبے کے ہچکولوں اور پہیوں کی آہنی رگڑ کے شور سے پتہ چل رہا تھا کہ ٹرین چل رہی ہے۔ "ٹکٹ ہے؟" گارڈ نے بگڑی ہوئی اردو میں حقارت سے پوچھا۔ "لہجہ درست کرو۔ اگر اردو نہیں بول سکتے تو شریفانہ انگریزی میں بات کرو۔" میں نے شستہ انگریزی میں کہا۔

"ٹکٹ... ٹکٹ!" وہ میرے چہرے کے سامنے ہاتھ نچا کر جھلائی ہوئی آواز میں بولا۔

"تم سے ملاقات کے لئے تو ضرور ٹکٹ لگنا چاہیئے۔" میں نے ملامت آمیز طنز کے ساتھ انگریزی ہی میں کہا۔

اس نے تواتر کے ساتھ انگریزی میں مجھے کئی مغلظ گالیوں سے نوازا۔ پھر مکا تان

کر پیٹا ہوا میری طرف جھپٹا۔ میں نے اسے کسی دست درازی کا موقع دیئے بغیر اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔ وہ گورا ضرور تھا لیکن جسمانی اعتبار سے مجھ سے کمزور تھا۔

اس نے بڑی بے بسی کے عالم میں مجھے دو چار گالیاں اور سنائیں۔ اسی کے ساتھ میرا داہنا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا اور اس کا نچلا ہونٹ پھٹ گیا۔ اس زمانے میں بعض ریلوے گارڈز کے پاس پرانی وضع کے لمبی نالوں والے پستول ہوا کرتے تھے' اس کی بھی کمر پر چرمی بیلٹ سے لٹکے ہوئے ہولسٹر میں ریوالور لگا ہوا تھا۔ اس کا ہاتھ آزادی پاتے ہی بے اختیار اس طرف گیا۔

میں نے فوراً چترا کو حکم دیا کہ اسے الٹا کر کے اسی ڈبے میں معلق کر دے اور پل بھر میں یہی ہوا وہ خوف و دہشت کے عالم میں چیختا چلاتا رہا پہلے الٹا ہوا پھر فرش سے اٹھ گیا۔ اب اس کے دونوں پیر ڈبے کی چھت سے لگے ہوئے تھے اور اس کا سولا ہیٹ فرش پر آ پڑا تھا۔

"اف... اوہ... تم یہ کیا کرتا ہائے۔ باقی جو ہم تم سے دل لگی کرتا ہائے۔" وہ خوف سے پھنسی ہوئی آواز میں کراہا۔

"تم کہتے ہو تمہیں آدمیوں سے بات کرنے کا سلیقہ نہیں ہے!" میں نے اس کے گنجے سر پر پوری قوت سے ایک تھپڑ مار کر کہا۔

وہ بری طرح کلبلا اٹھا۔ اس کی آواز دہشت سے کپکپا رہی تھی۔ "میں کتا ہوں... خارش زدہ کتا... تم مجھے سیدھا کرو!"

"تمہیں پہلے میں ٹکٹ کا بندوبست کروں گا۔" میں نے کہا۔ "اگلے اسٹیشن پر میں تمہارے دیدار پر ایک آنہ فی کس ٹیکس لگا دوں گا اس طرح تمہیں جرمانہ دے کر بھی میں خاصی رقم بچا سکوں گا۔"

"ریلوے افسروں نے مجھے اس حالت میں دیکھ لیا تو تم مشکلات میں پڑ جاؤ گے۔" وہ بوکھلا کر جلدی سے بولا۔

"میں خود اگلے اسٹیشن پر اسٹیشن ماسٹر سے شکایت کروں گا کہ تم نے میرے ڈبے میں آ کر ٹکٹ مانگا اور ٹکٹ لیتے ہی الٹے ہو کر معلق ہو گئے۔ میں تو اس بارے میں ریلوے سے ہرجانہ بھی وصول کروں گا۔ تمہارے اس مذاق سے مجھے بڑی کوفت ہوئی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ہے اور میری کوفت کی قیمت ایک ہزار روپے فی منٹ ہو گی۔" میں مضحکانہ لہجے میں بولا۔

وہ میری مافوق الفطرت قوت سے بے حد خوف زدہ ہو چکا تھا اور مسلسل سہمی ہوئی آواز میں معافی مانگ رہا تھا' اس کا پورا بدن پسینے میں شرابور ہو چکا تھا اور بے ہوشی میں بس چند لمحوں کی کسر رہ گئی تھی۔

میں نے چترا کو حکم دیا کہ وہ گارڈ کو اس عذاب سے چھٹکارا دلائے لیکن وہ بہت ستم ظریف تھی وہ گارڈ ایک دم سر کے بل فرش پر آ گرا۔ اس کے حلق سے ایک گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

اگلے سٹیشن پر میں خاموشی سے اس ڈبے سے اترا اور تیسرے درجے کے ایک ڈبے میں جا بیٹھا وہاں آ کر میں مسافروں سے الجھے بغیر چترا کو احمقانہ حکم دیتا رہا۔ وہ مجھے تو بخوبی نظر آ رہی تھی لیکن اور کوئی اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے میری ہدایت پر کسی کا بستر کھینچا' کسی کی پگڑی گھسیٹی ایک سردارنی کی چوٹی کھینچی۔ ان پے در پے واقعات سے ڈبے میں سخت سراسیمگی پھیل گئی۔

میری ان تمام حرکات کا محرک کوئی خاص نہیں تھا۔ بس میں اپنی قوت آزما کر خوش ہو رہا تھا۔ میں ایک ایسی طاقت کا مالک ہو چکا تھا' جس کے سہارے میں کسی کو بھی زک پہنچانے پر قادر تھا۔

بریلی پہنچنے تک پوری ٹرین کے مسافروں میں خوف و ہراس پھیل چکا تھا۔ گورے گارڈ نے ابھی تک اپنی زبان نہیں کھولی تھی لیکن اس کے زخمی سر اور بے ہوشی کے پس منظر میں بھی لوگ پراسرار بت تلاش کر رہے تھے۔ میں بریلی جنکشن پر ڈبے سے اتر کر بڑی شان کے ساتھ پلیٹ فارم پر ٹہلتا رہا۔ دو مرتبہ اسی گارڈ سے میرا سامنا ہوا اور وہ سراسیمہ ہو کر فوراً ہی ادھر ادھر غائب ہو گیا۔

اتنی تشویش پھیلانے کے بعد میری انا کی کچھ تسکین ہو چکی تھی اس لئے اگلے روز کوئی مسئلہ نہیں اٹھ سکا اور سفر آرام سے جاری رہا۔ مسافروں کے دلوں پر پہلے روز کے واقعات کی اتنی دہشت بیٹھ گئی تھی کہ بوگی میں بھانت بھانت کی بولیوں کی بجائے گہرا سکوت چھایا رہتا تھا جس میں یا تو ٹرین کا شور گونجتا رہتا یا کسی کے کھانسنے کی

آواز سنائی دے جاتی تھی۔ بریلی کے کئی چھوٹے اسٹیشن آ کر گزر گئے لیکن جب ٹرین کانپور پہنچی تو نہ جانے کیوں بے اختیار مجھے اپنا بچپن یاد آ گیا۔۔۔۔ مجھے اپنے دادا جان یاد آئے جن کے کاندھوں پر سوار رہ کر میں نے ہوش سنبھالا تھا۔ ابا جان کی یاد نے دل میں ایک خلش سی پیدا کر دی' اماں اور دونوں بہنیں یاد آئیں! نہ جانے اب ان میں سے کون کون زندہ تھا۔ بے اختیار میرا دل بھر آیا۔ زندگی میں پہلی بار مجھے اس روز احساس ہوا۔ گورے نے مجھے اپنے گھرانے کی سچی شفقتوں سے محروم کر کے میرے ساتھ کتنا ظلم کیا تھا۔ میرا منہ بولا باپ انگلستان کے کسی نامعلوم گوشے میں عشرت کے دن گزار رہا تھا اور میں اپنے ہی وطن میں اپنے اہل خانہ سے جدائی کی زندگی گزار رہا تھا۔ جہاں نہ کوئی رفیق تھا نہ غم خوار۔

میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب سیدھا کلکتہ جاؤں گا۔ مجھے کچھ یقین سا ہو چلا تھا کہ ابا جان اور والدہ اگر حیات نہ بھی ہوئے تو میری دونوں بہنیں ضرور خوش حال اور صاحب اولاد ہوں گی۔

وہ رات میں نے بڑی بے چینی اور اضطراب کے عالم میں کانپور میں اسٹیشن کے قریب والی ایک سرائے میں گزاری اور اگلے روز میں الہ آباد کے راستے کلکتہ کے لئے روانہ ہو گیا۔

یہ طویل سفر میرے لئے تڑپ اور بے قراری کا ایک دشوار امتحان تھا میرا بس نہیں چلتا تھا ورنہ میں اڑ کر پل بھر میں کلکتہ جا پہنچتا' جہاں میرے پیارے برسوں سے اپنی آغوش وا کئے اپنی گم شدہ محبت کا انتظار کر رہے تھے۔

طویل اور کرب ناک انتظار کے بعد اگلی صبح نمودار ہوئی اور میں ٹرین کی روانگی کے وقت سے دو گھنٹے قبل ہی اسٹیشن جا پہنچا وہاں میں ایک بوسیدہ سے سائبان کے نیچے بیٹھا' خالی الذہنی کے عالم میں قلیوں کی بھاگ دوڑ اور آنے جانے والوں کی پریشانیاں دیکھتا رہا۔ میری نگاہیں ان زندہ پیکروں پر جمی ہوئی تھیں اور میں کلکتہ کے اس بوسیدہ اور بے ہنگم مسکن کی پرخلوص فضاؤں کے لطیف تصور میں گم تھا جہاں میں پیدا ہوا تھا میں نے ہوش سنبھالا اور جہاں جذبہ پدری کے ستائے ہوئے ایک گورے نے مجھے اپنے والدین سے ایک خطیر رقم کے عوض خرید اتھا۔

ٹرین کی روانگی کے بعد میری اعصابی بے چینی اور بڑھ گئی نہ جانے میری سب سے بڑی بہن فرزانہ کس حال میں ہو گی۔ میری دوسری بہن فریدہ کے کیا حالات ہوں گے۔

میں دبی دبی سی مسرت اور نمایاں تشویش کے منجدھار میں گھرا ہوا پورے راستے بے خبری کی دنیا میں کھویا رہا۔ جب اگلے روز کی سفیدی نمودار ہوئی تو پیچھے بھاگتے ہوئے درختوں اور زمین کی نمناک مٹی سے اپنائیت کی بو پھوٹنے لگی۔ میرا پرانا مسکن' میری جنم بھومی' میرے پیاروں کا شہر لکھنؤ آ گیا تھا۔ ٹرین رکتے ہی میں دیوانوں کی طرح قلیوں اور مسافروں کو چیرتا ڈبے سے پلیٹ فارم پر کود گیا۔

مجھے لکھنؤ چھوڑے اٹھارہ برس گزر چکے تھے' اس کی بہت دھندلی سی یادیں میرے ذہن میں باقی رہ گئی تھیں لیکن اب مجھے اسٹیشن کے ذرے ذرے سے محبت کی ندائیں گونجتی سنائی دے رہی تھیں' فضا مانوس سی لگ رہی تھی۔ میں محویت میں کھویا اسٹیشن سے باہر آیا تو وہاں بھی سڑک کے کنارے ایک ہجوم تھا اور کئی آدمیوں کی پر شور آوازیں گونج رہی تھیں' باقی لوگ وقفے وقفے سے شور مچا رہے تھے۔

میں صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے ادھر پہنچا اور پنجوں کے بل اچک کر مجمع کے وسط میں ہونے والے ہنگامے کا منظر دیکھنا چاہا' لیکن میری یہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی' ہاں اتنا ضرور ہوا کہ مجھے اس ہنگامے میں کسی عورت کی موجودگی کا علم ہو گیا۔ کسی عورت کی دبی دبی سسکیاں واضح طور پر سنائی دے رہی تھیں اور کئی مرد ایک دوسرے سے بحث کر رہے تھے۔

میں نے بھیڑ کو چیر کر وسط میں پہنچنے کا راستہ بنانا چاہا' کئی لوگوں نے پلٹ کر دیکھا۔ میرے لاپروائی سے پہنے ہوئے نیم میلے لباس اور بے ترتیبی سے بڑھے ہوئے شیو کے باعث انہوں نے میری کوششوں کا کوئی مثبت جواب نہیں دیا اور میری جانب سے منہ موڑ لیا۔

لوگوں کی اس سرد مہری پر مجھے یک بیک غصہ آ گیا میں نے اپنے سامنے والے شخص کی قمیض پکڑ کر اسے پیچھے کھینچنے کی کوشش کی اور وہ چیخ کر میری جانب پلٹ پڑا۔ "جیب کترا ہے۔ پکڑو حرامزادے کو۔" اس شخص نے میرا گریبان نوچتے ہوئے دوسرے لوگوں کو للکارا۔

پھر کیا تھا پورے ہجوم کو ایک تفریح مل گئی۔ سب چور چور کا شور مچاتے مجھ پر ٹوٹ پڑے' یہ سب اتنی تیزی کے ساتھ اور اس قدر غیر متوقع طور پر ہوا کہ میں بری طرح بوکھلا گیا۔ بیک وقت میرے منہ پر کئی بھرپور تھپڑ اور گھونسے پڑے اور نگاہوں کے سامنے تارے کوند گئے۔ میرے سنبھلنے سے قبل ہی لوگوں کا جوش دیوانگی کے ہیجان میں بدل چکا تھا اور ہر ایک حسب توفیق مجھے دو چار لاتوں یا تھپڑوں سے نوازنے لگا۔

اس نئی افراتفری میں اصل ہنگامہ دب چکا تھا۔

"خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو۔" میں بے گناہ ہوں' میں نے اپنے قدم اکھڑنے سے پہلے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"خدا کے لئے!" ایک چوٹی والے ہندو نے میرے بائیں رخسار پر بھرپور گھونسہ رسید کرتے ہوئے زہریلے لہجے میں کہا۔

اس کے فوراً ہی بعد میرے لئے لوگوں کے ہجوم میں کھڑے رہنے کی طاقت نہ رہی اور اس بے لگام مجمع نے مجھے بیدردی سے زمین پر گرا لیا پہلی ٹھوکر میری پسلیوں پر پڑی اور میں درد کی شدت سے چیخ پڑا۔

"مار ڈالو اس پاپی کو۔ جیبیں کاٹتا ہے۔" ایک آواز ابھری اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے سب لوگوں نے اس سفاکانہ مشورے کو دل و جان سے تسلیم کر لیا ہے۔ اس وقت میں ہاتھوں اور پیروں سے محض اپنی مدافعت کر رہا تھا لیکن اتنا اندازہ ضرور تھا کہ میری ایک آدھ پسلی اپنی جگہ چھوڑ چکی ہے اور بدن کے علاوہ چہرے پر کئی جگہ سے خون رسنے لگا ہے۔

میں اپنی جنم بھومی پر قدم رکھتے ہی ایک ناگہانی عذاب میں گھر چکا تھا پے در پے اتنی ضربیں پڑ رہی تھیں کہ میرے لئے کسی ایک چوٹ کی شدت کو پوری طرح محسوس کرنے کا موقع نہیں تھا۔

جب میں چیخ چیخ کر بدحال ہو گیا اور ایک ناکردہ گناہ کی سزا سے نجات کے تمام راستے معدوم نظر آنے لگے تو ایک بارگی میرے ذہن میں چترا کا نام گونجا۔

"چترا انہیں کچل دے!" میں نے تکلیف سے ہانپتی آواز میں چیخ کر کہا۔ میرے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

منہ سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہی نہ جانے کیا ہوا کہ میری جان کے درپے ہجوم میں سے چیخیں بلند ہونے لگیں۔ تکلیف کے احساس میں ڈوبی ہوئی چیخیں۔

پل بھر میں میں خاک پر پڑا رہ گیا۔ ہجوم میں شامل لوگوں کا جدھر منہ اٹھا' ادھر بھاگ نکلے تھے' میں نے اپنی سوجی آنکھوں کی اوٹ میں سے جھانکا تو مجھے چترا ان لوگوں کا تعاقب کرتی نظر آئی۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں چمڑے کے لمبے لمبے چابک لہرا رہے تھے اور وہ بڑے مشاقانہ انداز میں لوگوں پر بے دردی سے چابک برسا رہی تھی۔

میں نے کراہ کر پہلو بدلنا چاہا لیکن پورے بدن میں درد کی ٹیسیں دوڑ گئیں' میں اپنی پشت پر اس عورت کو دیکھنا چاہتا تھا جس کے رونے کی آواز اب دھیمی دھیمی سسکیوں میں ڈوب چلی تھی۔

بمشکل میں نے اپنی گردن گھمائی تو دیکھا کہ وہ کوئی برقعہ پوش لڑکی ہے اس کے چہرے پر باریک نقاب پڑی ہوئی تھی اور وہ سر گھٹنوں میں دیئے سسک رہی تھی۔ اس کے ہاتھوں کی شہابی رنگت اور مخروطی انگلیوں ہی سے اندازہ ہوا کہ وہ لڑکی ہے ورنہ اس کی صورت تو بالکل نظر نہیں آ رہی تھی۔

"لڑکی" میں نے نقاہت آلود آواز میں اسے پکارا۔

میری کراہتی ہوئی لیکن پر شفقت آواز سن کر بھی وہ نہ چونکی اور اسی طرح گھٹنوں میں سر دیئے روتی رہی' شاید وہ بہت سی شفقتوں کی فریب خوردہ تھی۔

اس کے بیٹھنے کا اجڑا اجڑا انداز' اس کی آواز کا کرب اتنا رحم انگیز تھا کہ میں چند ثانیوں کے لئے اپنی بے پناہ تکلیف بھول کر اس کے تجسس میں پڑ گیا۔

"بہن" اس بار میں نے دل کی گہرائیوں سے اسے پکارا۔

اس بار وہ چونک پڑی اس کا جھکا ہوا سر اوپر اٹھا اور میں نے اس کے چہرے پر پڑی ہوئی باریک نقاب کی چلمن سے غم و اندوہ میں ڈوبے ہوئے ایک حسین چہرے کی جھلکیاں دیکھیں' تیکھے خد و خال پر ڈبڈبائی ہوئی غزالی آنکھیں' جن میں حیرت کی لہریں نمایاں تر تھیں جیسے اس کے کان بہن کے لفظ سے ناآشنا رہے ہوں' جیسے میں نے اسے کسی مقدس نام سے پکار لیا ہو۔ وہ چند ثانیوں تک حیرت سے میری طرف دیکھتے رہنے کے بعد اپنی جگہ سے اٹھی میں نے سوچا کہ اب وہ میری جانب آئے گی لیکن ایسا نہیں

...سے وہ سرو قامت لڑکی مجھ سے منہ موڑ کر ایک طرف چل دی۔ میں نے ایک بار پھر ...ے آواز دی لیکن وہ مڑے بغیر نڈھال قدموں سے بڑھتی ہی رہی میرے دل میں یک بیک ایک خلش جاگ اٹھی۔ میرا دل اس لڑکی سے بات کرنے کے لئے بے قرار تھا۔ ...غیر ارادی طور پر اپنے دل میں اس کے لئے تعظیم اور خلوص کے جذبات مچلتے ہوئے محسوس کر رہا تھا۔

اس کے ایک موڑ پر غائب ہونے سے قبل میں نے اسے ایک بار پھر آواز دی لیکن وہ پیچھے مڑے بغیر میری نظروں سے اوجھل ہو گئی میرے زخموں کی کسک یکبارگی شدید ہو گئی۔ سانس لینے سے میری دائیں پسلیوں میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں' میں نے بے بسی کے عالم میں اردگرد نگاہیں دوڑائیں لیکن وہاں ہر طرف ویرانی کا راج تھا شاید مجذوبہ شامت کے خوف سے سب لوگ وہاں سے بھاگ نکلے تھے اور چترا کا بھی کہیں پتہ نہیں تھا۔

میں نے دل ہی دل میں چترا کو یاد کیا اور وہ ایک دلربانہ مسکراہٹ کے ساتھ میرے سامنے آ موجود ہوئی' اس کے ہونٹوں پر مچلتی مسکراہٹ میں لگاؤ بھی تھا اور اداکاری بھی۔ میرے قریب بیٹھ کر اس نے پر تاسف انداز میں اپنے سر کو جنبش دی "تم تو بڑے زخمی ہو گئے ہو سلطان جی۔ تمہاری جنم بھومی کے باسی بڑے سنگ دل ہیں انہیں پھولوں کی ذرا بھی پہچان نہیں ہے۔"

"میں اذیت میں مبتلا ہوں چترا۔ میرا دل ڈوب رہا ہے' میرے لئے کوئی راستہ تلاش کرو۔" میں نے اس کا ملائم ہاتھ اپنی زخمی پیشانی پر محسوس کر کے کہا۔ میرے یہ جملے سن کر وہ بے چین ہو گئی چند ثانیوں تک کچھ سوچنے کے بعد اس کی ویران آنکھوں میں چمک سی لہرا گئی۔ "تمہارے پاس ناگ رانی کا منکا تو ہے نا!" اس نے پر اشتیاق لہجے میں پوچھا۔

میں چونک پڑا تو کیا اب ناگ رانی اس طرح مجھ سے اپنا منکا واپس لینا چاہتی ہے؟ ...نے اپنی ورم آلود نگاہیں چترا کے چہرے پر گاڑ دیں۔

"بولو۔ سلطان جی!" مجھے خاموش پا کر اس نے بے تابی سے مجھے ٹوکا۔

"چترا۔ ناگ رانی میری زندگی میں اس وقت تک اپنا منکا نہ پا سکے گی جب تک

Optimized by www.ImageOptimizer.net

میری ستارہ مجھے نہ مل جائے۔ ستارہ۔ تم کہاں ہو؟" میں بھٹک کر ایک دم چیخ پڑا۔
نادان نہ بنو سلطان جی۔ تمہارے زخموں سے خون رس رہا ہے تمہاری ایک آدھ
ان بھیڑیوں نے توڑ ڈالی ہے۔ پر میں نے بھی تم پر ستم ڈھانے والوں کے چھڑے
کر دیئے ہیں' تم چنتا نہ کرو۔ تمہارا منکا تمہارے ہی پاس رہے گا اگر وہ تمہارے ہی پاس
ہے تو اسے فوراً اپنے منہ میں ڈال لو ورنہ تمہارے گہرے گھاؤ مدتوں نہ بھر
سکے۔"

چترا کے چہرے پر سچائی کی چمک تھی' اس کی باتوں میں پرکاری نہیں تھی۔ میں
نے قدرے ہچکچاہٹ کے بعد اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا جہاں وہ منکا ایک طلائی زنجیر
کے ذریعے میرے گلے میں لٹکا ہوا تھا۔

چترا نے میرے پھٹے ہوئے گریبان میں ہاتھ ڈال کر وہ منکا نکالا اور میرے منہ میں
رکھ دیا۔

نہ جانے اس بدوضع اور بدرنگ پتھر میں کیا تاثیر تھی کہ اسے منہ میں ڈالتے ہی
مجھے اپنی توانائی بحال ہونے کا احساس ہونے لگا خون اب واقعی میری رگوں میں دوڑ رہا
تھا' میری نقاہت و اذیت اب توانائی اور سکون میں بدلنے لگی تھی۔

چند ہی سیکنڈ میں میں اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا۔ میں نے اپنے سراپا پر نظریں
دوڑائیں لیکن کہیں کوئی زخم باقی نہیں رہا تھا بس لباس پر خون کے دھبوں ہی سے
گزری ہوئی مصیبت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔

میں نے منہ سے وہ منکا نکال کر واپس گریبان میں لٹکا لیا اور بے اختیار چترا کو
اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا اس نے بڑی مصیبت کے لمحوں میں میری رہنمائی کی تھی۔
اگر وہ مجھے ناگ رانی کی منکے کے اس نئے استعمال سے باخبر نہ کرتی تو شاید میرے زخم
مجھے ایک طویل مدت کے لئے صاحب فراش بلکہ شاید معذور کر دیتے۔

اپنی قوت بحال ہونے کے بعد میں نے چترا کو اجازت دی اور ایک طرف رخصت
ہو گئی۔ ٹرین سے اترنے والے مسافر ابھی تک خوف کے باعث ستونوں اور کھڑکیوں
کے عقب میں دبکے مجھے دیکھ رہے تھے' میں گرد و پیش پر بے نیازانہ نگاہیں ڈالتا اس
طرف چل دیا جدھر وہ ستم رسیدہ لڑکی غائب ہوئی تھی مجھے بڑی شدت سے اس کے

بارے میں کچھ جاننے اور اس کی مدد کرنے کا جذبہ ستا رہا تھا۔ میں آنے والے وقت
سے بالکل بے خبر تھا۔ اس وقت مجھے اس بات کا احساس بھی نہ تھا کہ میرا یہ جذبہ مجھے
کن منزلوں تک لے جائے گا۔

میں کافی دیر تک گلیوں میں اور آبادی میں مارا مارا پھرتا رہا لیکن اس لڑکی کا کہیں
سراغ نہ مل سکا۔ جوں جوں اس کی دریافت میں تاخیر ہو رہی تھی مجھ پر وحشت غالب
آتی جا رہی تھی۔ تلاش بسیار کے بعد ناکام و نامراد ہو کر میں نے اسٹیشن کے قریب اس
لڑکی کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے کا ارادہ کیا لیکن میں اپنی موجودہ حالت میں ادھر جا
کر کوئی مفید نتیجہ حاصل نہیں کر سکتا تھا وہاں پیش آنے والے واقعات کے بعد لوگ
میری صورت دیکھتے ہی مجھ سے دور بھاگ لیتے اور میں بے نیل و مرام واپس لوٹ
آتا۔

سب سے پہلے میں نے ایک دوکان سے اپنے لئے ململ کا کرتا اور سفید پاجامہ
خریدا اور پھر شیو وغیرہ بنوانے کے بعد میں حمام میں جا گھسا۔ لباس تبدیل کرنے کے
بعد میں نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا تو یقین ہو گیا کہ اب مجھے کوئی جیب کترے یا
بھٹکے ہوئے فقیر کے روپ میں نہ پہچان سکے گا بھوک اور پیاس کا پتہ نہیں تھا اس
لئے تیار ہو کر میں سیدھا اسٹیشن کے قریب' اس علاقے میں پہنچا جہاں صبح والے
واقعات پیش آئے تھے سرسری جائزہ لینے کے بعد میں نے ایک خوانچے والے کو منتخب
کیا جس کی کم سنی سے مجھے کچھ امید وابستہ تھی۔

اس سے بدمزہ پھولوں کی ایک پیالی خرید کر کھاتے ہوئے میں نے مطلب کی بات
چھیڑ دی۔ "بابا صبح ادھر سے گزرتے ہوئے میں نے ہنگامہ ہوتے دیکھا تھا۔ کیا قصہ تھا
بابا۔" بوڑھے نے اپنی خزاں رسیدہ آنکھیں میری طرف اٹھائیں۔ "ایک مظلوم لڑکی کا
جھگڑا تھا بابو۔" اس کی آواز سے مجھے اندازہ ہوا کہ اس کی ہمدردیاں بھی لڑکی کے ساتھ
تھیں۔ یہ قیاس کرنے کے بعد میں نے مزید کریدا۔ "لڑکی؟ بھلا شریف لڑکیاں یوں
بھرے مجمعے میں لڑا کرتی ہیں۔"

"وہ بڑی بدنصیب لڑکی ہے بابو۔" بوڑھا سر جھکا کر اداس لہجہ میں بولا۔ "غریب کی
خوبصورت اور جوان بیٹیاں عذاب ہو جاتی ہیں۔ انہیں ہر ایک اپنی جاگیر سمجھتا ہے بابو۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ورنہ وہ بے چارہ ایک بڑھئی کی لڑکی ہے۔"

بڑھئی کا نام آتے ہی یک بیک میرا دل دھڑک اٹھا۔ بے اختیار میری نگاہوں اپنی بہنوں فرزانہ اور فریدہ کی اٹھارہ برس قبل کی تصویریں گھوم گئیں اور میں بدترین خبر کے لئے خود کو تیار کرنے لگا۔ ادھر وہ بوڑھا کہہ رہا تھا۔ "ایک پیسے وا بدمعاش نے لڑکی کے باپ کو قرض کے جال میں پھنسا کر اس کی لڑکی سے شادی تھی۔ اس وقت اس کی عمر صرف بارہ برس تھی۔ اس کا بدمعاش شوہر مدتوں اسے سمجھ کر اس کے نازک بدن سے کھیلتا رہا اور جب اس کے برے دن آئے ت معصوم بیوی کو گناہوں کی دلدل میں دھکیل دیا وہ اسے جسم بیچنے پر مجبور کرتا ہے انکار کرتی ہے شوہر کی مار کھاتی ہے اور مجبور ہو کر اپنی آبرو سے غیر مردوں کے سجاتی ہے' آج اس کے شوہر نے سربازار اسے رسوا کیا ہے پورے شہر میں کسی ک لڑکی کی پوری کہانی کا علم نہیں لیکن میں تمہیں شریف سمجھ کر یہ سب بتا رہا ہوں کا باپ میرا پڑوسی تھا۔ تو آج اس بے چارے کی روح بھی بے چین ہو گی۔ کیا ظل گیا ہے۔"

بوڑھا ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا اور میرے سینے میں غیظ غضب کی ایک ہول ناک آگ بھڑک اٹھی' مجھے یقین ہو چلا تھا کہ اب مجھے وہ پڑے گا جس کے سننے سے قبل میرے کان بہرے ہو جانے چاہئے تھے۔

"کیا نام ہے اس لڑکی کا؟" میں نے اپنے بے پناہ غصے پر قابو پانے کی ناکام کو کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔

میری بدلی ہوئی گونج دار آواز سن کر بوڑھا بوکھلا گیا۔ اس نے سٹپٹا کر سر اوپر تو میری آنکھوں سے قہر کی چنگاریاں برس رہی تھیں۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, SHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, SHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

"بولو۔ کون تھی وہ..... کیا نام تھا اس کا؟" میں نے اس بوڑھے کے تحیر اور پریشانی پر توجہ دیئے بغیر اسے جھنجھوڑ ڈالا۔

"مسلمان بچی ہے بابو!" بوڑھا سہمی ہوئی آواز میں بولا۔ "کنیز نام ہے۔"

"کنیز۔" بے اختیار میرے منہ سے یہ لفظ ادا ہوا۔ میرے اعصاب کا تناؤ ختم ہو گیا اور میں نے ایک گہرا سانس لے کر سر جھکا لیا۔

میرے ذہن میں بچپن کی دھندلائی ہوئی یادیں ابھر آئیں۔ کنیز میرے چچا کی لڑکی کا نام تھا۔ وہ بچپن میں میرے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔ ایک بار میں نے اسے کھیل میں بے ایمانی کرنے پر کچے نالے میں دھکا دے دیا تھا اور اس کی پیشانی بری طرح زخمی ہو گئی تھی۔ اگر یہ کنیز میری چچازاد بہن ہی تھی تو اب بھی اس کی پیشانی پر زخم کا وہ نشان باقی ہونا چاہئے تھا۔

میں نے پھولوں کی پیالی اس کہن سال بوڑھے کے خوانچے پر رکھ دی۔ وہ ابھی تک حیرت سے میرا چہرہ تکے جا رہا تھا۔ میں نے ایک الم انگیز مسکراہٹ کے ساتھ اس کی آنکھوں میں جھانکا اور نرم آواز میں پوچھا۔ "تم محمد دین کو جانتے ہو بابا؟"

"محمد دین۔" بوڑھے نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔ "بڑا بدنصیب تھا وہ بے چارہ۔ اس لڑکی کا باپ تھا اور ساری عمر پریشانیوں میں پڑا رہا..... تم اسے کیسے جانتے ہو؟"

"کیا وہ زندہ ہیں؟" میں نے بوڑھے کا سوال نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"نیک لوگ کب لمبی عمر پاتے ہیں بابو!" --- اس کے الفاظ میں حسرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ "اس کی دو بڑی لڑکیاں رہ گئی تھیں۔ لڑکے کو بچپن ہی میں ایک گورے نے گود لے لیا تھا۔ جب تک دین محمد اپنے لڑکے کو دیکھتا رہا' خوش رہا' لیکن اس کا لڑکا بڑا طوطا چشم نکلا' وہ عیش و عشرت کی زندگی میں پڑ کر بارہ برس کی عمر ہی میں

اپنے ماں باپ کو بھلا بیٹھا۔ اسی صدمے میں محمد دین کو روگ لگ گیا اور وہ چار مہینے بستر پر ایڑیاں رگڑنے کے بعد اللہ کو پیارا ہو گیا۔"

"اور اماں جی؟" میں نے رندھی ہوئی آواز میں پوچھا۔

وہ بوڑھا چونک پڑا۔ اس نے میری طرف سر اٹھایا اور میری آنکھوں میں آنسو امڈتے دیکھے تو تشویش میں پڑ گیا۔ "تم کون ہو بیٹا؟ کھل کر بات کرو۔۔۔ تم کس اماں جی کی بات کر رہے ہو؟"

میرے ذہن میں آندھیاں چل رہی تھیں اور جذبات امڈ پڑنے کے لئے بے چین ہو رہے تھے۔ اپنے باپ کی کسمپرسی کی موت کی خبر نے میرے دل کے تاریک گوشوں میں سوئی ہوئی رشتوں کی محبت کو پوری شدت سے بیدار کر دیا تھا۔ میں کس قدر بدنصیب تھا کہ میرا باپ مجھے دیکھنے کی حسرت لئے مر گیا اور میں نے بھول کر بھی اسے یاد نہ کیا۔

"بتاؤ بیٹا۔ کون ہو تم؟" بوڑھے نے مجھے متذبذب پا کر ٹوکا۔

میں اس کے سامنے اپنی شرمناک ہستی کے اظہار کی جرات نہ کر سکا۔ مجھ میں اس کی چمکتی ہوئی تلخ صداقتوں کا تاثر لئے آنکھوں میں دیکھنے کا حوصلہ نہ رہا اور میں نظریں جھکا کر آہستگی سے بولا۔ "محمد دین صاحب کے لڑکے کا نام محمد سلطان خاں تھا نا؟"

"ہاں ہاں۔ کیا تم اسے جانتے ہو؟" بوڑھے نے بے تابی سے پوچھا۔

"وہ میرا دوست ہے۔" میں نے اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کہاں ہے وہ؟" بوڑھے کا جذبہ اور شوق لحہ بہ لحہ شدید ہوتا جا رہا تھا" اب میرے قدموں میں کھڑے رہنے کی سکت نہیں رہ گئی تھی۔ میں شکست خوردہ انداز میں بوڑھے کے برابر میں بیٹھ گیا۔ "وہ شملہ میں رہتا ہے اور میرا بہت اچھا دوست ہے۔ وہ اکثر مجھے اپنے ماں باپ اور بہنوں کے قصے سناتا رہتا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ کبھی جاؤ تو میرے ماں باپ کی خیر خبر لانا۔ میرے جانے کے بعد وہ خود یہاں آئے گا۔ اس کی ماں میرے لئے بھی اماں جی ہیں اور اس کی بہنیں میری بہنیں ہیں!"

بوڑھے کی آنکھوں میں امیدوں کے دیئے جل اٹھے۔ ساتھ ہی وہ کچھ پریشان بھی

ہو گیا۔ "سلطان کی اماں جی بھی اپنے اکلوتے بیٹے کا صدمہ نہ جھیل سکی۔ بڑی لڑکی فرزانہ کی شادی کرنے کے بعد ہی وہ بھی اس پاپی سنسار سے سدھار گئی۔۔۔ آؤ تم میرے مہمان ہو' میرے گھر چلو' سلطان کی بہن فرزانہ میری بہو ہے۔ مدتیں گزرنے کے بعد بھی اسے اپنے بے وفا بھائی سے ملنے کی آس ہے' وہ تم سے مل کر بہت خوش ہو گی۔ پر اسے ایک دم سے یہ خوش خبری نہ سنا دینا۔"

بوڑھا بولتا رہا اور اپنا خوانچہ سمیٹتا رہا۔ میں نے اس کی سنائی ہوئی کہانی پر غور کرنے کے بعد یہ فرض کر لیا کہ فریدہ بھی اپنی بڑی بہن کے ساتھ رہ رہی ہو گی۔

بوڑھے نے اپنا خوانچہ سر پر اٹھایا اور فخر آمیز خوشی کے ساتھ مجھے لے کر اپنے گھر کی طرف چل دیا۔

راستے میں کچھ دیر میں پس و پیش میں پڑا رہا اور وہ بوڑھا اپنی غربت و ناداری کا قصہ سناتا رہا۔ ایک موڑ پر گھومتے ہوئے آہستگی سے میں نے اس سے پوچھا۔ "کنیز کہاں رہتی ہے بابا؟"

"بس یہاں سے ذرا آگے ستوں والی بستی پڑتی ہے۔ اس کے کنارے والا مکان اسی کا ہے۔"

کنیز کی پریشانیوں کا پس منظر میرے علم میں آ چکا تھا۔ اس کی سب سے بڑی مصیبت اس کے آوارہ شوہر کی مفلسی تھی۔ لیکن کسی عیاش اور بگڑے ہوئے آدمی کے لئے قارون کا خزانہ بھی چند دنوں سے زیادہ کام نہیں آ سکتا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ کسی طرح کنیز سے تنہائی میں مل کر اس کی رائے معلوم کروں گا اور ہو سکا تو اسے ہمیشہ کے لئے اس کے شوہر کے پھندے سے آزادی دلا دوں گا۔

اسی سوچ بچار میں بوڑھے خوانچہ فروش کا مکان آ گیا۔ زمانہ گزرنے کے ساتھ ہی مٹی کے گھروں میں بھی خاص تبدیلیاں آ چکی تھیں لیکن لوگوں کی مخلص لوگوں کی محبت کا اب بھی وہی عالم تھا جو میں اپنے بچپن میں دیکھ چکا تھا۔

مجھے جھجکتے دیکھ کر بوڑھے نے آواز لگائی۔ "آ جاؤ۔۔۔۔ آ جاؤ بیٹا! تم سے کون پردہ کرے گا۔ سب تمہاری ماں بہنیں ہیں۔"

بہنا یہ سن کر میرے دل میں کسک سی اٹھی۔ میں کائنات کے اس مقدس ترین

رشتے کی ان محبتوں سے محروم تھا جو پتھروں کو موم کرنے کی قدرت رکھتی ہیں۔

میں اندر داخل ہوا تو ایک شرمیلی سی لڑکی گھونگھٹ نکالے بوڑھے کے سر سے خوانچہ اتروا رہی تھی اور بوڑھا اسے بے شمار دعائیں دے رہا تھا۔ "یہ میری بہو فرزانہ ہے بیٹا۔ بہو سلام کرو انہیں۔ یہ ہمارے مہمان ہیں۔" بوڑھے نے خوانچہ رکھ کر میری طرف متوجہ ہونے کے بعد کہا۔

میری بہن نے اجنبیوں کی طرح شرماتے ہوئے مجھے سلام کیا۔ بے اختیار میرا دل چاہا کہ میں اس کے چہرے سے گھونگھٹ کھینچ کر اسے اپنے گلے سے لگا لوں۔ لیکن میں یہ نہ کر سکا۔ میری ساری جرات اور بے خوفی شرمساری میں ڈھل چکی تھی۔ میں نے محض سر کی جنبش سے اس کا سلام لیا اور بوڑھے کی تقلید میں اندر چل دیا۔

میری نگاہیں بڑی بے چینی سے اپنی دوسری بہن فریدہ کو تلاش کر رہی تھیں لیکن اس گھر میں کوئی اور صورت ایسی نظر نہیں آئی جس کو میں فریدہ سمجھ لیتا۔

کچھ دیر بعد بوڑھے کا صحت مند اور نوجوان لڑکا اور میری بہن فرزانہ کا شوہر مزدوری سے لوٹ آیا۔ عسرت و مشقت کے باوجود اس کی نگاہوں میں شوخ بجلیاں لپک رہی تھیں' میرا تعارف ہوتے ہی اس نے والہانہ انداز میں مجھے سینے سے لپٹا لیا۔ اس وقت تک فرزانہ کو یہ علم نہیں ہو سکا تھا کہ میں کون ہوں یا اس کے بھائی کے بارے میں کوئی خبر لایا ہوں۔ لیکن جب میں اپنے بہنوئی سے بات کر رہا تھا تو وہ شاید دروازے کی اوٹ میں چھپی کھڑی تھی۔ میرے منہ سے اپنے بھائی سلطان کی فرضی کہانی سنتے ہی وہ بے تابی سے اندر گھس آئی۔ اس کی آنکھیں بے تابانہ اور گستاخانہ انداز میں میرے چہرے پر جم گئیں۔

"شملہ ہے میرا بھائی۔ بابو اسے یہاں لے آؤ۔" وہ والہانہ محبت کے ساتھ بولی۔

اس کا بھائی سامنے کھڑا تھا۔ برسوں کی گم شدہ محبت بھٹکتے بھٹکتے منزل پر آ گئی تھی لیکن وہ مجھے نہ پہچان سکی۔ اس صبر آزما صورت حال پر میرے دل پر چھریاں چل گئیں۔ لیکن میں اف نہ کر سکا۔

"سلطان بھائی شملہ میں ہیں۔ جاؤ تم جا کر کھانا تیار کرو۔" فرزانہ کے شوہر نے نرم لہجے میں کہا اور وہ بلا توقف واپس لوٹ گئی۔ وہ مشرقی لڑکی اپنے مجازی خدا کے رتبے

کو خوب پہچانتی تھی۔

کافی دیر بعد میں فریدہ کا ذکر چھیڑنے کی ہمت کر سکا۔

فریدہ کا ذکر آتے ہی وہ بوڑھا خوانچہ فروش چونکا اور اپنی بہو فرزانہ کو آواز دے کر فریدہ کے بارے میں دریافت کیا۔ فرزانہ نے بتایا کہ وہ قریب ہی کسی سہیلی کے یہاں گئی ہوئی ہے۔ تھوڑی دیر میں واپس لوٹ آئے گی۔

شام تک میں فریدہ کا انتظار کرتا رہا لیکن وہ واپس نہ لوٹی۔ اس فرصت کو غنیمت جانتے ہوئے میں چہل قدمی کے بہانے گھر سے نکل آیا۔ سامان وغیرہ کی علت تھی ہی نہیں۔ میں نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ میں تن کے جوڑے کے ساتھ نکل آیا ہوں واپسی میں الہ آباد سے اپنا سامان لے لوں گا۔

محلے سے نکل کر میں نے ستوں والی بستی کا رخ کیا۔ کنیز کا مکان تلاش کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوئی۔ وہاں دروازے کے باہر ایک لمبا چوڑا آدمی چارپائی ڈالے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی گھنی مونچھوں نے اس کی سرخ آنکھوں کے تاثر کو خاصا وحشتناک بنا دیا تھا۔ میں آہستہ روی کے انداز میں اس کے نزدیک پہنچا ہی تھا کہ اس نے تلنگے اندھیرے میں آنکھ کا اشارہ دیا۔ میں اس کے نزدیک پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اس شخص کے منہ سے اسپرٹ کے بھبکے اڑ رہے تھے اور اس کی حالت سے صاف ظاہر تھا کہ اس وقت وہ اپنے حواس میں نہیں ہے۔ "آ جا یار۔ آج میں بھی سوچ رہا تھا کہ کون اونڈیا کو چوک بھگ نہ لے جائے۔ جا اندر چلا جا۔" اس کی لڑکھڑائی ہوئی زبان سے یہ جملے سن کر مجھے بہت غصہ آیا لیکن میں ہر قیمت پر ایک بار کنیز سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا تھا۔

میں اندر داخل ہونے کے لئے دروازے کی جانب بڑھا ہی تھا کہ وہ شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر میرے قریب آ گیا۔ "لا دو روپے پہلے دیتا جا میں بعد کا جھگڑا نہیں پالتا۔ محلے والے مجھے اب شریف آدمی سمجھتے ہیں——— کیا سمجھا۔"

میں نے حقارت سے اس کی طرف دیکھا اور کنیز سے ایک ملاقات کی قیمت اس کے منہ پر مار دی۔ وہ بے غیرتی سے ہنس دیا۔ میں سمجھ گیا کہ ہو نہ ہو یہی شخص کنیز کا بے ضمیر شوہر ہے۔

دروازے اور صحن سے گزر کر میں مٹی کے نیم بوسیدہ کمرے میں داخل ہوا تو

Optimized by www.ImageOptimizer.net

دیئے کی کانپتی ہوئی زرد روشنی میں کنیز ایک چٹائی پر بیٹھی نظر آئی۔ میری آہٹ پا کر اس نے سر اٹھایا اور ایک اجنبی کو دیکھتے ہی اس کے شفاف اور حسین چہرے پر وحشت کی لہر دوڑ گئی۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں خوف زدہ انداز میں تیزی سے جھپکنے لگیں۔ اس کی حالت بالکل وہی تھی جیسی ننھی سی چڑیا کی باز کو اپنے سر پر موجود پا کر سراسیمہ ہو جاتی ہے۔

"چلے جاؤ۔ چلے جاؤ۔ خدا کے لئے چلے جاؤ۔ آج میرا سارا بدن دکھ رہا ہے۔ اس نے بہت بری طرح مجھے مارا ہے۔ آج میں اس کی شراب کے لئے پیسے نہیں کما سکی۔ مجھ پر رحم کرو اور لوٹ جاؤ۔" وہ سہمی ہوئی آواز میں کہتی چلی گئی۔

"کنیز۔ میری بہن!" اس کی پیشانی پر نمایاں چوٹ کا نشان دیکھتے ہی میں بے تابی سے اس کی طرف بڑھا اور اسے کچھ سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اپنے بازوؤں میں سمار لیا۔

"کنیز میں تمہارا بھائی ہوں۔ چچا زاد بھائی سلطان! میں تمہیں اس موذی کے پھندے سے نکالنے آیا ہوں۔" میں نے جذبات سے مغلوب، سرگوشیانہ آواز میں کہا۔

"سلطان بھائی تمہاری بہن بیسوا بن چکی ہے۔" اس کی آواز رندھ گئی اور برسوں کے تھمے ہوئے آنسو یکبارگی اس کی آنکھوں سے چھلک پڑے۔ سدا سچے جذبوں میں ڈوبے وہ لمحات بڑے قیامت انگیز تھے۔ اپنے خاندانی خون کی حرارت پا کر میرا دل پوری قوت سے دھڑکنے لگا۔ میرا جی چاہا کہ اس موذی اور بے ضمیر کے چیتھڑے اڑا دوں جو اپنی آبرو کی دہلیز پر چارپائی جما کر، اندر آنے والے نفسانی بھیڑیوں سے اپنی شراب اور ان کی خواہشات کی قیمت وصول کرتا ہے، لیکن میں یہ نہ کر سکا۔ دبی دبی سسکیوں سے روتی کنیز کا سانس اکھڑنے لگا۔ شاید وہ برسوں سے دبی آواز میں رونے کی عادی تھی۔

کافی دیر بعد اٹھتے ہوئے جذبات میں ٹھہراؤ آ سکا۔

میں نے کنیز سے کہا کہ وہ چاہے تو میں اس کے شوہر کو عبرتناک موت کے گھاٹ اتار سکتا ہوں لیکن وہ یہ سن کر لرز اٹھی۔ وہ اپنے سکون کی دنیا انسانی خون کی بنیادوں پر تعمیر کرنے کے تصور ہی سے نفرت کرتی تھی۔ جب وہ اپنے شوہر کے لئے کسی سزا پر آمادہ نہ ہو سکی تو مجبوراً میں نے اسے بتایا کہ میرے پاس کچھ غیر مرئی قوتیں ہیں جن کے سہارے میں کچھ عرصہ کے لئے اس کے شوہر کو معذور اور مفلوج کر سکتا ہوں۔

کافی بحث کے بعد وہ نیم رضامند ہو گئی۔ "وہ لاکھ برا سہی لیکن میرا شوہر ہے سلطان بھائی! وہ گمراہ ہو گیا ہے تو میں اب تمہیں صرف اتنی اجازت دیتی ہوں کہ اسے ہاتھ، پیروں اور زبان سے مفلوج کر دو۔ وہ ویسے بھی محنت کر کے نہیں کماتا۔ بس میں محنت مزدوری کر کے عزت سے اپنا اور اس کا پیٹ پالتی رہوں گی۔ اگر کبھی اسکی غیرت جاگ اٹھی تو میری تم سے ایک التجا ہو گا کہ اس کی حالت ٹھیک کر دینا۔"

اس مشرقی لڑکی کا یہ جذبہ دیکھ کر میرا رواں رواں کانپ اٹھا۔ کرب، اذیت، تحقیر، تذلیل اور آبرو فروشی کی مصیبتوں میں مبتلا رہنے کے باوجود اسے اپنے شوہر کا خیال تھا۔ وہ ہر طرح آزاد تھی، اس پر نہ کوئی دباؤ تھا اور نہ جبر۔ پھر بھی وہ ہر قیمت پر رشتہ نباہنے کی آرزو مند تھی۔

میں رات گئے تک کنیز کے پاس ٹھہرا۔ اپنے گھرانے کے قصے ہوتے رہے۔ بہت سی تفصیلات کا علم ہوا۔ رات کے گیارہ بجے میں وہاں سے نکلا تو میرا ارادہ بدل چکا تھا۔ اپنی بہن فرزانہ کی سسرال کے بجائے وہ رات میں نے کسی پرسکون سرائے میں گزارنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

کنیز کے مکان سے ذرا دور آ کر میں نے چترا کو طلب کیا اور اسے حکم دیا کہ کنیز کے مکان کے باہر چارپائی پر نشے میں بے ہوش پڑے، اس کے شوہر کو اس طرح لنگڑا لولا اور گونگا کر دے کہ اسے تکلیف کا احساس بھی نہ ہو سکے۔ چترا بجلی کے کوندے کی طرح لپکتی ہوئی اس کی چارپائی پر سے گزری اور فضا میں تحلیل ہو گئی۔ میں متجسسانہ انداز میں آگے بڑھا تاکہ اس مدہوش شرابی کی حالت دیکھ سکوں جو محض اپنی خدا ترس بیوی کے باعث عبرتناک موت سے بچ گیا ہے۔

اس کے دونوں پیر گھٹنوں سے اوپر تک غائب تھے، بازو کہنیوں سے اوپر تک غائب تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی ماہر فن نے جراحت کر کے اس کے اعضا کاٹ لئے ہوں۔ یہ دیکھنے کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ اس کی گویائی بھی مفقود ہو چکی ہے۔ میں نے اندر جا کر کنیز کو خبر دینی مناسب نہ سمجھی اور خاموشی سے واپس ہو لیا۔

الوداعی ملاقات کی غرض سے فرزانہ کی سسرال جاتے ہوئے میں نے راستے میں چترا کو حکم دیا کہ وہ فرزانہ کے سسر کے خوانچے میں اگلے روز کے لئے لگائے ہوئے تمام

Optimized by www.ImageOptimizer.net

پھولوں کو سونے کے دانوں میں تبدیل کر دے۔ میں اس طرح اس عسرت زدہ گھرانے کو قناعت، خدا ترسی اور حمیت کا انعام دینا چاہتا ہوں۔

ابھی میں مکان سے دور ہی تھا کہ بین اور فریاد کی دلدوز آوازیں سنائی دیں۔ ان میں نسوانی آوازیں بھی تھیں اور مردانہ شور بھی۔ اس وقت میں یہ نہ سمجھ سکا کہ اس آہ و بکا کا مرکز فرزانہ کی سسرال ہی ہے لیکن قریب پہنچنے پر میں سراسیمہ ہو گیا۔ مکان کے باہر محلے کے کافی لوگ جمع تھے اور اندر سے رونے پیٹنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

سب سے پہلے میرا سامنا فرزانہ کے سسر سے ہوا۔

میں اتنی رات گئے وہ ہنگامہ دیکھ کر خاصا پریشان تھا۔ مجھے پہلا اندیشہ ہوا کہ کہیں فرزانہ کو کسی طرح میری اصلیت کا علم نہ ہو گیا ہو اور شادیٔ مرگ سے اس کی حالت بگڑ گئی ہو۔

"کیا ہوا خیریت تو ہے؟" میں نے بے چین لہجے میں بوڑھے سے پوچھا۔

اس کا سر ندامت سے جھکا ہوا تھا اور آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی تھیں۔ میرا سوال سن کر اس کے منہ سے بے اختیار ایک سرد آہ نکلی اور وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ پیٹنے لگا۔

"ہم لٹ گئے بیٹا۔ بھرے جگ میں میرا منہ کالا ہو گیا۔" وہ روہانسی آواز میں چیخا۔

"کیا ہوا؟ قصہ تو بتاؤ۔" میں نے اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے پوچھا۔

"وہ سلطان کی اماں جی کی امانت تھی بیٹا۔ ہم اس کی حفاظت نہ کر سکے۔" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

بوڑھے کی اس پہیلی سے مجھے الجھن ہونے لگی۔ نہ جانے وہ کیا بک رہا تھا۔ میرے ذہن میں کئی منحوس خدشات نے سر ابھارا اور میں بے اختیار بولا۔ "کون۔ کیا چیز تھی وہ؟"

"بچی!" بوڑھے نے اپنے بال نوچ لئے۔ "ارے میں سلطان کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔ اس کی بہن فریدہ لاپتہ ہے۔ وہ صبح سے گئی ہے تو اب تک نہیں لوٹی۔ نہ اپنی سہیلی کے گھر پہنچی جانے اسے آسمان نگل گیا یا زمین کھا گئی۔"

"فریدہ۔" میں فرطِ اندوہ سے چیخ اٹھا۔ غم و غصہ سے میری کھوپڑی ابل پڑی۔ "

کیا وہ بھاگ گئی ہے۔" میری آواز دھیمی لیکن لہجہ بہت تلخ تھا۔

اسی وقت فرزانہ کا شوہر وہیں آ نکلا اور اس نے میرے الفاظ سن لئے۔

اس نے لپک کر میرا گریبان پکڑ لیا۔ اس کی قدرے ورم آلود سرخ آنکھوں میں انتقام اور نفرت کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ وہ مجھے گریبان سے پکڑے ایک کونے میں لے گیا۔ "یوسف خان! تم سلطان بھیا کے دوست اور ہمارے مہمان ضرور ہو لیکن غریب کی آبرو شیشے سے زیادہ نازک ہوتی ہے جانے فریدہ کن غنڈوں کے ہاتھ چڑھ گئی ہے۔ قسم پروردگار کی وہ معصوم ہے اور اب تم نے اس پر کوئی تہمت لگائی تو تمہاری زبان کھینچ لوں گا۔ فریدہ کے بارے میں یہ ذلیل الفاظ میں ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔"

میں ایک دم سکتے میں آ گیا۔ اس گھرانے میں، میں نے خود کو سلطان خان کے دوست یوسف خان کے طور پر متعارف کرایا تھا اور اس حیثیت میں مجھے براہ راست سوالات کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ میں نے چپکے سے اس سے معافی مانگ لی۔

وہ لوگ جہاں بے حد غیور اور غصیلے تھے وہیں بے حد سیدھے اور سچے بھی تھے۔ میری معذرت کے بعد ان کا رویہ پھر ایسا ہی ہو گیا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو لیکن میری رگ و پے میں غم و غصے کی ایک طاقتور لہر دوڑ رہی تھی۔ نہ جانے وہ کیسی بدبختی تھی جس نے میرے گھرانے کے بچے کھچے افراد کو اپنے شکنجے میں جکڑ لیا تھا۔ میری چچا زاد بہن ایک شرابی اور سیاہ کار غنڈے کے جال میں پھنس چکی تھی، فریدہ جیسے پہنچتے ہی اغوا کر لی گئی، فرزانہ بھی کچھ خوشحال نہیں تھی اور میں خود کرب و فراق کی اذیت میں مبتلا دربدر کی خاک چھان رہا تھا۔ میری حسین اور وفاکش بیوی خالدہ مجھ سے چھین کر ناگ بھون کے عقوبت کدوں میں قید کر دی گئی تھی۔

میں نے اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے وہاں پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ فریدہ صبح جس سہیلی کا نام لے کر گھر سے نکلی تھی، سرے سے وہاں پہنچی ہی نہیں۔ فرزانہ کی سسرال والوں نے میرے کنیز کی طرف چلے جانے کے بعد دیر ہونے کے باعث اس سہیلی کے گھر آدمی بھیجا تو یہ راز کھلا پھر ہر طرف فریدہ کو تلاش کیا گیا لیکن اس کا کہیں سراغ نہ مل سکا۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
B-127, SHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-504863 , 0321 ...

optimized by www.ImageOptimizer.net

دریافت یہ واقعہ میرے لئے بے حد حوصلہ شکن ثابت ہوا۔ کٹنی کی سرزمین مجھے راس نہیں آئی تھی۔ ایک ہی دن میں مجھ پر یا میرے متعلقین پر پے در پے مصیبتوں کا نزول ہوا کہ اگر شیو ناگ کے قید ہونے کے بارے میں مجھے پورا یقین نہ ہوتا تو میں ان سب واقعات کو اسی کی کارگزاری ہی سمجھتا۔

پورے گھر میں ایک عجیب افراتفری مچی ہوئی تھی میرے لئے اب مزید وہاں رکنا فضول تھا۔ میں اب جلد از جلد چترا کو طلب کرنا چاہتا تھا اور اس کے لئے مجھے گھر چھوڑ دینا تھا۔ اگر خاموشی سے نکل جاتا تو فریدہ کے اغوا کی کڑیاں میری پراسرار روپوشی سے ملا دی جاتیں اور پھر پورے کٹنی میں عجیب و غریب نفرت آمیز داستانیں پھیلنے لگتیں۔ لوگ دوستی کے رشتوں کا بھرم ماننے سے انکار کر دیتے۔ دوسری گھبراہٹ یہ تھی کہ اس بنگلے کی خبر کہیں کنیز کو مل گئی تو وہ میری اصلیت کا بھانڈا پھوڑ دے گی کیونکہ میں اس کے سامنے خود کو سلطان خاں کے اصل روپ میں متعارف کرا چکا تھا۔

میں نے بہتر یہی سمجھا کہ وہاں سے نکل جاؤں۔ بعد میں کنیز کی زبانی سب میرے بارے میں جان ہی جائیں گے۔ اس وقت مجھ میں اتنی جرات نہیں تھی کہ فریدہ اور فرزانہ کے بھائی کی حیثیت میں اپنے وجود کا سرعام اعتراف کر لیتا۔

میں نے اندر جا کر فرزانہ کے سسر کو ایک طرف بلایا اور اسی وقت گھر سے روانگی کا ارادہ ظاہر کیا۔ وہ بے چارہ اپنی شرمندگی اور پریشانی کے باوجود مجھے روکنے پر مصر ہو گیا۔ میں نے اس کے اطمینان کے لئے ایک فرضی کہانی سنا ڈالی کہ الٰہ آباد میں پولیس کے چند اعلیٰ افسر میرے دوست ہیں۔ میں وہاں سے کارروائی کر کے فریدہ کا کھوج نکالنے کی کوشش کروں گا۔ یہ امید دلانے پر بوڑھے نے مجھے اجازت دے دی۔

گھر سے نکلتے وقت میں نے فرزانہ پر الوداعی نظریں ڈالیں۔ بھائی کا زندہ سلامت ہونے کا مژدہ پانے کے ساتھ ہی اسے جوان بہن کی گمشدگی کا کاری گھاؤ لگا تھا اور وہ بڑی المناک انداز میں بین کر کے روئے جا رہی تھی اس کی سوجھی ہوئی آنکھوں میں عجیب سی وحشت ابھر آئی تھی۔

پھولوں کی تھالی میں سونے کی ڈلیاں بن جانے کے بارے میں اس وقت کسی کو کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ بہرحال مجھے یقین تھا کہ کسی بھی وقت وہ لوگ اس خزانے کو

دریافت کر لیں گے۔

میں اپنی اوجھڑ بن میں جتنا آدھی رات گئے کالے خاں کی سرائے میں پہنچا جسے میں دن ہی میں منتخب کر چکا تھا۔ وہ اوسط درجے کی قابل رہائش جگہ ثابت ہوئی اور مجھے ایک صاف ستھرا کمرہ مل گیا۔

فریدہ کی پراسرار گمشدگی نے میرے پورے وجود کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ میں نے بڑی بے چینی کے ساتھ لباس تبدیل کیا' اپنے کمرے کے دونوں دروازوں کو کنڈی چڑھائی اور دیئے کی لو دھیمی کر کے بستر پر آ گیا تاکہ اپنے آئندہ لائحہ عمل کے بارے میں کچھ سوچ سکوں۔

میری بیوی ستارہ مجھ سے بچھڑ چکی تھی اور مجھے جلد ہی اس تک پہنچنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آ رہی تھی جب تک ناگ رانی اپنے مکار دشمن شیو ناگ کو ختم نہ کر لیتی اس کا میرے پاس آنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ کنیز کو میں باعزت زندگی کے راستے پر ڈال چکا تھا' فرزانہ کے غربت و افلاس کے مارے گھر کو بیش قیمت خزانہ دے چکا تھا۔ اس وقت میرے دل میں بس ایک خلش کانٹے کی طرح چبھ رہی تھی۔ میری بہن فریدہ کٹنی پہنچتے ہی پراسرار حالات میں غائب ہو چکی تھی اور میں یہ فیصلہ کرنے سے قاصر تھا کہ اس کی روپوشی میں فریدہ کے کردار کے کسی ناپسندیدہ پہلو کا حصہ تھا یا وہ واقعی ظلم و زبردستی کا شکار ہوئی تھی۔

جب مجھے ان سوالات کا جواب نہ مل سکا تو میں نے معاً چترا کے بارے میں سوچا وہ اپنی کانچ کی چوڑیاں کھنکھناتی میرے سامنے آئی تو میں پل بھر کے لئے اپنی مصیبتوں کو بھول کر اسے دیکھتا رہ گیا۔ اس کا حسین اور گداز بدن میرے ضبط و تحمل کا امتحان لے رہا تھا۔

میرا یہ ابتدائی لطیف تاثر لمحے بھر سے زیادہ قائم نہ رہ سکا چترا کا خوبرو بدن مجھے بے وقت کی راگنی لگنے لگا۔ "یہ کیا بے ہودگی ہے چترا!" میں نے غصیلی آواز میں اسے ڈانٹا۔

"پریشان دکھائی دیتے ہو سلطان جی!" وہ مسکرا کر معنی خیز لہجے میں بولی۔

"چترا۔" میں نے بدمزگی محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "تجھے معلوم نہیں کہ اس وقت

مجھ پر کیا گزر رہی ہے۔"

"چترا اتنی بے خبر نہیں سرکار۔" وہ مجھ پر جھکتے ہوئے بولی۔ "مجھے تمہاری بہن کی گمشدگی کی اطلاع مل چکی ہے۔" میں بڑے جوش میں پڑ کر تمہارے لئے ایک خبر لائی ہوں!"

وہ میری باز پرس اور غصیلے لہجے کو نظر انداز کرتے ہوئے بے تجابی سے میرے بستر پر بیٹھ گئی اور میٹھی نظروں سے میری طرف دیکھنے لگی۔

میں کچھ کہے بغیر مستفسرانہ نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔

"تمہاری بہن کا سراغ مل گیا ہے۔" چند ثانیوں کی پر تجسس خاموشی کے بعد وہ بولی۔

"کیا؟" میں ہڑبڑا کر بستر سے اٹھ گیا۔ یہ خوش خبری میرے ذہن پر کسی وزنی ہتھوڑے کی طرح گری تھی۔

"وہ بدقسمتی سے ایک بدمعاش پجاری گنگا دھر کے چیلوں کے ہاتھ لگ گئی ہے۔" چترا سنجیدگی سے بولی۔ "تمہارا پورا گھرانہ شاید ناگوں کے آسیب کا شکار ہو چکا ہے کیونکہ گنگا دھر ناگ دیوتا کا پجاری ہے اور بڑی شکتی کا مالک ہے۔ وہ پانچ برس سے ناگ دیوتا کے درشن کے لئے پاٹھ کر رہا ہے۔ اور اس برس ناگ پوجا کے تہوار پر ناگ دیوتا پر ایک سندر سی کنواری کی بھینٹ دینے کے بعد وہ دیوتا کے درشن کر سکے گا۔ اسی مقصد کے لئے اس نے تمہاری بہن کو اغوا کیا ہے اور اپنی شکتی کے سہارے فریدہ کو سون مندر کے تہہ خانے میں پہنچا دیا ہے۔ یہاں سے کئی سو میل دور سون ہاٹ کے مشرق میں ایک ویران اور اجاڑ مندر پڑا ہے۔ اسے سون مندر کہا جاتا ہے۔ گنگا دھر اور اس کے پاپی چیلے وہیں رہتے ہیں وہاں بھانت بھانت کے موذی اور زہریلے سانپوں کی بھی بہتات ہے ان کے ڈر سے کوئی بھول کر بھی ادھر کا رخ نہیں کرتا۔"

"اس میں جوکھم کی کیا بات تھی۔ تم کو سانپوں کا کیا خوف ہو سکتا ہے!" میں نے اس نئی اطلاع کے ہیجان کو دباتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"ایسی ویسی کہنائی تھی وہ۔" چترا دونوں کان چھو کر بولی۔ "گنگا دھر بڑا مکار اور شکتی کا مالک ہے۔ اسے دھوکا دینا کوئی کھیل نہیں تھا وہ کافی دیر تک میرے بدن کے

روپ میں گھویا میرا انگ انگ مسلتا رہا اور جھنگ گھونٹ کر پیتا رہا تب کہیں بے ہوشی کے عالم میں، میں اس کی زبان سے تمہاری بہن کی کہانی اگلوا سکی۔ دیکھتے نہیں اس پاپی نے میرے بدن پر ایک کپڑا نہیں چھوڑا نوچ نوچ کر اس نے کپڑوں کے چیتھڑے کر ڈالے تھے۔"

شاید عام حالات میں چترا کا گدرایا ہوا دمکتا ہوا بدن اور اس کی خمار سے بوجھل آنکھیں میری رنگین طبیعت کے لئے اکساہٹ کا باعث بن جاتیں لیکن فریدہ کا سراغ ہاتھ آ جانے کے بعد میرے دماغ میں بس گنگا دھر کو زیر کرنے کی دھن سما گئی تھی اور چترا کا روپ میرے لئے یک بیک اپنی تمام رعنائیاں کھو بیٹھا تھا۔

"اچھا تم جاؤ۔" میں نے اس سے کہا۔ "میں کل ہی سون مندر پہنچ کر بدمعاش گنگا دھر کی خبر لیتا ہوں۔ اور ہاں ناگ رانی کی بھی کچھ خبر ہے۔"

"شکر ہے سرکار نے یاد تو کیا اس جنم جلی کو۔" وہ ایک ادا کے ساتھ بولی۔ "اس بیچاری پر یہ وقت بڑا کٹھن گزر رہا ہے۔ شیو ناگ اس کے گلے کی ہڈی بن کر رہ گیا ہے۔ اتنی آسانی سے قابو میں نہ آ سکے گا پر وہ اپنی جان پر کھیل کر تمہارے لئے یہ سارے پاپڑ بیل رہی ہے۔"

چترا کی یہ ملامت آمیز گفتگو اور ناگ رانی کے لئے نہایت مجھے ناگوار گزری اور میں نے بات بڑھائے بغیر اسے رخصت کر دیا۔

اس رات فکر و تردد اور گنگا دھر سے درپیش متوقع معرکے کی پیش بندیوں کے بارے میں سوچتے سوچتے بہت وقت گزر گیا۔ پھر جب آنکھ لگی تو اگلے روز میں دن چڑھے تک سوتا رہا۔ آنکھ کھلی تو دوپہر کا عمل ہو چکا تھا۔ میں نے جلدی جلدی غسل کیا کھانا کھایا اور سرائے والے کا حساب بے باق کر کے وہاں سے چل دیا۔ میں ہر قیمت پر جلد از جلد گنگا دھر کے سر پر مسلط ہو جانا چاہتا تھا تاکہ اسے فریدہ کے بارے میں نیت بدلنے کا موقع نہ مل سکے۔ گنگا دھر کے گندے کردار کا اندازہ تو مجھے چترا کے کپڑوں سے محروم بدن پر درندگی کے نشانات دیکھنے سے ہی ہو چکا تھا۔

کلکتے سے سون ہاٹ تک تقریباً دو سو میل کی مسافت تھی۔ کلکتے سے سہاگ پور کے راستے پر چوہدری تک تو ٹرین مل سکتی تھی اس کے آگے تقریباً تیس چالیس میل

بیل گاڑی کا سفر تھا۔ اگلے روز شام کے وقت ٹرین چہرمری کے نیم تاریک اور ویران
اسٹیشن پر پہنچی تو مجھے وہاں بہت زیادہ اجنبیت محسوس ہوئی۔ اسٹیشن سے باہر آیا تو بیل
گاڑی اور تانگے والوں کی چیخ پکار نے استقبال کیا۔ میں نے ایک طرف ٹھہر کر سب
گاڑی بانوں کا جائزہ لیا۔ آخر نظر انتخاب ایک موٹے تازے، پست قامت شخص پر پڑی
جو بڑی بے نیازی کے ساتھ اپنے بیلوں کی جوڑی کی مالش کر رہا تھا۔ اس پورے مجمع
میں وہ شخص شکل و صورت سے مکار ضرور لگ رہا تھا لیکن مجھے یقین تھا کہ قابل اعتماد
ہو گا۔

میں اس کے پاس پہنچا اور نرم آواز میں بولا۔ "چلو گے؟"

"کہاں جانا ہے بابو جی؟" وہ خلاف توقع بہت تہذیب سے پیش آیا۔

"لمبا سفر ہے۔ سون مندر جانا ہے، منہ مانگے پیسے دوں گا۔" میں نے سرگوشیانہ
آواز میں کہا۔

"وہ تو ویران جگہ ہے بابو جی۔ وہاں جا کر کیا کرو گے۔ ایک سے ایک زہریلا سانپ
پڑا ہے ادھر، مفت میں مارے جاؤ گے۔"

"منہ مانگے پیسوں کا مطلب صرف یہی ہے کہ اپنے کام سے کام رکھو، اس سے
آگے کی فکر تمہارا کام نہیں ہے۔" میں نے ٹھہری ہوئی دھیمی آواز میں کہا۔

اس نے تیزی سے سر ہلایا۔ جیسے ساری بات سمجھ گیا ہو اور بیلوں کی رسیاں ٹھیک
کرنے لگا۔

بیل گاڑی میں خاصا موٹا گدا پڑا ہوا تھا لیکن ناہموار راستے کے سبب تیز جھٹکے لگ
رہے تھے۔ کچھ دور چلنے کے بعد گاڑی کا رخ آبادی کی طرف ہوا تو میں نے اسے ٹوکا۔

"گھر جا رہا ہوں۔" اس نے نرمی سے کہا۔ "آج رات میرے مہمان رہو، صبح
تڑکے جوڑی نکالوں گا۔"

"مجھے ابھی جانا ہے۔" میں نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔ میں سون مندر
اور گنگا دھر تک جلد از جلد پہنچنا چاہتا تھا۔

"ابھی؟" وہ کچھ پریشان سا ہو گیا اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا جہاں اب اکا دکا
تارے ٹمٹماتے نظر آ رہے تھے۔ "رات اندھیری ہے بابو۔ اور راستہ بہت خراب ہے۔

ویران ذرا دیر میں اتنا اندھیرا ہو جائے گا کہ دو گز دور کی چیز بھی دیکھنی مشکل ہو گی۔ اس
راستے پر صبح کا سفر ٹھیک رہے گا۔"

وہ شام ڈھلے سون بلٹ جانے کے نام سے خاصا خوفزدہ اور پریشان ہو گیا تھا۔ لیکن
میں نے دس روپوں کی مزدوری کا لالچ دے کر آمادہ کر ہی لیا۔ وہ میری بحث کے سامنے
زیادہ دیر نہ ٹھہر سکا۔

پھر بھی اس نے پہلے آبادی میں پہنچ کر اپنے گھر سے صبح کا ناشتہ اور ایک تیز دھار
کلہاڑی ہمراہ لی اور بیل گاڑی ہچکولے کھاتی شور مچاتی بستی سے باہر آ کر سون بلٹ کے
راستے پر چل پڑی۔

تھوڑی ہی دیر میں ہر طرف گہری سیاہی پھیل گئی، آسمان پر ننھے ننھے چمکدار
ستاروں کا جال بہت خوبصورت لگ رہا تھا لیکن میری توجہ آسمان سے زیادہ ناہموار راستے
پر مرکوز تھی۔ دونوں بیل جھومتے جھامتے خاصی تیزی سے اس نیم پختہ دیہی سڑک پر
دوڑ رہے تھے۔ تیل کی کمی کے باعث پہیوں سے چرخ چوں کی بلند آہنگ آوازیں پیدا
ہو رہی تھیں، ان آوازوں کے پس منظر میں بیلوں کے گلے میں پڑی گھنٹیوں کے بجنے کا
شور بالکل دب کر رہ گیا تھا۔

آہستہ آہستہ اردگرد کے ماحول میں خوف کا رچاؤ محسوس ہونے لگا اور میں نے
بھیانک خاموشی کو توڑتے ہوئے بیل گاڑی والے سے باتیں شروع کر دیں۔

وہ شاید میری جانب سے ابتدا کا ہی منتظر تھا، چند جملوں کے بعد ہی اس نے
موضوع میرے اس سفر اور سون مندر کی جانب موڑ دیا۔

"بابو جی تمہیں سون مندر کی کہانیاں معلوم ہیں؟" اس نے دریافت کیا۔

"سون مندر کی کہانیاں؟" میں نے تعجب سے دہرایا۔ "بس یہی معلوم ہے کہ وہ
ویران اور اجاڑ مندر ہے اور کوئی ادھر نہیں جاتا۔" میں سمجھا کہ وہ گنگا دھر کے بارے
میں کچھ کہنا چاہتا ہے اس لئے انجان بن گیا۔

"تو تم پھر بھی ادھر جا رہے ہو۔" وہ پرخیال اور معنی خیز لہجے میں بولا۔

"لوگ سیر کے لئے تو جاتے ہی ہوں گے؟" میں نے بے چینی محسوس کرتے
ہوئے کہا۔

وہ پھنسی پھنسی آواز میں آہستہ سے ہنسا۔ "موت کے جبڑوں میں کون سیر کو جاتا ہے۔ ادھر کے لوگ تو سون مندر کا نام لینا ہی برا شگون سمجھتے ہیں' جانے کب کوئی ناگ ڈس لے۔"

اس کی مبہم باتوں سے مجھے الجھن ہونے لگی۔ "تم صاف کیوں نہیں بتاتے کہ آخر سون مندر میں جانے میں کیا خطرہ ہے' اس کا نام لینے میں کیا نحوست ہے؟"

"باہر سے آنے والے ہی کبھی کبھار سون مندر دیکھنے چلے جاتے ہیں ورنہ بستی والے تو ادھر کا رخ بھی نہیں کرتے۔ اس مندر پر پاپی آتماؤں کا راج ہے۔ رات تو بڑی بات ہے' دن میں بھی کوئی ادھر نہیں جاتا۔ میں نے مزدوری کا لالچ کیا ہے' بس بھگوان ہی میری رکھشا کرے گا۔" گاڑی بان کی آواز میں ہلکی سی کپکپاہٹ آ گئی تھی۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ اس مندر پر پاپی آتماؤں کا راج ہے؟" میں نے اسے کھٹک کر پوچھا۔

"سب کو پتہ ہے۔" اس نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ "اس مندر کی کہانی بڑی پرانی ہے۔ پرکھوں سے سنتے آئے ہیں کہ کسی زمانے میں سون مندر کی بڑی دور دھوم تھی۔ یہاں خاص طور پر ناگ پوجا بڑے تہوار کی طرح ہوتی تھی اور منوں کے چڑھاوے آتے تھے۔ سون مندر کا پروہت بڑا بدمعاش تھا۔ وہ سارے چڑھاوے زمین میں گاڑ دیتا تھا' لالچی ہونے کے ساتھ اس کا من بھی کھوٹ سے بھرا پڑا تھا۔ مندر میں پوجا کو آنے والی بھولی بھالی اور سندر ناریوں کو اپنی شکتی کی دھونس میں لا کر ان کی عزت لوٹ لیتا تھا اور یہ سارا گندا کھیل سون مندر ہی میں کھیلا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ مندر میں ناگ پوجا کے تہوار پر نو سات برس کی ایک بہت ہی سندر بچی اپنے ماں باپ سے بھٹک کر رہ گئی۔ لوگوں نے بچی کو پروہت کے پاس ہی چھوڑ دیا۔ ایک ڈیڑھ دن تک تو وہ بچی ٹھیک رہتی رہی۔ پھر ایک رات پروہت پر شیطان آ گیا۔ اور اس نے اس کومل بچی کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا ڈالا۔" گاڑی بان کی آواز سرگوشیانہ اور خوف زدہ ہو گئی۔ "ہمارے پرکھے کہتے ہیں بابو جی کہ اس بچی کی تڑپتی چیخوں سے دیوتاؤں کا کرودھ جوش میں آ گیا۔ بستی والے نیند سے جاگے تو لڑکی کی چیخوں کے ساتھ ایک خوفناک طوفان آ چکا تھا۔ اس رات وحشی ہواؤں نے سون مندر کے اردگرد لگے ہوئے باغ کو

ایک ایک تنکے کو اجاڑ دیا۔ جب صبح نمودار ہوئی اور طوفان تھما تو چند سیانے ڈرتے ڈرتے سون مندر میں گئے' وہاں پروہت کی کچلی ہوئی' خون آلود لاش دیوتا کی تنوں وزنی پتھر کی مورت کے نیچے دبی پڑی تھی اور پروہت کی اسی کوٹھری میں اس بچی کا بے جان بدن پڑا ہوا تھا۔ سب سے زیادہ حیرت اس بات کی تھی کہ ناگ دیوتا کی پتھریلی مورت' جو پوجا گھر کے فرش میں جڑی ہوئی تھی' پروہت کے کمرے میں کیسے آ گئی' اس روز کے بعد سے سینکڑوں برس بیت گئے لیکن مندر آج بھی ویران ہے۔ پروہت کی موت کے بعد لالچی لوگوں نے چوری چھپے مندر کے فرش میں دبے نذرانے کے سونے چاندی کے خزانے نکالنے کی کوشش کی لیکن انہیں موذی سانپوں نے ڈس لیا۔ زمین میں دبے ہوئے خزانے پر ناگ دیوتا کے چیلے بیٹھے ہوئے ہیں اور سون مندر ویران ہے۔ جانے وہ کب تک یونہی اجاڑ رہے گا۔"

مجھے اپنے اردگرد پھیلی ہوئی تاریکی اور گہری ہو جانے کا احساس ہوا۔ بیلوں کی رفتار بہت تیز تھی' پہیوں اور گھنٹیوں کا شور اس تاریک ماحول میں بڑا پراسرار اور آسیبی لگ رہا تھا۔

گاڑی بان سون مندر کی کہانی سنا کر خاموش ہو گیا اور مجھے الجھن سی ہونے لگی۔ بیلوں کی رفتار پر میں نے گاڑی بان کو مخاطب کیا۔ "گاڑی بہت تیز جا رہی ہے۔ راستہ ہچکولے ہے' اگر پہیہ سڑک سے اتر گیا تو گاڑی الٹ جائے گی۔"

"اب بھی لوٹ چلو بابو جی۔ ابھی ہم زیادہ دور نہیں نکلے ہیں' سون مندر بڑی جوکھوں کی جگہ ہے' ہم منہ اندھیرے ہی چل دیں گے اور دن کے اجالے میں وہاں پہنچ جائیں گے۔" گاڑی بان نے التجا آمیز لہجے میں کہا۔

"تم گاڑی کا دھیان کرو۔ میں ہرگز واپس نہ جاؤں گا تم اتنے ہی ڈرپوک تھے تو دس روپوں کا لالچ نہ کیا ہوتا۔" میں نے پہلی بار اسے دبانے کی کوشش کی۔

"ڈرپوک نہیں۔" وہ قدرے ناگواری سے بولا۔ "تم سون مندر سے اچھی طرح واقف نہیں ہو۔ ادھر تو بڑے بڑے دل گردے والوں کا دم نکلتا ہے۔"

یہ کہہ کر گاڑی بان نے بیلوں کو ایک ایک چابک رسید کیا اور رفتار بہت تیز ہو گئی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

گفتگو ختم ہوتے ہی میرا ذہن اپنی حالت اور پریشانیوں میں الجھ گیا۔ میری عزیز ترین شے' میری پیاری بیوی ستارہ میرے ہاتھ سے چھنی جا چکی تھی اور ناگ بھون کی ہول ناک سرزمین پر ناگ راجہ کی قید میں تھی۔ میں اپنے طور پر اور حیدر شاہ کی صورت میں ملنے والی غیبی مدد کے سہارے ستارہ کی بازیابی کی کوششوں میں کافی آگے بڑھا تھا لیکن ابھی تک مجھ پر امید و بیم کی کیفیت طاری تھی۔ نہ جانے میں ستارہ تک پہنچ کر اسے ناگ بھون سے رہا کرا سکوں گا یا زندگی بھر کی مایوسی اور ناکامی میرا مقدر بنے گی۔ اگر منحوس شیو ناگ درمیان میں نہ آکودتا تو شاید میں اب تک ناگ رانی کی مدد سے بہت کچھ کر چکا ہوتا لیکن شیو ناگ نے ناگ رانی کو اپنے ساتھ مقابلے میں الجھا لیا تھا اور میں اس کی زد سے بچنے کے لئے شملہ سے بھاگا ہوا تھا' یہ تو محض اتفاق تھا کہ میں کٹنی پہنچا اور اپنی بہن کے اغوا کے سانحے کا سامنا کرنا پڑا۔ اپنی بے کاری کے اس وقفے میں فریدہ کو سون مندر سے نکال لینے میں کوئی مضائقہ نہیں تھا ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ میرا بنیادی مشن ستارہ کا حصول تھا۔ ستارہ مجھے پوری دنیا میں سب سے زیادہ عزیز تھی اپنی بہنوں سے بھی زیادہ عزیز۔ اگر حالات آڑے نہ آتے اور میرے سامنے ستارہ اور اپنی بہن فریدہ کی رہائی میں سے کسی ایک کا انتخاب کا موقع ہوتا تو میں بلا تامل ستارہ کی رہائی کی کوشش کرتا۔

جوں توں کر کے سون مندر کا یہ ہولناک سفر جاری رہا۔ بیل گاڑی کے پیچھے بندھی ہوئی مٹی کے تیل کی لالٹین کی ناکافی روشنی رات کے گھور اندھیرے میں نہ ہونے کے برابر تھی۔ گاڑی بان جھاڑیوں کی ذرا سی آہٹ پر بدکتا جیسے وہاں ملک الموت چھپا بیٹھا ہو۔ اس کی تیز دھار والی کلہاڑی اس کے برابر ہی میں رکھی ہوئی تھی اور وہ جب چونکتا اس کا داہنا ہاتھ کلہاڑی کے دستے پر جا پڑتا اور میرے ذہن پر گونا گوں خیال چھاتے جا رہے تھے۔

رات ڈھلتی جا رہی تھی۔ ویران اور خود رو جھاڑیوں سے ڈھکے کچے راستے پر تاریکی کی اتنی گہری چادر محیط ہو چکی تھی کہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ مجھے تو یہ معلوم ہو رہا تھا کہ دونوں بیل محض اپنی جبلت کے سہارے ہی بگٹٹ بھاگے جا رہے ہیں۔ اردگرد لگے ہوئے تناور درختوں میں

گزرتی آوارہ ہواؤں کی سسکیاں ماورائی قوتوں کی آہ و بکار کا سماں باندھ رہی تھیں اور میں اپنے تمام تر حوصلے کے باوجود خوف اور اوہام سے نجات نہ پا سکا۔

آدھی رات ڈھلنے کے بعد تک میں خاموش رہا۔ گاڑی بان بہت زیادہ خوف زدہ تھا لہٰذا وہ تو بالکل خاموش ہی رہا۔ آخر میں نے ہی سفر کاٹنے کے خیال سے اس سے کچھ بات چھیڑنے کا ارادہ کیا۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, SHARHA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048563
Prop: Ali Khan

"رام بھروسے۔" میں نے آہستہ سے اسے پکارا۔

"جی سرکار۔" اس نے چونک کر جواب دیا۔

"کیا تم ڈر رہے ہو؟"

"ڈر تو نہیں بابو جی۔" وہ خوف زدہ سی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "پر جان ہر ایک کو پیاری ہوتی ہے۔"

"میں بھی تمہارے ساتھ اسی گاڑی پر سوار ہوں۔ جو حال تمہارا ہو گا وہی حال میرا بھی ہو گا۔" میں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

اس نے اپنا سر میری جانب گھمایا۔ میں تاریکی کے باعث اس کے چہرے کے تاثرات نہ پڑھ سکا۔ لیکن جب وہ بولا تو اس کی آواز میں ہچکچاہٹ موجود تھی۔ "برا نہ مانو تو ایک بات پوچھوں بابو جی!"

"پوچھو۔" میں نے حیرت سے کہا۔

"میرا دل کہتا ہے کہ تم کوئی چلتے پھرتے آدمی نہیں ہو۔" اس نے اشتباہ آمیز لہجے میں کہا۔

میں زور سے ہنسا۔ "تو کیا میں تمہیں لولا لنگڑا لگتا ہوں۔"

"یہ بات نہیں۔" وہ جلدی سے بولا۔ "مجھے تم کوئی پہنچے ہوئے لگتے ہو۔ پہنچے ہوئے بزرگ۔"

"وہ کیسے؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"میں راستے بھر سوچتا رہا کہ آخر تمہاری خاطر اس خطرناک سفر پر کیوں راضی ہو گیا۔ لالچ کی خاطر جان کا خطرہ تو مول نہیں لیا جاتا۔ مجھے لگتا ہے کہ میں تمہارے رعب میں آ گیا تھا۔"

اس گفتگو کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ وہ واقعی میرے حوصلے سے مرعوب ہو کر مجھے کوئی رشی وغیرہ سمجھ رہا ہے۔ میں نے اس کی یہ غلط فہمی دور کرنے کی کوئی بھی کوشش نہیں کی تاکہ اسی غلط فہمی کے باعث وہ کسی مرحلے پہ مجھ سے سرکشی نہ کر سکے اور میں اس پر اپنی دھونس قائم رکھوں۔

راستے کے آخری پہر ہم راستے میں پڑنے والی ندی پر جا پہنچے۔ اس کے پار پہنچنے کے لئے وہاں لکڑی کا ایک بوسیدہ سا پل موجود تھا۔ رام بھروسے نے بیلوں کی رفتار آہستہ کی اور پھر گاڑی ڈھلان دار پل پر چڑھ گئی۔ پل سے چالیس پچاس فٹ نیچے ندی کا سیاہ چمکیلا پانی دھیما دھیما شور پیدا کرتا بہہ رہا تھا۔

رام بھروسے پچھلے ایک گھنٹے سے مجھے اپنے نکھٹو لڑکے اور بد اخلاق ساس کے قصے سناتا آ رہا تھا۔ میں نے کئی بار موضوع بدلنے کی کوشش کی لیکن وہ ہر بار چند جملوں کے بعد وہیں سے بات کا سلسلہ شروع کر دیتا جہاں سے چھوڑا تھا۔

آخر میں نے اسے موضوع بدلنے پر مجبور کرنے کی خاطر موقع پاتے ہی بلا کسی مقصد کے ایک سوال کر ڈالا۔

"رام بھروسے! تم نے کبھی ناگ بھون کا نام سنا ہے؟"

میرے منہ سے ناگ بھون کے الفاظ ادا ہوتے ہی بس ایک قیامت سی آ گئی۔ رام بھروسے نے وحشت زدہ انداز میں بیلوں کی نکیلیں ہاتھ سے پھینک دیں اور چند کرب ناک آواز میں ایک چیخ مار کر دیوانوں کی طرح نیچے گہری ندی میں کود پڑا۔ قبل اس کے کہ میں کچھ سمجھ پاتا' نیچے ندی کے گنگناتے پانی میں کسی وزنی چیز کے گرنے کا پرشور چھپاکا ہوا اور رام بھروسے کی ہولناک چیخیں ندی کی گہرائیوں میں ڈوب گئیں۔

یہی نہیں بلکہ ناگ بھون کے الفاظ نکلتے ہی دونوں بیل بھی بدک کر ایک دم سرپٹ ہو گئے جیسے وہ بھی ان ہولناک الفاظ کی اہمیت سمجھتے ہوں۔ وہ لرزیدہ سی شکل میں اس طرح بھاگ رہے تھے جیسے کسی چیز سے خود کو بچا رہے ہوں۔ موت مجھے سامنے نظر آنے لگی کیونکہ گاڑی کسی بھی لمحے چوبی پل کی بوسیدہ ریلنگ کو توڑ کر ندی کی گہرائیوں میں گر سکتی تھی۔ پورا پل بھاگتے ہوئے بیلوں اور گاڑی کی دھمک سے بری طرح لرز رہا تھا اور میری سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ میں کیا کروں۔ دونوں بیل

لرزہ خیز آوازوں میں ڈکراتے ہوئے بے تحاشا بھاگے جا رہے تھے۔

آخر ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ گاڑی پل عبور کر کے دوبارہ کچی اور ناہموار سڑک پر اتر آئی۔ جھٹکا لگنے پر میں آگے کی طرف گرا اور میں نے زمین پر تیزی سے رینگتی کسی سیاہ چیز کی بس ایک جھلک دیکھی۔ وہ کوئی پتلا سا سانپ تھا اور بوڑھے بیل کی پچھلی ٹانگوں کو اپنی گرفت میں لینے کی کوشش کر رہا تھا۔ دونوں بیل اسی موذی سے بچنے کے لئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ میں نے دل میں سوچا کہ کاش وہ سانپ کسی بیل کے غضب ناک سم کے نیچے آ کر کچلا جائے لیکن میری یہ تمنا پوری نہ ہو سکی۔ دونوں بیل یکبارگی بائیں جانب مڑے اور گاڑی کے پہیے ناہموار اور کچی سڑک سے اتر کر گہرے گڑھوں اور جھاڑیوں میں جا پڑے۔ دونوں بیل ابھی تک پوری وحشت اور قوت سے بھاگے جا رہے تھے اور میرے لئے گاڑی پر جمے رہنا دوبھر ہو رہا تھا۔ آخر کار وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ بیل گاڑی کا ایک پہیہ نکل گیا اور گاڑی ایک پرزور دھماکے کے ساتھ الٹ گئی۔ میں اچھل کر کافی دور غالباً کسی کانٹے دار جھاڑیوں میں گرا کیونکہ گرتے ہی بدن میں بیک وقت سینکڑوں باریک سوئیوں کی چبھن کا اذیت ناک احساس ہوا اور پھر میرا ذہن تاریک دلدلوں میں ڈوب گیا۔ بے ہوش ہوتے ہوتے میں نے بیلوں کے ڈکرانے کی آخری آوازیں سنیں وہ بے حد پرہول اور ڈراؤنی تھیں۔

بے ہوشی کے دوران مجھ پر کیا گزری اس کا علم نہیں۔ دوبارہ آنکھ کھلی تو صبح کا اجالا پھیل رہا تھا میرے بدن میں شدید ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ میں نے کہنیوں پر زور دے کر اٹھنا چاہا اور بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ میں ابھی تک کانٹے دار جھاڑی پر پڑا ہوا تھا۔ کہنیوں پر زور دیتے ہی کئی کانٹے بہت گہرے چبھ گئے۔ ساتھ ہی اپنے بدن پر جگہ جگہ سے خون رسنے کا احساس بھی ہوا۔ یہ صورت حال بڑی اذیت ناک تھی۔ اب میرے لئے اہم ترین مسئلہ اس خون آشام جھاڑی سے نکلنا تھا۔

اس وقت تکلیف اتنی شدید اور مصیبت اتنی بھرپور تھی کہ مجھے چراغ سے مدد لینے کا خیال نہ آ سکا۔ جب میں اپنے دل پر جبر کر کے جانگسل محنت کے بعد جھاڑیوں سے باہر آیا تو میرا سارا بدن لہولہان ہو رہا تھا لباس بری طرح پھٹ گیا تھا۔ بدن کی کھال ادھڑی ہوئی تھی چہرے کی خراشوں میں نمک کے ساتھ درد کی ٹیسیں پیدا

ہو رہی تھیں۔

مجھ سے ذرا دور تباہ شدہ بیل گاڑی کا ملبہ پڑا ہوا تھا اور وہیں گاڑی میں جتے ہوئے دونوں بیلوں کی اکڑی ہوئی بے جان لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ شاید گاڑی الٹتے ہی بیلوں کے تعاقب میں لگا ہوا سانپ ان پر غالب آ گیا تھا۔

جھاڑیوں سے نکلنے کے بعد سب سے پہلے میرا ہاتھ اپنے پھٹے ہوئے گریبان پر گیا۔ ناگ رانی کا منکا وہاں بدستور موجود تھا۔ یہ دریافت میرے لئے بہت تقویت کا باعث ہوئی اور میں نے اپنے پچھلے تجربے کی بنا پر وہ پر تاثیر منکا اپنے منہ میں رکھ لیا۔ چند لمحوں میں میرے زخموں کی ناقابل برداشت تکلیف صحت مندی کے ایک ہلکے پھلکے اور خوش گوار احساس میں بدل گئی۔ میں نے اپنے زخموں کو چھوا لیکن وہ بھر چکے تھے۔ یقین کر لینے کے بعد میں نے منکا منہ سے نکال لیا۔

اس ویرانے میں اب صبح کا اجالا تیزی سے پھیل رہا تھا۔ ہوا میں خوشگوار سی نمی اور رچاؤ اور جنگلی پھولوں کی بھینی بھینی مہک بہت بھلی لگ رہی تھی' پرندوں کے چہچہاتے ہوئے غول رزق کی تلاش میں اپنے مسکنوں سے نکل رہے تھے اور میں اپنے سفر کے آخری حصے کے بارے میں پریشان تھا۔

معاً مجھے چترا کا خیال آیا اور میں نے اسے طلب کیا۔ دو سیکنڈ' چار سیکنڈ' ایک منٹ' پھر دس منٹ گزر گئے۔ لیکن چترا نہ آئی۔ میں نے سوچ لیا کہ وہ مجھ سے ناراض ہو گئی ہے۔ مجھے کشتی میں کالے خان کی سرائے میں گزاری ہوئی رات یاد آئی جب چترا مادر زاد برہنہ حالت میں بڑے ناز کے ساتھ میرے کمرے کی خلوت میں آئی تھی اور میں نے بے رخی سے اسے ٹال دیا تھا۔ یقیناً اسے اپنی وہ بے توقیری پسند نہیں آئی ہو گی۔

مجھے اپنی کوتہ اندیشی پر سخت ملال ہوا۔ ناگ رانی تو میری تابع تھی اور میرا ہر حکم ماننے پر مجبور تھی لیکن چترا پر ایسی کوئی پابندی نہیں تھی۔ وہ محض ناگ رانی کی خواہش پر حسب توفیق میری مدد کرتی رہی تھی لیکن میں نے خود غرضی کے سبب اسے گنوا دیا تھا۔

چترا سے مایوس ہونے کے بعد میرے لئے اس کے سوا چارہ نہیں تھا کہ وہیں

رک کر سورج طلوع ہونے کا انتظار کروں اور پانچ سات میل کا باقی سفر پیدل ہی طے کروں۔

کچھ تلاش کے بعد بیل گاڑی کے ٹوٹے ہوئے ڈھانچے میں رام بھروسے کے ناشتے کی پوٹلی مل گئی۔ میں نے اس میں موجود سبزی اور پوریوں سے اپنی شکم سیری کی۔ اس وقت تک مشرقی افق پر سرخ لہریئے ابھر چلے تھے۔ لہٰذا میں آہستہ آہستہ سون مندر کو جانے والے کچے راستے کی طرف چل دیا۔

اس راستے پر پہنچنے کے بعد میری خوشی کی انتہا نہ رہی جب سورج کی روشنی میں مجھے ایک مندر کے چمکیلے کلس چمکتے نظر آئے۔ یقیناً وہی سون مندر کے آثار تھے۔

میں تیز قدموں کے ساتھ اس جانب بڑھنے لگا۔

کچھ دور چلنے کے بعد مجھے خیال آیا کہ ستارہ کی گمشدگی کے بعد میں خاصے کشت و خون میں ملوث رہ چکا ہوں۔ سب سے پہلے ہری چند میرے ہاتھوں مارا گیا۔ پھر ناگ رانی کی چھوٹی بہن کوشیا ناگ رانی کا لقمہ بنی اور اب فریدہ کی خاطر رام بھروسے ناگہانی مارا گیا۔

میں ناگ بھون کے نام پر رام بھروسے کے رد عمل کے بارے میں جتنا سوچ رہا تھا' اسی قدر الجھن ہو رہی تھی۔ آخر اس نام میں کیا تاثیر تھی کہ رام بھروسے پر دیوانگی کا دورہ پڑ گیا اور اس نے گہری ندی میں کود کر خود کشی کر لی۔ پھر اسی وقت ایک سانپ بیلوں پر حملہ آور ہوا اور آخر کار انہیں مار ڈالا۔ مجھے یقین تھا کہ یہ سب باتیں محض اتفاق نہیں ہیں۔ ان کے پس منظر میں کوئی بے حد پراسرار اور ڈراؤنی حقیقت پوشیدہ ہے۔

سورج چڑھنے تک میں سون مندر کے اتنے قریب پہنچ چکا تھا کہ مجھے مندر کے کلس اور دوسرے خد و خال صاف نظر آ رہے تھے مندر کے قریب آنے کے ساتھ میری تشویش بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ میں فریدہ کو گنگا دھر کی قید سے رہا کرانے جا رہا تھا اور گنگا دھر بہت پاپی شخص تھا' دوسری طرف میں چترا کی مدد سے محروم ہو چکا تھا۔ ان حالات میں اگر گنگا دھر اپنی کسی پوشیدہ طاقت کے سہارے مجھے بے بس اور مفلوج کر ڈالتا تو میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔

فکر اور تشویش کے باوجود میں اپنے راستے پر بڑھتا ہی رہا۔ جوں جوں میں سون مندر کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ میرا بے نام اضطراب بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ دن کی روشنی میں بھی سون مندر کے در و دیوار سے وحشت اور ویرانی ٹپک رہی تھی۔ اس کے اردگرد دور دور تک اجاڑپن برس رہا تھا جیسے قرنوں سے اس سرزمین پر کسی جاندار کے قدم نہ پڑے ہوں۔ روتی ہوئی آوارہ ہواؤں کی گونج اور بنجر مٹی کے آشفتہ سرگولے ہی اس سرزمین کا ازلی مقدر معلوم ہو رہے تھے۔

آخر کار میں سون مندر کی دیوہیکل اور نیم بوسیدہ عمارت سے ایک ڈیڑھ فرلانگ دور ٹھہر گیا۔ میں گنگادھر کے مسکن میں گھسنے سے قبل اپنی تمام تر قوت مجتمع کر لینا چاہتا تھا تاکہ اس معرکے میں شکست کا داغ نہ کھانا پڑے۔

میں نے ایک پتھر پر بیٹھ کر ہر طرف نگاہیں دوڑائیں لیکن کہیں سانپ کا سایہ تک نظر نہیں آیا جبکہ چترا اور رام بھروسے دونوں ہی نے اطراف میں پائے جانے والے خوفناک اور موذی سانپوں کی کہانیاں سنائی تھیں۔ کافی غور سے دیکھنے کے بعد مجھے زمین پر مختلف موٹائی کی بے شمار دھندلائی ہوئی بل دار لکیریں نظر آئیں جو میرے تجربے کے مطابق سانپوں کے رینگنے کے ہی نشانات تھے۔ اس دریافت کے بعد مجھے حیرت ہوئی کہ ابھی تک وہاں کوئی سانپ نظر نہیں آیا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید ناگ رانی کے منکے کے اثر سے سارے سانپ اپنے بلوں میں دبک گئے ہیں۔

کچھ دیر سانس لینے کے بعد میں اپنی جگہ سے اٹھا اور فیصلہ کن انداز میں سپے تلے قدم اٹھاتا سون مندر کی بلند و بالا سنگی فصیل کی جانب بڑھنے لگا اب میں ذہنی طور پر کسی حد تک گنگادھر سے ٹکر لینے کے لئے تیار ہو چکا تھا۔

ابھی میں چند قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ پشت سے کسی نے مجھے پکارا۔ میرا دل دہل اٹھا۔ اس ہولناک ویرانے میں میرا کون شناسا پیدا ہو گیا؟ میں بڑی پھرتی سے پیچھے پلٹا تو چترا نظر آئی۔ وہ بہت بدحواس نظر آ رہی تھی۔ اس کا حسین چہرہ دھواں ہو رہا تھا اور آنکھیں خوف سے کشادہ تھیں۔

"سلطان جی!! ٹھہر جاؤ۔" وہ خوف زدہ آواز میں چلاتی میری طرف لپکی۔

چترا کو اپنے قریب پا کر مجھے خاصی تقویت پہنچی "کیا بات ہے چترا۔ تم یہاں

کیسے؟" میں نے حیرت آمیز لہجے میں دریافت کیا۔

"چوٹ ہو گئی۔ بہت بڑی چوٹ ہو گئی۔" وہ اپنے چڑھے ہوئے سانسوں پر قابو پانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "یہاں سے لوٹ چلو' جتنی جلدی ہو سکے سون مندر سے اتنی دور نکل جاؤ کہ تمہیں اس کی ہوا بھی نہ لگ سکے۔"

"کیا ہوا۔ پوری بات بتاؤ۔" اس کی گھبراہٹ دیکھ کر میں بھی سراسیمہ ہو گیا۔

"سون مندر میں قدم رکھنے کے بعد تم عمر بھر آزادی اور سکھ کا سانس نہ لے سکو گے۔ وہاں تمہارے لئے چوہے دان تیار کیا گیا ہے۔ مجھے بڑا دھوکا ہوا۔ میں فریب کھا گئی' تمہاری بہن کسی انسان کے بس میں نہیں ہے' اس کی آڑ میں تمہیں پھانسا جا رہا ہے۔" چترا گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"چترا کیا بک رہی ہے تو؟" میں فرط حیرت سے بے اختیار چیخ پڑا۔

"بھاگو۔ یہاں سے بھاگو۔" وہ میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے بولی۔ "شیو ناگ کسی طرح رانی پر بھاری پڑ گیا ہے اور دس میل کی حد توڑ کر شملہ سے بھاگ نکلا ہے اور اب سون مندر میں چھپا ہوا ہے۔ اس نے تمہیں پھندے میں پھانسنے کے لئے تمہاری بہن کو تمہارے کٹنی پہنچتے ہی اغوا کر لیا ـــــــ اور اپنی شکتی کے سہارے مجھے دھوکا دے کر سون مندر آنے پر مجبور کیا۔ میں اس سارے خطرناک کھیل سے بے خبر تھی۔ اس نے میرا بدن روندنے کے بعد نشے کی اداکاری کرتے ہوئے مجھے وہ سب بتا دیا جو میں نے تم کو بتایا تھا' میری عقل پر پردے پڑ گئے تھے۔ سون مندر صدیوں سے ویران پڑا ہے اور یہاں کوئی پجاری نہیں رہتا۔ اس خوف ناک مندر پر شیو ناگ کی گرفت بہت مضبوط ہے۔ اس مندر میں دبے ہوئے خزانوں پر برسوں سے اسی کے گرگوں کا راج ہے۔ سون مندر میں قدم رکھنے والے کو دنیا کی کوئی طاقت شیو ناگ کے پنجے سے نہیں بچا سکتی۔ وہ جانتا تھا کہ آنکھیں کھل جانے کے بعد وہ ناگ رانی کے مقابلے میں کمزور پڑ گیا ہے اور اب آسانی سے ناگ رانی کو اپنی شکتی کے سہارے زیر نہ کر سکے گا۔ ناگ رانی کے پھندے سے نکلتے ہی اس نے پہلے تمہیں پکڑنے کا جال بنایا ہے۔ اس نے کٹنی میں تمہاری موجودگی کے موقع پر تمہاری بہن کو پکڑوا کر سون مندر میں قید کر لیا اور مجھے دھوکا دے کر' میرے راستے تمہیں بہکا دیا۔ اسے یقین تھا کہ تم اپنی بہن کا

سراغ ملتے ہی سون مندر کا رخ کرو گے۔ یہ جانے بغیر کہ یہاں گنگادھر کے بجائے شیو ناگ سے ٹکراؤ ہو گا۔ تمہیں پکڑنے کے بعد وہ تم سے ناگ رانی کا منکا چھین لے گا اور اس کی مدد سے ناگ رانی کو بے بس کر کے اپنا قیدی بنا لے گا۔ پھر تم دونوں اور تمہاری بہن فریدہ کو ناگ بھون کی قید کے ہولناک عذاب سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ یہ بہت بڑا جال ہے' آؤ یہاں سے بھاگ نکلو ورنہ سون مندر میں قدم رکھنے کے بعد ناگ بھون تمہاری سمادھی بن جائے گا۔"

یہ انکشاف سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں شیو ناگ کی ایک گہری سازش کا شکار ہونے والا تھا۔ میں کتنی آسانی کے ساتھ اپنے دشمن کی کمین گاہ میں پھنسنے جا رہا تھا۔ یہ تصور کر کے میری رگ و پے میں سنسنی دوڑ گئی۔ چترا نے ایک بار پھر میرا ہاتھ کھینچا اور میں مشینی طور پر اس کے ساتھ دوڑ پڑا۔ شیو ناگ کی راج دھانی' سون مندر کی بالکل مخالف سمت میں۔

دوڑتے ہوئے مجھے اندازہ ہوا کہ بیل گاڑی الٹنے والے حادثے کے بعد میں نے چترا کو طلب کیا تو وہ کیوں نہیں آئی تھی۔ یقیناً وہ ناگ رانی ہی کے چکر میں رہی ہو گی۔

"ناگ رانی کہاں ہے چترا؟" میں نے ہانپتے ہوئے سوال کیا۔

"شیو ناگ کے نکلتے ہی وہ سمندر کے نیچے جل منڈل میں چلی گئی ہے۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں تم شیو ناگ کے جال میں نہ پھنس گئے ہو۔ ناگ رانی جان دے دیگی پر شیو ناگ کے سامنے نہیں جھکے گی۔ اب تم بچ نکلے ہو' میں اسے خبر دوں گی تو وہ جل منڈل سے لوٹ کر شیو ناگ کا کوئی اپائے تلاش کرے گی۔"

"جل منڈل؟" میں نے سوال کیا۔ "یہ کیا بلا ہے؟"

"سمندر کے نیچے پہاڑوں میں بڑی بڑی گپھائیں ہیں جہاں جل ناگ رہتے ہیں۔ جل ناگوں کی دھرتی بالکل الگ ہے اور ان کی ناگ بھون میں بسنے والوں سے دشمنی چلتی ہے۔ ناگ رانی نے وہیں پناہ لی ہوئی ہے۔"

ہم دونوں پوری قوت سے دوڑے جا رہے تھے۔ میں نے ایک بار پلٹ کر سون مندر کی جانب دیکھا' وہاں ہلکا ہلکا غبار چھایا ہوا تھا۔

اچانک چترا زور سے چیخی۔ "سلطان جی۔ ہم پھنس گئے ہیں۔" اس کی آواز میں بے حد گھبراہٹ نمایاں تھی۔

اس کے الفاظ سنتے ہی مجھے بھی احساس ہوا کہ پوری قوت سے دوڑنے کے باوجود اب سون مندر سے ہمارا فاصلہ نہیں بڑھ رہا ہے۔ ہم جتنی تیزی سے قدم بڑھا رہے تھے اتنی ہی تیزی سے زمین ہمارے قدموں کے نیچے سے سرکتی محسوس ہو رہی تھی۔

"سلطان جی۔ قدم روک لو' دھرتی سرک رہی ہے۔" چترا نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

میں فوراً رک گیا لیکن چترا دوڑتی رہی اور پل بھر میں مجھ سے کئی گز آگے نکل گئی۔ وہاں ٹھہر کر وہ میری جانب پلٹی۔ "شیو ناگ تمہیں پکڑنا چاہتا ہے۔ تمہارے رکنے سے دھرتی رک گئی اور میں اس پھندے سے نکل آئی۔ اب میں بے بس ہوں۔ اس مصیبت سے شاید ناگ رانی ہی تمہیں بچا سکے گی' میں اسے خبر کرنے جا رہی ہوں' تم اپنے چاروں طرف ناگ رانی کے منکے سے کنڈل بنا لو۔ پل بھر میں شاید شیو ناگ خود ہی یہاں آنے والا ہے' وہ جو بھی کہے تم ناگ رانی کے آنے تک اس کنڈل سے باہر قدم نہ رکھنا۔"

یہ کہہ کر چترا فوراً ہی روپوش ہو گئی اور مجھے اپنا دل ڈوبتا محسوس ہونے لگا۔ میں ایک بار ناگ رانی کی موجودگی میں منحوس شیو ناگ کو دیکھ چکا تھا اور اب اس سے تنہائی میں مقابلہ ہونے والا تھا۔ چترا نے بھی رہائی کے بارے میں کوئی پرامید بات نہیں کی تھی۔ چترا اب تک ہمیشہ مجھے یقینی باتیں بتاتی رہی تھی لیکن اس بار اس نے شاید کا لفظ استعمال کیا تھا۔ مجھے اپنی تگ و دو کا انجام سامنے نظر آنے لگا۔ میں یقیناً بہت جلد ناگ بھون پہنچنے والا تھا لیکن آزاد حیثیت میں نہیں بلکہ شیو ناگ اور ناگ راجہ کے قیدی کی حیثیت میں۔

میں نے بے دلی کے ساتھ گلے سے منکا نکال کر اپنے گرد بڑا سا کنڈل کھینچا اور اس کے حوالے سے ایک بار یہ دیکھنا چاہا کہ سون مندر سے دور نکل سکتا ہوں یا نہیں۔ میں نے پوری قوت جمع کر کے دوڑنا شروع کیا' قدموں کے نیچے سے زمین نکلنے کا احساس ہوا لیکن میں کئی سیکنڈ تک دوڑتا رہا اور جب ٹھہرا تو خود کو اسی جگہ موجود

پایا۔ میں بالکل اسی جگہ' اسی کنڈل میں کھڑا ہوا تھا۔

اس بار میں بہت بری طرح پھنسا تھا اور وہ بھی شیو ناگ جیسے موذی کے پھندے میں۔

آخر میں تن بہ تقدیر ہو کر کنڈل کے وسط میں بیٹھ گیا۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ چوہے کی طرح شیو ناگ کا قیدی بننے کے بجائے اس سے مقابلہ کر کے مرنا پسند کروں گا۔ خواہ اس کے لئے مجھے کنڈل سے باہر ہی کیوں نہ نکلنا پڑے۔ کاش کہ مجھے اپنے اس فیصلے کی قیمت معلوم ہوتی اور میں جوش کے بجائے ہوش سے کام لیتا اور خود کو مکار شیو ناگ کے کاری وار سے بچانے کی کوشش کرتا۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 0345-5048559
Prop: Ali Khan

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
Cell: 0345-5048634 0345-5048559
Prop: Ali Khan

میں اپنے گرد ناگ رانی کے منکے سے بنائے ہوئے کنڈل کے وسط میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے فرار اور رہائی کے راستے بظاہر مسدود ہو چکے تھے۔ چند لمحوں میں میرا دشمن مجھ پر حملہ آور ہونے والا تھا اور میری مددگار ناگ رانی جل منڈل کی پراسرار دنیا میں روپوش تھی۔ مجھے کچھ علم نہ تھا کہ چترا کتنی دیر میں اس تک پہنچ سکے گی۔ میں نے نظریں گھما کر سون مندر کی جانب دیکھا تو وہ ویران عمارت گرد و غبار کے بگولے سے طوفان میں لپٹی نظر آئی۔ نہ جانے اس طوفان کے عقب میں میرے لئے کون سے مصائب موجود تھے۔

ابھی تک مجھے چترا کی اطلاع کے باوجود شیو ناگ کی آمد کے آثار نظر نہیں آئے تھے۔ میں نے سوچا کہ اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر آخری کوشش کر لینے میں کیا حرج ہے۔ میں نے پوری قوت سے ایک بار پھر سون مندر کی مخالف سمت میں دوڑنا شروع کیا اور میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اس مرتبہ بھی واضح طور پر زمین پیروں کے نیچے سے سرکنے کا احساس ہوا تھا۔ میرے قدم خود بخود رک گئے اور میں نے خود کو اسی جگہ اسی کنڈل میں موجود پایا جو میں نے ناگ رانی کے منکے سے اپنے گرد کھینچا تھا۔

ابھی میں اپنی اس ناکامی پر پریشانی پر آزردہ سا سر جھکائے کھڑا تھا کہ یک بیک مجھ سے چند گز کے فاصلے پر میرے سامنے ہوا کا ایک تیز گرداب پیدا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے مٹی سے دھول کا ایک بہت اونچا بگولا پیدا ہو گیا۔ چند ثانیوں تک وہ بگولا اسی جگہ ناچتا رہا اور جب وہ ایک طرف سمٹا تو بے اختیار میرا دل حلق میں دھڑکنے لگا۔

میرا خوفناک اور سفاک دشمن' شیو ناگ اس بگولے کے عقب سے نمودار ہو چکا تھا۔

میرا مکار دشمن میرے سامنے تھا۔ اس کے سیاہ اور جا بجا پھولے ہوئے چہرے کے

ہر نقش سے انتقام کا جذبہ ٹپک رہا تھا۔ اس کی پلکیں اور پپوٹے تیزی سے جھپک رہے تھے لیکن آنکھوں کے ڈھیلوں اور پتلیوں کی جگہ دو سیاہ گڑھے چمک رہے تھے کیونکہ کوشلیا کی خواب گاہ میں پیش آنے والے معرکے میں ناگ رانی اپنی شکتی کے زور سے اس کی آنکھیں پانی بنا کر بہا چکی تھی۔ وہ میری طرف منہ کئے کھڑا تھا۔ آنکھیں نہ ہونے کے باوجود ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ پوری طرح میری ایک ایک حرکت دیکھ رہا ہو۔ اس کے پتلے پتلے سیاہ ہونٹوں پر سفاک اور فاتحانہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی اور اس کے سر کے بالوں کی جگہ اگے ہوئے ہزاروں باریک باریک سانپ اپنی دموں کے بل بے چینی سے لہرا لہرا کر خوف آور انگڑائیاں لے رہے تھے۔ ان سب کی دبی دبی پھنکاروں نے مل کر بہت ہی دہشتناک سرسراہٹ کا آہنگ اختیار کر لیا تھا۔

اس وقت مجھے شدت سے پہلی بار یہ احساس ہوا کہ شیو ناگ کا اصلی روپ بہت ہی ہیبت ناک اور ڈراؤنا ہے ورنہ جب میں نے شملہ میں کوشلیا کی خواب گاہ میں پہلی بار شیو ناگ کو دیکھا تھا تو کچھ تاریکی اور کچھ یکایک وحشت کے باعث اس کے حلئے کی جزئیات پر غور نہ کر سکا تھا۔

شیو ناگ سر پر آ پہنچا تھا' فرار کی راہیں مسدود تھیں' پشت پر پھیلے ہوئے اجاڑ ویرانے میں سون مندر کی وہ لرزہ انگیز عمارت موجود تھی جہاں شیو ناگ نے بڑی چالاکی سے کام لے کر میرے لئے چوہے دان تیار کیا تھا اور سامنے وہ بذات خود موجود تھا۔ میں پابند تھا اور وہ پوری طرح آزاد۔ اسے اپنی آنکھوں کے علاوہ اب بھی بے شمار شکتیاں حاصل تھیں اور میں اپنی مددگار ناگ رانی کے بغیر اس کنڈل میں محصور ہو کر رہ گیا تھا۔

"مورکھ لڑکے۔ تیری شامت تجھے سون ہاٹ کے اس ویرانے تک لے آئی ہے جہاں ہر طرف شیو ناگ اور اس کے کرگوں کی راج دھانی ہے۔" شیو ناگ کی کھوکھلی اور غیر انسانی آواز سن کر میرا رواں رواں کانپ اٹھا لیکن وہ سرد آواز میں بولتا رہا۔ تیری قسمت میں ابھی آزادی کے چند سانس باقی تھے جو چترا نے تجھے سون مندر میں گھسنے سے روک دیا۔ ورنہ وہاں میں نے تیرے سواگت کا وہ بندوبست کیا تھا کہ تو مارا مارا ہو کر موت کی پرارتھنائیں کرتا اور موت تجھ سے بدک کر دور بھاگتی۔ تیرا جیون اتنا

کٹھن ہو تا کہ موت تجھے ایک انعام نظر آنے لگتی' پر شیو ناگ کے ہاتھ بہت لمبے ہیں تو مجھ سے بچ کر اب کہیں نہ جا سکے گا تو نے ناگ بھون کی رانی کو اپنے جال میں پھنسایا ہے تو میرے انتقام سے نہ بچ سکے گا۔۔۔ اگر زندگی کی کٹھنائیوں کے مقابلے میں آرام کی موت چاہتا ہے تو فوراً ناگ رانی کا منکا میرے حوالے کر دے ورنہ تجھے جیون بھر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر سسکنا پڑے گا۔"

میں ناگ رانی اور چترا کی دوری کے احساس سے خود کو بہت بے بس پا رہا تھا۔ شیو ناگ کے الفاظ میں چھپے اس کے عزائم نے میرے حوصلے کو بالکل پست کر دیا۔ مجھے صاف نظر آنے لگا کہ اس معرکے میں موت میرا مقدر بن چکی ہے' میں صرف اسی وقت تک زندہ رہ سکوں گا جب تک ناگ رانی کا منکا میرے قبضے سے نکل کر شیو ناگ کے پاس نہیں پہنچ جاتا۔ میں نے غیر ارادی طور پر اپنے گلے میں لٹکے ہوئے منکے کو چھوا اور دل ہی دل میں خدا کو یاد کرنے لگا۔ اس وقت مجھے اندازہ ہوا کہ آدمی مذہب سے کتنا ہی بیگانہ کیوں نہ ہو جائے' مصیبت اور جاں کنی کے لمحات میں اسے خدا ہی یاد آتا ہے۔

"بول۔ کیا کہتا ہے؟" میری خاموشی کا وقفہ طویل ہونے پر شیو ناگ واہنے ہاتھ کا مکا فضا میں لہرا کر چیخا۔

"کرو دکتے۔ تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ موت کا خوف دلا کر تو مجھے ہرگز زیر نہ کر سکے گا۔" میں نے اپنے اعصاب پر قابو پاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو سنبھل۔" شیو ناگ نے دو قدم آگے بڑھ کر اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی میری جانب اٹھائی اور اس ویرانے میں نہ جانے کہاں سے یک بیک بے شمار خوف ناک سانپ ابل پڑے۔ میرے چاروں طرف سانپ ہی سانپ پھیلے ہوئے تھے۔ پل بھر کے لئے میں بدحواس ہو گیا لیکن فوراً ہی مجھے چترا کی ہدایت یاد آ گئی کہ کسی بھی قیمت پر ناگ رانی کے آنے سے پہلے کنڈل سے باہر قدم نہ رکھا جائے اور میں اپنے ڈوبتے دل پر کسی نہ کسی طرح قابو پا کر اپنی جگہ کھڑا رہا۔

زمین سے ابلنے والے سانپ غصے سے پھنکارتے اور اپنی آتشیں زبانیں باہر نکالتے تیزی سے میری جانب لپکے۔ میری نبضوں کی رفتار تھمنے لگی' موت کے لاتعداد

ہرکارے میری طرف آ رہے تھے میں نے اپنے خوف کی شدت کو کم کرنے کے لیے آنکھیں بند کرلینی چاہیں لیکن اسی وقت ایک بہت حیرت ناک مگر حوصلہ افزا واقعہ پیش آیا۔ میری طرف بڑھتے ہوئے سانپوں کی یلغار جیسے ہی کنڈل کی لکیر تک پہنچی' فضا نیلی روشنیوں کے جھماکوں اور تڑاقوں سے کوند اٹھی اور یک بیک وہ سارے سانپ اس طرح غائب ہو گئے جیسے وہاں ان کا وجود ہی نہیں تھا۔ یہ واقعہ میرے لئے بہت حوصلہ افزا ثابت ہوا۔ میرے بھیگتے ہوئے مساموں میں ہلکی سی حرارت کی لہر دوڑ گئی اور میں شیو ناگ کے غضب ناک تیوروں پر نگاہیں جما کر اس کے اگلے حربے کا انتظار کرنے لگا۔

آنکھیں نہ ہونے کے باوجود شیو ناگ کو اپنی مافوق الفطرت قوتوں کے باعث اپنے حربے کا حشر معلوم ہو گیا اور وہ دوبارہ داہنی ہتھیلی میری جانب اٹھا کر کسی نامانوس زبان میں زور سے چیخا۔

اس کی آواز ڈوبنے سے قبل ہی اس کی ہتھیلی کے وسط سے نگاہوں کو خیرہ کر دینے والا' روشنی کا ایک تیز کوندا میری جانب لپکا۔ میرے قدم پیچھے کی جانب لڑکھڑائے لیکن اسی وقت وہ کوندا کنڈل والی لکیر کے اوپر پہنچتے ہی واپس پلٹ گیا' شیو ناگ دونوں ہاتھ چہرے کی طرف اٹھا کر اسی نامانوس زبان میں کچھ چیختا ہوا بے اختیار پیچھے ہٹا لیکن تیز روشنی کی زد سے خود کو نہ بچا سکا۔ وہ کوندا اس کی ٹانگوں سے ٹکرا کر غائب ہو گیا۔ شیو ناگ کرب ناک آواز میں چیخ کر کسی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح یوں زمین پر ڈھیر ہو گیا جیسے اس کی ٹانگیں اس روشنی کے اثر سے مفلوج ہو کر رہ گئی ہوں۔

اس واقعہ نے میرا حوصلہ بہت بڑھا دیا اور میں شیو ناگ کی درگت دیکھ کر زور زور سے ہنسنے لگا۔

"شیو ناگ جی! آج میں بھی تمہیں لولا لنگڑا ہی کر ڈالوں گا۔ اگر کوئی اور شکتی تمہارے پاس ہے تو اسے بھی آزما دیکھو۔ تمہاری ناپاک شکتیاں میرے پوتر جذبوں سے نہیں ٹکرا سکتیں۔"

"اگر مرد بچہ ہے تو کنڈل سے باہر آ کر مقابلہ کر۔ ناگ رانی کے منکے پر اتنا اکڑ رہا ہے۔" شیو ناگ نے اپنے قدموں پر اٹھتے ہوئے غضیلی آواز میں کہا۔

نہ جانے مجھے اچانک کیا سوجھی کہ جھک کر کنڈل کے اندر زمین سے مٹی کی ایک چٹکی اٹھائی اور شیو ناگ کو للکارتے ہوئے وہ چٹکی اس کی طرف اچھال دی۔ فضا میں کسی جانب سے بہت سے وزنی پتھر اڑتے ہوئے آئے اور شیو ناگ ان کی زد میں آ کر بری طرح زخمی ہو گیا۔ اس کے منہ سے بے پناہ گالیوں اور مغلظات کا طوفان امڈ پڑا۔

ابھی وہ میرے اس وار سے سنبھل کر اٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ میں نے پہلی چٹکی کا غیر متوقع اثر دیکھتے ہوئے ایک اور چٹکی اس کی طرف اچھال دی۔ "منہ گندا نہ کرو شیو ناگ جی ورنہ میں اسی طرح تمہارے بدن کا مرمہ بنا ڈالوں گا۔"

پتھروں کی دوسری بوچھاڑ زیادہ شدید اور ناقابل برداشت تھی۔ شیو ناگ کے بدن کے کئی حصوں سے خون بہہ نکلا اور وہ تکلیف سے بلبلا اٹھا۔

میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ اب ناگ رانی کے آنے تک شیو ناگ کو زمین سے نہ اٹھنے دوں گا۔ اس کا غصہ اور بے چارگی دیکھتے ہوئے میں اپنی چند لمحے قبل کی بے بسی کو بالکل بھول گیا تھا اور اپنے دوسرے وار کا رد عمل دیکھ کر فاتحانہ انداز میں زور زور سے ہنس رہا تھا کہ میری توقع کے برخلاف شیو ناگ حیرت ناک تیزی سے زمین سے اٹھا اور کراہتا اور لنگڑاتا ہوا تیزی سے ایک طرف کو بھاگ نکلا۔

میں نے جلدی سے کنڈل کی مٹی کی ایک اور چٹکی اس کی طرف ماری لیکن اس بار کچھ نہ ہوا۔ شاید اس کا اثر ایک محدود حلقے میں ہی ہو سکتا تھا۔

شیو ناگ بہت تیزی کے ساتھ لنگڑاتا اور گرتا پڑتا سیدھا سون مندر کی طرف بھاگا جا رہا تھا اور میں دل ہی دل میں...... اپنی اس کامیابی پر بہت خوش تھا۔ میں نے پہلی بار اپنی حاضر دماغی سے منکے کی ایک نئی تاثیر دریافت کی تھی اور اس کے سہارے نہ صرف خود کو خطرات سے بچایا تھا بلکہ اپنے ایک خطرناک دشمن کو منہ کی کھا کر بھاگ نکلنے پر مجبور کر دیا تھا' وقت گزرنے کے ساتھ منکے کے نئے نئے اسرار مجھ پر کھلتے جا رہے تھے۔

گو شیو ناگ مقابلے سے بھاگ نکلا تھا لیکن میں نے کنڈل سے باہر آنا مناسب نہ سمجھا۔ دشمن بہت مکار اور کینہ پرور تھا۔ نہ معلوم میرے کنڈل سے نکلتے ہی پلٹ کر وار کر بیٹھتا۔ میری سلامتی اب اسی میں تھی کہ کنڈل میں بیٹھ کر ناگ رانی کی آمد کا

انتظار کروں۔

شیو ناگ جب سون مندر کی طرف جا کر میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو میں کنڈل ہی میں آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ مجھے یقین تھا کہ میں جب تک کنڈل میں ہوں شیو ناگ ادھر کا رخ نہیں کرے گا۔

ابھی مجھے بیٹھے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ میرے سامنے ایک بار پھر ویسا ہی بگولا اٹھا جو ذرا دیر قبل شیو ناگ کی آمد سے پہلے بلند ہوا تھا۔ میں چونک کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

غبار صاف ہوا تو میرا اندیشہ درست نکلا۔ شیو ناگ ایک بار پھر میرے سامنے موجود تھا۔ اس کے چہرے پر غیض و غضب کے آثار نمایاں تھے اور اس کے سر پر اگے ہوئے سانپ بہت زیادہ بے چینی سے کلبلا رہے تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ ان باریک باریک سانپوں کی بے چینی اور سکون کا دار و مدار شیو ناگ کی طبیعت پر ہے۔ اس کے غصے اور بے چینی کا اثر براہ راست ان سانپوں سے ظاہر ہوتا تھا۔ اس بار شیو ناگ تنہا نہیں تھا۔ اس نے ایک بہت خوبصورت اور جوان سال لڑکی کا ہاتھ تھام رکھا تھا اور وہ لڑکی بہت زیادہ خوف زدہ تھی۔ اس کے چہرے کی سفید رنگت پھیکی زردی میں تبدیل ہو چکی تھی اور آنکھوں کے گرد گہرے سیاہ حلقے پڑے ہوئے تھے۔ جیسے اس نے کئی دن خوف اور وحشت کے عالم میں بغیر سوئے گزارے ہوں۔

میں نے شیو ناگ کو دیکھتے ہی زمین سے مٹی کی چٹکی اٹھا کر اس کی طرف اچھالی لیکن سب بے سود۔ اس مرتبہ بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔

"تو چالاک سمجھتا ہے خود کو۔" اندھے شیو ناگ نے حقارت بھری خوفناک آواز میں کہا۔ "تیری یہ چٹکی اس کنڈل سے دس گز تک ہی کام کر سکتی ہے۔ اس بار میں دیکھتا ہوں کہ تو میرا کیا بگاڑتا ہے۔"

"شیو ناگ جی! تمہیں آزادی ہے' پہلے تم وار کرو' میں کمزوروں پر پہل کرنے کا عادی نہیں ہوں۔" میں نے لاپروایانہ انداز میں اس سے کہا۔

"اس لڑکی کو پہچانتا ہے؟" شیو ناگ نے اس سہمی ہوئی لڑکی کا بازو مروڑ کر آگے کیا۔

"بھلا کون ہے یہ؟" میں نے لاپرواہی کا مظاہرہ کیا۔

"تیری سگی بہن۔ یہ وہی فریدہ ہے جس کی تلاش میں تو کتنی سے دیوانوں کی طرح میرے جال میں پھنسنے آیا ہے۔" شیو ناگ چبھتی ہوئی آواز میں بولا۔

"فریدہ!" میرے دل پر بے اختیار چوٹ سی لگی' میری بہن میرے بدترین دشمن کے قبضے میں تھی' میں نے برسوں کے بعد اسے دیکھا بھی تو کیسے مجبوری کے لمحات میں۔

"اور یہ تیرا بھگوڑا بھائی ہے۔ محمد سلطان خاں' جو ایک گورے کے ٹکڑوں پر پل کر کسی قابل ہوا تو اپنے سارے کنبے کو بھلا بیٹھا۔" شیو ناگ نے فریدہ کا چہرہ اپنی طرف گھما کر بے دردی سے کہا۔

"بھیا۔" فریدہ میری طرف گھوم کر درد بھری آواز میں چیخی۔ اس کے قدم میری جانب اٹھے لیکن اس کا ہاتھ شیو ناگ کی مضبوط گرفت میں تھا' وہ تڑپ کر رہ گئی اور بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ "بھیا! تم اب تک کہاں تھے' میں برباد ہو گئی' مجھے اس ڈراؤنے آدمی سے بچا لو' یہ مجھے کتنی سے اٹھا لایا ہے۔۔۔ میں تو اب کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں رہ گئی۔" اس کی بھرائی ہوئی آواز بے پناہ سسکیوں میں ڈوب گئی۔

میرا سر شرم سے جھکا ہوا تھا' فریدہ کے رونے کی آواز سن کر میں نے سر اٹھایا۔ وہ شیو ناگ کی گرفت سے نکلنے کے لئے پوری قوت سے مچل رہی تھی۔ کبھی وہ بے بسی کے ساتھ میری جانب دیکھتی اور کبھی شیو ناگ سے ہاتھ چھڑانے کی ناکام کوشش کرنے لگتی۔

"تیری بہن بڑی سندر ہے سلطان!" شیو ناگ نے بے حیائی کے ساتھ مجھے مخاطب کیا۔

بے اختیار میرا خون کنپٹیوں میں ٹھوکریں مارنے لگا اور میری غیرت یک بیک جوش میں آ گئی۔ "اس کا ہاتھ چھوڑ دے شیو ناگ۔" میں نے غضب ناک ہو کر اسے للکارا۔

"یہ کئی دن سے میرے پاس ہے' پر میں اس کی تتھ اتارنے کے لئے تیرے پہنچنے

کا انتظار کر رہا تھا۔ "اندھا شیو ناگ فریدہ کو اپنی آغوش میں دبوچنے کی کوشش کرتے ہوئے بے حیائی کے ساتھ بولا۔ "سون بلٹ کے اس ویرانے میں دھرتی کی کوئی طاقت اسے مجھ سے نہ بچا سکے گی۔"

"شیو ناگ نے یہ کہہ کر فریدہ کے لباس پر ہاتھ ڈالنا چاہا۔ میرا خون کھول اٹھا' میری آنکھوں سے غیرت و انتقام کی قہربار چنگاریاں برسنے لگیں اور میں اپنی بے بس بہن کو شیو ناگ کے ہوسناک عزائم کا شکار ہونے سے بچانے کے لئے عقاب کی طرح اس کی طرف جھپٹ پڑا۔

جیسے ہی میں شیو ناگ کے قریب پہنچا اس مکار نے ایک بھرپور قہقہہ لگا کر فریدہ کو بے دردی سے ایک طرف دھکیل دیا اور اپنی نامانوس زبان میں زور سے کچھ بولا۔

میرے قدموں میں اچانک کوئی نادیدہ زنجیر آ گری' ایک جھٹکا لگا اور میں منہ کے بل خاک پر ڈھیر ہو گیا۔

"شیو ناگ سے ٹکر لینا بچوں کا کھیل نہیں ہے مورکھ۔" وہ میری پیشانی پر ٹھوکر مار کر بولا۔ "تو سمجھ رہا تھا کہ کنڈل میں محفوظ ہو گیا ہے' دیکھ کتنے آرام سے میں تجھے اس کے باہر لے آیا۔"

میرے حلق سے چند بے معنی آوازیں نکل کر رہ گئیں۔ شیو ناگ کی ٹھوکر پڑتے ہی میری نگاہوں کے سامنے گنجان اور تاریک دائرے ناچنے لگے تھے۔

"دیکھ لے اپنی بہن کا بے جان بدن۔ ایسی ناریاں تو شیو ناگ کے قدموں کی خاک کو ترستی ہیں۔" اس نے حقارت سے کہا۔

میں نے کہنیوں پر زور دے کر زمین پر پڑی فریدہ کی جانب دیکھا۔ وہ پہلو کے بل بالکل ساکت پڑی ہوئی تھی۔ اس کا بدن نیلا ہو کر اکڑ گیا تھا اور اس کے بے جان چہرے پر معصومیت کا نور فروزاں تھا۔

شیو ناگ کا یہ ناپاک کھیل اب بالکل واضح ہو چکا تھا۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ مجھے کنڈل سے نکالے بغیر وہ مجھے زیر نہ کر سکے گا اس لئے چوٹ کھانے کے بعد اس نے مجھ پر بھرپور وار کیا تھا۔ فریدہ کو درمیان میں لا کر مجھے غیرت اور حمیت کے نام پر پاگل کر کے کنڈل سے باہر آنے پر مجبور کر دیا۔ کنڈل سے باہر نکلتے ہی میں اس کا اسیر ہو گیا

اور فریدہ شیو ناگ کے کسی موذی گرگے کے انتقام کا نشانہ بن گئی۔ وہ محض ایک آلہ کار تھی اور اس کی ضرورت ختم ہو جانے پر شیو ناگ نے اسے مروا دیا تھا۔

بے بسی کے بھرپور احساس نے مجھے پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیا۔ میں اپنے مکار دشمن کی چال کا شکار ہو چکا تھا اور اب پوری طرح اس کے رحم و کرم پر تھا۔

"کہاں گیا تیرا کنڈل اور کہاں ہے ناگ رانی!" شیو ناگ نے میری پسلیوں پر ٹھوکر مارتے ہوئے زہر میں ڈوبی آواز میں کہا۔

بے اختیار میرے منہ سے کراہیں نکل گئیں۔ پسلیوں میں اٹھنے والی درد کی ٹیسیں پیشانی کی تکلیف سے کہیں زیادہ شدید تھیں۔

"مکار' فریبی! مجھے دراصل تیری اصلیت سمجھنے میں دھوکا ہوا ورنہ قیامت تک مجھے زیر نہ کر سکتا تھا۔" میں نے نفرت اور غصہ سے کہا۔

اچانک مجھے کمزوری اور سخت زمین پر گھسیٹا جانے لگا حالانکہ اس ویرانے میں میرے اور شیو ناگ کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا لیکن پھر بھی مجھے کوئی گھسیٹ رہا تھا۔ میں اپنے ٹخنوں کے قریب آہنی زنجیروں کی چبھن محسوس کر رہا تھا' لیکن زنجیریں بھی نظر نہیں آ رہی تھیں۔

خراشوں اور زمین کی رگڑ سے پیدا ہونے والی تکلیف کو برداشت کرنے کی کوشش میں میری آنکھوں میں آنسو ابھر آئے لیکن میں اپنی کرب ناک چیخوں کو نہ روک سکا۔ میں کوشش کر رہا تھا کہ شیو ناگ کو اپنی لاانسیت اور سخت جان کا یقین دلا سکوں لیکن میرا دشمن بہت موذی اور چالاک تھا۔ اسے دھوکا دینا بے حد کٹھن کام تھا۔

پھر مجھے شیو ناگ کے قدموں میں لا کر روک دیا گیا۔ میرا سارا بدن لہولہان ہو چکا تھا۔ کپڑے بری طرح پھٹ گئے تھے اور میں اپنے بدن اور چہرے پر تازہ زخموں سے بہہ نکلنے والے خون کی لکیروں کو پھیلتا محسوس کر رہا تھا۔

"یہ ان زخموں کا انتقام ہے۔" شیو ناگ نے اپنی ٹانگوں اور خون آلود پیشانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اگر تو کنڈل سے مجھے زخمی کر سکتا تھا تو اب میں بھی تیری ہڈیوں کا سرمہ کر سکتا ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے شیو ناگ آہستگی سے میرے اوپر جھکا اور میرے گریبان میں ہاتھ

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ڈال کر کچھ ٹٹولنے لگا۔ میرا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ وہ یقیناً ناگ رانی کا منکا تلاش کر رہا تھا۔ مجھے پوری طرح زیر کر کے بعد اب وہ منکے کی مدد سے ناگ رانی پر قابو پانا چاہتا تھا۔ بے اختیار میرا جی چاہا کہ زمین سے اٹھ کر اس ہیبت ناک موذی سے لپٹ پڑوں میرا بدن تازہ تازہ زخموں سے چور تھا اور مجھ میں ہاتھ ہلانے تک کی سکت نہیں رہ گئی تھی۔ شیو ناگ کے سخت اور کھردرے ہاتھ میرے پھٹے ہوئے کرتے کے نیچے میرے زخمی سینے پر رینگ رہے تھے اور میں دل میں خدا سے دعائیں مانگ رہا تھا کہ کاش وہ منکا زمین پر گھسٹنے کے دوران کہیں گر گیا ہو اور اس مردود کے ہاتھ نہ لگ سکے تاکہ ناگ رانی آزاد رہے اور اپنی سلامتی کے ساتھ میری رہائی کے لئے بھی کچھ کر سکے۔ مجھے صاف نظر آ رہا تھا کہ منکا ملتے ہی شیو ناگ پوری سفاکی کے ساتھ مجھے بھی ٹھکانے لگا دے گا۔

شیو ناگ کے ہاتھ میرے سینے سے گردن تک آئے پھر پھسلتے ہوئے میرے بائیں پہلو میں جا پہنچے اور بے اختیار میرا دل تیزی سے دھڑک اٹھا کیونکہ میرے گلے میں لٹکا ہوا منکا میری بائیں پسلیوں کے نزدیک جھول رہا تھا۔ جیسے ہی شیو ناگ کی انگلیاں منکے سے ٹکرائیں' بے اختیار اس کے حلق سے ایک مسرت آمیز بھیانک چیخ آزاد ہو گئی۔

مجھے موت سر پر کھڑی نظر آ رہی تھی اور اب بظاہر میری نجات کا کوئی امکان نہیں رہا تھا' لیکن اسی وقت ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا۔ جیسے ہی شیو ناگ کی انگلیاں منکے سے ٹکرائیں' آسمان سے ایک بہت بڑا اور خونخوار گدھ غوطہ مار کر نیچے کی طرف آیا۔ میں دہشت سے چیخ پڑا کہ شاید وہ گدھ مجھے مردہ سمجھ کر مجھ پر جھپٹ رہا ہے لیکن اس سے پیشتر کہ شیو ناگ میری چیخ سن کر ہوشیار ہوتا اس گدھ نے شیو ناگ کے سر پر حملہ کیا اور شیو ناگ اچھل کر پیچھے الٹ گیا۔ اس کے سر پر بالوں کی جگہ اگے ہوئے تقریباً سارے ہی سانپ گدھ کے پنجوں سے بری طرح زخمی ہوئے تھے اور بری طرح لہرا لہرا کر پھنکار رہے تھے۔ کرب و اذیت کے ساتھ۔

اس ناگہانی آفت کے نتیجے میں منکا شیو ناگ کے ہاتھ سے نکل کر میرے گلے ہی میں رہ گیا تھا۔ میں نے اپنی پوری قوت جمع کر کے' بڑے حوصلے کے ساتھ اپنا سر گھمایا تاکہ اس خونخوار گدھ پر آخری نظر ڈال سکوں جس کی وجہ سے مجھے چند سانسوں کی

HAN BOOKS
& LIBRARY
7, SHABRA BAZAR, RAWALPINDI
0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

مہلت مل گئی تھی۔

وہ گدھ شیو ناگ کے سر پر جھپٹا مارتا ہوا تیزی سے زمین کی طرف گیا اور اس طرح گرا جیسے شیو ناگ کے سر پر اگے ہوئے سانپوں کے زہر نے اسے ختم کر دیا ہو۔ زمین پر گر کر وہ گدھ تیزی سے تڑپا اور اس وقت میری مسرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے گدھ کو ایک پرجلال سفید ناگن کا روپ دھارتے دیکھا۔

ناگ رانی عین وقت پر میری مدد کو آ پہنچی تھی۔

ابھی میں اسی طرف متوجہ تھا کہ مجھے اپنے دائیں جانب آہٹ سی سنائی دی۔ چونک کر ادھر پلٹا تو زمین سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئی شیو ناگ سے چند قدم کے فاصلے پر چترا کا مسکراتا ہوا چہرہ نظر آیا وہ بروقت سون مندر کے ویرانے میں پہنچ جانے پر بہت خوش نظر آ رہی تھی۔

میرے لئے قدرت نے بروقت کمک پہنچا دی تھی لیکن میں تھوڑی دیر قبل کی اذیتوں سے نیم جان ہو چکا تھا' میرا سارا بدن زخموں سے چور تھا اور مجھ میں اتنی سکت بھی باقی نہیں رہ گئی تھی کہ میں اپنے گریبان میں لٹکتا ہوا منکا نکال کر اپنے منہ میں ڈال لوں اور اپنے زخموں کی روح فرسا اذیتوں سے نجات پا لوں۔

اس گدھ کو ناگ رانی کا روپ بدلنے میں جتنی دیر لگی' اتنے ہی عرصے میں زخمی شیو ناگ کو اپنی کسی غیر معمولی حس کی مدد سے ناگ رانی کی آمد کا علم ہو گیا۔ وہ بجلی کی طرح لپک کر زمین سے اٹھا اور چترا کو اپنی مضبوط گرفت میں اس طرح جکڑ لیا کہ وہ ناگ رانی کے مقابلے میں شیو ناگ کی ڈھال بن گئی۔

"بدکار ناگن!" شیو ناگ پیچھے سرکتا ہوا نفرت اور غصے سے چیخا۔ "اگر تو نے مجھ پر وار کیا تو چترا ہی اس کا شکار ہو گی۔ تو نے مجھے ذرا بھی زک پہنچائی تو میں اس کی گردن توڑ ڈالوں گا۔"

ادھر شیو ناگ جیتی ہوئی بازی الٹ جانے پر غم و غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔ اس کے تیوروں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ جو کہہ رہا ہے بلا جھجک کر گزرے گا۔

ناگ رانی کا چمکتا ہوا نقرئی بدن زمین پر پیچ و تاب کھاتا رہا۔ وہ اپنی جگہ ٹھہری' اپنا چوڑا چکلا پھن پھیلائے ہوئے شیو ناگ کی طرف دیکھتی رہی۔

میں نے محسوس کیا کہ اس صورت حال کے باعث چترا کے چہرے کا رنگ اڑ گیا ہے۔ وہ شیو ناگ کی گرفت میں کسی سہمی ہوئی حقیری چڑیا کی طرح کانپ رہی تھی اور شیو ناگ اسے اپنی ڈھال بنائے چوکنے انداز میں آہستہ آہستہ میری جانب بڑھ رہا تھا۔

اچانک ناگ رانی کا بدن تیزی سے لہریئے کی صورت میں تڑپا اور وہ تیزی کے ساتھ میری طرف آئی۔ شاید میری طرح اس نے بھی اندھے شیو ناگ کے ارادے بھانپ لئے تھے۔ وہ مکار چترا کی آڑ میں ناگ رانی کو باتوں میں الجھا کر ایک بار پھر میرے گلے میں لٹکے ہوئے منکے پر اپنی قسمت آزمانے کی کوشش کر رہا تھا۔

میرے قریب آ کر ناگ رانی نے اپنا بدن میرے گرد حصار کی صورت میں پھیلا لیا اور پھن اٹھا کر شیو ناگ کی طرف متوجہ ہو گئی جو ناگ رانی کا اقدام دیکھ کر اپنی ہی جگہ پر رک چکا تھا اور اس سے چند قدم کے فاصلے پر میری مدتوں کی بچھڑی معصوم بہن' فریدہ کی اکڑی ہوئی بے جان لاش پڑی ہوئی تھی۔

شیو ناگ اپنی جگہ ٹھہرا چند ثانیوں تک غصے سے پیچ و تاب کھاتا رہا۔ نئی صورت حال نے اسے شدید جھلاہٹ اور مایوسی میں مبتلا کر دیا تھا۔ وہ ناگ رانی کے قریب آنے کا حوصلہ رکھتا تھا اور نہ ناگ رانی مجھے چھوڑ کر شیو ناگ پر جھپٹنے کا خطرہ مول لے سکتی تھی کیونکہ وہ بڑا مکار تھا۔ ذرا سی مہلت پاتے ہی منکے پر ہاتھ ڈال دیتا اور اب منکا ہی سارے مقابلے کا محور تھا۔ میری زندگی' چترا کی رہائی اور ناگ رانی کی آزادی کا دارو مدار محض اس بات پر تھا کہ منکا میرے گلے میں موجود تھا۔

اچانک شیو ناگ اپنی جگہ کھڑے کھڑے سانپوں کی سی آواز میں زور سے پھنکارا اور میرے آس پاس کی زمین نے ہزاروں چھوٹے بڑے سانپ اگل دیئے۔ سون مندر کا وہ ویرانہ بھانت بھانت کے سانپوں کی ملی جلی پھنکاروں سے گونج اٹھا۔ ان پھنکاروں سے دبا دبا خوف جھلک رہا تھا اور وہ سب سانپ ناگ رانی اور مجھ سے چند گز کے فاصلے پر دائرے کی صورت میں جمع ہو رہے تھے۔ انہوں نے ہر طرف سے مجھے اور ناگ رانی کو گھیر لیا تھا۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی سانپ آگے آ کر ناگ رانی پر پھن مارنے کی جرات نہ کر سکا۔

ناگ رانی نے اپنے بدن کو بل دیئے اور اس کا گرم گرم لپلپاتا ہوا بدن میرے

جسم سے لگنے لگا۔ اس نرم لمس نے مجھے بہت ڈھارس بندھائی اور میں نے ناگ رانی کے آہستہ آہستہ پھولتے پچکتے بدن سے اپنا سر ٹکا دیا۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ان تشویش ناک حالات میں ناگ رانی اپنے بدن کے لمس کے ذریعے مجھے حوصلہ مند رہنے کی تلقین کر رہی ہو۔ شیو ناگ بالکل ساکت و صامت اپنی جگہ کھڑا رہا۔ چترا کسی بے جان مجسمے کی طرح اس کی گرفت میں تھی اور نہ جانے کہاں کہاں سے ہزاروں سانپ ابل کر ناگ رانی کے گرد جمع ہوتے جا رہے تھے۔ شیو ناگ خود ناگ رانی سے ٹکرانے کے بجائے اپنے گرگوں کو موت کے منہ میں دھکیل رہا تھا۔

چند لمحوں کے توقف کے بعد ناگ رانی نے ایک بہت ہی خوفناک اور تیز پھنکار ماری جس کی گونج سے میرا دل دہل اٹھا' اس پھنکار کے ساتھ ہی آسمان سے خمدار اور نوکیلی چونچوں والے بڑے بڑے پرندوں کا ایک غول ان ہزاروں سانپوں پر ٹوٹ پڑا جنہوں نے ناگ رانی کو گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ پورے میدان میں عجیب افراتفری اور ہنگامے کا سماں بندھ گیا۔ شیو ناگ کی جانب سے آنے والے ان سانپوں میں کھلبلی سی مچل گئی کیونکہ آسمان سے بلائے ناگہانی کی طرح نازل ہونے والے خونخوار پرندے بڑی تیزی کے ساتھ ان سانپوں کو اپنی تیز چونچوں میں دبوچ کر نگلتے جا رہے تھے۔ بہت سے سانپ اس آفت سے گھبرا کر ناگ رانی کی سمت میں بھاگ پڑے اور ناگ رانی ایک ہی سانس میں کئی کئی سانپوں کو سالم نگل گئی اور میری نگاہوں میں فوراً ہی وہ منظر گھوم گیا جب ناگ رانی اپنی چھوٹی بہن کو زندہ نگل گئی تھی۔

پل بھر میں سانپوں سے بھرا ویرانہ خالی ہو گیا اور سارے خون آشام پرندے کریہہ آوازیں نکالتے تیزی کے ساتھ آسمان کی جانب اڑ گئے۔

میدان خالی ہو چکا تھا اور ایک بار پھر اندھا شیو ناگ تنہا رہ گیا تھا چترا ابھی تک ڈھال کے طور پر اس کی گرفت میں موجود تھی۔

اپنے وار کا حشر دیکھ کر وہ بہت سراسیمہ نظر آ رہا تھا اور اس کے سر پر لہراتے ہوئے زخمی سانپوں کی بے چینی میں کمی واقع ہو چکی تھی جو شاید خوف کا نتیجہ تھی۔ اس وقت صورت حال یہ تھی کہ ناگ رانی شیو ناگ اور سون مندر کے درمیان حائل تھی۔ طاقت کے اعتبار سے ناگ رانی اپنے دشمن پر حاوی تھی اور میرے قیاس کے

مطابق شیو ناگ کو اب سون مندر یا ناگ بھون کے سوا کہیں بھی ناگ رانی کے قہر سے پناہ نہیں مل سکتی تھی۔ ادھر میں زخموں سے چور اور اپنے طور پر منکے کی حفاظت کرنے کے ناقابل تھا' چترا شیو ناگ کے شکنجے میں پھنس کر بے بس ہو چکی تھی اس طرح ناگ رانی کے سامنے بیک وقت دو کٹھن مرحلے تھے۔ منکے کی حفاظت کرنا اور شیو ناگ کو فرار کی مہلت دیئے بغیر جہنم واصل کرنا۔ وہ زمین پر لوٹ لگا کر کوئی اور بہروپ نہیں بدل سکتی تھی کیونکہ اس درمیان میں شیو ناگ کو اپنا وار کر گزرنے کا موقع مل جاتا۔

شیو ناگ جس وقت میرے سامنے آیا تھا اس وقت سورج خاصا بلند ہو چکا تھا اور اب سورج سروں پر سے گزر کر آہستہ آہستہ مغرب کی جانب جھک رہا تھا اور مقابلے میں پیدا ہونے والا جمود ٹوٹنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ وقت ڈھلتا رہا۔ میرے زخموں پر خشک ہوتے ہوئے خون کی باعث اب ٹیس ہونے لگی تھی' نقاہت کے بڑھتے ہوئے احساس نے میرا ذہن ماؤف اور آنکھیں بوجھل کرنی شروع کر دی تھیں۔

آخر مجھ پر غفلت چھانے لگی۔ دن کے آخری پہر میں شیو ناگ نے کئی وار کرنے کی کوشش کی لیکن ناگ رانی کی ایک حیرت ناک اور گونجیلی پھنکار نے اسے بے اثر کر دیا' اس کے بعد میں نقاہت سے نڈھال ہو کر بے ہوش ہو گیا۔ دوبارہ حواس بحال ہوئے تو بدن کو جنبش دینا محال ہو رہا تھا میرا رواں رواں خراشوں اور زخموں کی تکلیف سے لرز رہا تھا۔ اس پر مستزاد بھوک اور پیاس کی ناقابل برداشت تکلیف تھی۔ میں نے بڑی کسل مندی کے ساتھ آنکھیں کھولیں تو مشرق سے نئے دن کا تابناک سورج طلوع ہو رہا تھا۔ سون مندر کے اس ویرانے میں شیو ناگ اور ناگ رانی کی مورچہ بندی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ دونوں حریفوں کے سامنے زندگی اور موت کا معاملہ درپیش تھا اور کوئی بھی خطرہ مول لینے کے لئے تیار نہیں تھا۔

دو دن گزر گئے لیکن صورت حال میں کوئی فرق نظر نہ آیا۔ بھوک' پیاس اور زخموں سے خون بہہ جانے کے سبب میری حالت غیر ہو چلی تھی۔ مجھ پر بار بار بیہوشی کے دورے پڑ رہے تھے۔ جب ہوش آتا تو اس وقت بھی ذہن مفلوج اور غنودہ سا ہوتا تھا۔ ناگ رانی' چترا اور شیو ناگ تو پراسرار قوتوں کے مالک تھے' ان کے لئے بھوک

ہو۔ پیاس کوئی مسئلہ نہیں تھی لیکن مجھے اپنی کربناک موت سامنے نظر نہیں آ رہی تھی۔ مجھے ہر وقت اپنے اردگرد موت کے فرشتوں کی پرچھائیاں ناچتی نظر آ رہی تھیں۔ زبان سوکھ کر تالو سے لگ چکی تھی' حلق میں شدید سوزش اور زخموں کا احساس قوت گویائی چھین چکا تھا۔ میں دل ہی دل میں یہ دعائیں مانگتا رہا کہ کاش اس اجاڑ اور سنسان ویرانے میں کچھ لوگ آ نکلیں تاکہ یہ اذیت ناک معرکہ آرائی ختم ہو لیکن وہاں کوئی نہ آیا۔ ناگ بھون کا نام سن کر پاگل ہو جانے اور پھر خودکشی کر لینے والے گاڑی بان کا بیان لفظ بلفظ پورا اترتا جا رہا تھا۔ اس موت کے ویرانے میں واقعی تاحد نظر کوئی ذی روح نظر نہ آتا تھا۔

تیسرے روز دوپہر کے وقت ناگ رانی یکایک بہت چست اور مستعد نظر آنے لگی۔ اس کا نرم اور لچکیلا بدن مٹی پر بھرپور لہریئے لے رہا تھا اور اس کی دہکتی ہوئی شعلہ رنگ زبانیں مسلسل فضا میں لپک رہی تھیں اس وقت مجھ پر بے ہوشی اور غنودگی کی ملی جلی کیفیت طاری تھی لیکن میرے لاشعور کی گہری تہوں میں یہ دھندلا سا یقین سر ابھار رہا تھا کہ ناگ رانی اب کچھ کر گزرنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ شاید وہ بھی اس روح فرسا انتظار سے بیزار ہو گئی تھی۔

آہستہ آہستہ ناگ رانی کا بدن میرے جسم سے علیحدہ ہونے لگا۔ میں نے محسوس کیا کہ فیصلہ کن لمحات سر پر آ چکے ہیں اور اس وقت میرے بوجھل پپوٹے آنکھوں پر جھکے جا رہے تھے۔ میں نے بدقت تمام اپنی آنکھوں میں ہلکی ہلکی جھریاں پیدا کیں۔ ناگ رانی واقعی اپنا بدن میرے گرد سے سمیٹ رہی تھی اور شیو ناگ بہت زیادہ بوکھلایا نظر آ رہا تھا۔ اس کے سر پر لہراتے زخمی سانپوں پر مردنی سی چھائی ہوئی تھی۔ ان میں سے کئی سانپ پہلے روز کے زخموں کی تاب نہ لا کر مر چکے تھے اور اب ڈھلکی ہوئی سیاہ بیلوں کی طرح شیو ناگ کے سر پر جھول رہے تھے۔

آخر ناگ رانی نے اپنا آدھا دھڑ زمین سے اوپر اٹھا لیا اور فضا میں چمچماتے ہوئے سنہرے رنگ کا ایک زندہ مینار لہرانے لگا۔ جس کی چوٹی پر ایک وحشت ناک پھن سانس لے رہا تھا۔ اس وقت پہلی بار مجھے ناگ رانی کے بدن کی پرشکوہ جسامت اور موٹائی کا صحیح اندازہ ہوا۔ وہ کسی طرح تیس پینتیس فٹ سے کم نہیں تھی۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

کچھ دیر تک اپنا نصف دھڑ فضا میں لہرانے کے بعد ناگ رانی بجلی کی سی سرعت سے شیو ناگ کی جانب لپکی۔ پل بھر میں نہ جانے شیو ناگ نے کیا داؤ چلایا کہ میں نے چترا کو کسی مجسمے کی طرح ناگ رانی کے بدن پر گرتے دیکھا' وہ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے کے لئے اس بوجھ کو اپنے بدن سے پھینک دینے کے لئے ٹھہری اور اتنی دیر میں شیو ناگ کسی مہیب عفریت کی طرح اچھل کر دیوانہ وار سون مندر کی طرف دوڑ پڑا۔ جب تک ناگ رانی اس کے پیچھے جاتی وہ بہت دور نکل چکا تھا اور آخر اس کا دھندلایا ہوا ہیولا سون مندر کی ویران عمارت کے نزدیک پہنچ کر غائب ہو گیا۔

ناگ رانی لٹے لٹے انداز میں میرے قریب آئی' زمین پر ایک لوٹ لگائی اور اگلے ہی ثانیے میں وہ کوشیلا کے سندر روپ میں آ گئی۔ اس کے بشرے سے تھکاوٹ عیاں تھی' نگاہوں میں تاسف اور ہونٹوں پر نیم دلانہ مسکراہٹ نظر آ رہی تھی۔

اس نے میرے قریب آ کر میرے گلے میں لٹکا ہوا منکا ٹٹولا' میرا دل بے اختیار ڈوبنے لگا' شاید وہ میری قریب المرگ حالت سے فائدہ اٹھا کر اپنا منکا چھین رہی تھی۔ لیکن میرا اندیشہ غلط ثابت ہوا' کوشیلا یا ناگ رانی نے بڑی محبت سے وہ منکا میرے منہ میں ڈالا اور چند ہی سیکنڈ میں میں توانائی اور صحت کے بھرپور احساس کے ساتھ زمین سے اٹھ گیا۔ میرا سارا بدن اور جا بجا پھٹا ہوا لباس خاک و خون میں غلطیدہ تھا۔

"رانی!" میں نے وفور جذبات سے بھرائی ہوئی آواز میں اسے پکارا اور اپنے بازوؤں میں بھینچ لیا۔ اس نے سپردگی کے انداز میں اپنا سر میرے شانے سے ٹکا دیا۔

وہ چترا کو ختم کر کے نکل گیا۔" ناگ رانی دکھ بھری آواز میں بولی۔ "اگر مجھے تمہاری بگڑتی حالت کا ڈر نہ ہوتا تو برسوں میں اسی حالت میں موقع کا انتظار کرتی اور ایک روز سون مندر کا یہ ویرانہ شیو ناگ کے پلید خون میں نہا جاتا۔"

"رانی۔ تم میری محسن ہو!" میں نے اس کے گداز بدن کے لمس سے مغلوب ہوتے ہوئے کہا۔ "تم میری حالت سے فائدہ اٹھا کر بڑی آسانی سے اپنا منکا واپس چھین سکتی تھیں۔"

"ہر بات کا کوئی کارن ہوتا ہے سلطان جی!" وہ اپنے رخسار میرے سینے پر رگڑتے ہوئے بولی۔ "شیو ناگ کے کھلے مقابلے پر آ کر میں ناگ بھون کی باغی بن گئی ہوں۔

اب تم ہی میرا پریم ہو' میرا جیون ہو' اگر میں ساری عمر بھی تمہارے بس میں رہوں تو مجھے دکھ نہ ہو گا۔ میں تمہیں زبان دیتی ہوں کہ تمہاری اچھا کے بغیر اب منکے کو ہاتھ بھی نہ لگاؤں گی۔"

پریم کا لفظ سن کر میرے دل پر چوٹ سی لگی اور میں نے آہستگی سے اسے اپنے سے علیحدہ کر دیا۔ مجھے غیر ارادی طور پر اپنی محبوب بیوی ستارہ یاد آ گئی تھی جس کی خاطر میں دربدر کی ٹھوکریں کھاتا اور مظالم سہتا پھر رہا تھا۔ میں آزاد ضرور تھا لیکن میری زندگی کانٹوں کی خطرناک سیج پر گزر رہی تھی اور ستارہ بے چاری ناگ بھون میں قید تھی۔ نہ جانے اس پر کیا کیا مظالم توڑے جا رہے تھے' اس کی آبرو پر ناگ راجہ کی ہوسناک نگاہیں لگی ہوئی تھیں اور میں یہ سب جانتے ہوئے بھی حالات کے سامنے بے بس تھا۔ "تم چنتا نہ کرو۔" ناگ رانی نے شاید میرے بشرے سے میرے خیالات بھانپ لئے۔ "میں تم سے وعدہ کر چکی ہوں کہ اپنے پریم کی خاطر تمہاری پتنی' ستارہ کو تم سے جدا نہیں رکھوں گی۔ ستارہ کے آ جانے کے بعد اگر تم مجھے یاد رکھو تو تمہاری مہربانی ہو گی' داسی کو بھول جاؤ تو کوئی شکایت نہ ہو گی۔"

"مجھے چترا کا افسوس ہے کوشیلا۔" میں نے بات بدل کر کہا۔ "وہ بڑی اچھی تھی۔ ناحق ماری گئی۔"

"میں اسی کی خاطر دو روز انتظار کرتی رہی۔ میں جانتی تھی کہ شیو ناگ خود کو میرے وار سے بچانے کے لئے چترا کو مروا دے گا پر تمہاری بگڑتی حالت نے مجھے مجبور کر دیا کہ چترا کی جان جوکھم میں ڈال کر شیو ناگ پر ٹوٹ پڑوں۔"

مرنے کے کچھ وقفے کے بعد چترا کی بے جان لاش انسانی جسم سے بدل کر پتلی سی ناگن کے روپ میں آ گئی تھی۔ اسے اور فریدہ کی لاش کو وہیں پڑا چھوڑ کر ہم دونوں سون مندر کی مخالف سمت میں واپس چل دیئے کیونکہ سون مندر میں پہنچ کر ناگ رانی بھی اندھے اور شکست خوردہ شیو ناگ کے سامنے بے بس ہو کر رہ جاتی۔

پھر ہم دونوں خاموشی سے راستہ طے کرنے لگے۔ اپنے مستقبل کے بارے میں میرے ذہن میں بھانت بھانت کے خیالات ابھر رہے تھے۔ جب بھی میرے ناگ بھون کی جانب سفر کا امکان پیدا ہوتا تھا کوئی نہ کوئی ناگہانی اور غیر متوقع مصیبت پیش آ جاتی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

تھی۔ اس بار شیو ناگ کو اتنی بڑی چوٹ ہوئی تھی کہ میرے نزدیک اس کی دوبارہ سرکشی بالکل یقینی تھی' اس کی کینہ پرور طبیعت سے مجھے ہر آن دھڑکا لگا ہوا تھا۔ ناگ رانی بھی خیالات کی دنیا میں کھوئی ہوئی تھی۔ وہ شاید شیو ناگ سے اگلے ٹکراؤ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

کچھ دور چلنے کے بعد ویرانے نے خود رو جنگل کا روپ دھار لیا۔ کوشیلا یا ناگ رانی بے دھڑک جھاڑیوں میں گھس پڑی۔ وہ میرا ہاتھ تھامے اتنی تیزی اور ہوشیاری کے ساتھ راستہ بناتی آگے بڑھ رہی تھی جیسے وہ ان اطراف کے چپے چپے سے واقف ہو۔

"کوشیلا۔" چلتے چلتے مجھے ایک بات کا خیال آ گیا۔

"ہوں۔" وہ ببول کی ایک جھاڑی عبور کرتے ہوئے بولی۔

"یہ جل منڈل کیا ہے؟" میں نے تجسس آمیز لہجے میں پوچھا۔

"تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔" اس نے مختصر سا جواب دیا۔

دن بھر کا تھکا ہارا سورج اب بڑے مضمحل انداز میں مغرب کی طرف جھکتا جا رہا تھا۔ درختوں اور جھاڑیوں کے سائے دراز ہوتے جا رہے تھے' فضا میں بھانت بھانت کے جانوروں کا ملا جلا شور گونج رہا تھا اور کوشیلا اتنی تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی جیسے اندھیرا پھیلنے سے قبل کسی خاص جگہ پہنچنا چاہتی ہو۔

"تم کہاں جا رہی ہو کوشیلا؟" کچھ دیر بعد مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔

"میرے پیچھے بڑھتے آؤ' آج کی رات ذرا بھاری گزرے گی۔ شیو ناگ اپنی ہار پر غصے میں پاگل ہو رہا ہو گا۔ وہ کھل کر مجھ پر تو ہاتھ نہ ڈال سکے گا' پر تم پر اس کا وار ہو سکتا ہے!"

اس کی زبانی یہ انکشاف سن کر میرے رگ و پے میں سنسنی سی دوڑ گئی اور غیر ارادی طور پر میرے قدموں کی رفتار تیز ہو گئی۔

جب آسمان پر سورج کی آخری شعاعوں کی دھیمی دھیمی آنچ باقی رہ گئی تو ہم درختوں کے اس گھنے جھنکاڑ میں ایک مختصر سے صاف قطعہ زمین پر پہنچ گئے۔ یہاں مضبوط ترپال کا ایک کشادہ سا خیمہ نصب تھا اور اس کے دروازے پر ایک حسین و جمیل لڑکی سراپا انتظار بنی کھڑی تھی۔ اس کی ناگن جیسی سیاہ زلفیں اس کے سینے کے

پرشوت ابھاروں پر مچل رہی تھیں۔ اس کے ہونٹوں کی سلگتی سی سرخی' رخساروں کا دودھیا سا نکھار' آنکھوں کی سیاہ' غزالی گہرائیاں' اور قامت و جسامت کے وصل انگیز امتزاج نے مجھے مسحور کر دیا اور میں ٹھٹک کر اسے دیکھتا رہ گیا۔

"سلطان جی۔ یہ تمہاری نئی داسی ہے۔ آؤ آگے آؤ۔" کوشیلا کی زبان سے یہ فقرے سن کر میں چونک پڑا اور شرمائی شرمائی سی اس دوشیزہ کے قریب پہنچ گیا۔

اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر بڑی ادا سے مجھے پرنام کیا' ہماری نگاہیں چار ہوئیں اور میرا دل بے اختیار تیزی سے دھڑک اٹھا۔ اس لڑکی کی آنکھوں سے خمار ٹوٹا پڑ رہا تھا اور اس کے وجود پر گدرائی ہوئی کسل مندی طاری تھی۔

"اس کا نام جے سیکا ہے!" ناگ رانی کہہ رہی تھی۔ "یہ ہر وقت تمہارے ساتھ رہے گی اور تمہاری رکھشا کرے گی۔ تم ہر وقت اسے دیکھو گے' اس سے بات کر سکو گے' اسے چھو سکو گے پر دوسروں کو نہ یہ دکھائی دے گی اور نہ وہ اس کی آواز سن سکیں گے۔ آج کی رات تم اس چھولداری میں گزارو۔ میں کل کسی وقت آؤں گی۔ جے سیکا بڑی شکتیوں کی مالک ہے۔ یہ شیو ناگ سے تمہارا بچاؤ کرے گی اور اگر یہ اس سے دب گئی تو میں ہر وقت تمہاری خبر رکھوں گی۔"

میں نے کوشیلا سے کچھ کہنے کے لئے جے سیکا کے گورے مکھڑے سے اپنی نگاہیں اٹھائیں تو اس کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ وہ اپنی بات پوری کر کے کہیں غائب ہو چکی تھی۔

"اندر آ جاؤ۔" جے سیکا نے چھولداری کا پردہ اٹھا کر گنگناتی ہوئی سی آواز میں کہا۔

میں نے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما اور میرے وجود میں چنگاریاں تیر اٹھیں۔ اس کا پورا بدن انگارے کی طرح دہک رہا تھا۔

اس کا ہاتھ تھامے میں چھولداری میں گھسا تو جنگلی پھولوں کی تیز بو نتھنوں میں گھسنے لگی۔ اس خیمے میں روشنی کا کوئی انتظام نہیں تھا وہاں پھیلی ہوئی کہر آلود سی قدرتی روشنی میں میں نے دیکھا کہ وہ خیمہ ہر قسم کے ساز و سامان سے محروم ہے۔ بس ایک گوشے میں پتوں کا اونچا سا پیال بنا ہوا ہے جس پر بے تحاشا پھول بکھرے ہوئے ہیں جنگلی پھولوں کی تیز اور مسحور کن خوشبو اسی گوشے سے ابھر رہی تھی۔

"تمہارے گھر میں روشنی نہیں ہے۔" میں نے اس کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا۔

"روشنی سے بسیرا کرنے والے پرندے تنگ ہوتے ہیں۔" وہ ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی۔ "تم پیال پر آرام کرو میں تمہارے لئے پھل ڈھونڈتی ہوں۔ سون مندر سے چلے آ رہے ہو' بھوکے ہو گے۔"

"ہاں جے سیکا۔ بھوکا تو بہت ہوں۔" میں ایک لمبا سا سانس لے کر بولا۔ "تھک بھی گیا ہوں۔ مجھے زندگی کے کٹھن راستوں پر دوڑتے دوڑتے بہت دن ہو گئے ہیں۔ میں اب سہارے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔" مجھ پر اچانک ستارہ کی یاد کے ساتھ قنوطیت طاری ہو گئی۔ وہ چونک کر مڑی۔ "کیا ہو گیا تم کو؟"

"کچھ نہیں۔" میں نے ایک سرد آہ لی۔ "تم پھل لاؤ۔ میں واقعی بھوکا ہوں۔"

وہ کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں سر جھٹک کر وہاں سے باہر نکل گئی۔ فضا میں گونجتا پرندوں کا شور اب لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتا جا رہا تھا۔ خدا کی وہ مخلوق رزق کے چند دانوں کی تلاش میں ہزاروں میل کے سفر میں ہلکان ہونے کے بعد اب شاید اپنے رازق کا شکر ادا کر رہی تھی۔ اپنی پوری قوت کے ساتھ' آواز کی پوری شدت کے ساتھ۔

میں تھکے ہوئے انداز میں پھولوں سے مہکتے اس نرم اور آرام دہ پیال پر گر گیا۔ کچھ دیر فلسفیانہ انداز میں سوچتا رہا پھر ذہن میں اوٹ پٹانگ خیالات ابھرنے لگے لور میرے ذہن پر غنودگی چھا گئی۔

کچھ دیر بعد جے سیکا ہی نے مجھے بیدار کیا۔ وہ پیال پر مجھ سے لگی بیٹھی تھی۔ تاریک فضا پر اب ایک عجیب اور لاہوتی سناٹا چھایا ہوا تھا۔ جے سیکا کا جوان' گداز لیا حرارت آگیں بدن کے لذت انگیز لمس کا شعوری احساس ہوتے ہی میرے ذہن پر خواب ناک سی دھند چھا گئی۔ "جے سیکا۔" میں نے آنکھیں میچ کر اپنا سر اس کی گود میں ڈال دیا اور میرے بازو اس کی کمر کے گرد سختی سے حائل ہو گئے۔

"میں پھل لے آئی ہوں۔" وہ رسیلی اور بھاری آواز میں بولی۔ اس کی آواز میں بھی جذبات کی گرم گرم پرچھائیاں لرز رہی تھیں۔

"تمہارے بدن میں ان پھلوں کی مٹھاس ہے جے سیکا۔" میں دیوانگی کی رو میں بہتا جا رہا تھا۔ جنگلی پھولوں کی اس سیج سے اٹھنے والی تیز مہکار میرے اس حیوانی خمار کو

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
Cell: 0345-5048634 . 0345-5041559
Prop: Ali Khan

اور گہرا کر رہی تھی۔

"سلطان جی!" وہ شوق اور احتجاج میں ڈوبی آواز میں بولی' اس کا بدن دہکنے سے کسمسایا فضا میں کپڑوں کی سرسراہٹ گونجی اور وہ بے تاب ہو کر میری آغوش میں آ گری مجھے یوں محسوس ہوا جیسے جاڑوں کی کسی ٹھٹھرتی ہوئی رات میں نرم اور گرم لحاف مجھ پر آ گرا ہو میرے لئے اپنے وجود کو سنبھالنا دشوار ہو گیا۔

اس رات' میں ایسی ہی خوفناک آندھیوں کے بھنور میں پھنسا رہا۔ ایک بگولے کو جے سیکا کی دوشیزگی کی بھینٹ دے کر سرد کیا تو اس سے بھی شدید دوسرے گرداب نے مجھے آ لیا۔ اس سے چھٹکارا ہوا تو جے سیکا پر بے خودی چھانے لگی۔ وہ پوری رات جنگلی پھولوں کی اس سیج پر پھولوں اور ایک پھول جیسے کومل بدن کو روندتے ہوئے گزری اور جب پرندوں کی چہکار نے رات کا طلسم توڑ کر نئی سحر کی آمد کا اعلان کیا تو جے سیکا تڑپ کر پیال سے اتر گئی۔

روشنی کی کرنیں نمودار ہوئیں تو جے سیکا اپنی ساڑھی میں لپٹی لپٹائی خیمے کے ایک کونے میں بیٹھی تھی۔ اس کی نگاہوں میں اب حیا کی جگہ بے حجابی کوند رہی تھی۔ اس کا انگ انگ رات کے رنگین لمحوں کی یاد میں مسکرا رہا تھا۔

جب میں جے سیکا کے لائے ہوئے پھلوں سے آتش شکم سرد کر رہا تھا تو خیمے کا پردہ ہٹا کر کوشیلا گھبرائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوئی۔

میں اس کی وحشت دیکھ کر بوکھلا گیا جے سیکا بھی ہڑبڑا گئی۔

"یہاں سے جلدی نکلو ورنہ پچھتانے کی مہلت بھی نہ ملے گی۔" کوشیلا یا ناگ رانی مجھے جھنجوڑ کر بولی۔

"کیا ہوا رانی؟" جے سیکا سہمی ہوئی آواز میں بولی۔

"شیش ناگ کی بار پر ناگ راجہ آگ بگولا ہو کر خود سون مندر آ پہنچا ہے۔ اس کا سامنا ہو گیا تو ہم میں سے کوئی نہ بچ سکے گا۔ اب اس دھرتی پر ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ ہم جل منڈل میں پناہ لیں گے وہاں ناگ راجہ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ وہ ایک دن میں تین پہر سے زیادہ وقت ناگ بھون سے باہر نہیں رہ سکتا ورنہ اس کا سنگھاسن چھن جائے گا۔ آج ہم اس سے بچ گئے تو پورے ایک برس وہ ہمارے مقابلے کے لئے

ناگ بھون سے باہر نہ آ سکے گی۔" ناگ رانی نے گھبرائی ہوئی آواز میں یہ کہہ کر مجھے آنکھیں بند کر لینے کی ہدایت کی۔

میں نے اس ہدایت پر فوراً عمل کیا۔ آنکھیں موندتے ہی مجھے اپنا بدن ایک دم ہلکا ہو جانے کا احساس ہوا پھر یوں لگا جیسے زمین کی گہرائیوں میں دھنستا جا رہا ہوں لیکن میں نے آنکھیں نہ کھولیں۔ چند ثانیوں بعد میری حالت معمول پر آ گئی اور مجھے قریب ہی سمندر کی غضب ناک لہروں کا شور سنائی دینے لگا۔

"آنکھیں کھول لو سلطان جی!" ناگ رانی کی نرم آواز سنائی دی۔ میں نے آنکھیں وا کیں تو حیران رہ گیا۔ ہم لوگ سون ہاٹ کے نواحی جنگلات کے بجائے سمندر کے ٹھاٹھیں مارتے اور جھاگ اڑاتے پانی کے قریب پتھریلے ٹیلوں پر کھڑے تھے۔ ستے بھی ہمارے نزدیک موجود تھی' میرے برعکس وہ بالکل پرسکون نظر آ رہی تھی۔

"اب تمہیں میرا اور ستے سیکا کا ہاتھ تھام کر ساگر میں کودنا ہے۔" ناگ رانی تمکنت آواز میں بولی۔ "میں تمہیں جیون کا بھروسہ نہیں دلا سکتی۔ اگر میں جل منڈل پہنچنے تک تمہیں سانس روکنے میں مدد دے سکی تو ٹھیک ہے' اور تمہارا دم اکھڑنے کے بھگوان کے لئے مجھے دوش نہ دینا۔ ناگ راجہ کے ہاتھوں برسوں تک سسک سسک کر مرنے سے یہ موت بہتر ہو گی۔"

میں فوراً ہی ناگ رانی کو اس بات کا جواب نہ دے سکا۔

"ہم اس سے وہاں کھڑے ہیں جہاں پوتر گنگا جل دھرتی پر سونا بکھیرنے کے بعد نیلے ساگر میں آ ملتا ہے۔ اس جزیرے کا نام کالی بھومی ہے۔ جب پانی چڑھتا ہے تو کالی بھومی ساگر کے جھاگ اڑاتے پانیوں میں ڈوب جاتا ہے..... کود جاؤ سلطان جی' کیا سوچ رہے ہو؟" ناگ رانی جلدی جلدی بولی۔

"میں تمہاری۔" میرا جملہ نامکمل رہ گیا۔ آسمان پر روشنیوں کے چکا چوند کر دینے والے تیز کوندے لپکتے ہوئے ہماری طرف چلے آ رہے تھے۔

"ناگ راجہ آ رہا ہے۔" ناگ رانی سخت خوف زدہ آواز میں چیخی اور مجھے کچھ نامانوس الفاظ ادا کرنے کی ہدایت کی جیسے ہی میرے منہ سے وہ الفاظ نکلے' میرا داہنا ہاتھ ناگ رانی نے تھاما' بایاں ہاتھ ستے سیکا نے پکڑا اور وہ دونوں مجھے لے کر ٹھاٹھیں مارتے

سمندر میں کود پڑیں۔ سمندر کے سرد پانی میں کودتے ہی میرے رگ و ریشے میں خوف کی لہریں دوڑ گئیں۔ مجھے اپنا متوقع اندوہناک انجام سامنے نظر آنے لگا۔ خوف' دہشت اور وسوسوں سے میری حالت غیر تھی اور وہ دونوں مجھے سنبھالے بڑی مہارت کے ساتھ سمندر کی تہہ میں اترتی جا رہی تھیں۔ ہم جیسے جیسے سمندر کی تہہ سے نیچے ہوتے جا رہے تھے' نیلے اور شفاف پانی کا تلاطم بوجھل سے ٹھہراؤ میں بدلتا جا رہا تھا۔

یہ ایک حیرت ناک بات تھی کہ ناگ رانی کے بتائے ہوئے ناقابل فہم کلمات پڑھنے کے بعد میرا سانس خود بخود رک چکا تھا' میری آنکھیں کھلی ہوئی تھیں' میں سمندر کے نیچے بحری حشرات الارض اور مچھلیوں کو ادھر ادھر چھپتے دیکھ رہا تھا لیکن پانی میری آنکھوں میں نہیں گھس رہا تھا۔ مجھے صرف ایک خوف تھا۔ جوں جوں ہم گہرائی میں اترتے جا رہے تھے مجھے اپنے بدن پر پانی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کا ہلکا ہلکا احساس ہو رہا تھا۔ ممکن تھا کہ جل منڈل پہنچنے سے قبل ہی میرا بدن اس سمندری دباؤ کے مقابلے میں جواب دے جاتا۔

ان دونوں کی عمودی گہرائی میں اترنے کی رفتار بہت تیز تھی۔ ان کی ساڑھیاں جسموں سے الگ ہو کر سمندر کی بے کراں وسعتوں میں کہیں گم ہو چکی تھیں۔ ان کے جوان اور برہنہ جسم میرے قریب تھے لیکن اس وقت جان کا خوف اتنا وحشت انگیز تھا کہ میں نظر بھر کر ان کی طرف دیکھ بھی نہ سکا۔ ابھی ہم بمشکل چند فیدم ہی نیچے گئے ہوں گے کہ اچانک سمندر میں خوفناک بھونچال آ گیا۔ ہم تینوں تنکوں کی طرح لرزنے لگے۔ غضب ناک تھپیڑے ہم تینوں کے ٹکڑے اڑا ڈالنے کے لئے بے چین ہو رہے تھے۔ میں تہہ سمندر کے نیچے پیدا ہونے والے بحری طوفانوں کے بارے میں کچھ معلومات رکھتا تھا اور مجھے یقین تھا کہ یہ ناگہانی مصیبت ہمیں زندگی سے محروم کئے بغیر نہیں ٹلے گی۔

اچانک مجھے احساس ہوا کہ ناگ رانی کے کچھ خیالات میرے دماغ میں منتقل ہو رہے ہیں۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ میری پیشانی کے وسط میں گھور رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں جلال کی سرخی چمک رہی تھی۔ غالباً ناگ رانی اپنی نگاہوں کی غیر انسانی' سحراتی قوت سے کام لے کر مجھے خاموش ہدایات دے رہی تھی۔

"اپنا بدن بالکل ڈھیلا چھوڑ دو تاکہ ہم تیزی سے جل منڈل کا سفر طے کر سکیں۔ ناگ راجہ کلی بھومی پر پہنچ چکا ہے اور اپنے اگن جل ساگر میں پھینک رہا ہے۔" ناگ رانی کی ہدایات میں نے اپنے دماغ میں گونجتی محسوس کیں۔ "اگر ہم اگن جل میں پھنس گئے تو چوہوں کی طرح پکڑ لئے جائیں گے۔" میں نے اپنا بدن بالکل ڈھیلا چھوڑ دیا۔

وہ دونوں تیر کی طرح پانی کو کاٹتی ایک خاص سمت میں گہرائی عبور کرتی جا رہی تھیں اور اب سمندری بھونچال بھی دھیما پڑنے لگا تھا۔ ان کی جان توڑ کوششیں آخر کار رنگ لائیں اور کچھ دیر بعد ہم سمندر کی اتنی گہرائی میں پہنچ گئے جہاں ناگ راجہ کے اگن جل کام نہیں کر رہے تھے۔

یہ سمندری سفر جاری ہوئے دیر گزر گئی لیکن سمندر میں کہیں ایسا نشان نظر نہ آیا جہاں یہ سفر ختم ہونے کا شبہ ہو سکتا۔ میرا بدن پانی کی مخالف سمت میں غوطہ خوری کرتے رہنے کے باعث اب اس طرح دکھ رہا تھا جیسے کسی نے کئی دن تک مجھے چابکوں سے بری طرح مارا ہو۔

میں نے بے چارگی سے ناگ رانی کی جانب دیکھا اور اس کے خیالات محسوس کیے۔ "اپنے دکھ پر دھیان نہ دو۔ تھوڑی ہمت سے کام لو' جل منڈل اب زیادہ دور نہیں ہے۔"

میری تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ اس بیکراں سمندر میں سرد پانی لہو... اپنے بدن کی تکلیف کے سوا کوئی اتنی غیر معمولی چیز نہ تھی جو تکلیف کی طرف سے میرا دھیان ہٹا سکے۔ مجھے اپنے پٹھے اکڑتے محسوس ہوئے' سارے بدن میں درد کی ٹیسیں دوڑ رہی تھیں۔ بڑھتے بڑھتے یہ تکلیف ناقابل برداشت ہونے لگی اور میرے دماغ پر برف جمنی شروع ہو گئی۔ کچھ دیر تک میں اپنے حواس میں رہا پھر میرا دماغ ... شل ہو گیا۔ مجھ پر بار بار غشی کے دورے پڑنے لگے لیکن شاباش ہے ان جواں ... لڑکیوں کو۔ وہ اپنی مافوق الفطرت قوتوں اور مضبوط ارادوں کے سہارے مجھے کھینچ... رہیں۔ آخر شفاف پانی کے نیچے سورج کی منعطف ہوتی ہوئی روشنی میں مجھے سب... مونگے کی دھار دار چٹانیں چمکتی نظر آئیں اور میرے ذہن پر چھایا تکلیف کا احساس...

ختم ہو گیا۔ مجھے اچانک بے انتہا خوشی ہوئی کہ توقع کے برخلاف ابھی تک میرا سانس نہیں ٹوٹا تھا۔

ہم قریب پہنچے تو کہیں سے زبردست زناٹوں کی آوازیں ابھرتی سنائی دیں جیسے کسی چٹانے سے غار کے دہانے سے بہت زیادہ مقدار میں پانی خارج ہو رہا ہو۔

"یہ ایک گپھا میں پانی گھسنے کی آواز آ رہی ہے۔ وہی گپھا ہمیں جل منڈل تک لے جائے گی۔ میں تنہا ہوتی یا سجے بیکا بھی ساتھ ہوتی تو بہت جلد ناگ منڈل پہنچ جاتی۔ تمہاری وجہ سے یہ راستہ بہت کٹھن اور لمبا ہو گیا ہے۔" مجھے ناگ رانی کی آواز اپنے دماغ میں گونجتی محسوس ہوئی۔ ذرا دیر بعد ہی ہم سیپ اور مونگے کی ان خوف ناک اور جان لیوا چٹانوں کے گرد چکر کاٹنے ان سے ملی ہوئی ہیبت ناک پتھریلی چٹانوں تک پہنچ گئے۔ وہ چٹانیں حد نظر تک سمندر میں اوپر اٹھتی چلی گئی تھیں اور ان ہی کے درمیان سیاہی سبز کائی اور سمندری گھاس سے گھرا ہوا ایک بہت بڑی گپھا کا دہانہ نظر آیا جس میں پانی داخل ہونے سے ہولناک شور پیدا ہو رہا تھا۔ لاکھوں ٹن پانی زناٹے دار آوازیں پیدا کرتا اس گپھا میں گھس رہا تھا۔

"یہی جل منڈل کا راستہ ہے۔" مجھے ناگ رانی سے معلوم ہوا۔ "ہم کھلے ساگر میں ڈیڑھ ہزار فیدم (سمندری میل) نیچے آ چکے ہیں۔"

"ڈیڑھ ہزار فیدم۔" میں یہ سن کر کانپ اٹھا۔ یہ وہ گہرائی ہے جہاں انسان تو کیا آہن و فولاد بھی سمندری دباؤ سے حقیر بلبلوں کی طرح پچک کر مسخ و برباد ہو جاتا ہے۔

پل بھر کے لئے گپھا کے سامنے ناگ رانی اور سجے بیکا ٹھہریں مجھے محسوس ہوا جیسے وہ گپھا اپنا منہ پھاڑے خوف ناک آوازوں میں ہمیں بھینٹ کے لئے پکار رہی ہے۔ میں زیادہ دیر یہ سب نہ سوچ سکا۔ ان دونوں نے گپھا کا رخ کیا۔ ان کے بدن جنبش میں آئے اور گپھا میں گھسنے والا ایک غضب ناک ریلا زناٹے دار آواز کے ساتھ ہمیں ہمراہ لے کر اتنی تیزی سے گپھا کے دہانے میں داخل ہوا کہ میں فوراً بے ہوش ہو گیا۔

دوبارہ ہوش آیا تو سب سے پہلا احساس بے پناہ نقاہت کا تھا لیکن جب یہ اندا... ہوا کہ اب ہم نیچے جانے کی بجائے اوپر اٹھ رہے ہیں تو میں پریشان ہو گیا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"ہم اسی گپھا میں جا رہے ہیں۔ یہ ساگر کی تہہ سے اوپر اٹھ کر جل منڈل تک جاتی ہے' دیکھو جل منڈل سے سینکڑوں جل ناگ ہمیں لینے آ پہنچے ہیں۔" ناگ رانی نے مجھے مطلع کیا۔

میں نے اردگرد نظریں دوڑائیں تو حیران رہ گیا۔ ہمارے اردگرد گپھا میں پانی کے بہاؤ میں بغیر پھن والے سینکڑوں جل ناگ بے چینی سے کلبلاتے اوپر اٹھ رہے تھے۔

مجھے بے اختیار اپنی دنیا یاد آ گئی۔ میں اپنے جیسے انسانوں سے نہ جانے کتنی دور آ چکا تھا' پتہ نہیں کہ جل منڈل سے میری واپسی بھی ہوتی یا نہیں۔ مجھے ستارہ یاد آئی جو اپنی دنیا سے دور ناگ بھون میں قید تھی اور میں حالات سے مجبور ہو کر جل منڈل کی اجنبی دنیا میں پناہ لینے جا رہا تھا۔ اپنی دنیا سے دوری کا احساس ہوتے ہی مجھ پر گھبراہٹ اور خوف نے حملہ کر دیا۔ تنہائی اور اجنبیت کے خوف اور سائے میرے ذہن پر چھانے لگے۔ وہ سفر طویل ہوتا جا رہا تھا۔ گپھا کسی شیطان کی آنت کی طرح لمبی ہوتی جا رہی تھی۔ اپنے خوف اور گھبراہٹ کے باعث اب مجھے اپنا دم سینے میں گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس ہولناک سفر کے انجام کے بارے میں ابھی تک میں بے یقینی اور تذبذب کا شکار تھا۔

خدا خدا کر کے گپھا اوپر دو حصوں میں تقسیم ہوتی نظر آئی۔ اس مقام پر گپھا کی چوڑائی بہت زیادہ بڑھ جانے کے باعث پانی کا بہاؤ قدرے سست ہو گیا تھا۔ ناگ رانی اور جے سیکا ہاتھ پاؤں مار کر ایک کنارے پر ہو گئیں اور جب اوپر اٹھتے اٹھتے ہم تینوں اس جگہ پہنچے جہاں وہ گپھا دو حصوں میں تقسیم ہو رہی تھی تو وہ دونوں پیروں پر زور دے کر پوری قوت سے اچھلیں اور ہم تینوں اس گپھا کے ایک حصے میں جا پڑے۔ جب میں نے خشک اور پتھریلی زمین پر گر کر خود کو پانی سے باہر محسوس کیا تو مسرت اور خوف سے ملی جلی چیخ میرے حلق سے آزاد ہو گئی۔ وہ گپھا میرے لئے ایک حیرت ناک عجوبہ تھی۔ زور شور سے بہتا ہوا پانی اس کے ایک حصے میں اوپر اٹھتا جا رہا تھا اور دوسرا حصہ جس میں ہم تینوں کود پڑے تھے' وہاں پر کسی رکاوٹ کے بغیر خشک اور پانی کے بہاؤ سے محفوظ تھا۔ خشکی پر قدم ٹکتے ہی میرا سانس خود بخود دوبارہ جاری ہو چکا تھا۔

"دھنیہ ہو سلطان جی! ہم صحیح سلامت جل منڈل آ پہنچے۔" ناگ رانی یا کوشیلا نے

جذبات سے مغلوب آواز میں یہ کہتے ہوئے مجھے اپنی بانہوں میں لے لیا' اس کا ننگا بدن اتنے طویل عرصے تک ٹھنڈے پانی میں رہنے کے باوجود گرم محسوس ہو رہا تھا۔

"بڑی کٹھن ہوئی مجھے۔۔۔ واقعی کٹھن سفر تھا یہ۔" میں نے اس کے داہنے رخسار پر اپنے ہونٹوں کی ایک جذباتی مہر ثبت کرتے ہوئے کہا۔ اسی وقت گپھا میں سمندری پانی کے طوفانی اخراج میں سے سینکڑوں جل ناگ شوں۔۔۔ شوں کی آوازوں کے ساتھ اچھل اچھل کر گپھا کی خشک شاخ میں آنے لگے۔ ان میں سے ایک بڑا سا جل ناگ کوشیلا کے پیروں کے نزدیک آیا' اپنا سر اس کے قدموں پر رگڑا اور پھر اس کی پنڈلیوں پر سرسراتا ہوا اوپر بڑھنے لگا۔

میں نے اپنے اور ناگ رانی کے بھیگے ہوئے جسموں کے درمیان اس کے بدن کی کلبلاہٹ محسوس کر کے تیزی سے ناگ رانی کو خود سے علیحدہ کر دیا' وہ جل ناگ بدستور اس کی ٹانگوں پر اوپر کی جانب بڑھ رہا تھا۔

جے سیکا ایک جانب کھڑی ہوئے غور سے میری جانب دیکھ رہی تھی۔ "کوشیلا یہ کیا بے ہودگی ہے۔" میں نے اس کی ٹانگوں پر بڑھتے ہوئے جل ناگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ کہاں جا رہا ہے' اپنے لباس کا انتظام کرو۔"

ناگ رانی نے اپنے لچکیلے بدن کو جھٹکا دیا اور وہ ننھا جل ناگ زمین پر گر گیا۔ پھر اس نے ہنس کر فضا میں دوبارہ اپنے داہنے ہاتھ کو گردش دی اور اسکے ساتھ جے سیکا کے ننگے بدن پر بھی قیمتی لبادے آ گرے۔ نہ جانے کہاں سے۔

"یہ جل منڈل کی جل کماری کا اکلوتا لڑکا ہے۔" ناگ رانی نے ہنس کر زمین پر گرے ہوئے جل ناگ کی طرف اشارہ کیا۔ "بہت شریر ہے ابھی اسے انسانوں کا روپ بدلنے کی شکتی نہیں ملی ہے۔ یہ مجھے لڑکی کے روپ میں بہت پسند کرتا ہے۔"

میں نے ناگ رانی کو کوئی جواب نہیں دیا اور غضیلی نگاہوں سے جل کماری کے اس اکلوتے لڑکے کی جانب دیکھنے لگا۔ اس کی رنگین مزاجی مجھے بہت ناگوار گزری تھی اور میں اپنے دل میں اس کے لئے رقابت کا جذبہ ابھرتا محسوس کر رہا تھا کیونکہ ناگ رانی نے بڑے پیار سے اس کا تذکرہ کیا تھا۔

"اس گپھا کی یہ سوکھی شاخ جل منڈل کی ابتدا ہے۔ اب ہم ذرا دیر میں وہاں پہنچ

جائیں گے۔ جل کماری بڑی بے کلی سے میری راہ تک رہی ہو گی۔" ناگ رانی بولی۔

ہمارے استقبال کو آنے والے جل ناگ ہمیں خشکی تک پہنچانے کے بعد اب تیزی سے آگے بڑھ چکے تھے جل کماری کا لڑکا بھی ان کے ساتھ جا چکا تھا۔

ہم تینوں آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے۔ جے سیکا درمیان میں تھی اور میں نے ناگ رانی کو چڑانے کے لئے جے سیکا کی پتلی سی کمر میں ہاتھ دیا ہوا تھا۔

"تمہاری طبیعت بہت شکی ہے سلطان جی۔" کچھ دیر کے بعد ناگ رانی بول ہی پڑی۔

"حسن جب فیاضی پر اتر آئے تو فساد کا سبب بن جاتا ہے۔" میں نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سندرتا کو دوش نہ دو۔" وہ ہنس کر بولی۔ "ہمارے چلن تمہارے دھرم اور رسموں سے الگ ہیں۔ وہ بیچارہ مجھ سے دو برس چھوٹا ہے تم بلاوجہ اس کی شرارت پر کڑھ رہے ہو۔"

"کون بے چارہ؟" میں نے تجاہل عارفانہ کے ساتھ پوچھا۔

"تم بڑے کٹھور ہو۔ تمہارے ہردے میں شما تو معلوم ہی نہیں ہوتی۔" ناگ رانی نے یہ کہتے ہوئے جے سیکا کو میرے بازو سے کھینچ کر الگ کر دیا۔ اور خود میرے سینے سے آ لگی۔ "تم میرے من مندر کے دیوتا ہو سلطان جی' اب میں تمہیں شکایت کا موقع نہ دوں گی۔"

کوشیلا کے ہونٹوں کی مٹھاس اور حلاوت میری رگ رگ میں اتر گئی۔ میں نے بڑی گرمجوشی سے اسے اپنی محبت کا یقین دلایا اور پھر ہم ہنستے مسکراتے جل منڈل کی طرف بڑھنے لگے۔

کچھ دیر بعد اس خشک سمندری گپھا نے ایک وسیع اور ہموار میدان کا روپ دھار لیا بس اتنی کسر تھی کہ ہمیں کھلے آسمان کے بجائے ہر طرف بڑی بڑی پتھریلی چٹانیں نظر آ رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ہم کسی بہت بڑے قدرتی غار میں سفر کر رہے ہوں۔ مجھے سب سے زیادہ حیرت اس بات پر تھی کہ اس گپھا میں روشنی کا کوئی مخرج نہ ہونے کے باوجود اجلی اجلی سی ٹھنڈی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور ہوا نہ ہونے کے باوجود

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S 527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
Cell: 0345-5048634 · 0345-5048550
Prop: Ali Khan

فضا میں فرحت انگیز تازگی رچی ہوئی تھی۔

"گپھا کے اس حصے کا دوسرا دہانہ کہاں کھلتا ہے؟" میں نے کوشیلا سے پوچھا۔

"دوسرا دہانہ۔" وہ آہستہ سے ہنسی۔ "اس گپھا کا کوئی دوسرا دہانہ نہیں ہے۔ آگے یہ بند ہے۔ اس کا بس وہی راستہ ہے جدھر سے ہم یہاں آئے ہیں۔"

"اور گپھا کی دوسری پانی والی شاخ کہاں تک جاتی ہے؟" میں نے حیرت سے سوال کیا۔

"کسی کو معلوم نہیں۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "وہ سمندری ہی میں جانے کہاں تک چلی گئی ہے۔ وہ اتنی لمبی ہے کہ بہت سے جل ناگ اس کا دوسرا سرا تلاش کرنے اندر گھسے اور مہینوں تک آگے بڑھنے پر بھی اس شیطانی گپھا سے نہ نکل سکے۔ اس راز کے کارن سینکڑوں جل ناگ مر چکے ہیں جو گپھا کی دوسری شاخ سے بچ کر لوٹے ان کی حالت اتنی بگڑی ہوئی تھی کہ وہ زیادہ دن زندہ نہ رہ سکے۔"

سمندر میں میلوں نیچے قدرت نے عجائبات اور اسرار کی ایک بالکل ہی انوکھی دنیا بنائی ہوئی ہے۔ جل منڈل آنے سے قبل میرے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہ آئی تھی کہ سینکڑوں فیدم کی گہرائیوں میں زندگی کے ایسے انوکھے اور محیر العقول مظاہر بستے ہوں گے۔

"سمندر کا پانی گپھا کے اس حصے میں کیوں نہیں آتا؟" میں نے کچھ دیر بعد نیا سوال کیا۔

وہ معنی خیز انداز میں ہنسی۔ "شکتیوں کے کھیل نیارے ہوتے ہیں سلطان جی۔ جب دیوتاؤں کی سامنا ساتھ ہو تو گہرے ساگروں کی تہہ میں آگ کے الاؤ جل اٹھتے ہیں۔ تم یہ سب سوچ کر خود کو پریشان نہ کرو۔"

تھوڑی دیر بعد ہمیں اس پرجلال اور بے حد وسیع گپھا میں عجیب قسم کے نوکیلے میناروں کی جھلکیاں نظر آئیں جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے ان پتھریلے میناروں کی ساخت واضح ہوتی چلی گئی۔

وہ پتھریلی چٹانوں کے کئی کئی سو فٹ اونچے نوکیلے مینار تھے جن کی چوٹیاں گپھا کی چھت سے ذرا ہی نیچے رہ گئی تھیں۔ ان کی بدوضع اور بغیر ترشی ہوئی چٹانوں سے

صاف ظاہر تھا کہ ان میں کسی کی دست کاری کا دخل نہیں ہے۔ بلکہ وہ کٹے پھٹے مینار اپنی قدرتی حالت میں موجود ہیں۔ ان میناروں میں جا بجا سوراخ نظر آ رہے تھے۔ یہ مینار وسیع گپھا میں بے ترتیبی سے کافی دور تک پھیلے ہوئے تھے اور ان کے وسط میں ایک عالیشان محل کی جھلکیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ "یہ سب کیا ہے؟" میں نے مسحور سی آواز میں ناگ رانی سے پوچھا۔

"ہوشیار رہو۔ ہم جل منڈل آ پہنچے ہیں۔" ناگ رانی دبی دبی آواز میں بولی۔ "مجھ پر اور بے بی سیکا پر اس دھرتی کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں پر تم یہاں ایک اجنبی نسل کے فرد ہو۔ جانے گہرے ساگروں پر راج کرنے والی جل کماری تمہارے لئے کیا حکم دے۔"

بے اختیار میرا وجود لرز اٹھا۔ ناگ رانی پہلی اجازت لئے بغیر مجھے جل منڈل کی اجنبی اور پراسرار دنیا میں لے آئی تھی۔ میں بظاہر وہاں پناہ لینے آیا تھا لیکن کچھ معلوم نہ تھا کہ میں اس سرزمین پر آزاد رہوں گا یا ناگ بھون کے بجائے جل منڈل کا قیدی بنا لیا جاؤں گا۔ میری حیثیت ایک بے بس اور بے اختیار کھلونے کی سی رہ گئی تھی۔

"یہ اونچے نیچے نوکیلے مینار ناگ آشرم ہیں۔ ان میں ساگروں میں بسنے والے لاکھوں جل ناگ بسیرا کرتے ہیں۔ ان میناروں کا ہر سوراخ ایک جوڑے کا ٹھکانہ ہے۔ ان کے بیچ میں ہونگے، سیپیوں اور سچے موتیوں کا جو محل تم دیکھ رہے ہو وہی جل کماری کا راج بھون ہے۔ جل کماری ساگروں میں رہنے والے تمام چھوٹے بڑے ناگوں کی رانی ہے۔ جب سے جل اور دھرتی وجود میں آئی ہے جل منڈل کے سنگھاسن پر جل کماریوں کی حکومت چلی آ رہی ہے۔" ناگ رانی مجھے آہستہ آہستہ جل منڈل کے ماحول اور پس منظر سے آگاہ کر رہی تھی۔

دفعتاً مجھے خیال آیا کہ میری آزادی کے فیصلے میں اب لمحوں کی دیر رہ گئی ہے۔ نہ جانے میرے مقدر میں ناگ رانی سے دوبارہ ملاقات لکھی ہے یا نہیں، نہ جانے میں ناگ بھون سے اپنی پیاری بیوی ستارہ کو رہائی دلا بھی سکوں گا یا وہ برسوں میرا انتظار کرنے کے بعد آخر ناگ راجہ کے ہوس ناک عزائم کی قربان گاہ پر اپنی عصمت اور آبرو کی بھینٹ چڑھا دے گی۔ غیر یقینی کی اس منزل پر میری مایوسی آہستہ آہستہ اپنے

نقطہ عروج پر پہنچتی جا رہی تھی۔۔۔ میرے ذہن میں اپنی دنیا اور اپنے ماضی کے واقعات کسی فلم کی طرح گزر رہے تھے۔ اپنے خاندان سے بچھڑ کر ایک گورے کے ٹکڑوں پر پلنے، یونیورسٹی میں ستارہ کی زلف کا اسیر ہونے اور پھر شملہ میں بسنے سے لے کر سون مندر تک کے قصے یاد آئے۔ مجھے رام بھروسے یاد آیا جس کی بیل گاڑی پر میں نے بھیری سے سون ہاٹ کا سفر شروع کیا تھا۔ اور جو ندی کے چوبی پل پر سے گزرتے ہوئے، میرے منہ سے ناگ بھون کا نام سن کر بھیانک انداز میں چیختا، ندی کے بل کھاتے اور گنگناتے پانی میں کود پڑا تھا۔ اس نے تو خودکشی کر لی تھی اور اس کے بیلوں پر کہیں سے ایک سیاہ ناگ آن پڑا تھا اور ایک ہولناک جدوجہد کے بعد آخر وہ بیل اس زہریلے سانپ کا شکار ہو گئے تھے۔

"مجھے ایک بات بتاؤ کوشیا!" میں نے پرخیال انداز میں ناگ رانی سے کہا۔ مجھے اپنی آواز بہت دور کسی گہرے کنویں سے آتی محسوس ہوئی۔ ناگ رانی ہمہ تن میری طرف متوجہ ہو گئی۔

"رام بھروسے میرے منہ سے ناگ بھون کا نام سن کر پاگل کیوں ہو گیا تھا؟"

"پوری دھرتی پر ناگوں کے علاوہ صرف حیدر شاہ ناگ بھون کے نام اور حقیقت سے واقف ہیں۔ پھر تم کو اس کا پتہ چلا۔ اس نام کی مرتے دم تک رکھشا کی جاتی ہے۔ خاص طور پر سون مندر کے اطراف میں ناگ بھون کے راجہ نے ایک منتر پھیلایا ہوا ہے۔ وہاں جو بھی ناگ بھون کا نام لے گا وہ ناگوں کی اس دھرتی کے چالاک رکھوالوں کے قہر کا نشانہ بن جائے گا اور جو بھی یہ نام سنے گا وہ منتر کے اثر سے پاگل ہو کر خود اپنا جیون بلیدان کر لے گا یا مر جائے گا۔ تم ناگ بھون کا نام لینے کے باوجود میرے منکے کے اثر سے ناگ بھون کے رکھوالوں سے بچے رہے۔ رام بھروسے نے پاگل ہو کر ہتیا کر لی اور بیلوں کو ایک کالے ناگ نے ڈس لیا۔ ان ویرانوں میں ناگ بھون کا نام بھیانک موت لے کر ابھرتا ہے تاکہ یہ نام تمہاری دنیا کے باسیوں میں نہ پھیلنے پائے۔" ناگ رانی اتنا کہہ کر تھکے ہوئے انداز میں خاموش ہو گئی۔

"لیکن ناگ راجہ نے سون مندر کے اطراف ہی میں منتر کیوں پھیلایا ہوا ہے؟" میں نے پوچھا۔ اس تفصیل نے میرے رگ و ریشے میں [illegible] لہریں دوڑا دی

تھیں۔

"یہ ایک بھاری راز ہے۔ نہ پوچھو تو اچھا ہے۔" ناگ رانی کی التجا آمیز نگاہیں میری طرف اٹھ گئیں۔

میں آنے والے غیر یقینی حالات کے خوف سے پریشان تھا۔ زندگی اور آزادی کی جانب سے بے یقینی نے مجھے خود غرض اور سرد مہر بنا کر رکھ دیا تھا۔ میں یہ راز جاننے پر مصر ہو گیا۔

"ناگ بھون کے دو راستے ہیں۔" خود کو مجبور پا کر ناگ رانی نے زبان کھولی۔ "وہاں جانے والا ایک راستہ سون مندر سے شروع ہوتا ہے۔"

یہ اطلاع میرے اعصاب پر بجلی بن کر گری۔ میں اپنی منزل سے اتنے قریب ہو کر جل منڈل کے ناقابل گزر حصار میں آ پھنسا تھا میں نے دیوانوں کی طرح ناگ رانی کو جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ "تو نے مجھے پہلے کیوں نہ بتایا۔ پہلے کیوں نہ بتایا؟ میں جان ہتھیلی پر رکھ کر سون مندر کے راستے ناگ بھون میں جا گھستا' میری ستارہ وہاں پاتال سے کتنی حسرت اور بے بسی سے میرا انتظار کر رہی ہے' تو خود غرض ہے کوشالا تو خود غرض ہے!" میری اس وحشت پر وہ سراسیمہ ہو گئی اور ہلکی سی چیخ مار کر مجھ سے دور ہو گئی۔ "ہوش کرو سلطان جی۔ ہوش کرو۔" میں تمہاری بیری نہیں ہوں' وہاں مکار شیو ناگ تمہیں چیونٹی کی طرح مسل دیتا۔"

میرا جوش' غصہ اور ابال اس کی التجا آمیز آواز سن کر فوراً ہی دب گیا۔ نہ جانے وہ اس کی آواز کا ہی اثر تھا یا اس کی نگاہوں کی پراسرار مقناطیسی قوت جس نے میرے اشتعال کو فوراً دبا دیا اور میں یک بیک نقاہت محسوس کرنے لگا۔

جے میکا نے اپنی نرم اور گداز آغوش کا سہارا دیا اور مجھے لے کر ناگ رانی کے ہمراہ مونگے اور موتیوں کے اس محل کی طرف بڑھنے لگی جہاں جل کماری میری قسمت اور آزادی کا فیصلہ صادر کرنے کے لئے تیار بیٹھی تھی۔

مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وہ دونوں مجھے تختہ دار کی طرف لے جا رہی ہوں' میرا جی چاہا کہ ان دونوں کو دھکیل کر بے تحاشا واپس بھاگ پڑوں اور دونوں گھوڑوں کے سنگم پر سمندر کے دھاڑتے ہوئے سرکش ریلے میں کود پڑوں خواہ جان ہی چلی جائے'

لیکن مجھ میں اتنی سکت باقی نہیں رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ناامیدی کے غلبے نے میری ساری قوت نچوڑ لی ہو۔۔۔۔ وہ دونوں مجھے کشاں کشاں جل کماری کے راج بھون کی جانب لے جا رہی تھیں' سینکڑوں فٹ اونچے ناگ آشرم اب پوری طرح واضح ہو چکے تھے اور آنے والی عقوبتوں کے تصور سے میرا دل ڈوبا جا رہا تھا۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI.
Call: 0345-5046634 . 0345-5048559
Prop: Ali Khan

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, SHARHA BAZAR, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5048634 · 0345-5048559
Prop: Ali Khan

کشاں کشاں میں ناگ رانی اور جے سیکا کے ہمراہ جل منڈل کے ان نوکیلے میناروں اور سیپ و موتیوں کے محل سے قریب ہوتا جا رہا تھا جو وہاں ناگ آشرم کہلاتے تھے۔ جے سیکا ناگ رانی کو کسی سوچ میں پڑا دیکھ کر میرے قریب آ گئی۔ اس کے بدن کا خمار انگیز لمس مجھے ان خوف آور لمحات میں بھی پریشان کرنے لگا۔

"جل منڈل کی دھرتی بڑی خوفناک ہے۔ یہاں پگ پگ پر تمہیں ہوشیار رہنا پڑے گا۔" جے سیکا نے میرے کان میں سرگوشی کی اور میں چونک کر اسے گھورنے لگا۔

"جل کماری کے سیوک اور جل منڈل کے رکھوالے بڑے مکار ہیں۔ بس اتنا یاد رکھنا۔" جے سیکا نے مجھے متوجہ پا کر اپنی بات کی مزید وضاحت کی۔

میں اس وقت خاصا ہراساں تھا۔ اپنی متوقع قید اور اس نئی سمندری دنیا کی اجنبیت نے مجھے بہت زیادہ پریشان کیا ہوا تھا۔ جے سیکا کی یہ باتیں سن کر میں مزید سراسیمہ ہو گیا۔

اس سے پہلے کہ میں جے سیکا سے کچھ کہتا' ناگ رانی چونک کر مجھ سے مخاطب ہو گئی۔ "سلطان جی! یہ یاد رکھنا کہ اب ہم جل منڈل میں ہیں اور جل کماری کا بیر مول لے کر یہاں کوئی زندہ نہیں رہ سکتا۔ تم تو پھر بھی منش ہو' یہاں تو طاقتور جل ناگ چھوٹے اور کمزور ناگوں کو نگل جاتے ہیں۔ اپنی جان کی رکھشا چاہتے ہو تو تمہیں جل کماری کی ہر آگیا کا پالن کرنا ہو گا۔ یہ تھوڑے دنوں کی بات ہے ہم بہت جلد ہی جل منڈل سے نکلیں گے۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ جل کماری مجھے زندہ اور آزاد رہنے دے گی؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"نئی دنیا میں کسی بات کا وشواس نہیں کیا جا سکتا۔ بس یہ میرا خیال ہے۔" ناگ رانی بولی۔

اب اونچے اونچے ناگ آشرم بالکل سامنے آ چکے تھے۔ ان میں مختلف قطر کے بے شمار سوراخ بنے ہوئے تھے اور ہر آشرم کے ہر سوراخ سے گول گول آنکھوں والے وحشی جل ناگ سر نکالے جھانک رہے تھے۔ ان کی سلگتی ہوئی آنکھیں مجھے اپنے وجود کی گہرائیوں میں چبھتی محسوس ہو رہی تھیں۔

ہم پہلے آشرم کے قریب سے گزرے تو خوف سے میرے بدن کا رواں رواں کانپ اٹھا۔ مجھے ہر آن یہ دھڑکا لگا ہوا تھا کہ کہیں کوئی وحشی جل ناگ مجھ پر وار نہ کر بیٹھے۔

سمندری گپھا کی خشک شاخ کے کشادہ ترین حصے میں چلتے ہوئے میرے ذہن میں قدرت کی ہمہ گیر اور بعید از فہم کار فرمائیوں کا گہرا احساس نمایاں تھا۔ دنیا میں بسنے والے میرے ہم نسلوں نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا ہو گا کہ سمندروں کے نیچے خدا کی مخلوق ایسے حیرت انگیز ماحول میں بستی ہو گی۔

آہستہ آہستہ جل ناگوں سے لدے تین آشرم ہم پیچھے چھوڑ آئے اور اب چوتھے دیوہیکل مخروطی مینار کے قریب سے گزر رہے تھے جس کی چوٹی کے قریب والے سوراخ میں دم کے بل ایک چپٹا سا اور بہت لمبا سا جل ناگ لٹکا ہوا تھا۔ اس کا کم از کم چالیس پچاس فٹ لمبا دھڑ لہریں لے لے کر کسی سخت اور لچکیلی بید کی طرح خلا میں جھول رہا تھا اور نہ جانے کتنا حصہ ناگ آشرم کے اوپری سوراخ میں چھپا ہوا تھا اس چوتھے آشرم کے بقیہ سوراخوں میں چھپے ہوئے آبی سانپ ذرا سہمے سہمے سے نظر آ رہے تھے۔

اس لمبے جل ناگ پر نظر پڑنے کے بعد میرے قدم غیر ارادی طور پر سست پڑنے لگے اور مجھ پر وحشت سی سوار ہونے لگی۔ میری چھٹی حس مجھے اس جل ناگ کے قریب سے گزرنے سے روک رہی تھی۔

"کیا تم ڈر رہے ہو؟" ناگ رانی نے میری سست رفتاری محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہ لمبا جل ناگ ڈراؤنا لگ رہا ہے۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

ناگ رانی کی پیشانی کی شکنیں گہری ہو گئیں۔ "میں بھی سوچ رہی ہوں کہ یہ اپنے

بل سے باہر کیوں جھول رہا ہے۔ پر تم اپنا من مضبوط رکھو' جل کماری کی آگیا کے بغیر جل منڈل کا کوئی ناگ تم پر وار نہیں کر سکتا اور جو ایسی بھول کرے گا وہ نشٹ ہو جائے گا۔"

"اس کے تیور اچھے نہیں لگتے رانی جی!" جے سیکا نے تشویش ناک آواز میں کہا۔

"اگر یہ جل ناگ بدمعاشی پر ہی اتر آیا ہے تو سن لو دیوی کہ جل کماری کے من میں کوئی کھوٹ آ چکا ہے جل ناگوں کی یہ دھرتی شاید کسی اجنبی کو سویکار نہیں کرسکے گی۔۔۔ سلطان جی!" ناگ رانی نے میری طرف اپنی غزالی آنکھیں اٹھائیں تو ان میں محبت کے دو شفاف موتی جھلملا رہے تھے اور اس کی آواز فرط جذبات سے بھرائی ہوئی تھی۔ "مجھے دوش نہ دینا۔۔۔ ناگ راجہ کی قید سے جل منڈل کی کٹھنائیاں بہت آسان ہوں گی۔ اگر جیون ساتھ نہ دے تو بھی میں تمہاری آتما کو پکارتی رہوں گی۔ اگر میرے بھاگ میں تمہاری سیوا نہیں تو میں تم کو وچن دیتی ہوں کہ تم اگلے جنم میں بھی ناگ رانی کو اپنی راہ تکتے پاؤ گے۔"

اس کی باتوں سے میرا دل بھی بھر آیا۔ کوشیلا یا ناگ رانی کے دل میں میرے لئے وہ مشعل فروزاں تھی جس کی تپش وجود کو پگھلا کر رکھ دیتی ہے۔ گو مجھے اس سے جسمانی آسودگیوں اور رنگین لذتوں کے سوا کوئی قلبی تعلق نہیں تھا۔ میری محبت کا مرکز اور محور صرف ستارہ تھی لیکن ناگ رانی کے جذبے کی یہ شدت میرے رباب دل کے نازک تاروں کو مرتعش کر گئی اور میں نے والہانہ انداز میں اسے اپنے قوی بازوؤں میں بھینچ لیا۔

"میرے مالک۔۔۔" ناگ رانی ڈوبتی ہوئی آواز میں بولی۔ "میں تمہاری سیوک ہوں مجھے اتنے زور سے بھینچو کہ میرا پاپی شریر تمہارے پوتر بدن میں سما جائے' اگر جل منڈل میں تم پر کوئی بپتا آن پڑی تو میری آشاؤں کے دیپ بجھنے لگیں گے' میری آتما کی ٹھنڈک چھن جائے گی! بھینچ لو۔۔۔ مجھے اپنے شریر میں سمو لو۔۔۔!"

"رانی! یوں پاگل نہ بنو!" جے سیکا نے اسے مجھ سے الگ کرتے ہوئے کہا۔ میری نگاہیں جے سیکا کے چہرے پر پڑیں تو مجھے اس کی جھیل جیسی گہری آنکھوں کی تہوں میں ناگ رانی کے لئے رقابت اور ناپسندیدگی کا دبا دبا جذبہ انگڑائیاں لیتا نظر آیا اور

رانی کے نرم اور جوان بدن پر میرے بازوؤں کی آہنی گرفت یک بیک نرم پڑ گئی۔

ناگ رانی آہستہ سے کسمسا کر میرے بدن سے علیحدہ ہو گئی۔ اس کی تیوریوں پر بچھے سے بل آ گئے تھے شاید اسے جے سیکا کی دخل اندازی گراں گزری تھی۔

میں اس وقت اپنی فکر میں مبتلا تھا اس لئے ان کی باہمی چپقلش اور ناپسندیدگی پر توجہ نہ دے سکا۔ میری سراسیمہ نگاہیں فضا میں جھولتے جل ناگ پر مرکوز تھیں اور میرے قدم غیر ارادی طور پر آگے بڑھنے لگے تھے جیسے کوئی نادیدہ' ماورائی اور مقناطیسی قوت مجھے میری مرضی کے خلاف اس ناگ آشرم کی جانب کھینچ رہی ہو' جس کے ایک سوراخ میں وہ لمبا اور کینہ پرور جل ناگ لہریں لے رہا تھا۔

اس بے یقینی اور تذبذب کے چند لمحے اور گزرے پھر میں اس ناگ آشرم کے قریب پہنچ گیا۔ ناگ رانی اور جے سیکا' دونوں میرے بائیں جانب تھیں' میرے قریب پہنچتے ہی اس جل ناگ نے بجلی کی سی سرعت سے فضا میں اپنے بدن کو لہرایا اور اس کا پھنکارتا ہوا پھن میرے سر پر سے گردش کرتا گزر گیا' اس کے ساتھ پوری گپھا کی فضا وحشتناک پھنکاروں سے گونج اٹھی۔ ناگ آشرموں میں دبکے ہوئے تمام جل ناگوں نے ہم آہنگ ہو کر دبی دبی پھنکاریں ماری تھیں۔ فرط خوف سے میری زبان گنگ ہو گئی حلق سوکھنے لگا اور آنکھیں دہشت کے عالم میں پھیلنے لگیں موت میرے سر پر گردش کر رہی تھی' اجنبی دنیا میں پراسرار قوتوں کے ہاتھوں مارا جانا شاید میرا مقدر قرار پا چکا تھا۔

لمحہ بھر کے توقف کے بعد اس جل ناگ نے دوسری مرتبہ اپنا بدن لہرایا اور اس بار اس نے بڑی پھرتی کے ساتھ مجھے اپنے پھن میں لپیٹ کر زمین سے اٹھا لیا اور پھر اوپر کی جانب اٹھاتا چلا گیا' میں نہ تڑپ سکا نہ مچل سکا اور نہ چیخ سکا۔ میری ساری قوتیں وحشت اور شاید جل منڈل کی پراسرار دلوی کی تاثیر کے سبب مفلوج ہو چکی تھیں۔

آہستہ آہستہ اس جل ناگ کا چمکیلا بدن ناگ آشرم کے سوراخ میں بھی اترتا جا رہا تھا' یوں لگ رہا تھا جیسے وہ مجھے اپنی گرفت میں جکڑے اسی کشادہ سوراخ میں لے جائے گا۔

آخر میرے اندیشے درست نکلے۔ وہ جل ناگ اپنا پچھلا دھڑ اس سوراخ میں داخل کر چکا تھا اور اب میری باری تھی۔ اس وقت میری حالت عجیب و غریب تھی۔ میں زندہ تھا' ہوش و حواس میں تھا' سب کچھ دیکھ رہا تھا' جل ناگوں کی ملی جلی مسرت آمیز پھنکاریں سن رہا تھا لیکن نہ بدن کو اپنی مرضی کے مطابق جنبش دے سکتا تھا اور نہ ہی بول سکتا تھا میں کسی سحرزدہ پرندے کی طرح سکڑا سہا اس موذی جل ناگ کی گرفت میں بے بس تھا۔

آخر میرے بدن کو ایک شدید جھٹکا لگا اور میں نے خود کو اس جل ناگ سمیت زمین سے پچاس' ساٹھ فٹ کی بلندی پر اس ناگ آشرم کے کشادہ سوراخ میں آتے دیکھا' اس کے ساتھ ہی میرے حواس پر تاریکیوں کی گہری گھر چھاتی چلی گئی اور مجھے کسی بات کا ہوش نہ رہا۔ بس یوں محسوس ہوا جیسے مجھ پر موت کا سرد اور بے رحم ہاتھ طاری ہو رہا ہے اور میں عالم سکرات سے گزر رہا ہوں۔ پھر یہ کیفیت بھی ایک مہیب بے خبری میں ڈوب گئی۔

میں کتنی مدت اس عالم میں رہا' یہ مجھے یاد نہیں۔ جب دوبارہ میرے حواس پر جمی ہوئی برف پگھلنی شروع ہوئی تو سب سے پہلے میرے کانوں میں اپنے جیسے انسانوں کے چلنے بولنے کی آوازیں آئیں۔ اسی کے ساتھ گزرے ہوئے وحشت ناک واقعات کی دھندلائی ہوئی شبیہہ نے سر ابھارا اور میں نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں۔

آنکھیں کھلتے ہی میں نے خود کو ایک انوکھی محفل اور حسین انجمن میں پایا۔ مشرقی انداز کی وہ محفل کسی راجہ کا حسین دربار معلوم ہو رہی تھی۔ ہر طرف خوبرو مرد اور جوان گل رنگ دوشیزائیں نظر آ رہی تھیں۔ موتیوں اور [illegible] سے بنے اس کشادہ دربار کے آخری سرے پر ایک بلند مسند پڑی ہوئی تھی جس پر ایک عورت تمکنت سے بیٹھی ہوئی تھی۔

میں مبہوت سا اس اندر سبھا کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ کسی نے میری بغلوں میں ہاتھ دے کر سہارا دیا' میں نے چونک کر سر گھمایا تو جے سیکا میرے نزدیک موجود تھی۔ اس کے چہرے پر دلی کرب کی پرچھائیاں ناچ رہی تھیں اور ہونٹوں کے گوشے کانپ رہے تھے۔

"میں کہاں ہوں جے سیکا؟ ناگ رانی کہاں ہے؟" میں نے بے تابی کے ساتھ اس سے پوچھا۔

"مجھے کچھ معلوم نہیں... مجھے کچھ خبر نہیں' بس یہ جان لو کہ تم اس وقت جل کماری کے راج بھون میں موجود ہو اور یہ سبھا تمہارے لئے سجائی گئی ہے۔" یہ جملے جے سیکا نے تڑپ تڑپ کر اور بڑے الم انگیز انداز میں ادا کئے جیسے وہ اپنی مرضی کے خلاف یہ کہنے پر مجبور ہو۔

"نیلے ساگروں کے باسی تمہیں جل منڈل میں خوش آمدید کہتے ہیں سلطان جی!" مسند پر براجمان خوبصورت عورت کی رسیلی آواز جلترنگ کی طرح گنگنائی' "تم بڑے شبھ سمے پر جل منڈل میں آئے ہو۔ ان دنوں یہاں اگن ناگ کے پوتر کنڈ کی پوجا ہونے والی ہے۔ تم بھاگ کے اچھے ہو جو ان اگن پوجا کے تہوار میں شریک ہو کر اپنی آتما کے دکھوں سے چھٹکارا پا جاؤ گے۔" یہ سن کر میرا دل دہل اٹھا۔ وہ خوبرو ملکہ مجھے زندگی کے بوجھ سے نجات پا جانے کی نوید دے رہی تھی' اپنی موت کا یہ اعلان سن کر میں کانپ اٹھا۔ لیکن وہ کہتی رہی۔ "آؤ سلطان جی۔ یہاں میرے برابر میں آجاؤ' تم بھاگ کے سچے ہو کہ جل کماری خود تمہیں اپنے راج سنگھاسن پر بلا رہی ہے' آؤ' آجاؤ۔"

اس نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا اور میں اس شیریں سخن حسینہ کے سحر میں الجھا کھوئے کھوئے انداز میں اس کی طرف چل دیا۔ جے سیکا میرے برابر میں چل رہی تھی۔

میں اس وسیع دربار میں موجود لوگوں کے ہجوم میں سے گزرتا جب اس مسند نشین دوشیزہ کے قریب پہنچا تو میرے قدموں میں آگے بڑھنے کی تاب نہ رہی۔ اس کا حسن اس قدر پرجلال اور پرتمکین تھا کہ مجھے آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہو سکی۔ اس کے دراز قامت اور متناسب بدن کی رنگت نے خد و خال کے نوکیلے ابھاروں سے مل کر قیامت کا سماں باندھا ہوا تھا کھلی ہوئی سیاہ اور ریشمی زلفیں سینہ کے ابھاروں پر ناگنوں کی طرح بل کھا کھا کر مچل رہی تھیں۔ بیکراں گہرائی لئے نیلی آنکھوں اور چھلکتے ہونٹوں کے آتشی خمار سے جنم جنم کی وہ پیاس جھلک رہی تھی جس کی تسکین کی خاطر ایک کمزور و ناتواں عورت پہاڑوں سے ٹکرا سکتی ہے' اس کے ابھرے ابھرے

ImageOptimizer.net

گلابی رخساروں پر جذبات کی تمازت یوں دہک رہی تھی جیسے وہ شعلوں کے کسی الاؤ کے سامنے بیٹھی ہوئی ہو۔

"آ جاؤ۔ چلے آؤ۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر پروقار آواز میں مجھے مخاطب کیا اور میرے قدم خود بخود اس کی جانب اٹھنے لگے۔ اوپر پہنچ کر میں مسند پر جل کماری سے دور سکڑے سمٹے انداز میں بیٹھ گیا' مگر میری نگاہیں حیرت اور شوق کے ساتھ اس پری پیکر کے چہرے پر ہی جمی رہیں۔ اس وقت میری کیفیت کسی ایسے بوریہ نشین کی سی تھی جسے خاک پر سے اٹھا کر' توقعات کے بالکل خلاف قیمتی مسند پر بٹھا دیا جائے۔

"یوں دور نہ بیٹھو!" جل کماری بڑی محبت کے ساتھ میرے قریب کھسک آئی اور اپنا ننگا بازو میری کمر میں ڈال دیا۔ میں نے بے چینی کے ساتھ دربار پر نظریں ڈالیں تو چونک پڑا۔ مردوں اور عورتوں سے لحہ بھر قبل بھرا ہوا وہ وسیع و عریض دربار اب بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔ وہاں صرف میں تھا اور جل کماری' تیسری ہستی جے سیکا کی تھی جس کے بارے میں مجھے علم نہ تھا کہ جل کماری کو اس کی موجودگی کا علم ہے یا نہیں۔

"جل منڈل پر میری آگیا چلتی ہے سلطان جی..... میرے ایک اشارے پر میرے سیوک اپنی جانیں دے ڈالتے ہیں پر میں تمہاری داسی ہوں۔ تمہاری صورت نے میرے من میں ہل چل سی مچا دی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے میری آشاؤں کو ہمیشہ سے تمہارے مضبوط شانوں کی تلاش رہی ہے' تم مجھے وچن دو کہ اب مجھے چھوڑ کر کہیں اور دل نہ لگاؤ گے۔"

یہ کہتے ہوئے جل کماری میرے بازوؤں میں آگری اور اپنا سر میرے سینے سے لگا لیا۔ اس کا خمار سے دہکتا ہوا بدن میرے وجود میں دبے ہوئے لاوے کو بھڑکانے لگا' اس کے ہونٹوں سے ایسی دبی دبی سی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے وہ سردی کھا گئی ہو۔

اس کی سپردگی اور بے قراری دیکھ کر مجھ میں سویا ہوا رنگین مزاج سلطان خاں جاگ اٹھا' میرا خوف حوصلے میں اور جھجک پیش قدمی میں بدل گئی' میں نے پوری قوت سے اسے اپنے بازوؤں میں دبوچ لیا۔

چند ہی لمحوں میں میری آشفتہ سری اتنی بڑھ گئی کہ جل کماری میرے ہاتھوں میں ایک کھلونا بن کر رہ گئی۔ میں نے ضبط کی آخری دیوار کو بھی پھاند لینا چاہا لیکن وہ سپنا

تھی۔ اس کے راج بھون میں کئی خلوت کدے بھی تھے جہاں وہ مجھے عشرت اور سرمستی کے نئے راز سکھانا چاہتی تھی۔ میں اس وقت اپنے جسم میں دہکتی ہوئی آگ میں جل رہا تھا' میں نے وحشیوں کی طرح اسے دونوں ہاتھوں میں اٹھا لیا اور اسی کے اشارے پر اس کی بتائی ہوئی سمت میں چل پڑا۔

"تم..... تم واقعی مرد ہو سلطان جی۔ میں دیوتاؤں کی سوگند کھا کر کہتی ہوں کہ تم چاہو تو ناریوں کو اپنا بدن نوچ لینے پر مجبور کر سکتے ہو۔" وہ ہولے ہولے بولتی رہی اور میں اسے لئے راج بھون کی خواب ناک راہداریوں سے گزرتا جل کماری کے خلوت کدے کی طرف بڑھتا رہا۔

جے سیکا اس تمام عرصے میں میرے ساتھ ہی لگی رہی۔ جل کماری کی کسی بات سے یہ ظاہر نہ ہو سکا کہ وہ اپنے قریب میرے علاوہ کسی اور کے وجود سے باخبر ہے۔ اور میں نے تو جب تک اپنے وجود پر چھائے ہوئے طوفان سے چھٹکارا نہیں پا لیا' مجھے جے سیکا کا بالکل خیال نہ آیا۔ جل کماری جیسی خوبصورت اور پر اداو دوشیزہ کی قربت مجھے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دینے کے لئے کافی تھی۔

جب میں نے تھکن سے چور ہو کر کروٹ بدلی تو جل کماری کی نیم تاریک خواب گاہ کے ایک گوشے میں جے سیکا کھڑی نظر آئی۔ لٹی لٹی اور غم و غصے سے نڈھال! اس کی آنکھیں غصے سے دہک رہی تھیں اور ان میں بے بسی کے دو آنسو لرز رہے تھے۔ اس کی حالت کسی ایسی لڑکی کی طرح تھی جس کا سہاگ پہلی ہی رات چھن گیا ہو۔

"تمہیں اب تو پریم کی مٹھاس مل گئی نا!" جے سیکا نے بھرائی ہوئی طنزیہ آواز میں کہا۔ "یہ کلنکنی تمہیں چھین کر بھی سکھی نہ رہ سکے گی۔"

میں چونک پڑا۔ مڑ کر جل کماری کی طرف دیکھا لیکن وہ بدستور نڈھال سی پڑی تھی۔ مجھے یاد آ گیا کہ ناگ رانی نے جے سیکا کے بارے میں بتایا تھا کہ اسے میرے سوا نہ کوئی دیکھ سکے گا اور نہ اس کی اور میری بات چیت سن سکے گا۔ اس وقت کے تجربے سے صاف ظاہر تھا کہ جل کماری بھی اپنی تمام تر پراسرار قوتوں کے باوجود جے سیکا کی موجودگی کو دریافت نہیں کر سکی تھی۔

"تم پاگل ہو جے سیکا!" میں نے آہستہ سے سرگوشی کی۔

"میرا پریم لٹ رہا ہے اور میں ہی پاگل ہوں۔ تم مرد ہو نا' ہرجائی پن سے بھنو لگاتے ہو اور پھر پاگل پن کا طعنہ دیتے ہو۔" اس بار اس کی آواز روہانسی تھی۔

میں نے احتیاطاً ایک بار پھر جل کماری کی طرف دیکھا لیکن وہ آنکھیں موندے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔۔۔ بالکل بے خبری اور خود فراموشی کے عا میں۔

"ناگ رانی کہاں ہے؟" میں نے فوری خیال کے تحت جے سیکا سے پوچھا۔

"اسی سے پوچھو۔"

"تم بتاؤ۔" میں نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

جے سیکا کی آنکھیں دہکنے لگیں' اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار نظر آ لیکن وہ بولی تو آواز غیر فطری طور پر پرسکون تھی' میں بتا دوں گی۔۔۔۔ تمہاری سیو ک ہوں' داسی ہوں۔ پر پہلے تم اپنی جل کماری کی کہانی بھی سن لو۔ یہ میں برے دل سے نہیں کہہ رہی ہوں۔"

جے سیکا کے لہجے میں نہ جانے کیا بات تھی کہ میں خاموش ہو گیا اور جل کمار کی طرف کروٹ بدل کر اس کے عریاں شانے کو آہستہ سے ہلایا۔

وہ انگڑائی لے کر مجھ سے ہم آغوش ہو گئی۔

"ناگ رانی کہاں ہے جل کماری؟" میں نے اسے اپنے سے الگ کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا وہ یاد آ رہی ہے؟" اس نے غنودہ سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"وہ میرے ساتھ ہی جل منڈل آئی تھی۔" میں نے لہجے میں ہلکی سی تشویش پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا بوجھ تم پر نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ ناگ بھون سے دھتکاری جا چکی تھی نا سمجھی کے پھیر میں پڑ کر شیو ناگ اور راجہ کا بیر مول لے بیٹھی' وہ ہمارے بھی دشمن ہیں اور ناگ رانی جل منڈل آ کر ان کے انتقام سے بچ چکی تھی لیکن اسے دس مرنا کا مزا پڑا ہوا تھا۔ وہ تمہیں یہاں چھوڑ کر جل منڈل سے باہر گئی تاکہ اپنے کسی پرانے پریمی کی باہوں میں مزے اڑا سکے لیکن شیو ناگ نے اسے راستے ہی میں پکڑ لیا۔ لہ

رتی کی کوئی طاقت اسے ناگ بھون سے نہیں نکال سکتی۔"

"اوہ۔۔۔!" میں ایک گہرا سانس لے کر رہ گیا۔ میری سمجھ میں آ گیا کہ جے سیکا کیوں یہ قصہ خود نہیں سنا رہی تھی۔ اگر ناگ رانی یا کرشیا کی بے وفائی کی کہانی میں ان کی زبانی سنتا تو شاید اسے رقابت اور احسان فراموشی ہی سمجھتا۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے بھی شک نہ تھا کہ ناگ رانی اس قدر سیماب صفت ثابت ہو گی۔

"اسے بھول جاؤ سلطان جی۔ دیکھو میرا انگ انگ تمہارے پریم میں رچا ہوا ہے' میں تمہیں اس سے زیادہ خوش اور سکھی رکھوں گی۔" جل کماری یہ کہہ کر میری باہوں میں آ گئی۔ حرارت سے دہکتے جسموں کے اتصال میں ڈوب کر میں ناگ رانی کی بے وفائی کو بھول جانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

جل کماری کے راج بھون میں وقت کا کوئی پیمانہ نہیں تھا۔ دن اور رات کا ازلی تصور سمندر کی ان گہرائیوں میں مفقود ہو چکا تھا۔ بس یہ احساس تھا کہ وقت گزر رہا ہے۔

جیسا کہ میں پہلے واضح کر چکا ہوں' مجھے ناگ رانی سے کوئی دلی لگاؤ نہیں تھا لیکن اس کے باوجود اس کی بے وفائی پر مجھے ایک بے نام سی خلش ستا رہی تھی' جے سیکا نے کئی بار مجھ سے بات کرنی چاہی لیکن میں دانستہ اسے نظر انداز کرتا رہا۔ میں جانتا تھا کہ وہ مجھے ناگ رانی کے دیئے ہوئے زخم کی یاد دلائے گی ادھر ناگ رانی کے غیر متوقع فریب اور شیو ناگ کی خون آشام دشمنی کے باعث مجھے جل منڈل سے نکلنا ناممکن نظر آ رہا تھا جس کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ میری محبوب اور وفا کیش بیوی۔۔۔۔۔۔ ستارہ میرے لئے ایک بھولا بسرا خواب بن کر رہ گئی تھی۔ میرے دل پر ستارہ سے محرومی کا یہ گھاؤ اتنا کاری تھا کہ میں ہر وقت سائے کی طرح جل کماری کے ساتھ رہنے لگا' میں اس کے گہرے شباب کے نشے میں ڈوب کر حقیقتوں کے زہر کی تلخیاں بھول جانا چاہتا تھا۔ جل منڈل کی اس نئی دنیا میں ماضی کی خلش آمیز حقیقتوں کی بس ایک یاد رہ گئی تھی۔ اور وہ تھی جے سیکا' جسے میں حتی الامکان نظر انداز کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

کچھ عرصہ یونہی گزر گیا۔ جل کماری اتنی پرکار عورت تھی کہ اس کی ہر وقت کی قربت کے باوجود میں تشنہ سا رہتا تھا' کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی اس کی جانب سے

اکتاہٹ محسوس نہ ہوئی ادھر میں دیکھ رہا تھا کہ جے سیکا غیض و غضب میں بھری رہتی ہے' اس کی آنکھوں میں نفرت اور انتقام کی چنگاریاں چھپتی نظر آتی تھیں لیکن میری سردمہری کے سبب اسے زبان کھولنے کا موقع ہی نہ ملتا تھا۔

وقت یونہی گزرتا رہا اور آخر ایک مرتبہ جے سیکا کو تنہائی میں مجھ سے دو ٹوک بات کرنے کا موقع مل ہی گیا۔ اس وقت جل کماری اپنے ہم نسلوں کے ہمراہ کھلے سمندر کی جانب گئی ہوئی تھی۔

"تمہیں جل کماری کی سنائی ہوئی کتھا پر وشواس ہو گیا؟" اس نے بڑے عجیب سے لہجے میں مجھ سے پوچھا تھا۔

"کیا تم کوئی نئی کہانی سناؤ گی؟" میں نے چونک کر سوال کیا۔

"سچ ہے کہ عورت کا وار بڑا بھرپور ہوتا ہے۔" جے سیکا سسکتے ہوئے لہجے میں بولی۔ "اس میں تمہارا کوئی دوش نہیں ہے۔ پر تم سے اتنی شکایت ہے کہ اس کا جھوٹ سننے کے بعد تم نے میری طرف دھیان دینا ہی چھوڑ دیا۔ میں خود بھی جل کماری کو نیچا دکھا سکتی ہوں' مجھ میں اتنی شکتی اب بھی ہے' پر تمہاری داسی ہو جانے کے کارن اب میں اپنی اچھا سے کوئی کام نہیں کر سکتی۔ اس کی کتنی شکتی ہے' یہ تو تم اس بات سے جان گئے ہو گے کہ اتنے دن بیت جانے پر بھی وہ یہ پتہ نہ کر سکی کہ اس کے راج بھون میں کوئی اور موجود ہے۔ تم ابھی مجھے آگیا دو تو میں تمہیں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے دکھا دوں گی۔"

"میری کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ تم کیا کہہ رہی ہو!" میں نے الجھن آمیز لہجے میں احتجاج کیا۔

"میں ابھی پوری بات کھل کر بتائے دیتی ہوں۔ پر تم کو ابھی فیصلہ کرنا ہو گا۔ جل کماری چوری چوری ناگ رانی کا مول چکانے کے لئے ہاتھ پیر مار رہی ہے' آج بھی وہ کالی بھوی کے جزیرے پر شیو ناگ سے بات کرنے گئی ہے۔" جے سیکا پرجوش لہجے میں بولی۔

"کہو کہو۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو؟" میں نے متجسس آمیز لہجے میں کہا۔ جے سیکا کی ان باتوں نے مجھے غیر یقینی اندیشوں میں ڈال دیا تھا۔

"پہلے میری ایک بات کا جواب دو۔" جے سیکا اپنی بات شروع کرتے کرتے سوچ میں پڑ گئی۔

"کیا؟" میں نے اثبات میں دریافت کیا۔

"منش کی ہر بات کا کوئی نہ کوئی کارن ہوتا ہے" میں ...

KHAN BOOKS
& LIBRARY
5-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
Cell: 0345-5048634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

کہا۔

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔

"یہ سارا چکر ناگ رانی' جل کماری اور شیو ناگ کا ہے اور میں اس میں صرف تمہاری خاطر پڑ رہی ہوں۔ تم خود بھگت چکے ہو کہ شیو ناگ کتنا مکار اور خطرناک بیری ہے۔"

وہ خاموش ہو گئی اور میں الجھن میں پڑ گیا۔ آخر وہ کس لئے اپنا یہ احسان جتا رہی تھی۔

"سلطان جی۔ سچی بات یہ ہے کہ مجھے تم سے پریم سا ہو گیا ہے۔" وہ چند ثانیوں کی خاموشی کے بعد بولی۔ "میں جل کماری کا سارا کھیل بگاڑ دوں گی پر تم کو یہ وچن دینا ہو گا کہ ناگ رانی کے زندہ بچ نکلنے کے بعد بھی مجھ سے منہ نہ موڑو گے۔"

یہ بات بڑی عجیب سی تھی۔ میں نے نپے تلے لہجے میں کہا۔ "غور سے سن لو جے سیکا کہ ناگ رانی سے مجھے دل لگاؤ نہیں ہے' اس لئے تم سے منہ موڑنے یا نہ موڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بس ناگ رانی سے مجھے اس لئے دلچسپی ہے کہ اس کی مدد کے بغیر میں ناگ بھون سے اپنی معصوم بیوی ستارہ کو واپس نہ لا سکوں گا۔"

"بس میرا اتنا ہی مطلب تھا۔" وہ بولی۔ "اور اب سنو جل کماری کے کرتوت۔ تمہیں یاد ہے جب جل منڈل میں پہنچنے کے بعد ایک جل ناگ تمہاری ناگ رانی کو شیا کی شکتی تاقوں پر چڑھ رہا تھا تو ناگ رانی نے بتایا تھا کہ وہ جل کماری کا اکلوتا لڑکا ہے اور اسے ابھی انسانوں کا روپ بدلنے کی شکتی نہیں ملی ہے۔"

"ہاں یاد ہے۔"

"جل کماری اور اس کا وہ اکلوتا بیٹا دونوں نرک کے کیڑے ہیں۔ اپنی گندی اشلوک کی خاطر وہ دوسروں کے من کو کچل ڈالتے ہیں' جل کماری کا لڑکا بڑا ...

سانپ ہے اور برسوں سے ناگ رانی پر مرتا ہے پر اسے روپ بدلنے کی شکتی ملنے میں تھوڑے دن باقی ہیں' ادھر جل کماری نے تمہیں اپنے سپنوں کا دیوتا چن لیا ہے۔ ناگ رانی جل منڈل سے کہیں نہیں گئی' یہ سب جل کماری کے من کا کھوٹ ہے جو سامنے آ رہا ہے اس نے ایک تیر سے دو شکار کئے ہیں۔ ناگ رانی کو تم سے الگ کر کے اپنے لڑکے کی قید میں دے دیا ہے اس طرح وہ بنیا سانپ بڑا خوش ہے اور ناگ رانی کے غائب ہونے سے جل کماری کے لئے بھی راستہ صاف ہو گیا۔ پر اب اسے یہ ڈر ہے کہ ایک نہ ایک دن تمہیں جل منڈل میں ناگ رانی کی قید کا حال معلوم ہو ہی جائے گا اس لئے وہ شیو ناگ سے بات پکی کر کے ناگ رانی کو ناگ بھون والوں کے حوالے کر دینے کی تیاری کر رہی ہے اگر اس نے ناگ رانی کو شیو ناگ کے حوالے کر دیا تو ناگ بھون اور جل منڈل والوں کی سینکڑوں برس کی پرانی دشمنی بھی ختم ہو جائے گی اور جل کماری تم پر قابو پا لے گی۔"

جل کماری کے ناپاک منصوبے کی تفصیل سن کر میرا خون کھول اٹھا اور میں نے غصیلی آواز میں جے سیکا سے پوچھا۔ "آخر تمہاری کالی دھرتیوں میں پریم اور سازشوں کے علاوہ بھی کچھ ہے۔"

"ناداں نہ بنو" جے سیکا دھیمے سے ہنسی۔ "دیوتاؤں نے منش کو عقل دی ہے ہم حیوان بس بھوک کے غلام ہیں پیٹ کی آگ بجھانے کے علاوہ ہمارے لئے صرف دوسری بھوک رہ جاتی ہے ہم اس کے سوا کچھ نہیں سوچ سکتے... یہاں بھی ہر طرف یہی کھیل ہوتا ہے۔"

"جل کماری کو میں اس جھوٹ کی سزا دوں گا چاہے زندگی بھر جل منڈل ہی میں قید رہنا پڑے۔" میں نے غصے سے پاگل ہوتے ہوئے کہا۔

"اس طرح تم بہت سی جانوں کا خون اپنے سر لے لو گے۔" وہ پرخیال آواز میں بولی۔ "تم مارے جاؤ گے' تمہاری چتنی ناگ بھون سے اپنی آبرو بچا کر زندہ نہ لوٹ سکے گی' ناگ رانی کا خون ہو گا اور بھی نہ جانے کتنے اس پھیر میں آ کر مارے جائیں گے۔"

"تم مجھے ڈرا رہی ہو؟" میں نے تیز نگاہوں سے اسے گھورا۔

"ڈرا نہیں رہی ہوں۔ بس یہ چاہتی ہوں کہ مجھے اپنی سی کر گزرنے کی آگیا دو...

اور دیوتاؤں کی سہائتا میرے ساتھ ہے' میں جل کماری کو نیچا دکھا کر تمہیں اور ناگ رانی کو یہاں سے نکال لوں گی۔ اس سے آگے ناگ رانی اپنی شکتی کے سہارے تمہیں جل منڈل سے نکال لے جائے گی۔"

"ناگ رانی کہاں قید ہے؟"

"ابھی کچھ پتہ نہیں۔ تم آگیا دو تو میں روپ بدل کر جل منڈل کا چکر لگاتی ہوں۔ شاید وہ بنیا سانپ بھی شیو ناگ سے اپنی ماں کے جوڑ توڑ کا پتہ چلنے کے بعد میرے ساتھ مل جائے وہ اپنی ماتا سے کم کمینہ نہیں ہے۔ اپنا کام سیدھا ہونے کے بعد ہم اسے بھی ٹھکانے لگا دیں گے۔"

"جاؤ۔ تمہیں کھلی چھوٹ ہے۔ لیکن جلد واپس لوٹنا۔" میں نے قدرے تذبذب کے بعد اس سے کہا اور وہ ٹہلتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

میں نے اپنے گلے میں پڑے ناگ رانی کے منکے کو چھو کر دیکھا اور اس کی موجودگی سے قدرے تسلی پانے کے بعد جے سیکا کے بارے میں سوچنے لگا۔

یہ خوبصورت لڑکی کون تھی۔ مجھے ابھی تک یہ معلوم نہ ہو سکا تھا۔ اگر وہ انسانی روپ میں کوئی ناگن ہی تھی تو بلاشبہ بہت ہوشیار اور چالاک تھی اس کے برعکس اگر وہ انسان تھی تو آخر ناگ رانی اور اس کے موذی ہم نسلوں سے اس کا کیا تعلق تھا۔ وہ اس چکر میں کیسے آ پھنسی تھی مجھے خیال آیا کہ اس نے جانے سے قبل روپ بدلنے کا بھی ذکر کیا تھا' اس بات سے مجھے قدرے شبہ تھا کہ وہ ناگن ہی ہے اور محض میرا ساتھ دینے کے لئے جے سیکا کا انسانی روپ اختیار کئے ہوئے ہے۔

کافی دیر تک میں اسی ادھیڑ بن میں الجھا رہا۔ میری سوچ بچار کا تانا بانا اس وقت بکھرا جب خوبصورت جل کماری بڑے شوخ اور ہوش ربائی کے انداز میں وہاں پہنچی۔ اس کا گورا گورا کسا ہوا دار بدن لباس کی ہر پابندی سے آزاد تھا اور اس کے ہونٹوں پر بڑی بھری مسکراہٹ مچل رہی تھی' آنکھوں میں خمار کی سرخی چھلک رہی تھی اور چال میں مستانہ سی لاپروائی نمایاں تھی۔

اس تمام ترغیب اور تحریص کے باوجود میں اس کی جانب سے اپنے دل میں ابھرنے والے نفرت کے جذبے پر قابو نہ پا سکا اور زبان غیر ارادی طور پر مچل پڑی۔

"آج کوئی بڑا معرکہ سر کر کے آ رہی ہو جل کماری؟" میرے لہجے میں طنز نمایاں تھا۔

میری گفتگو کا انداز محسوس کر کے وہ لمحہ بھر کے لئے چونکی پھر اپنی آوارہ زلفوں کو سلجھاتے ہوئے بولی۔ "کھلے سمندروں میں بڑے دن بعد گئی تھی' پورے سے تمہارا دھیان لگا رہا۔"

"میرے بھاگ جانے کا ڈر تو نہیں تھا۔" میرے لہجے میں بغاوت کی بو اس بار بھی واضح تھی۔

"تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔" وہ مجھ سے لگتے ہوئے بیٹھ کر بولی۔ "دیکھو آج میرا جوبن کیسے نکھار پر ہے' میرا انگ انگ پیاسا ہے اور تم جلے کٹے بول سنا رہے ہو۔"

"شیو ناگ تو کہیں نظر نہیں آیا تھا۔" نہ چاہتے ہوئے بھی یہ فقرہ میری زبان سے نکل ہی گیا۔ دراصل میرے دل و دماغ میں جل کماری کی طرف سے اس وقت اتنی کدورت جاگزیں تھی کہ میں بغاوت سے کام نہ لے سکا۔

شیو ناگ کا نام سنتے ہی اس کا چہرہ تاریک پڑ گیا اور وہ مجھے یوں گھورنے لگی جیسے میرے چہرے سے میرے جملے کی اصلیت اور تحریک کا اندازہ لگانا چاہتی ہو۔

"شیو ناگ کیسے یاد آ گیا تمہیں؟" آخر اس نے ٹھہری ہوئی لو سنجیدہ آواز میں پوچھا۔

"مجھے تو وہ ہر وقت یاد رہتا ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے وہ' یہیں' آس پاس موجود ہو۔" میں نے جھجکتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

میرے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہی جل کماری کسی نامانوس زبان میں زور سے چیخی۔ اس کی آواز کی گونج سے میرا دل دہل اٹھا۔ ابھی میں اپنے اعصاب پر پوری طرح قابو بھی نہ پا سکا تھا کہ سامنے والے دروازے سے شیو ناگ فاتحانہ انداز میں اندر داخل ہوا۔

میری نگاہوں کے سامنے تاریکی چھلنے لگی۔ اندھے شیو ناگ کے سر پر اگے ہوئے باریک باریک زندہ سانپ بڑی بے قراری سے لہرا لہرا کر میری جانب نگراں تھے' ان کی بے تاب زبانیں میرے بدن کو چاٹ لینے کے لئے بیتاب نظر آ رہی تھیں۔ ان میں سے

بہت سے سانپ ابھی تک زخمی اور نیم مردہ تھے جو مجھے سون مندر کے ویرانے میں شیو ناگ کی عبرت ناک شکست کی یاد دلا رہے تھے۔ شیو ناگ کے ہونٹوں پر زہر میں ڈوبی مسکراہٹ مچل رہی تھی۔ وہ مجھ سے چند قدم دور ہی رک گیا۔

"تجھے کس نے بتایا کہ شیو ناگ یہاں موجود ہے؟" جل کماری غصے سے کانپتی ہوئی آواز میں مجھ سے مخاطب ہوئی۔

"میری شکتی نے۔" میں نے لاپروائی سے جواب دیا۔ ویسے میں دل ہی دل میں سخت ہراساں اور خوف زدہ تھا۔ روا روی میں کہی ہوئی میری ایک بات اس قدر غلط موقع پر سچ نکل آئی تھی کہ میرے لئے اب مقابلے پر آ جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا تھا۔

میں گہرے سمندروں کے نیچے ایک پر ہول دنیا میں قید تھا جہاں سے نکلنا میرے بس سے باہر تھا۔ میرے دو بدو ایک خوفناک دشمن کھڑا ہوا تھا جسے اب اپنی پچھلی شکست کے داغ دھونے کا سنہرا موقع ہاتھ آیا ہوا تھا اور اسی کے پہلو بہ پہلو ایک خوبصورت ناگ زادی تھی جو میری خوبصورتی میری طاقت اور میرے بدن کی بھوکی تھی۔ اس کا ننگا بدن اس وقت غصہ سے بید کی طرح کانپ رہا تھا۔

"تیری شکتی!" جل کماری نے دانت پیس کر کہا۔ "اگر تو شکتی والا ہی ہے تو لے سنبھل۔ اگن ناگ کی سوگند' میں تیری شکتی کو خاک میں ملانے کے لئے اپنے پریم کی بھی پروا نہیں کروں گی۔"

اندھے شیو ناگ کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ رقصاں تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے آنکھیں نہ ہونے کے باوجود وہ پوری دلچسپی کے ساتھ میرا اور جل کماری کا ٹکراؤ دیکھ رہا ہو۔

جل کماری نے سخت غصے کے عالم میں اپنے سر سے ایک بال نوچ کر میری طرف اچھالا۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ بال ایک چمکیلی اور دھار دار تلوار میں بدل گیا اور بجلی کی سرعت سے میری پسلیوں کی جانب بڑھا۔ ایکا ایکی دہشت سے میری چیخ نکل گئی اور میں نے غیر ارادی طور پر' اپنے گلے میں لٹکا ہوا ناگ رانی کا منکا اپنے داہنے ہاتھ کی گرفت میں بھینچ لیا۔

وہ مہین اور خونی تلوار فضا میں اڑتی میری جانب آئی' مجھے اپنی ہلاکت کا پورا یقین ہو چلا تھا لیکن بالکل غیر متوقع طور پر میری پسلیوں سے ایک بالشت کے فاصلے پر وہ تلوار کسی کاغذ کے ٹکڑے کی مانند جل اٹھی اور پگھل کر میرے قدموں میں آگری۔

شیو ناگ نے اپنے پرہیبت سر کو یوں جنبش دی جیسے وہ تلوار کے جلنے کا راز سمجھ گیا ہو لیکن زبان سے کچھ نہ بولا۔

جل کماری اپنے وار کو خالی جاتا دیکھ کر نیم پاگل سی ہو گئی۔ "جل منڈل میں جل کماری کے منہ آنے والا نشٹ ہو جاتا ہے مورکھ۔ اس بار تو ہرگز نہ بچ سکے گا۔" یہ کہہ کر اس نے فضا میں دونوں ہاتھوں کو پوری قوت سے گردش دی۔ اس بار میرے عقب میں کسی بھوکے گھڑیال کی خونخوار گڑگڑاہٹ گونجی۔ میں ہڑبڑا کر پلٹا تو واقعی ایک دیو قامت گھڑیال میری جانب کھسک رہا تھا۔ اس کی جسامت سے یہ لگ رہا تھا کہ وہ ایک ہی سانس میں مجھے نگل جائے گا۔

وہ میری جانب بڑھتا رہا اور میں خوفزدہ حالت میں پیچھے کھسکتا رہا۔ اس بار میری بدحواسی بہت کم تھی اور مجھے اس گھڑیال کی کامیابی کا پورا یقین نہیں تھا۔

سرکتے سرکتے میرا بدن دیوار سے جا لگا اور میں بے بسی کے عالم میں خدا کو یاد کرنے لگا۔ ناگ رانی کے منکے کی تاثیر کا ایک مظاہرہ دیکھ لینے کے باوجود میری حالت دگرگوں تھی کچھ پتہ نہیں تھا کہ اس بار کیا ہونے والا ہے۔ وہ گھڑیال مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر آکر رک گیا۔ جل کماری زور سے چلائی لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ میں نے غور سے دیکھا تو اندازہ ہوا کہ اس گھڑیال کی جسامت آہستہ آہستہ کم ہوتی جا رہی ہے۔

جل کماری پھٹی پھٹی نظروں سے اس سکڑتے ہوئے گھڑیال کو دیکھتی رہی پھر جھلائی ہوئی آواز میں بولی۔ "تو یہاں سے نہ نکل سکے گا میرے ذرا سے اشارے پر ساگر کا پھنکارتا ہوا طوفانی پانی جل منڈل کی اس خشک گپھا میں بھی بھر آئے گا اور تو کتے کی طرح گھٹ کر رہ جائے گا۔ میں دیکھتی ہوں کہ تیری شکتی اس وقت تجھے کیسے بچائے گی۔"

اس وقت تک گھڑیال سکڑتے سکڑتے نظروں سے بالکل معدوم ہو چکا تھا اور جل

کماری اگلا قدم اٹھانے ہی والی تھی کہ یک بیک شیو ناگ بول پڑا۔

"اس کے پاس ناگ رانی کا منکا ہے' یہ حرامزادہ آسانی سے قابو میں نہیں گا۔ اگر تم مجھے ہاتھ دکھانے کی چھوٹ دو تو شاید میں اس کا کوئی اپائے کر سکوں۔"

"کچل دو۔ شیو ناگ جی اس کا چہرہ بالکل کچل دو' اب مجھے کوئی غم نہ ہو گا۔" کماری مٹھیاں بھینچ کر بولی۔

"تجھ پر شکتی تو کام نہیں کرے گی' پر میرے بدن میں اتنا زور ہے کہ تجھے کر سکتا ہوں۔" اندھا شیو ناگ بازو پھیلا کر میری جانب بڑھنے لگا۔

پہلے بھی میں ایک مرتبہ اس سے زور آزما ہو کر اس کی بے پناہ جسمانی طاق اندازہ لگا چکا تھا۔ اس وقت تو میں ناگ رانی کی بروقت مداخلت سے بال بال بچ لیکن اس بار مجھے اپنی بے بسی کا اندازہ کر کے وحشت سی ہونے لگی تھی۔

"تیری داسی بے بیکا کہاں غائب ہے؟" شیو ناگ نے میری طرف آتے ہ مجھے باتوں میں الجھا کر غافل کرنا چاہا۔

"تیری موت کی تلاش میں!" میں نے اس کے قدموں کی حرکت پر نگاہیں ہوئے کہا۔

وہ زور سے ہنسا اور دونوں ہاتھ فضا میں اچھال کر میری سمت میں لپکا۔ میں ا مضبوط کئے اپنی جگہ پر کھڑا رہا اور جیسے ہی شیو ناگ میرے قریب پہنچا میں پھرتی زمین پر بیٹھ گیا۔ اس کی ٹانگیں میرے بدن میں الجھیں اور وہ مجھ پر سے ہوتا ہ کے بل نیچے گرا۔

اس کے حلق سے ابلنے والی کریہہ آوازوں کی کوئی پروا کئے بغیر میں تیزی اٹھا اور اسے سنبھلنے کی مہلت دیئے بغیر اس پر سوار ہو گیا۔

میرا سب سے پہلا نشانہ وہ باریک باریک سانپ بنے جو شیو ناگ کے سر پر رہے تھے۔ میں جانتا تھا کہ ناگ رانی کا منکا ہونے کی باعث سانپوں کا زہر مجھ نہیں کر سکے گا' اس لئے میں نے شیو ناگ پر مسلط ہو کر اپنے بڑھے ہوئے ناخنو بال سانپوں کو نوچنا اور بھنبھوڑنا شروع کر دیا۔

تکلیف سے شیو ناگ بری طرح بلبلا اٹھا' اس کے سر پر اگے ہوئے سانپ

وحشیانہ نوچ کھسوٹ سے بوکھلا کر خوف زدہ آوازوں میں چنکارنے لگے۔

جل کماری غیض و غضب کے عالم میں ایک کونے میں کھڑی میری اور شیو ناگ کی خوفناک جدوجہد دیکھ رہی تھی۔ مجھے بھاری پڑتا دیکھ کر اس پر ہیجان سا چھانے لگا۔

چند ثانیوں تک شیو ناگ میرے حملوں سے سنبھلنے کی کوشش کرتا رہا اور پھر اس پر نقاہت طاری ہونے لگی۔ اس کے سر کے بیشتر سانپ میرے ہاتھوں بری طرح زخمی ہو چکے تھے۔ شیو ناگ کو یوں بے بس ہوتا دیکھ کر میرا حوصلہ بڑھ گیا۔ میں نے پوری قوت سے ایک بھرپور گھونسہ شیو ناگ کے داہنے جبڑے پر رسید کیا اور میرا یہی وار میری پریشانی کا سبب بن گیا۔

میرا گھونسہ پڑتے ہی شیو ناگ کا جبڑا کسی نرم ربر کی طرح دھنسا اور میرا پورا گھونسہ اس کے جبڑے میں گھستا چلا گیا۔ میں نے بوکھلا کر ہاتھ واپس کھینچنا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ شیو ناگ نے بڑی چالاکی سے اپنی شکتی کے سہارے میرا داہنا ہاتھ اپنے جبڑے میں دبا لیا تھا۔ میں نے ہاتھ نکالنے کے لئے زور لگانا چاہا تو شیو ناگ کے حلق سے غراہٹ کی آواز نکلی اور میرے ہاتھ میں اس کے دانتوں کی چبھن ناقابل برداشت ہونے لگی۔

"شیو ناگ جی۔ اس کا ہاتھ چبا ڈالو۔ اسے اپاہج کر دو!" جل کماری زور سے چیخی۔

یک بیک میرے ہاتھ میں شیو ناگ کے تیز دانتوں کی چبھن اتنی تکلیف دہ ہو گئی کہ میرا سارا بدن ڈھیلا پڑ گیا۔ اس حالت سے فائدہ اٹھا کر شیو ناگ کسی چیتے کی سی مکاری کے ساتھ نیچے سے اٹھنے لگا۔ اپنے ہاتھ کو مزید تکلیف سے بچانے کے لئے میں بھی اس کے ساتھ سیدھا کھڑا ہونے پر مجبور تھا۔

سیدھا ہونے کے بعد شیو ناگ نے پوری قوت سے میرے پیٹ میں داہنا گھٹنا رسید کیا اور میں بری طرح چیختا ہوا دہرا ہو گیا۔ شیو ناگ نے میرا ہاتھ اپنے جبڑے کی گرفت سے آزاد کر دیا۔ اور میرے گرتے ہی میری پشت پر ٹھوکر رسید کی۔ میں لڑھکتا ہوا جل کماری کے قدموں میں پہنچ گیا۔ اپنی تکلیف اور بے بسی کے احساس نے مجھے یک بیک پاگل کر دیا اور میں نے پوری قوت سے جل کماری کی دونوں ٹانگیں کھینچ لیں۔ اس کا ننگا بدن میرے اوپر آ گرا۔ وہ زور سے چیخی لیکن میں نے کسی بھی چیز کی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

HAN BOOK & LIBRARY
7, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
0345-5048634 0345-5048559
Prop: Ali Khan

پرواہ کئے بغیر اسے اپنی وحشیانہ گرفت میں دبوچ لیا۔

جل کماری نے بلبلا کر میری گردن میں اپنے دانت گاڑ دیئے میں نے جھلا کر اس کے بدن کے نازک حصوں پر دو تین ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ اس کا سارا بدن ڈھیلا پڑ گیا اور اس کا انگ انگ پسینوں میں ڈوب گیا۔

ابھی میں جل کماری سے نمٹنے بھی نہ پایا تھا کہ شیو ناگ مجھ پر دوبارہ آ پڑا۔ اس بار اس نے میری گردن دبوچی تھی۔ اس کے تیزی سے حرکت کرتے ہوئے ہاتھوں سے میں نے اندازہ قائم کیا کہ وہ میرے گلے میں لٹکا ہوا ناگ رانی کا منکا تلاش کر رہا ہے۔ بے اختیار میرا ہاتھ منکے کی جانب گیا لیکن یہ محسوس کر کے میرا دل دھک سے رہ گیا کہ میرے گلے سے منکا غائب تھا۔ ادھر شیو ناگ کے ہاتھ بڑی بے تابی سے منکا ٹٹول رہے تھے۔ میں سمجھ گیا کہ اس خون آشام بڑبونگ میں منکا میرے گلے سے گر چکا ہے۔

اس سے قبل کہ شیو ناگ میرے گلے سے منکے کی گمشدگی کا اندازہ لگا پاتا میری نظر زمین پر پڑے ہوئے ناگ رانی کے منکے پر پڑی جس کی جانب جل کماری آہستہ آہستہ کھسک رہی تھی۔ میں نے تڑپ کر شیو ناگ کی گرفت سے نکلنا چاہا لیکن وہ بالکل کسی جونک کی طرح میرے بدن سے لپٹا ہوا تھا۔

چند ثانیوں میں نہ جانے کیا ہوا کہ شیو ناگ نے بوکھلا کر مجھے چھوڑ دیا اور بے تحاشا وہاں سے ایک طرف بھاگ نکلا۔ میں نے سر اٹھایا تو ناگ رانی وہاں آ چکی تھی اور اس نے جل کماری کے پہنچنے سے قبل زمین سے اپنا منکا اٹھا لیا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ شیو ناگ کو اپنی شکتی کے سہارے ناگ رانی کی آمد اور منکے پر قابض ہو جانے کا علم ہو گیا ہو گا اس لئے وہ اپنی جان بچا کر بھاگ نکلا ہے۔ ناگ رانی اپنے منکے کے ہاتھ آ جانے پر دوبارہ پرجلال نظر آنے لگی تھی۔

میں نے نیچے سے اٹھ کر گرد و پیش پر نظریں دوڑائیں تو حیران رہ گیا۔ ناگ رانی اوشلا کے روپ میں بڑے گمبھیر تیوروں کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی' اس کے برابر میں بے بیکا موجود تھی اور ان کے نزدیک جل کماری کا اکلوتا بیٹا زمین پر بے چینی سے تل ملا رہا تھا جل کماری میرے ہاتھوں درگت بننے کے بعد ابھی تک زمین پر پڑی ہوئی

تھی۔ اس کی ہراساں نگاہیں اپنے بیٹے پر جمی ہوئی تھیں جس کے تیوروں سے بغاو
جھانک رہی تھی۔
"جل کماری!" ناگ رانی کی پرشوکت آواز ابھری۔ "تمہارے من کا پاپ
تمہارے ہی لئے کٹھنائیاں پیدا کرے گا۔ تم نے سلطان جی کے ساتھ مزے اڑانے
لئے شیو ناگ سے میرا سودا چکانے کی کوشش کی تھی' پر تمہارے لڑکے نے مجھے
لیا۔"
"مجھے اسی کا ڈر تھا' میں جانتی تھی کہ میرا لڑکا تمہارا پریمی ہے' میرا کھیل بگڑ چ
ہے پر تم کو جلد ہی اس مکاری کا کشٹ اٹھانا ہو گا۔" جل کماری غصیلی اور بے چ
آواز میں بولی۔
"کشٹ!" ناگ رانی طنز میں ڈوبی آواز میں زور سے ہنسی۔ "میرا منکا میرے پاس
چکا ہے' میں ناگ بھون کی رانی ہوں اور اب میری شکتی لوٹ آنے کے بعد جل منڈ
میں مجھے کوئی نیچا نہیں دکھا سکتا' مجھے دیوتاؤں کی سہائتا مل چکی ہے' سمجھی۔"
"خوب سمجھ رہی ہوں۔" جل کماری زہریلی آواز میں بولی - "پر تو اپنے
سلطان کو جل منڈل سے نہ نکال سکے گی' اگنی پوجا کے تہوار پر یہ کنڈلی بھینٹ چڑھ
گی۔"
"کنکنی - تیرے یہ سپنے کبھی پورے نہ ہوں گے۔" ناگ رانی بھی غصے
بپھر گئی۔
"تو اس پر اترا رہی ہے۔" جل کماری حقارت سے فرش پر لہراتے ہوئے
لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ "یہ میری اولاد تو ہے' پر کوئی جل ناگ
آگیا کے سامنے دم نہیں مار سکتا' اگر یہ میرے مقابلے پر آیا تو میں اسے بھی کچل
رکھ دوں گی۔"
یہ جملے مکمل ہوتے ہی فرش پر پڑا ہوا جل ناگ تیزی سے اچھلا اس کا کسی کھ
جیسا بدن لوہے کی طرح سخت ہو گیا اور اس نے غضب ناک آواز میں پھنکا
جل کماری پر حملہ کر دیا۔
"او مورکھ! کیوں نرگ کی آگ مول لیتا ہے۔" جل کماری زور سے چیخی۔

"دیکھ۔ تیرا ہی خون اب تیرے منہ آ رہا ہے' اب یہ اس وقت تک تیری آ
میں جل مارے بیٹھا رہے گا جب تک میں سلطان جی کے ساتھ جل منڈل سے نکل
جل بھومی تک نہ پہنچ جاؤں۔" ناگ رانی زور سے قہقہہ مار کر بولی۔
اسی وقت جل کماری اپنی جگہ سے اچھلی اور دوبارہ زمین پر آتے ہی اپنے ا
روپ میں آ گئی۔ اب میرے سامنے خوبصورت جل کماری کے بجائے ایک چھو
بدوضع کھال والا لمبا سا جل ناگ موجود تھا۔
غضب ناک پھنکاروں اور وحشیانہ بھاگ دوڑ کے ساتھ میرے سامنے ایک نگر
آغاز ہو گیا۔ وہ دونوں جل ناگ' جن کے درمیان ماں اور اولاد کا رشتہ تھا بڑے
ہنگام انداز میں ایک دوسرے پر حملہ کر رہے تھے۔
ایک مرتبہ چھوٹے جل ناگ نے کسی طرح جل کماری کی دم اپنے منہ میں د
لی' وہ بری طرح تڑپی لیکن اس ناگہانی مصیبت سے نجات نہ پا سکی۔ اس نے پو
طاقت سے اپنے بے ہنگم جسم کو فضا میں اچھالا اور اسی کے ساتھ راج بھون کے
حسین کمرے کے در و دیوار سے بے شمار ونٹی اور خوفناک جل ناگ ابل پڑے۔
میں دہشت زدہ ہو کر ناگ رانی کے قریب جا پہنچا لیکن وہ سارے جل نا
سرسراتے ہوئے میرے قریب سے گزر کر چھوٹے جل ناگ سے لپٹ پڑے۔ ا
چو طرفہ اور وحشیانہ حملے سے چھوٹا جل ناگ بوکھلا گیا اور اس نے جل کماری کی
اپنے منہ سے چھوڑ دی۔ جل کماری تو تیزی سے ایک طرف سرک گئی اور سار
جل ناگوں نے اس کے اکلوتے لڑکے کے بدن کے ٹکڑے اڑا ڈالے اور ان ٹکڑوں
[illegible] نگل گئے۔ اس کریہہ اور خونی منظر نے میرے اعصاب کو ہلا کر رکھ دیا۔ میں
مجھ یہ دیکھا کہ وہ سارے جل ناگ اپنی جل کماری کے باغی کو نگلنے کے بعد پراسر
طریقے پر وہاں سے غائب ہو گئے اور جل کماری ایک مرتبہ پھر انسانی روپ میں آ
اس کے بعد میں تیورا کر فرش پر گر گیا۔
جب دوبارہ ہوش آیا تو مجھے اپنے بدن میں پتھروں کی چبھن محسوس ہوئی۔ می
سارا بدن اس طرح دکھ رہا تھا جیسے بہت سے پہلوانوں نے مل کر میرے بدن پر چابک
برسائے ہوں۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو خود کو ایک عجیب و غریب پہاڑی غار میں قی

یا جس کی دیواریں بالکل سیدھی اور ہموار تھیں۔ یہ غار بہت تنگ اور ساخت کے اعتبار سے کسی کنویں سے مشابہ تھا۔ میرے چاروں طرف اس تنگ غار کی دیواریں تھیں اور اس کا دھندلایا ہوا دہانہ چالیس پینتالیس فٹ کی بلندی پر نظر آ رہا تھا۔

"ڈرو نہیں۔ میں تمہارے پاس ہوں۔" کسی نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ میں لمس محسوس کرتے ہی اچھل کر چیخ پڑا لیکن جب میری نگاہیں جے سیکا کے مسکراتے ہوئے چہرے پر پڑیں تو دم میں دم آیا۔

"کیا تم بھی یہاں قید ہو۔ میرے ساتھ؟" میں نے چند لمحوں کے توقف کے بعد اس سے پوچھا۔

"نہیں۔ میں ناگ رانی کی ننکشا پر یہاں آئی ہوں۔" وہ میرے برابر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"اور ناگ رانی کہاں ہے؟" میں نے بے چینی سے دریافت کیا۔

"وہ جل منڈل سے نکل کر دیوتاؤں کے سنسار گئی ہے۔" جے سیکا مسکرا کر بولی۔

"وہ گئی یہاں سے۔" میری آواز حلق ہی میں گھٹ گئی۔

"میں کالی بھومی تک اس کے ساتھ گئی تھی۔ منکے کے بنا ناگ رانی اپنی شکتی سے جل منڈل میں کام نہیں لے سکتی تھی۔ کالی بھومی پہنچنے کے بعد ناگ رانی نے اپنا منکا مجھے دیکر یہاں بھیج دیا کیونکہ تمہیں اس کی ضرورت تھی۔ ناگ رانی کو ڈر تھا کہ جل کماری کی قید میں تمہاری جان کے لالے نہ پڑ جائیں۔" یہ کہتے ہوئے جے سیکا نے اپنے گلے میں سے منکے والی ڈوری نکال کر میرے گلے میں ڈال دی۔ اس کے بدن سے نکلتے ہی میرے وجود میں توانائی کی بجلیاں کوندنے لگیں، کچھ دیر قبل والا نقاہت اور بدن کی تکلیف کا سارا احساس یک بیک زائل ہو گیا۔ میں نے جے سیکا کو اپنی بانہوں میں سمیٹ کر چوم لیا۔

میرے چھوڑ دینے کے بعد بھی جے سیکا میرے سینے سے لگی رہی، "میرے من میں تمہارے پریم کی آگ جل رہی ہے سلطان جی! مجھے اپنے پوتر شریر میں چھپا لو۔" یہ کہتے ہوئے اس کی آواز جذبات کی شدت سے کانپ رہی تھی۔

مجھے یک بیک احساس ہوا کہ جے سیکا کے قرب کی مجھے بھی ضرورت ہے۔ اس

کا نما غار کی تاریک ... تھی۔ جے سیکا کا شباب کی مہک میں ... میری آغوش میں تھا اور وہ سپردگی پر آمادہ و تیار تھی۔ میں نے آہستگی سے اس کے تپتے ہوئے رخساروں کی گرمی اپنے ہونٹوں میں جذب کر لی، غار میں پھیلی ہوئی ... اور گہری ہو گئی۔ جے سیکا کا حسین بدن دھیمے سے کسمسایا اور لباس ... کی اوٹ سے شباب و خمار کے تپتے ہوئے سینکڑوں سورج ایک دم طلوع ہو گئے ... نے ایک بار آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس قیامت خیز پیکر خمار کو دیکھا اور پھر اس کے بدن کے حسین پیچ و خم میں ڈوبتا چلا گیا۔

جل منڈل کی بھیانک اور خوف ناک سرزمین پر اپنے طویل قیام کے دوران میں پہلی بار زندگی کی حرارتیں اور شباب کی عنایتیں مجھ پر مہربان ہوئی تھیں۔ میں بڑی دیر تک اس لذت انگیز بھنور میں ڈوب کر ابھرتا رہا سون ہلٹ کے جنگلات میں گزاری ہوئی ایک مختصری رات کے بعد مجھے پہلی بار جے سیکا کو پوری طرح دریافت کرنے کا موقع ملا تھا۔

میں نے دیوار کے سہارے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ناگ رانی تمہارے پیچھے پڑی ہوئی جا رہی ہے، میں خوب سمجھ رہی ہوں کہ ان پر تمہارا کیا جادو کام کر رہا ہے۔" وہ کھنکتی سی آواز میں ہنس کر بولی۔

"ہاں۔ ناگ رانی کہاں گئی ہے؟" مجھے یک بیک ادھوری بات کا خیال آ گیا۔

"ناگ راجہ تو تین پہر ناگ بھون سے باہر رہنے کے بعد واپس لوٹ گیا، شیو ناگ ہے ناگ رانی منکے کے بغیر بھی ٹکر لے سکتی ہے، اسے اب تمہارے جیون کی فکر کھائے جا رہی ہے۔" جے سیکا اپنی ساڑھی پہنتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ "اگر اگنی ناگ نے جل منڈل میں اگنی پوجا کے تہوار پر تمہاری بھینٹ سوئیکار کر لی تو ناگ رانی تمہاری سوگ میں رو رو کر اندھی ہو جائے گی اور جیون بھر بیاکل رہے گی۔ وہ کالی بھومی سے دیوتاؤں کے سنسار گئی ہے جہاں وہ اروشی کی بنتی کرے گی کہ اگنی دیوتا تمہاری بھینٹ سوئیکار نہ کرے۔"

"یہ اروشی کون ہے؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"یہ شباب کی دیوی ہے اور ناگ رانی پر سدا سے مہربان ہے۔ اروشی دیوی کی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اگنی دیوتا کو سمجھا سکتی ہے جو جل منڈل میں اگنی ناگ کے روپ میں درشن دیتا ہے۔"

یہ سن کر میں دل ہی دل میں کانپ اٹھا۔ میری زندگی اور موت کا معاملہ اب بہت گمبھیر ہو چلا تھا اور میں اس خوفناک دوراہے پر اپنے مقدر سے بے خبر شباب کی رنگینیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔

"اگنی دیوتا کون ہے؟" میں نے آہستہ سے پوچھا۔

"دیوتاؤں کو کون جانتا ہے سلطان جی!" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "پرکھوں سے سنتے آئے ہیں کہ اس کی بڑی شکتی ہوتی ہے۔ ناگوں کی برجاتی میں اگنی دیوتا کی پوجا کی جاتی ہے۔"

"کیا یہاں مجھے اگنی دیوتا کی مورتی کی بھینٹ چڑھایا جائے گا۔" میں نے بے تابی سے سوال کیا۔

"مورتی نہیں۔" وہ پرخیال لہجے میں بولی۔ "جل منڈل میں ایک بہت ہی پرانا اگنی کنڈ ہے جہاں سدا سے آگ جلتی آ رہی ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس کنڈ میں ایندھن کہاں سے آتا ہے۔ وہی کنڈ اگنی دیوتا کی پوجا پاٹھ کا ٹھکانا ہے اور ہزار برس گزرنے کے بعد جب اگنی پوجا کا تہوار آتا ہے تو درشن کے اشلوک پڑھنے پر میلوں اوپر اٹھتی ہوئی اس آگ میں سے اگنی دیوتا اگنی ناگ کے روپ میں باہر آتا ہے اور کنڈ کے سرے پر اپنے چمکیلے بدن کی کنڈلی مار کر بیٹھ جاتا ہے۔ اگر تمہاری بھینٹ دی گئی تو تمہیں کنیر کی پتیوں سے بے سدھ کر کے اگنی ناگ کے سامنے ڈال دیا جائے گا اور وہ تمہیں ڈس کر تمہاری بھینٹ لے لے گا۔"

"کیا اگنی پوجا ہزار سال بعد ہوتی ہے؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں ہزار برس کا ہی پھیر پڑتا ہے۔ کنڈ میں جلتی ہوئی آگ کے شعلے جب اٹھ اٹھ کر اگنی ناگ کا شبیہ روپ دھارنے لگتے ہیں تو اس سے تین پہر کے بعد اگنی پوجا شروع ہو جاتی ہے۔"

اپنی متوقع قربان گاہ کی یہ پراسرار اور ماورائی تفصیلات سن کر میرا حوصلہ پست پڑنے لگا۔ اپنی محبوب بیوی ستارہ کی بازیابی کے چکر میں پڑ کر میں ایک ایسے شیطانی

عجیب گورکھ دھندے میں آ پھنسا تھا جہاں ہر وہم حقیقت کا زندہ روپ لئے موجود تھا۔ وہ باتیں سچائیوں کا پیکر بن کر سامنے آ رہی تھیں، جنہیں سوچ کر ہنسی آتی تھی۔ گو میں ابھی تک ناگ بھون نہیں پہنچا تھا لیکن جل منڈل کا راستہ اور یہاں کے روح فرسا حالات دیکھ کر ہی مجھے اس اجنبی دنیا کی تصویر سامنے نظر آنے لگی تھی۔

میں نے سوچا کہ اب میں زندگی کے ایک ایسے موڑ پر آ پہنچا ہوں جہاں میری تقدیر زمین پر رینگنے والے حقیر کیڑوں کی مرضی کی پابند ہو گئی ہے میرا ہر سانس ان موذیوں کی عنایات کا طفیل ہے تو میں کیوں نہ جل کماری سے اپنی گستاخیوں پر سمجھوتہ کرا لوں۔ اگر میری زندگی بھیک میں مانگی ہوئی زندگی نے وفا کی تو جل منڈل سے نکل کر ایک بار پھر ستارہ کے لئے قسمت آزمائی کروں گا ورنہ اسی تحت الثریٰ میں بے نام و نشان مر جاؤں گا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ ناگ رانی کا منتا جل کماری کی شکتی سے تو میرا کچھ کر سکے گا لیکن دیوتاؤں کے سامنے ناگ رانی کی کوئی قوت میرا بچاؤ نہ کر سکے گی۔

"جے سیکا!" بہت سوچ بچار کے بعد میں نے اسے مخاطب کیا۔

"ہوں"۔ وہ تھکی ہوئی آواز میں بولی۔

"میں جل کماری سے ملنا چاہتا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ میری آواز میں شکست خوردگی کا اضمحلال نمایاں تھا۔

"کیوں؟" جے سیکا کی تحیر آمیز آواز ابھری۔

"میری روح گناہوں سے آلودہ ہے، میرا دل کہتا ہے کہ اول تو اروشی دیوی ناگ رانی کی بات نہ مانے گی اور وہ مان بھی گئی تو اگنی دیوتا اس کی بات ہرگز نہ مانے گا۔ اس بھاگ دوڑ اور جان گسل معرکہ آرائی سے میں اکتا چکا ہوں، میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔"

"تم جل کماری سے مل کر کیا کرو گے؟" جے سیکا کی آواز میں اب بھی حیرت اور تجسس کا امتزاج تھا۔ "وہ تمہاری آتما کا بوجھ ہلکا تو نہ کر سکے گی۔"

"تم مجھے اس سے ملا دو۔ میں اپنی زندگی کے لئے آخری کوشش کرنا چاہتا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے میری آواز بے اختیار بھرا گئی۔

"جان ہلکان نہ کرو سلطان جی!" جے سیکا جلدی سے میری پاس آ گئی۔ "اروشی

Optimized by www.ImageOptimizer.net

دیوی ناگ رانی کی بات مان جائے گی۔ ویسے تمہارے دھیرج کو میں جل کماری سے ... طوا دوں گی۔ وہ خود ہی تمہیں راج بھون میں بلوا لے گی۔"

"ستارہ کے بغیر میں تھک گیا ہوں، میں ہر بازی ہارتا جا رہا ہوں ججے میکا۔" ... نے اپنا منہ اس کے سینے میں چھپا لیا اور میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے۔

ججے میکا کے محبت بھرے رویئے نے ذرا ڈھارس دلائی اور میں پرسکون ہوا تو اس نے مجھ سے کہا۔ "میں جل کماری کی مرضی کے بنا تمہیں اس کھائی سے باہر تو نہ لے جا سکوں گی، تم ناگ رانی کے منکے سے یہاں کے پتھروں پر دھیمے دھیمے چوٹ لگاؤ، اس سے پورے جل منڈل میں زور کی آوازیں ابھریں گی اور جل کماری تمہیں اپنے راج بھون میں بلوا لے گی۔"

میں نے اپنے گلے سے منکا اتار کر آہستہ آہستہ اس پتھریلی خندق کی دیواروں پر ضربیں لگائیں لیکن کچھ نہ ہوا۔ مجھے پس و پیش میں پا کر ججے میکا نے بتایا کہ وہ آوازیں خندق میں تمہیں سنائی دیں گی البتہ جل منڈل میں ان کی گونج سن کر جل کماری ساری بات سمجھ جائے گی۔"

میں چند ثانیوں تک منکا غار کی دیواروں پر مارتا رہا پھر اسے گلے میں ڈال لیا۔ ذرا ہی دیر بعد اس غار میں ایک ہیبت ناک شور گونجا جس کے اثر سے میں چکرا کر بے ہوش ہو گیا۔

اس بار بھی مجھے کچھ اندازہ نہ ہو سکا کہ میں کتنی دیر بے ہوش رہا جب آنکھ کھلی تو میں نے خود کو راج بھون میں جل کماری کی مسند کے نیچے پڑا پایا۔ جل کماری غضب ناک تیور لئے اپنی نشست پر براجمان تھی۔

"کاش کہ مجھے اس منکے کو چھونے کی شکتی حاصل ہوتی تو میں تجھے بتاتی کہ جل کماری سے ٹکرانا کتنا کٹھن کام ہے۔" وہ دانت پیس کر بولی۔

"جل کماری مجھے معاف کر دو۔ میں تمہارے سامنے اپنی ہار مانتا ہوں۔ مجھے اپنی زندگی اور تمہاری مہربانی چاہئے۔ مجھے معاف کر دو۔" میں یہ کہتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔

"دھوکے باز۔" وہ غرائی۔ "شاید تجھے پتہ چل گیا ہے کہ اروشی دیوی نے ناگ رانی کی بات ٹال دی ہے، جبھی تو میرے چرنوں سے جھک لپٹ رہا ہے۔"

اروشی دیوی کے بارے میں یہ انکشاف سن کر میرا دل لرز اٹھا۔ اگنی پوجا کے موقع پر میری زندگی کے آخری سانس پورے ہونے یقینی تھے۔

"عجب ہی سمجھ لو جل کماری۔ تمہارے تن اور من کی سندرتا کی یادیں میرے دل میں کانٹے کی طرح چبھ رہی ہیں، خدا کے لئے مجھے اگنی دیوتا کی بھینٹ نہ چڑھاؤ میں تمہاری زندگی کو رنگینیوں سے بھر دوں گا، تم ہمیشہ میری رفاقت اور وفاداری پر فخر کرتی رہو گی۔" میں یہ کہتے ہوئے جذباتی انداز میں اس کی طرف بڑھا۔

ایک لمحے کے لئے جل کماری کے خوبصورت چہرے پر حیرت اور بے یقینی کے ملے جلے تاثر نظر آئے، جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہی ہو کہ مجھے ایک راندہ خلوت انسان کو دوبارہ قبول کر لے یا دھتکار دے۔ پھر اچانک ہی اس کے چہرے پر برہمی ابھر آئی اور اس نے میرے سینے پر لات مار کر مجھے پیچھے دھکیل دیا۔

"پیچھے رہ مورکھ۔ دیوتاؤں کی بھینٹ کبھی واپس نہیں لی جاتی، تیرے بھاگ میں یہی لکھا تھا جو اوش پورا ہو گا۔"

"جل کماری تمہارے بستر پر گزارے ہوئے لمحے میری زندگی کا سرمایہ ہیں، تم سے جدا ہو کر مجھے تمہیں کھو دینے کا احساس ہو رہا ہے۔" مایوس ہو کر میں غیرارادی اور لاشعوری طور پر مکاری پر اتر آیا۔

وہ چند سیکنڈ تک میری طرف گھورتی رہی پھر قدرے پرسکون آواز میں بولی۔ "تجھے کھو دینے کا غم مجھ کو بھی ہے، شاید میں برسوں تجھے نہ بھول سکوں پر تو نے میری اکلوتی اولاد کو میرے سیوکوں کے ہاتھ مروایا ہے میں تیری بھینٹ دینے کی سوگند اٹھا چکی ہوں۔ بھینٹ پر چڑھنے والے کو میں اپنے بستر پر سلا کر اگنی ناگ کا بیر مول نہیں لے سکتی۔ کنڈ میں جلتی ہوئی آگ کے شعلے اب اگنی ناگ کا شبھ روپ دھارنے لگے ہیں ستر برس گزر چکے ہیں اور تیرہ پہر کے بعد تیری بھینٹ چڑھا دی جائے گی۔ جا اپنے جیون کے سانس پرارتھنا میں پوری کر لے ورنہ اگلے جیون تک نرگ کی آگ میں جلتا رہے گا۔"

میں نے قہر اور مظلومیت میں ڈوبی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔ "تو جھوٹ کہتی ہے، اروشی دیوی ناگ رانی کی بات ... ہرگز نہیں ... سکتی۔"

"تیرہ پہر بعد تو خود دیکھ لے گا۔" وہ زہر بھری مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"تو جھوٹی ہے۔" میں غرا کر اس کی طرف لپکا' وہ میرے اس رد عمل کو دیکھ کر بوکھلا گئی' اس سے قبل کہ وہ اپنی مدافعت میں کوئی قدم اٹھاتی' میں اس پر ٹوٹ پڑا اور اس کی نازک سی مخروطی گردن کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں دبوچ لیا۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, SHASHA PURA, RAWALPINDI.
Cell: 0345-5046634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, Rawalpindi.
Cell: 0345-5046634 - 0345-5048559
Prop: Ali Khan

"نہیں تجھے مار ڈالوں گا۔ تجھے ختم کر دوں گا' میری موت اتنی سہل نہیں ہے خوبصورت ناگن۔" میں ہذیانی انداز میں چیخنے لگا اور اس کی گردن پر میری گرفت مضبوط ہونے لگی۔

جل کماری جو اس وقت انسانی روپ میں تھی' میری وحشت دیکھ کر سراسیمہ ہو گئی اس نے پوری قوت صرف کر کے میری مضبوط گرفت سے رہائی حاصل کرنی چاہی لیکن میری انگلیاں جونک بن کر اس کے گلے میں پیوست ہو چکی تھیں۔

جل کماری پھنسی پھنسی آواز میں زور سے چیخی اور ایک مرتبہ پھر راج بھون کے در و دیوار سے پھولے ہوئے بدن اور لٹکتی کھالوں والے وحشی جل ناگ ابل پڑے۔ مجھے اپنی پنڈلیوں پر' اپنے دھڑ پر ان کی سرسراہٹیں محسوس کیں اور کراہت کے سبب جھرجھری سی آ گئی' بس پل بھر کے لئے جل کماری کی گردن پر میری گرفت کمزور ہوئی اور وہ تڑپ کر میرے ہاتھوں سے نکل گئی۔

"منحوس" جل کماری نے زور سے چیخ مار کر کہا اور اس کی آواز سے میرا وجود جھنجھنا اٹھا سارے جل ناگ مجھے چھوڑ کر پراسرار طریقے پر روپوش ہو گئے اور راج بھون کی سیپیوں گھونگوں اور موتیوں سے بنی چھت سے سرخ رنگ کے بہت گاڑھے سیال کی بارش شروع ہو گئی۔ یہ بوچھاڑ اتنی شدید تھی کہ اس کی اوٹ میں جل کماری میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

"یہ زہریلے خون کی برسات ہے۔" جل کماری کی آواز ہذیانی قہقہے کے ساتھ ابھری۔ "تیرا سارا چہرہ اور بدن جھلس جائے گا' تجھے اپنی جس صورت پر گھمنڈ تھا اور جس پر عورتیں مرتی تھیں وہ آبلوں سے ڈھک جائے گا' میں تجھے کوڑھیوں سے بدتر کر ڈالوں گی۔"

"تیری کوئی شکتی مجھ پر کام نہیں کرے گی جل کماری۔" میں نے تشویش کے باوجود ہنستے ہوئے کہا کیونکہ درحقیقت اس بوچھاڑ کا ایک قطرہ بھی میرے اوپر نہیں تھا۔ وہ سرخ سیال میرے بدن سے کئی کئی انچ دور برس رہا تھا۔ "تجھ میں حوصلہ ہے تو مجھے قریب آنے دے، اگر میں ہلکا پڑ گیا تو کبھی تیرے منہ نہ آؤں گا۔"

"جا مورکھ، پتھروں اور چونے کا وہی غار تیرے بھاگ میں لکھا ہے۔" جل کماری کی جھلائی ہوئی آواز ابھری اور میں کھڑے کھڑے ہی بے ہوش ہو گیا۔

میری یہ بے ہوشی بہت ہی مختصر تھی۔ جب دوبارہ ہوش آیا تو مجھے اس اندھے کے بلند دہانے سے گہرائی میں پھینکا جا چکا تھا جہاں میں کچھ دیر پہلے قید تھا۔

مجھ پر بدحواسی تو ضرور طاری ہوئی لیکن مجھے یقین تھا کہ نیچے گرنے کے بعد آنے والی چوٹ زیادہ دیر مجھے پریشان نہ کر سکے گی کیونکہ ناگ رانی کا منکا میرے گلے میں تھا اور میں اسے منہ میں رکھ کر پوری طرح شفایاب ہو سکتا تھا۔

یہ میری خوش نصیبی تھی کہ غار کے پتھریلے فرش سے چند فٹ اوپر ہی جے سیکا نے مجھے اپنے ہاتھوں پر روک لیا اور میری پیشانی کا بوسہ لے کر آہستگی سے مجھے فرش پر ڈال دیا۔

میں چند ثانیوں تک نیچے پڑے رہنے کے بعد اٹھ گیا۔

جے سیکا ملامت بھری نظروں سے میری طرف دیکھ رہی تھی۔

"ایسے کیوں گھور رہی ہو؟" اس کے دل کی بات جانتے ہوئے بھی میں نے دانستہ سوال کیا لیکن اپنے لہجے کی خفت نہ چھپا سکا۔

"تم تو بڑے کڑیل مرد ہو سلطان جی!" وہ بولی تو مجھے اس کے لہجے میں ہلکا سا طنز محسوس ہوا۔ "ایک جھٹکے میں جل کماری کے چرنوں میں آ گرے۔"

"یہ میری ایک چال تھی۔" میں نے بات بناتے ہوئے کہا۔ "میں موت سے ہرگز نہیں ڈرتا۔"

"ابھی تو تمہارے لئے اور بھی کٹھنائیاں آنے والی ہیں۔" وہ میرے قریب آ کر بولی۔

"وہ کہہ رہی تھی کہ اروشی دیوی نے ناگ رانی کی التجا ٹھکرا دی ہے۔ میں پوری

طرح اگن پوجا کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بس سترہ پہر کی بات رہ گئی ہے پھر یا تو میں جل منڈل سے رہا ہو جاؤں گا یا اگن دیوتا میری بھینٹ لے لے گا۔" میں نے اپنے لہجے میں وزن پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"وہ تو سترہ پہر کی بات ہے۔" جے سیکا پھر بولی۔ "جل کماری اگن پوجا سے پہلے ہی تمہیں سراپ دینے کی سوچ رہی ہے۔ تم نے اسے کئی بار چوٹ دی ہے۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"تم یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ مجھے بھی شکتی اور دیوتاؤں کی سہائتا ملی ہوئی ہے۔" وہ غمگین سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "جل کماری کا کوئی منتر تم پر کام نہیں کرتا اس لئے وہ اب سیدھے راستے تمہیں چوٹ دے گی۔"

"دیکھا جائے گا۔" میں نے اس کی بات کو اہمیت نہ دیتے ہوئے لاپروائی سے کہا۔ میں جے سیکا کی نظروں میں اپنا کھویا ہوا مردانگی کا وقار بحال کرنا چاہتا تھا۔

"سلطان جی!" جے سیکا آہستہ سے منمنائی اور اس کے رس بھرے ہونٹ میری کشادہ چھاتی پر آ لگے۔

میں جھرجھری لے کر رہ گیا لیکن جے سیکا پر آہستہ آہستہ بے خودی محیط ہوتی جا رہی تھی۔ اس میں چھپی ہوئی عورت میری بانہوں کی متلاشی تھی۔ اس کے ہونٹ آہستہ سے کانپے اور پھر میرے بدن پر مچلنے لگے۔ کسی بدمست شرابی کی طرح جو ناہموار راستوں پر چلا جا رہا ہو۔

اس وقت مجھے شدت سے محسوس ہوا کہ انسان کے نفس کی آگ کبھی نہیں بجھتی، اسے جتنی غذا ملتی رہے اس کی پیاس، اس کے حیوانی جذبوں کی تشنگی اسی قدر بڑھتی جاتی ہے وہ لذتوں کے ہر روپ اور ہر روپ کے نئے نئے بہروپ آزمانے کی شدید خواہشیں رکھتا ہے۔ جب بھی زندگی اور اس کی رنگینیوں سے پیار رکھنے والے دو جوان بدن ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں، اور جب تنہائی سینے تجلی اور آشفتہ سری پر اکساتی ہے اور جب غنودگی کے لبادوں میں لپٹی ہلکی سی روشنی اس اکساہٹ کو شیما قدمی کی دعوت دیتی ہے تو انسان اپنے ظاہری خول سے نکل کر اپنی بنیادی حیوانی جبلتوں کے سرگرم اور وحشیانہ مظاہروں پر اتر آتا ہے، گردو پیش میں ڈوبتے ہوئے

لہو میں ڈوبے اندیشے اور ہر طرف طاقوتی رقص میں محو خوف کے سائے ان جوانی جذبوں کو اور بھڑکا دیتے ہیں کہ مبادا وقت گزر جائے' مہلت کی ساعتیں بیت جائیں اور عیش و نشاط کی کلیاں کھلنے سے پہلے مرجھا جائیں۔

میرے وجود میں جے سیکا کے دعوت انگیز قرب نے بجلیاں سی بھر دیں' میرے بدن میں ایک ہیجان سا پھیل گیا۔ چند لمحوں قبل کے خوف سے مضمحل اعصاب میں زندگی کی توانائیاں دوڑ گئیں اور میں نے آنکھیں بھینچ کر جے سیکا کو اپنے بدن سے لپٹا لیا۔

ہم نے اس شوریدہ سری میں کتنے پہر گزار دیئے' یہ مجھے یاد نہیں۔ ہوش تو اس وقت آیا جب ہمارے سروں کے اوپر' غار کے دہانے سے جل کماری کی قہربار آواز آئی۔

"اسے کھینچ لاؤ باہر۔" وہ کبر و جلال میں ڈوبے لہجے میں کسی سے کہہ رہی تھی۔

"وہ آ گئی..... تم من نہ چھوڑ بیٹھنا' ناگ رانی کچھ نہ کچھ کر کے ہی لوٹے گی۔" وہ تڑپ کر میرے پہلو سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"آنے دو۔ مجھے اب زندگی یا موت کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہے۔" میں نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

اسی وقت مجھ پر اوپر سے کئی بڑے بڑے اور وزنی جل ناگ آ گرے اور جے سیکا میرے ہاتھوں سے پھسل کر نکل گئی۔

"تم تو میرے ساتھ ہی رہو گی نا؟" میں نے سر گھما کر جے سیکا سے پوچھا۔

"ساتھ تو نہیں' پر آس پاس رہوں گی۔" وہ اپنا بدن لباس میں چھپاتے ہوئے بولی۔

اس وقت تک کئی جل ناگ اپنے بدن رسیوں کی طرح میرے گرد لپیٹ چکے تھے اور اس عمودی غار کی دیواروں پر رینگتے آہستہ آہستہ مجھے اوپر لے جا رہے تھے۔

غار سے باہر لے جا کر ان جل ناگوں نے مجھے چھوڑ دیا اور معمول کے مطابق پلک جھپکتے میں نہ جانے کہاں غائب ہو گئے۔ میں نے نظریں اٹھائیں تو جل کماری کو عورت کے روپ میں اپنی طرف نگراں پایا۔ اس کا چہرہ غیض و غضب سے بھبوکا ہو رہا تھا اور

تیوریوں پر سینکڑوں بل پڑے ہوئے تھے۔

مجھ سے چند گز دور پتھریلی زمین پر ایک قد آدم کانسی کا جار رکھا ہوا تھا جو کم از کم تین فٹ قطر کا تھا' اس کے قریب ہی بھیانک صورتوں والے دو سخت جان آدمی لوہے کے وزنی ہتھوڑے سنبھالے مستعد کھڑے ہوئے تھے۔

"اس اہتمام کا کیا مقصد ہے؟" میں نے کھڑے ہو کر جل کماری سے لاپرواہانہ لہجے میں پوچھا۔

"معلوم ہوتا ہے تو اس غار میں جے سیکا کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہا تھا۔" وہ میرے ننگے بدن پر نگاہیں ڈال کر غصے اور حسد سے ملی جلی آواز میں بولی۔

پہلے تو میں اس کے منہ سے جے سیکا کا نام سن کر چونکا پھر مجھے یاد آیا کہ راج بھون میں مقابلے کے موقع پر شیو ناگ نے جل کماری کے سامنے جے سیکا کا راز فاش کر دیا تھا۔

"اب کہو تو تمہاری سیوا کے لئے بھی تیار ہوں۔" میں نے بے خوفی سے کہا۔

اس نے ایک مرتبہ پھر میرے بدن کو نیچے سے اوپر تک گھورا اور ان بھیانک صورتوں والوں کی طرف مڑ کر بولی۔ "اسے اندر بند کر دو۔"

اسی کے ساتھ جل کماری نے کسی نامانوس زبان میں کچھ کہا اور کہیں سے خوفناک صورتوں اور لمبے چوڑے جسموں والے تین آدمی اور آ پہنچے۔

وہ پانچوں میری طرف بڑھے تو میں نے ان پر چھلانگ لگا دی۔ ان میں سے بس ایک میری زد میں آ سکا اور اپنا منہ تھامے پیچھے الٹ گیا۔ بقیہ چاروں ادھر ادھر سرک گئے۔ پھر اس سے قبل کہ میں دوسرے وار کے لئے پلٹتا وہ پانچوں میرے جسم سے لپٹ گئے اور تھوڑی سی محنت کے بعد مجھے زیر کر لیا۔

دو آدمی مجھے پوری قوت سے زمین پر دبوچے رہے اور بقیہ تین آدمیوں نے کانسی کا وہ جار میرے اوپر رکھ دیا۔

گھڑ چڑھنے کا وہ جار میرے اوپر آتے ہی میرے گرد ہولناک اندھیرا چھا گیا۔ میں پھرتی سے زمین سے اٹھا اور اس جار کو الٹ دینا چاہا لیکن وہ بہت وزنی تھا میں پوری کوشش کے باوجود اسے جنبش تک نہ دے سکا۔

ابھی میں اس اذیتی قید سے رہائی کی کوئی ترکیب سوچ ہی رہا تھا کہ کانسی کے اس جار پر باہر سے ایک طاقتور چوٹ پڑی اور اس کے ارتعاش سے میرا پورا بدن جھنجھنا اٹھا۔ ابھی میں پوری طرح اپنے حواس یکجا بھی نہ کرنے پایا تھا کہ دوسری جانب سے ویسی ہی چوٹ پڑی اور پھر تو ان چوٹوں کا تسلسل بندھ گیا۔ کانسی کے اس وزنی جار کے ارتعاش سے میرا پورا بدن کسی حقیر پتے کی طرح کانپنے لگا۔ کانوں کی تو یہ حالت تھی کہ تین چار ہی ضربوں کے بعد بالکل سن ہو کر رہ گئے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے میرے کانوں کے پردے پھٹ گئے ہوں۔

اب میری سمجھ میں آیا کہ لوہے کے ان وزنی ہتھوڑوں کا کیا مقصد تھا اور مجھے بند کرنے کے لئے کانسی ہی کا جار کیوں استعمال کیا گیا تھا۔ ان موذیوں کو غالباً خوب علم تھا کہ کانسی میں سب سے زیادہ گونج اور ارتعاش پیدا ہوتا ہے۔

ذرا ہی دیر میں میرے اعصاب جواب دے گئے۔ میں نے پوری قوت سے کسی فنا ہوتے ہوئے درندے کی طرح چیخنا چلانا شروع کر دیا لیکن بے سود۔ کانسی کے جار پر پڑنے والی ضربوں کے کرب ناک ارتعاش سے میری آواز بھی بری طرح لرز رہی تھی۔

میں بس کچھ ہی دیر اس عجیب اور اذیت ناک عذاب کو سہہ سکا اور پھر بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

نہ جانے جل کاری کے وہ خبیث گرگے میری بے ہوشی کے بعد بھی اس جار کو بجاتے رہے یا رک گئے لیکن جب مجھے دوبارہ ہوش آیا تو وہ جار مسلسل بجایا جا رہا تھا اور میرا پورا بدن اس بری طرح دکھ رہا تھا جیسے اس پر پھوڑے نکل آئے ہوں۔

میں جلدی سے زمین سے اٹھا اور اپنے کانوں کو دونوں ہاتھوں سے بھینچ لیا لیکن اس کے باوجود وہ آوازیں میرے کان پھاڑ رہی تھیں، ان کے باعث میرا دل بڑی بے ترتیبی سے دھڑک رہا تھا اور مجھے کچھ علم نہ تھا کہ یہ گونجیلا آہنگ اور ارتعاش کب میرا دل چیر کر رکھ دے گا۔

اس بار میں قدرے زیادہ دیر ہوش میں رہا اور پھر دوبارہ بے ہوش ہو گیا۔

مجھے کچھ یاد نہیں کہ میں اس وحشیانہ سزا کے دوران کتنی بار بیہوشی کا شکار ہوا۔ ہاں جب آخری بار آنکھیں کھولیں تو بدن میں اعصاب میں اتنی بھی سکت نہیں رہی

تھی کہ اپنے قدموں پر اٹھ سکوں۔ جار میں پھیلی ہوئی گھور سیاہی میں میری آنکھوں کے سامنے دھندلائے ہوئے دائرے ناچ رہے تھے، میرا سر جار کی دیوار سے ٹکا ہوا تھا اور جار پر باہر سے پڑنے والی ہر ضرب کی خوفناک دھمک میرے سر پر یوں آ رہی تھی جیسے وہ چوٹیں براہ راست میرے سر پر پڑ رہی ہوں۔

میں نے ایک مرتبہ پھر اٹھنا چاہا لیکن بے سود۔ میرا سارا بدن شل ہو چکا تھا، جسمانی مزاحمت دم توڑ چکی تھی اور موت کی بھیانک تصویر نگاہوں میں گھوم رہی تھی۔

اپنے آپ کو ہر طرح سے بے بس و مجبور پا کر میں بے چینی سے اگلی بے ہوشی کا انتظار کرنے لگا۔ سر میں ہونے والی دھمک اتنی شدید اور ناقابل برداشت تھی کہ مجھے اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں میرا بھیجا ناک کے راستے نہ نکل پڑے۔

میں منتظر رہا۔ لیکن بے ہوشی کی پرسکون آغوش بھی اس بار میرے لئے وا نہ ہوئی۔ اس وقت مجھے کچھ ہوش نہ تھا، بس دل میں بیہوشی، ایک طویل اور سکون بخش بے ہوشی کی شدید آرزو مچل رہی تھی۔

دفعتاً مجھے ناگ رانی کا خیال آیا، پھر اس کے منکے کا خیال آیا۔ پل بھر کے لئے یہ یاد آیا کہ اسے منہ میں رکھ لینے سے کھوئی ہوئی جسمانی توانائی لوٹ آتی ہے۔ مجھے امید ہوئی کہ اس کی مدد سے میں اپنے قدموں پر کھڑا ہو کر اپنے سر کو اس ہولناک اور براہ راست دھمک سے بچا سکوں گا جو شاید میری کھوپڑی کے پرخچے اڑا ڈالتی۔

میں نے بڑی سرعت سے ٹٹول کر اپنے گلے میں لٹکا ہوا ناگ رانی کا منکا اپنے منہ میں رکھ لیا۔ اسے منہ میں رکھتے ہی خوشی سے مجھ پر سکتہ سا چھا گیا۔ اپنی پوری زندگی میں مجھے کبھی ایسی مسرت نصیب نہیں ہوئی۔ شاید مجھے موت کو اپنے سامنے سینہ سپر پا کر بھی ایسی دہشت نہ ہوتی جیسی اس شیطانی جار کی قید میں ہوئی تھی لیکن ناگ رانی کا منکا منہ میں پہنچتے ہی جار کی جھنجھناہٹ اور گونج بالکل ختم ہو گئی، میرے بدن کی ساری توانائی لوٹ آئی اور میں چند ثانیوں تک اس غیر متوقع نجات پر مبہوت رہنے کے بعد اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا۔

باہر اب بھی جار پر چوٹیں پڑ رہی تھیں لیکن مجھ تک صرف ٹھک ٹھک کی نحوس آوازیں آ رہی تھیں جیسے لوہے کے کسی نحوس چبوترے پر وزنی ہتھوڑے بجائے جا

Optimized by www.ImageOptimizer.net

رہے ہوں' گونج یا ارتعاش کا اب بالکل نشان نہیں تھا۔

باہر سے پڑنے والی مسلسل ضربوں سے مجھے اندازہ ہوا کہ باہر والے ابھی تک ا
کوششوں کے بارے میں خوش فہمی کا شکار ہیں' انہیں بالکل علم نہیں کہ جار کے ا
اب ارتعاش یا گونج کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ وہ برابر اپنا کام کئے جا رہے تھے۔

وقت بہت سست رفتاری سے گزرتا رہا اور کانسی کے اس تنہ و تار جار کے ب
وزنی ہتھوڑوں کی ضربیں پڑتی رہیں۔ گو مجھے گونج اور ہول ناک ارتعاش سے نجات
چکی تھی لیکن دوسری طرف مجھے لمحہ بہ لمحہ بڑھتی ہوئی بھوک اور پیاس سے پریشا
لاحق تھی۔ بیرونی اسباب کی بنا پر ہونے والی جسمانی تکلیف اور اذیت کو تو میں
رانی کے پر تاثیر منکے کی مدد سے شکست دے سکتا تھا لیکن اپنے جسمانی نظام میں غذا
کمی کے باعث پیدا ہونے والے خلل پر قابو پانے کی کوئی صورت نہیں تھی۔ میں
بے چینی اور اضطراب کے عالم میں کئی بار ناگ رانی کا منکا منہ میں ڈالا لیکن کوئی افا
ہوا۔ پھر میری زبان خشک ہو کر تالو سے چپکنے لگی تو میں بے اختیار اپنی انگلیاں چو
لیکن سب بے سود۔ میری تشنگی بڑھتی ہی رہی۔ پھر آہستہ آہستہ خشکی کے باعث پیٹ
اینٹھن ہونے لگی۔ گو میری انتڑیوں کی بھی یہی حالت تھی لیکن میرے شعور پر پیا
کی خوفناک اذیت چھائی جا رہی تھی اور جب یہ پیاس بڑھتے بڑھتے میری برداشت
باہر ہونے لگی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید جل کماری نے مجھے اگنی ناگ کی بھی
چڑھانے کا ارادہ ترک کر دیا ہے اور مجھے یونہی سسکا سسکا کر مارنا چاہتی ہے۔ بے
کی اس موت کے تصور سے میرا بدن کانپ اٹھا اور میں نے بے اختیار اپنی کلائی دا
میں دبا کر جھنجھوڑ ڈالی' تکلیف کی ایک ناقابل برداشت لہر میرے پورے وجو
سرایت کر گئی لیکن میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ میری خشک ہوتی
زبان بے تابی سے کلائی کی ادھڑی ہوئی کھال پر کلبلائی لیکن وہاں خشکی تھی۔ میں
دوبارہ اپنی کلائی کو دانتوں سے نوچا اور اس بار شدید تکلیف کا احساس' زخم سے
نکلنے والے گرم گرم اور نمکین خون کی نمی میں ڈوب گیا' میری کلائی کی کوئی
دانتوں میں دب کر کٹ چکی تھی' میں نے اپنا زخم ہونٹوں سے لگایا اور اپنے ہی
زندہ خون سے اپنی کرب ناک پیاس بجھانے لگا۔

زبان' تالو اور حلق میں نمی پہنچی تو میری جان میں جان آئی۔ میں خاصی دیر تک
کسی خون آشام درندے کی طرح اپنا ہی خون پیتا رہا پھر مجھ پر غنودگی چھانے لگی' نہ
جانے وہ زخم سے خون بہہ جانے کی نقاہت تھی یا اپنا ہی خون پینے کا گہرا خمار کہ میں
رفتہ رفتہ سو گیا۔

اس مرتبہ بھی پسلیوں میں پڑنے والی ضربوں کی تکلیف ہوش میں لائی۔ میں برہنہ
تن زمین پر پڑا تھا اور جل کماری حقارت سے میری پسلیوں میں ٹھوکریں مار رہی تھی۔

"بڑا ڈھیٹ ہے۔" مجھے ہوش میں آتا دیکھ کر وہ قدرے متحیرانہ لہجے میں بولی۔
شاید اسے توقع نہیں تھی کہ میں کانسی کے جار سے زندہ سلامت نکل سکوں گا۔ "پر
اب تیرے جیون کا سمے ڈھلتا جا رہا ہے' تیسوں پہر ٹک چکا ہے اور اس کے ڈھلتے ہی
جب اگنی دیوتا' اگنی ناگ کے روپ میں درشن دیں گے تو تیری بھینٹ ہو گی' تیری
پتنی ستارہ بھی اب ناگ بھون کے راجہ کی دوس سے نہ بچ سکے گی' اسے ابھی تک پتا
نہیں ہے کہ وہ ناگ راجہ کی قیدی ہے۔"

"ستارہ....... اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں چھو سکتی' وہ صرف میری ہے۔"
ستارہ کا نام سنتے ہی میں دیوانہ وار چیخ پڑا۔ "اسے میں بتاؤں گا کہ وہ کتنے دن موذی
کیڑوں کی قید میں رہی ہے۔"

"تیری ہے۔" جل کماری زہریلی آواز میں ہنسی۔ "یہاں جل منڈل میں اگنی پوجا
ہو رہی ہے اور تیری موت قریب آ چکی ہے' بھینٹ کے بعد تیری لاش شیو ناگ اپنے
ساتھ لے جائے گا اور ناگ بھون میں تیری پتنی ستارہ جب تیری نیلی لاش دیکھے گی تو
اس کی آشاؤں کا شیش محل بکھر جائے گا اور وہ پکے ہوئے پھل کی طرح ناگ راجہ کی
گود میں جا گرے گی۔"

"خاموش!" میں زمین سے اٹھتے ہوئے زور سے چلایا۔

وہ پیچھے ہٹ گئی اور حسد و رقابت سے بھری ہوئی آواز میں بولی۔ "میں نے اپنا
من تجھے ہار دیا تھا پر تو میرے من سے کھیلتا رہا' ناگ رانی اور بے سیکا نے تجھے مجھ
سے چھین لیا۔ مورکھ تو نے مجھ سے ہرجائی پن کر کے اپنے لئے کنواں کھودا ہے' میں
تجھ سے بھرپور بدلہ لوں گی۔" یہ کہہ کر اس نے ایک زہریلا قہقہہ لگایا اور کہنے لگی۔"

تیری پتنی کی کوکھ میں تیری اولاد پل رہی ہے میں نے اپنی شکتی سے پتا لگا لیا ہے کہ وہ لڑکا ہی ہو گا بس اگلے چاند تک کی دیر ہے' میں نے تیری لاش دینے کے بدلے شیو ناگ سے وچن لے لیا ہے کہ جب تک تیری پتنی کی کوکھ میں پلنے والا تیرا لڑکا پیدا نہ ہو گا ناگ راجہ ستارہ پر ہاتھ نہیں ڈالے گا اور تیرا لڑکا مجھے دیا جائے گا۔ اسے میں اپنے ہاتھوں جل منڈل میں پالوں گی اور وہ جوان ہو کر میرے چرن چاٹنے گا تیرے لڑکے کی جوانی میری ٹھوکروں میں ہو گی اور یوں میں اپنے من کو ٹھنڈا کروں گی۔"

جل کماری کا یہ منصوبہ بہت ہی خوف ناک اور گھناؤنا تھا وہ مجھ پر قابو نہیں پا سکی تھی لیکن میرے ہونے والے لڑکے کو اپنے حسین بہروپ کا غلام بنانا چاہتی تھی۔ مجھے اس بات کی خوشی تو ضرور ہوئی لیکن جل کماری کے منصوبے کی تفصیل نے میری خوشیوں کی مایوسی' انتقام اور ناامیدی کے سمندر میں غرق کر دیا۔ میں چند ثانیوں تک ششدر و مبہوت سا اس کی بات سنتا رہا اور جیسے ہی وہ خاموش ہوئی' میں اس کی طرف جھپٹ پڑا لیکن وہ مکار ناگن پہلے سے تیار تھی اس کے حلق سے ایک اجنبی سی آواز نکلی اور جل منڈل کی بے وفا دھرتی سے بے شمار موٹے موٹے جل ناگ نکل پڑے اور میرے قدموں میں لپٹ گئے۔

مجھے پوری طرح بے بس کرنے کے بعد وہ جل ناگ مجھے لے کر ایک طرف رینگنے لگے۔

"جا۔ اگنی کنڈ پر بھانت بھانت کے بھوجن تیری راہ تک رہے ہیں' مرنے سے پہلے تو اپنے پیٹ کی آگ بجھا سکے گا۔" جل کماری نے میرا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا اور میں بے بسی سے اسے گھورتا رہ گیا۔

کچھ دیر بعد مجھے جے سیکا کا خیال آیا۔ میں نے ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں تو اسے جل ناگوں کی داہنی جانب سوگوارانہ انداز میں چلتے پایا۔

"جے سیکا! ناگ رانی اب تک نہیں آئی؟" اس پر نظر پڑتے ہی میں نے بڑے کرب کے ساتھ پوچھا۔

"جانے کہاں رہ گئی؟" وہ مایوسانہ لہجے میں بولی۔ "بھینٹ کا سمے سر پر آ پہنچا ہے اور اس کا اب تک پتہ نہیں ہے۔"

"تو کیا جل منڈل کی یہ اجنبی سرزمین میرے خون سے ضرور رنگین ہو گی؟" میں نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

"کبھی کبھی پاپ بھی پن پر بھاری پڑ جاتا ہے سلطان جی!" وہ دھیمی آواز میں بولی۔

"پاپ اور پن۔" میں ہذیانی انداز میں زور سے ہنس پڑا۔

وہ ہمدردانہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔

ذرا ہی دیر بعد مجھے جل منڈل کے اس وسیع غار کی اوپری چٹانوں کی طرف لپکتے ہوئے سرخ سرخ شعلے نظر آنے لگے اور میرا رواں رواں لرز اٹھا۔ وہ شعلے واقعی کسی چمکتے اور دہکتے ہوئے سرخ ناگ کے زندہ روپ میں بل کھا کھا کر اوپر اٹھ رہے تھے اور ان جہنمی شعلوں میں سے دبی دبی سسکاریاں ابھر رہی تھیں۔

"میں اس سے آگے نہیں جا سکتی۔" جے سیکا رکتے ہوئے بولی۔ "میں جل منڈل میں یہیں ناگ رانی کا انتظار کروں گی۔ جاؤ! بھگوان تمہاری آتما کو سورگ میں سدا سکھی رکھے۔" یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور بے اختیار میرا دل بھی بھر آیا۔

جل منڈل کی ظالم اور اجنبی سرزمین پر میں تنہا اور بے یار و مددگار ہو چکا تھا۔ موت مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر میری منتظر تھی۔ میرا قصور صرف اتنا تھا کہ میں نے اپنی وفادار اور قابل پرستش بیوی ستارہ کی یاد کو اپنے دل میں بسائے رکھا تھا۔ اگر میں نے اسے بھول کر ناگ رانی اور اب جل کماری سے ہوس ناک محبت کا گندا کھیل رچا لیا ہوتا تو یوں میری زندگی کی ساعتیں بھی مختصر نہ کی جاتیں اور نہ ہی مجھے مصائب اور آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑتا۔

جل ناگ مجھے اپنے کریہہ اور مضبوط دھڑ میں لپیٹے آگے بڑھتے رہے۔ ان سب کی رفتار یکساں تھی اور ان کے انداز میں گہری طمانیت تھی۔ آخر کار ایک جگہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں ہڑبڑا کر سیدھا کھڑا ہوا تو میری نبضیں یک بیک ڈوبنے لگیں۔

سمندری گپھا سے نکل کر جل منڈل میں پہنچنے کے بعد مجھے یہ تو معلوم ہو چکا تھا کہ جل منڈل ایک بہت بڑے اور پراسرار سمندری غار کا دوسرا نام ہے جس میں سمندر کا چنگھاڑتا ہوا غضب ناک پانی بھی داخل نہیں ہوتا لیکن اس نئے مقام پر آ کر اس غار کی وسعت کے بارے میں میرے تمام اندازے بالکل ہی غلط ثابت ہوئے۔ یہ

غار اس قدر اونچا اور کشادہ تھا کہ اس کی چھت دھندلائے ہوئے پتھروں اور بھورے نقطوں کی چادر معلوم ہو رہی تھی' میرے اردگرد تاحد نظر بے شمار وحشی جل ناگ پتھریلی زمین پر کلبلاتے پھر رہے تھے۔ ان کے پھولے ہوئے' بدوضع دہانوں اور پھنوں سے یوں دبی دبی اور سنسناتی ہوئی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے ان کے پھولے ہوئے جسموں میں چھونے کی ولولیں آہستہ آہستہ کھول رہی ہوں' ان کے انداز میں خوف نیز عقیدت اور ان کے خود سرد بے چین جسموں میں دہشت کا ٹھہراؤ رچا ہوا تھا جیسے وہ کسی نظر نہ آنے والی لاہوتی ہستی کے قہر و غضب سے خوف زدہ ہوں۔ جل ناگوں نے اس بیکراں ہجوم کے وسط میں مجھے ایک بہت گہری سی کھائی نظر آ رہی تھی جس میں ایک خوف ناک الاؤ جل رہا تھا۔ غالباً اسی کھائی کو جل کماری نے اگن کنڈ کہا تھا۔ اگن کنڈ سے اٹھنے والے شعلوں نے کافی بلندی پر ایک بہت ہی مہیب ناگ کا روپ دھارا ہوا تھا۔ ناگ کی صورت میں یہ شعلے بل کھا کھا کر سینکڑوں فٹ کی بلندی تک اٹھ رہے تھے اور بار بار یوں لہریں لے رہے تھے جیسے آگ اور شعلوں کا بنا ہوا وہ ناگ اپنے بدن کو جنبش دے رہا ہو' کبھی اس کا خوف ناک پھن سکڑنے لگتا تھا اور کبھی سرخ شعلوں کی ایک مہیب چادر کی صورت میں پھیلنے لگتا تھا۔

میں حیران و سراسیمہ اپنی جگہ پر کھڑا رہا' میری کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے اور کس سمت میں جانا چاہئے البتہ ایک بات بے حد حیرت ناک تھی کہ اس وقت میرے ذہن میں پلٹ کر اس مقام سے بھاگ نکلنے کا کوئی خیال نہیں آیا۔

میرے ذہن میں جے میکا کی بتائی ہوئی تفصیلات گردش کر رہی تھیں کہ ناگوں کی ہر نسل میں اگن دیوتا کی پوجا ہوتی ہے اور جل ناگوں کی دھرتی جل منڈل میں وہ آگ ناگ کی صورت میں درشن دیتا ہے۔ جب شعلوں کو ناگ کا روپ دھارے تمیں پہر گزر جاتے ہیں تو درشن کے اشلوک پڑھے جاتے ہیں اور اگن کنڈ میں ہمیشہ سے جلتی ہوئی پراسرار آگ سے نکل کر زندہ اگن ناگ کھلے میدان میں آ جاتا ہے اور جس کی بھینٹ دینا ہو اسے کنیر کی پتیوں سے بے سدھ کر کے اگن ناگ کے سامنے ڈال دیا جاتا ہے اور اگن ناگ اسے ڈس کر بھینٹ قبول کر لیتا ہے۔

میں خوف اور دہشت میں ڈوبا اپنی جگہ کھڑا کانپ رہا تھا' میرا پورا بدن پسینے میں

شرابور تھا اور میری تھکی تھکی نگاہیں گرد و پیش کا بے مقصد جائزہ لے رہی تھیں کہ یکایک میری نظر جل کماری پر پڑی اور میں نے اپنے بدن میں قدرے توانائی محسوس کی۔ جل کماری کو میری اس مصیبت کی جڑ تھی لیکن خون آشام جل ناگوں اور پراسرار اگن کنڈ کے ہیبت ناک شعلوں کے اس اجنبی انبوہ میں وہ واحد انسانی صورت نظر آ رہی تھی اس لئے بے اختیار میرے قدم اس کی طرف اٹھنے لگے۔ زمین پر رینگتے اور کلبلاتے ہوئے جل ناگ بڑی مہارت اور چابک دستی سے میرے بڑھتے ہوئے قدموں کے لئے زمین پر جگہ دیتے جا رہے تھے۔

میں کافی فاصلہ طے کر کے دہکتے ہوئے جہنمی شعلوں والی کھائی کے قریب کھڑی ہوئی جل کماری کے پاس پہنچا تو اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کے انعکاس میں اس کے رخسار اناروں کی طرح دہک رہے تھے۔

"بھوجن کر لو۔" جل کماری نے نخوت کے ساتھ زمین پر پھیلی ہوئی چاندی کی تھالیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھ سے کہا۔

اگن پوجا کے دہشت ناک منظر اور موت کے خوف کے باعث میرے شعور سے بھوک پیاس اور اپنی کلائی کے زخم کی تکلیف کا احساس یکسر مٹ چکا تھا لیکن جب چاندی کی تھالیوں میں چنے ہوئے بھانت بھانت کے ان اشتہا انگیز کھانوں پر نظر پڑی تو یک بیک مجھے محسوس ہوا کہ بھوک کے باعث میری انتڑیوں میں ناقابل برداشت اینٹھن ہو رہی ہے میری موت تھوڑی ہی دیر بعد ایک حقیقت کا روپ دھارنے والی تھی' میں نے سوچا کہ کیوں نہ آتش شکم کو سرد کر کے موت سے قبل کی اذیت سے نجات پا لی جائے۔

میں مضمحل انداز میں چاندی کی تھالیوں کے قریب گیا ان میں بیشتر چیزیں میرے لئے ناقابل شناخت تھیں۔ جیسے ہی میری نظر ایک تھالی میں پڑی ہوئی سویوں پر گئی میں ادھر ہی پہنچ گیا۔

گاڑھے دودھ میں تیرتی سویوں کو جیسے ہی میں نے منہ میں رکھا' مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ان میں جان پڑ گئی ہو اور وہ میری زبان پر رینگنے لگی ہوں۔ ایک ثانیے کے لئے میں نے اسے اپنا وہم سمجھا لیکن فوراً ہی حقیقت منکشف ہو گئی۔ میرے منہ میں

Optimized by www.ImageOptimizer.net

موجود تمام سوئیوں نے سانپوں کا روپ دھار لیا تھا اور رینگ رینگ کر میرے حلق میں اتر رہی تھیں۔

میں نے ایک دہشت ناک چیخ مار کر انھیں منہ سے باہر تھوک دینے کی کوشش کی لیکن وہ زندہ سانپ جونکوں کی طرح میری زبان سے لپٹے ہوئے تھے۔

میں نے دونوں ہاتھوں سے اپنے منہ سے وہ زندہ سانپ کھینچ لینے چاہے لیکن بے سود' وہ رینگ رینگ کر آہستہ آہستہ میرے حلق سے نیچے اتر گئے اور مجھے اپنے سینے پر ایک بوجھ محسوس ہونے لگا۔ میں نے فوری خیال کے تحت کانپتے ہاتھوں سے ناگ رانی کا منکا اپنے منہ میں رکھا' لیکن میرے سینے کی جلن اور بوجھ میں کوئی کمی نہ ہوئی۔

"یہ اگن ناگ کی پوجا کا استھان ہے یہاں منکا کچھ نہ کرے گا' وہی ہو گا جو اگن ناگ چاہے گا۔" جل کماری کے یہ الفاظ سن کر میں نے اس کی جانب دیکھا تو وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھے سنجیدگی کے ساتھ میری جانب نگراں تھی۔

میں بری طرح نروس ہو چکا تھا اور دونوں ہاتھوں سے سینہ دبائے قے کرنے کی کوشش کر رہا تھا تاکہ میرے کلیجے سے لپٹے ہوئے سارے زندہ سانپ باہر آ جائیں لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

"اگن دیوی کی یہی اچھا ہے کہ پوجا کا بھوجن تیرے پیٹ میں نہ پڑ سکے۔" جل کماری نے میرا ہاتھ تھام کر مجھے سیدھا کرتے ہوئے کہا۔ "تو ان سانپوں کو اب باہر نکال سکے گا۔ یہ دھیمے تیرے ہردے کو چاٹ جائیں گے۔"

جل کماری کے اشارے پر میں سیدھا ہوا اور خاموشی سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ میری زبان گنگ ہو چکی تھی' بدن پر رعشہ سوار ہو چکا تھا' خوف و کراہت سے رواں رواں کانپ رہا تھا' نگاہوں میں رحم کی فریاد بصورت تصویر ثبت ہو کر رہ گئی تھی اور سارے مساموں سے ٹھنڈے ٹھنڈے پسینے کی دھاریں بہ نکلی تھیں۔ خلاف معمول مجھے جل کماری کو اتنے قریب پا کر نہ اس پر غصہ آیا اور نہ اس سے نفرت محسوس ہوئی۔ میرے دماغ میں بس ایک ہی خیال سمایا ہوا تھا کہ اس وقت میری زندگی اور موت کے درمیان جل کماری کا ایک اشارہ حائل ہے۔ میں مصیبت کے ان نازک لمحات میں اس رب لایزال کی بے پایاں قوت کو بھول بیٹھا تھا جس کی "کن" سے یہ کائنات

کائنات وجود میں آئی اور جس کے اشارے پر ہر وہ معجزہ ہو سکتا ہے جس کا خواب و خیال تک میں آنا ممکن نہیں۔

"یہ پتیاں دونوں ہاتھوں میں لے کر انھیں سونگھنا شروع کر دو" جل کماری نے کئی کچلی سبز پتیوں کے ایک ڈھیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خلاف معمول نرم لہجے میں کہا اور بے اختیار مجھے جے سیکا کے الفاظ یاد آ گئے۔ اس نے بتایا تھا کہ بھینٹ سے قبل مجھے کنیر کی پتیوں کے اثر سے بے سدھ کر دیا جائے گا۔

دھرتی کے سینے میں صدیوں سے دہکتی ہوئی اَن بجھی آگ کے شعلے اگن ناگ کا آتشیں پیکر دھارے بار بار میری جانب لپک رہے تھے اور آہستہ آہستہ مجھ پر غنودگی کیفیت طاری ہوتی جا رہی تھی۔ دماغ سوچنے سمجھنے سے معذور ہوتا جا رہا تھا اور یقینی موت کے تصور نے میرے بدن سے ساری قوت نچوڑ لی تھی' میں جل کماری کی ہدایت کو نظرانداز کرتے ہوئے بے حس و حرکت بیٹھا' آنکھیں پھاڑے اگن کنڈ سے اٹھنے والے ہولناک شعلوں کو گھورتا رہا۔

جل کماری نے چند ثانیوں کے بعد مجھے دوبارہ کنیر کی پتیاں سونگھنے کا حکم دیا اور میں نے کسی بے بس معمول کی طرح اپنے دونوں ہاتھوں میں وہ خشک پتیاں اٹھا لیں۔ نہ جانے وہ کنیر کی کونسی قسم تھی کہ ان پتوں کو ناک کے قریب لاتے ہی میرے بدن میں تیز سنسناہٹ دوڑنے لگی۔ اس کیفیت میں ہلکا سا سرور اور خمار بھی شامل تھا۔ میں نے چند گہرے گہرے سانس لئے اور میرا پورا بدن حرکت کرنے سے معذور ہو گیا۔

میرے ہاتھ پاؤں آزاد تھے' کان سن ہو رہے تھے' آنکھیں دیکھ رہی تھیں لیکن میں ہلنے جلنے سے مجبور ہو چکا تھا۔ میری زبان پر ایسی سنسناہٹ تھی جیسے اس پر ورم آ گیا ہو' اس کیفیت کے باعث میں بولنے پر بھی قادر نہیں رہا تھا۔ میری قوت گویائی مفلوج ہو چکی تھی۔

جل کماری نے میری پشت پر آ کر میری بغلوں میں ہاتھ دیئے اور مجھے اٹھا کر اگن کنڈ کے قریب صاف اور مسطح زمین پر بٹھا دیا۔

میں نے سر گھمانا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اس وقت میں اپنی مرضی سے صرف اپنی پتلیوں کو حرکت دے سکتا تھا۔ میری نگاہوں کے سامنے زمین پر رینگتے ہوئے جل

ناگ اب سست پڑتے جا رہے تھے جیسے آنے والے لمحات کی دہشت ان کے جسموں سے قوت سلب کرتی جا رہی ہو۔ ان کی ہلکی ہلکی پھنکاروں سے خشک سمندری گپھا کے اس وسیع حصے میں ایک ہم آہنگ لاہوتی گونج پیدا ہو رہی تھی جس میں مجھے سکرات کی سی اذیت رچی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

میں سب کچھ سمجھ رہا تھا اور دیکھ رہا تھا لیکن عمل کی ہر قوت سے محروم تھا۔ اسی کیفیت میں جل کماری اپنے دل آویز نسوانی پیکر میں میرے سامنے آئی اور میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ اس کے چہرے پر ابدی سکون کا ایک گہرا پرتو چمک رہا تھا' اس کی غزالی آنکھوں میں طمانیت کا ایسا خمار چھایا ہوا تھا جیسے اس نے کوئی بڑا معرکہ سر کر لیا ہو۔

چند ثانیوں تک وہ یونہی میری جانب دیکھتی رہی پھر اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر مجھے پرنام کیا۔ میں اس کے بدلے ہوئے رویئے کی وجہ بالکل نہ سمجھ سکا۔ وہ دونوں ہاتھ پیشانی تک لے گئی' میرے سامنے جھکی اور ایک وحشیانہ مسرت کے ساتھ سیدھی ہو گئی۔ اس کے خوبصورت ہاتھ جنبش میں آئے اور اس نے اپنے ترغیب آمیز جوان بدن کے ہر انگ کو لباس کی بندشوں سے آزاد کر دیا۔

اس وقت تک زمین پر رینگتے اور کلبلاتے ہوئے سارے جل ناگ یوں بے حس و حرکت ہو چکے تھے جیسے ان کی موت واقع ہو چکی ہو۔ ان کی زندگی کا بس ایک ہی ثبوت تھا۔ ان کے بڑے بڑے دہانوں سے دبی دبی اور سہمی ہوئی ہم آہنگ پھنکاریں نکل رہی تھیں۔

جل کماری نے رقص کے انداز میں کسی نامعلوم چیز سے بھرے چاندی کے دو تھال اپنے ہاتھوں پر اٹھائے اور میرے گرد چکر لگانے لگی۔ میں سمجھ گیا کہ بھینٹ سے قبل کی رسوم شروع ہو چکی ہیں اور ذرا ہی دیر میں اگنی ناگ شعلوں کے جنم سے نمودار ہو کر میرے بدن کو چاٹ لے گا۔

سات چکر پورے کرنے کے بعد جل کماری نے چاندی کے دونوں تھال اگنی کنڈ میں اچھال دیئے اور یک بیک وحشیانہ انداز میں میرے سامنے ناچنے لگی۔

وہ برہنہ حالت میں کسی ماہر رقاصہ کی طرح ناچ رہی تھی لیکن اس کے رقص میں

کوئی ایسی ناقابل بیان چیز ضرور تھی جس نے مجھے وحشت زدہ کر دیا۔

ایک مرتبہ فضا میں اٹھنے والے اگنی ناگ کی شکل کے شعلوں نے کسی کمان کی طرح بل کھایا اور اس آتشیں ناگ کا پھن جل کماری کے بدن کو چھوتا دوبارہ اوپر اٹھ گیا۔ اس کے بعد تو جل کماری کے بدن میں بجلی بھر گئی۔ میرے لئے اس پر نظریں جمانا محال ہو گیا۔ اس کے بال خود بخود کھل کر فضا میں لہرانے لگے' اس کی دہکتی ہوئی آنکھوں میں خوف ناک آشفتگی امڈ آئی اور ہونٹوں سے سفید سفید جھاگ اڑنے لگے۔

پھر یوں محسوس ہوا جیسے جل کماری کا بدن یک بیک پگھل گیا ہو۔ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس کے نسوانی پیکر نے ایک گیم ضخیم جل ناگ کا روپ دھار لیا اپنے اصلی روپ میں آتے ہی جل کماری بھی اسی طرح ساکت ہو گئی جیسے دوسرے جل ناگ بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔

یہ کیفیت اور ہیجان انگیز غیر یقینی ٹھہراؤ ذرا ہی دیر قائم رہا پھر اگنی کنڈ میں ایک سیٹی نما تیز سنسناہٹ کی آواز کے ساتھ شعلوں میں غیر معمولی لپک پیدا ہوئی۔ اس کے بعد میں نے جو کچھ دیکھا وہ بلاشبہ ایک ناقابل یقین حقیقت تھی۔ ایک ہولناک اور پراسرار واقعہ میرے سامنے ظہور میں آ رہا تھا۔ دہکتے ہوئے انگاروں کی طرح چمکتے ہوئے بدن والا ایک پرجلال اور ہیبت ناک ناگ اس اگنی کنڈ کے وسط سے بل کھاتا آہستہ آہستہ باہر آ رہا تھا۔ اب باہر فضا میں آتشیں ناگ کی طرح لہرانے والے شعلے بکھر چکے تھے' ان کی مخصوص شبیہہ منتشر ہو چکی تھی' میں سمجھ گیا کہ آگ میں سے باہر نکلنے والا اگنی ناگ نئے روپ میں اگنی دیوتا ہی ہے جو سانپوں کی ہر نسل میں پوجا جاتا ہے اور ہزاروں برس کے بعد جل منڈل کے باسیوں کو اپنے درشن دیتا ہے۔

اگنی ناگ کی بڑی بڑی سرد اور بے رحم آنکھیں مجھ پر جمی ہوئی تھیں اور میرا دل یک بیک تیزی سے دھڑکنے لگا تھا' اس کی گول گول آنکھوں کی سرخی مجھے کسی دیومالائی ناگ کی یاد دلا رہی تھی' وہ میری جانب دیکھتا' آگے بڑھتا رہا۔ میرے ہوش و حواس تیزی کے ساتھ زائل ہوتے جا رہے تھے' یوں لگ رہا تھا جیسے اگنی ناگ کی مسمراتی نگاہیں کسی پیچیدہ طلسم کے تحت میرے جسم کی ہر اعصابی اور فکری قوت کو تیزی سے سلب کر رہی ہوں۔

اگن ناگ کتنا طویل تھا یہ میں آج بھی نہیں بتا سکتا۔ اس وقت تو وہ جیسے دہکتے شعلوں میں سے باہر آتا جا رہا تھا' اگن کنڈ میں بھڑکتی ہوئی آگ کی شدت ماند پڑتی جا رہی تھی' جب تک میرے حواس نے ذرا بھی ساتھ دیا میں اسے آگ میں سے باہر آتے دیکھتا رہا۔ اس کی رسیوں جیسی موٹی موٹی زبانیں بڑی بے چینی سے بار بار باہر نکل پڑ رہی تھیں۔ جس وقت وہ تقریباً ساٹھ ستر فٹ آگ سے باہر آ چکا تھا میرے بدن کی ہر قوت ختم ہو کر رہ گئی اور نگاہوں کے سامنے اگن ناگ کی وہ بڑی بڑی سرد اور بے رحم آنکھیں چمکتی رہ گئیں۔

وہ شاید کوئی ترغیب ہی تھی جس کے تحت میں دوبارہ جنبش کرنے اور محسوس کرنے کے قابل ہو سکا۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو خود کو اپنے داہنے پیر کے انگوٹھے کے بل سیدھا کھڑا پایا۔ میرا بایاں پیر اوپر اٹھا ہوا تھا اور دونوں ہاتھ سینے پر بندھے ہوئے تھے اور پورے بدن پر ناقابل بیان سختی چھائی ہوئی تھی۔

میرے سامنے اگن ناگ کنڈلی مارے کسی سرخ الاؤ کی مانند بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا کوئی سو گز لمبا بدن کنڈلی کی صورت میں میری نگاہوں کے سامنے تھا۔ اور بدن کا بقیہ حصہ ابھی تک اگن کنڈ کے دھیمے دھیمے شعلوں میں روپوش تھا۔

مجھے ہوش میں آتا دیکھ کر اگن ناگ نے بڑے سکون سے بنا انگاروں کی طرح دہکتا گردوں چوڑا پھن اوپر اٹھایا اور ایک تیز پھنکار ماری۔ زمین دہلی تھی اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں گرم ہواؤں کے کسی تیز بھنور میں پھنس گیا ہوں۔ میرے قدم لڑکھڑائے اور میں کسی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح پتھریلی زمین پر گر پڑا۔

ابھی میں پہلو بھی نہ بدلنے پایا تھا کہ اگن ناگ کا خوف ناک پھن میرے اوپر لہرانے لگا۔ ایک بہت ہی ہولناک چیخ میرے حلق میں پھنس کر رہ گئی۔ اگن ناگ کا بدن انگاروں کی طرح دہک رہا تھا اور اس میں سے ہلکی ہلکی سرخ لو بھی اٹھ رہی تھی لیکن مجھے حرارت کا احساس تک نہ ہو سکا بلکہ اس کے برعکس اس کے بدن کے قریب آ جانے سے شدید سردی ضرور محسوس ہونے لگی۔ نہ جانے وہ وحشت کی سردی تھی یا واقعی اگن ناگ کے دہکتے بدن کی تاثیر ہی سرد تھی۔

موت میرے سر پر تلی کھڑی تھی۔ اگن ناگ کا مہیب پھن میرے سر پر

جھکا ہوا تھا۔ اس کی سرد نگاہیں میرے چہرے پر مرکوز تھیں' اس کی باہر کو نکلتی زبانیں' میرے چہرے سے چند انچ کے فاصلے تک آ کر رہ جاتی تھیں' اس کی پھنکاروں کا لمس میں اپنے پورے بدن پر محسوس کر رہا تھا' مجھے یقین تھا کہ وہ آہستگی کے ساتھ مجھے ڈس کر میری بھینٹ قبول کر لے گا پھر اس کا پھن نیچے آیا' میں دہشت زدہ ہو کر اپنا بدن چرانے لگا۔ میرا سانس اس بری طرح پھول رہا تھا جیسے میں میلوں دور سے بھاگتا چلا آ رہا ہوں۔

آخر اگن ناگ کا موت کی طرح سرد پھن میرے سینے سے ٹکرایا میں نے دانت بھینچ کر آنکھیں بھینچ لیں تاکہ اس آخری اذیت سے گزر سکوں' اس کے بعد تو موت کی ٹھنڈی اور لمبی آغوش ہی میرا مقدر ہونے والی تھی۔

میں آنکھیں بھینچے پڑا رہا اور اگن ناگ کا سرد پھن میرے سینے پر پھسلتا رہا۔ جان کنی کے وہ چند لمحات بڑی اذیت میں گزرے' پھر اگن ناگ کا سرد لمس باقی نہ رہا۔ میں نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں تو اپنی بینائی پر یقین نہ آیا' کئی بار پلکیں جھپکائیں' پھر اپنے مقدر پر بے اختیار اطمینان کا ایک سانس آزاد ہو گیا' میں زندہ و سلامت تھا اور اگن ناگ حشمت و شکوہ کے ساتھ آہستہ آہستہ اگن کنڈ کی جانب لوٹ رہا تھا۔

قادر مطلق کی اس بے کراں عنایت پر بے اختیار میری آنکھیں نم ہو گئیں' جی چاہا کہ چیخ کر رونا شروع کر دوں۔ اتنا روؤں اتنا روؤں کہ اس ناقابل یقین مسرت کا غبار آنسوؤں کے سیلاب میں بہہ جائے' اس وقت میرے دل کی عجیب کیفیت تھی آج بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنی بڑی خوشی پر میرا دل پھٹ کیوں نہ گیا' میں زندہ کیسے بچ سکا۔

ایک طرف مسرت کی یہ انتہا تھی اور دوسری جانب وہ پر احتشام اگن ناگ آتشیں کنڈ میں داخل ہو رہا تھا۔ اس کا پچھلا دھڑ تو پہلے ہی اگن کنڈ کے شعلوں میں چھپا ہوا تھا اور اب اس کا پھن اور اگلا دھڑ بھی اس میں داخل ہو کر روپوش ہو چکا تھا۔ میرے سامنے زمین پر کنڈلی مارے ہوئے اس کا سینکڑوں گز لمبا' بدن کا وسطی حصہ تیزی سے کھلتا جا رہا تھا۔ فضا پر غیر فطری سا سکوت چھایا ہوا تھا۔ تاحد نظر زمین پر پھیلے ہوئے آدم زاد بھی یوں ساکت و صامت پڑے ہوئے تھے جیسے ان کے جسموں سے زندگی کی حرارت تک نچوڑی جا چکی ہو۔

Optimized by

میں ششدر و مبہوت زمین پر پڑا اگن ناگ کو اپنے اگن کنڈ میں جاتے دیکھتا رہا اور وہ آہستہ آہستہ آگ کے شعلوں میں روپوش ہو گیا۔

اس کے غائب ہوتے ہی اس میدان میں ایک حشر سا بپا ہو گیا لاکھوں جل ناگ بھیانک پھنکاریں مارتے میرے بدن کو چھونے لگے۔ پہلے تو میں وحشت زدہ ہو کر بری طرح چیخنے لگا لیکن جب مجھے کوئی نقصان نہ پہنچا تو میری سمجھ میں آیا کہ اگن ناگ نے میری بھینٹ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اسی بنا پر سارے جل ناگ عقیدت سے میرا بدن چھو رہے ہیں۔ صورت حال کا اندازہ کرتے ہی میں جلدی سے سیدھا کھڑا ہو گیا۔ جل منڈل کے اس حصے میں دور تک غبار اڑ رہا تھا اور اس کی اوٹ میں لاکھوں جل ناگ جوش و خروش کے ساتھ میری جانب بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کی یہ کوشش تھی کہ سب سے پہلے مجھ تک آ پہنچے۔

گو یہ صورت حال میرے لئے تشویش ناک یا پریشان کن نہیں تھی لیکن جل ناگوں کے اس پرجوش ہجوم میں میں تنہا انسان تھا اس لئے مجھے گھبراہٹ سی ہونے لگی اور میری نگاہ اس انبوہ میں بے کلی سے جل کماری' ناگ رانی یا جے سیکا کو تلاش کرنے لگیں۔

چند سیکنڈ بعد ہی میری نظر جل کماری پر پڑی جو نسوانی روپ میں مجھ سے کچھ دور کھڑی ہوئی تھی' اس کے چہرے پر حسرت زدہ پشیمانی برس رہی تھی اور وہ میری جانب دیکھے جا رہی تھی۔

"جل کماری۔" میں چیخ کر اس کی طرف دوڑ پڑا۔ اس وقت میں بالکل بھول گیا کہ اس مکار نے تو میری موت کا سارا سامان کر دیا تھا اگر میرا مقدر یاوری نہ کرتا تو اس وقت وہاں میری مسخ شدہ اکڑی ہوئی لاش ہی پڑی ہوتی۔

"میں زندہ ہوں جل کماری۔۔۔ ناگ رانی کہاں ہے؟ جے سیکا کہاں ہے؟ اگن ناگ نے مجھے چھوڑ دیا' دیکھو میں بالکل زندہ ہوں۔" میں اس سے لپٹ کر ایک ہی سانس میں بولتے چلا گیا۔

"تم سدا سکھی رہو۔ بھاگ کے بڑے سچے ہو۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"انہیں بھگاؤ۔ یہ کہاں مجھ سے لپٹے پڑ رہے ہیں۔" اس سے الگ ہو کر میں نے اپنی پنڈلیوں سے لپٹے ہوئے جل ناگوں کو جھٹکتے ہوئے کہا۔

جل کماری زور سے کسی نامانوس زبان میں چیخی اور وہ میدان تیزی کے ساتھ خالی ہونا شروع ہو گیا۔

چند ہی منٹ میں ہم دونوں اگن کنڈ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی آنچ میں تنہا رہ گئے۔ فضا پر چھایا ہوا غبار بھی آہستہ آہستہ دب رہا تھا۔

"ناگ رانی کہاں ہے جل کماری۔ میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں۔" میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"جہاں من چاہے جا سکتے ہو۔ میں نے پہلے تم کو اپنا من ہارا تھا اور اب سب کچھ ہی ہار بیٹھی ہوں۔ جل منڈل کی دھرتی پر اگن ناگ نے پہلی بار کسی منش کی بھینٹ کو سویکار کرنے سے انکار کیا ہے۔ وہ تم پر بڑا مہربان ہے۔ اس کی ابھلاشا ہے کہ تمہیں شانتی کے ساتھ جل منڈل سے نکال کر کلی بھومی پہنچا دیا جائے۔"

"کلی بھومی۔" بے اختیار میرے منہ سے نکلا۔ "اللہ تیرا شکر ہے کہ میں اب جل جیون سے نکل کر اپنے جیسے انسانوں میں پہنچ سکوں گا۔"

"ناگ رانی اسی جزیرے پر تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ پر تم چاروں کھونٹ چوکس رہنا' کون جانے کہ شیو ناگ بھی تمہارے سواگت کو تیار ہو۔" وہ میرے ساتھ لوٹتے ہوئے بولی۔

میں اس سے کچھ نہ بولا لیکن میں اب اپنے دل میں پہاڑوں تک سے ٹکرانے کا حوصلہ پا رہا تھا۔ بس ذہن میں ایک بات چبھ رہی تھی کہ اگن ناگ کسی کی وجہ سے مجھے چھوڑ دینے پر مجبور ہوا تھا یا ناگ رانی نے اروشی دیوی کے ذریعے اسے میری بھینٹ قبول کرنے پر آمادہ کیا تھا۔

اگن کنڈ کے دہکتے شعلوں کا انعکاس دور دور تک کی فضا میں اپنی سرخ پرچھائیاں ڈال رہا تھا اور میں ہزاروں سال سے روشن اس پراسرار الاؤ کو پیچھے چھوڑتا' جل کماری کے ہمراہ ان سرحدوں کی جانب بڑھ رہا تھا' جہاں آتے وقت جے سیکا نے میرا ساتھ چھوڑا تھا مجھے پورا یقین تھا کہ وہ میرے سوگ میں اب تک وہیں بیٹھی ہو گی اور مجھے خلاف توقع زندہ دیکھ کر خوشی سے دیوانی ہو جائے گی۔

جل ککاری کو تو اس وقت چپ لگی ہوئی تھی۔ مقابلے کے آخری موڑ پر آ کر اسے جو ناقابل یقین صدمہ پہنچا تھا اس نے جل ککاری کے اعتماد کی بنیادیں ہلا کر رکھ دی تھیں۔ شاید وہ سوچ رہی تھی کہ اس نے میری التجاؤں کو قبول کرتے ہوئے اگر آخری وقت میں مجھ سے سمجھوتہ کر لیا ہوتا تو اس ندامت سے بھی بچ جاتی اور مجھے اپنا احسان مند بنا کر ہمیشہ کے لئے اپنی راتوں کا بھکاری بھی بنا لیتی۔ بہرحال اب اس کا کھیل الٹ چکا تھا وہ بازی ہار چکی تھی اور میرے دل میں اپنی ستارہ کو ناگ بھون سے نکال کر دوبارہ پا لینے کا جذبہ نئی شدت اور نئے عزم کے ساتھ جاگ اٹھا تھا۔ مجھے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے میری حرماں نصیبی کے دن گزر چکے ہیں اور ایک نئی زندگی اپنی حرارت آفرینی کے ساتھ میرے استقبال کی منتظر ہے۔

میں جل ککاری کے ہمراہ تیزی سے آگے بڑھتا رہا۔ اگنی کنڈ کے بھڑکتے شعلے ہم کافی پیچھے چھوڑ چکے تھے۔ نئی زندگی کی نوید نے میرے پورے بدن میں زبردست توانائی پھونک دی تھی لیکن جل ککاری پر مردنی سی چھائی ہوئی تھی۔

جب ہم اس مقام پر پہنچے جہاں جے میکا نے قربان گاہ کی طرف جاتے ہوئے میرا ساتھ چھوڑا تھا تو میں حیران رہ گیا کہ وہاں دور دور تک جے میکا کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ جل ککاری میری پریشان نظروں سے اصلیت بھانپ گئی اور مسکرا کر بوجھل لہجے میں بولی۔ "چلی گئی ہو گی کہیں' اب تمہیں اس کی چنتا نہیں کرنی چاہئے۔" یہ کہتے ہوئے وہ میرے بالکل قریب آ گئی۔

"تم مجھے جلد از جلد کالی بھومی تک پہنچانے کا بندوبست کرو' مجھے یہاں جل منڈل میں گھٹن محسوس ہونے لگی ہے۔" میں نے اس سے الگ ہو کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"تم جیت تو چکے ہو' پر میری ایک آرزو ہے سلطان جی!" وہ قدرے جھجکتے ہوئے بولی۔

"وہ کیا؟" میں چونک پڑا۔

"تمہارے جل منڈل چھوڑنے سے پہلے میں کچھ دیر تمہارے بازوؤں کی پناہ بھری ٹھنڈک کا سکھ لوٹنا چاہتی ہوں۔" وہ نظریں جھکا کر بولی۔

"نہیں۔" میں نے مختصر سا جواب دیا کیونکہ مجھے اپنے پیٹ میں اینٹھن اور سینے پر گھٹن سی محسوس ہونے لگی تھی۔

ہم آگے بڑھتے رہے اور اسی کے ساتھ میری تکلیف میں اضافہ ہوتا رہا۔ مجھے وہ لکیریں اپنی آنتوں سے لپٹی محسوس ہو رہی تھیں۔ کبھی کبھی یہ سارا دباؤ اتنی شدت کے ساتھ سینے کی جانب منتقل ہو جاتا کہ میرے لئے خود پر قابو پانا دشوار ہو جاتا۔

خدا خدا کر کے جل ککاری کا راج بھون قریب آیا اور میرے قدموں میں غیر معمولی سرعت سرایت کر گئی۔

سیپیوں' مونگے اور موتیوں سے بنی اس عالیشان عمارت میں کہیں بھی دروازہ یا کھڑکی قسم کی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس کی بلند و بالا دیواریں بالکل سپاٹ تھیں اس سے قبل میں بارہا راج بھون میں آیا گیا تھا لیکن یہ مرحلہ کبھی ہوش کے عالم میں طے نہیں کیا تھا' اب پہلی بار میں پورے ہوش و حواس کے عالم میں اس کے اندر جانے والا تھا۔

راج بھون کی دیواریں قریب آنے پر میری رفتار سست پڑنے لگی لیکن جل ککاری میرا ہاتھ تھامے تیزی سے بڑھتی رہی اور مجھے ہمراہ لئے' اس دیوار میں سے یوں گزر گئی جیسے وہ دھوئیں سے بنی ہوئی ہو۔ اس دیوار کو عبور کرنے کے بعد میں بوکھلا کر پیچھے مڑا تو اپنے عقب میں اس دیوار کو موجود پایا' اپنی حیرت اور شبہ دور کرنے کی نیت سے میں نے لوٹ کر دیوار کو ہاتھ لگایا تو وہ بالکل ٹھوس محسوس ہوئی' جل ککاری آہستہ سے بولی۔ "چلے آؤ' اس دھرتی پر قدم قدم پر ایسے منتر بکھرے پڑے ہیں۔"

جل ککاری کے کمرے میں پہنچنے سے قبل ہی میری تکلیف اور گھٹن اتنی بڑھ گئی کہ میں فرط اذیت سے سینہ تھام کر زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

جل ککاری نے ہمدردانہ نگاہوں سے میری جانب دیکھا اور بولی۔ "جب تک تم اہرکا ناگ کو اپنی بھینٹ کا بدل نہیں دو گے۔ یہ روگ تمہیں ستاتا رہے گا۔ اگنی کنڈ کے جو ہیولے سانپ بن کر تمہارے حلق سے اتر گئی تھیں' وہی تمہیں کچوک رہی [illegible]"

"بھینٹ کا بدل۔" میں تکلیف کے باوجود اپنی حیرت کے اظہار پر مجبور ہو گیا۔

"ہاں۔ اگن ناگ نے تمہیں برس کی ڈھیل دی ہے۔ اپنی دھرتی پر پہنچنے کے بعد تمہیں کالی مونگ کی دال سے اگن ناگ کا ایک ننھا سا پتلا بنانا ہو گا اور اسے کنواری کے زندہ خون میں نہلانا ہو گا اس کے بعد ہی تم اپنے روگ سے چھٹکارا پا سکو گے۔"

"اوہ!" بے اختیار میرے منہ سے مایوسانہ آواز آزاد ہو گئی۔ "اور اگر میں نہ کر سکا تو کیا ہو گا؟"

"اگر ایک برس میں تم اپنی بھینٹ کا یہ بدل نہ دے سکے تو پھر تمہارے بدن میں چھپے یہ پتلے پتلے سانپ تمہیں تڑپا تڑپا کر مار ڈالیں گے۔" میں نیم مایوسانہ انداز میں جل کماری کے ہمراہ بڑھنے لگا اس وقت تک شدید اذیت نے مجھے خاصا پریشان کر رکھا تھا۔ مجھے اپنی جان بچ جانے کی تو خوشی تھی لیکن اس کی قیمت خاصی مہنگی تھی۔ مجھے اندرونی تکلیف سے بچاؤ کے لئے اپنے ہاتھوں کسی کنواری لڑکی کے خون سے کھلواڑ کرنا ضروری ہو چکا تھا۔

اپنی عطر بیز اور نیم روشن خواب گاہ میں پہنچ کر جل کماری دیوانہ وار مجھ سے لپٹ پڑی۔ میں چند ثانیوں تک سرد مہری اور بے توجہی کا مظاہرہ کرتا رہا لیکن اس کے تپتے ہوئے بدن کے دہکتے لمس نے میری کنپٹیوں میں چنگاریاں سی بھر دیں' آنکھوں کے سامنے چنچلی دھند چھانے لگی اور میں نے بے اختیار اسے اپنی آغوش میں بھینچ لیا۔

اس وقت میرے دل میں جل کماری کے لئے بڑے متضاد جذبے امڈ رہے تھے۔ ایک طرف اس کے حسین اور جوان بدن سے رعنائیاں نچوڑ لینے کی آرزو دل میں مچل رہی تھی دوسری جانب اپنی فتح مندی کا جذبہ۔ اس کے بدن کے ٹکڑے اڑا دینے پر اکسا رہا تھا۔ میں نے کئی بار اپنے دانت اس کے رخساروں اور اس کے بدن کی جلد میں گاڑ دیئے اور وہ لذت آمیز انداز میں سسک پڑی۔

نہ جانے میں کتنی دیر تک جل کماری کے بدن سے کھیلتا رہا' میری محویت اس وقت ٹوٹی جب جل کماری کی خواب گاہ میں ایک غیر مانوس سی گونج ابھر کر فوراً غائب ہو گئی۔

"ہشو۔ ہٹو۔ جل منڈل میں کوئی پرایا گھس آیا ہے۔" وہ مجھے دھکیل کر اٹھتے ہوئے بولی۔

میرے کچھ پوچھنے سے قبل وہ تیزی کی طرح وہاں سے چلی گئی۔ میں کچھ دیر تو خالی الذہنی کے عالم میں بستر پر پڑا رہا پھر اٹھ کر اپنی پنڈلی پر رومال کے ساتھ بندھے ناگ رانی کے بالوں کو چھوا۔ یہ وہ بال تھے جو میں نے ناگ رانی کو چھپا کے روپ میں زیر کرنے کے لئے اس کی زلفوں سے کاٹے تھے یہ بال ہر دم میرے ساتھ رہتے تھے اور میں ان کی حفاظت کرتا رہا تھا محض ان بالوں کے باعث ناگ رانی میرے قبضے میں تھی۔ حیدر شاہ نے مجھے ہدایت کی تھی کہ کسی مرحلے پر اگر میرے لئے ان بالوں کی حفاظت مشکل ہو جائے تو میں انہیں جلا کر ان کی راکھ بہتے پانی میں پھینک دوں۔ اس وقت مجھے اندازہ ہوا کہ اگر گہرے سمندر میں سے گزر کر کالی بھومی تک پہنچنے کے دوران میں یہ بال میرے قبضے سے نکل گئے تو ناگ رانی اپنی قوتوں کے سہارے انہیں تلاش کر کے ان پر قابض ہو جائے گی اور میں اسے کھو بیٹھوں گا۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ جل منڈل سے کالی بھومی کے پراسرار سفر پر روانہ ہونے سے قبل میں ان بالوں کو جلا دوں گا اور ان کی راکھ جل منڈل کی خنک گپھا اور چنگھاڑتی ہوئی سمندری گپھا کے سنگم پر سمندری ریلے میں بہا دوں گا۔

اس فیصلے کے بعد میں نے خواب گاہ کا جائزہ لیا تو یہاں میرے لئے مردانہ کپڑوں کا ایک نیا جوڑا موجود تھا۔ میں غار اور کانسی کے جار سے رہائی کے بعد سے مسلسل برہنہ تھا اور عجیب سے ذہنی خلفشار میں مبتلا ہو گیا تھا۔ میں نے جلدی جلدی وہ لباس پہننا شروع کر دیا۔

لباس پہننے کے بعد میں مسہری پر پڑا ہوا ستارہ اور ناگ بھون کے آئندہ سفر کے متعلق سوچ رہا تھا کہ کمرے میں قدموں کی وزنی دھمک سنائی دی' چونک کر اٹھا تو جل کماری ہانپتی چلی آ رہی تھی۔

"تمہاری جے سیکا نے بتیا کر لی ہے۔" وہ جلدی جلدی بولی۔ "اب تک وہ ہماری نظروں سے اوجھل تھی پر زہر کھانے کے بعد وہ نظر آنے لگی ہے' اس نے اسی تالاب کے کنارے بتیا کی ہے۔ جہاں تم نے قید میں اس کے ساتھ رنگ رلیاں منائی

تھیں۔"

"جے سیکا نے خودکشی کر لی۔" میں نے بے یقینی کے لہجے میں دہرایا۔ اس خبر سے مجھے دلی صدمہ پہنچا تھا۔

اس سے قبل کہ جل کماری کچھ کہتی' کئی موٹے موٹے جل ناگ جے سیکا کے بے جان بدن کو فرش پر گھسیٹتے وہاں آ پہنچے۔

جل کماری کے اشارے پر انہوں نے جے سیکا کو وہیں چھوڑا اور واپس لوٹ گئے۔

میں تیر کی طرح جے سیکا کے قریب پہنچ گیا۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں اوپر چڑھی ہوئی تھیں اور منہ سے نیلے نیلے جھاگ بہہ رہے تھے' اس کا پورا بدن پسینوں میں ڈوبا ہوا تھا میں نے بے صبری کے ساتھ اس کے سینے پر ہاتھ رکھا لیکن وہاں دھڑکنوں کے بجائے موت کا مہیب سکوت طاری تھا' پھر گھبرائے ہوئے انداز میں اس کی نبضیں ٹٹولنے لگا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ جے سیکا نے میری زندگی سے مایوس ہو کر ہی خودکشی کی کوشش کی ہے اور اب میرے بچ نکلنے پر شاید اس کی روح بھی تڑپ اٹھے گی' یعنی کہ جے سیکا نے موت کے بعد والے جہانوں میں ملاپ کی نیت سے یہ قدم اٹھایا تھا۔

"کچھ کہو سلطان جی' یہ کون ہے؟" جل کماری نے مجھے مخاطب کیا۔ میں نے جے سیکا کی نبضیں ٹٹولتے ٹٹولتے سر اوپر اٹھایا اور غصے سے اسے گھور کر دوبارہ اپنے کام میں لگ گیا۔

"میں اتنا جانتی ہوں کہ یہ ناگن نہیں ہے۔" جل کماری کہہ رہی تھی۔ "ناگ ناگنوں پر کوئی زہر اثر نہیں کرتا' پھر مرتے وقت ناگ جس روپ میں بھی ہوں' اپنی اصل شکل میں آ جاتے ہیں پر یہ تو ابھی تک لڑکی ہی کے روپ میں ہے' میں سوگند کھا کر کہتی ہوں کہ یہ ناگن نہیں ہے۔"

اس وقت میری بے چین انگلیوں نے جے سیکا کی نبض کی ڈوبتی ہوئی' ہلکی سی دھڑکن محسوس کی اور مجھ پر یک بیک دیوانگی طاری ہو گئی۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
Cell: 0345-5048634 : 0345-5048569
Prop: Ali Khan

جے سیکا کی خودکشی کے اس واقعہ نے میرے پورے وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا مجھے یہ تو معلوم تھا کہ جے سیکا بھی ناگ رانی اور جل کماری کی طرح میری محبت کے فریب کا شکار ہے لیکن میں یہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ وہ محض میری خاطر خودکشی کا انتہائی قدم بھی اٹھا سکے گی۔ گو جے سیکا کی اس مظلومیت اور غلط فہمی میں میرا کوئی قصور نہیں تھا۔ لیکن اس وقت میں خود کو مجرم سا سمجھ رہا تھا' دوسری طرف جے سیکا کے بارے میں جل کماری کے شبہات نے مجھے چونکا دیا تھا' اگر جے سیکا واقعی انسانی نسل سے تعلق رکھتی تھی تو جل منڈل کی اجنبی سرزمین پر وہ میری اور میں اس کی مدد کا مستحق تھا۔

وہ بے حس و حرکت جل کماری کی خواب گاہ کے فرش پر پڑی ہوئی تھی اس کا حسین بدن جگہ جگہ سے مسکے ہوئے لباس میں سے جھانک رہا تھا' اس کے منہ سے ابھی تک نیلے نیلے جھاگ ابل رہے تھے' بدن پسینوں میں شرابور تھا اور اس کی نبض کی رفتار بہت سست اور ناہموار تھی۔ جے سیکا کی زندگی کی خفیف سی امید پیدا ہوتے ہی میرے وجود میں محبت کا وہ ابدی اور لازوال جذبہ اپنی پوری شدت سے بیدار ہو گیا' جو انسان کو اس کے ہم نسلوں کی جانب مائل کرتا ہے' میں نے بے کلی کے ساتھ اس کے دل کے مقام پر اپنی ہتھیلی سے مالش کی لیکن اس کے بدن کو جنبش نہ ہوئی اسی وقت جل کماری نے بڑھ کر اس کی چڑھی ہوئی پتلیوں پر پھونکے گرائے اور میرے شانے پر نرمی سے ہاتھ رکھ کر بولی۔ "تم جان ہلکان نہ کرو سلطان جی' وہ اس سنسار سے بوجھی ہے' اس نے ساگروں کی جل کماری کی آگیا کے بنا جل منڈل میں گھسنے کی غلطی کی تھی اور دیوتاؤں نے اسی کے ہاتھوں اسے سراپ دے دیا ہے۔ آج ـــــ اس کی آتما چھوٹی سے میں نرک کی بھیانک آگ میں پھینک دی جائے گی۔"

میں نے سر اوپر اٹھا کر اسے غضیلی نگاہوں سے گھورا۔ "تم بکواس مت کرو، جے سیکا زندہ ہے' وہ جل منڈل میں ایسی کسمپرسی کی موت نہیں مر سکتی۔"

"سلطان جی!" جل کماری بھی یک بیک بپھر گئی۔ "تم یہ مت بھولو کہ میں جل منڈل کی کماری ہوں تم میری شکتی کا کوئی اپائے نہ کر سکو گے۔"

"شکتی؟" میں نے زور سے زہریلا اور نیم ہذیانی قہقہہ لگایا اور اس کے برہنہ جسم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تمہاری شکتی بس یہی ہے' تمہارے وجود میں ہوس اور نفس کی وہ آگ بھڑک رہی ہے' جسے کوئی بھی مرد نہیں کر سکے گا' تمہاری بے حیائی اور آوارہ مزاجی نے مجھے تمہاری اس شکتی کو اچھی طرح سمجھنے کا موقع دیا ہے' اب یہ مجھ پر کام نہیں کرے گی۔۔۔۔ اسے شیو ناگ پر آزمانا۔"

میرے ان جلے کٹے الفاظ پر وہ بلبلا اٹھی۔ "زبان کو لگام دو۔۔۔ اس دھیان میں نہ رہنا کہ اگن ناگ نے تمہیں چھوٹ دے دی ہے تمہارا بھانڈا پھوٹ چکا ہے۔ تم نے جل منڈل کی دھرتی پر ایک کنیا چوری چھپے اپنے ساتھ لا کر اپنے لئے کنواں کھودا ہے جل منڈل کی ریت یہی ہے کہ اب تم کو جیون بھر یہاں کی کٹھن قید بھگتنی پڑے گی اگن ناگ کا وچن اب ختم ہو گیا۔ تم کڑی کٹھنائیاں جھیلنے کی تیاری کرو۔"

اس کے لہجے کی مکاری اور اس کے تیوروں نے مجھے تذبذب میں ڈال دیا۔ لیکن میں نے اپنے لہجے سے کسی کمزوری کا اظہار نہ ہونے دیا۔ "جل منڈل پر تمہارا حکم ضرور چلتا ہے لیکن یہ یاد رکھو کہ اب تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکو گی زیادہ سے زیادہ تم جے سیکا کو اپنی رقابت کی خاطر ہلاک کر سکتی ہو اور اس کے لئے بھی تمہیں مجھ سے مقابلہ کرنا ہو گا۔"

"پھر تماشا دیکھو!" جل کماری نے یہ کہتے ہی پھرتی سے تالی بجائی اور فرش پر میں اس جگہ جہاں نیم جاں جے سیکا بے ہوشی کے عالم میں پڑی ہوئی تھی زمین میں سے موٹے موٹے کیڑے ابلنے لگے۔ میں ششدر و مبہوت سا یہ منظر دیکھتا رہا' پل بھر میں وہ سفید کیڑے جے سیکا کے کندن جیسے بدن سے لپٹ گئے جے سیکا کے بدن میں ہلکی سی جنبش پیدا ہوئی' پھر اس نے بے ہوشی کے عالم میں جھرجھری لی اور اگلے ہی لمحے میں وہ چیخ مار کر ہوش میں آ گئی' اس کی آنکھیں وحشت سے کشادہ تھیں۔

اس نے فرش سے اٹھنے میں بہت پھرتی سے کام لیا۔ لیکن وہ سفید کیڑے اس کے بدن سے خونی جونکوں کی طرح لپٹے ہی رہے جے سیکا کی نظر اپنے بدن پر پڑی تو اس کا رنگ اڑ گیا' سرخ سرخ آنکھوں میں وحشت کے سائے لہرانے لگے اور وہ چیخیں مار مار کر اپنے بدن سے وہ سفید کیڑے نوچنے لگی۔

"یہ ماس کھانے والے کیڑے ہیں۔" جل کماری سفاکانہ ہنسی کے ساتھ بولی۔ "زندہ ماس ان کا من بھاتا کھاجا ہے۔ ابھی تمہاری جے سیکا کے بدن کی ہڈیاں جھانکنے لگیں گی۔"

"بچاؤ! بچاؤ!۔۔۔۔۔۔ یہ مجھے کھا رہے ہیں۔ بھگوان کے لئے بچاؤ!" جے سیکا فرط اذیت سے بے تاب ہو کر میری طرف لپکی' میں نے سحر زدگی کے انداز میں اپنی باہیں کھول دیں اور وہ لرزتی کانپتی میرے سینے سے آ لگی ایک ثانئے کے لئے میرے رگ و پے میں بھی وحشت کی لہر سرایت کر گئی لیکن جونہی میں نے اس کو باہوں کا سہارا دیا' اس کے بدن سے لپٹے ہوئے وہ بے شمار موٹے موٹے سفید کیڑے مر مر کر فرش پر گرنے لگے' مجھے معاً خیال آیا کہ میرے گلے میں ناگ رانی کا منکا پڑا ہوا ہے اور جے سیکا کے بغل گیر ہونے کے باعث وہ منکا اس وقت اس کے بدن سے مس کر رہا تھا' اس کی تاثیر سے جل کماری کے مسلط کئے ہوئے وہ موذی کیڑے مر مر کر جے سیکا کے بدن سے گر رہے تھے۔

چند لمحوں کے بعد جے سیکا کی چیخیں ختم ہو گئیں لیکن اس کا سینہ کسی لوہار کی دھونکنی کی طرح چل رہا تھا جیسے وہ میلوں دور سے دوڑتی چلی آ رہی ہو میں نے اس کے عریاں بدن پر نظریں ڈالیں تو اس کی جلد سے جا بجا خون رس رہا تھا جیسے پسینے کے مساموں سے خون کی ننھی ننھی بوندیں پھوٹ نکلی ہوں' میں نے جلدی سے اپنا گریبان میں لٹکا ہوا منکا جے سیکا کے لرزتے ہوئے ہونٹوں سے لگایا اور اس نے وہ منکا فوراً اپنے منہ میں دبا لیا۔ میری یہ تدبیر کارگر ہوئی اور جے سیکا منکا واپس دے کر مجھ سے الگ ہو گئی اس کے بدن کے سارے زخم پل بھر میں مندمل ہو چکے تھے اور وہ اس طرح ہشاش بشاش نظر آ رہی تھی جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ "سلطان!" یک بیک جل کماری کی قہرناک آواز گونجی۔ میں نے اس کی جانب سر گھمایا تو اس کے چہرے سے

زلزلے کے سے آثار ہویدا تھے۔ "جل منڈل سے تیری مکتی نہیں ہو سکتی تو اس دو ٹکے کی چھوکری کے کارن میرے منہ آیا ہے اور اب میں تجھے کبھی شما نہیں کروں گی۔" وہ کہہ رہی تھی۔

"دیکھا جائے گا۔" میں نے لاپرواہی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "میں خود اب تجھے ٹھکانے لگائے بغیر جل منڈل سے باہر قدم نہیں نکالوں گا۔"

"تم زندہ ہو سلطان جی!" جے سیکا جو اب تک مجھے حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی یک بیک بولی۔

"ہاں جے سیکا۔۔۔ تم نے غلطی کی جو مجھے اپنی اصلیت سے بے خبر رکھا' میری زندگی میں جل کماری تمہیں ہاتھ بھی نہ لگا سکے گی۔"

"لے ابھی تیرے دماغ کے کیڑے جھاڑے دیتی ہوں۔" جل کماری یہ کہہ کر اپنی جگہ کھڑے کھڑے تیزی سے چکرائی اور میری آنکھوں کے سامنے گھور اندھیرا چھا گیا۔ جے سیکا ایک ہلکی سی چیخ مار کر دوبارہ میرے سینے سے آ لگی کئی منٹ تک میں اس تاریکی میں دیکھنے کے قابل نہ ہو سکا اور جب میری بینائی قدرے بحال ہوئی تو میں نے دیکھا کہ میں جے سیکا کے ہمراہ ایک تنگ کوٹھری میں قید ہوں' جل کماری نے پراسرار قوتوں کے سہارے میرے اردگرد ٹھوس دیواروں کا حصار کھڑا کر دیا تھا اور خود وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔

"سلطان جی! تم میرے کارن کیوں اپنی جان ہلکان کرتے ہو' مجھ جنم جلی کو اپنے بھاگوں کا لکھا بھوگنے کے لئے اس کالی دھرتی پر چھوڑ دو اور یہاں سے نکل جاؤ' مجھ سے زیادہ تمہاری بیوی کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔" جے سیکا روہانسے اور معصوم لہجے میں بولی۔

"پگلی!" میں نے گھور تاریکی میں اس کے رخسار پر دھیمے سے چپت لگائی۔ "مجھے اپنی خوش بختی پر ناز ہے کہ میں اس سرزمین پر اکیلا نہیں ہوں' میرے جیسا ایک اور انسان بھی میرے قریب ہے میں تو ہمیشہ سے تمہیں ناگن ہی سمجھتا رہا ہوں' میری عقل کام نہیں کرتی کہ تم کیسے اس شیطانی چکر میں آ پھنسی ہو!"

"میری کتھا بڑی دکھ بھری ہے۔" اس کے لہجے سے میں نے اندازہ لگایا کہ وہ آنسو

پینے کی کوشش کر رہی ہے۔

"سناؤ' سناؤ۔ تمہارے بارے میں آج تک میں نے ہمدردانہ انداز میں نہیں سوچا مجھے بتاؤ کہ تم ناگ رانی کے قبضے میں کیسے آ گئیں اور تم کو ناگنوں جیسی کیچلیاں کیسے مل گئیں؟" میں یہ کہتے ہوئے اس تیرہ و تار کوٹھری کے فرش پر بیٹھ گیا۔

"پہلے یہاں سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈو' جان بچی تو یہ سب بھی سنا ڈالوں گی۔" وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "میں اپنی جدوجہد کے آغاز سے پہلے تمہاری کہانی سننا چاہتا ہوں تاکہ بعد میں کوئی خلش نہ ستائے۔۔۔ آؤ بیٹھ جاؤ۔"

وہ میرے بدن سے لگ کر بیٹھ گئی۔

"شاباش! جلدی سے سنا ڈالو اپنی کہانی!" میں نے نرمی سے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"الگ رہو سلطان جی۔" وہ سکڑ کر تیزی سے الگ ہو گئی۔۔۔ "مجھے لاج آتی ہے۔"

"لاج آتی ہے۔" میں دھیمے سے ہنسا۔ "ہم تو بارہا ایک دوسرے کے قریب رہے ہیں۔"

"وہ اور بات تھی' تم مجھے ناگن سمجھتے تھے۔" اس کے لہجے میں معصومیت رچی ہوئی تھی۔ اور وہ اپنی باتوں سے بالکل بدلی بدلی سی لگ رہی تھی۔ میرے ذہن پر حیوانیت کی ہلکی سی دھند لہرائی' جے سیکا کو ناگن سمجھ کر تو میں نے بارہا پلپلا کیا تھا۔ لیکن انسانوں کی نسل کی ایک حسین لڑکی کا تصور اجاگر ہوتے ہی مجھے کچھ لطیف سے احساسات پریشان کرنے لگے تھے۔

"میں ایک سپیرن کی لڑکی ہوں۔" جے سیکا ہولے ہولے کہہ رہی تھی۔

"سپیرے کی نہیں؟" میں چونک کر بول پڑا۔

"نہیں۔" وہ پژمردہ لہجے میں بولی۔ "میری ماں کہتی تھی کہ اس نے کبھی بیاہ نہیں رچایا۔ وہ بچپن ہی سے نگر نگر گھوم کر کھاتی کماتی تھی اپنی جوانی کے دنوں میں وہ ایک پاپی کے بہکاوے میں آ گئی۔ جب اسے اپنے کئے کا پھل پروان چڑھنے کا پتہ چلا تو وہ اس

پاپی سے بہت دور تھی اس نے ایک رات چوری چھپے اپنا ڈیرہ چھوڑ دیا اور جنگل میں چھپ گئی میری ماں نے سارا جیون اسی جنگل میں پھل چنتے گزار دیا' وہیں اس کی کوکھ سے میں جنم جلی پیدا ہوئی اور وہیں میری ماں کی سوامی ہے سات برس کی عمر میں مجھے ایک پرانے پیڑ کے کھوکھلے تنے سے سانپ کے دو انڈے ملے تھے' میں وہ انڈے لے کر کٹیا سے بہت دور بھاگ گئی۔ میں نے اپنی ماں سے ناگ ناگنوں کے بہت سے قصے سن رکھے تھے میں بیاسی دن تک ان انڈوں کو اپنی بغل اور بدن کے دوسرے حصوں کی گرمی پہنچا کر سیتی رہی اور ایک روز دو چھوٹے چھوٹے کالے سانپ ان انڈوں سے باہر نکل آئے انہیں دیکھ کر مجھے ڈر تو بہت لگا۔ پر میں اپنے شوق کے کارن ان کی دیکھ بھال کرتی رہی' سات مہینے بعد جب وہ سانپ بہت بڑے بڑے ہو گئے تھے تو ایک روز غائب ہو گئے' میں سہمی سہمی جنگل میں اکیلی پھرتی رہی' ان کی تلاش میں کئی جگہیں چھان ماریں پر ان کا کہیں پتہ نہ چلا اس قصے کے چار روز بعد میں سو رہی تھی تو اپنے سینے پر بوجھ کی وجہ سے آنکھ کھل گئی۔ اپنے سینے پر ایک بہت موٹی سفید ناگن کو بیٹھے دیکھ کر میں بری طرح ڈر گئی اور چیخ مار کر ایک طرف بھاگ پڑی' اس سفید ناگن نے پھرتی سے میرا راستہ روک لیا اور زمین پر لوٹ مار کر ایک خوبصورت عورت بن گئی' میں سہمی سہمی یہ سب دیکھتی رہی' وہ سفید ناگن ہی ناگ رانی تھی' اس نے مجھے پیار سے اپنے ساتھ لپٹا کر دلاسا دیا اور مجھے بتایا کہ میں نے پریم کے ساتھ جس طرح دونوں انڈوں اور پھر سانپوں کی دیکھ بھال کی تھی' وہ اس سے بہت خوش ہوئی' اس نے اروشی دیوی کی آگیا سے مجھے یہ خبر سنائی کہ میرا روپ سدا بہار رہے گا' میں جب تک زندہ رہوں گی بڑھاپا یا بدصورتی میرے قریب نہ آئے گی۔ ساتھ ہی اس نے مجھے بہت سی شکتیاں بھی دیں اور ان سے کام لینے کے گر بھی بتائے بس اسی دن سے میں ناگ رانی کی سکھی بنی ہوئی ہوں۔ میرے ہر کام میں اس کی آگیا ضرور ہوتی ہے جب تم شیو ناگ کے چکر میں سون ہاٹ کے مندر کے پاس پھنس گئے تھے تو ناگ رانی ہی نے مجھے وہاں والے جنگل میں پہنچایا تھا اور مجھے تمہارے ساتھ کر دیا تھا!" اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔

میں کئی سیکنڈ تک خاموش بیٹھا رہا' اب مجھے یاد آ رہا تھا کہ میں نے جے سیکا کو

کبھی کبھی غیر انسانی روپ میں تمہیں دیکھا تھا۔ لاشعوری طور پر مجھے اس کی جانب سے کچھ خلش بھی تھی لیکن اس کی کہانی سننے کے بعد یوں محسوس ہوا کہ جیسے ذہن سے کوئی بوجھ سرک گیا ہو۔

"سلطان جی تم اگن ناگ سے کیسے بچ نکلے؟" چند لمحوں کے بعد گمبھیر سکوت کے بعد جے سیکا نے مجھ سے دریافت کیا۔

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔" میں نے چونک کر الجھن آمیز لہجے میں کہا۔ "پتہ نہیں ناگ رانی کے منتر کی وجہ سے مجھے ہلاک نہ کر سکا یا اروشی دیوی کی سفارش نے میری جان بچائی؟"

"منترا؟" وہ تحیر آمیز آواز میں بولی۔ "نہیں سلطان جی دیوتاؤں کے دوار منتر اور شکتیاں کچھ نہیں کر سکتے اروشی دیوی نے ہی اسے منا لیا ہو گا۔ پر تم پوری کتھا تو بتاؤ۔"

میں نے اختصار سے کام لے کر اسے پوری کہانی سنا ڈالی۔

"بھگوان کی کرپا ہے۔" میرے خاموش ہونے پر وہ کانپتی ہوئی مسرت آمیز آواز میں بولی۔ "آخری سمے پر تمہاری جان بچ گئی میں نے مایوس ہو کر ہتیا کر لی تھی' مجھ سے بڑی بھول ہوئی سلطان جی! اب میرا بوجھ بھی تم پر آ پڑا ہے' آتم ہتیا کے کارن میری ساری شکتی نشٹ ہو چکی ہے میں پہلی سی جے سیکا نہیں رہی ہوں' اب تمہیں ہی اپنے بل پر جل منڈل سے باہر نکلنا ہو گا۔"

"ناگ رانی کو تو کچھ بھی معلوم نہ ہو گا۔ وہ کالی بھوری کے جزیرے پر میری راہ تک رہی ہے۔" میں نے پر فکر انداز میں کہا۔

"اب میں کچھ نہیں بتا سکتی۔" اس کا لہجہ متاسفانہ تھا۔

چند ثانیوں تک اس تیرہ و تار کوٹھری میں ہم دونوں کے الجھے سانسوں کا ارتعاش گونجتا رہا میرے دل و دماغ میں ایک عجیب سا ہیجان سر ابھار رہا تھا۔ ایک برہنہ تن تنومند لڑکی میرے پاس بیٹھی تھی' اور جب بھی اس کا دہکتا ہوا لمس مجھے محسوس ہوتا مجھے بدن میں بے شمار چیونٹیاں سنسنانے لگتی تھیں۔

"جے سیکا!" میں نے اندھیرے میں ٹٹول کر اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر اسے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

متوجہ کیا۔

"ہوں۔" وہ دھیمے سے بولی' شاید اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ میں اس سے کیا کہنے والا ہوں۔

"خدا نے تمہاری جان بچائی ہے اور میں تو موت کے منہ میں سے اپنی زندگی کی نوید لے کر لوٹا ہوں۔ کیا تمہیں خوشی نہیں ہوئی؟" میں نے سوچ سوچ کر کہا۔

"بھلا کیوں نہ ہوتی۔" اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اس کے بدن کا خمار انگیز بوجھ میرے قریب آ گیا اور میں اپنی بے قراری پر قابو نہ رکھ سکا۔

میں نے بے اختیار اسے اپنی بانہوں میں کھینچ لیا اور اپنا چہرہ اس کی گردن کے پیچھے چھپا دیا۔

"نن..... نہیں نہیں' یہ نہ کرو سلطان جی! میں تمہاری بنتی کرتی ہوں کہ اپنا سے برباد نہ کرو۔ جل منڈل سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈھ لو' تو پھر میں ہمیشہ تمہارے پاس رہوں گی۔" وہ میری گرفت سے نکلنے کی کوشش میں مچل مچل کر بولی۔

"خاموش رہو!" میں بوجھل آواز میں بولا۔ اور پھر میرے کانپتے ہوئے میرے ہونٹ زندگی کی حلاوتیں سمیٹنے لگے جے سیکا نے مضمحل ہو کر سپر ڈال دی اور اب میں شباب کی خمار انگیز گہرائیوں میں گم ہو گیا۔

میں اضطراب کی موجوں میں گھرا جے سیکا کے گداز و نازک وجود سے ایک لطیف اور پرلذت جنگ میں مصروف تھا کہ یک بیک میرے پیٹ میں درد کی ایک شدید لہر اٹھی اور میں ہلکی سی چیخ مار کر دوہرا ہو گیا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے میرے پیٹ میں گھسے ہوئے کچھ زندہ وجود حلق کی جانب بڑھنے کے لئے زور لگا رہے ہیں۔ میرے سینے اور پیٹ میں ناقابل برداشت اینٹھن ہونے لگی تھی۔ سوئیوں کے روپ میں میرے پیٹ میں اتر جانے والے موذی سانپ اپنا رنگ دکھا رہے تھے۔ میں اپنا سینہ پکڑ کر بے اختیار چیخیں مارنے لگا۔

"کیا ہوا' کیا ہوا سلطان جی!" جے سیکا میری حالت پر سراسیمہ ہو گئی۔

بے پناہ اذیت کے باعث میں اس وقت اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا تھا۔ میں نے زناٹے دار سے جے سیکا کے منہ پر تھپڑ مار دیا اس تنگ کوٹھری کی تاریک فضا میں اس کی سرکی

گونجی اور وہ روتی ہوئی مجھ سے دور ہٹ گئی۔

"دیا کرو بھگوان..... میرے سلطان جی کو کیا ہو گیا!" اس نے روتے ہوئے دلگداز آواز میں کہا اور میں اپنی وقتی دیوانگی کے باوجود اس کی آواز میں پوشیدہ کرب کے احساس سے لرز اٹھا۔

جے سیکا دوبارہ میرے قریب آنے کی ہمت نہ کر سکی۔ وہ دیوار کے کسی گوشے سے چپکی' دبی دبی آواز میں سسکیاں بھرتی رہی۔ اور میں اپنی اذیت میں گرفتار فرش پر تڑپتا رہا۔

میں نے دونوں ہاتھوں سے اپنا پیٹ پوری سختی سے دبایا لیکن میری تکلیف میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی بے بسی اور مظلومیت کے ان سفاک لمحات میں مجھے ناگ رانی کے منکے کا خیال آیا اور میں نے اضطراری طور پر اسے منہ میں رکھ لیا لیکن بے سود..... اگنی دیوتا کی مسلط کی ہوئی اس مصیبت سے نجات نہ مل سکی۔ دیوتاؤں کے سامنے کوئی شکتی واقعی نہیں چل سکتی تھی۔

یک بیک۔ میرے پیٹ میں گھسے موذی سانپوں کی بے قراری غیر متوقع طور پر ختم ہو گئی میں چند ثانیوں تک بے حس و حرکت فرش پر پڑا ان کی دوسری تحریک کا منتظر رہا لیکن کافی دیر تک جب کوئی تکلیف نہیں محسوس ہوئی تو میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

جے سیکا ابھی تک اس تاریک قید خانے کے کسی کونے میں گھسی بیٹھی تھی اور فضا میں اس کی دبی دبی سسکیاں ابھر رہی تھیں۔

"جے سیکا مجھے معاف کر دو!" میں نے ٹٹول ٹٹول کر اس کے نزدیک پہنچتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔ "تکلیف کے باعث میں اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا۔"

وہ بے اختیار مجھ سے لپٹ کر معصوم بچی کی طرح رو پڑی۔

"رونے دھونے سے کچھ فائدہ نہیں..... مجھے یہاں سے نکلنے کی کوئی ترکیب بتاؤ۔ ہماری اس مصیبت کی خبر ناگ رانی کو بھی ملے گی یا نہیں۔"

"میں سب کچھ بھول چکی ہوں۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "میری ساری شکتیاں چھن چکی ہیں سلطان جی! اب میں تمہاری سہائتا نہیں کر سکتی۔ پر تم پر بوجھ

ضرور ہوں۔ اگر تمہیں جل منڈل سے مجھے اپنے ساتھ لے جانا بھاری پڑے تو دبدھا میں پڑے بنا میرا گلا گھونٹ کر اکیلے نکل جانا۔ تمہاری خوشی کے کارن میری آتما نرک میں بھی سدا سکھی رہے گی۔"

میں فوری طور پر کچھ نہ بول سکا جے سیکا کے ایک ایک لفظ سے سچائی ٹپک رہی تھی' میری وہ غمگسار اور مددگار دوشیزہ محض میری خاطر اپنے قبضے سے پراسرار اور ماورائی قوتیں کھو بیٹھی تھی جن کے حصول کے لئے اسے جنگلوں کی خاک چھاننی پڑی تھی۔

میرا ذہن سوچ میں کھو گیا' وہ آہستہ آہستہ منمناتی ہوئی مجھ سے الگ ہو گئی اور میں بدستور کھوئے کھوئے انداز میں کھڑا رہا اس وقت میں بہت کچھ سوچنا چاہ رہا تھا لیکن میرے ذہن میں ایک عجیب سا خلا واقع ہو چکا تھا۔ میرے دماغ میں اور میری کنپٹیوں میں بیک وقت کروڑوں چیونٹیاں رینگ رہی تھیں اور میں خود کو نرم نرم دلدل سا میں دھنستا محسوس کر رہا تھا۔

یہ کیفیت نہ جانے کتنی دیر تک قائم رہی۔ جب میری حالت دوبارہ معمول پر آئی تو میرے ذہن میں پہلا خیال یہ کوندا کہ جل کماری کو اپنے سامنے طلب کروں۔

جے سیکا سے میں کوئی مشورہ نہیں لے سکتا تھا۔ ماضی کے تجربات پر ذہن دوڑایا میرا داہنا ہاتھ اپنے گلے میں لٹکے ہوئے ناگ رانی کے اس منکے پر پہنچ گیا۔ جس کے بے شمار جوہر مجھ پر آشکارا ہو چکے تھے۔ میں نے دھڑکتے دل سے اور کانپتے ہاتھوں سے وہ منکا گلے سے اتارا اور اس سے اپنے قید خانے کی تیرہ و تار دیواروں پر دھیمے دھیمے ضربیں لگانے لگا' مجھے پورا یقین تھا کہ ان چوٹوں سے پورے جل منڈل میں ایک بھونچال آ جائے گا اور جل کماری حواس باختہ ہو کر میرے پاس آ پہنچے گی۔

ابھی مجھے اپنا عمل شروع کئے ایک منٹ بھی نہیں ہوا تھا کہ ایک پرہول دھماکا ہوا میں نے دانت پر دانت جما کر آنکھیں بند کر لیں۔ جے سیکا کی کئی سریلی چیخیں گونجیں اور ان ہی کے درمیان جل کماری کی قہربار آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

میں نے آنکھیں کھولیں تو میرے اردگرد اب اس تاریک قید خانے کی دیواریں نہیں تھیں' بلکہ میں ایک سنگلاخ میدان میں جل کماری کے روبرو موجود تھا۔

قریب ہی جے سیکا گھٹنوں میں منہ چھپائے بیٹھی ہوئی تھی' ہر طرف جل منڈل کی وہی ٹھنڈی ٹھنڈی روشنی پھیلی ہوئی تھی' جو گناہوں کی اس تیرہ و تار اور زیر آب سرزمین پر سکون کا واحد ذریعہ تھی' میرے آس پاس فضا میں دھندلائی ہوئی کہر کے ہلکے ہلکے مرغولے بکھرے ہوئے تھے جنہیں دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے قید خانے کے در و بام اسی دھویں میں تحلیل ہوئے ہوں۔

"ہرجائی! کیوں اس دھرتی کے باسیوں کو ستاتا ہے۔" جل کماری میرے سامنے شعلہ جوالہ بنی کھڑی ہوئی تھی اور اس کے الفاظ میں آگ کے بجھے شعلوں کی سی لپک پنہاں تھی۔

"معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اب بھی اپنی شکتی پر گھمنڈ ہے یاد رکھ اگن ناگ کا وچن تو ٹوٹ چکا ہے۔ اور اب میرے قابو میں ہے' میں دیکھوں گی کہ تیری چہیتی ناگ رانی کا منکا کب تک تیرے کام آتا ہے؟ میرے سیوک جلد ہی اس کا اپائے بھی ڈھونڈ لیں گے۔"

"سن لے اور اچھی طرح کان کھول کر سن لے کہ میں جل منڈل میں آزاد رہنا چاہتا ہوں' ابھی تو میں نے زمین پر ہلکی سی چوٹ لگائی ہے اگر اس بار تو نے مجھے قید کر کے مجبور کرنے کی کوشش کی تو میں منکے کی وہ چوٹیں لگاؤں گا کہ جل منڈل کے در و دیوار لرز اٹھیں گے۔ اور تجھ سمیت یہاں کے باسی بہرے ہو جائیں گے۔" میں نے مضبوط ارادے کے ساتھ کہا۔

"بہرے ہو جائیں گے۔" وہ چڑانے والے انداز میں میرے الفاظ دہرا کر ہنس پڑی۔ "ننھے بالک! سارے جل ناگ جنم جنم کے بہرے ہوتے ہیں ہم کانوں سے نہیں سنتے' ہمارے بدن کی ہوا' لہروں کی چال سے سارا حال سمجھا دیتی ہے' سننے کی شکتی تو بن والے ناگ ناگنوں ہی کو ملتی ہے۔" یہ کہہ کر وہ میری طرف بڑھی۔ "اس کلموہی کو تو میں ہالہ لے جا کر کسی دیو جیسے بھالو کے بھٹ میں پھینکوں گی۔ وہاں اسے اپنے جوبن کا مزا آئے گا۔"

ریچھ کے بھٹ کا نام آتے ہی میں چونک پڑا۔ میرے ذہن میں بے ساختہ وہ کہانیاں ابھرنے لگیں جو ہالہ کی ترائیوں میں بسنے والوں میں مشہور تھیں' دیو جیسے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ڈیل ڈول والے ریچھ بڑی چالاکی کے ساتھ ان تیاکیوں کی خوبصورت اور سبک اندام عورتوں کو اٹھا کر اپنے بھٹ میں لے جاتے تھے' پھر اپنی کانٹے دار سخت زبان سے چاٹ چاٹ کر ان کے پیروں کے تلوے صاف کر دیتے تھے' یہاں تک کہ ان کے گوشت کی باریک اور حساس جھلیوں کے نیچے ہڈیاں چمکنے لگتی تھیں۔ عورتوں کو یوں بے بس و مجبور کرنے کے بعد وہ حسن پرست ریچھ ان عورتوں کے ساتھ خون آشام درندگی کا مظاہرہ کرتے تھے' ان کی قید سے رہا ہونے والی چند عورتوں کی کہانیاں بڑی دلخراش تھیں۔

یہ باتیں ذہن میں آتے ہی میرے دل میں اپنی دنیا کے بارے میں ہوک سی اٹھی اور میں مشتعل ہو کر جل کماری کے سامنے سینہ سپر ہو گیا۔

"ہٹ جا راستے سے!" وہ زمین پر پیر پٹک کر قہربار آواز میں چلائی۔

"تو ایک پاپی ناگن ہے اور جے سیکا ایک معصوم انسان ہے میں ہرگز تجھے اس کے قریب نہ جانے دوں گا۔" میں نے بھی زور سے چیخ کر کہا۔

"ہشت" اس نے حلق کے بل چیخ کر ہاتھ فضا میں لہرایا اور آناً فاناً میرے اردگرد لاکھوں موٹے موٹے سیاہ بھونروں کی یورش ہو گئی۔ وہ غیض و غضب کے عالم میں میرے اردگرد بھنبھنا رہے تھے' جے سیکا ان کی آوازیں سنتے ہی سہم کر چیخی اور میرے گلے میں باہیں ڈال کر بے ہوش ہو گئی۔

اس ناگہانی مصیبت سے فوری طور پر میں خاصا بوکھلا گیا۔ لیکن جب ان اذیت ناک بھونروں نے مجھ سے چند انچ کے فاصلے پر حصار باندھ لیا تو مجھے قدرے تسلی ہوئی کہ وہ منکے کی موجودگی میں مجھ پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کر رہے۔

جل کماری میرے سامنے کھڑی ہذیانی انداز میں قہقہے لگا رہی تھی۔

"میں نے اب تک تجھ پر کوئی وار نہیں کیا ہے اگر تو نے فوراً اپنے ان ناپاک سیوکوں کو میرے اردگرد سے نہ ہٹایا تو میرے انتقام سے نہیں بچ سکے گی۔" میں نے غصے میں کہا۔

"میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ تو اپنا زور دکھائے۔" وہ تلخ لہجے میں بولی۔

میں نے اپنے اعصاب پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے بے ہوش جے سیکا کو

بائیں ہاتھ پر سنبھالا۔ اور خود نیچے جھک کر زمین پر سے کنکر وغیرہ کی چٹکی اٹھانی چاہی لیکن جونہی میرے داہنے ہاتھ کی انگلیاں زمین سے ٹکرائیں' فضا میں جل کماری کا زہریلا قہقہہ گونجا اور میں مغلظات بکتا سیدھا ہو گیا۔

چند ثانیوں پیشتر میں نے خود دیکھا تھا کہ میں کچی زمین پر کھڑا ہوا ہوں لیکن اس بار چھوتے ہی اندازہ ہوا کہ زمین بالکل صاف اور شیشے کی طرح سخت ہے مجھے اپنی مطلوبہ چٹکی میسر نہ آ سکی۔

"یہ جل منڈل کی دھرتی ہے۔" جل کماری کی آواز سیاہ بھونروں کی وحشیانہ بھنبھناہٹ میں گونجی۔ "سون ہاٹ کے ویرانوں میں تو نے شیو ناگ کا راج دیکھا تھا یہاں میرے من کا چاہا ہوتا ہے مورکھ!"

گو وہ خوف ناک بھونرے میرے بدن سے چند انچ کے فاصلے پر تھے ہجوم در ہجوم چکرا رہے تھے لیکن مجھے سیاہ رنگ کی اس زندہ چادر کو دیکھ کر وحشت ہونے لگی تھی میں نے اپنا داہنا ہاتھ لہرا کر انہیں بھگانے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ ان میں سے کسی نے بھی میرے ہاتھ پر حملہ نہیں کیا۔ ہاں ہاتھ سے ذرا دور ہو گئے۔

"میں جانتی ہوں کہ منکے کے کارن یہ تیرے پاپی شریر کو نہ نوچ سکیں گے پر دیکھتی ہوں کہ تو کب تک ان کی آوازوں کا وار سہہ سکے گا۔" جل کماری کی طنزیہ ہنسی کی آواز آئی۔

میں نے آواز کی سمت کا اندازہ لگا کر جل کماری کی طرف بڑھنا شروع کیا' بے ہوش جے سیکا کا بے حس و حرکت جسم میرے بدن اور بازوؤں پر جھول رہا تھا۔ بھونروں کا غول بھی میرے ساتھ ساتھ آگے سرکنے لگا تھا۔

"تیری چالاکی تیرے کام نہ آئے گی۔ میں اسی طرح تجھے پاگل کر دوں گی۔" اس بار جل کماری کی آواز ایک مختلف سمت سے آئی تھی۔

بے اختیار میرے منہ سے کئی نازیبا کلمات نکل گئے۔

اچانک ایک عجیب سا واقعہ ہوا' میری توقع کے بالکل برعکس بھونروں کی وہ فوج بھنبھناتی ہوئی مجھ سے خاصی دور چلی گئی اور پشت کی جانب سے کسی نے مجھ پر سنسنی خیز انداز میں حملہ کر دیا۔

حملہ آور کوئی عورت تھی' میں اس کے بوجھ سے لڑکھڑایا اور بڑی مشکل سے سنبھلا بے ہوش بے سیکا کو اپنی گرفت میں رکھ سکا۔

اگلے ہی لمحے جل کماری میرے سامنے آ گئی اسی نے مجھ پر حملہ کیا تھا' وہ جسمانی زور آزمائی کے ذریعے میرے ہاتھوں سے بے سیکا کو چھین لینا چاہتی تھی۔ اور اس کی زبان سے عجیب و غریب اور ناقابل فہم کلمات نکل رہے تھے اور لہجے میں بلا کی تندی نمایاں تھی' میری پوری کوشش تھی کہ بے سیکا میرے ہاتھوں سے نہ نکلنے پائے' ورنہ پھر میں ہاتھ ملتا رہ جاؤں گا اور جل کماری اس پر ناقابل بیان مظالم ڈھانے شروع کر دے گی۔

میں نے مایوسی کے ان حالات میں فیصلہ کن قدم اٹھانے کا تہیہ کر لیا۔ چند ہی سیکنڈ میں مجھے موقع مل گیا اور میں نے پوری قوت سے اپنا گھٹنا جل کماری کے پیٹ کے نچلے حصے پر رسید کر دیا۔ اس کی کرب میں ڈوبی ہوئی چیخ بڑی دلدوز تھی' وہ اچھل کر زمین پر دور جا گری اور اپنا پیٹ تھام کر کسی ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگی! اسکے چہرے پر اذیت کی سیاہی پھیلنے لگی۔ میں بس چند سیکنڈ اس کی جانب متوجہ رہا تھا لیکن اتنی ہی دیر میں بھونروں کے ہجوم نے دوبارہ مجھے گھیر لیا اور فضا بے سیکا کی پے در پے چیخوں سے لرز اٹھی۔

معاً مجھے اس مظلوم لڑکی کا خیال آیا' جل کماری پر آخری وار لگاتے ہوئے بے سیکا میرے ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین پر گر گئی تھی اور میری چند لمحوں کی غفلت کے باعث وہ بھوکے اور خون آشام بھونرے اس کے کومل بدن پر ٹوٹ پڑے تھے۔

میری نگاہ فوراً ہی اپنے قدموں پر گئی' وہاں اب کھردری زمین اور اس پر پڑی سرخی مائل مٹی صاف نظر آ رہی تھی۔ میں نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ جھک کر زمین سے مٹی اٹھا لی اسے ناگ رانی کے منکے سے مس کیا۔ اور ان بھونروں کو فنا کرنے کا قصد کر کے وہ چٹکی فضا میں اچھال دی۔

خاک کی اس بظاہر حقیر سی چٹکی کا اثر بہت ہی حیرت ناک ہوا فضا میں بھونروں کے شور سے ہزاروں گنا مہین ایک تیز گونج ابھری اور بھونرے بری طرح بوکھلا کر بکھرنے لگے۔ جیسے ہی میری نگاہوں کی راہ میں حائل بھونروں کی وہ سیاہ دیوار صاف ہوئی' میں نے دیکھا کہ فضا میں سرخ رنگ کے بڑے بڑے پرندے ان بھونروں پر

آور ہو رہے ہیں اور تیزی کے ساتھ انہیں نگلتے جا رہے ہیں' اسی کے ساتھ مجھے بے سیکا نظر آئی جو نڈھال سی ہو کر زمین پر پڑی چیخ رہی تھی اس کے بدن پر سینکڑوں بھونرے لپٹے ہوئے تھے۔ میں پھرتی سے اس کی طرف جھپٹا اور اسے بے تابانہ اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیا۔ میرے بدن سے بے سیکا کا بدن مس ہوتے ہی وہ بھونرے اڑ گئے اور ان پر بھی سرخ پرندوں نے حملہ کر دیا۔

اس وقت بے سیکا کی حالت بہت غیر تھی' اس کا سارا چہرہ اور بدن سوج چکا تھا' وہ نقاہت سے آنکھیں موندے تھوڑی دیر تک کراہتی رہی' میں اسے گود میں سنبھالے زمین پر بیٹھا رہا اور وہ ایک بار پھر بے ہوش ہو گئی۔

میں نے آس پاس نظریں ڈالیں تو قریب ہی جل کماری کو فرط اذیت سے زمین پر تڑپتے پایا۔ میرا وار اس کے لئے بہت کاری ثابت ہوا اس کے آس پاس آٹھ دس موٹے موٹے اور بدوضع جل ناگ بے چینی سے لہرا رہے تھے اور فضا میں اب سیاہ بھونروں کا کہیں پتہ نہیں تھا' سرخ پرندوں کی لمبی قطاریں ایک طرف اڑی جا رہی تھیں۔

مجھے جل کماری کی حالت کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں تھی۔ اس وقت مجھے علم بھی تھا کہ ایک انسان کے ہاتھوں جل کماری کی ہلاکت کے نتائج کس قدر ہولناک اور لرزہ خیز ثابت ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا میں اس سے بے نیاز ناگ رانی کے قیمتی اور پراسرار منکے کو بے سیکا کے سرخ اور ورم آلود بدن پر آہستہ آہستہ پھیرتا رہا۔ اس کے بدن کے جس حصے سے وہ منکا مس ہوتا تھا اس کی حالت حیرت ناک طریقے سے معمول پر آ جاتی تھی۔ بے سیکا کے بدن پر لباس نہ ہونے کے باعث مجھے اس کے بدن کے متاثرہ حصوں کا جائزہ لینے کی فکر لاحق ہوئی اس کے دانت سختی سے بھنچے ہوئے تھے میں نے کافی محنت کے بعد اس کے دانتوں میں جنبش پیدا کی اور جب اتنا خلا ہو گیا کہ میں ناگ رانی کا چمکتا منکا اس کے منہ میں ڈال سکوں تو میں نے ڈوری کے ذریعے اپنے گلے میں پڑا ہوا منکا اتارا' ڈورا کھول کر منکا علیحدہ کیا اور بڑی احتیاط سے منکا بے سیکا کے منہ میں رکھ دیا۔

منکا منہ میں پہنچتے ہی بے سیکا ہڑبڑا کر اٹھ گئی میں نے بڑے بوکھلائے ہوئے انداز

Optimized by www.ImageOptimizer.net

میں اسے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ تیزی سے اٹھ گئی اور اٹھتے ہی اس کے حلق میں پھندا لگ گیا' مجھے اپنی نبضیں ڈوبنے کا احساس ہونے لگا آخر کار وہی ہوا جس کا مجھے اندیشہ تھا ناگ رانی کا منکا بوکھلاہٹ کے باعث جے سیکا کے پیٹ میں اتر گیا اور وہ دونوں ہاتھوں سے سینہ تھامے بے اختیار کھانسے جا رہی تھی۔

میں نے اسے جھکا کر اس کی پشت پر زور زور سے تھپکیاں دیں' جے سیکا نے خود اپنی انگلیاں حلق میں ڈالیں تاکہ کسی طرح منکا باہر آ سکے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

منکا باہر نکالنے کی ان کوششوں کے ساتھ ساتھ میری مضطرب نگاہیں بار بار اذیت سے تڑپتی ہوئی جل کماری کی طرف بھی اٹھ جاتی تھیں کہ اسے اس اندوہناک حادثے کا علم نہ ہو سکے۔

اپنی تمام تر کوششوں سے ناکام ہونے پر جے سیکا سیدھی ہو گئی اور بے بسی کے ساتھ میری جانب دیکھنے لگی۔

"اپنی زبان بند رکھنا۔۔۔۔۔ جل منڈل میں کسی کو بھی اس واقعہ کا علم نہ ہونے دینا' اگر جل کماری کو یہ علم ہو گیا کہ منکا میرے قبضے سے نکل گیا ہے تو مجھے زندہ زمین میں گاڑ کر مجھ پر اپنی ہیبت ناک بلاؤں کی یورش کرا دے گی۔" میں نے سرگوشیانہ آواز میں جے سیکا سے کہا۔

اس نے سر کو اثبات میں جنبش دی۔ "تم ہر سمے میرے قریب رہنا۔ میں ہر بات بھولی ہوئی ہوں میرے من میں اس بات کی بڑی چبھن ہے تم دھیان رکھنا کہ میرے منہ سے کوئی غلط بول نہ نکلنے پائے۔"

"ہاں ہاں' میں تمہارے پاس ہی رہوں گا۔" میں نے اس کے شانے پر تھپکی دیتے ہوئے جلدی سے جواب دیا۔

اس وقت پہلی بار میں نے دہشت اور خوف کا احساس کیا میرا دل پانی پانی ہوا جا رہا تھا بدن پر ہلکی سی کپکپی چھائی جا رہی تھی سمندر میں میلوں نیچے اس پراسرار دنیا میں میں اپنے خونی دشمنوں میں گھرا ہوا تھا اور اپنی واحد قوت سے اپنی نادانی اور جلد بازی کے سبب ہاتھ دھو بیٹھا تھا اگر جل کماری کو میری اس محرومی کا شبہ بھی ہو جاتا تو اسی وقت میری زندگی کی ساعتیں مختصر ہو جاتیں۔ ان بدلے ہوئے سنسنی خیز حالات میں

مجھے جل کماری کو شبہ کا موقع دیئے بغیر مصالحانہ رویہ اختیار کرنا تھا' اگر اب کسی مرحلے پر ٹکراؤ ہو جاتا۔ اور وہ بھونروں جیسا کوئی اور وار مجھ پر کر بیٹھتی تو میرا بچنا محال ہی نہیں ناممکن ہو جاتا۔

میں نے جے سیکا کا ہاتھ تھاما اور اسے لے کر جل کماری کی طرف چل دیا۔

جل کماری ابھی تک زمین پر پڑی تڑپ رہی تھی۔ میرے گھٹنے کی ضرب اس کے بدن کے سب سے نازک حصے پر پڑی تھی اور وہاں سے جاری ہونے والا خون جل منڈل کی خونی سرزمین کو سرخ کر رہا تھا۔

میں جل کماری کے گرد بے چینی سے کلبلاتے اور رینگتے ہوئے جل ناگوں کو عبور کرتے اس کے قریب زمین پر جا بیٹھا' وہ آنکھیں موندے کراہ رہی تھی اس کے چہرے پر اذیت کی زردی چھائی ہوئی تھی اور چہرے کی ہر لکیر سے اس بے پناہ تکلیف کا اظہار ہو رہا تھا۔ جس میں وہ مبتلا تھی۔

"جل کماری!" میں نے اپنا ہاتھ اس کے سرد رخسار پر رکھ کر اسے محبت بھرے لہجے میں پکارا۔

اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں جن کی گہرائیوں میں کرب و الم کی پرچھائیاں رقص کر رہی تھیں' مجھے دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت کی جھلکیاں تیز ہو گئیں۔

"جل کماری!۔۔۔۔ تم زخمی ہو گئیں۔" میں نے اپنے لہجے میں محبت پیدا کرتے ہوئے اس کے رخسار اپنی دونوں ہتھیلیوں میں لے کر کہا۔

"چلے جاؤ۔" وہ گردن گھما کر کراہتے ہوئے بولی۔ "تم بہت کٹھور دل ہو' جل منڈل کی دھرتی زیادہ دن تمہارا بوجھ نہیں اٹھا سکے گی' تم نے میری کوکھ اجاڑ دی ہے' اب میں جیون بھر اپنی کوکھ سے کسی جل ناگ کو جنم نہ دے سکوں گی۔"

میں نے زمین پر بہتے ہوئے خون پر نظر ڈالی اور بے اختیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی پیشانی کا بوسہ لے ڈالا۔ "میں ہمیشہ تمہارا دیوانہ رہا ہوں جل کماری۔ تم نے بلاوجہ مجھے بھینٹ چڑھانے کی کوشش کی میں نے اس وقت بھی تمہیں اپنی محبت کا یقین دلایا تھا اور اب بھی یہی کہتا ہوں۔"

"تم نے ۔۔۔ تم نے اس حرام زادی کے کارن میری کوکھ پر لات ماری ہے۔"

اس نے جے سیکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے پر میرا دل بلیوں اچھل پڑا۔ میرا حربہ اس پر کام کر رہا تھا۔

"دیکھو جل کماری۔" میں نے سنجیدگی کے ساتھ کہا۔ "کچھ بھی ہو' پر جے سیکا انسان ہے' مجھے تم سے محبت ضرور ہے لیکن مجھ پر جے سیکا کے بہت سے احسانات ہیں' میں محبت کی خاطر احسان فراموش نہیں بن سکتا اگر تم مجھے یقین دلا دو کہ اس لڑکی کو جل منڈل میں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا تو میری دشتی پریم اور محبت میں بدل سکتی ہے۔"

جل کماری نے غور سے میری جانب دیکھا' جیسے میری الفاظ کی سچائی کا اندازہ کرنا چاہتی ہو۔

"تم نے میرا جیون نشٹ کرنے کی پوری کوشش کی تھی۔" چند لمحوں کے سکوت کے بعد وہ بولی۔ "پر ابھی میرے دن باقی ہیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ اگر تمہارے ہاتھوں مر جاتی تو کیا ہوتا؟؟"

"اسے بھول جاؤ۔" میں نے جواب دیا۔ "میری اور جے سیکا کی موت سے زیادہ کچھ بھی نہ ہوتا' تم میری محبت ہو اور میری محسن جے سیکا میرا فرض' میں کسی ایک کی خاطر دوسرے کو نہیں چھوڑ سکتا۔"

میرے ان جملوں نے خاطر خواہ اثر کیا۔ ان الفاظ میں جھلکتی مضبوطی سے وہ مرعوب ہو گئی۔ "کون کہتا ہے چھوڑ دو۔۔۔ پر تم نے تو پہلے ہی مجھے گور کنارے پہنچا دیا ہے۔"

"میں نے پہل نہیں کی۔۔۔۔ تم خود میرے منہ آئی تھیں۔" میں نے اسے لاجواب کر دیا۔

"اچھا!" وہ ایک طویل سانس لے کر بولی۔ "تمہارے کارن میں اسے چھوڑے دیتی ہوں' مجھے معلوم ہے کہ یہ اپنی ساری شکتیاں کھو چکی ہے اور تمہارے سہارے اس کا جیون باقی ہے۔ جل منڈل کی ریت توڑنے والوں کا فیصلہ جل کماری کی زبانا کرتی ہے اور میں تمہیں وچن دیتی ہوں کہ اسے زندہ سلامت اس کی دنیا میں لوٹا دوں گی۔"

"ٹھیک ہے!" میں نے دل پر جبر کرتے ہوئے اقرار کیا کیونکہ اب میرا انحصار جے سیکا پر تھا منکا اس کے پیٹ میں پہنچ چکا تھا اور اگر اسے جل منڈل سے نکال کر بیرونی دنیا میں بھیج دیا جاتا تو میں اس دیار غیر میں بالکل ہی بے یار و مددگار ہو کر رہ جاتا۔

"تم جہاں کہو میں جے سیکا کو وہیں پہنچا دوں گی۔" جل کماری اب پوری طرح میرے الفاظ کے فریب میں آ چکی تھی۔

"ناگ رانی آج کل کہاں ہے؟؟" میں نے چند ثانئے تک سوچنے کے بعد ڈرتے ڈرتے اس سے پوچھا۔

"کیوں۔۔۔! تمہیں اب اس سے کیا مطلب؟""" جل کماری چونک پڑی۔

"تمہاری طبیعت بڑی شکی ہے۔ میں نے اپنے دل کی تیز دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "میں دراصل جے سیکا کو اسی کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں۔"

"اوہ!" وہ ایک گہرا سانس لے کر میرے بدن کے سہارے زمین پر بیٹھ گئی۔ "ناگ رانی ابھی تک نیلے ساگروں کے بیچ کالی بھومی کے جزیرے پر تمہاری راہ تک رہی ہے' اسے پوری آس ہے کہ اگنی دیوتا کی بھینٹ سے بچ کر تم سیدھے کالی بھومی پہنچو گے۔"

"خیر۔۔۔۔ مجھے اس سے کیا لینا۔" میں نے لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "لیکن یہ تو بتاؤ کہ جے سیکا کالی بھومی تک کیسے پہنچے گی۔"

"ساگر میں تیر کر جائے گی۔"

"وہ مر جائے گی۔۔۔۔ اس کی شکتی نشٹ ہو چکی ہے۔۔۔۔ وہ غضب ناک موجوں اور پانی کا ریلا نہ جھیل سکے گی۔" میں نے کہا۔

"تو کوئی اور راستہ دیکھا جائے گا۔" جل کماری نے لاپرواہیانہ شان سے کہا۔ "میرا خون بہہ گیا ہے اور میں اپنے قدموں پر نہیں چل سکتی۔ تم دور ہٹو تو میرے یہ سیوک مجھے راج بھون پہنچا دیں گے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے قریب رینگتے ہوئے جل ناگوں کی طرف اشارہ کیا۔

میں اسے چھوڑ کر الگ ہٹ گیا۔ جل کماری کا اشارہ پاتے ہی وہ سارے جل ناگ بھاگتے اس کی طرف آئے اور بڑی مہارت کے ساتھ اسے اپنے جسموں پر سنبھال لیا۔

اور تیزی کے ساتھ رینگتے ہوئے آگے چل پڑے۔ جل کماری کی ہدایت کے مطابق میں جے سیکا کو ہمراہ لے کر پیچھے پیچھے چل پڑا۔

دھیمی رفتار کے باعث جب ہم دونوں اور جل کماری کے کاروں کے درمیان خاصا فاصلہ ہو گیا تو میں نے ڈرتے ڈرتے جے سیکا پر اپنے اندیشے کا اظہار کیا۔

"وہ منکا تمہارے پیٹ میں اترنے کے ساتھ ہی اس کے اثرات ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں۔" میں نے بہت ہی دھیمی آواز میں کہا۔

"ہاں۔" اس نے پر تشویش نگاہیں میری طرف اٹھائیں۔ "جل کماری کے آس پاس منڈلانے والے جل ناگ مجھ سے دور دور رہنے کی کوشش کر رہے تھے۔"

"اب تمہاری ہوشیاری میں ہی ہماری نجات ہے۔" میں نے دفور جذبات سے اس کا ہاتھ بھینچتے ہوئے کہا۔ "تمہاری ذرا سی بھی غفلت ہم دونوں کو موت کی نیند سلا دے گی۔ تم جل منڈل والوں سے دور دور ہی رہو۔ انہیں تم پر شبہ نہیں ہونا چاہئے۔"

"میں بس تمہارے پاس ہی رہوں گی۔" وہ صورت حال کی گمبھیرتا سے خاصی خوف زدہ نظر آنے لگی تھی۔

"وہ تمہیں کلی بھومی تک پہنچانے کا وعدہ کر چکی ہے۔ ناگ رانی کے پاس پہنچ کر تم اسے پوری کہانی سنا دینا' میرا دل تو نہیں چاہتا کہ تمہیں یہاں سے بھیجا جائے' تمہارے جانے کے بعد جب تک ناگ رانی دوبارہ جل منڈل میں نہیں آئے گی' میرے سر پر ہر وقت خونی تلوار لٹکتی رہے گی۔

"تم چنتا مت کرو۔" وہ پھنسی پھنسی آواز میں بولی۔ "میں تو اب تمہاری کرپا سے زندہ ہوں۔ میرا جیون تمہارے ہی لئے ہے' تم چاہو تو میرا پیٹ چیر کر منکا نکال سکتے ہو۔ میری طرف سے تمہیں میرے جیون پر پورا پورا ادھیکار ہے۔"

"نہیں۔" میں نے چند ثانیوں کے سکوت کے بعد پرخیال لہجے میں کہا۔ "میں اتنا خود غرض نہیں ہوں' میرے ساتھ تمہاری زندگی بھی اہم ہے۔"

"دیکھو سلطان جی!" وہ رک رک کر بولی۔ "میں تو اس بھرے سنسار میں اکیلی ہوں' میرے پیچھے کوئی رونے والا نہیں ہے پر تمہیں اپنے لئے' اپنی پتنی ستارہ دیوی کے لئے زندہ رہنا ہے' جو تم سے ملن کی آس لئے ناگ بھون کی کٹھنائیاں جھیل رہی ہے' اگر میری جان تمہارے کام آ سکتی ہے تو یہ میری آتما کے لئے بڑے سکھ کی بات ہے۔"

"ستارہ۔" ایک دبی دبی کراہ کی صورت میں میرے منہ سے بے اختیار اس وفا شعار دوشیزہ کا نام نکلا' جو میری زندگی کا محور' میری مسرتوں کا سرچشمہ اور میری آرزوؤں کی زندہ تعبیر تھی' اس کا نام آتے ہی میرے دل پر چھریاں سی چل گئیں۔

"سلطان جی! میرے جیون کا دھیان چھوڑ دو۔" چند ثانیوں کے سکوت کے بعد جے سیکا بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ آدمی کا شریر مٹی کا ڈھیر ہوتا ہے اور اسے ایک دن چتا کی راکھ میں مل کر مٹی ہی میں جانا ہے' میں سمجھ لوں گی کہ میرا وقت آ پہنچا ہے' تمہاری زندگی اور تمہارے پوتر پریم کے لئے اپنی جان دے کر مجھے بڑی خوشی ہو گی۔"

میں نے بڑے غور سے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا اور سر ہلا کر رہ گیا' میں اس وقت تک اپنے مستقبل اور جے سیکا کی زندگی کے بارے میں ایک اہم فیصلہ کر چکا تھا۔ ستارہ تک رسائی اور اس کی بازیابی کیلئے مجھے جذبات کے بجائے عقل اور شعور سے کام لینا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ہم جل کماری کے قافلے کے ہمراہ راج بھون جا پہنچے' راستے میں پڑنے والے ناگ آشرموں پر بنے موکھلوں میں سے سینکڑوں بدوضع جل ناگ سر نکالے اپنی جل کماری کی حالت زار دیکھ رہے تھے۔

مجھے اور جے سیکا کو ایک پرتکلف اور آراستہ کمرے میں چھوڑ کر جل کماری اٹھلاتی اور کراہتی ہوئی کہیں چلی گئی۔

جل کماری کی عدم موجودگی میں ہم دونوں خاموش اور سر بلب بیٹھے رہے' جے سیکا بہت زیادہ پریشان اور متوحش دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی پھٹی پھٹی آنکھوں میں دہشت کی تاریک پرچھائیاں ناچ رہی تھیں اور مجھ پر بھی شدید اعصابی ہیجان چھایا ہوا تھا' خود اعتمادی کی بنیادیں لرز کر رہ گئی تھیں آنے والے فیصلہ کن لمحات کے تصور ہی سے میرا دوران خون تیز ہوا جا رہا تھا' میں نے کئی بار چور نظروں سے جے سیکا کی جانب دیکھا اور جیسے ہی ہماری نگاہیں چار ہوئیں دونوں ہی بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

تھوڑی دیر بعد جل کماری واپس آئی' ہشاش بشاش' اور اپنے قدموں پر چلتی ہوئی۔ اس کی مست خرامی دوبارہ بحال ہو چکی تھی اور اسے دیکھ کر یہ کہنا دشوار تھا کہ تھوڑی دیر قبل وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کے قابل بھی نہیں تھی۔

"جے سیکا کو میں اسی وقت کالی بھومی بھجوا رہی ہوں۔" جل کماری کے یہ الفاظ میرے ذہن پر کسی وزنی ہتھوڑے کی طرح گرے۔ میرے ذہن میں فوراً یہ خیال کوندا کہ جے سیکا کو زمین پر گرا کر چشم زدن میں اس کا پیٹ چاک کر دوں اور ناگ رانی کا مقدس منکا دوبارہ اپنے قبضے میں لے لوں۔ مگر میں اپنے اس ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔

جل منڈل تک آنے والی غضب ناک سمندری گپھا کے سنگم کی طرف روانگی کے مرحلے سے قبل میں نے اپنی پنڈلی سے بندھے ناگ رانی کے بالوں کو جلا کر راکھ میں تبدیل کر لیا تاکہ حیدر شاہ کی ہدایت کے مطابق اس راکھ کو سمندری ریلوں میں بہا سکوں۔

جب ہم گپھا کے سنگم کی طرف جانے کے لئے راج بھون سے باہر آئے تو جل منڈل میں ہر طرف دبا دبا ہیجان پایا جا رہا تھا اس سرزمین پر پہلی بار ایک انوکھا واقعہ جنم لے رہا تھا۔ جل منڈل میں ممنوعہ دنیا کے رسم و رواج سے بغاوت کر کے چوری چھپے وہاں گھس آنے والی انسان زادی کو عبرتناک موت کی سزا دینے کے بجائے بحفاظت سمندروں سے باہر والی دنیا میں بھیجا جا رہا تھا۔

راج بھون کے باہر' ناگ آشرموں کے اوپر' جل منڈل کی سرخی مائل زمین کے اوپر چپے چپے پر ہر طرف بے شمار جل ناگ لہرا رہے تھے ان کی مدھم پھنکاروں کے سبب ان بے حد وسیع و عریض سمندری گپھا میں ہولناک گونج پیدا ہو رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے دنیا کے تمام سمندروں میں بسنے والے جل ناگ جل منڈل میں جمع ہوئے ہوں۔

آہستہ آہستہ ہم ناگ آشرموں کو پیچھے چھوڑ آئے۔ جل منڈل کا وسیع میدان قدرے ڈھلاؤ کی جانب مائل تھا۔ جے سیکا حیران و پریشان اور اجنبی نگاہوں سے در و دیوار کو دیکھ رہی تھی۔

کچھ دیر بعد ہم اس گپھا کے اس دہانے نما حصے میں داخل ہوئے جہاں سمندری پانی کے بہاؤ کی ہیبت ناک چنگھاڑیں صاف سنائی دے رہی تھیں' مجھ پر ناقابل بیان اضطراب سوار ہو گیا۔ اپنی دنیا کی دعوت انگیز تصویر نگاہوں میں لہرائی اور میں کانپ اٹھا اس رنگین دنیا تک پہنچنے کا راستہ اس قدر ہولناک اور جان لیوا تھا کہ کسی ماورائی قوت کی مدد کے بغیر اس سے زندہ گزر جانا ناممکن تھا۔

اچانک جل کماری نے مجھے وہم و خیال کی دنیا سے باہر کھینچ لیا۔ "تمہیں معلوم ہے کہ میں جے سیکا کو فوراً کالی بھومی کیوں بھیج رہی ہوں؟" اس نے اشتیاق آمیز لہجے میں مجھ سے پوچھا۔

میں نے بے بسی کے ساتھ اپنے سر کو نفی میں جنبش دی۔

"اچھا جے یہ چلی جائے گی۔" وہ اپنا منہ میرے بائیں کان کے قریب لا کر سرگوشیانہ آواز میں بولی۔ "اس کے جانے کے بعد تمہارے من میں میرے سوا کسی کا دھیان نہ آنے پائے گا۔"

میں پھیکے سے ہنس دیا۔ جل کماری کی نگاہوں میں ابھی سے خمار کے ڈورے تیرنے لگے تھے اور وہ اپنے سراپا کے قیامت انگیز نکھار کے باوجود مجھے ہمنی بہن کی تجلی نظر آ رہی تھی۔

میں جے سیکا اور جل کماری کے ہمراہ ٹھہر گیا اور ہمارے عقب میں آنے والے بے شمار جل ناگ خوشی کے عالم میں لہرا لہرا کر سمندری پانی میں جانے لگے۔

میں نے جے سیکا کے چہرے پر ایک نگاہ ڈالی' اس کی سہمی سہمی وحشت زدہ نگاہیں لاکھوں ہزار فیدم کی گہرائی سے گپھا کے ذریعہ اوپر اٹھنے والے پانی پر جمی ہوئی تھیں۔

ذرا دیر بعد جل منڈل والی خشک گپھا اور سمندری موجوں کے غضب ناک ریلوں سے چنگھاڑتی ہوئی گپھا کا سنگم سامنے آ گیا۔ پانی کی تیز پھوار جل منڈل والی شاخ میں دور دور تک اڑ رہی تھی۔

میں نے چند قدم آگے بڑھ کر ناگ رانی کے جلے ہوئے بالوں کی راکھ سمندری فضا میں اڑا دی۔

"کیا پھینکا ہے تم نے؟" جل کماری چیخ کر میری طرف جھپٹی۔

"کچھ نہیں۔" میں نے بوکھلا کر کہا۔ "میرا بازو شل ہو گیا تھا اسے جھٹک رہا تھا۔"

وہ ہنس کر جے سیکا کی طرف مڑ گئی۔ "چلو رانی جی! پانی میں کود جاؤ۔ میرے سیوک پانی میں اتر چکے ہیں وہ تمہیں کالی بھومی پہنچا دیں گے۔"

"نن..... نہیں نہیں!" جے سیکا ہذیانی انداز میں چیختی ہوئی پیچھے سرکنے لگی۔ "میں مر جاؤں گی، مجھے یہ ساگر خونی لگتا ہے میں اس میں نہیں کودوں گی۔"

میں نے بھی اسے سمجھانا چاہا مگر وہ زمین پر مچل گئی۔ میں نے اسے زیادہ مجبور نہ مناسب نہ سمجھا۔ مجھے ڈر تھا کہ خوف سے اس کی دماغی حالت نہ بگڑ جائے اس کیفیت میں وہ بلا ارادہ منکے کا راز افشا کر سکتی تھی اور میرا بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا۔ یہی بات تو تھی کہ پانی کے گونجیلے بہاؤ سے مجھے خود خوف آ رہا تھا۔

"یہ ایسے نہیں جائے گی۔" میں نے جل کماری سے والہانہ لہجے میں کہا۔ "تم نے کہا تھا کہ کوئی اور حل سوچو گی۔"

"دوسرا راستہ بھی ہے۔" جل کماری جلدی سے بولی۔ "میرا ایک سیوک ہے بجھ ناگ! تم کہو تو وہ جے سیکا کو زندہ نگل لے گا اور کالی بھومی پہنچ کر ناگ رانی کے چرنوں میں اگل دے گا۔"

"اسے نقصان تو نہیں پہنچے گا؟" میں نے پرتشویش لہجے میں کہا۔

"نہیں ---- اس طرح تو اس کی زیادہ رکھشا ہو گی اور راستہ بھی جلدی کٹے گا۔" جل کماری نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ---- ایسا ہی کر لو۔"

جل کماری نے فوراً ہی کسی نامانوس زبان میں کچھ کہا اور گپھا میں اڑتے ہوئے طوفانی بہاؤ میں سے ایک بہت لمبا اور تھیلے کی طرح پھولے ہوئے بدن والا سیاہ جل ناگ اچھل کر باہر آ گیا۔

جل کماری کا اشارہ پا کر اس جل ناگ نے دو تین مرتبہ اپنا مہیب دہانہ پھاڑا۔ اس کے تیز، نکیلے اور نوکدار دانتوں کی قطاریں دیکھ کر میں کچھ پریشان ہو گیا۔ لیکن اس سے قبل کہ میں کچھ کہتا، وہ جل ناگ جے سیکا کی طرف جھپٹا۔ وہ دہشت آمیز چیخ مارتی واپس بھاگی۔ میں نے اسے پکار کر تسلی دینی چاہی لیکن جے سیکا نے میری ایک نہ

Optimized by www.[illegible]

سنی اور دوڑتی چلی گئی۔

سنکھ ناگ نے چند ہی سیکنڈ میں جے سیکا کو جا لیا۔ سنکھ ناگ کا دیو ہیکل دہانہ کھلا اور جے سیکا کسی حقیر تنکے کی طرح اس کے بدوضع دہانے میں روپوش ہو گئی۔

سنکھ ناگ جے سیکا کو نگلنے کے بعد واپس آیا تو اس کے بدن کا وسطی حصہ پھولا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے تسلی ہوئی کہ جے سیکا زندہ کالی بھومی تک پہنچ جائے گی۔

"سورا۔" جل کماری نے فضا میں ہاتھ لہرا کر زور سے کہا۔ سنکھ ناگ زمین پر گھسٹتا ہوا گپھا میں اتر گیا۔

میں کافی دیر تک ششدر و مبہوت کھڑا سمندری ریلے کو گھورتا رہا۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے میں نے ابھی ابھی اپنے کسی قریبی عزیز کو اپنے ہاتھوں سے دفن کیا ہو۔ تنہائی اور بے بسی کا ایک رقت آمیز احساس تیزی سے میرے وجود پر حاوی ہو چکا تھا۔

"آؤ لوٹ چلیں ---- راج بھون کے سائے میں آج تم جل کماری کے کچھ انوکھے روپ دیکھو گے۔ جے سیکا کو بھول جاؤ، اب اس کے اور تمہارے بیچ طوفانی ساگر کے تیز منجدھار آ چکے ہیں۔" جل کماری نے میری محویت نہ ٹوٹتی دیکھ کر کہا۔

میں لٹے لٹے انداز میں اس کے ساتھ واپس ہو لیا۔

راستے میں جل کماری نے کئی بار مجھے مخاطب کرنا چاہا لیکن میری طرف سے گرمجوشی کا اظہار نہ ہوتے دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

راج بھون پہنچ کر جل کماری مجھے اسی یادگار خواب گاہ میں لے گئی جہاں پہلی بار میں نے اس سے ہم آغوش ہو کر اپنے لمحات کو رنگین بنایا تھا۔ مجھے وہاں چھوڑ کر وہ غائب ہو گئی۔

خیال انگیز تنہائی میسر آتے ہی مجھے اپنی بعض حماقتوں پر افسوس ہونے لگا۔ اب مجھے جے سیکا کے زندہ بچنے اور کالی بھومی تک پہنچنے کی بہت کم امید رہ گئی تھی۔ مجھے پشیمانی ہو رہی تھی کہ کیوں نہ میں نے رحم اور جذبات کا گلا گھونٹ کر جے سیکا کو ذبح کر دیا ---- اور اس کے پیٹ سے ناگ رانی کا منکا نکال لیا۔ جس کے ہوتے ہوئے تم از کم جل کماری کے پراسرار اور ناقابل فہم حربوں کا شکار ہونے سے بچ سکتا تھا۔ جس

وقت میں گپھا کے سنگم پر بجے میکا کو سنگھ ناگ کے پیٹ میں جاتے دیکھ رہا تھا اس وقت مجھے بھی گپھا میں کود پڑنے کا خیال آیا تھا۔ لیکن ہر قوت سے محروم ایک مجبور محض ہوتے ہوئے ایسا کوئی اقدام خودکشی ہی کے برابر ہوتا۔ لہٰذا میں اس سے باز رہا تھا۔ لیکن اب سوچ رہا تھا کہ سنگھ سے محرومی کا راز اگر افشا ہو گیا تو شاید مجھے ایسے لرزہ خیز حالات سے دوچار ہونا پڑے گا جن سے خودکشی بدرجہا بہتر ہو گی۔

جو کچھ ہو چکا تھا اس پر مجھے کوئی اختیار نہیں تھا' میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ تن بہ تقدیر ہو کر پامردی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کروں گا۔ اگر قدرت کو میری اور ستارہ کی رفاقت منظور ہے تو مجھے ہر حال میں جل منڈلی کی پرفریب سرزمین سے نکلنے کا موقع مل جائے گا۔

میں بڑی کبیدگی کے عالم میں بستر پر دراز اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ جل کماری ہاتھوں میں ایک تھالی لئے اندر داخل ہوئی اور بڑے دلربایانہ انداز میں میرے پاس آ بیٹھی۔

"پریشان دکھائی دیتے ہو سلطان جی!" وہ اپنا بوجھ مجھ پر ڈالتی ہوئے غنودہ سے لہجے میں گنگنائی۔

"آخر کو انسان ہوں۔" میں نے بڑے صبر و تحمل کے ساتھ کہا۔ "میں نے اپنی انا کی قیمت دے کر تمہیں تو اپنا لیا ہے لیکن اپنے ہم نسلوں کی صحبت سے محرومی کی خلش ستا رہی ہے۔"

"اکیلا آدمی فلسفی ہوتا ہے۔" اس نے میرے سینے پر سر ٹکا دیا۔ "میں تمہارے لئے شراب لائی ہوں' اس میں ڈوب کر تم اپنے ہر دکھ سے چھٹکارا پا لو گے۔"

یہ کہہ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور صراحی سے دو پیمانے لبریز کر کے ایک میری طرف بڑھا دیا۔

میں نے پیمانہ ہاتھ میں لے کر غور سے اس میں بھرے سیال کو دیکھا اور ایک ہی سانس میں اسے خالی کر دیا۔ تین جام حلق سے اترنے کے بعد میں اپنے سارے آلام' مصائب بھول گیا نگاہوں کے سامنے صرف جل کماری کا حسین اور گداز بدن ناچ رہا تھا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

"جل کماری گرمی ہو رہی ہے۔" میں نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کپڑے اتار دو!" وہ اپنی بوجھل اور خمار میں ڈوبی ہوئی نگاہیں میرے چہرے پر جما کر بولی۔

"میری کنپٹیاں سنسنا رہی ہیں۔" میں نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کہا۔

"تو۔۔۔ ذرا میری چولی کے بندھن کھول دو۔" وہ بل کھا کر میرے اور قریب آ گئی۔

آگ میں تپتا' چڑھتے خون سے گدرایا ہوا' ہیجان میں ڈوبا' وہ نسوانی پیکر میرے اتنے قریب آ گیا کہ میرے سانس اس سے ٹکرانے لگے۔

"کھول دو نا!" وہ لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں بولی۔

میں نے اپنی کانپتی لرزتی انگلیوں سے اس کی عجیب سی چولی کے بندھن کھولنے چاہے لیکن گرہیں سخت تھیں اور گرہ کشا کی انگلیاں نشے میں لڑکھڑا رہی تھیں۔

"اونہہ۔۔۔۔۔۔ دانتوں سے کھول دو نا۔"

وہ لمحے میری لئے بڑے کٹھن ہو گئے۔ میرے ہونٹوں نے جلتی ہوئی آگ کو چھوا' میری انگلیاں چولی کی گرہوں سے ٹکرائیں اور میں نے درندوں کی طرح اپنے دانتوں اور انگلیوں سے جل کماری کی چولی کے ٹکڑے اڑا دیئے' پھر جیسے ہی میں نے اسے بانہوں میں سمیٹنا چاہا' وہ مچل کر دور ہو گئی۔

اس کا اوپری بدن عریاں ہو چکا تھا۔ مجھ پر وہ ذلیل اور حیوانی جذبے چھائے جا رہے تھے جو انسان کو زمین کی گہرائیوں میں بسنے والے حقیر ترین کیڑوں کی صف میں لا کھڑا کرتے ہیں۔ میں نے کئی بار پلکیں جھپکائیں جل کماری کو گھورا' وہ میرے سامنے کھڑی بے حجابی کے ساتھ اپنی ساری کے بندھنوں سے کھیل رہی تھی اس کا چہرہ آتش حرارت سے بھبوکا ہو رہا تھا آنکھوں میں آگ سی سلگ رہی تھی' سانسوں کا زیر و بم اسے جھنجھوڑے دے رہا تھا لیکن وہ کسی مقصد' کسی خاص ارادے کے تحت مجھے ترسائے جا رہی تھی۔

"جل کماری!" میں نے بھرائی ہوئی آواز میں اسے پکارا۔

"ہاں سرکار!" اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر مجھے پرنام لیا اور اس کی ساری کا نصف

حصہ فرش پر آگیا۔

"یہاں آؤ میرے پاس!" میں آگ میں پھنکا جا رہا تھا۔

"ایک شرط ہے!" وہ مسکرائی۔

"مجھے ہر شرط منظور ہے۔۔۔ آؤ!" یہ کہتے ہوئے میں نے اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا۔ لیکن نشے کے باعث لڑکھڑا کر گر پڑا۔

"تو!" اس نے اپنی انگلی ہوا میں لہرائی۔ "مجھے ایک چیز چاہئے' دو گے مجھے!"

"آسمان کے ستارے بھی دوں گا۔ چلو ادھر۔" میں نے مسہری پر زور سے گھونسا مار کر کہا۔

"میں بے بس ہوں' اس چیز کو تمہاری آگیا کے بنا چھو بھی نہیں سکتی۔ ورنہ خود لے لیتی۔" اس نے تجسس کو برقرار رکھتے ہوئے کہا' اس کے ساتھ وہ اپنے بدن کو ایسے ایسے زاویوں کے ساتھ جنبش دے رہی تھی' کہ مجھے دوران خون کی شدت کی وجہ سے اپنی رگیں پھٹتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"جلدی بولو!" میں درندگی سے غرایا۔

"ناگ رانی کا منکا مجھے دے دو!" وہ سرگوشیانہ آواز میں بولی۔ یہ کہتے ہوئے اس کی آواز کانپ رہی تھی اور آنکھوں میں غیر معمولی چمک نمایاں تھی۔

"منکا میرے پاس نہیں ہے۔۔۔ تم ادھر آؤ۔" میں جھلاتے ہوئے انداز میں بستر سے اتر پڑا۔ نشے میں میرے قدم اور اس کے ساتھ زبان بھی لڑکھڑا رہی تھی۔

"جھوٹ۔۔۔!" وہ دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ "منکا تمہارے گلے میں پڑا ہے۔"

"نہیں!" میں نشے کی جھونک میں پوری قوت سے چیخا۔ اور ایک ہی جھٹکے میں اپنے گریبان کی دھجیاں اڑا دیں۔ "دیکھ لو۔۔۔ میں جھوٹا نہیں ہوں۔ سلطان محمد خان جھوٹ نہیں بولتا۔"

"یہ سنتے ہی جل کماری کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور اس کی چہکتی ہوئی آنکھوں میں یک بیک ویرانی اور بے رونقی لہرانے لگی۔

"آ جاؤ میرے پاس۔" میں اندھوں کی طرح دونوں ہاتھ پھیلائے جل کماری کی طرف بڑھا۔ "وہ منکا غلطی سے جے بیکا کے پیٹ میں اتر گیا تھا۔"

جل کماری کے چہرے کا روپ بگڑ گیا' اس کے تیور خوفناک ہو گئے' چہرے پر بے شمار لکیریں ابھر آئیں اس کی ڈراؤنی صورت دیکھ کر میں خوف زدہ ہو کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"جھوٹے!" وہ قہر و غضب میں ڈوبی ہوئی آواز میں چیخی۔۔۔ "تو نے اسی لئے چالاکی سے جے بیکا کو نگل دیا ہے۔۔۔ وہ ابھی کلی بھوی نہ پہنچی ہو گی۔ سنکھ ناگ کو میں ابھی واپس بلاتی ہوں' اس لڑکی کو وہ بیچ سمندر ہی میں گھڑیال کو کھلا دے گا۔ اور تب۔۔۔ ٹھہر ابھی۔"

اتنا کہنے کے بعد وہ نامانوس زبان میں کچھ چیخی' مجھے اپنے اردگرد بہت ناگ دیوتاؤں کی آوازیں آئیں اور پھر گھور تاریکی میں بے شمار وحشی ناگ مجھ پر ٹوٹ پڑے' درد و کرب اور اذیت سے میری چیخیں نکل پڑیں۔

"میں نے منکے کے کارن تیری بات مان کر سارا کھیل رچایا تھا' پر تو بڑا سیانا نکلا' اب دیکھتی ہوں کہ کونسی شکتی جل منڈل میں تجھے میرے سراپ سے بچائے گی۔" اسی پاگل پن کے عالم میں جل کماری کی غضب ناک آواز میرے کانوں سے ٹکرائی اور پھر ایک موٹا سا جل ناگ میری گردن پر لپٹ گیا۔ میں نے ہاتھوں کو جنبش دینی چاہی لیکن وہاں پہلے ہی مضبوط رسیوں کی طرح بہت سے جل ناگ لپٹے ہوئے تھے' میری گردن پر اس جل ناگ کی گرفت سخت ہونے لگی اور میرے دماغ میں آندھیوں کا سا شور ابھر ابھر کر معدوم ہونے لگا جیسے بے شمار بدروحیں کسی سانحہ پر ہم آواز ہو کر رو رہی ہوں۔

KHAN BOOKS
& LIBRARY
S-527, BHABRA BAZAR, RAWALPINDI
Cell: 0345-5048688 , 0345-5044789
Prop: Ali Khan

Optimized by www.ImageOptimizer.net

بے شمار جل ناگ میرے بدن سے لپٹے ہوئے تھے اور ایک موٹا سا جل ناگ میری گردن کے گرد لپٹا ہوا تھا۔ اردگرد ہر طرف گہری تاریکی پھیل چکی تھی اور میرے دماغ میں پرشور سنسناہٹیں گونج رہی تھیں۔ میری عقل مفلوج ہو کر رہ گئی تھی اور کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ میں کس شیطانی عقوبت کا شکار ہو گیا ہوں۔ میرا سارا نشہ ایک دم کافور ہو چکا تھا۔

"میں تجھے نشٹ کر دوں گی مورکھ۔ تیرے چلتر اب تجھے میرے سراپ سے نہ بچا سکیں گے!" جل کماری کی قہر و غضب میں ڈوبی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

معاً مجھے خیال آیا کہ جل کماری نے بغیر سبب کے مجھے اپنی خواب گاہ میں شراب نوشی کی دعوت نہیں دی تھی۔ اس کا مقصد ہی یہ تھا کہ مجھے نشے میں بدمست کر کے مجھ سے منکا چھونے کی اجازت لے لے اور پھر مکاری کے ساتھ اس پر قابض ہو جائے۔ وہ تو غنیمت ہوا کہ اس وقت منکا میرے قبضہ میں نہیں تھا ورنہ جل کماری کا وار تو اس قدر بھرپور تھا کہ اس کی ناکامی کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہ گیا تھا۔

صورت حال بڑی عجیب اور سنسنی خیز تھی۔ میں نے منکے سے محرومی کا راز چھپانے کے لئے محض اپنی کمزوری کی بنا پر جل کماری سے محبت کا سوانگ رچایا تھا کہ کسی مقابلے کی نوبت نہ آئے ورنہ میرا سارا بھرم کھل جاتا۔ ادھر جل کماری نے مجھ سے منکا حاصل کرنے کے لئے اپنی دانست میں مجھے اپنی محبت کے جھوٹے دام میں الجھایا تھا۔

اب میری بساط الٹ چکی تھی۔ میں جل منڈل کی پراسرار اور ناقابل عبور سرنگ پر بے بس و مجبور تھا۔ میں قیدی ہونے والا تھا اور جل کماری کے ایک اشارے پر اس کی ایک جنبش ابرو پر میری زندگی کا تمام تر دار و مدار رہ گیا تھا۔

میرے گلے سے جونک کی طرح لپٹے ہوئے موٹے جل ناگ کی گرفت لحظہ بہ لحظہ سخت ہوتی جا رہی تھی اور میری نگاہوں کے سامنے زرد اور سیاہ رنگ کے گھٹتے بڑھتے گنجان دائرے ناچنے لگے تھے۔ یہ کیفیت ذرا ہی دیر باقی رہی پھر میرا ذہن بے ہوشی کی تاریک دلدلوں میں دھنستا چلا گیا اور مجھے دنیا و مافیہا میں کسی چیز کی خبر نہ رہ گئی۔ پورے وجود پر بے عملی اور بے فکری کا ایک جمود چھا گیا۔

میری بے ہوشی نہ جانے کتنی طویل تھی۔

میرے دوبارہ ہوش میں آنے کا سبب بہت سی ملی جلی اور مہیب چیخیں تھیں جن میں عجیب سی گونج اور تیزی نمایاں تھی۔ میں نے آہستگی سے بدن کو جنبش دی اور محسوس کیا کہ مجھے رسیوں وغیرہ سے نہیں باندھا گیا ہے البتہ بدن میں نکیلے پتھروں کی تکلیف دہ چبھن کا احساس ضرور ہوا۔ میں نے آنکھیں کھولنی چاہیں لیکن غنودگی سے پپوٹے بوجھل ہو رہے تھے۔ آنکھوں پر کافی دباؤ ڈال کر میں نے آنکھیں کھولیں تو اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔

جل کماری انسانی روپ میں پتھر کے ایک بہت اونچے اور پرہیبت، سیاہ چبوترے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا بدن بالکل برہنہ تھا، کھلے ہوئے سیاہ بال اس کے سینے پر لہرا رہے تھے، اس کے چہرے پر وحشتناک سرخی چھائی ہوئی تھی اور آنکھوں کے ڈھیلے ڈراؤنے انداز میں باہر کو ابلے پڑ رہے تھے۔ اس کی شکل و صورت اور خد و خال بالکل وہی تھے جن میں وہ ہمیشہ میرے سامنے آتی رہی تھی لیکن اس وقت جل کماری اپنی ساری نسوانی کشش اور اپنا فسوں کار روپ کھو بیٹھی تھی وہ اس وقت کسی خوفناک چڑیل کا انسانی روپ معلوم ہو رہی تھی۔ اس کے داہنے ہاتھ میں کانسی کی ایک بڑی چمکیلی تھالی موجود تھی اور وہ چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات کے ساتھ بغور اس تھالی کی چمکدار سطح پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔

چبوترے کے نیچے پتھریلی زمین پر میرے اردگرد بیشمار غضبناک جل ناگ لہرا رہے تھے جل منڈل کے اس وسیع اور ہولناک غار میں گونجنے والی مہیب چیخیں ان ہی جل ناگوں کی پھنکاروں کی ہم آہنگی سے پیدا ہو رہی تھیں اور ان کی گونج سے زمین ہلتی محسوس ہو رہی تھی۔

"تو بیاکل رہے گا سلطان۔" اچانک جل کماری نے چبوترے پر سے میری جانب دیکھے بغیر زہر میں بجھی ہوئی آواز میں کہا۔ "جل منڈل میں اب تجھے اپنا جیون بھی بھاری معلوم ہو گا۔ تو موت کی آشا کرے گا پر جیون تیرا روگ بنا رہے گا۔"

میں نے زمین پر پڑے پڑے خوفزدہ نظروں سے چبوترے کی جانب دیکھا لیکن جل کماری میری طرف متوجہ نہیں تھی۔ اس کی نگاہیں بدستور کانسی کی تھالی پر جمی ہوئی تھیں۔

"جل کماری!" میں نے دہشت سے کانپتی ہوئی آواز میں اسے پکارا۔

"چپ رہ نرک کے ایندھن۔" وہ قہر میں ڈوبی آواز میں دھاڑی۔ "میرا سنکھ ناگ اس سمے نیلے ساگر میں تڑپتا پھر رہا ہے۔ میری آتما کا پالن اب اس کے بس کی بات نہیں رہ گئی ہے۔ تیری کلنکنی بے سیکا کالی بھومی پر ناگ رانی کے چرنوں میں پڑی ہوئی ہے۔ وہ ساگر سے باہر ہے اور سنکھ ناگ اسے باہر اگل چکا ہے۔ تیری چالوں کے کارن مجھے سنکھ ناگ کو واپس بلانے میں چند سمے کی دیر ہو گئی اور آدھی بازی میرے ہاتھ سے نکل گئی ورنہ تیری بے سیکا اس سمے اپنی جان کے روگ سے چھٹکارا پا چکی ہوتی۔"

سکون اور اطمینان کی ایک گہری لہر میرے پورے وجود میں دوڑ گئی۔ بے سیکا ناگ رانی کے منکے سمیت کالی بھومی پر ناگ رانی کے پاس پہنچ چکی تھی' اب وہ جل کماری اور سنکھ ناگ کی موذی گرفت سے باہر تھی اور میری کہانی ناگ رانی کو سنا دینے پر قادر تھی۔ میرے ڈوبتے ہوئے دل میں امید کی ایک نئی لہر دوڑ گئی۔ میرا دل کہہ رہا تھا کہ میری التجا سن کر ناگ رانی پہلی فرصت میں مجھے جل کماری کے چنگل سے نکالنے کے لئے جل منڈل کی پراسرار زمین کا رخ کرے گی اور میں کسمپرسی کی موت کا شکار ہونے سے بچ جاؤں گا۔

"مر گیا!" اچانک جل کماری کے منہ سے کراہ آمیز آواز نکلی اور کانسی کی تھالی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی جس کی چمکدار سطح پر وہ شاید اپنی شکتی کے سہارے ان ساگروں کا حال دیکھ رہی تھی۔ جہاں سنکھ ناگ اپنی جل کماری کے حکم کی تعمیل نہ کر سکنے کی بنا پر اپنی ناکارہ زندگی کو موت کی پرسکون آغوش میں ڈال چکا تھا۔

پھر جل کماری نے اس بلند چبوترے سے نیچے چھلانگ لگائی۔ اس کا ریاں بدن

فضا میں تیزی سے اڑتا میرے قریب ہی زمین پر آ ٹکا۔

میں اس وقت تک زمین پر ہی پڑا ہوا تھا۔ جل کماری نے حقارت سے میری پسلیوں میں ٹھوکر ماری اور فضا میں منہ اٹھا کر اپنی مخصوص اور نامانوس زبان میں زور سے چیخی۔

اس کی آواز کا رد عمل فوراً ہی ہوا اور سنگلاخ زمین پر دور دور تک پھیلے ہوئے جل ناگ یک بیک کہیں غائب ہو گئے اور اس سیاہ چبوترے کے نیچے میں تنہا جل کماری کے قدموں میں پڑا رہ گیا۔

"اور اب تو تیار ہو جا۔" جل کماری نے مجھے گھورتے ہوئے سرد آواز میں کہا۔ "ناگ رانی کا منکا جو تیری شکتی کا راز تھا' اب کالی بھومی پہنچ چکا ہے اور تو میرے سامنے بالکل بے بس ہو چکا ہے میں تجھے سسکا سسکا کر اپنی آتما کو ٹھنڈک پہنچاؤں گی تو نے مجھے بہت دکھ پہنچایا ہے۔"

میں کہنیوں کا سہارا لے کر زمین سے اٹھا اور شکست خوردہ انداز میں جل کماری کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ "آخر تم مجھ سے کس بات کا انتقام لینا چاہتی ہو؟" میری آواز بہت دھیمی تھی۔

وہ چند ثانیوں تک خاموش رہی پھر نپی تلی تلخ آواز میں بولی۔ "تیری جوانی اور مردانگی مجھے پسند آ گئی تھی۔ میری شکتی اور جوبن کے سامنے آج تک کسی نے سر نہیں اٹھایا تھا۔ پر تجھے ناگ رانی کے منکے پر گھمنڈ تھا۔ تو نے مجھے بس ایک کھلونا سمجھا لیکن من ہی من میں اپنی پتنی ستارہ اور ناگ رانی کو پوجتا رہا۔ تو چاہتا تھا کہ جل منڈل میں آرام کی چند گھڑیاں گزار کر پھر اپنی دنیا میں لوٹ جائے۔ میں تیری باتوں کے پھیر میں آ گئی پر تو نے بار بار مجھے چوٹ دی۔ اس بار تو میرے قابو میں آ چکا ہے اب مجھے تجھ سے نفرت ہو گئی ہے۔ تیرے کارن میرا بیٹا میرے ہاتھوں مارا گیا' مجھ پر جان دینے والے سنکھ ناگ نے ہتیا کر لی' اب میں تجھے کٹھن سزائیں دوں گی اور تیری لاش کے بدلے شیش ناگ سے تیرا وہ لڑکا لے لوں گی جو تیری پتنی ستارہ کی کوکھ سے ناگ بھون کی ویرانی دھرتی پر جنم لینے والا ہے۔ تیری ہٹ کے بعد اب اس پر میرا پورا پورا ادھیکار ہے۔ میں اسے اپنی راتوں کی مانگ میں سجاؤں گی۔"

Optimized by www.ImageOptimizer.net

میرا دماغ چکرانے لگا جل کماری ایک مرتبہ پھر میرے سگے خون کے بارے میں اپنے شیطانی منصوبے تیار کر رہی تھی میرا وہ بچہ جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا' اس پر جل کماری کی ہوس ناک نگاہیں مرکوز تھیں۔

"اس بار میں نے تمہیں سچے دل سے چاہا تھا جل کماری۔" میں نے اس سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔ "مگر تم خود اس بار بدنیت تھیں تمہاری نظریں تو میری آڑ میں ناگ رانی کے منکے پر لگی ہوئی تھیں۔"

"اگر تیرے من میں کوئی کھوٹ نہ ہوتا تو' تو مجھے فوراً بتا دیتا کہ منکا تیرے ہاتھ سے نکل چکا ہے پر تیرے ہردے میں تو پاپ کی سیاہی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔" وہ حقارت آمیز لہجے میں بولی۔

میں نے سمجھ لیا کہ اب جھوٹ سے کام نہیں چلے گا۔ وہ پوری طرح میرا منصوبہ سمجھ چکی ہے اور میں بھی اس کے عزائم سے پوری طرح باخبر ہو چکا تھا۔ میرے لئے تو تیر کمان سے نکل چکا تھا اور اب اس کے سوا چارہ نہیں رہ گیا تھا کہ جل کماری سے مصالحت کی کوششیں ترک کر کے جواں مردی کے ساتھ اس سے مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤں اور اپنا آخری وقت آنے سے قبل کچھ کر گزروں۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" میں نے پہلی بار جل کماری سے نگاہیں ملائیں۔ "میں نے تجھے دھوکے میں رکھنے کی کوشش کی تھی لیکن تو اپنی مکاری کے سبب میری چال سے واقف ہو گئی۔ آخر تو اب مجھ سے کیا چاہتی ہے۔ میں صاف الفاظ میں تیرا مدعا سننا چاہتا ہوں۔"

وہ بھیانک سی آواز میں زور سے ہنسی شاید تجھے اندازہ نہیں ہے کہ ناگ رانی کے منکے کے بنا تو میری چٹکی میں کسی کیڑے کی طرح پھنس چکا ہے۔ میں جب اور جیسے چاہوں تجھے مسل سکتی ہوں۔"

"مجھے خوب اندازہ ہے۔" میں نے اپنے لہجے میں لاپرواہی برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تو سن لے مورکھ! تو اتنی آسان موت نہیں مرے گا۔ میں تیرے بدن کا ایک ایک جوڑ ہلا کر رکھ دوں گی۔ تو موت مانگے گا پر زندگی کے ڈراؤنے روگ تیرا پیچھا

کرتے رہیں گے۔"

"مجھے ڈرانے کی کوشش نہ کرو۔" میں کھوکھلی سی آواز میں ہنس کر بولا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جل کماری کے الفاظ نے میرے بدن میں دہشت کی سنسنی پھیلا دی تھی۔

"تیرے لئے پھانسی تیار ہے۔ ابھی تو خود دیکھ لے گا کہ میں نے تیرے سواگت کا کیا بندوبست کیا ہے۔" وہ تلخ آواز میں بولی اور زور سے تالی بجائی۔

سامنے نظر آنے والے دیو ہیکل سیاہ چبوترے پر عجیب سی دھند لہرانے لگی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پتھروں کا وہ چبوترہ برف کی کسی سل کی طرح تیزی سے پگھلتا جا رہا ہو۔ اس کا حجم بتدریج گھٹتا رہا اور آخر کار وہ چبوترہ اپنی جگہ سے بالکل غائب ہو گیا اور اس مقام پر اتنی گہری دھند چھا گئی کہ میں کوشش کے باوجود اس کے پار کچھ نہ دیکھ سکا۔

میرا دل انجانے وسوسوں کی بنا پر غیر معمولی رفتار سے دھڑک رہا تھا۔ میری چھٹی حس مجھے کسی ہولناک خطرے کی خبر دے رہی تھی۔ لیکن میں مجبور تھا۔ اپنی جسمانی طاقت اور قوت ارادی کے سوا مجھے کوئی ایسی مدد حاصل نہیں تھی جس کے سہارے میں آنے والے لمحوں کی عقوبت کو ٹال سکتا۔

جل کماری کی نگاہیں کسی ساحرہ کی طرح اس دھند پر جمی رہیں پھر اسے دھند میں یک بیک نہ جانے کیا نظر آیا کہ اس نے زور سے چیخ کر زمین پر داہنا پیر مارا اور وہ کہر ایک دم غائب ہو گئی اس کے صاف ہونے پر جو منظر سامنے نظر آیا اسے دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

وہاں تین بہت اونچے اونچے چوبی ستون ملا کر اس طرح کھڑے کئے گئے تھے کہ ان سے پھانسی کا کام لیا جا سکتا تھا۔ ان کے ملے ہوئے اوپری سروں کے قریب ایک بہت وزنی چرخی موجود تھی جس کے ایک سرے پر پھندا نظر آ رہا تھا اور اس کا دوسرا سرا وہاں کھڑے دو بدہیئت اور خونخوار افراد کے قدموں میں پڑا ہوا تھا۔ اسی جگہ کئی بڑی بڑی چٹانیں رسوں میں بندھی ہوئی تھیں۔

پھانسی کا مفہوم تو میں بخوبی سمجھ گیا لیکن چٹانوں کا مقصد واضح نہ ہو سکا۔ میں نے بظاہر حوصلہ مندی لیکن دل میں موت کی دہشت کے ساتھ جل کماری کی طرف دیکھا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

وہ مسکرا کر بغور میری طرف دیکھ رہی تھی۔ کسی ایسی بلی کی طرح جو چوہے کو شکار بنانے سے قبل ناامیدی اور مایوسی کے عالم میں ادھر ادھر دوڑتی رہتی ہے۔ اس کی آنکھیں روشن چراغوں کی طرح دمک رہی تھیں۔

"تیار ہو جا۔" اچانک جل کماری مجھ سے مخاطب ہو کر انتہائی تحقیر آمیز لہجے میں بولی۔ "اس کے بعد آنے والا سمے تیری آتما اور تیرے پاپی شریر پر بڑا بھاری گزرنے والا ہے۔"

میں اپنی اس وقت کی حالت الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا میرا دل پانی پانی ہو جا رہا تھا۔ اعصابی انتشار کا آغاز ہو چکا تھا' قوت ارادی پانی کے کسی حقیر بلبلے کی طرح بہ چکی تھی لیکن میں صورت حال کا مقابلہ کرنے پر مجبور تھا۔ میرے سامنے ایسا کوئی راستہ نہیں تھا جس پر چل کر میں جل کماری سے سمجھوتہ کر سکتا یا اس کو اس کے ناپاک عزائم پر عمل پیرا ہونے سے باز رکھ سکتا۔

جل کماری نے اس کے قریب کھڑے ہوئے مکروہ صورت جلادوں کو کسی نامانوس زبان میں کچھ حکم دیا۔ ان کے قدم بیک وقت مشینی انداز میں جنبش میں آئے اور وہ فضا میں تیرتے مجھ پر آ پڑے۔

میں نے انہیں روکنا چاہا لیکن اچانک ہی میرے بدن پر تھرتھری چھا گئی۔ نہ جانے وہ موت کا خوف تھا یا جل کماری کے کسی پراسرار حربے کا اثر کہ میں ان دونوں سے کوئی مزاحمت نہ کر سکا اور انہوں نے بڑا لاپرواہیانہ انداز میں مجھے یوں بے بس کر لیا جیسے میں محض موم کا پتلا ہوں۔

مجھے زمین پر گرانے کے بعد ان دونوں نے میری ایک ٹانگ پکڑ لی اور سنگلاخ زمین پر گھسیٹتے ہوئے ادھر لے چلے جہاں پھانسی کا پھندا جھول رہا تھا۔

پتھروں کی نوکیں میرے بدن کو چھلنی کر گئیں اور میں بے اختیار چیخنے لگا لیکن وہ بہروں کی طرح میری چیخ و پکار پر کان دھرے بغیر مجھے گھسیٹتے رہے۔

پھانسی کے پھندے کے نیچے پہنچ کر ان میں سے ایک پھرتی سے میرے سینے پر چڑھ گیا اور رسی کا پھندا میری گردن میں ڈال کر اس کی گرہ اس طرح باندھنے لگا کہ جھٹکے کے ساتھ مجھے اوپر لٹکانے کی صورت میں وہ پھندا مزید تنگ نہ ہو سکے' جوں ہی وہ

ڈھیلا پھندا تیار ہوا' وہ میرے سینے سے اتر گیا۔ میں نے تڑپ کر زمین سے اٹھنا چاہا لیکن اسی وقت دوسرے جلاد نے رسی کا سرا تھاما اور اسے دور تک کھینچتا لے گیا اور میرا تڑپتا ہوا بدن تیزی کے ساتھ فضا میں اونچا معلق ہوتا چلا گیا۔

میری چیخیں جگر خراش تھیں۔ میرا بدن زخموں سے لہولہان تھا۔ گردن ڈھیلے پھندے میں پھنسی ہوئی تھی اور مجھے دوران خون کے دباؤ کے باعث اپنی پیشانی کی رگیں پھٹتی محسوس ہو رہی تھیں۔ میرا شعور جواب دے چکا تھا' عقل ماؤف ہو چکی تھی لیکن موت کا خوف بہت بھیانک ہوتا ہے۔ میرے ہاتھ پھندے والی رسی پر پڑ گئے۔ میں نے دونوں ہاتھوں سے وہ رسی تھامی اور پورا وزن ہاتھوں پر ڈال کر چرخی کے ذریعے اوپر اٹھتی ہوئی رسی میں لٹک گیا تاکہ گردن کا کھنچاؤ کم ہو سکے اور میں اپنی قوت اگلے وار کے لئے مجتمع کر سکوں۔

زمین سے کئی گز کی بلندی تک اٹھانے کے بعد مجھے آہستہ آہستہ نیچے لایا گیا لیکن میرے قدم زمین سے نہ ٹکنے دیئے گئے۔ ایک شخص رسی کا دوسرا سرا تھامے مجھے معلق کئے رہا اور دوسرے مکروہ صورت جلاد نے میرے قریب آ کر اطمینان کے ساتھ وزنی چٹانوں سے بندھی ہوئی رسیوں کے سرے میری ٹانگوں اور ہاتھوں سے باندھنے شروع کر دیئے۔

ان کے عزائم کی بو پاتے ہی میں مچل گیا۔ پوری قوت سے تڑپ تڑپ کر خود کو چھڑانا چاہا لیکن زمین سے چند انچ اوپر معلق ہونے کے سبب میں کچھ نہ کر سکا۔ اس جلاد نے بڑی بے دردی کے ساتھ چار وزنی چٹانیں میرے ہاتھوں اور پیروں سے باندھ دیں۔

جب دوسرا جلاد بھی مجھے اوپر اٹھانے کے کام میں اپنے ساتھی کا ہاتھ بٹانے کے لئے آگے بڑھا تو میں خود پر قابو نہ رکھ سکا اور وحشت زدہ آواز میں جل کماری کو پکارنے لگا۔

"بجے سنگا کو آواز دے' اپنی ناگ رانی کو سہائتا کے لئے بلا' مجھے کس لئے پکارتا ہے۔" وہ زور زور سے قہقہے لگاتی ہوئی بولی اور ہاتھ سے دونوں جلادوں کو اپنا کام شروع کرنے کا اشارہ کیا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

ان جلادوں کے قدم حرکت میں آئے۔ میرا بدن آہستہ آہستہ اوپر اٹھنا شروع ہوا اور آنے والے ہولناک عذاب کے تصور سے میرے منہ سے بے معنی چیخیں اور آوازیں نکلنے لگیں۔ پھر میری ٹانگوں میں تیز جھٹکے لگے' یہی کیفیت ہاتھوں پر گزری اور اسی کے ساتھ ان چاروں میں سے ایک ایک چٹان کا بوجھ میرے ہر ہاتھ اور پیر سے بندھا اوپر اٹھنے لگا۔ بڑے کرب ناک لمحے تھے وہ۔ میں اذیت سے بے حال ہوا جا رہا تھا۔ مجھے اپنے ٹخنوں' گھٹنوں' کولہوں' کلائیوں' کہنیوں اور بازوؤں کے جوڑ نکلتے محسوس ہو رہے تھے' میرا بدن تڑپنے تک سے محروم ہو چکا تھا گردن میں بندھے ہوئے ڈھیلے پھندے کی رسی میری کھال میں گھسی جا رہی تھی لیکن اس ظالم اور اجنبی سرزمین پر کوئی ایسا نہ تھا جو مجھ پر رحم کھاتا اور مجھے اس اذیت سے نجات دلاتا۔

چند گز اوپر لے جا کر ان دونوں نے رسی چھوڑ دی میری آنکھوں کے سامنے سیاہ دائروں کا ایک بھنور سا گھوم گیا۔ میں ان چٹانوں میں بندھا پوری شدت سے زمین پر گرا۔ ان دونوں نے مجھے سنبھلنے کی مہلت دیئے بغیر تیز جھٹکے کے ساتھ دوبارہ اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔

میرے بدن کی ساری رگیں اور پٹھے جواب دیتے جا رہے تھے جس عذاب میں مجھے گرفتار کیا گیا تھا اس کا تو میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ بے رحمی اور شقاوت کی وہ صورت حال بالکل ہی بے مثال تھا۔

اس بار انہوں نے کچھ اوپر لے جا کر رسی چھوڑی اور پوری سنگ دلانہ مہارت کے ساتھ چٹانوں کے زمین پر لگنے سے قبل ہی ہاتھ روک لئے۔ میرے پورے وجود پر قیامت گزر گئی' بدن میں درد کی ناقابل برداشت ٹیسیں دوڑ گئیں' ہڈیوں کے چٹخنے کی سی آوازیں فضا میں گڑگڑائیں اور میں اندوہناک چیخیں مارتا بے ہوش ہو گیا۔

واقعی جل کماری نے سچ کہا تھا کہ اس کے عتاب سے وحشت زدہ ہو کر مجھے موت کی خواہش ہونے لگے گی مگر زندگی میرا روگ بن کر رہ جائے گی۔ وہ مہیب جھٹکا اور ہڈیوں کی کڑکڑاہٹیں میری موت کا پیغام نہ بن سکیں۔ تکلیف اتنی شدید تھی کہ میں بے ہوشی کی شفیق آغوش میں بھی زیادہ دیر کھویا نہ رہ سکا۔

آنکھ کھلی تو میں نے خود کو زمین پر پڑا ہوا پایا۔ میرے گلے میں ابھی تک رسی کا

پھندا پڑا ہوا تھا' ہاتھ پیر چٹانوں سے بندھے ہوئے تھے میں نے بدن کو جنبش دینے کی کوشش کی اور بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ میرے بدن کے سارے جوڑ اتر چکے تھے اور میں مکمل طور پر معذور اور اپاہج ہو چکا تھا۔

"جل کماری۔" میں نے اذیت میں ڈوبی چیخوں کے دوران میں گناہوں اور عذاب کی اس سرزمین کی ملکہ کو پکارا جو اس وقت مجھ پر پوری طرح قادر تھی۔

میری کرب ناک آواز کی بازگشت جل منڈل کے غار کی سنگین چٹانوں سے ٹکرا کر دیر تک گونجتی رہی لیکن مجھے کوئی جواب نہ ملا۔ میں شاید وہاں اکیلا پڑا رہ گیا تھا۔

میں مردوں سے بدتر حالت میں بے حس و حرکت زمین پر پڑا بری طرح چیختا رہا۔ شدت سے بے ہوشی کی آرزو کرتا لیکن درد کی ٹیسوں کے باعث بے ہوشی بھی ممکن نہ ہو سکی۔

چند لمحے یا چند پہر یا شاید چند صدیاں اسی حالت میں گزر گئیں۔ مجھ پر ایک ایک پل قیامت بن کر گزر رہا تھا۔ آخر مجھے جل کماری نظر آئی۔ اس کا چہرہ فتح مندانہ مسکراہٹ سے جگمگا رہا تھا۔ اس کے عقب میں وہی دو جلاد کسی کھولتے ہوئے سیال کا بھاپ اڑاتے برتن سنبھالے چلے آ رہے تھے۔

"بے بیکا بڑی سندر ناری تھی۔" جل کماری میرے قریب آ کر زہر میں بجھی ہوئی آواز میں بولی۔

"وہ جنتی تھی۔" میں پوری قوت سے چیخا۔ "تم مجھے مار دو' یا اس عذاب سے نجات دلاؤ۔"

"نہیں سلطان جی۔" وہ طنزیہ آواز میں بولی۔ "ہم پاپ نہیں کرتے۔ تم جیسے لوگ تو ویسے بھی لمبی عمریں پاتے ہیں۔ ابھی ہم تمہیں کافی دن اپنا مہمان رکھیں گے۔ جل منڈل کی دھرتی بڑی سندر ہے۔ میں اسے تمہارے خون سے پلید نہیں کروں گی۔"

"جل کماری۔" میری آواز فریاد میں ڈوبی ہوئی تھی۔ "مجھے زندگی یا موت میں سے کسی ایک کی بھیک دے دو۔"

"زندگی' زندگی۔" وہ جلدی سے بولی۔ "تم زندہ رہو گے سلطان جی! ابھی میرے یہ سیوک کھولتا ہوا تیل تمہاری آنکھوں اور تمہارے کانوں میں ڈالیں گے پر تم زندہ

رہو گے۔ میں وچن دیتی ہوں کہ تمہیں اس سے تک مرنے نہ دوں گی جب تک میرا بس ہوا۔"

میرے بدن پر رعشہ سا چھا گیا۔ کپکپاہٹ کے ساتھ ہی اترے ہوئے جوڑوں میں درد کی ناقابل برداشت لہریں ابھریں اور میں کسی ذبح ہوتے ہوئے بھیڑیے کی طرح چیخنے لگا۔

میری مصیبت پہلے ہی کچھ کم نہ تھی کہ اب سزاؤں کا نیا دور شروع ہونے والا تھا۔ کانوں اور آنکھوں میں کھولتا ہوا تیل ڈالنا واقعی ایک اچھوتا شیطانی خیال تھا۔ اس وقت میری روح تک خوف و دہشت سے لرز رہی تھی مگر میں اپنی حماقت کے باعث یہ سب بھگتنے پر مجبور تھا۔

وہ دونوں جلاد کھولتے ہوئے تیل کا برتن لئے میرے قریب آ پہنچے۔ میں نے انہیں دھکیلنے کی خواہش میں ہاتھوں کو جنبش دینی چاہی اور تکلیف کی شدت سے تڑپ اٹھا۔ میری مجبوری اور کسمپرسی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی اور اس ہولناک مصیبت سے نجات کی کوئی صورت سامنے نظر نہیں آ رہی تھی۔

ان میں سے ایک جلاد نے پتلی سی نلکی میں بھر کر کھولتا ہوا تیل برتن میں سے نکالا اور میری طرف بڑھا میں ہلنے جلنے سے معذور تھا بس چیختا ہی رہا۔

"پہلے الٹی آنکھ میں۔" جل کماری کی سرد آواز سنائی دی۔ "پہلے اسا کے دیدے پھوڑ دو جن سے یہ جے سیکا کے بدن کو دیکھا کرتا تھا۔"

میری ایک طویل اور کرب ناک چیخ کے ساتھ ہی میری بائیں آنکھ میں وہ کھولتا ہوا تیل ڈالا گیا۔ میری آنکھ میں آگ لگ گئی۔ پھیلتی جاتی رہی۔ یہ ظلم کی انتہا تھی۔ میں خود پر قابو نہ رکھ سکا اور بلک کر رقت آمیز آواز میں رو پڑا۔ میں نے اپنے پروردگار کو پکارا جس نے میرے گناہوں کی پاداش میں مجھے حقارت، تذلیل اور اذیت کے اس عذاب میں مبتلا کر دیا تھا۔ مصیبت اور تنہائی کے اس پر ہول عالم میں گڑگڑا کر اسے مدد کے لئے پکارتا اور میں روتا رہا اور جل کماری میری بے بسی دیکھ دیکھ کر ہذیانی انداز میں بلند آہنگ قہقہے لگاتی رہی جن میں تسکین اور آسودگی نمایاں تھی۔

"اب اس کی دوسری آنکھ لو۔" چند ثانیوں کے بعد جل کماری کی آواز گونجی۔

مجھ پر ہراس اور اضطراب کی وہ کیفیت تھی کہ اس بار جل کماری کے الفاظ کا کوئی رد عمل نہ ہو سکا میں اس قسط وار تشدد کے نتیجے میں اس انتہائی منزل کے بہت قریب پہنچ چکا تھا جہاں بس اس اذیت کا لامتناہی احساس ہی باقی رہ جاتا ہے اس کی شدت کوئی معنی نہیں رکھتی۔

عین اس وقت جب جل کماری کا ایک کرگا کھولتے ہوئے تیل سے بھری نلکی میری داہنی آنکھ میں ڈالنے جا رہا تھا کہ میری دعائیں قبول ہو گئیں۔ ایک ثانئے کے لئے میں اپنی تکلیف کو بھول کر ششدر و حیران رہ گیا۔ مجھے یقین نہ آ سکا کہ میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں وہ حقیقت ہی ہے۔

ناگ رانی اپنے انسانی روپ میں جے سیکا سمیت آ پہنچی تھی۔ اس کے چہرے سے قہر اور غضب کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔

ناگ رانی نے ان دونوں غلیظ صورت جلادوں کی طرف اپنا ہاتھ لہرایا۔ روشنی کا ایک تیز کوندا ان کی طرف لپکا اور فضا گوشت جلنے کی تیز چراند سے بھر گئی۔ پل بھر میں دھواں صاف ہوا تو ان دونوں کا وہاں نام و نشان تک باقی نہیں رہ گیا تھا۔

"ناگ رانی!" جل کماری کی خوف ناک آواز گونجی۔ "تو جل منڈل میں اپنی شکتی کا زور دکھا کر بپتیا مول لے رہی ہے۔ اس مورکھ ہرجائی کے لئے میرے منہ نہ آ۔ یہ تجھ سے بھی اپنا وچن نہ نبھائے گا ہٹ جا میرے راستے سے ورنہ میرے سیوک ہی تجھے لٹکنے لگا دیں گے۔"

"میں یہ جان کر جل منڈل آئی ہوں کہ اس بار تجھ سے کھلی یدھ ہو گی۔ مجھے مار کر ہی اب تو سلطان جی کو چھو سکے گی۔" کوشیلا کے روپ میں ناگ رانی کا لہجہ غیر متزلزل تھا۔

"تو لے سنبھل۔" جل کماری کی آواز ابھری۔

بے اختیار میری چیخیں نکل گئیں کیونکہ جل کماری کا کوئی اشارہ ہوتے ہی میرا بدن ان شکنجوں سمیت ناگ رانی پر جا گرنے کے لئے تیزی سے زمین سے اٹھا تھا۔

ناگ رانی نامانوس زبان میں کچھ چیخ کر تیزی سے میری طرف جھپٹی۔ میرا بدن شکنجوں سے آزاد ہو کر فرش پر آ گیا۔ ناگ رانی فوراً ہی مجھ پر آ گری۔ پے در پے میری کئی چیخیں نکل گئیں۔

ایک لمحے کے لئے میرا دل بیٹھنے لگا اور مجھے یہ شبہ ہوا کہ ناگ رانی اپنی حریف کے کسی وار کا شکار ہو کر مجھ پر گری ہے لیکن فوراً ہی میں نے محسوس کیا کہ اس کے ہاتھ میں اس کا منکا دبا ہوا ہے جسے وہ تیزی سے میرے بدن پر پھیر رہی ہے۔

منکے کا لمس میری لئے زندگی کا پیغام ثابت ہوا۔ میرے سارے جوڑ بالکل ٹھیک ہو گئے۔ بدن کی خراشیں مندمل ہو گئیں' گلے سے رسی نکل گئی' بائیں آنکھ کی تیز جلن ختم ہو گئی اور جب ناگ رانی مجھ پر سے ہٹی تو مجھے احساس ہوا کہ میری بائیں آنکھ ہمیشہ کے لئے ضائع ہو چکی ہے۔ منکے کے سبب سے جلن تو ختم ہو گئی تھی لیکن بینائی واپس نہ آ سکی تھی میں اپنی آنکھ کے ضیاع پر زیادہ غور نہ کر سکا کیونکہ ناگ رانی اور جل کماری میں جاں گسل کشمکش کا آغاز ہو چکا تھا۔

میں پھرتی کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھا اور جے سیکا کے پہلو میں پہنچ گیا۔ اس کے چہرے پر تردد کی پرچھائیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔

ناگ رانی کے چہرے پر اضطراب اور غیض و غضب کا ایک بیکراں سمندر انگڑائیاں لے رہا تھا۔ اس کی ابلی ہوئی سرخ آنکھیں جل کماری کے بدن کی ہر جنبش پر مرکوز تھیں۔ ادھر جل کماری بھی قطعی خائف نہیں تھی۔ اس کے چہرے پر عزم کے ساتھ جھلاہٹ بھی چھائی ہوئی تھی اور وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں ناگ رانی کو گھور رہی تھی۔

اچانک ناگ رانی نے اپنی دونوں آنکھیں بھینچ کر زیر لب کچھ الفاظ ادا کئے اور فضا بڑی بڑی سیاہ چمگادڑوں سے بھرنے لگی۔ وہ چمگادڑیں چیخ چیخ کی وحشتناک آوازیں نکالتی تیزی کے ساتھ بہت تن جل کماری کی طرف جھپٹیں لیکن اس کے چہرے پر ذرا بھی تردد نہ آیا چمگادڑوں کے قریب آتے ہی اس نے منہ سے فضا میں پھونک ماری اور خون آشام پرندوں کا وہ ہجوم اس طرح غائب ہو گیا جیسے وہ دھوئیں کا غبار رہا ہو اور ہوا کا تیز جھونکا اسے اڑا لے گیا ہو۔

ناگ رانی کے حربے کو یوں ناکارہ بنا کر جل کماری نے ایک وحشیانہ قہقہہ لگایا اور اپنی داہنی ٹانگ ناگ رانی کی طرف اچھالی' اس کا فوری رد عمل ہوا۔ جل منڈل کی سرخی مائل زمین کا سینہ شق ہونے لگا اور جگہ جگہ سے بے شمار سخت بالن گیندے نکل

کر ناگ رانی کی طرف بڑھنے لگے' ناگ رانی شاید پہلے ہی سے جوابی حملے کے لئے تیار تھی۔ ان گینڈوں پر فضا میں سے بڑے بڑے وزنی پتھروں کی برسات شروع ہو گئی۔ اور وہ زخمی ہو ہو کر ڈھیر ہونے لگے۔ ان میں سے ہر جانور مرتے ہی فضا میں تحلیل ہوتا جا رہا تھا ساتھ ہی برسنے والے پتھر بھی انہیں زخمی کرنے کے بعد غائب ہوتے جا رہے تھے۔

ناگ رانی کی توجہ جل کماری کے حربے کو ناکام بنانے پر مرکوز تھی اور میں سکتے کے عالم میں جے سیکا سے لگا ہوا کھڑا تھا۔ اس مقابلے کے نتیجے پر ہی میری زندگی کا دار و مدار تھا۔ اگر جل کماری کامیاب ہوتی تو اذیت اور تکلیف کا ایک نیا سلسلہ میرا مقدر بن جاتا جب کہ ناگ رانی کی فتح مندی میری زندگی' میری جل منڈل سے رہائی' حسد کی بازیابی اور پھر خوش و خرم گھریلو ماحول کا پیغام ہوتی۔

اچانک جل کماری نے میری طرف دیکھا اور ناگ رانی کو غافل پا کر تاریکی میں اپنے ہاتھوں کو جنبش دی۔ میں کچھ نہ سمجھ سکا لیکن جے سیکا زور سے چیخ پڑی۔ میں نے اسے سنبھالنا چاہا اور فوراً ہی اندازہ ہو گیا کہ جے سیکا پر کیا گزر رہی ہے۔ جل کماری کے اشارے کے باعث ہم دونوں کے پیر زمین میں جم کر رہ گئے تھے اور ہم اپنی جگہ سے جنبش کرنے سے معذور ہو گئے تھے۔

جے سیکا کی چیخ پر ناگ رانی چونکی۔ جیسے ہی اس کی توجہ پل بھر کے لئے جے سیکا کی جانب مبذول ہوئی جل کماری کو اپنا داؤ آزمانے کا موقع مل گیا۔ اس کے ہاتھ میں نہ جانے کہاں سے چمڑے کا ایک لمبا سا چابک آ گیا اور اس نے اسے لہرا کر ناگ رانی کے بدن پر رسید کیا۔ شڑاپ کی پرشور آواز ناگ رانی کی تلملائی ہوئی چیخ میں ڈوب گئی اور وہ اپنا توازن کھو کر نیچے گر گئی۔ چابک کئی بل کھا کر اس کے بدن پر لپٹ چکا تھا اور جل کماری پوری قوت سے اس کے سہارے ناگ رانی کو اپنی جانب گھسیٹ رہی تھی۔

ناگ رانی مغلوب ہو چکی تھی۔ اس چابک کے پھندے سے نجات مشکل ہی نظر آ رہی تھی' میں سخت مضطرب ہو گیا' میرا دل بلیوں اچھلنے لگا اور میں نے اضطراری کیفیت میں جے سیکا کا ہاتھ پوری قوت سے اپنی کانپتی ہوئی ہتھیلیوں کے درمیان بھینچ لیا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

جل کماری وحشیانہ آواز میں قہقہے لگا رہی تھی اور ناگ رانی کو اپنی طرف کھینچے جا رہی تھی۔ اچانک میں نے ناگ رانی کے ہاتھ میں موجود منکے کو فضا میں اڑ کر جل کماری کی طرف جاتے دیکھا۔ جل کماری اس پتھر کو اپنی طرف آتا دیکھ کر سخت بدحواس ہو گئی۔ چابک اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر غائب ہو گیا اور وہ اپنا چہرہ ہاتھوں کی اوٹ میں چھپانے لگی لیکن اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکی۔ منکا خاصی تیز آواز کے ساتھ اس کی پیشانی پر بھنوؤں کے وسط میں ٹکرایا اور جل کماری کراہ کر پیچھے الٹ گئی۔ اس کی زخمی پیشانی سے خون کی موٹی سی دھار بہہ نکلی تھی۔

ادھر ناگ رانی غیض و غضب میں جل کماتی سیدھی ہو چکی تھی۔ اس کا منکا جل کماری کو زخمی کرنے کے بعد فضا میں تیرتا دوبارہ اسکے پاس پہنچ چکا تھا۔

ناگ رانی قہربار آواز میں کسی نامانوس زبان میں چلائی اور کسی جانب سے گنجے ہوئے جسموں اور دیوہیکل چھاتیوں والے تین آدمی نمودار ہوئے اور بھوکے درندوں کی طرح جل کماری کے برہنہ بدن سے لپٹ گئے جل کماری ہاتھ پیر پٹخنے لگی۔ لیکن وہ دیو قامت وحشی پہاڑی چٹانوں کی طرح اس پر سوار ہو گئے پھر میں نے وہ دیکھا کہ جس کا تصور ہی لرزہ خیز ہے جے سیکا تو جل کماری کی حالت دیکھ کر ہذیانی انداز میں چیخنے لگی۔ ان تینوں میں سے دو افراد نے جل کماری کو اتنی مضبوطی سے جکڑا ہوا تھا کہ وہ مخصوص انداز میں کروٹ بدل کر جل ناگن کے روپ میں نہیں آ سکتی تھی۔

درد و اذیت میں ڈوبی' جل کماری کی پے در پے چیخوں نے میرے وجود میں ایک نیا جوش پیدا کر دیا۔ وہ مکار ناگن آخر کو اپنے انجام کو پہنچنے والی تھی۔ میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ میں اپنی جگہ سے دوڑتا ہوا جل کماری کے آوارہ بدن کو درندگی کے ساتھ روندنے والوں کے پاس جاؤں اور ان کی پیشانی چوم لوں لیکن میں اپنے اس جذبے کو عملی جامہ پہنانے پر قادر نہ تھا۔ میرے قدم زمین پر جمے ہوئے تھے۔

جل کماری چیخ چیخ کر رو رہی تھی۔ اس کا بدن خون میں نہاتا جا رہا تھا اور ناگ رانی پرسکون انداز میں کمر پر ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہی تھی۔ اچانک جل کماری نے روتے روتے' زور سے کچھ اجنبی الفاظ کہے اور فضا میں بھیانک پھنکاریں گونج اٹھیں۔

ہر جانب سے جل ناگوں کے غول کے غول امڈ پڑے اور ان تینوں وحشی صفت آدمیوں پر ٹوٹ پڑے جو جل کماری کو بے دردی سے رگید رہے تھے۔

یہ رنگ دیکھ کر ناگ رانی ایک لمحے کے لئے سراسیمہ نظر آئی۔ پھر میں نے اسے اچھلتے دیکھا۔ میرے اور جے سیکا کے قدم زمین کی گرفت سے یک بیک آزاد ہو گئے۔ ساتھ ہی جل ناگوں کے ہجوم پر خرگوش جیسی صورت والے کالے کالے چوپایوں نے حملہ کر دیا۔ ایک عجیب و غریب حیوانی معرکہ چھڑ چکا تھا۔ جل کماری اس ہجوم میں روپوش ہو چکی تھی لیکن ناگ رانی کو میری اور جے سیکا کی فکر تھی۔ وہ اس ہجوم میں سے نکلتی ہوئی ہمارے قریب آئی اور ہمارے ہاتھ اپنے پہلوؤں میں دبا لئے۔

"میرے ساتھ بھاگتے آؤ۔ یہاں مہان شکتیوں کا یدھ چھڑ چکا ہے کچھ بھروسہ نہیں کہ شکتیوں کے اس ٹکراؤ میں ساگر کا چنگھاڑتا پانی' گپھا کے ٹکڑے اڑا کر جل منڈل میں گھس آئے۔ اب یہاں رکنا ہتیا کے برابر ہے میرے ساتھ بھاگتے آؤ۔" وہ گھبرائی ہوئی آواز میں جلدی جلدی بولی۔

میں دیوانہ وار اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔ جے سیکا نے بھی اس کی تقلید کی۔

ہم تینوں پوری قوت سے دوڑتے رہے۔ جل منڈل کی سرزمین پر ہر طرف جل ناگوں اور عجیب الخلقت سیاہ چوپایوں میں گھمسان کا مقابلہ ہو رہا تھا۔ لیکن ناگ رانی کے ہمراہ ہونے کے باعث وہ کائی کی طرح چھٹ کر ہمارے لئے راستہ پیدا کرتے جا رہے تھے۔

تھوڑی ہی دیر میں جے سیکا بری طرح ہانپنے لگی لیکن مجھے اپنی زندگی عزیز تھی۔ میں نے ناگ رانی کی طرف دیکھا وہ میرے خیالات بھانپ گئی۔

"جانے اس یدھ کا انجام کیا ہو' اس بے چاری کو چھوڑنا اچھا نہ ہو گا' اسے تم کمر پر اٹھا لو۔" ناگ رانی نے بھاگتے بھاگتے کہا۔

میں نے جھک کر جے سیکا کو اپنی پشت پر لاد لیا۔ اس وقت میرے لئے اس کا گداز بدن' اس کا حسن' اس کا جوان لمس' اس کی دوشیزگی اپنی ساری کشش کھو چکی تھی۔ میرے اعصاب پر ان سزاؤں کا خوف پوری شدت سے مسلط تھا جو میں جل کماری کے ہاتھوں جھیل چکا تھا' میرے دماغ پر بس ایک ہی دھن سوار تھی کہ میں جلد از جلد جل

منڈل کی منحوس اور خونی فضاؤں سے فرار ہو جاؤں۔

ہم اپنی پوری قوت کے ساتھ دوڑتے رہے۔ عجیب و غریب حیوانی جنگ جل منڈل کے چپے چپے پر پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس کا زور ٹوٹنے کے دور دور تک آثار نہ تھے۔

آخر کار ہمیں سمندری پانی کے تنگ گپھا میں سے گزرنے کا بھیانک شور سنائی دینے لگا۔ وہ پرشور آواز اس وقت مجھے بے حد پرکشش محسوس ہوئی کیونکہ وہی میری رہائی اور آزادی کا راستہ تھا۔ جل منڈل کی خوف آور اور خون آشام سرزمین سے رہائی کا راستہ۔

پھر ہم جل منڈل والے خشک غار اور سمندری گپھا کے سنگم سے اتنے قریب پہنچ گئے کہ ٹھنڈے ٹھنڈے پانی کی تیز پھوار ہمارے جسموں پر پڑنے لگی۔ سبے سیکا میرے کندھوں پر بے ہوش ہو چکی تھی۔ تھکن سے میرا بدن بھی خستہ ہو رہا تھا۔ سانس سینے میں نہیں سما رہا تھا لیکن میں محض جذبے کے سہارے رہائی کی آرزو کو شرمندہ تعبیر کرنے کے مقصد سے دوڑتا رہا۔

اور جب سمندری گپھا کا دہانہ چند قدم رہ گیا تو ناگ رانی کے دوڑتے ہوئے قدم زمین پر جم کر رہ گئے۔ میری حالت کسی ذبح ہونے والے بکرے جیسی تھی کیونکہ جل کماری خوفناک اور فیصلہ کن تیوروں کے ساتھ ہمارے اور سمندری گپھا کے درمیان جمی کھڑی تھی۔

بے اختیار سبے سیکا میرے کندھوں سے پھسل کر نیچے گر پڑی اور ایک چیخ کے ساتھ ہوش میں آ گئی۔

"لو سلطان جی!" ناگ رانی نے اپنا منکا مجھے تھماتے ہوئے سرگوشیانہ آواز میں کہا۔ "سبے سیکا کا ہاتھ تھامے رہنا اور میرا اشارہ ملتے ہی ساگر کے دھارے میں چھلانگ لگا دینا۔"

منکا ہاتھ میں آتے ہی مجھے بے پناہ تقویت کا احساس ہوا۔ میں نے فوراً اسے منہ میں ڈالا اور اپنی ساری توانائی واپس بحال ہوتی محسوس کی۔ جی چاہا کہ سبے سیکا کی حالت معمول پر لانے کے لئے منکا چند لمحوں کے لئے اس کے منہ میں بھی ڈال دوں لیکن

پچھلے تجربے کے بارے میں سوچ کر جھرجھری آ گئی۔ منکا سبے سیکا کے پیٹ میں چلا جانے کے سبب ہی مجھے ہولناک جسمانی عذاب جھیلنا پڑا تھا اور اپنی ایک آنکھ سے محرومی مقدر بن گئی تھی۔ میں سبے سیکا کے منہ میں منکا ڈالنے کا حوصلہ نہ کر سکا۔

ادھر ناگ رانی بہت دھیمے وقت جل کماری کی جانب بڑھ رہی تھی۔ جل کماری کا بدن ابھی تک برہنہ اور خون میں نہایا ہوا تھا۔ اس کی پیشانی کے پھوٹے ہوئے زخم سے بھی خون رس رہا تھا اور وہ اپنے خوفناک حلیے کی بنا پر جوالا دیوی کی کوئی خون آشام پجارن لگ رہی تھی۔

"تو یوں آرام سے سلطان کو نہ لے جا سکے گی۔" جل کماری نے سرد اور سپاٹ آواز میں ناگ رانی سے مخاطب ہو کر کہا۔ "وہ میرا بندھوا ہے میں نے اپنی سندرتا میں اس کے جی‌وں میں ڈال دی تھیں پر اس نے مجھ سے دھوکا کیا۔ اب میں اسے سسکا سسکا کر ماروں گی۔ اس کے پاپی خون کا بلیدان دیئے بغیر مجھے سکھ نہیں ملے گا' تو میرے راستے سے ہٹ جا اور خاموشی سے واپس نکل جا۔"

"تجھ سے میرا کوئی بیر نہیں تھا۔" ناگ رانی زہریلے لہجے میں بولی۔ "تو نے خود مجھے چھیڑا تھا' پھر شیو ناگ کو جل منڈل میں میرے مقابلے پر لائی اب میں ہر اس بات کی مخالفت کروں گی جس سے تیری آتما کو شانتی اور سکھ ملتا ہو۔ میں سلطان جی کو ہر قیمت پر یہاں سے لے جاؤں گی۔"

"بھاگ کا لکھا اوش پورا ہوتا ہے۔" جل کماری پینترا بدل کر بولی۔ "تیری موت شاید میرے ہی ہاتھوں آئی ہے' چل میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔"

"اس سے ہماری ساری شکتیاں جل منڈل میں یدھ کر رہی ہیں۔" ناگ رانی تکبرانہ لہجے میں بولی۔ "یہاں تیری میری عقل اور طاقت کا ٹکراؤ ہو گا۔"

"لیکن ناگ کی سہائتا میرے ساتھ ہے۔" جل کماری نے یہ کہہ کر ایک بار پھر پہلو بدلا اور چھلانگ لگا کر ناگ رانی پر آ پڑی۔

ناگ رانی کو شاید اتنے فوری حملے کی توقع نہیں تھی وہ جل کماری کے نیچے دبی بھیگی زمین پر گر گئی۔

پھر ان دونوں ناگنوں میں ایک سخت مقابلے کا آغاز ہو گیا۔ ان میں سے ہر ایک

Optimized by www.ImageOptimizer.net

اپنے حریف کو کچل ڈالنے کے لئے بےتاب تھی۔ جسمانی اعتبار سے تو جل کماری ہی مضبوط تھی لیکن تین وحشیوں کی دست درازی کا نشانہ بننے اور خون ضائع ہو جانے کے سبب وہ ناگ رانی کو پوری طرح زیر نہیں کر پا رہی تھی جبکہ ناگ رانی کے لئے اس پر حاوی آنا خاصا مشکل نظر آ رہا تھا۔

معاً مجھے منکے کا خیال آیا۔ جل منڈل میں چھڑی ہوئی جنگ کسی بھی لمحے نتیجہ خیز ہو کر ختم ہو سکتی تھی۔ یہ بھی ممکن تھا کہ جل کماری کی ساری شکتیاں لوٹ آتیں اور پھر جل منڈل سے ہمارا فرار ناممکن ہو کر رہ جاتا ایسے میں بہتر یہی تھا کہ میں جل کماری پر اپنا داؤ آزماتا۔

میں جے سیکا کا ہاتھ تھامے آگے بڑھا۔ جل کماری ناگ رانی کے سینے پر سوار اس کا گلا دبوچنے کی کوشش کر رہی تھی۔ میں نے ناگ رانی کا منکا داہنے ہاتھ میں تھاما اور پوری قوت سے جل کماری کے سر کے عقبی حصے پر ضرب لگائی۔ وہ ایک ہلکی سی چیخ مار کر تڑپی اور بے جان ہو کر نیچے گر گئی۔ ناگ رانی بری طرح ہانپتی گیلی زمین پر سے اٹھ گئی۔

"کیا یہ مر گئی؟" میں نے ٹھوکر سے جل کماری کے بدن کو چھوتے ہوئے ناگ رانی سے پوچھا۔

"نہیں۔ بے ہوش ہوئی ہے۔" ناگ رانی نے جواب دیا۔ "مرتے سے ہر ناگ ناگن اپنے اصل روپ میں آ جاتے ہیں۔ اب یہ وچار چھوڑ دو اور جلدی ساگر میں کودنے کی تیاری کرو۔"

میں نے جے سیکا کی جانب دیکھا اس کے چہرے پر گہرا سکون تھا۔ اس نے سر کو خفیف سی جنبش کے ساتھ ناگ رانی کے خیال کی تائید کی اور میں نے منکا اپنے منہ میں ڈال لیا۔ اس کے ساتھ ہی مجھے اپنے بدن میں بے پناہ توانائی سرایت کر جانے کا احساس ہوا۔ پھر ناگ رانی نے اپنی پراسرار قوت کے سہارے مجھے ایک ریشمی ڈوری فراہم کی جس کی مدد سے میں نے منکا اپنے گلے میں لٹکا لیا۔

ناگ رانی سے بلامزاحمت منکا واپس مل جانے پر مجھے سخت حیرت تھی۔ جے سیکا کے ذریعے ایک بار وہ منکا اس کے پاس پہنچ جانے کے بعد وہ اگر مجھ سے منہ موڑ لیتی

تو میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا بلکہ جل منڈل ہی میں جل کماری کے ہاتھوں مارا جاتا۔ پھر اس نے وہ منکا اب ایک بار پھر میری تحویل میں دے کر ثابت کر دیا تھا کہ وہ اپنے عہد کی پکی ہے اور کسی صورت میں ان وعدوں سے منہ نہ موڑے گی جو وہ میرے ساتھ کر چکی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک مرتبہ منکا میرے قبضے میں آ جانے کے بعد شاید ناگ رانی میری اجازت کے بغیر اس پر قابض ہی نہ ہو سکتی ہو اور اسی سبب سے وہ جل منڈل دوڑی آئی ہو۔ بہرحال وجہ کچھ بھی رہی ہو لیکن ناگ رانی کے اس باوقار اور وفادارانہ رویئے نے میرے دل میں اس کا احترام پیدا کر دیا تھا۔

"سانس روک لو اب ہمیں تیزی سے ساگر میں سفر کر کے کالی بھومی پہنچنا ہے۔" ناگ رانی نے یہ کہتے ہوئے میرے خیالات کا تسلسل توڑ دیا۔

"اور جے سیکا؟" میں نے قدرے توقف کے بعد سوال کیا۔

"بھتیا کے کارن وہ شکتیوں سے ہاتھ دھو بیٹھی ہے پر میں نے کالی بھومی پر اسے ایک چھوٹا سا گیان کرایا تھا اور اس کی یادداشت واپس آ چکی ہے۔ یہ میرے اور تمہارے بیچ ساگر میں تیرے گی۔" ناگ رانی نے جواب دیا۔

خون آلود جل کماری کو بے ہوش چھوڑ کر ہم تینوں آگے بڑھے اور ترتیب کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاتھ تھام کر کھڑے ہو گئے۔ گپھا میں بہنے والے پانی کا بپھرا ہوا شور کانوں کے پردے پھاڑے دے رہا تھا اور موجوں کے طوفانی ریلوں سے اڑنے والی پھوار کا دباؤ اتنا شدید تھا کہ قدم زمین پر جمائے رکھنے میں شدید دشواری کا احساس ہو رہا تھا۔

نہ جانے کیوں مجھے اپنا دل ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا' پہلے بھی میں کالی بھومی سے اسی راستے میں جل منڈل تک آیا تھا لیکن مجھے ایسی وحشت نہیں ہوئی تھی جبکہ وہ میرا پہلا تجربہ تھا اور سمندر کے کنارے ناگ بھون کا راجہ کھڑا ہمارے لئے سمندر میں آنکھیں جال پھینک رہا تھا۔ درحقیقت مجھے تو اس وقت خوشی ہونی چاہئے تھی کہ میں اپنے پیچھے انسانوں میں لوٹ رہا تھا لیکن نہ معلوم کیوں میرے جذبات کچھ عجیب سے ہو رہے تھے۔

ناگ رانی نے بلند آواز میں چیخ کر مجھے ہدایت کی کہ میں وہی بتلاوں کلمات

دہراؤں جو میں نے آتے وقت کالی بھومی پر ادا کئے تھے میں نے فوری طور پر اس کی ہدایت کی تعمیل کی پھر ایک جانب سے میں نے اور دوسری جانب سے ناگ رانی نے بے بیکا کا ہاتھ تھاما اور ہم تینوں بیک وقت سمندری گپھا کے طوفانی منجدھار میں کود پڑے۔

پانی میں پہنچتے ہی میرے سینے پر ایک شدید دھچکا لگا اور ایک لمحے کے لئے میری واحد آنکھ کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ میں نے ڈرتے ڈرتے آنکھ کھولی تو اس میں پانی نہیں گھسا' ساتھ ہی ساتھ اس دھچکے کا اثر ختم ہو چکا تھا۔ دراصل اس بار ہم گپھا کے طوفانی بہاؤ کی مخالف سمت میں جانے کے لئے کودے تھے اس لئے سینوں پر دھچکے محسوس ہوئے تھے جو پانی میں پوری طرح ڈوبنے کے بعد ختم ہو گئے۔

ہم تینوں پوری قوت کے ساتھ گپھا میں نیچے کی سمت تیرنے لگے جہاں گپھا کا دہانہ تھا اور جہاں سمندر کی تہہ میں جھاگ جیسا طوفانی پانی گونجیلے زناٹوں کے ساتھ گپھا میں داخل ہو تا تھا۔

سفر جاری رہا۔ ابھی تک کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تھا جو میرے لئے کسی پریشانی کا سبب بنتا اس لئے میں جلد ہی اپنی اس خلش کو بھول گیا جو گپھا میں کودتے وقت مجھے پریشان کر رہی تھی۔

اس سمندری سفر میں نہ جانے کتنا وقت گزرا۔ مجھے تو وہ صدیوں طویل مسافت معلوم ہوئی۔ پھر آخرکار پانی میں پیدا ہونے والے خطرناک بھنور سے اندازہ ہوا کہ گپھا سے نکلنے کا راستہ قریب ہی آ پہنچا ہے۔ ناگ رانی نے میری جانب دیکھا۔ ہماری نگاہیں چار ہوئیں اور میرے وجود میں ایک نیا حوصلہ سرایت کرنے لگا۔ سمندری پانی کے شدید دباؤ سے شل ہوتے ہوئے اعصاب میں بجلی سی بھر گئی اور میں جان توڑ انداز میں پانی کاٹنے لگا۔

آخرکار ہم سفر کے سب سے ہولناک مرحلے سے کسی بھنور میں گھرے یا چٹان سے ٹکرائے بغیر گزر گئے۔ مجھے ناگ رانی کے دماغ سے خیالات کی برقی لہریں خارج ہو کر اپنے دماغ میں اترتی محسوس ہوئیں وہ مجھے کھلے سمندر میں نکل آنے کا مژدہ دے رہی تھی۔ میری لئے مقناطیسی لہروں کے ذریعے بات کرنے کا یہ تجربہ انوکھا نہیں تھا۔

جل منڈل کے سفر پر آتے ہوئے بھی ناگ رانی نے سمندر میں اسی طرح مجھ سے بات چیت کا سلسلہ جاری رکھا تھا۔

ہم جل منڈل والی بھیانک گپھا سے باہر ضرور آ چکے تھے لیکن ابھی ہمارے سفر کا خاصا بڑا حصہ باقی تھا۔ ہم سمندر کی سطح سے ڈیڑھ ہزار فیدم نیچے تھے۔ پانی کا دباؤ بہت شدید تھا۔ اگر ہم اس وقت غیر مرئی اور پراسرار قوتوں پر قادر نہ ہوتے تو ہمارے جسموں کے ٹکڑے اڑ چکے ہوتے۔ اتنی گہرائی میں پانی کا دباؤ ہر چیز کو برباد اور مسخ کر دینے کے لئے کافی ہوتا ہے۔

لاکھوں ٹن پانی نگلنے والی گپھا ہمارے پیچھے رہ گئی تھی میں نے مڑ کر اس کے ہیبت ناک دہانے کی طرف دیکھا جو سیاہی مائل سبز کائی اور سمندری گھاس سے ڈھکا ہوا تھا۔ سیپ اور مونگے کی وہ دھار دار چٹانیں نظر آئیں جن پر پانی کی کاٹ سے تلوار جیسی تیزی آ چکی تھی۔

میں نے ناگ رانی کی جانب دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں وحشیانہ سرخی نمایاں تھی اور وہ گردن گھمائے میری پیشانی کے وسط میں گھور رہی تھی۔ مجھے محسوس ہوا کہ ناگ رانی اپنی نگاہوں کی سحر انگیز قوت کے سہارے مجھے خاموش ہدایات دے رہی ہے۔

"ہوشیار رہنا" میری چھٹی حس بتاتی ہے کہ آنے والا لمحہ تم پر بھاری ہے۔ جانے کیا ہونے والا ہے۔" اس کی بے آواز ہدایت نے میرے دل و دماغ کو ہلا کر رکھ دیا۔

میرے وسوسے بے معنی نہیں تھے۔ ناگ رانی کی ماورائی قوتیں میرے اندیشوں پر صاد کر رہی تھیں۔ خدا جانے آنے والے لمحوں میں کیا ہونے والا تھا۔ مجھ پر عجیب سی بے چینی اور گھبراہٹ طاری ہونے لگی' بے اختیار میرا جی چاہا کہ ایک طویل سانس خارج کروں لیکن مجھے اپنی یہ اضطراری خواہش پوری شدت سے کچل دینی پڑی۔ اتنے گہرے سمندر میں سانس لینے کا مطلب مکمل تباہی اور بربادی تھی نہ جانے کس قدر پانی اس ایک سانس میں میرے بدن میں گھس جاتا اور میں تڑپے بغیر موت کی بھیانک آغوش میں جا پہنچتا۔

ناگ رانی میری گھبراہٹ اور پریشانی کا اندازہ لگا چکی تھی کیونکہ اب وہ اپنے مخصوص سمندری راستے پر سنبھل سنبھل کر بہت آہستہ آہستہ تیر رہی تھی۔

ان لمحوں کی بے یقینی کیفیت سے میرے دل پر ایک غبار سا چھانے لگا۔ وحشت اور آشفتگی کے سائے میرے دماغ کو اپنی بے رحم گرفت میں لینے لگے۔ میں اپنی پرسکون زندگی کے ابتدائی دنوں ہی میں بدنصیبی اور مصائب کا شکار ہو چکا تھا۔ شملہ کی پرسکون وادی میں جہاں میں نے اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنا چاہا تھا۔ میری بدنصیبی میری منتظر تھی۔ میری حسین اور وفا کیش بیوی' ستارہ مجھ سے چھینی جا چکی تھی۔ وہ ناگ بھون کی اس دھرتی پر قید تھی جو ناگ رانی کے الفاظ میں لاوس کی تاریک راتوں میں آنے والے ڈراؤنے خوابوں سے زیادہ بھیانک تھی۔ میری ستارہ اس سے قطعی بے خبر تھی کہ وہ غیر انسانی قوتوں کی قیدی ہے۔ ناگ راجہ اس پر ڈورے ڈال رہا تھا اور وہ اپنی کوکھ میں اپنے خون سے میرے بچے کو پروان چڑھا رہی تھی۔ محض اس امید اور انتظار میں کہ میں ایک روز اس کے پاس جا پہنچوں گا اور اسے قید سے نکال لاؤں گا۔ ادھر میرے مقدر میں چکر اور پریشانیاں لکھی جا چکی تھیں۔ ستارہ کی بازیابی کی فکر میں' میں نہ جانے کہاں کہاں کی خاک چھان رہا تھا۔ عقل کو حیران کر دینے والے ہولناک تجربے قدم قدم پر میرا تعاقب کر رہے تھے۔ اجنبی دیاؤں کی آوارہ مزاج قوتیں حسین نسوانی پیکر دھار کر میرے حیوانی جذبات کے سہارے میرے وجود سے کھیل رہی تھیں' ادھر شیو ناگ جیسا موذی اور مکار میری گھات میں تھا اور میں حالات کے اس منجدھار میں بالکل بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔ مجھے ہر لمحے یہ محسوس ہوا کہ میں ناگ بھون کی پراسرار سرزمین پر پہنچنے والا ہوں لیکن میرا یہ احساس ہمیشہ خام خیالی ثابت ہوا۔ میری منزل ہر لمحہ قریب نظر آنے کے باوجود دور ہوتی جا رہی تھی۔ معاً مجھے خیال آیا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ میں کسی مہیب صحرائی سراب کے پیچھے بھاگ رہا ہوں اور ناگ بھون پہنچنے پر مجھے معلوم ہو کہ ستارہ ——— میری ستارہ مر چکی ہے' مجھ سے ہمیشہ کے لئے روٹھ چکی ہے۔

یہ وحشت اثر خیال آتے ہی میرے اعصاب پر ناقابل بیان تناؤ طاری ہو گیا اور پھر فوراً ہی میرے پیٹ میں درد کی ایک شدید لہر اٹھی۔ ناقابل برداشت اور اذیت ناک درد نے بڑے کٹھن لمحات میں مجھے آ گھیرا تھا۔

میرے وسوسے درست ثابت ہو رہے تھے' ناگ رانی کی تنبیہہ میرے دماغ میں

ابھری لیکن میں یہ سب زیادہ دیر نہ سوچ سکا۔ اگنی پوجا کے تہوار پر سوئیوں کے روپ میں اپنے بدن میں گھسنے والے جن باریک باریک سانپوں کو میں بھول چکا تھا وہ میرے پیٹ میں متحرک ہو چکے تھے۔ ان کی شیطانی جنبشیں مجھے بہت شدت سے ان کے وجود کا احساس دلا رہی تھیں۔

پل بھر میں درد کی وہ لہر ناقابل برداشت ہو گئی۔ ایک چیخ میرے بند ہونٹوں کے درمیان ہی دم توڑ گئی۔ میں فرط اذیت سے بری طرح تڑپا اور جے سیکا کا ہاتھ میری گرفت سے نکل گیا۔ میرے سامنے تاریک دھبے ناچنے لگے اور میرا بدن پانی کے اچھال میں بل کھاتا تیزی سے اوپر اٹھنے لگا۔ مجھے اتنا بھی ہوش نہ رہ گیا کہ گمنام سمندر کی ان بے کراں گہرائیوں میں ناگ رانی اور جے سیکا پر نگاہ رکھوں۔ میرے تصور میں ایک بھیانک موت ابھر رہی تھی۔ مجھے اپنی پھولی ہوئی اور مردہ خور مچھلیوں کی ادھیڑی ہوئی لاش کا تصور پریشان کر رہا تھا۔ میرے پیٹ میں مجھے سانپوں کی ایذا رسانی مجھے بے اختیار چیخ پڑنے پر مجبور کر رہی تھی' ہر طرح موت سامنے تھی' خواہ وہ درد کی شدت سے واقع ہوتی یا سمندری پانی کے بوجھل اور طوفانی ریلے میرے جسمانی نظام میں داخل ہو کر میرے پرخچے اڑا دیتے۔

مجھے اگنی پوجا کے موقع پر اپنی جان بخشی مہنگی پڑتی نظر آ رہی تھی۔ جھینٹ چڑھنے والی موت سینکڑوں میل گہرے سمندر میں کسمپرسی اور اذیت کی اس موت سے یقیناً سہل ہوتی جو اب تیزی سے مجھے اپنی بے رحم گرفت میں دبوچنے کے لئے دبے پاؤں میری جانب بڑھ رہی تھی۔

میرا بدن بے رحم سمندری لہروں میں کسی حقیر تنکے کی طرح بل کھاتا درد کی اذیت سے بری طرح تڑپتا اوپر اٹھ رہا تھا۔ میرا رکا ہوا سانس سینے کو پھاڑ ڈالنے کے لئے بے چین ہو رہا تھا لیکن میں نے اپنی تمام تر قوت محض اس ایک کوشش پر مرکوز کر دی تھی کہ میرا سانس کسی قیمت پر نہ ٹوٹنے پائے ورنہ روئے زمین کی کوئی قوت مجھے موت کے چنگل سے نہ بچا سکے گی۔

اذیت اور بے چارگی کا وہ وقفہ یقیناً مختصر ہی تھا لیکن اس وقت مجھے وہ شیطان کی آنت کی طرح طویل معلوم ہوا۔ میرے پیٹ میں اٹھنے والے درد کی ناقابل برداشت

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ٹیسیں میٹھی کسک میں بدل کر آخر کار یکسر معدوم ہو گئیں۔ میرا سانس اس وقت تک باقی تھا۔ میں نے اس ناگہانی مصیبت سے جان چھوٹنے پر گہرا اطمینان محسوس کیا اور اپنے بدن کو بالکل ڈھیلا چھوڑ دیا۔

میں نے اپنی اکلوتی آنکھ کی مدد سے آس پاس کا جائزہ لیا لیکن ناگ رانی یا جے میکا کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ میں اطمینان کے ساتھ چند ہی لمحے گزار سکا۔ پھر ان دونوں سے بچھڑ جانے کی وحشت ستانے لگی مجھے کالی بھومی کے زیر آب راستے کا کوئی علم نہیں تھا۔ میں بس پانی کے تلاطم میں ابھا اوپر اٹھتا جا رہا تھا۔ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہی صورت حال برقرار رہنے کے نتیجے میں ساحل سے کتنی دور سمندر کی سطح پر ابھروں گا۔

شاید کئی گھنٹے تک میں اسی طرح اوپر اٹھتا رہا۔ میرا بدن بری طرح شل ہونے لگا تھا اور سانس روکے رکھنا بھی دشوار نظر آ رہا تھا۔ میرے قیاس کے مطابق واپسی کا یہ سفر اتنا طویل نہیں ہونا چاہئے تھا لیکن ناگ رانی کی رہنمائی سے محروم ہونے کا یہ خمیازہ بہرحال مجھے ہی بھگتنا تھا۔

آخر کار میں نے تنگ آ کر دل ہی دل میں ناگ رانی کو اپنے قریب آنے کا حکم دیا۔ اپنے سابقہ تجربات کی روشنی میں مجھے موہوم سی امید تھی کہ وہ اس طرح مجھ تک آ پہنچے گی۔ چند سیکنڈ کے انتظار کے بعد میری یہ امید بر آئی اور مجھے اوپر سے ناگ رانی غوطہ مارتی نظر آئی۔ جے میکا اس کے ہمراہ نہیں تھی۔

"میں کالی بھومی پر تمہارا انتظار کر رہی تھی۔" ناگ رانی نے اپنی آنکھوں کی مسراتی لہروں کے ذریعے مجھے پیغام دیا۔

مجھ پر خوشی کی عجیب سی کیفیت طاری ہو چکی تھی' ناگ رانی نے میرے قریب آ کر میرا دایاں ہاتھ تھاما اور ترچھی ہو کر اوپر بڑھنے لگی۔ اس کا سہارا مل جانے کے سبب میرے تیرنے کی رفتار میں نمایاں اضافہ ہو چکا تھا۔ میری چھٹی حس گواہی دے رہی تھی کہ بہت جلد میں کالی بھومی پر جا پہنچوں گا۔

کچھ دیر بعد وہ مبارک ساعت بھی آ پہنچی جب میں نے ایک طویل عرصے کے بعد نیلے آسمان کا نظارہ کیا۔ سورج کا مغربی سفر شروع ہو چکا تھا۔ میری اپنی دنیا میری نگاہوں کے سامنے تھی۔ تاحد نظر سمندر کا ٹھاٹھیں مارتا پانی پھیلا ہوا تھا اور مشرق کی سمت بھی

تھوڑے ہی فاصلے پر ایک ننھے سے جزیرے کے آثار نظر آ رہے تھے جو یقیناً کالی بھومی کا جزیرہ ہی تھا۔

اپنی دنیا کی آزاد فضاؤں میں سانس لیتے ہی بے اختیار میرے دل پر رقت طاری ہو گئی۔ مجھے اپنے رب کی عظمت اور بزرگی کا احساس ہوا جس نے سمندر کی سطح سے ڈیڑھ ہزار میل نیچے پراسرار قوتوں کے مالک جنمی کیڑوں سے میری حفاظت کے وسیلے پیدا کئے اور مجھے ایک مرتبہ پھر زندہ و سلامت اپنی دنیا۔۔۔۔ اپنے جیسے انسانوں کی دنیا میں لوٹ آنے کے قابل کیا تاکہ میں اپنی پیاری ستارہ کے حصول کا پرخلوص مشن پورا کر سکوں۔

اس وقت میرا کھویا ہوا اعتماد بحال ہو چکا تھا' ناگ رانی شاید میرے دل میں ابھرنے والے مقدس اور محترم جذبات کو پڑھ چکی تھی کیونکہ اس نے مجھے بالکل نہ چھیڑا۔ بس دھیمے دھیمے ہاتھ پاؤں چلاتی میرے آس پاس تیرتی رہی۔ اس میں اتنا بھی حوصلہ نہ رہا کہ مجھ سے نگاہیں چار کر سکتی۔

"یہی کالی بھومی ہے نا؟" میں نے ایک ڈبکی لگانے کے بعد ناگ رانی سے اس واحد جزیرے کے بارے میں دریافت کیا۔

"ہاں۔ آؤ اس طرف چلیں' جے میکا وہاں اکیلی ہے۔ پریشان ہو رہی ہو گی۔" ناگ رانی نے گہری سنجیدگی کے ساتھ مجھے مشورہ دیا۔

میں شوخی اور زندگی کے ایک نئے احساس سے سرشار اس جزیرے کی جانب تیرنے لگا۔ اس وقت مجھے جل منڈل اور وہاں گزارے ہوئے دن ایک ڈراؤنا خواب لگ رہے تھے۔ میں یہ سوچ کر جھرجھری لے کر رہ گیا کہ ہمارا یہ فرار اگر ناکام رہتا تو گہرے سمندروں میں کم از کم مجھ پر کیا کچھ نہ بیت جاتا۔

"کوشلیا!" میں نے تیرتے تیرتے ناگ رانی کو مخاطب کیا۔

"ہاں سرکار۔" اس نے منہ میں آیا پانی اڑاتے ہوئے کہا۔

"میں جل منڈل میں کتنے دن رہا ہوں؟"

"چار مہینے تین دن۔" اس نے سوچ کر جواب دیا۔ "کیسے دھیان آ گیا اس بات کا؟"

"جزیرے پر چل کر بتاؤں گا۔" میں نے شوخ لہجے میں کہا۔

ہم اپنے نپے تلے انداز میں نئی زندگی کے سحر میں ڈوبے کال بھوی کی جانب بڑھتے رہے۔ اس وقت مجھے جل منڈل کا خیال آیا۔ جب تک میں اس سرزمین پر رہا تھا اس کے بارے میں اس قدر خوف محسوس نہیں ہوا تھا لیکن اس وقت تو جل منڈل ایک ڈراؤنا خواب محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ صدیوں پرانا ایک آسیبی خواب جس کی بھولی ہوئی پرچھائیاں تک انسان کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں۔

آخرکار ڈوبتے سورج کی لو رنگ شعاعوں کے انعکاس میں ہمیں نئی آب زمین نظر آنے لگی۔ سمندر کی بے کراں گہرائیاں اب معدوم ہو چکی تھیں اور ہمیں سمندر کے ہلکورے لیتے ہوئے پانی کی نیلاہٹوں کے نیچے وہ چٹانیں چمکتی نظر آ رہی تھیں جو صدیوں سے وہاں موجود تھیں۔

ناگ رانی اس وقت بڑے پرسکون انداز میں میرے پہلو سے چپکی تیر رہی تھی۔

"کوشیلا۔" میں نے اسے متوجہ کیا۔

"ہوں۔" ناگ رانی قدرے بھاری آواز میں بولی۔

"تمہیں وہ اندھیری رات یاد ہے جب سون پاٹ کے نواحی جنگلات میں تم نے مجھے سجے میکا کے جنگلی پھولوں سے مہکتے ہوئے جھونپڑے میں چھوڑا تھا" میں نے سرگوشیانہ آواز میں پوچھا۔

"یاد تو ہے!" وہ بولی۔

"کال بھوی پر ویسا ہی کوئی جھونپڑا نہیں ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"ہے تو ضرور۔" وہ پرخیال آواز میں بولی۔ "کیا تم اپنا یہ سانا سمے اس کے ساتھ گزارو گے؟"

"کس کے ساتھ؟" میں نے اتھلے پانی میں کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

"سجے میکا۔ وہ بڑی سندر لڑکی ہے۔" ناگ رانی کے لہجے میں ہلکی سی چڑ ہوگئی تھی۔

"نہیں کوشیلا۔" میں نے گھٹنوں گھٹنوں پانی میں اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا۔ "سب کچھ وہی ہوگا مگر آزادی کی یہ پہلی رات میں تمہاری زلفوں کے سائے میں

گزاروں گا۔"

یہ کہتے ہوئے میری نگاہ ناگ رانی کے بالوں پر گئی۔ اس کی حسین اور ریشمی زلفوں کا ایک کٹا ہوا گچھا مجھے ان لمحات کی یاد دلا رہا تھا جب وہ تمپا کے روپ میں میری آغوش میں تھی اور میں نے اس کی زلفیں تراش کر اسے ہمیشہ کے لئے اپنے قابو میں کر لیا تھا۔

"سجے میکا کہاں چلی گئی؟" ناگ رانی نے میری بانہوں سے نکل کر جزیرے کے ساحل پر نظریں دوڑاتے ہوئے چونک کر کہا۔

"دیکھو۔ ڈوبتے سورج کی روشنی میں جزیرے پر آگ سی معلوم ہو رہی ہے۔" میں نے رومان زدہ آواز میں کہا۔ "وہ کہیں دل بہلانے نکل گئی ہوگی۔"

"چلو وہ بھی آ جائے گی۔" ناگ رانی نے خشکی پر قدم رکھتے ہوئے کہا۔ "اس جزیرے پر جنگلی جانور نہیں ہیں۔ اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

"سلطان جی!" ناگ رانی نے چند ثانیوں کے سکوت کے بعد اپنے گیلے رخسار میرے بازو سے رگڑتے ہوئے کہا۔ "تمہارے بازوؤں کی چھاؤں میں میری پیاسی آتما کو چین ملتا ہے۔"

میری سانس الجھنے لگی۔ ڈوبتے سورج کی سرخی میں نہایا ہوا وہ جزیرہ اس وقت جنت کی سرزمین معلوم ہو رہا تھا۔ ناگ رانی کا بدن جذبات کی تپش سے دہکتا جا رہا تھا۔ ہر طرف اکساہٹ آمیز ویرانی کا راج تھا۔ فضا میں اکا دکا سمندری پرندوں کے شور کے علاوہ بس سرکش لہروں کی گونج ہی سنائی دے رہی تھی۔

چند قدم آگے بڑھنے کے بعد جنگلی درختوں کا ایک کنج نظر آیا۔ ناگ رانی میرا ہاتھ تھامے اس جھنڈ میں گھس پڑی۔ وہاں گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ڈوبتے سورج کی کمزور شعاعیں درختوں کے اس پار ہی دم توڑ گئی تھیں اور ذرا ہی دیر میں وہ سمندری جزیرہ لامتناہی تاریکیوں میں ڈوب جانے والا تھا۔

درختوں کے اس کنج میں ایک مختصر سا جھونپڑا تھا' جنگلی پھولوں کی تیز مہکار میں بسا ہوا۔

"کیا یہ جھونپڑا پہلے سے موجود تھا؟" میں نے تاریکی میں ناگ رانی کے بدن کو

چھوتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ تمہاری خاطر میں نے اپنی شکتی سے یہ سب تیار کیا ہے۔" اس نے میرا ہاتھ تھام کر مجھے نیچے بٹھا لیا۔

پتوں کا نرم پیال مجھے پھولوں کی سیج کی طرح مہکتا محسوس ہوا۔ تاریکی میں مجھے ناگ رانی کی آنکھیں دو چمکدار پتھروں کی طرح نظر آ رہی تھیں۔ اس کا حسین سراپا تاریکی میں ڈوب کر محض ایک نسوانی پیکر رہ گیا تھا۔

"تمہاری آنکھ پھوٹ جانے کا مجھے بڑا دکھ ہے۔" ناگ رانی نے اپنے بدن کا بوجھ مجھ پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"اسے بھول جاؤ۔" میں نیم وحشیانہ انداز میں غرایا اور میرے تپتے ہوئے ہونٹ ناگ رانی کے حسین رخساروں پر جا ٹکے جہاں حرارت کے دعوت انگیز پردوں میں لپٹی ہوئی کپکپاہٹ طاری ہو چلی تھی۔

پھر جوں ہی میرے ہاتھوں نے جنبش کی، میں چونک پڑا حسن اپنی تمام تر تابناکیوں سمیت پردوں کی اوٹ سے ابھر آیا تھا، قید و بند کی ساری پابندیاں تاریکی نگل گئی تھی۔

میں نے دیوانہ وار اسے اپنے بازوؤں میں بھینچ لیا اور وہ چند دبی دبی سسکاریاں لے کر رہ گئی۔ اچانک میں نے اس کے ہاتھ اپنے گریبان پر محسوس کیے اور اگلے ہی لمحے فضا چرچراہٹ سے گونج اٹھی۔ اس نے میرا گریبان چاک کر دیا تھا۔ پھر اس نے کسی وحشی ہرنی کی طرح میرا لباس نوچ کر رکھ دیا۔ اس کے ہونٹ میرے بدن سے لگے اور میرے وجود میں ایک بپھرا ہوا طوفان جاگنے لگا۔

"سلطان جی!" ناگ رانی کی خمار میں ڈوبی ہوئی آواز لرائی۔ میرے وحشیانہ جذبے عمل کی صورت اختیار کرنے کو بے تاب ہوئے جا رہے تھے۔ اس کی آواز سنتے ہی میں تقریباً پاگل ہو گیا اور پیال کے پتے ہمارے بوجھ تلے دب کر سسک اٹھے۔ ان کی سرسراہٹیں ہماری تیز سانسوں سے ہم آہنگ ہو چکی تھیں۔

آگ اور تیل کی آویزش نے مجھے حواس سے بیگانہ کر دیا تھا اس مخصوص ماحول میں جنگلی پھولوں کی خمار انگیز مہکار سرد ہوتے ہوئے اشتعال کو بار بار بھڑکا دیتی تھی۔ وقت کا احساس بالکل مٹ چکا تھا۔ میرے ذہن سے اپنے سابقہ پرہول تجربات کی گرد

رفتہ رفتہ دور ہو چکی تھی۔ ستارہ اور ناگ بھون کے سفر کے بارے میں سب کچھ فراموش کر چکا تھا۔ میں سرمستیوں میں گم تھا اور قسمت میری غفلت پر مسکرا رہی تھی۔ میں آنے والے کٹھن لمحات سے بالکل بے خبر تھا جو کالی بھومی کی سرزمین پر ہی مجھے اپنے بھیانک چنگل میں جکڑنے والے تھے۔

رات کے آخری پہر میں جب ہم دونوں تھک چکے تھے اور پہلو بہ پہلو لیٹے ہوئے کچھ سوچ رہے تھے تو اچانک اس جھونپڑے میں ہلکی سی آہٹ سنائی دی۔

میں چونک کر پیال سے اتر پڑا۔

"کون ہے یہاں؟" میں نے ہیجانی آواز میں پوچھا۔

"جے میکا ہے۔" ناگ رانی نے پیال پر لیٹے لیٹے لاپرواہیانہ لہجے میں کہا۔ "یہ بڑی دیر سے یہاں چھپی ہمیں دیکھ رہی تھی۔ بے چاری کب تک رکی کھڑی رہتی۔"

"جے میکا۔" میں نے تیز لہجے میں اسے پکارا۔

"سلطان جی!" اس کی آواز ابھری، پھر قریب ہی کسی کے قدموں کی چاپ ابھری اور کوئی نسوانی پیکر مجھ سے لپٹ گیا۔ اس کا بدن کسی بید کی طرح کانپ رہا تھا۔

"جے میکا۔" میں نے بے اختیار اسے اپنے بازوؤں میں بھینچ لیا اور میرے ذہن میں یہ تصور ابھرا کہ انسانوں کی نسل کی ایک حسین و جمیل دوشیزہ سپردگی کے انداز میں مجھ سے ہم آغوش ہے۔

"تم پر میرا بھی ادھیکار ہے سلطان جی۔" جے میکا نے میری گرمجوشی پر سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

اس وقت مجھے اپنے ہیجان میں عجیب سی تسکین اور طمانیت کا احساس ہو رہا تھا۔ ایک ناگن کے انسانی روپ سے رعنائیاں سمیٹنے کے بعد مجھے جے میکا کے پیکر میں عجیب لذتوں کا امتزاج سمایا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

"میں ذرا باہر کی خبر لے لوں سلطان جی۔" ناگ رانی اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولی۔

میں نے جے میکا کو اپنے بازوؤں پر اٹھا لیا۔ سپیرن کی وہ لڑکی کسمسا کر رہ گئی۔ اس کے بدن کے نشیب و فراز ایک لذت آمیز جذباتی بھنور میں پھنس چکے تھے۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

جب صبح کا اجالا درختوں کے کنج میں واقع اس جھونپڑے میں پھیلا اور میری آنکھ کھلی تو ناگ رانی میرے پہلو میں پڑی سو رہی تھی۔

میں نے ناگ رانی کے رخسار پر الوداعی بوسہ دیا اور پیال سے اترنا چاہا۔ عین اسی وقت جھونپڑے کے دروازے سے ایک مکروہ غیر انسانی قہقہہ سنائی دیا۔ میں نے چونک کر ادھر دیکھا۔ میرا دل دھک سے رہ گیا۔ جل منڈل کی ہولناک زندگی سے رہائی پانے کے بعد میری جانی پہچانی مصیبت میرے سر پر پھر مسلط ہو چکی تھی۔

پھیلی ہوئی آنکھوں والا میرا موذی دشمن' اندھا شیو ناگ جھونپڑے کے دروازے پر کھڑا ہوا تھا۔

اس کا سینہ فتح مندی کے ساتھ تنا ہوا تھا اور سہمی ہوئی جے سیکا اس کی گرفت میں تھی۔ اس نے بڑی سختی اور بے رحمی کے ساتھ جے سیکا کی عریاں بانہیں پکڑی ہوئی تھیں۔

"آؤ سلطان جی۔" میرے متوجہ ہوتے ہی شیو ناگ نے ایک بھیانک قہقہہ مار کر غیر انسانی آواز میں کہا: "میری دونوں آنکھیں تو تمہاری آوارہ پریمی' ناگ رانی نے پگھلائی تھیں پر تم بھی اب ایک ہی آنکھ سے کام چلاؤ گے۔ مجھے بڑا دکھ ہے کہ ناگ رانی ذرا پہلے جل منڈل پہنچ گئی ورنہ جل کماری کے گرگے تمہاری دوسری آنکھ بھی جلتے تیل سے پھوڑ چکے ہوتے۔"

میں خاموشی سے اسے گھورتا رہا۔

پھر جیسے ہی میں نے پیال سے اترنے کا قصد کیا مکروہ صورت شیو ناگ کی زہریلی زبان نے دوسرا وار کیا۔ "تمہارا بچہ تمہاری پتنی کی کوکھ سے کسی جونک کی طرح چمٹا ہوا ہے۔ وہ ہمارے ناگ راجہ کی آشاؤں کے راستے کی اکیلی رکاوٹ ہے۔ جس روز ستارہ وہ بچہ جن دے گی اس کی مانگ سے تمہاری افشاں کھرچ کر نئے ستارے جڑ دیئے جائیں گے وہ بڑی سندر ہے۔ ناگ راجہ کے من پر اس کا پورا پورا جادو چلا ہوا ہے۔"

اس کا لہجہ سخت' اٹل اور چیلنج آمیز تھا۔ وہ بہت واضح اور توہین آمیز انداز میں ناگ رانی کو نظر انداز کرتے ہوئے مجھے للکار رہا تھا۔

"خاموش کمینے۔" میں قہر و غضب سے دانت پیستا اس کے ٹکڑے اڑا ڈالنے کے

لئے اس کی طرف لپکا کیونکہ اس کی باتیں میرے لئے ناقابل برداشت تھیں۔

ناگ رانی بیدار ہو چکی تھی اور ابھی تک خاموشی سے پیال پر پڑی ہوئی تھی۔ اس نے جوں ہی مجھے شیو ناگ کی جانب جھپٹتے دیکھا' چیخ کر روکنا چاہا لیکن شیو ناگ کی زبان سے اپنی محبوب بیوی ستارہ کی شان میں ہرزہ سرائی سن کر میری آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ جوش انتقام سے میری کنپٹیاں چٹخنے لگی تھیں۔ میں ناگ رانی کی تنبیہہ کو نظر انداز کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

ادھر شیو ناگ شاید اپنے الفاظ کے ذریعے اشتعال دلا کر مجھے آگے بڑھ آنے کی ہی ترغیب دینا چاہتا تھا کیونکہ میرے آگے لپکتے ہی اس نے جے سیکا کو بے دردی سے جھونپڑے میں دھکیل دیا اور خود کسی شکاری عقاب کی طرح دونوں بازو پھیلا کر میری طرف جھپٹ پڑا۔

میں نے فوراً ہی پہلو بدل کر اس کے پیٹ پر ضرب لگانی چاہی لیکن سیہ بختی میری اس کوشش پر خنداں تھی۔ میرے پہلو بدلتے ہی میرے پیٹ میں مجھے ان موذی سانپوں نے رینگنا اور بل کھانا شروع کر دیا جو جل منڈل میں اگنی پوجا کے موقع پر سوئیوں کے روپ میں حلق کے راستے میرے پیٹ میں گھسے تھے۔

میرے پورے وجود میں شدید اذیت کی ایک لہر ابھری اور میں دونوں ہاتھوں سے پیٹ تھامے چیخ مار کر زمین پر دوہرا ہو گیا۔ تکلیف کی شدت سے میرا بدن پسینوں میں ڈوب گیا اور دل کی حرکت یک بیک سست ہونے لگی۔

کرب و اذیت کا وہ حملہ اتنا شدید اور روح فرسا تھا کہ میں اپنے گرد و پیش کو بالکل بھول گیا۔ مجھے شیو ناگ یاد نہ رہ سکا۔ ناگ رانی کا خیال آیا۔ میرے بدن کا رواں رواں کانپ کر اس اذیت ناک دورے کے ٹل جانے کی دعائیں مانگ رہا تھا اور میں بے بسی سے زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔

میرے پیٹ میں گھسے وہ سانپ اپنی روح فرسا جنبشوں کے ذریعے ایک بار پھر مجھے یاد دلا رہے تھے کہ اگنی ناگ نے جل منڈل میں پوجا کے موقع پر یوں ہی میری جاں بخشی نہیں کی تھی۔ مجھے اپنی زندگی کی خاطر ہر قیمت پر کسی کنواری کے زندہ خون سے اگنی ناگ کے پتلے کو غسل دینا تھا اور میرے بدن میں گھسے یہی ناگ میرے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

پورے جسمانی نظام کو چاٹ کر ایک برس کی مدت پوری ہوتے ہی مجھے موت کی لپ
آغوش میں دھکیل دینے پر قادر تھے۔

تکلیف اور اذیت کا وہ ایک ایک لمحہ صدیوں طویل ہوا جا رہا تھا۔ میری آنکھو
کے سامنے اب تاریکی کے گنجان دائرے رقص کرنے لگے تھے جن کے وسط میں ر
اجل کی ہولناک شبیہ ناچ رہی تھی۔

پھر اندھا شیو ناگ بڑے سکون سے میرے قریب آیا۔ اندھا ہونے کے باوجود ا
نے اپنی کسی پراسرار قوت کے سہارے مجھے بے بسی سے زمین پر تڑپتے دیکھا اور ا
شیطانی قہقہہ مار کر مجھ پر جھک پڑا۔

موت کا ایک دوسرا ہرکارہ میرے سر پر آ چکا تھا۔ اس کے جا بجا پھوڑے ہو
مکروہ چہرے پر انتقام کی دہشت ناک سیاہی چھائی ہوئی تھی۔ اس کی پیشانی کی رگیں جلد
ابھر آئی تھیں' اس کے سر پر بالوں کی جگہ اگے ہوئے بے شمار ننھے ننھے اور بار
سانپ اپنی پتلی پتلی زبانیں باہر نکالتے بار بار میری جانب لپک رہے تھے۔ جیسے وہ ا
ہی وار میں مجھے ٹھکانے لگا دینے کو بے چین ہوں۔

میں اس دلدوز اذیت میں مبتلا زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ ابھی ا
ناگ کی دی ہوئی ایک برس کی مہلت پوری نہیں ہوئی ہے لہٰذا پیٹ میں گھسے ہو
سانپوں کی وہ تکلیف جلد یا بدیر ختم ہو ہی جائے گی لیکن اس کے ساتھ یہ بھی واضح
چکا تھا کہ ان تنہا لمحات میں شیو ناگ نہایت اطمینان سے مجھ پر غالب آ جائے گا
اس سے آگے مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ میں معجزاتی طور پر زندہ رہ سکوں گا' اس
ہاتھوں عبرتناک موت مارا جاؤں گا یا اذیت ناک قید کا ایک نیا دور میرا مقدر بنے گا؟

—

میں کرب و بے چارگی کے عالم میں زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا اور شیر ناگ میرے سر پر آ چکا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ شکنجے کی صورت میں میری گردن کی جانب بڑھ رہے تھے۔

"شیر ناگ!" ناگ رانی تیز بھری آواز میں چلائی۔ "سلطان جی کو چھونے سے پہلے تم کو اچھی سے پتا ہو کہ جب تک میری قوم مکمل ختم نہیں ہو جاتی، تم سلطان جی کے شریر کو نہیں چھو سکتے۔"

"یہ دیکھو!" شیر ناگ نے قہقہہ لگا کر میری گردن دونوں ہاتھوں میں دبوچ لی۔ میرے پیٹ میں لگے ہوئے سانپ اس وقت مجھے ڈسنے کو تیار نہ تھے۔ ادھر اس تکلیف کی جلن مسلسل شدت اختیار کر رہی تھی اور ادھر شیر ناگ میری گردن دبوچ چکا تھا۔ سردی کے باوجود میرا سارا بدن پسینوں میں شرابور ہو چکا تھا۔ اعصاب کی شکستگی نے مجھے بالکل ہی بے بس کر کے رکھ دیا تھا اور مجھے اپنا حشر صاف نظر آ رہا تھا۔

میں نے محسوس کیا کہ شیر ناگ مجھے گلے سے پکڑ کر فضا میں معلق کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس سے قبل کہ وہ سفاک، شخص اپنے ارادے میں کامیاب ہوتا، ناگ رانی نے ایک زور کی چیخ ماری اور شیر ناگ اچھل کر دور جا گرا۔ میری گردن اس کے ہاتھوں سے نکل چکی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی طاقتور ہستی نے اسے فضا میں دور اچھال پھینکا ہو۔

اس وقت بے بیکا بھی زمین سے اٹھ چکی تھی اور حیرانی بھری نظروں سے شیر ناگ کو دیکھے جا رہی تھی۔

ناگ رانی نے شیر ناگ کو زمین سے اٹھنے کی مہلت دیئے بغیر ایک جگر اس کی جانب اچھالا اور شیر ناگ کے منہ سے چیخ مار کر لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں ایک طرف لڑھک

گیا۔ جیسے کسی ملبے و وزنی چٹان سے اپنے بدن کو بچانے کی کوشش کر رہا ہو۔

منکا کا دھندلا تیزی کے ساتھ گہرے زرد اجالے میں ڈھلتا جا رہا تھا۔ گلی بھری کی بیابان مائل زمین پر میری زندگی موت کے چنگل میں سسک رہی تھی۔ ساحل پر سمندر کی سرکش موجوں کا ابھر ابھر کر ٹوٹنے والا شور مجھ پر مزید ہیبت طاری کئے دے رہا تھا۔ حالات کی بے یقینی کے باعث لب بھینچے، جل کماری اور اسکے کرگس کی یورش کا بھی دھڑکا ہو چلا تھا۔ ادھر میرے بدن کی تکلیف اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ چکی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اگنی دیوتا کی دہکی ہوئی ایک بھٹی کی حدت بیت چکی ہے اور میں بار سویوں کے روپ میں میرے بدن میں گھسنے والے سانپ مجھے اگنی ناگ کی کنواری کے خون کی بھینٹ دینے کی بجائے خود ہی ہلاک کئے بغیر چین نہ لیں گے۔

ادھر شیو ناگ اب زمین سے اٹھ چکا تھا۔ اس کا چہرہ قہر و غضب سے سیاہ پڑ چکا تھا۔ اس نے ایک بار گہرا سانس لیا اور پھر پوری قوت سے زمین پر پاؤں پٹخنے لگا۔

اس کے پیروں کی دھمک سے پورے جزیرے کی زمین دہل اٹھی۔ پہلی بار میں اسے وہم سمجھا لیکن جب اس جزیرے پر شدید زلزلے کی سی کیفیت پیدا ہونے لگی تو میں بوکھلا گیا۔ اسی وقت مجھے یہ مسرت آمیز احساس ہوا کہ میری تکلیف ختم ہو چکی ہے۔ میرے پیٹ میں گھسے ہوئے سنہری سانپوں کو شاید قرار آ چکا تھا۔

میں اچھل کر سیدھا کھڑا ہو گیا لیکن اگلے ہی لمحے میں دوبارہ زمین پر گر پڑا۔ جزیرے پر تیزی کے ساتھ لمبی لمبی دراڑیں پڑتی جا رہی تھیں۔ شیو ناگ جیسے غصے میں آ آ کر زور زور سے اچھلے جا رہا تھا۔ اس کے قدموں کی ہر دھمک کے ساتھ جزیرے کی زمین دہل اٹھتی تھی۔ میری بدحواس نگاہیں ناگ رانی پر پڑیں۔ وہ خاموشی سے کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر فکر و تشویش کی پرچھائیاں لرز رہی تھیں۔ شیو ناگ کے لائے ہوئے زلزلے سے زمین کا وہ حصہ متاثر نہیں ہو رہا تھا جہاں ناگ رانی کھڑی ہوئی تھی۔ پھر میرے کانوں میں بے شمار سی سی کی چیخیں آئیں۔ وہ بہت زیادہ وحشت زدہ تھی اور سینے کے بل زمین پر گری ہوئی تھی۔ زلزلے کے باعث میرے لئے کھڑے رہنا یا چلنا ناممکن تھا۔ میں زمین پر لڑھکتا اس کے قریب جا پہنچا اور اس کے کانپتے ہوئے بدن کو اپنی باہوں میں لے لیا۔ تاکہ اس کی وحشت میں کچھ کمی آ سکے۔

"سلطان جی!" اچانک ناگ رانی میری طرف لپکی۔ "ذرا منکا مجھے دو۔"

میں نے بغیر سوچے سمجھے اپنے گلے میں لٹکا ہوا منکا اتار کر اسے دے دیا۔

"مورکھ۔ اب وہ آ جا!" ناگ رانی منکا تھام کر چیخی۔

"میں تم دونوں کو اسی طرح بھسم کر کے مار ڈالوں گا۔" شیو ناگ بدستور اچھلتے ہوئے چیخا۔

منکا ناگ رانی کو دینے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ مصنوعی زلزلے کے جھٹکے میرے لئے شدید تکلیف کا باعث بن رہے ہیں اور میں زیادہ دیر تک یہ اذیت نہ سہہ سکوں گا۔

"تم یہ لے لو۔ مجھے شاید اپنا جیون پیارا نہیں ہے۔" ناگ رانی نے طیش کے عالم میں منکا اس کی جانب اچھالتے ہوئے کہا۔

میرا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ ناگ رانی شاید جنون میں اپنے حواس کھو بیٹھی تھی جس منکے کو حاصل کرنے کے لئے شیو ناگ نے اب تک لاکھ پاپڑ بیلے تھے وہ منکا ناگ رانی خود ہی اس کی طرف پھینک رہی تھی۔ میرے نزدیک اس کا یہ فعل برابر خودکشی کے مترادف تھا۔

یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ شیو ناگ منکے کو لپکنے کے بجائے زمین پر اوندھا لیٹ گیا اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر اور چہرہ پوری طرح چھپا لیا۔ ناگ رانی کا منکا فضا میں اڑتا شیو ناگ کی کمر پر گرا اور اس کے حلق سے کربناک چیخیں نکل گئیں۔ جیسے وہ منوں وزنی چٹانوں کے نیچے پس گیا ہو۔

شیو ناگ کی کمر پر ضرب لگا کر ناگ رانی کا منکا فضا میں لوٹ آیا۔ ناگ رانی نے اپنے داہنے ہاتھ سے کوئی خاص اشارہ کیا اور منکا دوبارہ شیو ناگ کی پسلیوں پر گرا۔ شیو ناگ کی چیخیں بہت دردناک تھیں۔ وہ تکلیف سے بلبلاتا زمین سے اٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا ایک طرف دوڑنے لگا۔

"سلطان جی! پکڑو اسے یہ زندہ نہ بچنے پائے۔" ناگ رانی زور سے چیخی لیکن میں ششدر و مبہوت سا کھڑا ہوا تھا۔ میرے ساتھ تنا سمی ہوئی سی سیما بھی کھڑی ہوئی تھی۔

"چلو سلطان جی! ورنہ وہ نکل جائے گا۔" ناگ رانی نے آگے بڑھ کر مجھے جھنجھوڑا۔ "میں اس موذی کو تمہارے ہاتھوں سرلپ ہوتا دیکھنا چاہتی ہوں۔"

میں ایک دم چونک کر اپنی جگہ سے لپکا اور شیو ناگ کے تعاقب میں دوڑ پڑا جو کراہتا اور لنگڑاتا ہوا ایک طرف دوڑ رہا تھا۔ اس کا بدن زخموں سے چور تھا اور زمین اس کے خون سے رنگین ہوتی جا رہی تھی۔

وہ زخمی اور ہراساں تھا جبکہ مجھے ناگ رانی کی مدد اور حمایت حاصل تھی۔ میں نے ذرا ہی دیر میں اس کریہہ اور ڈراؤنے شخص کو جا لیا جس کو دیکھنے سے ہی جھرجھریاں آنے لگتی تھیں۔

اپنے قریب میری آہٹ سن کر وہ پھرتی سے پلٹا۔ اس کے سر پر بالوں کی جگہ اگے ہوئے باریک باریک زندہ سانپ بڑی بے چینی سے کلبلا رہے تھے۔ اس کے سیاہ چہرے کی جابجا پھولی ہوئی کھال پر پسینے کی موٹی موٹی بوندیں چمک رہی تھیں جو ساحل کی خنک فضا میں خاصی تعجب خیز تھیں۔ اس کی کھلی ہوئی بینائی سے محروم آنکھوں کے پپوٹے بہت تیزی سے پھڑپھڑا رہے تھے اس کا یوں غیر متوقع طور پر پلٹ کر دیکھنا میں قدرے پریشان ہو گیا اور میرے قدم زمین میں گڑ کر رہ گئے

"آج یہ جھگڑا ہی نمٹا دوں گا۔" وہ دونوں ہاتھ میری جانب پھیلا کر غرایا۔ "اب تک تجھ جیسا پاپی پوتر ناگن کی جان کا روگ بنا رہے گا۔"

اپنے فرار ہوتے ہوئے دشمن کی زبان سے اس قسم کے فقرے سن کر میں پریشان ہو گیا اور بے اختیار میری نگاہیں اپنے عقب میں ناگ رانی کی تلاش میں اٹھ گئیں۔ میری یہ حرکت مجھے خاصی مہنگی پڑی کیونکہ میری توجہ دوسری جانب مبذول ہوتے ہی شیو ناگ اچھل کر مجھ پر آ پڑا اور میں اس کے بوجھ تلے زمین پر جا گرا۔ میرے حلق سے نکلنے والی بے معنی چیخوں میں خوف اور گھبراہٹ بہت نمایاں تھی۔

میرے لئے شیو ناگ سے یوں براہ راست زور آزمائی کا یہ پہلا موقع تھا۔ اس سے قبل کبھی بھی اس سے جسمانی کھڑاتو کی نوبت نہیں آئی تھی۔ اس کا بدن برف کی سلوں کی طرح سرد اور پتھر کی طرح ٹھوس تھا اور اس کے پسینے سے عجیب کراہت آمیز بدبو پھوٹ رہی تھی۔ جوں ہی اس نے مجھے اپنی گرفت میں لیا' اس کے سر پر بالوں کی جگہ کلبلاتے ہوئے زندہ سانپوں نے پھنکاریں مار مار کر میرے چہرے پر اپنے پھن مارنے میں خوف' کراہت اور بوکھلاہٹ کے عالم میں پوری قوت سے تڑپا اور شیو ناگ کو اپنے اوپر سے گرا دینے میں کامیاب ہو گیا۔

پھر اس سے قبل کہ اندھا شیو ناگ دوبارہ مجھ پر سوار ہوتا میرے ہاتھ میں ایک پتھر آ گیا اور میں نے بلاتوقف وہ پتھر شیو ناگ کے سر پر دے مارا۔ اس کے حلق سے ایک غضب ناک غراہٹ نکلی۔ پتھر کے نیچے آ کر کچلے جانے والے سانپ پوری قوت سے پھنکارے اور میں اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر زمین پر کھڑا ہو گیا۔

اس وقت شیو ناگ کی حالت بہت خستہ تھی' اس کی کئی پسلیاں ٹوٹی ہوئی تھیں جن سے خون کی بھاری مقدار بہہ رہی تھی۔ اس کی دونوں ٹانگیں بری طرح زخمی تھیں' بینائی سے وہ پہلے ہی محروم ہو چکا تھا اور میری ضرب کے نتیجے میں اس کا سر بھی لہولہان ہو چکا تھا لیکن اس کے وجود میں شیطانی قوتیں پوشیدہ تھیں۔ اس حالت میں بھی وہ مجھے زیر کرنے کے لئے پاگل ہوا جا رہا تھا۔

میں نے زمین سے اٹھتے ہی اس کے چہرے پر بھرپور ٹھوکر رسید کی اور وہ بری طرح چیختا ہوا پیچھے الٹ گیا۔ اس سے قبل کہ میں اس پر اگلا وار کرتا وہ کسی بدروح کی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا' اس کا پورا چہرہ اب خون کی سرخی میں نہا چکا تھا' میری بھرپور ٹھوکر نے اس کی پیشانی میں ایک گہرا زخم ڈال دیا تھا۔ اس نے میرے سامنے آتے ہی دونوں ہاتھ سیدھے کئے اور پھر مجھے کلوا کاٹنے کی مہلت دیئے بغیر مجھ سے لپٹ پڑا۔ اس کے خون میں نہ جانے کیسی متعفن بدبو بسی ہوئی تھی کہ میں اپنی جان کے خوف کے باوجود اس کراہت کے احساس کو فراموش نہ کر سکا۔

"اس سے بچنا تیرے پاس نہیں ہے۔" وہ میری گردن دبوچتے ہوئے غرایا۔ "میں دھرتی کو تیرے بوجھ سے چھٹکارا دلا ہی دوں گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے اپنے تیز دانت میرے گلے کے حلقوم میں گاڑ دیئے۔ میں کسی ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح چیخا اور اس کے پیٹ میں پے در پے کئی مرتبہ گھٹنوں کی ضرب لگائی لیکن اس کے دانت آہستہ آہستہ میرے نرخرے میں پیوست ہوتے جا رہے تھے۔ اس خون آشام دشمن کے عزائم بہت بھیانک تھے وہ ہر قیمت پر میرا کام

تمام کر دینے کے درپے تھا۔

اسی وقت ناگ رانی، سے بیا سمیت رینگتی ہوئی ہمارے قریب آ پہنچی۔ میں نے اس کی ایک ہی جھلک دیکھی اور پھر مجھے اپنے حلقوم کو شیو ناگ کے تیز دانتوں کی کاٹ سے بچانے کے لئے رخ بدل لینا پڑا۔

"سلطان جی! اس کے سر کے ناگوں کو مٹھی میں جکڑ لو ورنہ یہ تمہارا خون پی جائے گا۔" ناگ رانی کی ہیجان آمیز آواز میرے کانوں میں گونجی۔

میں نے فوراً ہی شیو ناگ کی پسلیوں کو اپنے بازوؤں کی گرفت سے آزاد کر دیا اور چند لمحوں کی میر آزما کوشش کے بعد اس کے سر پر اگے ہوئے ناگوں کو اپنی مٹھی میں جکڑ لیا۔ میرے اس وار کا رد عمل حیرت ناک حد تک حوصلہ افزا رہا۔ شیو ناگ کے دانتوں کی گرفت سے میرا حلقوم فوراً آزاد ہو گیا اور اس کے پتھر کی طرح ٹھوس بدن کا تناؤ نرماہٹ میں تبدیل ہو گیا۔

ان باریک باریک سانپوں کو یوں گرفت میں لینے کا تجربہ بڑا انوکھا تھا۔ ان کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ سب بہت موذی اور زہریلے ہیں اور میں مقابلے کے دوران میں بھی ان سے بچنے کی کوشش کرتا رہا لیکن اس وقت ان میں سے کسی نے مجھے نہیں ڈسا' ہاں وہ پوری قوت کے ساتھ میری مٹھیوں میں کلبلا رہے تھے تاکہ میری بے رحمانہ گرفت سے نجات پا سکیں۔

اب شیو ناگ کسی بے ضرر کیچوے کی طرح میرے قریب کھڑا ہوا تھا۔ اس کے سر پر بالوں کی جگہ اگے ہوئے سیاہ ناگ میری مٹھی میں دبے ہوئے کلبلا رہے تھے اور میں ناگ رانی کی جانب سے کسی نئی ہدایت کا منتظر تھا۔

ناگ رانی کے اشارے پر کسی جانب سے ایک تیز دھار استرا فضا میں تیرتا میرے قریب آ کر فضا میں معلق ہو گیا۔ پہلے تو میں اسے دیکھ کر خوف زدہ ہوا تھا کہ کہیں وہ شیو ناگ کا کوئی نیا وار نہ ہو لیکن جب ناگ رانی کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی تو میں نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔

"شیو ناگ کے سر پر اگے ہوئے ناگوں میں اس کی سب سے بڑی شکتی چھپی ہوئی ہے۔ سلطان جی! تم اس استرے سے اس کا سر مونڈ ڈالو اب یہ پوری طرح تمہارے

RAWALPINDI PH ...
FROM ...

قابو میں آ چکا ہے۔" ناگ رانی پرجوش لہجے میں مجھ سے کہہ رہی تھی۔

میں نے پرسکون انداز میں داہنے ہاتھ میں وہ پراسرار استرا تھام لیا۔ بائیں ہاتھ میں شیو ناگ کے سر والے سانپ بدستور جکڑے ہوئے تھے۔ استرے کی دھار سیدھی کرنے کے بعد میں نے شیو ناگ کا سر مونڈنا شروع کر دیا۔ وہ میرے سامنے بے حس و حرکت سر جھکائے ہوئے کھڑا تھا۔ اس کے سر پر اگے ہوئے باریک باریک سانپ استرے کی دھار سے کٹ کٹ کر نیچے گر رہے تھے۔ ان کی دبی دبی آخری پھنکاروں میں شدید بے بسی اور موت کی وحشت سرسرا رہی تھی۔

کالی بھومی کی سرزمین پر اب صبح کا اجالا دھند کی گہری چادر کو چیرتا جا رہا تھا۔ میں نے اس قدرتی روشنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شیو ناگ کا سر پوری طرح مونڈ ڈالا۔ اس کی شفاف اور سپاٹ کھوپڑی اب بالکل ایسے نظر آ رہی تھی جیسے وہاں کبھی کوئی بال اگا ہی نہ ہو۔

"شیو ناگ! سلطان جی کے چرنوں میں جھک کر زمین کی خاک چاٹنا!" ناگ رانی نے تحکمانہ آواز میں اس سے کہا۔

وہ اس وقت بے حد مضمحل اور شکست خوردہ نظر آ رہا تھا۔ میری گرفت سے بھی آزاد ہو چکا تھا اور اگر چاہتا تو کسی بھی جانب فرار ہونے کی کوشش کر سکتا تھا لیکن شاید وہ سمجھ چکا تھا کہ اب وہ ناگ رانی کی شکتی کا توڑ نہیں کر سکے گا۔ اس لئے چاروں شانے چت میرے قدموں میں گر پڑا۔ میں نے اس کی نرم اور گیلی زبان کا لمس اپنے پیروں کی جلد پر محسوس کیا۔ وہ کسی وفادار کتے کی طرح میرے پیر چاٹ رہا تھا۔ میں نے کراہت سے جھرجھری لے کر اپنے قدم پیچھے ہٹا لئے۔ میرے پیچھے سرکتے ہی وہ اندھوں کی طرح خاک میں اپنا سر رگڑتا آگے بڑھا اور دوبارہ بے کلی کی ساتھ میرے قدم تھام لئے اور ایک بار پھر اس کی زبان میرے پیروں پر پھسلنے لگی۔

"کوشیلا اسے ہٹاؤ۔ مجھے گھن آ رہی ہے۔" میں نے شیو ناگ کی اس حرکت سے پریشان ہو کر قریب ہی کھڑی ہوئی ناگ رانی سے کہا۔

"یہ لو!" ناگ رانی نے اپنا منکا میری جانب بڑھا دیا۔ "اسے گلے میں ڈال لو۔ پھر یہ شیو ناگ کسی کتے کی طرح تمہاری ہر آگیا کا پالن کرے گا۔"

"دور ہٹ۔" میں نے اپنے گلے میں منکا ڈالتے ہوئے شیو ناگ کی پیشانی کو ٹھوکر سے پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا اور وہ اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتا مجھ سے چند قدم دور ہٹ کر زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا۔

اس وقت اس کے ہیبت ناک چہرے پر انتہا درجے کی بے بسی، مایوسی اور بے چارگی پھیلی ہوئی تھی۔ اس کا سارا قہر اور ساری حیوانی کافور ہو چکی تھی۔

"مجھے اس کی بڑی چنتا تھی۔" ناگ رانی نے میرے قریب آتے ہوئے کہا۔ "اس مکار کے کارن میرے لئے تمہاری سہائتا بڑی کٹھن ہو کر رہ گئی تھی۔ اب اس کی تمام شکتیاں نشٹ ہو چکی ہیں۔ سوچتی ہوں کہ اسے زندہ رکھنا بے کار ہے، بولو تم کیا کہتے ہو؟"

"یہ دوبارہ تو ہمیں مشکلات میں نہیں ڈال دے گا؟" میں نے شیو ناگ کی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ میرا اس قدر خونی دشمن پل بھر میں اتنا بے ضرر ہو چکا ہے۔

"اس کی روپ بدلنے کی شکتی ابھی بھی باقی ہے جس دن بھی اس کے سر پر دو ناگ دوبارہ اگ آئیں گے یہ پھر طاقتور ہو جائے گا" ناگ رانی بولی۔

"تو کیا وہ ناگ اس کے سر پر ہی اگتے ہیں؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔ بالکل اسی طرح جیسے تمہارے سر پر بال اگتے ہیں۔" ناگ رانی نے لاپرواہی سے کہا۔ "ویسے تم چاہو تو اسے کچھ روز کتے کے روپ میں اپنے ساتھ رکھتے ہیں پھر جو ہو گی دیکھی جائے گی۔"

"ٹھیک ہے!" میں راضی ہو گیا۔

پھر ناگ رانی نے شیو ناگ کی طرف متوجہ ہو کر کسی نامانوس زبان میں چند فقرے کہے۔ اندھا شیو ناگ غور سے اس کی بات سنتا رہا پھر وہ خاموش ہوئی شیو ناگ پھرتی کے ساتھ زمین پر لوٹنے لگا۔ میں اس کی اس حرکت پر یک بیک بوکھلا گیا لیکن میری یہ تشویش چند لمحوں سے زیادہ دیر تک باقی نہیں رہی۔ شیو ناگ زمین پر لوٹ لگا کر اب لمبے لمبے بالوں والے ایک سیاہ رنگ کے کتے کا روپ دھار چکا تھا۔ اس کتے کی آنکھیں شیو ناگ کی طرح چمکتی ہوئی نظر آ رہی تھیں اس نے زمین سے اٹھ کر اپنے بدن سے

دھول جھاڑی اور دم ہلاتا ہوا ناگ رانی کے قدموں میں لوٹنے لگا۔

جے سیکا ابھی تک ہکا بکا کھڑی ہوئی یہ سارا بھیانک کھیل دیکھ رہی تھی۔ اپنی پراسرار قوتوں سے محروم ہو جانے کے بعد سے وہ ذرا ذرا سے غیر معمولی واقعات پر بھی اسی طرح سراسیمہ و حیران ہو جاتی تھی۔

"جے سیکا کیا سوچ رہی ہو؟" میں پہلی بار ہنستے ہوئے اس کے قریب گیا۔ جنگل سے رہائی کے بعد مجھے پہلی مرتبہ ذہنی سکون کے وہ لمحات میسر آ سکے تھے۔

"سلطان جی! مجھے کسی طرح میری زندگی لوٹا دو۔ اپنی ہتیا کے کارن میں اپنی ساری شکتیاں کھو بیٹھی ہوں۔ اب نہ میری عقل کام کرتی ہے نہ ہمت ساتھ دیتی ہے۔ تم ناگ رانی سے کہو کہ ایک بار اور مجھ پر دیا کرے، میں جنم جنم اس کا احسان مانتی رہوں گی۔"

"دیکھو۔ میں اپنی ستارہ کی تلاش کی خاطر اپنی ایک آنکھ کھو چکا ہوں۔" میں نے اپنی بائیں آنکھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "مگر میں اتنا پرامید نہیں ہوں اگر اب بھی میری ستارہ مجھے واپس مل گئی تو میں سمجھوں گا کہ یہ سودا مہنگا نہیں رہا۔"

"سلطان جی! کیا تم واقعی اپنی آنکھ کے لئے دکھی ہو؟" ناگ رانی نے مجھے مخاطب کیا۔

"تم تو انجان بن رہی ہو!" میں نے تلخ آواز میں کہا۔ میرے لہجے میں ہلکا سا کرب ابھر آیا تھا۔ "میرے روپ پر ہر عورت کا دل مچل جاتا تھا۔ میری ستارہ کو میری ان چمکیلی آنکھوں میں اپنے سہانے مستقبل کی جھلکیاں نظر آتی تھیں جب وہ دیکھے گی کہ اب میں ایک آنکھ کھو چکا ہوں تو اس کے دل پر کیا بیتے گی۔"

"ہوں۔" ناگ رانی پرخیال انداز میں بولی۔ "اس کا اپائے بھی ہو سکتا ہے۔" پھر وہ فیصلہ کن لہجے میں بولی۔ "تمہاری آنکھ اور جے سیکا کی شکتی ضرور واپس آ جائے گی پر پہلے ہمیں کالی بھوری کے اس جزیرے سے نکلنا ہے اس کے بعد ہی میں یہ سب سوچ سکوں گی۔"

"ناگ شیلا!" میں چیخ کر اس سے بغل گیر ہو گیا۔ "کیا واقعی میری کھوئی ہوئی آنکھ مجھے مل جائے گی؟"

"ہاں۔ ہاں۔ ذرا دھیرج سے کام لو۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ اپنا چہرہ میری چھاتی میں چھپاتے ہوئے جذباتی آواز میں بولی۔

اپنی ایک آنکھ سے محرومی کا احساس میرے لئے مستقل دکھ کا باعث بنا ہوا تھا۔ اپنی معذوری کے بعد مجھے پہلی بار خدا کی اس نعمت کا احساس ہوا تھا جو وہ تندرستوں کو بخشتا ہے۔ جسمانی معذوری اور محرومی کا عذاب ان کے لئے تو واقعی ناقابل برداشت ہوتا ہو گا جو مکمل طور پر کسی قوت سے محروم ہوتے ہوں گے۔ مجھ پر تو پھر بھی میرے رب کا کرم تھا کہ اس نے میری ایک آنکھ سلامت رکھی۔ اگر ناگ رانی تتلی بن کر آخری لمحات میں جل منڈل کی سرزمین پر نہ آ پہنچتی تو اس وقت شاید میں اندھا ہی ہو چکا ہوتا بالکل اس کتے کی طرح جس کے بہروپ میں شیش ناگ، میرے اور ناگ رانی کے قدموں میں لوٹ رہا تھا۔

سورج طلوع ہونے کے بعد جب ہواؤں کی خنکی میں طلائی کرنوں کی حرارت سرایت کرنے لگی تو ناگ رانی نے کالی بھومی سے روانہ ہونے کا قصد کر لیا۔ اس کی ہدایت پر میں نے اپنی آنکھیں۔ ایک آنکھ بند کر لی۔ ست سیکا نے بھی میری تقلید کی۔ پھر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرا بدن روئی کے گالوں اور ہواؤں کے دوش پر تیرتے بادلوں کی طرح سبک ہو گیا ہو۔ میں خود کو فضا میں اڑتا اور ہلکے پھلکے پرندوں کی طرح پرواز میں مصروف محسوس کر رہا تھا۔ بے اختیار میرا جی چاہا کہ بلندی سے کالی بھومی کے اس پراسرار جزیرے پر الوداعی نظر ڈالوں لیکن اس کی جرأت نہ کر سکا۔ میں جانتا تھا کہ آنکھ کھولتے ہی ناگ رانی کا وہ فسوں ٹوٹ جائے گا جس کے سہارے میں فضا کی وسعتوں میں تیر رہا تھا اور اس کے بعد میں اپنے بوجھ کے ساتھ زمین پر گر جاتا جس کا تصور ہی لرزہ خیز تھا۔

جب سبک اندامی کا یہ احساس ختم ہوا تو ناگ رانی کی مسحور آواز میرے کانوں میں ترنم بکھیر گئی۔ "آنکھیں کھول لو سلطان بابا!"

میں نے آنکھیں کھولیں اور خود کو سون باٹ کے اسی ویران جنگل میں کھڑا پایا جہاں سے میں، ناگ راجہ کے خوف کے باعث، ناگ رانی اور ست سیکا کے ہمراہ جل منڈل کے لئے فرار ہوا تھا۔ قریب ہی ترپال کا وہ مضبوط خیمہ جوں کا توں موجود تھا جس

کے پردے میں، میں نے ست سیکا کے وجود میں چھپی ہوئی عورت کو پہلی بار دریافت کیا تھا۔

میں نے پلٹ کر دیکھا، ست سیکا میرے عقب میں ناگ رانی کے ہمراہ کھڑی ہوئی تھی۔ اس کی لمبی لمبی سیاہ زلفیں اس کے سینے پر مچل رہی تھیں، اس کے ہونٹوں پر وہی ہلکی سی سرخی، رخساروں پر وہی دودھیا نکھار اور سیاہ غزالی آنکھوں میں وہی معصومیت رچی ہوئی تھی جس نے پہلی بار مجھے مسحور کر دیا تھا۔ ناگ رانی کے چہرے پر گہرا سکون نمایاں تھا۔ میں نے آس پاس نظر ڈالی لیکن وہ اندھا سیاہ کتا کہیں نظر نہ آیا۔

"شیش ناگ کہاں ہے کوشیلا؟" میں نے چونک کر ناگ رانی سے پوچھا۔

"مجھ سے بھول ہو گئی۔" وہ ٹھہری ہوئی آواز میں بولی۔ "کالی بھومی سے چلتے سمے وہ میرے ساتھ تھا۔ میں نے سون باٹ کے اس جنگل کا رخ کر کے بڑی بھول کی۔ سون مندر پر سے آتے ہوئے وہ مکار میری نظر بچا کر بھاگ نکلا اور میرا وار ہونے سے پہلے سون مندر میں جا گھسا۔ اب میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اپنی شکتی لوٹ آنے تک وہ کبھی میرے سامنے نہیں پڑے گا۔ مجھے کالی بھومی پر ہی اس کا جھٹکا کر دینا تھا۔"

"جیون کے کھیل ہی نرالے ہوتے ہیں رانی جی۔" ست سیکا دکھ بھرے لہجے میں بولی۔ "اس پر کسی کا بس نہیں۔ اب مجھے ہی دیکھ لو، میرا جیون بے مزہ ہو کر رہ گیا ہے، میری تو بھگوان سے پرارتھنا ہے کہ میری آتما کو اپنے دوار بلا لے۔"

"جیون سے دل بھر گیا ہے؟" ناگ رانی نے اس کی طرف دیکھ کر معنی خیز لہجے میں کہا۔

"ہاں رانی جی!" ست سیکا بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "مجھے ہر چیز بھولی بھولی سی معلوم ہوتی ہے پر میرا من کہتا ہے کہ میں یہ سب جانتی تھی۔ یہ تو بڑا اتیاچار ہے کہ میں اپنے ہی سنسار میں پرایوں کی طرح زندہ ہوں۔۔۔ اس جیون سے تو موت ہی اچھی ہے۔"

"سلطان جی!" ناگ رانی مجھ سے مخاطب ہوئی۔ "یہ چھولداری دیکھ کر ست سیکا کے من میں ہوک سی اٹھی ہے۔ تم اسے اندر لے جا کر اس کا من بہلاؤ، میں تمہاری

نکلنے کا کوئی راستہ ڈھونڈتی ہوں۔"

میں مسکرا دیا۔ "سون مندر یہاں سے قریب ہے' کوئی خطرہ تو نہیں ہوگا۔"

"نہیں نہیں!" وہ جلدی سے بولی۔ "سنگا تمہارے پاس ہے شیو ناگ تمہارے مقابلے پر آیا تو کتے کی موت مارا جائے گا۔ وہ اتنا بے وقوف نہیں ہے کہ اپنی کھوئی ہوئی شکتیاں پلٹ کرنے سے پہلے ناگ بھون سے باہر آ سکے۔ تم کو اس کی چنتا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ انسانی ہوئی درختوں کے ایک جھنڈ کے عقب میں روپوش ہو گئی اور میں بے سیکا کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے ہمراہ پھلواری میں لے آیا۔

ہمارے پردے گرے ہونے کے سبب پھلواری میں اندھیرا سا چھایا ہوا تھا۔ خواب ناک اور دعوت آمیز اندھیرا اور اس دھندلاہٹ کی اوٹ میں وہی پتوں کا پیال نظر آ رہا تھا جس پر میں نے پہلی بار بے سیکا کی قربت کی لذت چکھی تھی۔ پوری پھلواری میں جنگلی پھولوں کی مانوس اور تیز بو رچی ہوئی تھی جو شاید ناگ رانی کے نامعلوم کارندوں نے پراسرار طور پر پیال پر بکھیر دیئے تھے۔

باہر کی فضا میں آزاد پرندوں کا ملا جلا شور مجھ پر عجیب سی خود سپردگی طاری کر رہا تھا۔ بے سیکا کو اپنی بانہوں میں سنبھالے اس پیال تک لے گیا۔ وہ مچلتے ہوئے پتوں اور پھولوں کے اس نازک سے بستر پر میرے پہلو میں بیٹھ گئی۔

"بے سیکا! تم کو اداس دیکھ کر مجھ میں زندگی کے لئے لڑنے کا حوصلہ ماند پڑتا جا رہا ہے' مجھے یوں محسوس ہونے لگا ہے جیسے ناگ بھون محض میرا ایک وہم ہے۔ میں اپنی ستارہ کے فراق میں یوں ہی دیوانہ وار بھٹکتے ہوئے ایک روز کسمپرسی کی موت مارا جاؤں گا۔" میں نے اپنے دلی احساسات کو الفاظ میں ڈھال دیا۔

"تمہیں تو اپنی پتنی سے پریم ہے سلطان جی! میں یہ خوب جانتی ہوں' پھر بھلا میں کس کے کارن زندہ رہوں۔" وہ درد بھری آواز میں بولی۔

"میری خاطر!" میں مفکرانہ انداز میں اس کے قریب کھسک آیا۔ "قربانی تو تمہارا دھرم بھی سکھاتا ہے۔ میں شاید تمہیں خود غرض نظر آتا ہوں لیکن یقین کرو بے سیکا۔ میں تمہیں صرف کھلونا نہیں سمجھتا۔ ستارہ میری زندگی ہے اور اب اس کی بازیابی

میری زندگی کا مشن ہے لیکن اس کے بعد تم دوسری عورت ہو جس کے لئے میں نے اپنے دل میں کسک محسوس کی ہے۔"

"ناگ رانی بھی تو تمہیں چاہتی ہے۔" وہ میرا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔

"چاہا کرے!" میں نے تیز لہجے میں کہا۔ "تم خوب جانتی ہو کہ اس کی چاہت محض نفس کی تسکین تک محدود ہے اب چونکہ قوتیں حاصل ہیں اور حالات نے مجھے اس سے سمجھوتہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے میرا دل زخم خوردہ ہے اور میں وقتی سکون کے لئے اس سے دل بہلا لیتا ہوں۔ اس سے بڑھ کر ناگ رانی سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ شاید ستارہ کی آزادی کے بعد وہ میرے لئے ایک بھولا بسرا خواب ہو کر رہ جائے گی۔"

وہ آہستہ سے ہنس پڑی۔ "تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں اس بھرے سنسار میں سب ہار چکی ہوں۔ مجھے تم سے پریم ہے پر تم ستارہ سے منہ نہیں موڑ سکتے۔ اب میں زندہ رہوں گی' تمہاری اور تمہاری پتنی ستارہ کے پوتر ملاپ کی خاطر! اب تم کبھی مجھے دکھی نہ پاؤ گے۔"

"بے سیکا! تم کتنی اچھی ہو۔ تمہارا دل بھی تمہارے مکھڑے کی طرح خوبصورت ہے۔" میں نے بے اختیار اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا۔

شام کا دھندلکا پھیلنے سے ذرا دیر قبل جب میں بے سیکا کے ہمراہ درختوں سے جنگلی پھل توڑ کر کھا رہا تھا تو کسی جانب سے ناگ رانی نمودار ہوئی۔ اس کے چہرے سے غصے کے آثار ہویدا تھے۔ اس کے ساتھ بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والا ایک گنوار دیہاتی فرد سینہ تانے چلا آ رہا تھا۔ اس دیہاتی کا ایک ہاتھ بڑے بے تکلفانہ انداز میں ناگ رانی کی پتلی سی کمر میں پڑا ہوا تھا۔

ان دونوں کی یہ بے تکلفی مجھے بڑی گراں گزری۔ میری مردانہ حمیت نے یہ گوارا نہ کیا کہ جسمانی ہی سہی' لیکن مجھ سے تعلق رکھنے والی ایک عورت کے جسم پر کسی دوسرے مرد کا تصرف ہو۔ اس دیہاتی کا فاتحانہ انداز اور اس کے چہرے سے ٹپکتی مسرت مجھے صاف صاف بتا رہی تھی کہ وہ ناگ رانی کے حسین بدن سے کھیل چکا ہے اور نہیں تو کم از کم ابتدائی دست درازیاں تو کر ہی چکا ہے۔

"اس لڑکی کی کمر سے ہاتھ ہٹا لے۔" میں نے زمین سے درخت کی ایک شاخ اٹھاتے ہوئے اس دیہاتی کو خونخوار لہجے میں للکارا۔

"بیا تیری جورو لگتی ہے۔" وہ دیہاتی ناگ رانی کے جوان بدن کے لمس سے شاید آسمانوں میں اڑ رہا تھا اس نے میرے لہجے پر کوئی توجہ نہ دی۔

"سلطان جی!" ناگ رانی میرے تیور دیکھ کر بوکھلا کر بولی۔ "پاگل نہ بنو' بات سمجھنے کی کوشش کرو۔"

اس کے لہجے میں کوئی ایسی ناقابل بیان خاص بات تھی کہ میرے بڑھتے ہوئے قدم خود بخود رک گئے اور مجھے فرض کر لینا پڑا کہ اس دیہاتی سے ناگ رانی کی بے تکلفی بلاسبب نہیں ہے۔

"سن لیا" وہ دیہاتی ناگ رانی کے الفاظ سن کر اور پھول گیا۔ "یہ خود کھیتوں میں چلتی میری کٹیا پر آئی۔ میرے گاؤں کی لڑکیاں بھی مجھ پر مرتی ہیں' پر میرا دل اس کی اداؤں پر پھسل گیا۔ کھیتوں میں فصل نہ کٹ رہی ہوتی تو شاید میں گاؤں چل کر یہاں تک نہ آتا سارا مزا وہیں نمٹ جاتا۔"

اس کی بیہودہ سرائی سن کر میرا خون کھول اٹھا۔ میری زبان بمشکل رک سکی کیونکہ ناگ رانی نے اس دیہاتی سے نگاہیں بچا کر مجھے اشارہ کیا تھا۔

"یہ تیرا کون ہے؟" اس دیہاتی نے ناگ رانی کی پشت پر ہاتھ مار کر اس سے میرے بارے میں سوال کیا۔ اس کا لہجہ خاصا تضحیک آمیز تھا۔

ناگ رانی نے آہستہ سے اس سے کچھ کہا اور وہ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ اس کی آواز میں جو جھل پن رچا ہوا تھا نہ جانے وہ کتنی دور سے ناگ رانی کے ہمراہ چلا آ رہا تھا۔

خیمے میں داخل ہوتے ہوتے اس دیہاتی نے بڑے والہانہ انداز میں جھک کر ناگ رانی کے رخسار کا بوسہ لیا اور اس نے کوئی تعرض نہ کیا۔ مجھے صورت حال خاصی مشکوک نظر آ رہی تھی۔ ان دونوں کے اندر چلے جانے کے بعد میں نے بے سیکا کو باہر ہی رکنے کا اشارہ کیا اور خود دبے قدموں چھولداری کی طرف بڑھنے لگا۔

ابھی میں چھولداری سے چند قدم دور ہی تھا کہ ناگ رانی تیزی سے باہر نکلی مگر

KHAN BOOK
STATIONARY AND LIBRARY
RAWALPINDI

آئی۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ "سلطان جی! خود پہ قابو رکھو' میں بڑی مشکل سے اسے پھانس کر لائی ہوں' اسے ذرا بھی شک ہو گیا تو سارا کھیل بگڑ جائے گا۔"

اس سے پہلے کہ میں کچھ دریافت کرتا وہ واپس چھولداری میں چلی گئی۔

ناگ رانی کی وضاحت نے معاملہ اور الجھا دیا تھا۔ میں چور قدموں سے چھولداری تک پہنچ ہی گیا اور ایک جھری سے آنکھ لگا کر اندر جھانکنے لگا۔ وہاں چٹائی کے پہلو پر ناگ رانی اور وہ دیہاتی' دونوں پہلو بہ پہلو لیٹے ہوئے تھے' وہ دیہاتی آپے سے باہر ہوا جا رہا تھا اور فوراً ہی ساری حدود سے تجاوز کرنے پر تلا ہوا تھا جب کہ ناگ رانی محتاط انداز میں مزاحمت کر رہی تھی۔

"تم ذرا دم لے لو' وہ سو جائے گا تو یہ رات میں تمہارے ہی پاس گزاروں گی۔ اس کے دھیان میں ہے۔ تمہیں لوٹنے پر ہی نہ اتر آئے۔" ناگ رانی کی آواز میرے کانوں میں آئی۔

"تو بڑی سندر ناری ہے۔ میرا من چاہتا ہے کہ تجھے اپنے شریر میں چھپا لوں۔ تو کہے تو میں ابھی اس کا کام تمام کئے دیتا ہوں' اب پل بھر جانے دینا مجھے کٹھن نہیں آئے گا۔" وہ دیہاتی ناگ رانی پر چھایا جا رہا تھا۔

بے اختیار مجھے حیدر شاہ کے الفاظ یاد آئے کہ ناگ رانی عیاش فطرت کی مالک ہے۔ وہ خوبرو اور کڑیل جوانوں سے اپنی آغوش بسانے کی عادی ہے۔ شاید اب وہ مجھ سے اور میری آغوش سے اکتا چکی تھی اس لئے ایک نیا شکار پھانس کر لائی تھی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ اس اجنبی کو میرے سامنے لانے میں اس کی کیا مصلحت تھی؟ میں اس موضوع پر جتنا سوچتا رہا اسی قدر الجھن بڑھتی چلی گئی لیکن کوئی بھی سرا ہاتھ نہ آیا۔ ناگ رانی یقیناً کوئی لمبا کھیل کھیل رہی تھی۔

میں زیادہ دیر تک ان دونوں میں چھڑی ہوئی کشمکش کا منظر نہ دیکھ سکا اور چھولداری کے قریب سے ہٹ کر واپس بے سیکا کے پاس آ گیا اور اپنی جھنجھلاہٹ سے نجات پانے کے لئے اس سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگا۔

بظاہر تو میں بے سیکا کے قریب موجود تھا لیکن میرا دماغ اسی چھولداری میں گھوم

رہا تھا۔ جیسے جیسے ناگ رانی کی واپسی میں تاخیر ہوتی جا رہی تھی میرا پارہ چڑھتا جا رہا تھا۔ میرے تصور میں ناگ رانی اور اس دیہاتی کی ایسی ایسی تصویریں ناچ رہی تھیں کہ میری آنکھوں میں خون اترتا آ رہا تھا۔

آخر کار ناگ رانی بڑے مشتعل انداز میں پھلواری سے نکلتی نظر آئی۔ اس کا رخ میری ہی جانب تھا اس کی جلتی بجھتی نظریں مجھے پاگل کئے دے رہی تھیں۔

"اتنی دیر یہاں کیا کیا؟" اس کے قریب آنے پر میں اپنے غصے پر قابو نہ پا سکا اور مٹھیاں بھینچتا بے بیکا کے پہلو سے اٹھ گیا۔

"میری بات پر وشواس کرو کہ وہ اپنی ہمت پوری نہیں کر سکا۔" وہ پرسکون اور بے خوف لہجے میں بولی۔ "میں اس کی تسلی کر آئی ہوں اب وہ اپنی مرضی سے گہری نیند سو جائے گا۔ میں اسے تمہاری خاطر یہاں لائی ہوں۔"

"میری خاطر" میں نے بدھ کر اسے جھنجھوڑ ڈالا۔ "میرا مذاق اڑا رہی ہو۔"

"اس میں کھوٹ نہ لاؤ سلطان جی!" وہ دھیمی آواز میں بولی۔ "میں نے بڑی مشکل سے اسے ڈھونڈا ہے دور دور تک تمہاری جیسی آنکھوں والا کوئی نہ تھا۔ جب تک یہ اپنی مرضی سے نہ سوئے گا اس کی آنکھ تمہاری خراب آنکھ کی جگہ نہ پہنچا سکوں گی۔ میں نے تمہارے بھلے کے لئے یہ سب کیا ہے۔"

یک بیک میرا غصہ کافور ہو گیا۔ "تو تم اس کی آنکھ کی روشنی مجھے دے دو گی۔"

"ہاں!" ناگ رانی نے اطمینان سے اپنے سر کو جنبش دی۔ "جب تک یہ زندہ رہے گا تمہاری اندھی آنکھ بھی روشن رہے گی اور جس دن یہ مرے گا تمہاری اندھی آنکھ میں پھر اندھیروں کا راج ہو جائے گا۔"

"کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ میری بینائی ہمیشہ کے لئے لوٹ آئے؟" میں نے جھنجھلائے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔" وہ مایوسانہ لہجے میں بولی۔ "جب یہ مر جائے گا تو تمہاری دونوں آنکھیں روشن رکھنے کے لئے مجھے کوئی نیا آدمی ڈھونڈنا پڑے گا۔ تمہارے جیون میں یہی چکر چلتا رہے گا۔"

"اچھا" میں نے ایک گہرا سانس لیا۔ "اب تم کیسے اس کی آنکھ میری اندھی

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
[illegible]

آنکھ سے بدلو گی؟"

"اسے سو جانے دو۔ پھر تم اس کے برابر میں اوندھے ہو کر لیٹو گے میں اپنی آنکھوں کی شکتی سے تمہیں گہری نیند سلا دوں گی۔ جب تم جاگو گے تو تمہاری دونوں آنکھیں روشن ہوں گی اور اس کی ایک آنکھ غائب ہو چکی ہو گی۔"

مجھے مطمئن کرنے کے بعد ناگ رانی دوبارہ پھلواری میں چلی گئی میں بے بیکا کے ہمراہ سرد رات میں باہر بیٹھا ناگ رانی کے اشارے کا انتظار کرتا رہا۔

انتظار کے وہ لمحے بڑے ہی کٹھن گزرے۔ ایک گھنٹے بعد ناگ رانی نے پھلواری ہی میں سے مجھے پکارا اور میں بے بیکا کو ہمراہ لے کر اندر چلا گیا۔

پھلواری میں ایک چھوٹی سی موم مشعل فروزاں تھی۔ اس کی لرزتی ہوئی زرد روشنی میں چمن کے کشادہ پیال پر وہی دیہاتی بے سدھ پڑا سو رہا تھا جسے شام کو ناگ رانی اپنے ہمراہ لائی تھی۔ اس کے قریب وہ خود بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کا رچاؤ نمایاں تھا۔

"اس کے الٹے ہاتھ پر اوندھے ہو کر لیٹ جاؤ۔" ناگ رانی نے مجھے ہدایت کی اور میں نے فوراً ہی اس کی تعمیل میں پیال پر اپنی جگہ سنبھال لی۔

میرے لیٹنے کے بعد ناگ رانی میرے سرہانے پہنچی۔ اس کی ہدایت پر میں نے اس سے نظر ملائی اور پھریری لے کر رہ گیا۔ پھلواری میں پھیلی ہوئی زرد روشنی میں اس کی بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں سرخ شعلوں کی طرح دہک رہی تھیں اور ان میں سے خارج ہونے والی عجیب مقناطیسی لہروں کا ایک طوفان میری آنکھ کے راستے میرے بدن میں سرایت کر رہا تھا۔

میں بس چند سیکنڈ ہی اپنے حواس میں رہا پھر میرے سامنے ناگ رانی کی بڑی بڑی شعلہ بار مقناطیسی آنکھوں کے سوا کچھ باقی نہ رہا اور غنودگی کی ست دبیز دھند میرے جسم اور اعصاب کو اپنی لپیٹ میں لیتی چلی گئی۔

میری یہ کیفیت کتنی دیر باقی رہی میں نہیں کہہ سکتا۔ کسی ترغیب کے بغیر میری آنکھ خود بخود کھلی تھی۔ مجھے اس پھلواری میں گزرا اور مدھم روشنی کے دو زرد شعلے لرزتے نظر آئے۔ میں نے پلکیں جھپکا کر غور سے ان روشن شعلوں پر نگاہ

مراز کیں تو میرا دل مسرت سے بلیوں اچھل پڑا۔ میری دوسری آنکھ کی بینائی واپس آ چکی تھی۔ میں نے بے یقینی کے عالم میں اپنی داہنی آنکھ بند کر کے اس حقیقت کی تصدیق کی تو میری خوشیوں کا کوئی ٹھکانا نہیں رہا۔ جل منڈل کی بھیانک سرزمین پر آیا ہوا ابدی ظلم منڈل ہو چکا تھا۔ میں نے بے چینی کے ساتھ ہر طرف نگاہیں دوڑائیں ناگ رانی' بے میکا کے ہمراہ ایک گوشے میں کھڑی فاتحانہ شان سے مسکرا رہی تھی۔ پیال پر میرے پہلو میں وہ وساتی ابھی تک بے خبری کی نیند سو رہا تھا جسے ناگ رانی اپنے شباب کے دام میں الجھا کر وہاں تک لائی تھی۔ میں اضطراری طور پر پیال سے اٹھ پڑا اور غور سے اس وساتی کی آنکھوں کا جائزہ لیا۔ اس کی داہنی آنکھ بالکل اصلی حالت میں تھی لیکن بائیں آنکھ کی جگہ ایک گہرا گڑھا نمایاں تھا۔ اس کی نصف بصارت میرے حصے میں آ چکی تھی اور وہ اس ہولناک حقیقت سے بے خبر ابھی تک نیند کی خود فراموش دنیا میں کھویا ہوا تھا۔

"سلطان کی آنکھوں کی روشنی مبارک ہو۔" ناگ رانی کی دھیمی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

میں بے اختیار ناگ رانی کی طرف لپکا اور والہانہ انداز میں اسے اپنی باہوں میں سمیٹ لیا' اس کے دہکتے ہوئے نرم رخساروں کا لمس میرے تشنہ لبوں نے محسوس کیا اور میں بالکل ہی دیوانہ ہو گیا۔ میں اپنی محسن کو اس کی کامیاب اعانت پر یادگار تحفوں کا انعام دینے کو بے چین ہوا جا رہا تھا۔

"ٹھنڈے دماغ سے کام لو۔" وہ مجھ سے الگ ہٹتے ہوئے بولی۔ "ذرا ہی دیر میں یہ احمق وساتی جاگ جائے گا اور ہمارے سر پڑ جائے گا۔ اس سے پہلے کہ اسے اپنی آنکھ جانے کا پتہ چلے' ہم سب کو یہاں سے دور نکل جانا چاہیے۔"

اس کی بات معقول تھی۔ میں فوراً ہی رنگین تصورات کی حرارت انگیز دنیا سے نکل آیا اور ہم تینوں بڑی عجلت کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

راستہ دشوار گزار تھا۔ جنگلی جھاڑیوں' کانٹوں اور تنگ پگڈنڈیوں سے گزرتے ہم ایک طرف بڑھتے رہے۔ جنگل کا علم' صرف ناگ رانی ہی کو تھا جو ہماری رہبری کر رہی تھی۔

STATIONARY AND LIBRARY
F-... MOHTAR ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH.55...
PROF ALI KHAN

ابھی ہمیں سحر کے میٹھے اجالے اور خنک ہواؤں میں چلتے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک بار پھر میں ہولناک اذیت میں مبتلا ہو گیا۔ میرے پیٹ میں چھپے ہوئے ننھے سانپ میری کوکھ پر تخریب کرنے پر اتر آئے تھے۔ اگن ناگ مجھے تڑپا تڑپا کر کسی کنواری کے خون کی بھینٹ طلب کر رہا تھا۔ میں اپنے پیٹ کو دونوں ہاتھوں سے تھامے بری طرح کراہتا زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

میکا بے چین ہو کر میرے قریب آئی اور مجھے سنبھالا دینے کی کوشش کرنے لگی۔ اس کی بڑی بڑی غزالی آنکھیں میری حالت پر نمناک ہو چکی تھیں۔ اس نے میرا چہرہ اپنی نرم و نازک ہتھیلیوں میں لے کر مجھے بچوں کی طرح بہلانا چاہا لیکن میں اپنی اذیت کو فراموش نہ کر سکا۔ جل منڈل کی سرزمین سے باہر قدم رکھتے ہی اس درد نے مجھے پریشان کر دیا تھا۔ ان تابڑ توڑ دوروں نے میری قوت ارادی کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

خاصی دیر کے بعد یہ درد اسی تیزی کے ساتھ غائب ہو گیا جس تیزی کے ساتھ پیدا ہوا تھا۔ میں اس ناگہانی دورے کے باعث بہت زیادہ نقاہت محسوس کر رہا تھا۔ جب میں کھڑا ہوا تو موہوم اندیشوں کے باعث میری ٹانگیں اور پنڈلیاں آہستہ آہستہ لرز رہی تھیں کیونکہ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ اذیت ناک دورہ کب دوبارہ مجھے اپنے چنگل میں دبوچ لے گا۔

ناگ رانی کے سہارے میں زمین سے اٹھا تو اس کی آنکھوں میں اپنے لیے ہمدردی و تشویش کے ملے جلے تاثرات نظر آئے۔ وہ دلی طور پر میرے لیے متفکر نظر آ رہی تھی۔ معصوم صورت میکا کے چہرے سے بھی ایسی ہی دلی کیفیت نمایاں نظر آ رہی تھی۔

"اس تکلیف کے کارن تمہارا حال برا ہوتا جا رہا ہے۔ اب کسی ٹھکانے پر پہنچتے ہی سب سے پہلے اگن ناگ کی بھینٹ کا انتظام کرنا پڑے گا۔" چند لمحوں تک خاموشی رہنے کے بعد ناگ رانی بولی۔

"لیکن اب ہم کس طرف جا رہے ہیں؟" میں نے تھکی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"ہم مہاندی کے کنارے چل رہے ہیں' تھوڑی دیر میں پہاڑی کے قریب جا پہنچیں گے۔ وہاں ایک اجاڑ سا آشرم ہے۔ ہم اسی میں ٹھہریں گے۔" ناگ رانی نے جواب دیا۔

چار پانچ گھنٹے کی اس دشوار گزار مسافت میں مجھے ہر آن یہ دھڑکا لگا رہا کہ کہیں دوبارہ میں پیٹ کے ناقابل برداشت درد میں مبتلا نہ ہو جاؤں لیکن خدا کا شکر ہے کہ یہ سفر سکون سے کٹ گیا اور ہم ایک مختصر سی آبادی کے عقب سے گزر کر پتھر اور چونے سے بنی ہوئی قدیم طرز کی ایک عمارت کے پرہیبت احاطے میں پہنچ گئے۔ ناگ رانی نے مجھے بتایا کہ سو سوا سو برس پہلے تک وہ عمارت اناتھ آشرم تھی۔ چند بھیانک واقعات کے بعد اس کے رکھوالے وہاں سے نکل بھاگے تھے جس کے بعد سے وہ عمارت ویران پڑی ہوئی تھی۔

اس وقت دوپہر کا وقت شروع ہو چکا تھا۔ باہر ہر طرف سورج کی چمکیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی لیکن جب ہم بوسیدہ چوبی پھاٹک کی بغلی کھڑکی عبور کر کے اس اناتھ آشرم کی عمارت میں داخل ہوئے تو اندر قدم قدم خود رو جھاڑیوں کا جنگل سنسنا رہا تھا جیسے قرنوں سے اس زمین پر کسی ذی روح کے قدم نہ پڑے ہوں۔ خنک ہوا کے جھونکوں میں خزاں رسیدہ زرد پتے زمین کے خالی حصوں پر اڑتے پھر رہے تھے اور اس اناتھ آشرم کے وسیع احاطے میں بھیانک سی ویرانی پھیلی ہوئی تھی۔

ناگ رانی آگے بڑھ کر جھاڑیوں کے درمیان راستہ بنانے لگی۔ میں جے سیکا کا ہاتھ تھامے سنبھل سنبھل کر اصل عمارت کی طرف بڑھتا رہا۔ کئی بار گھنی جھاڑیوں کی اوٹ سے لمبے لمبے سانپ سرسراتے ہوئے بھاگے لیکن ہم سے کسی نے کوئی تعرض نہ کیا۔ شاید ناگ رانی اور اس کے منکے کی موجودگی نے انہیں ہراساں کر دیا تھا۔ اس مفروضے کی بنا پر میں نے وہاں سانپوں کی موجودگی پر زیادہ توجہ نہیں دی۔

جب ہم اصل عمارت میں داخل ہوئے تو اندر قدم رکھتے ہی گھپ اندھیرے نے ہمارا استقبال کیا۔ مخصوص وضع کے بنے ہوئے ہال کی چھت سے لٹکی ہوئی بے شمار چمگادڑیں چیخ چیخ کرتی ہمارے سروں پر منڈلانے لگیں۔ ان کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ سے ہال کی تاریک فضا میں گرد و غبار کا ایک طوفان سا اٹھنے لگا جس کا احساس مجھے اپنی سانس کی نالی کی خراش سے ہو سکا۔

اس تاریک اور ڈراؤنے ماحول نے مجھے خاصا خوف زدہ کر دیا تھا۔ اپنے تحفظ کا پورا یقین ہونے کے باوجود میں چمگادڑوں سے خائف تھا اور غیر ارادی طور پر میں نے

STATIONARY AND LIBRARY
RAWALPINDI
PROP: ALI KHAN

جے سیکا کا ہاتھ چھوڑ کر اپنے سر پر دونوں ہاتھوں کی ڈھال بنا لی تھی۔

سیلن اور چمگادڑوں کی بو میں رچی ہوئی فضا میں چند قدم آگے بڑھنے کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ میں اس ہال میں تنہا رہ گیا ہوں۔ پلٹ کر دیکھا تو دس پندرہ گز دور ٹوٹے ہوئے تختے کی وہ مختصر سی روشن خلا چمکتی نظر آئی جسے پھلانگ کر میں اندر آیا تھا۔ میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ میں اس ہال میں تنہا رہ گیا ہوں۔ میں نے رک کر ناگ رانی اور جے سیکا کے قدموں کی آہٹ پر کان لگانے چاہے لیکن سب بے سود اور وہاں چمگادڑوں کے شور اور میرے تیز سانسوں کے سوا کوئی تیسری آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

میں جن غیر یقینی اور پراسرار حالات میں گھرا ہوا تھا ان کے پیش نظر میرا گھبرا جانا قدرتی سی بات تھی۔ مجھے شبہ ہوا کہ شاید ناگ رانی مجھے دھوکے سے کسی جال میں پھنسا کر نکل گئی ہے اور اب کسی نہ کسی طرح مجھے مجبور کر دے گی کہ میں اس کا منکا فوراً اسے لوٹا دوں۔

منکے کا خیال آتے ہی میرے دل کو کچھ تقویت ہوئی مجھے معلوم تھا کہ جب تک ناگ رانی کا منکا میرے قبضے میں ہے وہ میرا ہر حکم ماننے پر مجبور ہے۔ میں نے دل ہی دل میں اسے اپنے قریب طلب کیا۔ پل بھر میں ہی وہ ڈراؤنا ہال کسی کے قدموں کی چاپ سے گونجنے لگا۔ جو لمحہ بہ لمحہ میرے قریب آتی جا رہی تھی۔ تاریکی کے سبب میں آنے والے کی شکل و صورت نہ دیکھ سکا۔

"کون ہے؟" میں نے تیز اور گھبرائی ہوئی آواز میں آنے والے کو للکارا۔

"سلطان جی!" ناگ رانی کی مانوس اور تحیر آمیز آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ "تم یہیں بھٹک رہے ہو اور میں اندر تمہارا انتظار کر رہی تھی۔"

یہ کہتے کہتے وہ میرے قریب آ پہنچی۔

"اندر؟" میں نے حیرت سے کہا۔ "کیا اندر اور بھی کوئی کمرہ ہے؟"

اندھیرے میں اس کی دھیمی سی ہنسی کی آواز ابھری۔ "تم نے باہر سے جتنی دیکھا یہاں کئی کمرے بنے ہوئے ہیں اور سب کے راستے اسی کمرے سے گزرتے ہیں جہاں ابھی تم کھڑے ہوئے ہو۔"

میں نے اندھیرے میں ٹٹول کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ "بے بیکا کہاں ہے؟"

"وہ سب وہ اندر مہاپجاری کے پاس ہے!" وہ ایک طرف بڑھتے ہوئے بولی۔

"مہاپجاری!" میں چونک پڑا۔ "تم تو کہہ رہی تھیں کہ یہ علاقہ ہزاروں برسوں سے ویران پڑا ہوا ہے؟" میرا لہجہ شکوک سے لبریز تھا۔

"ٹھیک ہی کہتی تھی۔" اندھیرے میں ایک بار پھر اس کی ہنسی کی آواز ابھری۔ وہ اس وقت بہت زیادہ خوش و خرم نظر آ رہی تھی۔

"فضول باتیں نہ کرو ناگ رانی۔" چند لمحوں تک اس کے دوبارہ بولنے کا ناکام انتظار کرنے کے بعد میں نے قدرے تلخ آواز میں کہا۔

"پجاری والوں کے لئے تو یہ اسی برس سے اجڑ پڑا ہوا ہے۔" وہ بولی۔ "ناگوں کے دھرم سے پریم کرنے والے ایسے ہی ویرانوں میں بسا کرتے ہیں۔ یہاں ہمارے مہاپجاری کا آستھان ہے۔ وہ اندر تمہارا راستہ تک رہے ہیں۔ ان کے نین اس جیالے کو دیکھنا چاہتے ہیں جو جل منڈل کی کٹھنائیاں جھیل کر ایک بار پھر اپنی دھرتی پر لوٹ آیا ہے۔"

"پہلے تو تم نے کسی مہاپجاری کا ذکر نہیں کیا تھا۔" میں نے شاکی لہجے میں کہا۔

"تم نے پوچھا کب تھا۔" اس نے معصومانہ لہجے میں یہ کہہ کر مجھے لاجواب کر دیا۔

وہ میرا ہاتھ تھامے آگے بڑھتی رہی پھر اس نے مجھے ایک دروازے کی موجودگی سے باخبر کیا۔ ہم دونوں احتیاط کے ساتھ اس میں سے ہو کر گزرے اور بائیں ہاتھ پر مڑتے ہی ایک دوسرے دروازے میں جا گھسے۔ اس دروازے میں قدم رکھتے ہی میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ اس کمرے میں سفید بالوں والا ایک بے حد نحیف و نزار برہنہ تن بوڑھا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا ستا ہوا استخوانی چہرہ میری جانب تھا۔ اس کے ڈھانچے جیسے بدن سے بے شمار سانپ محبت آمیز انداز میں لپٹے ہوئے تھے۔ کئی وزنی اژدہے اس کی گردن میں زندہ ہاروں کی طرح جھول رہے تھے۔ اس کمرے میں مدھم اور ٹھنڈک آمیز روشنی پھیلی ہوئی تھی جو بوڑھے کے سامنے کنڈلی مار کر بیٹھے ہوئے ایک سانپ کے پیچھے رکھی ہوئی کسی نظر نہ آنے والی چیز سے پھوٹ رہی تھی۔ اس

STATIONARY AND LIBRARY
F-9984 MISHTAR ROAD, MOHRA BAZAI
RAWALPINDI: PH 5354533
PROF ALI KHAN

پوسیدہ کمرے کی دیواروں کے ساتھ بہت سے مٹی کے برتنوں کی قطار لگی ہوئی تھی جن میں دودھ بھرا ہوا تھا اور بہت سے سانپ تیزی کے ساتھ وہ دودھ پی رہے تھے۔

میں نے خوف زدہ انداز میں پورے کمرے کا جائزہ لینے کے بعد ایک بار پھر بوڑھے کی جانب دیکھا۔ اس کی دھندلائی ہوئی بے رونق آنکھیں میری ہی طرف لگی ہوئی تھیں۔

"سلطان!" بوڑھے کے منہ سے کانپتی ہوئی کمزور آواز نکلی۔ "میرے بالک اور میرے قریب آ۔"

میرے قدم غیر ارادی طور پر اس بوڑھے کی طرف اٹھ گئے۔ ناگ رانی مودبانہ انداز میں وہیں جگہ ٹھہری رہی۔ میں اس پراسرار بوڑھے سے بے حد مرعوب اور خائف ہو گیا تھا لیکن خلاف توقع بے بیکا کو وہاں موجود نہ پا کر میرے ذہن میں شکوک و شبہات سر ابھار رہے تھے۔

"آؤ بیٹھو۔" بوڑھے نے اپنے بدن سے لپٹے ہوئے ناگوں اور اژدھوں کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

وہ سارے ناگ اور اژدھے بل کھا کھا کر پھنکارتے ہوئے اس کے بدن سے الجھنے لگے۔ ان کی آوازوں میں دبا دبا احتجاج نمایاں تھا۔ شاید انہیں بوڑھے کی یہ حرکت اس لئے پسند نہیں آئی تھی کہ اس نے ایک انسان کی خاطر اپنے رفیقوں کو علیحدہ ہو جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

پھر بوڑھے نے میرا ہاتھ تھاما اور میں جھرجھری لے کر رہ گیا۔ شاید وہ بوڑھا تپ حرارت میں مبتلا تھا کیونکہ اس کی ہتھیلیاں انگاروں کی طرح تپ رہی تھیں۔

"تیری ساری چالیں معلوم ہیں میرے بالک!" بوڑھے نے میرا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "تیرے دھیان کی شکتی میں بڑا زور ہے جو تو اتنے دکھ جھیل کر بھی جیون رکھنے کی خاطر لڑتا رہا۔ میری پرارتھنا ہے کہ بھگوان تیری شکتی تجھ سے ملا دے۔"

"شکریہ مہاپجاری جی!" میں بمشکل اتنا ہی کہہ سکا۔

"ناگ رانی تجھے یہاں کام ہی سے لائی ہے۔ اسی ناگ نے تیرے جیون پر دیا کی تھی۔ تو نے کسی کنواری کے پوتر خون کا بھیدن کیا تھا۔ اب سمے آگیا ہے کہ تو اپنا

بوجھ اتار دے اور اس دکھ سے جان چھڑا لے جو اب روگ بن چکا ہے؟" وہ پھر بولا۔

"میرا بھی یہی خیال تھا۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"ناگ رانی جی!" بوڑھے نے اس بار کوشلیا کو مخاطب کیا۔ "آج ہی کی رات بلیدان دینے کی تیاری کر لو۔ پجاری کی کنیائیں بڑی اپسرا اور سندر ہوتی ہیں ان میں سے کسی کا پوتر خون سلطان جی کو روگ سے چھٹکارا دلائے گا۔"

"جے سیتا شکتی کا اشنان کر کے لوٹ آئے تو میں سلطان جی کو ان کے پاس چھوڑ کر جاؤں گی۔" ناگ رانی نے جواب دیا اور اب پہلی بار میں نے محسوس کیا کہ وہ چپ زدہ، ضعیف بوڑھا ناگ رانی کے لئے محترم اور قابل تعظیم تو ضرور ہے لیکن وہ مرتبے میں اس سے برتر نہیں ہے۔

بوڑھے نے نرمی سے اپنا گرم ہاتھ میرے ہاتھ پر سے ہٹا لیا۔ "تھوڑے سے انتظار کرو۔ جے سیتا اب آتی ہی ہو گی۔ اسے میرے دو ناگ مہان شکتیوں کے اشنان کے لئے لے گئے ہیں۔"

میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ناگ رانی کے قریب آ گیا اور دودھ کے پیالوں پر جھکے ہوئے سانپ اور اژدھے سمٹ سمٹ کر محبت آمیز قلت کے ساتھ اس بوڑھے کے بدن پر لپٹنے اور جھولنے لگے۔

"بھوک لگی ہو تو دودھ پی لو۔" ناگ رانی نے مٹی کے پیالوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھ سے کہا اور میں حیرت سے اس کا منہ تکنے لگا۔ وہ مجھے ناگوں کا جھوٹا دودھ پینے کی دعوت دے رہی تھی۔

"ڈرو نہیں۔" وہ میری حیرت پر مسکرا کر بولی۔ "ناگوں کا زہر تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اس سے یہاں اس دودھ کے سوا اور کچھ نہیں ملے گا۔"

"مجھے بھوک نہیں ہے۔" میں نے مختصر سا جواب دیا۔

وہ بوڑھا جسے ناگ رانی نے مہا پجاری کہا تھا، اپنے بدن سے لپٹے ہوئے سانپوں کو سہلا رہا تھا، بار بار وہ دبی دبی آواز میں ان سے کچھ باتیں بھی کرنے لگتا تھا۔ مجھے ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا تھا کہ وہ مہا پجاری میرے جیسا کوئی انسان ہے یا انسانی روپ میں کوئی ناگ ہے۔

ناگ رانی کے اشارے نے مجھے ان خیالات سے نجات دلائی اور میں اس کے ہمراہ ویران اداس آشرم کے اس پرہول کمرے کے ایک گوشے کی طرف بڑھنے لگا۔

اس گوشے میں کسی جانور کی دبیز اور نرم کھال فرش پر بچھی ہوئی تھی۔ میں ناگ رانی کے ہمراہ اس پر بیٹھ گیا۔ اس ماحول میں مجھے گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب مجھے کیا کہنا اور کیا کرنا چاہئے۔

جب سکوت کے وہ لمحات بوجھل ہونے لگے تو میں نے ہی زبان کھولی۔ "یہ مہا پجاری کون ہے؟"

"پہنچا ہوا رشی ہے۔" ناگ رانی مدھم آواز میں بولی۔ "اپنا پورا جیون ناگ ناگوں کے دھرم کے کھوج میں بتا دیا ہے اور اسی کی خاطر دنیا تیاگ کر یہاں پڑا ہوا ہے۔"

"تو کیا یہ کوئی انسان ہے؟" میں نے تحیر آمیز آواز میں پوچھا۔

"ہاں انسان تو ہے اور اسے ایسی شکتیاں بھی پراپت ہو چکی ہیں جن کے زور سے یہ بڑے بڑے ناگوں کو وش میں کر سکتا ہے۔ پراتے ساتھیوں سے پیار ہے۔ یہ انہیں بچوں کی طرح پیار کرتا ہے۔ اس کمرے میں جتنے بھی ناگ اور سانپ ہیں سب ایک سے بڑھ کر ایک زہریلا ہے پر دیکھو! یہ بھی کتنے پریم سے اس سے لپٹے پڑے رہتے ہیں اور اس کا شریر چاٹ رہے ہیں۔"

"لیکن یہ مہا پجاری کیسے ہو گیا؟" میری حیرت اور بڑھتی جا رہی تھی۔

"اسے اگنی ناگ نے درشن دیئے تھے۔ انہیں اس کی ناگوں سے پریم کی ادا بھا گئی تھی۔ اگنی ناگ ہمارے دھرم اور سنسار کے سب سے بڑے دیوتا ہیں۔ جب انہوں نے اسے اپنا پجاری بنا لیا تو ہم میں سے کون اس کے منہ آ سکتا ہے۔ یہ شاید پہلا منش ہے جسے ناگوں اور سانپوں سے پاگل پن کی حد تک پریم ہے۔" ناگ رانی نے گہرے عقیدت مندانہ لہجے میں مجھے بتایا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ شخص مجھ سے زیادہ طاقتور ہے۔" میں کوشش کے باوجود اپنے لہجے میں حسد کی جھلکیاں پوشیدہ نہ رکھ سکا۔

"میں یہ تو نہیں کہہ سکتی۔" ناگ رانی کا لہجہ یک بیک افسردہ ہو گیا۔ "میں ناگ

STATIONARY AND LIBRARY
FARON IRSHTAR ROAD SHAHRA BAZAR
RAWALPINDI PH 5234537
PROP ALI KHAN

بھون کی رانی ہوں اور تم میرا منکا چھین کر مجھے اپنی داسی بنا چکے ہو۔ اس دھرتی پر ناگ راجہ اور اس کی رانیاں ناگ دیوتا کی اوتار ہوتی ہیں۔ مجھے پورا وشواش تو نہیں ہے پر میرا من کہتا ہے کہ اس کی شکتی پر میرا زور چل سکتا ہے۔" وہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہوئی پھر اچانک چونک کر بولی۔ "پر تمہیں اس بات کا دھیان کیوں آیا؟"

"ایسے ہی!" میں نے لاپروایانہ انداز میں کہا۔ "اب ذرا یہ بتاؤ کہ شکتی کا استھان کیا ہوتا ہے؟" میں نے اپنی خود اعتمادی لوٹتی محسوس کی۔

"بھارت ورش کے اتر میں پربتوں کی دھرتی ہے وہاں بادلوں سے اوپر ایک چوٹی ہے جہاں برس کے تین سو پینسٹھ دن برف جمی رہتی ہے۔ وہاں پتھروں کے بیچ سے گرم پانی کا ایک جھرنا بہتا ہے جو ہمارے دھرم پتیوں کے کہنے کے مطابق اگنی دیوتا نے پتھروں میں انگلی گھسا کر بہایا تھا۔ اس جھرنے کے گرم پانی میں ساری شکتیوں کا نچوڑ رچا ہوا ہے۔ اس میں نہا کر ناگ دیوتا کے پجاری اپنی آتما اور اپنے من کے روگوں سے چھٹکارا پا لیتے ہیں۔ پر وہاں تک کوئی جا نہیں سکتا۔" ناگ رانی نے آہستہ اور پرجوش آواز میں مجھے بتایا۔

"ناگ دیوتا یہ کون ہے؟" میں نے پوچھا۔

"اگنی ناگ کے کئی نام ہیں اسے اگنی دیوتا بھی کہتے ہیں اور ناگ دیوتا بھی اسی کا نام ہے۔ وہ سپیروں کی برادری میں پوجا جاتا ہے بس یوں سمجھو کہ وہ ہمارا بھگوان ہے۔" ناگ رانی نے مجھے سمجھایا۔

بے اختیار میری نگاہوں کے سامنے وہ منظر گھوم گیا۔ جب جل جنگل میں اگنی پوجا کے دہشتناک اور پرشکوہ تہوار پر اگنی ناگ نے زندہ روپ میں شعلوں سے نکل کر میرے بدن کو اپنی سرد زبانوں سے چھوا تھا۔ وہ منظر یاد آتے ہی میرے بدن میں دہشتناک جھرجھری سی دوڑ گئی۔

"جے میکا اپنی بپتا کے بعد ساری شکتیاں کھو چکی تھی۔ اگر وہ ایمان ہے تو شکتی کے اس استھان میں جل کر مر جائے گی ورنہ پھر پہلے جیسی ہو کر لوٹے گی۔ اس کی ساری کھوئی ہوئی شکتیاں اسے واپس مل جائیں گی۔" ناگ رانی کا لہجہ اب دوبارہ معمول پر آ چکا تھا۔

مہا پجاری لب کھینچتے ہوئے انداز میں سخت اور کھردری زمین پر لیٹ چکا تھا۔ اس کمرے میں موجود زہریلے ناگ اور روپنی اژدھے اس کے بدن کو اپنے نیچے ڈھانپ چکے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد دھندلائی ہوئی روشنی میں لپٹے ہوئے اس کمرے میں کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ میں نے چونک کر گردن گھمائی تو جے میکا کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا۔ اس کے دائیں بائیں دو سیاہ اور مستعد ناگ بے حد فرش پر رینگ رہے تھے۔ جے میکا کے جوان اور پرکشش چہرے پر ناقابل بیان تازگی اور مسرت رچی ہوئی تھی۔ اس کی بڑی بڑی غزالی آنکھوں میں وہی چمک کوند رہی تھی جو پہلی ملاقات میں میرے دل کے نازک تاروں کو چھیڑ گئی تھی۔

"سلطان جی! مجھے میرا کھویا ہوا جیون واپس مل چکا ہے میں تمہارے پاس لوٹ آئی ہوں سلطان جی!" وہ میرے اٹھنے سے قبل دوڑ کر مجھ سے لپٹ گئی۔ فرط مسرت سے اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی اس کے ساتھ ساتھ آنے والے دونوں سیاہ ناگ مہا پجاری کی طرف رینگ رہے تھے۔

میں نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ جے میکا کی والہانہ مسرت کا جواب دیا۔ اس کے لب و رخسار کی حلاوتوں میں میں نے کافی عرصے کے بعد گہرا خمار محسوس کیا۔ وہ کئی منٹ تک یونہی مجھ سے بغل گیر رہی۔ جب وہ الگ ہوئی اور میں نے اپنے قریب نظر دوڑائی تو ناگ رانی کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ وہ میری بے توجہی کا فائدہ اٹھا کر پراسرار طریقے سے غائب ہو چکی تھی۔ شاید ناگ دیوتا کی بھینٹ کے لئے کسی پاکیزہ دوشیزہ کی تلاش میں۔

برسوں سے ویران پڑے ہوئے اس ناپاک آشرم کے تاریک و پرہول کمرے میں مجھے دن کے غروب ہونے کا کوئی احساس نہ ہو سکا۔ مہا پجاری فرش پر بے حس و حرکت پڑا سو رہا تھا۔ اس کا بے جان بدن سانپوں نے پوری طرح چھپایا ہوا تھا۔ جے میکا میرے بدن سے لگی ہوئی بیٹھی تھی اور میرے ذہن میں مسلسل یہی خیال سر ابھارے جا رہا تھا کہ نہ جانے کس لمحے جسم کا کرب ناک دور دوبارہ شروع ہو جائے۔ محض اسی اندیشے کی بنا پر جے میکا کی مدہوش کن قربت میرے ان خوابیدہ جذبوں کو بیدار نہ کر

تکی جو ہمیشہ مجھے رنگینی اور سرمستی پر ابھارا کرتے تھے۔

رات میں کسی وقت ناگ رانی لوٹی۔ اس کے چہرے کی چمک بتا رہی تھی کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر لوٹی ہے۔ اس کے ہونٹوں پر اس وقت شیطانی مسکان لرزاں تھی۔ اس کے قدموں کی آہٹ پاتے ہی ٹھنڈے اور کھردرے فرش پر جھوپڑے کی طرف سویا ہوا مہا پجاری ہڑبڑا کر بیدار ہو گیا۔

"جوبے جتن کے بعد پھول سے کومل ایک کنیا ملی ہے۔ اس کے مکھڑے کی معصومیت کہتی ہے کہ وہ پوتر ہے' کسی مرد نے اسے نہیں چھوا ہے' میں اسے بے ہوش کر کے یہاں لائی ہوں' وہ آشرم کے اجاڑ صحن میں پڑی ہوئی ہے۔" ناگ رانی نے جلدی جلدی مجھے بتایا۔

"آؤ۔ آج ناگ دیوتا کو میں اپنے ہاتھوں سے خون کا بلیدان دوں گا۔" بوڑھا پجاری اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا۔ اس کے بدن پر اب بھی بہت سے لمبے لمبے سانپ جھول رہے تھے جن کے وزن سے بوڑھے کی پتلی پتلی پنڈلیاں بید مجنوں کی طرح لرز رہی تھیں مگر ان کے باوجود وہ محبت کے ساتھ ان سانپوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔

"بلیدان تم نہیں دو گے پجاری جی۔" ناگ رانی نے نرم آواز میں کہا۔

"لو تم ٹھیک کہتی ہو۔" مہا پجاری کو ایک دم یاد آ گیا۔ "یہ کنیادان سلطان وسے تک اس کے ہاتھوں آج ایک بڑا کام ہونے والا ہے۔"

ناگ رانی' مہا پجاری اور جے سیکا کے ساتھ میں' اس کمرے سے نکل کر تاریک ہال میں آیا پھر اس میں ٹھوکریں کھاتا اور ٹٹولتا ہوا آگے بڑھنے لگے۔ فضا میں ایک بار پھر چمگادڑوں کی تیز چیخیں اور پروں کی پھڑپھڑاہٹیں گونج رہی تھیں۔ ہولناک تاریکی میں ان کی آوازیں عذاب میں مبتلا روحوں سے گریہ و ماتم کا سماں باندھ رہی تھیں۔ میں اس سے پیشتر اجنبی زمینوں پر اس سے زیادہ ڈراؤنے ماحول سے گزر چکا تھا لیکن مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی جھجک نہیں کہ اس وقت خوف و وحشت کے ریلے نے میرے حوصلے اور خود اعتمادی کی بنیادیں تک ہلا کر رکھ دی تھیں۔

خدا خدا کر کے ہم اس ہال سے باہر آ گئے۔ باہر سرد اور یخ بستہ فضا میں چاند کی فسوں سی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور احاطے میں بے تحاشا اگے ہوئے جھاڑ جھنکار میں

چھپے ہوئے جھینگروں کی جھائیں جھائیں رات کے بھیانک سناٹے کا سینہ مجروح کر رہی تھی۔

باہر آ کر ناگ رانی یک بیک بوکھلا گئی۔ اس کی بے چین نگاہیں احاطے میں کسی چیز کی تلاش میں بھٹک رہی تھیں۔

"وہ کنیا کہاں ہے رانی جی؟" بوڑھے کی آواز میں تشویش لرزاں تھی۔

"میں یہیں چھوڑ کر گئی تھی۔" ناگ رانی نے پتھروں کے ایک کشادہ چبوترے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ موتک کی پوٹلی تو پڑی ہوئی ہے پر وہ غائب ہے۔"

"بھاگ نہ گئی ہو؟" جے سیکا نے آہستہ سے اپنے اندیشے کا اظہار کیا۔

"ہو ہی نہیں سکتا۔" ناگ رانی جھلائی ہوئی آواز میں بولی۔ "وہ بالکل بے ہوش تھی۔ اتنی سی دیر میں یہاں سے نکلنا اس کے بس کی بات نہیں۔"

میں عجیب و غریب خیالات میں ڈوبا کچھ آگے نکل آیا تھا جب خود رو جھاڑیوں کا جنگل راستے میں حائل ہوا تو میں چونک کر پلٹ پڑا۔ اجاڑ آشرم کی ویران عمارت یوں سر جھکائے کھڑی تھی جیسے اپنی سالخوردگی پر ماتم کناں ہو۔

مہا پجاری اب پتھر کے چبوترے پر بیٹھا موتک کی دال کے تھیلے آٹے کو اس برتن میں اچھی طرح گوندھ رہا تھا جس میں وہ بندھا ہوا تھا۔ اسی کپڑے میں سے نکلنے والی لمبے پھل کی چھری اس کے قریب رکھی ہوئی تھی۔

ابھی ناگ رانی اس بے ہوش لڑکی کی پراسرار گمشدگی پر حیران و پریشان ہی تھی کہ یکایک جے سیکا آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر چیخ پڑی۔ "وہ رہی۔"

بے اختیار میری نگاہیں اوپر اٹھ گئیں۔ فضا میں کئی سو فٹ کی بلندی سے کسی نازک اندام دوشیزہ کا بے جان بدن تیرتا ہوا آہستہ آہستہ دھرتی کی جانب آ رہا تھا۔ اس کی کھلی ہوئی سیاہ زلفیں نیچے لہرا رہی تھیں اور بدن کسی تختے کی طرح بالکل سیدھا تھا جیسے کچھ نادیدہ ہاتھوں نے اسے اٹھا رکھا ہو۔

ناگ رانی کا چہرہ وفور جوش سے سرخ ہو گیا اور وہ اضطراری طور پر کسی ناگن کی طرح پھنکار مارتی زمین پر سجدے میں گر گئی۔ اس کا بدن بری طرح مچل رہا تھا اور وہ پوری قوت سے بار بار اپنی پیشانی زمین پر رگڑے جا رہی تھی۔

موت سے نجات حاصل کر لینے کا لالچ دعوت عمل دے رہا تھا' اس پر مستزاد تازہ ترین ڈراؤنے واقعات تھے۔ لڑکی کے بدن کو میں نے اپنی آنکھوں سے فضا میں اڑتے دیکھا تھا' کسی اژدہے کی غضبناک پھنکار میں نے اپنے کانوں سے سنی تھی اور اب یہ خیال پریشان کر رہا تھا کہ وہ کونسا نامعلوم واقعہ ہے جس کی خبر ناگ دیوتا نے بذات خود دی ہے۔

میں ان ہی خیالات میں الجھا بار بار موہنگ کی ڈالی کا پتا ہلاتا اور توڑتا رہا۔ ناگ دیوتا کی شکل کسی بھی طرح بننے میں نہیں آ رہی تھی۔ مہا پجاری نے مجھے اگنی پوجا کے تہوار کو ذہن میں بٹھانے کی ہدایت کی تھی لیکن میں اپنے ناقابل یقین اور لرزہ خیز ماضی کے بارے میں سوچ رہا تھا' مجھے اپنی محبوب اور خوش جمال دیوی ستارو کی شدت سے یاد آ رہی تھی جس کے فراق میں در بدر بھٹکتے مجھے مہینوں گزر چکے تھے اور وہ اب بھی ناگ بھون میں میری منتظر تھی۔ اس کی کوکھ میں میرا بچہ پل رہا تھا' وہ قید میں تھی اور ناگ راج روپ بدل بدل کر اسے فریب دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں سب کچھ جانتا تھا مگر ستارو کی مدد کرنے سے مجبور تھا۔

"سلطان!" مجھے گیارہویں مرتبہ پتا توڑتے دیکھ کر مہا پجاری تند ہی لہجے میں بولا۔ "اگر اپنے جیون سے پیار ہے تو ان سب چکروں کو بھول کر خالی اگنی دیوتا کا دھیان لاؤ ورنہ تمہارے شریر میں سوئیوں کے روپ میں گھسنے والے سانپ تمہارے بدن سے جونکوں کی طرح لپٹ کر یہ جاپ پورا ہونے سے پہلے' بلیدان ہوتے ہی تمہیں مار ڈالیں گے۔"

مہا پجاری کے الفاظ تیر کی طرح میرے دل میں چبھے' تکلیف کا خیال آتے ہی میں لرز گیا اور پوری کوشش کر کے اگنی پوجا کا منتر یاد کرنے لگا۔ صدق دل سے کی ہوئی کوشش آخر کار بار آور ہوئی اور ناگ دیوتا کا پتا تیار ہو گیا۔ ناگ رانی' بے سینا کے ساتھ مل کر بے ہوش لڑکی کو مضبوطی کے ساتھ جنگلی بیلوں میں جکڑ چکی تھی۔ مہا پجاری کی ہدایت پر میں نے موہنگ کی بیل کا وہ گیلا پتا لڑکی کی گردن کے اتنا قریب رکھ دیا کہ اس کے حلق پر چھری پھرتے ہی نرخرے سے اٹھنے والا خون ناگ دیوتا کے پتے کو جل تھل کرتا زمین پر گرے۔

پتا رکھنے کے بعد میں نے لڑکی کو دیکھا' بڑی معصوم اور نوخیز تھی! خون کی سرخی اس کے چہرے کو بھبھوکا بنائے ہوئے تھی' اس کی لمبی لمبی آنکھوں سے بے چینی لوٹ لوٹ کر برس رہی تھی۔ میں نے گہری نظر سے اس کے پورے سراپا کا جائزہ لیا اور بے اختیار میرے دل میں اس کے لئے ہمدردی کا جذبہ بیدار ہو گیا۔ پھر اگلے ہی لمحے میں جب مجھے اپنی ناقابل برداشت تکلیف یاد آئی تو میری تمام ہمدردی کافور ہو گئی۔

میں چھری ہاتھ میں تھامے ناگ رانی اور بے سینا کے ہمراہ ایک جانب کھڑا رہا کیونکہ بھینٹ سے قبل ہمیں پتا خشک ہونے کا انتظار کرنا تھا۔ مہا پجاری لڑکی کے سرہانے اکڑوں بیٹھا ہونٹوں ہی ہونٹوں میں شاید کچھ مقدس اشلوک اور جاپ پڑھ رہا تھا۔

چاند دھیرے دھیرے اوپر اٹھتا رہا' اس کی روشنی بڑھنے کے بجائے بتدریج پھیکی پڑتی جا رہی تھی۔ شاید آنے والے بھیانک لمحوں کے خوف سے! میرے اعصاب پر بھی اضمحلال چھانے لگا تھا۔ یخ بستہ ہواؤں کی ٹھنڈک اب ہڈیوں تک اترتی محسوس ہو رہی تھی۔ فضا میں جھینگروں کی جھائیں جھائیں اپنا خوف اور آہنگ بدل بدل کر لامتناہی تسلسل کے ساتھ گونجے جا رہی تھی۔ مہا پجاری کے گلے میں زندہ مالاؤں کی طرح جھولتے سیاہ' سفید' چتکبرے اور بھورے سانپ اب بالکل خاموش ہو چکے تھے۔ میرے لئے فضا اور ماحول پر چھایا ہوا یہ سناٹا اس قدر ناقابل برداشت ہوتا جا رہا تھا کہ مجھے کسی بھی لمحے اپنی دیوانگی کا اندیشہ ہو چلا تھا۔

آخری بار ناگ رانی نے پتے کو چھونے کے بعد مجھے انتظار ختم ہونے کی نوید دی۔ ناگ دیوتا کا پتا سوکھ چکا تھا اور اب مجھ سے چھری بے ہوش پڑی ہوئی دوشیزہ کے پاکیزہ خون کی بھینٹ طلب کر رہا تھا۔ میں آگے بڑھا تو میری آنکھوں کے سامنے تاریکی کے گھٹتے بڑھتے بھیانک دائرے رقص کر رہے تھے۔ ہواؤں کی یخ بستگی یک بیک بہت زیادہ بڑھی ہوئی محسوس ہونے لگی تھی۔

ناگ رانی دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر آنکھیں موندے اس لڑکی کی داہنی جانب کھڑی ہو گئی۔ بے سینا بھی اسی طرح بائیں طرف جا کھڑی ہوئی۔ میں مہا پجاری کی ہدایت پر لڑکی کے سرہانے جا بیٹھا۔ ناگ رانی اور بے سینا کے گمبھیر چہرے میری ہی جانب تھے۔

مہا پجاری نے مجھے بیٹھنے کا ایک خاص آسن بتایا جسے میں بڑی مشکل سے اختیار کر سکا پھر میں نے داہنے ہاتھ میں تیز دھار اور لمبے پھل والی چھری تھام کر بائیں ہاتھ سے لڑکی کی پیشانی مضبوطی سے تھام لی۔ اسی حالت میں مہا پجاری نے مجھے کچھ اجنبی بولی پڑھائی وہ نامانوس زبان میں چند لفظ کہتا تھا جنہیں میں سوچے سمجھے بغیر دہرا رہا تھا۔ اس وقت نہ جانے کیوں میرا دل پانی پانی ہوا جا رہا تھا' میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کوئی ناگہانی واقعہ پیش آنے والا ہے۔ میں نے ذہن پر بڑا زور دیا لیکن کچھ نہ سمجھ سکا۔ ابھی تک حالات بالکل سازگار تھے اور کسی قسم کے غیر متوقع واقعے کا کوئی سبب نظر نہیں آ رہا تھا۔

"اب من میں ناگ دیوتا کو یاد کر کے اس کنیا کے گلے پر چھری پھیر دو۔" بوڑھے مہا پجاری کی سرد اور بے رحمانہ آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ میرا دل پوری شدت سے دھڑکا اور میرا کانپتا ہوا داہنا ہاتھ' جس میں چھری دبی ہوئی تھی' لڑکی کے نازک گلے کی طرف بڑھنے لگا۔

عین اس وقت جب کہ میں لڑکی کو ذبح کرنے والا تھا فضا میں ایک کڑکدار آواز گونجی۔ "ٹھہر جا پاپی۔"

اس آواز میں قہر کی وہ جھنکار تھی کہ چھری میرے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی اور میں دیوانگی انداز میں چیخیں مارتا چبوترے سے اتر پڑا۔ ناگ رانی' ربیکا اور مہا پجاری کی حالت بھی بگڑ چکی تھی۔ ان کے سوا وہاں اور کوئی ایسا نہیں تھا جس پر للکارنے کا شبہ کیا جا سکے۔"

اچانک میری نگاہ خود رو جھاڑیوں پر پڑی۔ چاند کی یرقان زدہ فسردہ روشنی میں ایک ناقابل شناخت انسانی ہیولا تیزی سے ہماری جانب چلا آ رہا تھا۔

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/830-4 NISHTAR ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH: 5538633
PROP ALI KHAN

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/830/4 NISHTAR ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH:5538633
PROP ALI KHAN

اجاڑ آشرم کے اجاڑ اور ویران ماحول میں اس کڑکدار آواز کی بازگشت دیر تک گونجتی رہی خوف و دہشت کے باعث میرا پورا بدن کانپنے لگا تھا۔ ناگ رانی اور ربیکا کی سراسیمہ نگاہیں خود رو جھاڑیوں کی جانب سے آنے والے ہیولے پر جمی ہوئی تھیں۔ مہا پجاری کی تیوریوں پر گہرے بل آ چکے تھے اور وہ اضطراری طور پر اپنی مٹھیاں بھینچے آنے والے کو دیکھ رہا تھا۔ پتھریلے چبوترے پر وہ معصوم دوشیزہ بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھی جسے ناگ رانی بھینٹ چڑھانے کے لئے بیہاری کے قصبے سے اغوا کر کے لائی تھی۔

چند ہی ثانیوں میں وہ دوڑتا ہوا ہیولا ہمارے قریب آ پہنچا اور اسے پہچانتے ہی میرے دل میں ایک مبہم خلش سی جاگ اٹھی۔ مجھے شملہ کے وہ شب و روز یاد آ گئے جب ستارہ سے محروم ہو جانے کے بعد میں دل شکستگی میں ناگ رانی کے فریب محبت میں پھنسا ہوا تھا۔

آنے والے کو میں اچھی طرح پہچان چکا تھا۔ وہ دراز قامت' قوی الجثہ اور سفید ریش حیدر شاہ تھے۔ یہ وہی بزرگ تھے جنہوں نے مجھے ناگ رانی کی ہوسناکیوں سے آگاہ کرتے ہوئے ستارہ کے حقیقی حالات سے باخبر کیا تھا۔ انہی نے نیلولوتی کے حسین روپ میں ناگ رانی کو زک دے کر اس کا منکا چھین کر میرے حوالے کیا تھا تاکہ اس کے سہارے میں ناگ بھون سے ستارہ کو حاصل کر سکوں۔

ان کی تیز نگاہیں میرے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ میں بوکھلا کر ان سے نظریں چرانے لگا۔ ان کا چہرہ فرط غضب سے بھبوکا ہو رہا تھا اور ہونٹوں کے گوشے تیزی سے پھڑپھڑا رہے تھے۔

"سلطان!" آخر کار انہوں نے سخت لہجے میں مجھے للکارا۔ "تو مردود جب میں نے

مجھے محض اس لئے شیطانی قوتوں کے بھید راز بتائے تھے کہ تو اپنی بے گناہ بیوی کو واپس حاصل کر سکے لیکن تو گردن تک گناہوں کی دلدل میں غرق ہو چکا ہے۔ تیرے شب و روز ہوس کی پوجا میں گزرتے ہیں۔ تیرے ہاتھ انسانی خون سے رنگین ہو چکے ہیں اور اب تو ایک بار پھر ایک پاک باز لڑکی کو اپنے آرام کی بھینٹ چڑھانا چاہتا ہے۔"

"بابا مجھے معاف کر دو۔" بے اختیار مجھ پر رقت طاری ہو گئی۔ "میں حالات کے دھارے میں پھنس کر بے بس ہو چکا ہوں۔ میری قوت ناقابل برداشت ہو چکی ہے۔ جب تک میں ناگ دیوتا کی بھینٹ نہ دوں، میں اپنی تکلیف سے چھٹکارا نہ پا سکوں گا۔"

"انسان کا خون اتنا سستا نہیں ہے کہ ناگوں کی بھینٹ چڑھایا جائے۔" اس بار حیدر شاہ کا پرجلال لہجہ قدرے نرم تھا۔ "تو نہیں جانتا کہ یہ لڑکی کون ہے۔ اگر انسان کی پرستش شرک اور حرام نہ ہوتی تو شاید میں اس پاکباز لڑکی کو پوجنے کا حکم دیتا جس کو جوانی میں بھی خدا کی یاد تڑپاتی ہے، جس کی پیشانی کے داغ میں سچے سجدوں کا نور چمک رہا ہے۔ اگر تو میرے ہاتھوں سزا سے بچنا چاہتا ہے تو فوراً اس محترم لڑکی کے ہاتھ پاؤں کھلوا دے۔"

حیدر شاہ کے ان الفاظ پر غیر ارادی طور پر میرے قدم چبوترے پر پڑی ہوئی بے دست و پا لڑکی کی طرف بڑھے۔ لیکن اسی وقت آشرم میں رہنے والا برہنہ تن اور لاغر اندام مہاپجاری سینہ تان کر میرے اور حیدر شاہ کے مقابل آ گیا۔ "اس بلیدان کو کوئی نہیں روک سکتا۔" اس نے حیدر شاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سرد اور اٹل لہجے میں کہا۔ "یہ اگنی دیوتا کی اچھا ہے کہ کسی اچھوت کنیا کا بلیدان دیا جائے اور یہ ہو کر رہے گا۔ اگر تو نے دیوتا کا راستہ کاٹنے کی بھول کی تو میرے ہاتھوں نشٹ ہو جائے گا۔"

میرے قدم زمین میں گڑ کر رہ گئے۔

"شنکر ناتھ!" حیدر شاہ نے قہر میں ڈوبی ہوئی آواز میں مہاپجاری کو للکارا۔ "ہٹ جا سامنے سے۔ میں تیرے پورے شجرے سے واقف ہوں۔ تو نے ناگ دیوتا کے دیدار کی خاطر اپنی بیوی اور دو بیٹیوں کی بھینٹ اپنے ہاتھوں دی تھی۔ مگر اب یہ نہ ہو گا

[illegible] گا تو تیرے ناپاک وجود کو ختم کر دوں گا۔"

"تیرا دھرم تو یہ نہیں کہتا۔" شنکر ناتھ کا لہجہ ابھی تک سرد اور پرسکون تھا۔ "مجھ کو تو بھلا کیسے نشٹ کر سکتا ہے۔"

حیدر شاہ کا بدن زور سے کانپا اور انہوں نے بے اختیار اپنے دونوں کان پکڑ لئے۔ "تو سچ کہتا ہے۔ میں تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا مگر میرا خدا میرے ساتھ ہے۔ میں اپنے سامنے یہ سب نہ ہونے دوں گا۔" ان کا لہجہ بھی یک بیک نرم پڑ گیا تھا۔

"بھلا اس میں کیا بات ہے۔" شنکر ناتھ طنزیہ انداز میں ہنسا اور اپنے گلے میں جھولتے ہوئے اژدہوں کو تھپ تھپاتے ہوئے بولا۔ "میں ابھی پل بھر میں تیرا کام تمام کئے دیتا ہوں۔ نہ تو رہے گا اور نہ تجھے اس بلیدان کا دکھ ہونے پائے گا۔"

حیدر شاہ کے چہرے پر زلزلے کے آثار پیدا ہوئے اور انہوں نے زیر لب بڑبڑاتے کچھ پڑھ کر شنکر ناتھ کی طرف پھونک ماری اور اس کے گلے میں جھولتے ہوئے سارے ناگ اور اژدہے تنکوں کی طرح دور جا گرے۔ اور اب اس کا استخوانی بدن سب کے سامنے تھا۔ وہ حیدر شاہ کے اس ناگہانی حملے پر چند لمحوں کے لئے سراسیمہ ہو گیا تھا اور بوکھلائے ہوئے انداز میں ان ناگوں کو دیکھ رہا تھا جو اس کے گلے سے اڑنے کے بعد اب بدحواسی کے عالم میں جھاڑیوں میں بھاگ رہے تھے۔

شنکر ناتھ نے فوراً ہی اپنی پریشانی پر قابو پایا اور چند قدم پیچھے ہٹنے کے بعد پھرتی کے ساتھ زمین پر سے وہ تیز دھار چھری اٹھائی جو میرے ہاتھ سے گری تھی۔ چھری سنبھال کر اس نے مکارانہ انداز میں اس کے پھل کو بوسہ دیا اور حیدر شاہ سے مخاطب ہو کر بولا۔ "اب یہ چھری پہلے تیرا کام تمام کرے گی پھر میں اپنے ہاتھوں اسی چھری سے ناگ دیوتا کو کنیا دان دوں گا۔"

حیدر شاہ کی سرخ آنکھیں شنکر ناتھ کے چہرے پر جم گئیں اور وہ آہستہ آہستہ اس کی جانب بڑھنے لگے۔ شنکر ناتھ نے ایک جانب سرکنا چاہا لیکن یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ اس کے قدم زمین پر جم گئے تھے وہ کوشش کے باوجود اپنی جگہ سے نہ ہل سکا اس کے چہرے پر خوف و سراسیمگی کی سیاہی ناچنے لگی تھی اور آنکھیں کشادہ ہو چکی تھیں۔

حیدر شاہ دبے دبے قدموں سے چلتے اس کے قریب پہنچے اور نہایت اطمینان سے اس کے ہاتھ سے چھری لے لی جیسے وہ کوئی کمزور بچہ ہو۔ چھری لینے کے بعد حیدر شاہ اس کے سامنے کھڑے کوئی عمل پڑھتے رہے۔ عمل کے اختتام پر انہوں نے شنکر ناتھ کے چہرے پر پھونک ماری اور وہ پاگلوں کی طرح قہقہہ مار کر اپنی جگہ سے بھاگ نکلا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا دماغ الٹ چکا ہو۔

شنکر ناتھ کے یوں پاگل ہو جانے کے بعد میں نے اپنے گرد و پیش میں نظریں دوڑائیں لیکن ناگ رانی یا بے سیا کا کہیں پتہ نہیں تھا وہ دونوں حیدر شاہ کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر کسی جانب فرار ہو چکی تھیں اور اب اس پر ہول اناتھ آشرم کے ویران احاطے میں حیدر شاہ کے ساتھ میں تنہا رہ گیا تھا۔ ہم دونوں کے علاوہ تیسری شخصیت وہ لڑکی تھی جو ابھی تک قربانی کے چبوترے پر بندھی ہوئی پڑی تھی۔

"اس لڑکی کو آزاد کرو اور اس کے گلے کے قریب رکھا ہوا مونگے کی مالا کا منکا اپنے قدموں میں رگڑ کر ختم کر دو۔" حیدر شاہ نے رعب دار آواز میں مجھے حکم دیا۔

مجھے اس وقت یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میں برسوں کا بیمار ہوں۔ میں حیدر شاہ سے نظریں چرا کر آہستہ آہستہ چبوترے پر بے ہوش پڑی ہوئی لڑکی کی طرف بڑھنے لگا۔ لڑکی کے قریب پہنچ کر میں نے جوں ہی اس کے پیروں کی بندشیں کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا میرے پیٹ میں درد کی ایک ایسی شدید لہر اٹھی کہ میں چیخ مار کر بے اختیار زمین پر گر پڑا اور دونوں ہاتھوں سے پیٹ تھامے تڑپنے لگا۔ جل منڈل میں اگنی پوجا کے موقع پر سیوں کے روپ میں میرے بدن میں گھسنے والے دیوتا کیڑے اس بار اپنی تمام تر شیطانی قوتوں کے ساتھ حرکت میں آ گئے تھے۔ درد و اذیت سے میری حالت خراب تھی۔ پورا بدن پسینوں میں ڈوب چکا تھا اور آنکھوں کے سامنے چٹکی چاندنی میں سیاہ دائرے ناچتے نظر آ رہے تھے۔

نہ جانے کتنی دیر تک میں اس درد میں جلا خاک پہ تڑپتا رہا پھر اچانک میں نے اپنے بائیں پہلو پر کسی کے ہاتھ کا نرم لمس محسوس کیا۔ اس لمس میں نہ جانے کیا اعجاز مسیحائی پوشیدہ تھا کہ میری تکلیف یک بیک کافور ہو گئی۔ میں نے اپنی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا تو حیدر شاہ کو اپنے اوپر جھکے ہوئے پایا۔ ان کے چہرے سے دلی کرب کا اظہار

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/80/4 NISHTAR ROAD DHAKKA BAZAR
RAWALPINDI PH.5556532
PROP ALI KHAN

ہو رہا تھا۔ ان کی آنکھیں بند تھیں اور داہنا ہاتھ میرے دل پر رکھا ہوا تھا۔ میں جس حالت میں زمین پر پڑا ہوا تھا اسی حالت میں پڑا رہا۔ میرا پورا بدن پسینوں میں یوں ڈوبا ہوا تھا جیسے میں ابھی ابھی پانی کے کسی تالاب میں غوطہ لگا کر نکلا ہوں۔ رات کی خنک ہوائیں تیر کی طرح میرے بدن میں چبھ رہی تھیں۔ چند سیکنڈ بعد حیدر شاہ آنکھیں کھول کر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ "سلطان بیٹا! اب میں تمہاری مجبوری سمجھ چکا ہوں۔ تھوڑی ہی دیر میں تم ہمیشہ کے لئے اس روگ سے چھٹکارا پا لوگے۔ اب اٹھ کر اس نیک لڑکی کو آزاد کر دو جسے تم بھلائی میں ہلاک کرنے جا رہے تھے۔"

اس وقت مجھے اپنا وجود خلاف معمول حد تک سبک معلوم ہو رہا تھا۔ میں نظریں جھکائے اپنی جگہ سے اٹھا اور چبوترے کے قریب پہنچ کر پہلے لڑکی کے ہاتھ پیر کھولے پھر اس کے زخم کے قریب رکھا ہوا ناگ دیوتا کا مونگے کی مالا کا منکا اپنے پیروں میں مسل دیا۔

منکا ٹوٹتے ہی بے ہوش لڑکی کے جسم میں حرکت ہوئی اور اس نے کسمسا کر آنکھیں کھول دیں۔ چند ثانیوں تک وہ کھوئے کھوئے انداز میں اناتھ آشرم کے اجاڑ احاطے میں مجھے اور حیدر شاہ کو دیکھتی رہی پھر جونہی اسے یہ احساس ہوا کہ وہ اپنے گھر کے بجائے کسی اجنبی مقام پر نامحرموں کے درمیان ہے تو وہ بوکھلا کر چبوترے پر سے اتر پڑی۔

اس سے قبل کہ وہ لڑکی زبان کھولتی حیدر شاہ نے میرا ہاتھ تھاما اور تیز قدموں کے ساتھ اناتھ آشرم کے احاطے سے نکلنے والے راستے کی جانب بڑھنے لگے۔ میں حیران و پریشان سا ان کے ساتھ چلا رہا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ حیدر شاہ اس لڑکی کو ویرانے میں کیوں چھوڑے جا رہے ہیں لیکن جھاڑیوں میں داخل ہونے کے بعد میرا یہ شبہ دور ہو گیا۔ خشک پتوں کے چٹخنے کی آواز بتا رہی تھی کہ وہ لڑکی بھی ہم دونوں کے عقب میں چلی آ رہی ہے۔

قد آدم خود رو جھاڑیوں کے جنگل میں اس بار کسی سانپ نے ہمارا راستہ نہیں کاٹا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے حیدر شاہ کے خوف سے سارے سانپ اپنی زیر زمین کمین گاہوں میں جا دبکے ہوں۔ جھاڑیاں عبور کرنے کے بعد ہم خستہ چوبی پھاٹک کی جگہ

کھڑکی سے باہر نکلے۔ اس لڑکی کے قدموں کی آہٹ مسلسل سنائی دے رہی تھی۔ میں نے کئی بار اس لڑکی کو دیکھنا چاہا لیکن ہمت نہ کر سکا۔

تقریباً نصف گھنٹے کا راستہ طے کرنے کے بعد ہم سردی سے ٹھٹھرتے ہوئے بیوپاری کے قصبے میں داخل ہوئے۔ رات کے آخری پہر میں آوارہ کتے بھی سردی سے گھبرا کر کونوں کھدروں میں جا سوئے تھے۔ ہلکی ہلکی چاندنی میں طویل فاصلوں پر جلتے ہوئے کمیٹی والوں کے تیل کے لیمپوں پر بھی اب خواب ناک دھندلاہٹ چھاتی جا رہی تھی۔ ابھی تک حیدر شاہ کی اس بھاگ دوڑ کا مقصد میری سمجھ میں نہ آسکا تھا اور ان کی طویل خاموشی میرے لئے الجھن کا باعث ہوتی جا رہی تھی لیکن اس کے باوجود میں زبان نہ کھول سکا۔

کئی گلیوں اور تنگ و تاریک گلیوں کو عبور کرتے ہوئے حیدر شاہ سرخ اینٹوں سے بنے ہوئے اوسط درجے کے ایک مکان پر ٹھہر گئے اور احتیاط سے چوبی دروازے پر دستک دی۔ دروازہ فوراً ہی کھول دیا گیا جیسے وہاں کے مکین اسی دستک کے انتظار میں جاگ رہے تھے۔ دروازے کی اوٹ میں ایک ادھیڑ عمر، باریش شخص لالٹین تھامے کھڑا ہوا تھا۔ اس کی سرخ آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے اور ان کی لڑیاں کھچڑی دار رخساروں پر بہہ کر اس کی ریش کو تر کر رہی تھیں۔

"حسن علی مبارک ہو! تمہاری لڑکی مل گئی ہے۔ وہ کچھ ناپاک اور شیطانی قوتوں کے ہاتھ چڑھ گئی تھی لیکن قسم ہے پروردگار کی کہ وہ بالکل پاکیزہ لوٹی ہے۔ اس سے باز پرس نہ کرنا اسے کچھ معلوم نہیں ہے۔" حیدر شاہ نے سرگوشیانہ آواز میں اس فربہ شخص سے کہا۔

"خدا کا شکر ہے!" وہ شخص دبی ہوئی آواز میں بولا۔ اس وقت تک وہ لڑکی بھی دروازے تک پہنچ گئی۔ حیدر شاہ نے ایک طرف کھسک کر اسے راستہ دیا اور وہ چوکھٹ عبور کر کے والہانہ انداز میں اپنے باپ کے گلے سے لگ گئی۔ حیدر شاہ نے آہستہ سے دروازے کے پٹ بند کر دیئے اور مجھے ہمراہ لے کر آگے چل دیئے۔

سفر کا دوسرا حصہ خاصا طویل ثابت ہوا۔ ایک مرتبہ پھر ہم بیوپاری سے نکل کر ویران اور ناہموار علاقوں میں پہنچ گئے۔ کئی اونچے نیچے ٹیلوں کو عبور کرنے کے بعد ایک

بوسیدہ سی کٹیا پر ہمارے سفر کا اختتام ہوا جس کے اندر مٹی کا ایک دیا روشن تھا اور زمین پر کھجور کی چٹائی بچھی ہوئی تھی۔

سردی کی شدت کے باعث میرا پورا بدن کانپ رہا تھا۔ مجھے بالکل علم نہیں تھا کہ اب حیدر شاہ کا اگلا قدم کیا ہو گا لیکن ان کے مشفقانہ رویئے سے اتنا تو اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ مجھ پر کوئی سختی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔

"اس چٹائی پر لیٹ جاؤ۔" حیدر شاہ نے چند ثانیوں کی خاموشی کے بعد مجھے ہدایت کی۔ میں بدن کو ڈھیلا چھوڑ کر چٹائی پر لیٹ گیا۔

پھر حیدر شاہ نے میرے سینے پر پڑا ہوا کمبل ایک طرف ڈال دیا اور میرے دل کے مقام پر اپنا ہاتھ رکھ کر زیر لب کوئی دعا پڑھنے لگے۔ نہ جانے وہ میرا جذباتی ہیجان تھا یا حیدر شاہ کی دعا کا اثر کہ میرے دل کی دھڑکنیں یک بیک بہت تیز ہونے لگیں۔ اسی کے ساتھ سارے بدن پر ناقابل بیان تناؤ طاری ہونے لگا جس میں تکلیف کا کوئی احساس نہیں تھا۔

ان چند ساعت کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میری تمام رگیں پھولنے لگی ہوں۔ خون کا دوران بھی بہت تیز ہو چکا تھا۔ میرا سر بہت بری طرح چکرانے لگا۔

آخر کار حیدر شاہ سیدھے ہو گئے۔ ان کے چہرے پر عجیب سی جانی پہچانی چمک کوند رہی تھی۔ انہوں نے میرا دایاں ہاتھ تھام کر سیدھا کیا۔ اس پر نظر پڑتے ہی میرا رواں رواں کانپ اٹھا۔ میرا پورا ہاتھ پسینے کی موٹی موٹی بوندوں میں نہایا ہوا تھا اور ہاتھ کی تمام رگیں جلد سے اوپر اس حد تک پھولی ہوئی تھیں جیسے وہ رگیں نہ ہوں بلکہ زندہ سانپ ہوں۔

"اب سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔" حیدر شاہ کی تحکمانہ آواز میرے کانوں سے ٹکرائی اور میں فوراً ہی سیدھا کھڑا ہو گیا۔

کھڑا ہونے کے بعد میں نے اپنے پورے بدن پر نظر ڈالی تو دہشت کی ایک سرد لہر میرے وجود میں سرایت کر گئی۔ میرے پسینے میں غیر فطری تیزابیت شامل ہو چکی تھی جس کے باعث میرا سارا لباس گل چکا تھا اور میرے پورے بدن کی جلد کے نیچے کی رگیں بری طرح پھول چکی تھیں۔ رگوں کا یہ ابھار بڑا ڈراؤنا تھا۔ وہ واضح طور پر پھیلے

پتلے زندہ سانپوں کی طرح آہستہ آہستہ جنبش کر رہی تھیں۔

حیدر شاہ نے ایک مرتبہ طمانیت بھری نگاہوں سے میرے پورے سراپا کا جائزہ لیا پھر ایک چوبی تپائی پر سے لوہے کی ایک لمبی سوئی اٹھا کر میرے قریب آ گئے۔

"تمہارے بدن میں گھسے ہوئے تمام سانپ زندہ رگوں کی طرح تمہاری جلد کے نیچے ابھر آئے ہیں۔ اب تم ذرا حوصلے سے کام لو میں ان سب کو ایک ایک کر کے مار ڈالوں گا اور یہ پسینے کے ساتھ تمہاری جلد سے باہر ابھر آئیں گے اس کے بعد تمہیں زندگی بھر کے لئے اس روگ سے چھٹکارا مل جائے گا۔" انہوں نے میرے چہرے پر نظریں جما کر کہا۔

"میں تیار ہوں!" میں نے اپنے خوف پر غالب آنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

حیدر شاہ نے نہایت سکون سے بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سے میری ابھری ہوئی جلد کا ایک حصہ پکڑا اور بے دردی کے ساتھ اس میں سوئی بھونک دی۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے جلد کے نیچے میری رگیں زندہ جسم کی طرح یکبارگی تڑپ اٹھی ہوں۔ تکلیف کی ایک شدید لہر ابھری ابھی میں اس سے سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ حیدر شاہ نے دوسری مرتبہ سوئی میرے بدن میں داخل کی اور میں سسکاری لے کر رہ گیا۔ اس کے بعد تو میرے بدن کا تقریباً ہر حصہ سوئی کے زخم کا نشانہ بنا۔ تکلیف کی شدت کے باعث میرا پورا بدن پسینوں میں نہا گیا۔ میری پنڈلیاں نقاہت کے احساس سے کانپنے لگیں لیکن حیدر شاہ کا عمل جاری رہا۔

تقریباً پون گھنٹے کے بعد مجھے اس روح فرسا عمل سے نجات ملی۔ حیدر شاہ نے وہ سوئی واپس چوبی تپائی پر رکھ دی اور پلک جھپکائے بغیر میرے بدن کو نیچے سے اوپر تک گھورنے لگے۔ میری جلد کے نیچے رگوں میں بجلی سی کلبلاہٹ محسوس ہوئی۔ پسینے کی دھاریں مساموں سے بہہ نکلیں اور پھر بے شمار چھوٹے چھوٹے اور باریک سانپ یکبارگی میری جلد سے باہر ابھر آئے۔ میں نے خوفزدہ نظروں سے ان مردہ سانپوں کو دیکھا اور بے اختیار مجھے جھرجھری آ گئی۔ جھٹکا لگتے ہی وہ سارے مردہ سانپ بے جان ریشوں کی طرح میرے بدن سے زمین پر گر پڑے۔

حیدر شاہ نے بے اختیار مجھے گلے سے لگا لیا۔ "اب تم آزاد ہو میرے بچے! اگر

STATIONARY AND LIBRARY
MUSHTAQ ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI Ph: 555317
PROP: ALI KHAN

ناگن کا طلسم خاک میں مل چکا ہے۔ اب تم سکون کے ساتھ ناگ بھون سے اپنی ستارہ کی بازیابی کی کوشش کر سکو گے!"

"بابا!" میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور میں اس شفیق و محترم بوڑھے سے لپٹ کر بچوں کی طرح رو پڑا۔ "میری زندگی جہنم بن کر رہ گئی ہے خدا کے لئے آپ میری مدد کیجئے ورنہ میں شاید ساری عمر یوں ہی دربدر کی خاک چھانتا پھروں گا۔ مجھے تو اب اپنی منزل محض ایک فریب نظر آنے لگی ہے۔"

"حوصلے سے کام لو۔" حیدر شاہ میری پشت تھپ تھپا کر بولے۔ "اگر تم ابھی سے ہمت ہار گئے تو شاید تمہاری بیوی ناگ بھون کے اندھیروں میں ہی بھٹک کر ختم ہو جائے گی۔"

"ستارہ کس حال میں ہے؟ خدا کے لئے مجھے اس کی صورت تو دکھا دیجئے۔ شاید اسی طرح مجھ میں زندگی سے لڑنے کا نیا حوصلہ پیدا ہو سکے۔" میں نے ان سے الگ ہوتے ہوئے انتہائی اندوہناک آواز میں کہا۔

"وہ ترغیب اور گناہ کے حصار میں بڑے عزم کے ساتھ اپنی آبرو کی حفاظت کر رہی ہے۔" حیدر شاہ پرجلال آواز میں بولے۔ "میں ابھی کوشش کرتا ہوں کہ تم اس کو دیکھ سکو ——"

"بابا۔" میں تقریباً چیخ کر ان کے قدموں میں گر گیا۔

"مجھے گناہ گار نہ کرو!" حیدر شاہ پیچھے سرک کر غصیلی آواز میں بولے۔ "اگر فراق تمہارا مقدر بنا دیا گیا ہے تو سینکڑوں حیدر شاہ بھی تمہیں ستارہ سے نہ ملا سکیں گے۔"

میں زمین پر پڑے ہوئے مردہ سانپوں سے دور ہٹ کر چٹائی پر بیٹھ گیا اور حیدر شاہ مٹی کی ایک تھالی کو دیئے کی لو پر سیاہ کرنے لگے۔

جب وہ تھالی خاصی سیاہ ہو گئی تو حیدر شاہ نے دیئے میں سے تیل کی چند بوندیں اس پر ٹپکائیں اور تھالی میری طرف بڑھا دی۔ "تیل اور کالک کو پوری تھالی پر اچھی طرح مل لو۔"

میں بے چینی کے ساتھ کالک کو تھالی کی پوری سطح پر پھیلانے لگا۔ سچ تو یہ ہے مجھے امید نہیں تھی کہ حیدر شاہ مجھے ستارہ کی صورت دکھا سکیں گے۔

یہ عمل پورا ہو جانے کے بعد حیدر شاہ نے مجھے مخصوص رہا کے ساتھ چند مقدس کلمات پڑھنے کی ہدایت کی۔ میں نے دونوں ہاتھوں میں وہ تھالی تھام کر دل کی گہرائیوں سے ان کلمات کا ورد شروع کر دیا۔ جوں جوں میری آواز کا آہنگ تیز ہوتا جا رہا تھا تھالی کی سطح پر ملی ہوئی سیاہی دھندلانے لگی اور اس وقت میرا دل اچھل کر حلق میں آ گیا جب میں نے اس تھالی پر ستارہ کی دل موہ لینے والی شبیہہ ابھرتی دیکھی۔

مسرت اور حیرت کے باعث میری زبان گنگ ہو گئی اور جونہی ان کلمات کی ادائیگی کا سلسلہ منقطع ہوا ستارہ کی شبیہہ فوراً معدوم ہو گئی۔

"پڑھتے رہو۔ پڑھتے رہو' ورنہ کچھ نہ دیکھ سکو گے۔" حیدر شاہ نے میرے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات سے صورت حال کا اندازہ لگاتے ہوئے تیز آواز میں ہدایت کی۔

میں پورے جوش و خروش کے ساتھ ایک مرتبہ پھر ان مقدس کلمات کا ورد کرنے لگا۔ دو تین ہی منٹ گزرنے کے بعد ایک مرتبہ پھر ستارہ کا عکس' بلکہ متحرک عکس مجھے اس تھالی کی سطح پر ابھرتا نظر آیا۔ اتنی طویل مدت کے بعد اپنی محبوب بیوی کو دیکھ کر مجھ پر شادیٔ مرگ کی سی کیفیت طاری ہو گئی لیکن اس بار میری زبان نہ رکی۔ میں ان یادگار ساعتوں کو اپنی حماقت سے مختصر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

میری نازک اندام' سبک خرام اور پری چہرہ ستارہ اس وقت اپنے من پسند لباس' ساڑی میں ملبوس تھی۔ وہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے ایک وسیع کمرے کے وسط میں ٹہل رہی تھی۔ اس کمرے کی فضا بہت ہی گناہ پرور اور دعوت انگیز تھی۔ دیواروں پر مردوں اور عورتوں کی قد آدم تصویریں آویزاں تھیں جن میں انہیں ایک دوسرے سے لذت و انبساط سمیٹتے دکھایا گیا تھا۔ ایک گوشے میں کسی مرد کا بہت اونچا مرمریں مجسمہ تھا جو لباس کی قید سے آزاد نظر آ رہا تھا۔ شاید ستارہ ان مناظر سے نظریں چرانے کے لئے اپنا چہرہ ہتھیلیوں میں چھپائے ٹہل رہی تھی۔ اس کے قدموں کی لرزش سے اس کا دلی کرب نمایاں تھا۔ اس کے بدن کی بدلی حالت سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنے پہلو میں موجود لخت جگر کو سینچ رہی ہے میری ستارہ کس قدر روحانی کرب میں مبتلا تھی۔

پھر اچانک اس نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور بے اختیار فرش پر بیٹھ گئی۔ شاید اس کے پہلو میں اٹھنے والے درد کی کوئی ٹیس اٹھی تھی۔ میں نے اس کا ستا ہوا چہرہ دیکھا اور کلیجہ تھام کر رہ گیا۔ اس کے شاداب چہرے پر نقاہت چھائی ہوئی تھی۔ بڑی بڑی غزالی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑے ہوئے تھے۔ میں اس کی حالت دیکھ کر خود پر قابو نہ پا سکا اور بے اختیار اسے پکار اٹھا۔

جونہی میری زبان سے مقدس کلمات کے بجائے ستارہ کا نام نکلا' ٹین کی وہ تھالی یک دم سیاہ پڑ گئی۔ میں نے دیوانوں کی طرح دوبارہ وہ کلمات یاد کرنے چاہے لیکن بے سود۔ میں نے کرب کے عالم میں وہ تھالی ایک طرف پھینک دی اور ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں تو وہاں نہ کٹیا رہی تھی نہ حیدر شاہ کا پتہ تھا۔ میں سخت اور کھردری زمین پر سرد رات کی چمکتی چاندنی میں برہنہ تن کھڑا تھا اور میرے قدموں میں وہ بے شمار سانپ پڑے ہوئے تھے جو حیدر شاہ نے رگوں کی طرح میری جلد سے باہر نکالے تھے۔

مجھ پر عجیب سا سکتہ طاری ہو گیا۔ ستارہ کے دیدار کی وہ مبارک ساعتیں میری حماقت کے باعث بیت چکی تھیں اور میں تصورات کی دنیا سے ایک مرتبہ پھر تلخ حقیقتوں کے جہنم میں آ گرا تھا۔ میں کہاں تھا؟ یہ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا۔ درویش صفت حیدر شاہ ایک مرتبہ پھر مجھ سے بچھڑ چکے تھے اور اب میں پھر ناگ رانی سے مدد لینے پر مجبور ہو چکا تھا۔

بے اختیار میرے ہاتھ اپنے گریبان کی طرف گئے ناگ رانی کا منکا وہاں لٹک رہا تھا۔ میں نے فوراً ہی ناگ رانی کو بے سکا سمیت طلب کیا اور پل بھر میں وہ دونوں میرے قریب آ موجود ہوئیں۔ ناگ رانی بدستور کوشلیا دیوی ہی کے حسین روپ میں تھی۔

"کوشلیا! میں اس وقت سکون چاہتا ہوں۔ مجھے کسی ایسی جگہ لے چلو جہاں میں اپنی زندگی کے ہولناک حقائق سے فرار حاصل کر سکوں۔" میں نے تھکی ہوئی آواز میں اس سے کہا۔

"حکم کرو سرکار۔ میں تو تمہاری داسی ہوں۔" ناگ رانی نے مجھ سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

میں نے آنکھیں پھاڑ کر اس کی جانب دیکھا اور ایک دم پھٹ پڑا۔ "تم بکواس کرتی ہو۔ تم مکار ہو۔ تم میری داسی نہیں ہو۔ تم نے مجھے اپنے بہروپ کا غلام بنا رکھا ہے۔ میں اب تمہارے فریب میں نہیں آؤں گا۔"

ناگ رانی بھرائی ہوئی نگاہوں سے میری جانب دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھوں کے گوشے نمناک ہو چلے تھے۔

"تم انسان ہو بے بیگانہ۔" میں نے آگے بڑھ کر اپنا سر اس کے شانے سے لگا دیا۔ "تم جہاں چاہو لے چلو مجھے۔ میں اس وقت بہت تھک گیا ہوں۔ میری ستارہ شناسی دلدل میں پھنسنے کے باوجود اپنا دامن بچائے ہوئے ہے۔ اب مجھے جلد ہی اس تک پہنچنا ہو گا۔ لیکن اس سے پہلے میں آرام چاہتا ہوں۔ تاکہ ناگ بھون کی اندھیری اور ڈراؤنی سرزمین میں چوٹ نہ کھا سکوں۔"

"گوبند گڑھ سے آگے آج کل بنجاروں کا ایک پڑاؤ آیا ہوا ہے۔" وہ ہولے ہولے میری گردن سہلاتے ہوئے بولی۔ "تم وہاں چلو۔ پڑاؤ اچھا لگے گا۔"

"ناگ رانی!" میں نے غنودہ آواز میں کوشیلا کو مخاطب کیا۔ "دیکھو جے مینکا کیا کہہ رہی ہے۔"

"سلطان جی! ایک کام بڑا غلط ہو گیا۔" ناگ رانی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

میں چونک کر سیدھا ہو گیا۔ ناگ رانی کی تشویش زدہ نگاہیں زمین پر جمی ہوئی تھیں۔

"کیا بات ہے؟" میں نے وحشت زدہ آواز میں پوچھا۔

"تمہاری پرچھائیں غائب ہے۔" وہ زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی اور میں یہ دیکھ کر بوکھلا گیا کہ چاند کی پھیکی روشنی میں صرف ناگ رانی اور جے مینکا کے سائے ہی نظر آ رہے تھے۔ میری پرچھائیں کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ اس نئے انکشاف سے میرا دل دھک سے رہ گیا۔

"میرا سایہ۔۔۔ میرا سایہ کہاں گیا؟" میں بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"شکتیوں کا یدھ ہوتا ہے تو یہی سب ہوتا ہے سلطان جی!" جے مینکا تشویش آمیز لہجے میں بولی۔ "حیدر شاہ نے ناگ دیوتا کا بلیدان چھین کر اچھا نہیں کیا۔۔۔ میرا من کہتا

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F-8594 NISHTAR ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH:5536533
PROP ALI KHAN

ہے کہ تمہاری پرچھائیں ناگ دیوتا کے سیوکوں نے چرائی ہے۔"

"پرچھائیں چرائی ہے۔" میں بے اختیار چیخ پڑا۔

"ہمیں سکھ کی ضرورت ہے۔" ناگ رانی نے جھک کر مجھے سہارا دیا۔ "تم ابھی سو لو۔۔۔ ہم گوبند گڑھ چلتے ہیں۔"

میں نے ہذیانی انداز میں چند بے ربط فقرے بڑبڑاتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے تیز بخار ہو گیا ہو۔

بنجاروں کے اس پڑاؤ پر رات کی ویرانی کا راج تھا۔ ان کے تندرست کتوں نے پڑاؤ میں اجنبی جسموں کی بو پا کر بہت آہستہ غرانا شروع کر دیا۔ جے مینکا نے پڑاؤ والوں کی نیند خراب ہونے کے اندیشے کے پیش نظر ان کتوں کی جانب ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ حیرت انگیز طور پر یک بیک خاموش ہو گئے۔

میری وحشی نظریں زمین کے اس خالی حصے پر جمی ہوئی تھیں جہاں میری پرچھائیں ہونی چاہیے تھی لیکن وہاں خالی زمین میرا منہ چڑا رہی تھی۔ مجھے اپنا سارا بدن بخار میں جلتا محسوس ہو رہا تھا اور خون کا تیز دوران میری کنپٹیوں پر ٹھوکریں مار رہا تھا۔ پڑاؤ کی خواب ناک اور پراسرار فضا میں مجھے عجیب سی مانوسیت نظر آ رہی تھی۔ جیسے میں کسی جنم میں یہاں خانہ بدوش رہ چکا ہوں۔

اب ہمارے سامنے نیا مسئلہ یہ تھا کہ رات کے اس آخری پہر میں کس کی نیند خراب کی جائے۔ ناگ رانی نے اس کا حل یہ نکالا کہ اپنی پراسرار قوت کے سہارے اس پڑاؤ میں ایک نئی چھولداری طلب کی اور ہم تینوں اس میں داخل ہو گئے۔ اندر زمین پر گدوں کا بستر لگا ہوا تھا جس پر چیتوں کی کئی گرم کھالیں پڑی ہوئی تھیں۔ میں کسی سردی کھائے ہوئے بچے کی طرح کپکپاتا ہوا ایک بستر میں گھس گیا۔ ناگ رانی نے میری داہنی جانب والا بستر سنبھال لیا۔ جے مینکا میرے بائیں پہلو پر تھی۔ مجھے ذرا دیر بعد دنیا و مافیہا کی کوئی خبر نہ رہی۔ گہری تھکن اب تیزی کے ساتھ اپنا رنگ دکھا رہی تھی۔

میری آنکھ کھلنے کا سبب تیز شور تھا جو فضا میں پورے آہنگ کے ساتھ گونج رہا تھا۔ میں نے بستر ٹٹولا تو نہ ناگ رانی کا پتہ تھا اور نہ ہی جے مینکا موجود تھی۔ ہڑبڑا کر

بستر اور پھر پھولداری سے باہر آیا تو ایک عجیب منظر سامنے تھا۔ موٹے موٹے، سیاہ اور بھدے جسموں والے بھیلوں کا ایک ملا جلا ہجوم دائرے کی شکل میں جمع تھا۔ ان کے وسط میں مجھے وہی مہاپجاری نظر آیا جسے حیدر شاہ نے شنکر ناتھ کے نام سے پکارا تھا اور مقابلے کے بعد وہ پاگلوں کی طرح فرار ہو گیا تھا۔ اس کے قریب ہی ناگ رانی اور سپنا موجود تھیں۔

میں خانہ بدوش بھیلوں کے ہجوم کو چیرتا آگے بڑھا تو شنکر ناتھ کو اس کے مخصوص حلیے میں موجود پایا۔ ستر پوشی کے لئے اس منحنی بوڑھے نے ایک لنگوٹی باندھ رکھی تھی اور اس کے استخوانی جسم پر کئی وزنی ناگ جھول رہے تھے۔

مجھ پر نظر پڑتے ہی شنکر ناتھ کی تیوریاں تن گئیں۔ اس کے بدلتے تیور دیکھ کر سارے بھیل بھی خاموش ہو گئے اور عجیب نظروں سے میری طرف دیکھنے لگے۔

"یہی ہے وہ پاپی۔" شنکر ناتھ میری طرف ہاتھ اٹھا کر بھیلوں سے مخاطب ہوا۔ "دیکھ لو دھرتی پر اس کی پرچھائیں تک نہیں ہے۔ اس نے ناگ دیوتا کو بلیدان دینے سے انکار کیا ہے جن کے سیوکوں سے تم اپنی روزی کماتے ہو۔ یہ پاپی تمہارے پڑاؤ میں چھپا ہوا ہے، یہ کیسا انیائے ہے۔ کیا تم اتنے بودے ہو چکے ہو کہ اپنے ان داتا کی آبرو کی رکھشا بھی نہیں کر سکتے۔"

"مار ڈالو... مار ڈالو اسے۔" مجمع میں سے بیک وقت کئی پرجوش آوازیں آئیں۔

اتنی دیر میں مجھے صورت حال کی سنگینی کا پورا اندازہ ہو چکا تھا۔ شنکر ناتھ، حیدر شاہ کے ہاتھوں زک اٹھانے کے بعد یقیناً میرا تعاقب کرتا اس پڑاؤ تک آیا تھا اور اب ان توہم پرست بھیلوں کو اشتعال دلا کر مجھے ختم کرانا چاہتا تھا۔

میں نے حالات قابو سے باہر ہونے سے پہلے ہی شنکر ناتھ پر کاری وار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

"ادھر آ کوشی۔" میں نے گرجدار آواز میں ناگ رانی کو اپنی طرف بلایا اور دل ہی دل میں اسے اپنے اصل روپ میں آنے کا حکم دیا۔

کوشیلا نے پھرتی سے زمین پر لوٹ لگائی اور پل بھر میں پرشکوہ سفید ناگن کے روپ میں زمین پر لہریں لینے لگی۔ اس کا چاندی کی طرح چمکتا ہوا چوڑا پھن

پرشکوہ انداز میں فضا میں لہرا رہا تھا۔ اسے یوں روپ بدلتے دیکھ کر بہت سے بھیل اپنا خوف اور تحیر میں اپنی آوازوں پر قابو نہ رکھ سکے۔

اس وقت سورج دھیرے دھیرے مغربی افق کی جانب ڈھلتا جا رہا تھا۔ میں فیصلہ کر چکا تھا کہ سورج ڈھلنے سے پہلے ہی شنکر ناتھ کو جہنم واصل کر دوں گا تاکہ اس غیر متوقع دشمن کا قصہ ہمیشہ کے لئے پاک ہو سکے۔

"بول مردود! کیا کہتا ہے اب؟" میں نے فاتحانہ شان سے شنکر ناتھ کو للکارا۔

وہ میرے اس حربے پر خاصا سراسیمہ نظر آنے لگا تھا اور اس کے ہاتھ بے چینی کے ساتھ اپنے گلے میں جھولتے ہوئے ناگوں پر حرکت کر رہے تھے لیکن پھر بھی وہ آسانی سے ہتھیار ڈالنے پر آمادہ نہیں تھا۔ "تو اگر اب بھی ناگ دیوتا کو بلیدان دے دے تو میں تجھے چھوڑ دوں گا۔ ورنہ یاد رکھ کہ تو ان جیالے بھیلوں کے پڑاؤ سے زندہ نہیں جا سکے گا۔"

"اوہ۔ تم میں کون سورما ہے جو میرا مقابلہ کرے گا؟" میں نے بھیلوں کے مبہوت ہجوم پر نظریں دوڑاتے ہوئے للکارا۔

"ہم بیٹھے ہیں!" ایک نوجوان بھیل قدرے پس و پیش کے بعد آگے آ گیا اور ناگوں کو اپنا دھرم سمجھتے ہیں۔ مہاپجاری کہتا ہے کہ تم نے ناگ دیوتا سے دھوکہ کیا ہے اور ان نے تمہاری پرچھائیں چھین لی ہے۔ تم نے ناگ دیوتا کے سراپ کے ڈر سے ہمارے پڑاؤ میں پناہ لی ہے۔ اب تم یہاں سے زندہ نکلے تو ہمارا قبیلہ ناگ دیوتا کے کڑے سراپ سے نہ بچ سکے گا۔ میں ابھی تمہارا جھگڑا نمٹائے دیتا ہوں۔"

اس نوجوان بھیل کے الفاظ میں خوف کا پہلو نمایاں تھا۔ میں نے بھانپ لیا کہ وہ ڈرتے ڈرتے میرے مقابلے پر آیا ہے۔ میں نے فوراً ہی رینگتی ہوئی ناگ رانی کو اشارہ کیا اور وہ ایک غضب ناک پھنکار مار کر اس بھیل کی طرف لپکی اور اسے سنبھلنے کی مہلت دیئے بغیر سموچا نگل گئی۔

شنکر ناتھ بہت زیادہ گھبرا گیا۔ اپنے ایک ساتھی کا حشر دیکھ کر سارے بھیل بے اختیار زمین پر سجدے میں گر پڑے۔ میں جانتا تھا کہ جواد خوروں کے اس قبیلے میں اب کوئی بھی میرے منہ آنے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔

"ناگ رانی' دیوتا کی آگیا کے خلاف تیرا ساتھ دے رہی ہے اب یہ بھی مجھ سے نہ بچ سکے گی۔" شنکر ناتھ بے چینی کے ساتھ پہلو بدل کر بولا۔

"تو اپنی خیر منا۔" میں نے تحقیر آمیز لہجہ میں کہا۔ "ناگ رانی تو میری مرضی کی غلام ہے۔"

"سن بالک!" اچانک شنکر ناتھ کا لہجہ خلاف توقع طور پر نرم پڑ گیا۔ "میں سنسار کو تیاگ کر ناگ دیوتا کا سیوک بن گیا ہوں۔ اس میں میری آتما کو شانتی ملتی ہے۔ اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میرے دن تھوڑے رہ گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ناگ رانی اس سمے تیرے پیچھے ہے۔ اس کے کارن میں تجھ سے نہ جیت سکوں گا۔ اگر تو مجھے شما کر دے تو پھر میں جنگلوں میں نکل جاؤں گا۔ ناگ دیوتا خود ہی تم دونوں سے نمٹ لے گا۔"

میں پل بھر کے لئے تذبذب میں پڑ گیا۔ وہ بڈھا یکایک مصالحت پر اتر آیا تھا اور اس کے انداز سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ میرے مقابلے پر زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکے گا۔ پھر بھی میں اپنی قوت آزمانے کا خواہش مند تھا۔ یہ بات میرے دل میں تیر بن کر اتری تھی کہ شنکر ناتھ نے نہایت بزدلی کے ساتھ ناگوں کو میرے قتل پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی جس میں وہ میری کارروائی کے سبب کامیاب نہ ہو سکا۔

"تو اتنی آسانی سے نہ نکل سکے گا مکار بڈھے!" میں نے حقارت کے ساتھ اسے للکارا۔ "میں تیرے سارے کس بل ڈھیلے کر دوں گا۔"

"اتنے کٹھور نہ بنو مہاراج!" وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر گڑگڑایا۔ "مجھ سے بھول ہوئی کہ تمہارے سامنے آیا۔ مجھے مار کر تمہیں بھی دکھ ہی ہو گا۔ ایک منش کے خون سے کیوں اپنی پوتر آتما کو میلا کرتے ہو' مجھے واپس چلا جانے دو۔"

"نہیں۔" میں نے پل بھر کی خاموشی کے بعد فیصلہ کن انداز میں کہا پھر ناگ رانی کو دل ہی دل میں حکم دیا کہ وہ شنکر ناتھ کو زندہ اور سالم نگل جائے۔

زمین پر بل کھاتی' چاندی کی طرح چمکتی ناگ رانی بہت انداز میں رینگتی آہستہ آہستہ شنکر ناتھ کی جانب گھومی اور اپنا چوڑا چکلا پھن سکیڑ کر اس کی جانب بڑھنے لگی۔

"اچھا!" شنکر ناتھ نے تھوک نگلتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ "تو مجھ سے ٹکر لے

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F.1394 NISHTAR ROAD DHAKKA BAZAR
RAWALPINDI
PROP ALI KHAN

پا نہیں سکے گا۔"

میں خاموش رہا۔ شنکر کا آخری فقرہ میرے لئے حیرت کا باعث ہوا تھا۔ کسی خوف زدہ بکرے کی طرح ممیاتے ممیاتے وہ اچانک ہی پامردی کے مظاہرے پر اتر آیا تھا۔

ناگ رانی جب شنکر ناتھ سے چند فٹ دور رہ گئی تو اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر آسمان کی طرف نگاہیں اٹھائیں۔ اس کی آنکھوں میں دل کو موم کر دینے والی فریاد رچی ہوئی تھی۔ پھر اچانک ہی اس کا پورا بدن تیزی کے ساتھ کانپنے لگا۔ اس کے نحیف و لاغر سا بدن پر جھولتے ہوئے وزنی اژدھے خوفزدہ انداز میں اس کے بدن سے رینگ کر نیچے اتر آئے اور سجدے میں گرے ہوئے بیلوں کے درمیان سے گزرتے ادھر ادھر غائب ہو گئے۔

اس سے پہلے کہ ناگ رانی اس نئے حریف کو اپنا قہر بتاتی' زمین کے ایک صاف شفاف ٹکڑے پر ایک انسانی سایہ نمودار ہوا۔ میری مضطرب نگاہیں اپنے قدموں پر پڑیں۔ میری پرچھائیں ابھی تک غائب تھی اور وہ نیا سایہ بغیر کسی مادی وجود کے نظر آ رہا تھا' وہ پراسرار اجنبی پرچھائیں تیزی سے سرکتی شنکر ناتھ کی طرف بڑھی اور پھر اس کے سائے پر جا کر اس طرح معدوم ہو گئی جیسے وہ بھی اسی کا ایک حصہ ہو۔ اس نئے سائے کے یوں غائب ہوتے ہی شنکر ناتھ کے چہرے پر گہرا سکون پھیل گیا اور اس نے آسودہ نظروں سے ناگ رانی کی جانب دیکھا جو بڑھتے بڑھتے رک گئی تھی۔

"ناگ دیوتا نے میری پرارتھنا سن لی ہے سالار!" شنکر ناتھ طنزیہ لہجے میں مجھ سے مخاطب ہوا۔ "ناگ دیوتا نے تیری پرچھائیں میرے حوالے کر دی ہے اب ناگ رانی کم از کم مجھے نہیں نگل سکتی۔ اگر تو نے اس کے زور سے مجھے چوٹ دینے کی کوشش کی تو میں تجھے کوئی سزا دیئے بنا نہیں ٹلوں گا۔"

حالات کا پانسہ یک بیک شنکر ناتھ کی حمایت میں پلٹ چکا تھا۔ ناگ رانی مضطربانہ انداز میں اس سے قدرے فاصلے پر بل کھا رہی تھی۔ میں نے غصے کے عالم میں دل ہی دل میں ایک بار پھر اسے حکم دیا کہ وہ آگے بڑھ کر شنکر ناتھ کو نگل جائے لیکن بے سود' وہ اپنی جگہ سے ذرا بھی آگے نہیں بڑھی۔

"اسے میرے راستے سے ہٹا لے" بڈھے شنکر ناتھ کے پتلے پتلے خشک ہونٹوں

پر زہر آلود مسکراہٹ ابھر آئی۔ "اب وہ مجھے نہ ڈس سکے گی۔"

میں نے ناگ رانی کو اگلا حکم دیا کہ وہ شنکر ناتھ کو جو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے پہنچائے۔ میرے دل میں یہ خیال ابھرتے ہی ناگ رانی کا بدن لہرایا اور وہ بائیں پہلو سے شنکر ناتھ پر جھپٹ پڑی۔ شنکر ناتھ بوڑھا ہونے کے سبب اپنی پھرتی کھو چکا تھا۔ ناگ رانی نے پلک جھپکتے میں اس کے بدن کو اپنی گرفت میں لے کر زمین پر گرا دیا اور زور لگا کر اسے بھینچنے لگی۔ شنکر ناتھ کے حلق سے گھٹی گھٹی خوف زدہ آوازیں ابھریں اور پھر فضا اس کی پسلیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ ناگ رانی کے بدن کے بل تیزی کے ساتھ کھلے اور شنکر ناتھ کا مسخ شدہ بدن اچھل کر دور جا گرا۔ وہ اذیت سے بری طرح تڑپ رہا تھا۔ سارے بھیل بدستور سجدے میں گرے تھرتھرا رہے تھے۔

"یہ برا ہوا بہت برا ہوا۔" بے بیکا میرے بدن سے لگ کر کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "سلطان جی! اب تم نے جوش میں آکر اپنا ایک اور بیری پیدا کر لیا ہے۔"

اسی وقت ناگ رانی دوبارہ کوشیلا کے روپ میں آگئی۔

"سلطان جی! یہاں سے بھاگ نکلو۔" ناگ رانی نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "وہ اس روگ سے مہلت پاتے ہی تم پر وار کرے گا۔ ناگ دیوتا نے تمہاری پرچھائیں اس کے قبضے میں دے دی ہے۔ اس کے سنبھلنے سے پہلے یہاں سے دور نکل جاؤ۔"

"میں تیار ہوں۔" میں نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔ میرے دل میں ایک نیا اندیشہ سر ابھار رہا تھا۔ میرا ایک دشمن شیش ناگ تو اپنی ساری شکتیوں سے محروم ہو جانے کے باعث سوان مندر میں جا چھپا تھا اور وہ اس وقت تک دوبارہ میرے مقابلے پر آنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا جب تک اس کے سر پر باریک ناگ دوبارہ نہ اگ آتے۔ عین ممکن تھا نحیف و نزار اور زخم خوردہ شنکر ناتھ مجھ سے اپنا انتقام لینے کے لئے شیش ناگ سے جا ملتا۔ یہ صورت درحقیقت میرے لئے پریشان کن تھی اور اب میں شنکر ناتھ کے ساتھ اپنے ہٹ دھرمی کے رویے پر پشیمان ہو رہا تھا۔

"آنکھیں موند لو۔" ناگ رانی نے مجھے ہدایت کی اور میں نے فوراً ہی اس پر عمل کر ڈالا۔

ایک مرتبہ پھر میرے وجود پر سبک اندامی اور پرواز کا لطیف احساس طاری ہو گیا۔

کافی دیر کے بعد میرے قدم زمین پر ٹکے اور کوشیلا نے نرم آواز میں مجھے آنکھیں کھولنے کی ہدایت کی۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو خود کو ویران کھنڈرات کے درمیان پایا جہاں شکستہ در و دیوار پر موت کا اتھاہ سکوت چھایا ہوا تھا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے ان کھنڈرات میں کسی ذی روح کا وجود نہ ہو۔

"ہم اس سمے وجیا واڑہ کے کھنڈرات میں ہیں۔" ناگ رانی نے مغربی افق پر ڈوبتے ہوئے سورج کی طرف دیکھتے ہوئے پرسکون لہجے میں کہا۔ "شنکر ناتھ مہاپجاری اور ناگ دیوتا کا چیلا ہی سہی پر وہ منش ہے۔ ہم ناگ ناگنوں سے آسانی سے ٹکر نہ لے سکے گا۔ اسے یہ جاننے ہی میں کئی دن لگ جائیں گے کہ ہم کہاں چھپے ہوئے ہیں۔"

"پر رانی جی!" ہمارے قریب موجود بے بیکا نے زبان کھولی۔ "دنیا مہا پجاریوں سے یوں بیر کر کے تم ناگ دیوتا کی دشمنی مول نہیں لے رہی ہو۔"

"ہرگز نہیں۔" کوشیلا نے پراعتماد لہجے میں کہا۔ "میں یہ سب پہلے ہی سوچ چکی ہوں۔ ناگ دیوتا نے سلطان جی کے مقابلے میں شنکر ناتھ کی سہائتا ضرور کی ہے پر ناگ رانی کے سامنے دیوتا بھی اپنی اچھا سے کسی منش کی مدد نہیں کریں گے۔"

"لیکن تم تو پوری طرح میرے قبضے میں ہو۔" میں نے پہلی بار مسکرا کر کوشیلا کے نرم رخسار کو انگلی سے چھو کر کہا۔

"اس میں بھی ناگ دیوتا کی اچھا نہیں تھی۔ تم نے تو اپنے دھرم اور حیدر شاہ رشی کے زور سے مجھ پر قابو پایا ہے۔ یہ بات بھولنا کہ اب تم شانت رہو گے! شنکر جو تمہارے راستے پر لگ چکا ہے وہ تم سے بدلہ لئے بنا چین سے نہیں بیٹھے گا۔"

"میں اسے دیکھ لوں گا۔" میں نے یہ کہتے ہوئے خود میں نیا اعتماد ابھرتا محسوس کیا۔

اب سورج غروب ہو چکا تھا اور وجیا واڑہ کے ان کھنڈرات پر ہلکی سی سرد دھند پھیل چکی تھی۔ کوشیلا کی نگاہیں ادھر ادھر کسی کمین گاہ کی تلاش میں بھٹک رہی تھیں اور مجھے بھی سرد ہواؤں کی کاٹ سے پناہ حاصل کرنے کی فکر لاحق تھی۔

ناگ رانی آس پاس کا جائزہ لینے کی نیت سے بے بیکا کو میرے قریب چھوڑ کر

ایک طرف چل دی۔ میں جے میکا کے ہمراہ ایک عمارت کے بوسیدہ آثار پر بیٹھ گیا۔

"اس سندری لڑکی کا کیا بنا؟" جے میکا نے چند لمحوں کے سکوت کے بعد زبان کھولی۔

"کون سی لڑکی؟" میں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"جس کی بھینٹ ہونے والی تھی۔"

"وہ اپنے گھر پہنچا دی گئی۔" میں نے ایک گہرا سانس لے کر کہا۔ "اور مجھے بھینٹ کے بغیر اس ماحول کے عذاب سے نجات مل چکی ہے۔"

"اچھا۔" اس کے لہجے میں تحیر نمایاں تھا۔

"ہاں۔ اور میں نے ستارہ کو بھی دیکھا ہے۔" میں نے اچانک ہی اپنے دل میں بجلی سی کسک محسوس کی۔

"کیا حیدر شاہ تمہیں ناگ بھون لے گئے تھے؟" جے میکا بہت حیران نظر آ رہی تھی۔

"نہیں!" یہ کہہ کر میں نے مختصراً ساری روداد سنا دی۔

"بڑے دکھ میں ہے وہ بے چاری۔" میرے خاموش ہونے پر جے میکا متاسفانہ لہجے میں بولی۔ "ادھر ناگ راجہ اس پر ہاتھ ڈالنے کی فکر میں ہے اور دوسری طرف جل کماری انتقام کی آگ میں جل رہی ہے۔ وہ تمہاری بچی کی کوکھ سے جنم لینے والے لڑکے کو اس کی ماں سے چھین لے گی۔ وہ بڑی چڑیل ہے تم پر تو اس کا وار نہ چل سکا پر وہ تمہارے لڑکے سے بدلہ لے گی۔"

"شیش ناگ اور شنکر ناتھ کو نہ بھولو۔ یہاں وہ دونوں میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔" یہ کہتے کہتے مجھے محسوس ہوا کہ میرا حافظہ الجھنے لگا ہے میری یادداشت بیٹھے بیٹھے ایک دم دھندلانے لگی اور میں بوکھلا کر بے اختیار کھڑا ہو گیا۔

جے میکا میری ابتری دیکھ کر پریشان ہو گئی۔ لیکن مجھے کسی کا ہوش نہیں رہا تھا۔ میرا دل بہت بری طرح گھبرا رہا تھا۔ ذہن میں سے ساری یادیں پھسلتی جا رہی تھیں۔ حواس پر ایک بھیانک سی وحشت غالب آنے لگی تھی۔

میری حالت دیکھ کر یا شاید اپنی پراسرار قوتوں کے سہارے' جے میکا صورت حال

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
NISHTAR ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH 5556527
PROP ALI KHAN

سمجھ گئی اور جلدی سے اپنی باہیں میرے گلے میں ڈال دیں۔

"سلطان جی! ہمت سے کام لو۔" وہ محبت بھرے لہجے میں بولی۔ "شنکر ناتھ اس بے ہوشی میں اندھا ہو کر تمہاری پرچھائیں پر بہت گندا عمل کر رہا ہے۔ اگر تم ہمت ہار گئے تو پھر تمہارا دماغ ہی الٹ جائے گا۔"

"میری پرچھائیں۔" میں نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "اف میں ہر چیز بھول رہا ہوں۔۔۔ تم۔۔۔ تم کون ہو۔ مجھے بتاؤ تم کون ہو؟"

"میں جے میکا ہوں' تمہاری داسی!" وہ یہ کہہ کر بے اختیار مجھ سے لپٹ گئی۔

"جے۔۔۔ میکا۔" میں نے کھوئے ہوئے انداز میں اس کا نام دہرایا۔ "اور میں سلطان ہوں۔۔۔ سلطان! ٹھیک ہے نا؟"

اس نے میرے ہونٹوں پر اپنے شہد بھرے ہونٹوں کی حرارت بکھیر دی۔ وہ مجھے جذباتی ہیجان میں گم کر کے میری المناک حالت کو معمول پر لانے کی مرتوڑ کوشش کر رہی تھی۔ میں نیم پاگلوں کی طرح ہکا بکا کھڑا رہا۔ وہ ہر طرح سے مجھے اپنے وجود' اپنے شباب اور اپنی خود سپردگی کا احساس دلاتی رہی لیکن میرا ذہن گمنام دلدلوں میں ابھر ابھر کر ڈوب رہا تھا۔

اچانک میری نگاہیں جے میکا کے بدن پر پڑیں۔ وہ نازک سی لڑکی میری توجہ اپنی جانب مرکوز کرانے کے لئے قباؤں کے تمام پردے یکے بعد دیگرے وا کرتی جا رہی تھی۔ اس منظر کو دیکھ کر میری آنکھوں میں خیرگی سی دوڑ گئی۔ میں نے ایک دو بار پلکیں جھپکا کر غور سے اسے دیکھا پھر میرے وجود میں سویا ہوا رنگین مزاج انسان جاگ اٹھا۔ اس عفریت کے بیدار ہوتے ہی جے میکا کسی ننھے پرندے کی طرح سہم کر میری چھاتی میں دبک گئی اور ان ویران کھنڈرات میں سانسوں کا آہنگ وحشیانہ تیزی سے ابھرنے لگا۔

میرے دماغ پر ابھی تک گہری برف جمی ہوئی تھی میں اس لمحاتی لذت و آسودگی کے سوا ہر چیز کو بھلا چکا تھا میرا کرب اور اضطراب جے میکا کی کوششوں کے سبب ایک لذت انگیز عالم خود فراموشی میں ڈوب چکا تھا اور مجھے ان کا کوئی احساس نہیں رہ گیا تھا۔

خود فراموشی کے وہ لمحے بھی لازوال نہیں تھے جب آوارہ جذبوں کی تشنگی ختم ہو

گئی تو ایک بار پھر میں اپنے مہیب احساسات میں گھر گیا۔ مجھے صرف اپنا نام یاد تھا۔ اس کے سوا میں ہر چیز کو بھولتا جا رہا تھا۔ اوہام اور خیالات کا ایک مافوق بھنور میرے ذہن کو اپنے شیطانی چنگل میں لے چکا تھا۔

پھر ایک لڑکی بھاگتی ہوئی میری طرف آئی۔ میں نے بڑی مشکل سے اسے پہچانا۔ وہ کوشیلا دیوی تھی۔

"اف! وہ وار کر ہی گیا۔" اس نے مجھے دیکھتے ہی تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

"میں سلطان ہوں نا؟" میں نے بڑی ہی درد بھری آواز میں ان سے اپنے وہم کی تائید طلب کی۔

"ہاں..... اور اب تمہارا سایہ ہی تم پر وار کرے گا۔ شنکر ناتھ نے تم پر بہت بڑی شکتی لگائی ہے۔" وہ میرے چہرے پر نظریں جما کر بولی۔

"شنکر ناتھ!" میں نے ذہن پر زور دے کر دوہرایا۔ "پتہ نہیں یہ کون ہے۔"

"تمہارا جانی دشمن اور ناگ دیوتا کا مہا پجاری۔" وہ مسلسل میری آنکھوں میں دیکھے جا رہی تھی اور اس کی نظروں سے غیر مرئی مقناطیسی لہروں کا ایک مدھم سا طوفان خارج ہو رہا تھا۔

"میرا جانی دشمن اور ناگ دیوتا کا مہا پجاری۔" میں نے سرد اور جذبات سے عاری آواز میں دوہرایا۔ یہ جملہ پورا ہوتے ہی میں بری طرح چیخ پڑا۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے میری آنکھ میں لوہے کی جلتی ہوئی سلاخ اتار دی ہو۔

میں دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ تھام کر زمین پر الٹ گیا۔ میری وہ چیخیں بہت ہی اندوہناک تھیں۔ چند ثانیوں کے بعد وہ تکلیف ختم ہو گئی۔ میں نے ڈرتے ڈرتے اپنے چہرے پر سے ہاتھ اٹھائے اور بے چارگی کا ایک نیا احساس مجھے پریشان کر گیا۔

میری بائیں آنکھ کی بینائی اچانک زائل ہو چکی تھی۔

"شنکر ناتھ نے تمہاری پرچھائیں سے اس آدمی کی ہتیا کر دی ہے جس کی آنکھ کی روشنی میں نے تمہیں دلائی تھی۔" ناگ رانی غصے اور بے چارگی کے ملے جلے احساس کے ساتھ بولی۔

مجھے کچھ یاد نہ آ سکا کہ وہ کس کا حوالہ دے رہی ہے میں قطعاً بھول چکا تھا کہ

جل منڈل کی بھیانک سرزمین پر جل کماری نے کھولتے ہوئے تیل سے میری بائیں آنکھ پھوڑ دی تھی اور پھر ناگ رانی نے اپنی شکتی کے زور سے ایک دہقانی کی آنکھ سے میری ناکارہ بائیں آنکھ تبدیل کی تھی۔

"تو کیا میں اندھا ہو گیا۔" میں نے رو دینے والی آواز میں ناگ رانی اور بے بیکا سے کہا۔ بے بیکا بے حد ملول و افسردہ نظر آ رہی تھی اور ناگ رانی کا چہرہ غصے سے بھبھوکا ہوا جا رہا تھا۔

اگلا لمحہ بہت ہی ڈراؤنا تھا۔ کھنڈرات کے فرش پر ایک لمبی سی پرچھائیں لرزتی ہوئی میری جانب بڑھی چلی آ رہی تھی۔ اس سائے کے ساتھ کوئی ایسا مادی وجود نہیں تھا جس کا وہ عکس ہوتا۔ میری اپنی پرچھائیں غائب تھی اور وہ نامعلوم خوف آور پرچھائیں لمحہ بہ لمحہ میری جانب آ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر بے بیکا گھبراتے ہوئے انداز میں کئی قدم دور ہٹ گئی۔ ناگ رانی اچھل کر ایک گرتی ہوئی دیوار پر چڑھ گئی اور میں اپنی ہی جگہ کھڑا پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس عجوبے کو دیکھتا رہا۔

مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر آ کر وہ پرچھائیں..... انسانی پرچھائیں پل بھر کے لئے رکی پھر ایک جھٹکے کے ساتھ قدموں پر سیدھی کھڑی ہو گئی بالکل اسی طرح جیسے کاغذ پر کاٹے ہوئے انسانی خاکے ڈوریوں کی مدد سے کھڑے کئے جاتے ہیں۔ اس متحرک اور پراسرار پرچھائیں میں نہ وزن تھا اور نہ ہی جسامت تھی وہ بہت طویل اور بے ڈول سا تاریک انسانی سایہ تھا۔

میں خوف اور تعجب کے ساتھ اس سائے کو دیکھتا رہا۔ گو میں ذہنی طور پر اس وقت اپنا ماضی بالکل بھول چکا تھا لیکن پھر بھی اس سائے کے لئے اپنے دل میں اپنائیت اور محبت کا دبا دبا جذبہ محسوس کر رہا تھا۔

کاغذ جیسی وہ سیاہ اور بے جسم پرچھائیں میری جانب بڑھی اور آہستہ آہستہ اتنے قریب آ گئی کہ میرے اور اس کے درمیان صرف بال برابر فاصلہ رہ گیا۔ میں نے محبت کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ اس کے گرد ڈالے لیکن میرے ہاتھ آپس میں یوں ٹکرا گئے جیسے وہ انسانی پرچھائیں محض دھند یا دھواں ہو۔ اس پرچھائیں نے ذرا سی جنبش اور کی تو میرے پورے بدن میں شدید جلن ہونے لگی۔ میں بوکھلا کر پلٹا اور میرے رونگٹے

کھڑے ہو گئے۔ وہ پرچھائیں بہت آہستگی کے ساتھ میرے وجود میں حلول کرتی جا رہی تھی۔ میں اپنے جسم کے بالوں میں ہلکی ہلکی' بے آواز سرسراہٹیں محسوس کر رہا تھا' میری کنپٹیاں بڑی تیزی سے دھک رہی تھیں اور میرا پورا بدن سردی کے باوجود بری طرح جل اٹھا تھا۔

میں نے وحشت کے ساتھ اپنی ہی جگہ پر کئی چکر کاٹ ڈالے لیکن وہ پرچھائیں مجھے کہیں نظر نہ آئی۔ میں اس وقت کچھ سمجھنے یا کوئی نتیجہ اخذ کرنے کی قوت سے محروم ہو چکا تھا لیکن یہ بات یقینی تھی کہ وہ پراسرار پرچھائیں آہستہ آہستہ میرے بدن میں حلول کر چکی تھی۔

میں نے گھبرا کر اپنا سینہ دونوں ہاتھوں میں دبایا اور فرش پر بیٹھ گیا کیونکہ اب میرا دم گھٹنے لگا تھا۔ میرے خون کا دوران جسم کے اوپری حصے کی طرف شدت اختیار کرتا جا رہا تھا۔

"کوشیلا" میرے منہ سے غیر ارادی طور پر نکلا اور ناگ رانی جھپٹ کر میرے قریب آ گئی۔ میں اسے بالکل نہ پہچان سکا۔ میرا دماغ اس وقت تک بالکل ماؤف ہو چکا تھا' ماضی کی کوئی جھلک' کوئی یاد میرے شعور میں باقی نہیں رہی تھی اور میں اپنے ماضی سے رشتہ توڑ چکا تھا۔

"تمہاری حالت بڑی گمبھیر ہے۔" ناگ رانی نے مجھ پر جھک کر کہا۔ "میں ابھی اس کا توڑ کرتی ہوں۔ شاید تمہیں بھی اس میں تکلیف ہو گی پر میں بے بس ہوں۔"

پھر بے سیکا نے آگے بڑھ کر زبردستی میری داہنی آنکھ اپنی ہتھیلی سے بند کر دی۔ اس وقت درد اور بے چینی کے باعث میں بری طرح تڑپ رہا تھا۔ میں نے پوری قوت سے مچل کر اس اندھے پن سے نجات پانے کی کوشش کی۔ لیکن بے سیکا بھی جنگلوں میں پروان چڑھی تھی۔ اس کے انگ انگ میں زندگی کا وہ طوفان خیز لہو رچا ہوا تھا جس کے سامنے بڑے بڑے شہ زور سر ڈال دیتے ہیں۔ وہ بری طرح مجھ پر حاوی ہو گئی اور اسی کے ساتھ میں نے اپنے بدن پر بے ہوشی کا عالم طاری ہوتے محسوس کیا۔ بے سیکا نے میری داہنی آنکھ اسی لئے زبردستی بند کی تھی کہ ناگ رانی مجھے وہاں سے ان قریبی ویرانوں سے کسی نامعلوم منزل کی جانب لے جا سکے۔

STATIONARY AND LIBRARY
MUSHTAR ROAD ... BAZAR
RAWALPINDI
PROP ALI KHAN

کافی دیر کے بعد میری پرواز ختم ہوئی تو بے سیکا نے پھرتی کے ساتھ ناگ رانی کی مدد سے مجھے کندھے پر ڈال لیا۔ میں نے وحشت زدہ انداز میں آس پاس نظریں دوڑائیں لیکن وہاں اونچے اونچے درختوں' خود رو جھاڑیوں اور ناہموار پتھریلی زمین کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ ڈھلتے ہوئے چاند کی پھیکی پھیکی روشنی اس ویران ماحول میں پھیلی ہوئی خنکی کو بہت زیادہ بھیانک بنا رہی تھی۔

پھر میں نے خود کو اچانک ہی گھور تاریکی میں گھرا محسوس کیا۔ یہ تاریکی میرے لئے بہت زیادہ سکون کا باعث ثابت ہوئی۔ مجھ پر چھایا ہوا اضطراب یک بیک ختم ہو گیا' میرا ذہن بھی اعتدال پر آ گیا۔ اور میں نے محض جسم کے لمس ہی سے بے سیکا کو بخوبی پہچان لیا۔

"بے سیکا۔" میں نے نرم آواز میں اسے مخاطب کیا۔ "میری یادداشت لوٹ رہی ہے۔ اب میں قدرے نقاہت ضرور محسوس کر رہا ہوں لیکن تم مجھے نیچے اتار دو۔"

"شکر ہے بھگوان۔" بے سیکا کی بھرائی ہوئی جذباتی آواز محدود فضا میں کانپی۔ "جانے تمہارے بھاگ میں ابھی کتنے دکھ بھوگنے رہ گئے ہیں۔"

اس نے آہستگی سے مجھے نیچے اتار دیا۔ میں نے آوازوں کی گونج سے اندازہ لگایا تھا کہ اس وقت ہم لوگ کسی اندھیرے غار میں چل رہے ہیں جو زیادہ کشادہ نہیں ہے۔

"کوشیلا۔ میرے قریب آؤ رانی!" میں نے محبت بھری آواز میں ناگ رانی کو پکارا جس کے قدموں کی گونج میں اپنے عقب میں سن رہا تھا۔

وہ لپک کر فوراً ہی میرے برابر میں آ گئی۔

"ہم اس وقت کہاں ہیں کوشیلا؟" میں نے گرم جوشی سے اس کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا۔

"تم اس وچار میں نہ پڑو۔" بے سیکا جھٹ سے بول پڑی۔ "اس دھرتی پر ہر طرف ایسے گمنام ٹھکانے بکھرے پڑے ہیں جہاں رانی جی کے سوا پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بے سیکا ٹھیک کہہ رہی ہے سلطان جی!" کوشیلا نے پروقار اور دھیمے لہجے میں

کہا "یہ ایک اندھیرا غار ہے جہاں آج تک روشنی کی کوئی کرن نہیں پہنچی ہے۔ تم صرف اسی جگہ شانت اور سکھی رہ سکتے ہو۔ بدمعاش شنکر ناتھ کو میں اتنا کمینہ نہیں سمجھتی تھی۔ اس نے تم پر بڑا کٹھور وار کیا ہے۔"

"کیا مطلب؟" میں نے الجھن آمیز لہجے میں پوچھا کیونکہ بیشتر واقعات میری غائب دماغی کے دوران میں پیش آئے تھے۔

"شنکر ناتھ نے اپنی جادو منتر کے زور سے تمہاری پرچھائیں تم پر سوار کر دی ہے۔ تمہاری پرچھائیں کسی زندہ روگ کی طرح تمہارے شریر میں سما چکی ہے۔" ناگ رانی مجھے بتانے لگی۔ "تم جب بھی روشنی میں آؤ گے تمہاری پرچھائیں زمین پر تو نظر نہ آئے گی پر تمہارے شریر میں زور کرنے لگے گی۔ تم اس کشمکش کے کارن اپنی سوجھ بوجھ کھو بیٹھو گے۔ اسی کے ساتھ تمہارا شریر جیسے دکھ میں پڑ جائے گا۔ اسی لئے میں تمہیں اپنی پرچھائیں کے کشٹ سے بچانے کے لئے اس اندھیرے غار میں لے آئی ہوں۔ جب تک تمہیں اپنی پرچھائیں کے ڈراؤنے روگ سے چھٹکارا نہیں ملتا تم اس اندھیرے غار سے نکل کر خود کو، اپنی پیاری ستارہ کو، مجھ کو، کسی کو بھی یاد نہ رکھ سکو گے۔"

"یہ تو ایک نئی قید ہے کوشلیا!" میں نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔ ان انکشافات نے مجھے بے حد مایوس کر دیا تھا۔ مجھے ناگ بھون سے اپنی پیاری ستارہ کی بازیابی ایک بار پھر غیر یقینی حالات کا شکار ہوتی نظر آ رہی تھی کیونکہ ان اندھیرے غار میں رہتے ہوئے میں ناگ بھون کے ہولناک سفر کے بارے میں کوئی بھی قدم اٹھانے سے مجبور تھا۔

"قید ہی سمجھو!" وہ اپنے بدن کا بوجھ مجھ پر ڈالتے ہوئے بولی۔ "نہ میں ہر سمے تمہارے پاس رہ سکوں گی، نہ بے نیکا ہی تمہارے اکیلے پن کی ساتھی بن سکے گی۔"

"وہ کیوں؟" اس نئی اطلاع پر مجھے غار میں پھیلا ہوا مہیب اندھیرا کچھ اور گہرا ہوتا محسوس ہوا۔

"شنکر ناتھ کا وار بڑا بھاری پڑا ہے۔" ناگ رانی احتیاط سے آگے بڑھتے ہوئے بولی۔ "اس بار تمہارا اپنے آپ ہی سے مقابلہ ہے بس یوں سمجھو کر تمہارے دو حصے

بٹ گئے ہیں۔ ایک تم ہو اور دوسرا حصہ تمہارا مونوی دشمن بن چکا ہے۔ اس سے نمٹنا تمہارے لئے آسان نہ ہوگا۔ پھر مجھے تمہاری آتما کا بھی کوئی اپائے ڈھونڈنا ہے۔"

"لیکن تم دونوں مجھ سے دور کیوں رہنا چاہتی ہو۔" میں نے اس سے دریافت کیا۔

"تمہارے نئے روگ کا اپائے ڈھونڈنے کے لئے۔" وہ ایک مرتبہ پھر میرے قریب آ گئی۔

"میں تو اس اندھیرے غار کی ہولناک تنہائی میں گھٹ کر مر جاؤں گا۔" میں نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"بے نیکا تو اب ایک نئے سفر پر جائے گی۔ مجھے جب بھی وقت ملا تمہارے چرنوں میں آ جایا کروں گی پر تم یہاں بالکل ہی اکیلے نہیں رہو گے۔" وہ غار اب تنگ ہو چکا تھا۔ یک لخت یہ فقرہ ادا کرتے ہوئے ناگ رانی ٹھہر گئی۔ تاریکی کے باعث مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا لیکن اس نے مجھے بھی روک لیا۔ بے نیکا پہلے ہی رک چکی تھی۔

"مذاق کر رہی ہو!" میں نے نیچے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "اس غار میں ابھی تک ہم تینوں کے سوا کوئی نظر نہیں آیا۔ اگر تم نے کسی بدروح کو دیکھ لیا ہو تو اور بات ہے۔"

"ہم آتماؤں پر وشواس نہیں کرتے۔" وہ اٹھلا کر بولی۔ "یہاں قریب کے ایک غار میں ایک بڑی سندر سی لڑکی بند ہے۔ میں اسے یہاں چھوڑ جاؤں گی۔"

"کون ہے وہ؟" میرا لہجہ متجسسانہ اور پراشتیاق تھا۔ "اسے بھول جاؤ۔" وہ عجیب تیز لہجے میں بولی اور میں نے اس کی آواز میں حسد کی دبی دبی جھلکی واضح طور پر محسوس کر لی۔ "بس وہ ایک سندر ناری ہے جو اس تاریک غار میں تمہارے بہلاوے کا ایک کھلونا ہو گی۔ اس کے انگ انگ میں پریم کی مٹھاس رچی ہوئی ہے۔"

میں خاموش رہا۔

"میں اسے لاتی ہوں۔" ناگ رانی یہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔ میں خاصی دیر تک غار میں اس کے قدموں کی دھمک کو بھی سنتا رہا۔ آخر کار وہ آواز معدوم ہو گئی۔

سے جے سیکا بے اختیار میرے پہلو سے آ لگی۔ "تمہیں اپنے بیان سے پتہ ہے کہ ناگ رانی نے پوچھے بنا روشنی کی کرن تک نہ دیکھنا سلطان جی۔ یہ بات ویسے بھی بھول جاؤ کہ تم شاید اپنی اچھا سے یہاں سے نکل بھی نہ سکو گے' پر میری بات دھیان رکھنا۔"

"تم کس طرف جا رہی ہو؟" میں نے اس کے گدرائے ہوئے بدن کو اپنی باہوں میں سمیٹتے ہوئے سوال کیا۔

"میں کیا جانوں؟" وہ معصومیت سے بولی۔ "اپنی شکتی لوٹ آنے کے بعد اب مجھے چاروں کھونٹ بھاگ دوڑ کرنی ہوگی۔"

"اس غار کی تاریکی میں تمہارا تصور ہی میرے لئے روشنی کا ایک مخرج بنا رہے گا۔" میں نے اپنے ہونٹ اس کے بنسالی رخساروں پر جذب کر دیئے۔

"اور اپنی ستارہ کو بھول جاؤ گے؟"

اس کا لہجہ سادہ اور معصومانہ تھا لیکن میرے دل پر ان الفاظ سے گہری چوٹ سی لگی۔ میرے ذہن پر چھائی ہوئی ہوس کی دھند یک بیک چھٹ گئی' جے سیکا کا بدن میرے لئے اچانک ہی بے کیف ہو کر رہ گیا اور میں نے جھٹکے سے اسے خود سے علیحدہ کر دیا۔

"یوں نہ ٹھکراؤ سلطان جی!" وہ میرے قریب سرک کر بھاری آواز میں بولی۔ "جتنے اب لب تمہارے روشن ہوں گے۔"

"نہیں جے سیکا۔" میں نے پورے خلوص سے اسے اپنی دلی کیفیت سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ "میرے دل کا زخم ہرا ہو گیا ہے۔ اس وقت میں تمہارے دامن میں مسرتوں کے پھول نہ بھر سکوں گا۔"

اسی وقت غار کی فضا میں ناگ رانی کے قدموں کی مدھم سی چھم چھم پائل کی چاپ گونجنے لگی اور ہم دونوں ہی کسی ان کہے سمجھوتے کے تحت خاموش ہو گئے۔

کچھ دیر کے انتظار کے بعد کوشیلا پہنچی۔ اس کے کندھوں پر کوئی بے حس و حرکت نسوانی سایہ لدا ہوا تھا۔ اس نے بڑی لاپروائی سے اس بوجھ کو میرے قدموں میں ڈال دیا۔

...AN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
... ROAD ... BAZAR
RAWALPINDI Ph: 5-56532
PROP. ALI KHAN

"سنو سلطان جی! یہ کھلونا تمہیں ضرور بہلائے گا۔" وہ جے سیکا کا ہاتھ تھام کر بے ہوش لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ "پر میری یہ بات یاد رکھنا کہ یہ لڑکی میری بلی ہے۔ اس کے سندر روپ کے پیچھے بڑا کالا دل دھڑک رہا ہے۔"

"دیکھو کوشیلا۔" میں نے گہری سنجیدگی کے ساتھ کہا۔ "جب تک مجھے ستارہ کے ملنے کی امید ہے' دنیا بھر کا حسن بھی میرے اور اس کی محبت کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتا۔ اگر میرا نصیب ہی خراب ہے اور وہ ناگ بھون ہی میں اپنی جان پر کھیل گئی تو پھر شاید میں اس زخم کو مندمل کرنے کے لئے کسی کی زلفوں کا سایہ تلاش کرنے کی جانب راغب ہو جاؤں..... مگر ستارہ کی زندگی میں یہ ہرجائی پن مجھ سے برتا نہ جا سکے گا۔"

"بس بس! تم میری بات کی تہ تک پہنچ گئے۔" وہ جلدی سے بولی۔ "یہ نیچ لڑکی ہے' میں تمہیں اس سے ہوشیار کرنا چاہتی تھی۔"

پھر ناگ رانی جے سیکا کو ہمراہ لے کر اس غار سے لوٹ گئی۔ میں خاصی دیر خالی الذہنی کے عالم میں اس تاریک غار میں بیٹھا رہا۔ وہ لڑکی میرے قدموں میں بے ہوش پڑی ہوئی تھی مگر میں اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔ یہ کیفیت خاصی دیر قائم رہی پھر میں اس وقت چونکا جب میرے نتھنوں میں بہت ہی خاص اور ترغیب آمیز بھینی بھینی خوشبو گھسنے لگی۔

غار کی فضا میں اس بے ہوش لڑکی کے بدن کی وہ مخصوص بو رچنے لگی تھی جو صنف مخالف کی حیوانی جبلتوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے کی قوت رکھتی ہے۔ میں نے چند گہرے گہرے سانس لئے' وہ خمار انگیز بو میرے دماغ پر چھانے لگی۔ میں نے نیچے جھک کر اس لڑکی کے بدن کو چھوا اور چونک پڑا۔ ناگ رانی نے تاریکی سے فائدہ اٹھایا۔ اس لڑکی کو صرف چند مختصر دھجیوں میں ہی میرے قریب ڈالا تھا۔

میں نے نرمی اور آہستگی سے اس کے رخسار اور شانے سہلائے۔ اس نے کسمسا کر بدن کو جنبش دی۔ میں نے پیار کے ساتھ اسے جھنجوڑا اور وہ ہڑبڑا کر زمین سے اٹھ بیٹھی۔

تاریکی کے باعث نہ میں اس کا چہرہ دیکھ سکا اور نہ ہی اس کے بدن کے تجسب و

فراز میری نگاہوں کو خیرہ کر گئے۔ پھر میں نے اسے ہوش میں لاتے ہوئے محض لمس کے سہارے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ نرم اور کسے ہوئے بدن کی مالک ہے۔ اس کی زلفیں بہت گھنی اور دراز تھیں۔ چہرہ قدرے لمبا تھا۔

"یہاں کون ہے میرے پاس۔" وہ ہوش میں آ کر لڑکھڑاتی ہوئی مگر شستہ زبان میں بولی۔ میں دانستہ خاموش رہا۔

"تت... تم کون ہو!" مختصر سے سکوت کے بعد اس کی خوف زدہ آواز ابھری۔ یوں لگ رہا تھا جیسے گھور تاریکی کے باوجود اس نے پوری طرح مجھے دیکھ لیا ہو۔ "مجھے کیا... کیوں گھور رہے ہو؟"

"میری آنکھوں میں جھانکو۔" میں نے اس کی بلور کی طرح چمکتی ہوئی سیاہ آنکھوں پر نظریں جما کر بہت ہی نرم آواز میں کہا۔

"تم... بہت خوب... تمہاری بائیں آنکھ بھی عجیب ہے... صورت سے تم بھی میری ہی جیسے کوئی مظلوم لگتے ہو۔" اس کی زبان سے یہ لڑکھڑاتے ہوئے فقرے سن کر میری حیرت کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا۔ وہ اس قدر گھپ تاریکی میں بھی بہت اچھی طرح دیکھ سکنے پر قادر تھی۔

اس کے الفاظ میں مجھے اپنے لئے سہارا نظر آیا۔ میں نے آہستہ سے کھنکھار کر ٹھہری ہوئی آواز میں کہا۔ "تم کون لڑکی ہو... میں تو مقدر کے ہاتھوں اس تاریک قید خانے میں آ پھنسا ہوں۔"

اس نے منہ سے ایک طویل سانس نکالا۔ "تو میرا خیال ٹھیک ہی ہے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ میرا کپتان کہاں ہے۔ تمہیں اپنے جیسی ایک مظلوم لڑکی کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔" اس کے لہجے سے دلی دکھ کا اظہار ہو رہا تھا جیسے وہ مجھے دست درازی کا مجرم سمجھ رہی ہو۔

"تم مجھے اسی حالت میں بے ہوش ملی ہو۔" میں نے اس کے خدوخال دیکھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"وہ بہت ہی ذلیل ہے۔" لڑکی یک بیک غصے میں آ گئی۔ "تم شریف آدمی تھے ورنہ اس کا مقصد یہی رہا ہو گا کہ تم اس حالت میں بے ہوش پا کر مجھے پامال کر دو..."

"تم کس کی بات کر رہی ہو؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"تم یہاں کیسے پہنچے؟" لڑکی نے الٹا مجھ ہی سے سوال کر ڈالا۔ وہ میرے بارے میں شرافت کا اندازہ لگانے کے بعد خاصی حوصلہ مند نظر آنے لگی تھی۔

"یہ لمبی کہانی ہے۔" میں نے خشک لہجے میں کہا۔ "میری بات کا جواب دو۔"

"وہ نیلی آنکھوں والی ایک سفید فام عورت ہے اور میرے شوہر کی محبت میں گرفتار ہے۔ کاشی پور کے قریب اس کی بہت بڑی شکارگاہ بھی ہے۔ اس نے دھوکے سے مجھے یہاں قید کر دیا ہے... یہ کونسی جگہ ہے؟"

"تم کتنے عرصے سے یہاں قید ہو؟" میں نے اس کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"پتہ نہیں... اس اندھیرے میں وقت کا اندازہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کئی ہفتے گزر چکے ہوں۔" وہ اپنا بدن سکیڑتے ہوئے بولی۔ اس لڑکی سے گفتگو کرنے کے بعد میری رائے بدلتی جا رہی تھی۔ وہ خاصی چالاک معلوم ہوتی تھی اور اتنی پارسا بھی نہیں تھی جتنا وہ ظاہر کر رہی تھی۔ اس نے جس بے باکی کے ساتھ اپنے لباس کے بارے میں اپنے شبہات کا اظہار کیا تھا وہ کسی حیادار مشرقی لڑکی کے بس کی بات نہیں تھی۔

ان شبہات نے مجھے تذبذب میں ڈال دیا۔ کبھی مجھے اس لڑکی کے بارے میں ٹالا کی بتائی ہوئی باتیں درست معلوم ہونے لگتی تھیں اور کبھی وہ لڑکی معصوم اور مظلوم نظر آنے لگتی تھی۔

"تم خاموش کیوں ہو گئے... بولتے رہو! میں نے بہت عرصے کے بعد کسی انسان کی آواز سنی ہے۔ تمہاری خاموشی سے مجھے وحشت ہو رہی ہے۔" وہ چند ثانیوں کے سکوت کے بعد الجھی تیز لہجے میں بولی۔

"تمہارا نام کیا ہے؟" میں نے سرسری لہجے میں اس سے دریافت کیا۔

"فرزانہ۔" وہ پرشوق آواز میں بولی۔

اس کا جواب سن کر مجھے ذہنی جھٹکا سا لگا اور میں بے اختیار اس سے پوچھ بیٹھا۔ "کیا تم بھی مسلمان گھرانے سے تعلق رکھتی ہو؟"

"ہاں۔" وہ سر کو جنبش دے کر بولی۔ "میں تنگ گلی میں رہتی تھی۔"

ایک مرتبہ پھر میرے دل میں اس ہم مذہب لڑکی کے لئے ہمدردی کا جذبہ جاگ اٹھا اور میں دل ہی دل میں یہ عزم کرنے لگا کہ اس گناہ پرور تخلیق سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھاؤں گا۔

"مجھے تم سے ہمدردی ہے فرزانہ!" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم مجھ پر پورا بھروسہ کر سکتی ہو۔"

"اوہ... تم کس قدر شریف ہو۔" وہ تیزی سے میرے قریب سرک آئی اور اپنی بانہیں میرے گلے میں ڈال دیں۔

اس کا یہ رد عمل بڑا ہی غیر متوقع تھا۔ میرے دل و دماغ میں ویسے ہی نیکی و بدی کی جنگ جاری تھی۔ جوں ہی اس کا سلگتا ہوا بدن میرے جسم سے ٹکرایا میں جھرجھری لے کر رہ گیا۔ میرے صبر کے تمام بندھن یکبارگی ٹوٹ گئے اور میں نے اسے اپنے بازوؤں میں بھینچ لیا۔

"جانے کتنے دنوں بعد مجھے اس اندھے غار میں یہ ننھی خوشی نصیب ہوئی ہے۔" وہ ہولے ہولے سسکارتی ہوئی بولی۔ "تمہارے ساتھ میں یہ قید بھی ہنسی خوشی جھیل لوں گی۔"

"ارے...!" وہ اچانک ہی حیرت زدہ آواز میں بولی۔ اس کا داہنا ہاتھ میرے گلے میں لٹکتے ہوئے منکے کو چھو رہا تھا۔ "ناگ رانی کا یہ منکا تمہارے قبضے میں ہے۔"

اس کی زبان سے نکلنے والے ان سنسنی خیز الفاظ نے مجھے چونکا دیا۔ وہ لڑکی تو بھی تھی بہت ہی پراسرار اور مکار تھی۔ اس کی گفتگو سے کسی بھی مرحلے پر یہ ظاہر نہیں ہوا تھا کہ وہ ناگ رانی کو جانتی ہے یا منکے کی قوت سے واقف ہے۔ اس کے برعکس اس نے تو اپنی مظلومیت کی ایک اچھوتی سی کہانی سنائی تھی اور اب وہ میرے گلے میں لٹکے ہوئے پتھر کو پہچان لینے کا غیر ارادی اظہار کر گزری تھی۔

"تم کیا جانو کہ یہ منکا ہے۔" میں نے سخت اور تشدد آمیز لہجے میں اس سے دریافت کیا۔

"ارے واقعی یہ منکا ہے۔" وہ شاید اپنی حماقت کا احساس کر کے فوراً ہنس پڑی۔ "

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
NISHTAR ROAD, BHABRA BAZAR
RAWALPINDI. PH 5556632
PROP: ALI KHAN

میں تو یوں ہی مذاق کر رہی تھی۔"

"اور ناگ رانی کا نام بھی مذاق میں لیا تھا۔" میرے لہجے میں زہریلا پن عود کر آیا تھا۔

"نہیں۔" اس نے سخت لہجے میں کہا اور تڑپ کر میری گرفت سے نکل گئی۔ شاید وہ سمجھ چکی تھی کہ اب اس کا فریب زیادہ دیر نہیں چل سکے گا۔

"سلطان خان! میں تمہیں پہچان چکی ہوں مگر تم میری اصلیت نہیں جان سکو گے۔" وہ غار میں مجھ سے کئی گز دور ہٹنے کے بعد سنجیدگی سے بولی۔ میں محض آواز اور اس کی چمکدار آنکھوں کے سہارے ہی اپنے اور اس کے درمیان فاصلے کا تعین کر پایا تھا۔

میں تیز آواز میں بولا۔ "ابھی تم کہہ دو گی کہ تم خود ناگ رانی ہو!"

"اس طرح تم میری زبان نہیں کھلوا سکو گے۔" وہ مکارانہ لہجے میں بولی۔ "یہ بتاؤ کہ کیا ناگ رانی منکے کے باوجود تم پر غالب آ گئی ہے؟"

"چلو یہی سمجھ لو۔" میں آہستہ آہستہ اس کی جانب بڑھتا ہوا لاپرواہانہ لہجے میں بولا۔

"منکا اب بھی تمہارے پاس ہے۔ تم ناگ رانی کو چیونٹی کی طرح مسل کر اس قید سے نکل سکتے ہو۔" وہ یہ کہتے ہوئے اپنے لہجے میں نفرت اور غصے کے جذبات پوشیدہ نہ رکھ سکی۔

میں بالکل ہی اچانک اس پر جھپٹ پڑا۔ وہ میرے عزائم بھانپتے ہی جست لگا کر غار کے کھردرے فرش پر لیٹ گئی۔ میں نے پوری قوت سے اس کی کمر تھام کر اسے اٹھانا چاہا لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہلی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کا نرم و نازک بدن غار کی زمین سے چپک گیا ہو۔

"میں تمہاری ٹانگیں چیر دوں گا۔" میں نے اس کی ٹانگیں پکڑتے ہوئے جھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

"تمہارے دل کی دل ہی میں رہ جائے گی۔" وہ پراسرار لڑکی زور زور سے ہنسنے لگی۔ "میں جانتی ہوں کہ اس وقت عورت تمہارے سر پر سوار ہے۔"

اس کی ہنسی غار میں دور دور تک گونج رہی تھی اور میرے اعصاب میں کھنچاؤ پیدا کر رہی تھی۔ میں نے دانت بھینچ کر پوری قوت سے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا اور وہ غیر متوقع طور پر مجھ پر آ رہی۔ اس کی ہنسی پر اب ہذیانی انداز غالب آتا جا رہا تھا جیسے وہ کسی نادیدہ قوت کے زیر اثر ہنسے جا رہی ہو۔ اپنے تمام تر اعتماد اور قوت کے باوجود میں اس صورت حال پر بوکھلا گیا تھا۔ حیرت تنفر کی قیدی' وہ پراسرار لڑکی پانی کی طرح میرے ہاتھوں میں پھسلتی زور زور سے ہنسے جا رہی تھی اور میرے اعصاب پر دہشت کی بجلی سی لہر غالب آ چکی تھی۔

وہ لڑکی نہ جانے کون تھی اور میرے ساتھ اس قدر پراسرار انداز میں کیوں پیش آ رہی تھی؟ میں یہ بھی نہ سمجھ سکا اور وہ لڑکی خود بخود میری گرفت سے نکل گئی۔ زمین پر گرنے کے باوجود وہ ہذیانی انداز میں ہنسے جا رہی تھی۔ اس کی آواز میں جھلکتی کھنکھناہٹ سے صاف ظاہر تھا کہ اسے اپنی ہنسی پر کوئی قابو نہیں ہے۔

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/6104 NISHTAR ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH: 5555532
PROP: ALI KHAN

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/6104 NISHTAR ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH: 5555532

اس غار میں ہر طرف گھور سیاہی کا راج تھا۔ میں اس لڑکی کے نیچے دبا ہوا غار کے پتھریلے فرش پر پڑا ہوا تھا' غار کی محدود فضا میں لڑکی کے ہذیانی قہقہوں سے پیدا ہونے والی جھنجھناہٹ گونج رہی تھی' میری گرفت سے نکلنے کے بعد وہ ایک مرتبہ پھر مجھ سے لپٹ پڑی تھی۔

"خاموش رہو۔۔۔" میں نے چیخی چیخی اور خوف زدہ آواز میں اس لڑکی کو ڈانٹا۔

میری آواز کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ بدستور قہقہے لگاتی رہی' اس کی آواز پر بھاری پن اور اشتعال چھاتا جا رہا تھا' یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اپنی مرضی اور خواہش کے خلاف کسی نادیدہ اور پراسرار قوت کے تابع ہو کر ہنستے رہنے پر مجبور کی جا چکی ہے۔

میں اپنی تمام تر قوت صرف کر کے اس لڑکی کی گرفت سے نکلا اور تیزی کے ساتھ سرک کر اس اندھے غار کی ایک کھردری دیوار سے چپک گیا۔

میں دہشت اور سراسیمگی کے عالم میں یوں ہی سہما ہوا بیٹھا رہا۔ چند ثانیوں کے بعد اس لڑکی کی آواز دھیمی ہونے لگی اور بتدریج سکوت میں ڈھل گئی۔ میں ساکت ہو کے اس کی آواز کا منتظر رہا لیکن غار میں سکوت ہی رہا۔ شاید وہ بے ہوش ہو چکی تھی' مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی بند کمرے میں کانسی کی بے شمار گھنٹیاں بجتے بجتے یکبارگی خاموش ہو گئی ہوں۔

میں اندھیرے میں احتیاط کے ساتھ غار کی دیواریں ٹٹولتا ہوا آگے بڑھنے لگا تاکہ کچھ دیر کیلئے اس پراسرار لڑکی سے دور ہو کر اپنے آئندہ لائحہ عمل کے بارے میں سوچ سکوں۔

وہ غار شیطان کی آنت کی طرح طویل تھا' میں خاصی دیر تک اس کے اندھیرے

پیچ و خم میں سے گزرتا رہا لیکن روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آئی اور میرے لئے بہتر ہی تھا ورنہ روشنی میں پہنچتے ہی میرے وجود میں سمایا ہوا میرا سایہ مجھے ایذا پہنچانی شروع کر دیتا۔

تھک کر میں ایک جگہ بیٹھا ہی تھا کہ کوئی شخص آواز پیدا کئے بغیر میرے برابر آ بیٹھا۔ اس کے بدن کا لمس میں بخوبی محسوس کر رہا تھا۔

"تم کون ہو۔۔؟" میں بوکھلا کر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ میرے دل کی دھڑکنیں یک بارگی تیز ہو چکی تھیں۔

"پہچانو؟" طنز میں ڈوبی ایک مانوس سی آواز غار کی فضا میں ابھری۔ میں نے ذہن پر خاصا زور ڈالا لیکن یاد نہ آ سکا کہ وہ آواز کہاں سنی ہے۔ "جس لڑکی سے بچ کر تو یہاں آیا ہے' وہ بھی ایک ناگن ہی ہے۔" وہی آواز طنزیہ لہجے میں بولی۔ "اور کشی پور کے ایک جوان زمیندار کو اپنے رنگ و روپ کا غلام بنا کر اس کی ساتھن بن بیٹھی ہے۔ ادھر ناگ رانی بھی ہرجائی ہے' وہ تجھے بے خبر رکھ کر کشی پور کے اس زمیندار پر بھی ڈورے ڈالتی رہی ہے اور رقابت کی آگ میں جل کر اس نے زمیندار کی ساتھن کو اس اندھے غار میں مہینوں سے قید کیا ہوا ہے' ناگ رانی اس لڑکی کی ساری شکتیاں چھین چکی ہے اور جب بھی تو نے دیکھا ہو گا کہ جوں ہی اس لڑکی نے اپنے راز پر سے پردہ ہٹانے کے لئے زبان کھولی تو ناگ رانی کی قوتوں کے زیر اثر اس پر دیوانگی کا دورہ پڑ گیا اور وہ چیختے چیختے بے ہوش ہو گئی۔"

اتنا کہہ کر وہ زور سے ہنسا اور اس بار میں نے اسے پہچان لیا۔ وہ ناگ دیوتا کا مہان پجاری شنکر ناتھ تھا۔ جس کی بد معاشیوں نے مجھے اس اندھے غار میں محدود ہو رہ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

"مگر تم کون ہو؟" میں نے اس پر یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ میں اسے پہچان چکا ہوں۔

"تمہارا ہمدرد اور دوست!" شنکر ناتھ چند لمحوں کے سکوت کے بعد بولا' شاید وہ مجھے دھوکے میں رکھ کر کوئی وار کرنے کا منصوبہ بنا چکا تھا۔

"ہمدرد اور دوست اس طرح طنز کے تیر تو نہیں چلاتے۔" میں نے تیز لہجے میں

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F-8404 NISHTAR ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH.5556532
PROP ALI KHAN

کہا۔

"تو دشمن ہی سمجھ لو۔" وہ دبی دبی آواز میں بولا۔

"کیا تم اندھیرے میں دیکھ سکتے ہو؟" میں نے اس سے سوال کیا۔

"نہ دیکھ پاتا تو تم تک کیسے پہنچتا؟" وہ اس بار سنجیدہ ہو گیا۔۔۔ "چاہو تو میں تمہیں اس بھیانک غار سے باہر' سورج کی روشنی میں پہنچا سکتا ہوں۔"

"نہیں۔" میں نے پرسکون لہجے میں کہا "مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں ہے۔"

"سنو! ناگ رانی بہت ہرجائی اور مکار ہے' جب بھی اسے موقع ملا وہ تمہاری جان کو بھی داؤ پر لگا دے گی۔ میں مشکل تو ہوں پر میرے پاس کئی مہان شکتیاں ہیں' اگر تم کو اپنی جان سے اور اپنی بیوی سے محبت ہے' تو ناگ رانی کا منکا مجھے دے دو۔۔۔ میں تمہیں سرکھشا کے ساتھ ناگ بھون تک پہنچا دوں گا۔" شنکر ناتھ کی اس مکارانہ گفتگو پر میرا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور میں غصے میں چیخ پڑا۔ "خاموش بدکار! میں تجھے اچھی طرح پہچان چکا ہوں۔"

"اچھا" وہ زخم خوردہ انداز میں حلق کے بل غرایا۔ "میں دیکھوں گا کہ تو کب تک اس اندھیرے غار کی خاک چاٹ کر زندہ رہتا ہے' ناگ دیوتا تیرے پرکھوں کو بھی نرکھ کے اندھیرے سے سورج کی چکاچوند میں نکل پڑنے پر مجبور کر دیں گے۔"

میں نے اس کی آواز کی سمت کا اندازہ کر کے اس پر جست لگائی اور اس کے نحیف و استخوانی بدن کو گرفت میں لیتا غار کے پتھریلے فرش پر جا رہا۔ شنکر ناتھ کے حلق سے پے در پے کئی کریہہ چیخیں نکلیں اور اس نے مچل کر میری گرفت سے نکل جانا چاہا۔ لیکن مجھ پر تو جنون کا عالم طاری تھا' وہ سر توڑ کوشش کے باوجود میرے شکنجے سے نہ نکل سکا۔

مجھے بخوبی یاد تھا کہ بجلیوں کے قبضے میں ناگ رانی' شنکر ناتھ کی پسلیاں توڑ چکی تھی' اس لئے میں نے اپنی تمام تر قوت اس کی پسلیوں پر ہی صرف کر دی اور شنکر ناتھ لنج ہوتے ہوئے سانڈ کی طرح حلق پھاڑنے لگا۔

"تیری شامت ہی تجھے یہاں لائی ہے شنکر ناتھ!۔۔۔ اس بار میں تجھے زندہ نہ

چھوڑوں گا" میں نے اسے پوری طرح بے بس کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

اس نے مچل کر پوری قوت سے میرے سینے پر ٹکر ماری' ضرب خاصی شدید تھی میں بمشکل خود پر قابو رکھ سکا۔ لیکن اس کا داہنا ہاتھ میری گرفت سے آزاد ہو گیا' اس سے پیشتر کہ میں سنبھلتا' اس نے پھرتی کے ساتھ میرے گلے سے لٹکے ہوئے ناگ رانی کے منکے پر ہاتھ ڈال دیا' اس کے اس حربے نے مجھے حواس باختہ کر دیا۔ ناگ رانی کا منکا نکل جانے کے بعد میں بالکل ہی بے بس ہو کر رہ جاتا۔

میں نے دل ہی دل میں ناگ رانی کو طلب کیا۔ ادھر شنکر ناتھ کے ساتھ زندگی اور موت کی کشمکش جاری تھی' ادھر لمحے تیزی کے ساتھ سرکتے جا رہے تھے' منکا ابھی تک شنکر ناتھ کی مٹھی میں دبا ہوا تھا اور میرے طلب کرنے کے باوجود ناگ رانی ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔

"اب ناگ رانی تیرے قبضے سے نکل چکی ہے۔" شنکر ناتھ خوشی سے چیخ کر بولا۔

"منکا میری مٹھی میں ہے اب وہ میرے حکم پر چلے گی۔"

میں نے پوری قوت سے اپنے دانت اس کی کلائی میں گاڑ دیئے اور وہ بری طرح چیخنے لگا۔ اسی عالم میں اس نے ناگ رانی کو پکارا اور میں نے غار میں کسی بہت بڑے ناگ کی ہولناک پھنکار سنی۔ شاید ناگ رانی آ پہنچی تھی۔

"سلطان خان کو ختم کر دے۔" شنکر ناتھ میرے نیچے دبے دبے چیخ کر ناگ رانی سے مخاطب ہوا۔

میرے لئے وہ لمحہ بڑا ہی روح فرسا تھا۔ میں نے اس کا داہنا ہاتھ مضبوطی سے دانتوں میں دبا کر جھنجھوڑ ڈالا۔ اسی وقت ناگ رانی کا بدن تیزی سے میری ٹانگوں سے گرد لپٹنے لگا' وہ اس وقت پوری طرح شنکر ناتھ کے تابع ہو چکی تھی' میں نے پھرتی کے ساتھ بل دے کر شنکر ناتھ کی کلائی توڑ ڈالی' فضا ہڈی کے چٹخنے کے ساتھ ہی اس کی کربناک چیخ سے گونج اٹھی اور اس کی مٹھی کھل گئی میں منکا سنبھال کر اس انسانی جونک سے الگ ہو گیا۔ ناگ رانی ابھی تک میری ٹانگوں سے لپٹی ہوئی تھی اور اس کی گرفت آہستہ آہستہ سخت ہوتی جا رہی تھی۔ "ناگ رانی ۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ الگ ہٹو۔" میں خوف زدہ انداز میں چیخا لیکن منکا قبضہ میں آتے ہی میرے الفاظ حکم کا درجہ اختیار

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F.B/04 NISHTAR ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI: PH 5536532
PROP: ALI KHAN

بچے تھے' ناگ رانی کا بدن فوراً ہی مجھ سے جدا ہو گیا۔ بڈھا شنکر ناتھ ابھی تک غار کے فرش پر پڑا چیخ رہا تھا۔

"ناگ رانی! انسانی روپ میں میرے قریب آؤ!" میں نے بلند آواز میں اسے حکم دیا۔ اندھیرے غار میں ایک دھیمی سی پھنکار گونجی اور پھر میں نے کوشیا کا جانا پہچانا لمس محسوس کیا۔

شنکر ناتھ ابھی تک فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔

"اس بیکار کا بھی کام تمام کر دو۔" میں نے تحکمانہ لہجے میں ناگ رانی سے کہا۔

"ابھی اس کے مرنے کا سمے نہیں آیا' تب اسے مارنے سے پہلے اس کے قبضے سے تمہاری پرچھائیں واپس لینی ہو گی۔ جس کے کارن تم اس اندھیرے غار میں آ پہنچے ہو۔" وہ پر فکر لہجے میں بولی۔

"اگر اسے مار دیا جائے تو میری پرچھائیں خود بخود آزاد ہو جائے گی۔" میں نے کہا۔

"نہیں۔" وہ میرے قریب آ کر بولی۔ "اگر اسے مار دیا تو اس کے مرنے سے تمہاری پرچھائیں جس حال میں ہو گی ہمیشہ اسی حال میں رہے گی۔ میں ابھی اس کا بندوبست کرتی ہوں' تم ذرا دیر اس کا دھیان رکھو کہ یہ بھاگنے نہ پائے۔"

یہ کہتے ہی ناگ رانی اندھیرے غار میں کسی طرف چل دی اور میں شنکر ناتھ کی بکھری آوازوں سے اندازہ قائم کر کے اس پر سوار ہو گیا کیونکہ بصورت دیگر شنکر ناتھ کے فرار کے خاصے امکانات تھے' وہ غار میرے لئے اجنبی تھا اس میں سے کتنے راستے نکلتے تھے مجھے اس کا کوئی علم نہیں تھا۔ ایسی صورت میں شنکر ناتھ سے دور رہنا اس کے لئے راستہ کھلا چھوڑ دینے کے مترادف ہوتا۔۔۔ میرا بوجھ محسوس کرتے ہی شنکر ناتھ بے تحاشا گندی گالیاں بکنے لگا۔ اس کے ساتھ وہ بری طرح مچل بھی رہا تھا تاکہ مجھے باتوں سے بس نہ ہو سکے اس کے استخوانی بدن پر گھونسوں کا سا لگاؤ آ گیا تھا اور وہ پوری کوشش میں تھا کہ مجھے اپنے اوپر سے اچھال کر فرش پر پھینک دے۔

مجھے زیادہ دیر تک شنکر ناتھ کے ساتھ برسر پیکار نہیں رہنا پڑا۔ ناگ رانی نے

قدموں کی ہلکی سی دھمک کے ساتھ ہی اس کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ "بس اب اسے چھوڑ دو۔ سلطان جی! یہ بدکار مجھ سے بچ کر کہیں نہ جا سکے گا۔" میں نے اسے چھوڑ کر الگ ہٹ جانا چاہا۔ لیکن اس بار وہ جونک بن کر میرے بدن سے لپٹ گیا اسی اثناء میں ناگ رانی میرے سامنے آ پہنچی۔ اس وقت وہ کوشلیا دیوی کے نسوانی روپ میں تھی اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک خاصی لمبی آہنی سلاخ دبی ہوئی تھی جو انگارے کی طرح دہک رہی تھی۔ غار میں پھیلی ہوئی مہیب سیاہی میں اس تپتی ہوئی سلاخ کا دھیما دھیما انعکاس ناگ رانی کے چہرے کے خوفناک تیوروں کو بہت زیادہ ابھار کر رہا تھا اور مجھے ہلکی ہلکی گھبراہٹ کا احساس ہونے لگا تھا۔

"شنکر ناتھ! اب تو ناگ دیوتا کا مان بچاری نہیں رہا ہے اُٹ رانی کے سامنے تیری ہستی کسی حقیر کیڑے جیسی ہے۔ میں تجھے حکم دیتی ہوں کہ فوراً سلطان جی سے الگ ہو جا۔" غار کی محدود فضا میں ناگ رانی کی سرد اور بے رحمانہ آواز گونجی۔

"ناگ رانی! تو میرے منہ لگ کر دیوتا کا بیر مول لے رہی ہے۔" شنکر ناتھ یک بیک مجھے چھوڑ کر ایک کونے میں جا کھڑا ہوا۔

"تیرے بتانے کی ضرورت نہیں۔" ناگ رانی کا لہجہ بدستور سرد اور زہر میں بجھا ہوا تھا۔ "سلطان جی کی پرچھائیں کو فوراً آزاد کر دے ورنہ میں تیرے سارے بدن کو اس دہکتی ہوئی سلاخ سے داغ داغ کر دوں گی۔"

شنکر ناتھ مکروہ آواز میں ہنسا۔ "دیکھ اس سلاخ کی مدھم روشنی میں تیرے چہرے پر گھبراہٹ چھائی جا رہی ہے۔ جب تک یہ روشن سلاخ اس گپھا کے اندھیرے میں ناچتی رہے گی اس وقت تک سلطان پاگل ہو کر اپنا سر اس گپھا کے نوکیلے پتھروں سے پھوڑ لے گا۔"

"سلطان جی کی پرچھائیں سے ہاتھ اٹھا لے۔" ناگ رانی سخت لہجے میں یہ کہتی ہوئی ایک قدم آگے بڑھ گئی۔

ناگ رانی کے تیور کا اندازہ کرتے ہی بوڑھا شنکر ناتھ خاصا سراسیمہ ہو گیا اور قدرے بے جان قہقہے کے ساتھ بولا۔ "تم نے اپنا جیون یوں ہی نہیں بتایا ہے؟ کیا تو مجھے اتنا بدھو سمجھتی ہے کہ میں خود اندھے کنویں میں گر جاؤں گا! نہیں رانی! جب تک

BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
NISHTAR ROAD

اس کی پرچھائیں میرے بس میں ہے تو تیرا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ اسی میں میرے جیون کا راز ہے۔"

ناگ رانی نے بالکل ہی غیر متوقع طور پر دہکتی ہوئی وہ سلاخ کسی چاقو یا نیزے کی طرح شنکر ناتھ کی پسلیوں کی جانب پھینکی اس نے جھک کر اس سے بچ نکلنا چاہا لیکن وہ سلاخ حیرت انگیز طور پر رخ بدل کر اسکے جسم پر پیٹ سے جا چپکی اور وہ ایک کریہہ چیخ مار کر پیچھے الٹ گیا۔

حالات اتنی تیزی کے ساتھ پے در پے رخ بدل رہے تھے کہ میں دم بخود ہو کر رہ گیا تھا۔ شنکر ناتھ کے گرتے ہی ناگ رانی نے مجھے غار میں ٹھہرے رہنے کی ہدایت دی اور انگلی کے اشارے سے آتشیں سلاخ کو پراسرار طریقے پر شنکر ناتھ کے بدن پر جنبش دینے لگی۔

میں اپنی جگہ ٹھہرا رہا اور ناگ رانی اپنی مخفی قوتوں کے سہارے شنکر ناتھ کے کربناک تڑپتے ہوئے بدن کو ناہموار زمین پر گھسیٹتی ایک طرف لے چلی۔ میں ششدر و مبہوت آنکھیں پھاڑے یہ کھیل دیکھتا رہا اور ذرا سی دیر میں وہ دونوں غار کی بھول بھلیوں میں میری نگاہوں سے روپوش ہو گئے۔ شنکر ناتھ کی روح فرسا چیخیں ابھی تک میرے کانوں میں شہد کی سی مٹھاس گھول رہی تھیں۔ مجھے اپنے اس کینہ پرور دشمن کی بدحالی پر بے انتہا مسرت ہو رہی تھی۔

آخر غار میں سے روشنی کا وہ دھیما سا مخرج روپوش ہو جانے کے باعث مجھ پر ایک بار پھر سکون چھانے لگا۔ میری گھبراہٹ اور تکلیف قطعاً دور ہو چکی تھی۔

مجھے توقع تھی کہ ناگ رانی جلد ہی غار میں واپس لوٹ آئے گی لیکن خاصی دیر گزرنے کے باوجود وہ واپس نہ آئی، نہ ہی باہر سے کسی قسم کی آواز یا آہٹ سنائی دے رہی تھی۔ ایک مرتبہ میں نے دل ہی دل میں اسے طلب کرنے کے بارے میں سوچا لیکن اس خیال سے باز رہا کہ نجانے وہ اس وقت بوڑھے اور مکار شنکر ناتھ سے مقابلے کے کس مرحلے سے دوچار ہو۔

میں ابھی ان ہی خیالات میں گم تھا کہ اچانک میرے بدن پر رعشہ طاری ہو گیا۔ میں بیٹھتے بیٹھتے اگر ایک دم غار کے فرش پر نہ بیٹھ جاتا تو شاید دھڑام سے فرش پر گر جاتا۔ میری

ہتھیلیاں اور پیروں کے تلووں میں عجیب سی سوزش ہو رہی تھی۔ اس کیفیت میں تکلیف اور اذیت سے زیادہ سکون کا عنصر نمایاں تھا۔ میں اپنے بدن کو ڈھیلا چھوڑ کر فرش پر بیٹھا رہا۔ چند ہی ثانیوں بعد میرے پورے بدن کی جلد پر میٹھی میٹھی سوزش ہونے لگی اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے وجود میں سے کوئی غیر مرئی اور شدید تپش بہت ہی دھیمے دھیمے باہر آ رہی ہو۔

میرے لئے وہ تجربہ بہت ہی سنسنی خیز تھا۔ اپنی مجموعی کیفیت کے باعث مجھے اطمینان تھا کہ یہ حالت میرے لئے نقصان دہ نہیں ہو گی' میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ ناگ رانی شنکر ناتھ کو زیر کر چکی ہے اور میں اب اپنے سامنے کے کرب ناک عذاب سے نجات پانے والا ہوں۔

یہ کیفیت چند ہی ثانیوں تک قائم رہی پھر یک بیک رعشہ بہت زیادہ بڑھ گیا۔ میرے دل کی دھڑک کھوپڑی میں محسوس ہونے لگی اور پھر یکلخت میری حالت اعتدال پر آ گئی۔ بس نقاہت کا شدید احساس باقی رہ گیا جس میں آسودگی کا امتزاج تھا۔

پھر غار ناگ رانی کے دوڑتے ہوئے قدموں کی چاپ سے گونج اٹھا۔

"سلطان جی!" وہ دور ہی سے مسرت آمیز آواز میں چلائی۔ اور اس کی آواز کی بازگشت نے غار میں ذرا دیر کا سا ارتعاش بکھیر دیا۔

"یہیں آؤ کوشلیا۔" میں پر مسرت اور قدرے بھاری آواز میں بولا۔

"میں شنکر ناتھ کی آتما کو نرک کی آگ میں پہنچا آئی ہوں سلطان جی۔" وہ میرے قریب آتے ہوئے بولی۔ "تمہاری پرچھائیں اب اس کے چنگل سے آزاد ہو چکی ہے۔"

"تو... تو میں اب اس اندھیرے غار میں سے نکل کر اجالوں میں آ سکتا ہوں۔" میں نے مسرت سے کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"یہ بھی ہو گا... یہ بھی ہو گا۔" اس کی آواز وفور مسرت سے کانپ رہی تھی۔ تم نہیں جانتے کہ یہ کتنا بڑا کام ہوا ہے شنکر ناتھ کو نیچا دکھانا اتنا آسان نہیں تھا۔ تمہارے سکھ کی خاطر میں نے اپنی سوگند توڑی ہے' ورنہ وہ مکار کبھی نہ مارا جاتا۔ تمہاری پرچھائیں اس کے پنجے سے تو نکل چکی ہے لیکن اسے ناگ دیوتا کے سیوکوں

سے چھٹکارا نہیں ملا ہے۔"

اس کا آخری فقرہ سن کر میں مایوس سا ہو گیا اور میرا دل اس کیفیت کا تصور کر کے کانپ اٹھا جو پرچھائیں کی گمشدگی کے بعد روشنی میں مجھ پر طاری ہو گئی تھی۔

"اس اندھیرے میں میرا دم گھٹ رہا ہے کوشلیا... میں کھلی روشنی اور ہوا چاہتا ہوں۔" میں نے ٹٹول ٹٹول کر اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"تم اپنے من کو شانت رکھو۔ بس ایک رات اور گزار لو کیوں کہ چاند کی آخری رات ہے اس اندھیرے میں میں تمہیں باہر لے چلوں گی۔" وہ تسلی آمیز لہجے میں بولی۔

میں خاموش رہا اور وہ محبت آمیز انداز میں میرے پہلو میں بیٹھ گئی۔

کچھ دیر کے بوجھل سکوت کے بعد غار کی فضا ایک نسوانی چیخ سے لرز اٹھی۔ یوں محسوس ہوا جیسے کوئی عورت سوتے سوتے بھیانک خواب دیکھ کر ڈر گئی ہو۔

میں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ناگ رانی نے اضطراری انداز میں میرا ہاتھ تھام لیا۔

"وہ لڑکی کون ہے کوشلیا؟" میں نے ناگ رانی سے اس لڑکی کے بارے میں دریافت کیا۔ جو کافی دیر تک غار کی پر ہول تنہائی میں دیوانوں کی طرح چیختے چیختے شاید بے ہوش ہو گئی تھی۔

"تم بہت جلد جان لو گے کہ وہ کون ہے... ابھی اس راز پر سے پردہ ہٹانے کا سمے نہیں آیا ہے۔" ناگ رانی کی آواز میں کرختگی ابھر آئی تھی۔

وہ چیخ ایک بار ابھرنے کے بعد دوبارہ سنائی نہ دی میں ہمہ تن اس آواز کی طرف متوجہ تھا مجھے اس کا یوں معدوم ہو جانا غیر فطری سا لگ رہا تھا۔

میں نے گھور اندھیرے میں ناگ رانی کی جانب دیکھا۔ لیکن اس کے تاریک ہیولے کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔

"وہ اندر ہے' بے ہوش پڑی ہے۔" میں نے اسے ٹوکا۔

"بے ہوش۔" وہ آہستہ سے ہنسی۔ "وہ اب غاروں کی اس بھول بھلیاں میں نہیں ہے۔"

"نہیں... وہ اندر ہی ہے۔ میں نے ایک تنگ گلیارے میں اسے بے ہوش پڑا دیکھا تھا۔" میں نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"اس کی چیخ بلا سبب نہیں تھی۔" ناگ رانی بولی۔ "اسے بے میکا ابھی ابھی یہاں سے لے گئی ہے۔"

"لیکن یہاں سے تو کوئی نہیں گزرا۔"

"انسانوں کے لئے یہ اندھے غار ہیں جہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے لیکن چلنے والوں کے لئے ہر اور ایک نیا راستہ ہے' بے میکا اسے لے جا چکی ہے۔"

پھر ناگ رانی تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد وہاں سے چلی گئی اور میں اس تاریک غار میں تنہا رہ گیا۔ میرا ذہن اپنے مقدرات میں الجھا ہوا تھا۔

مجھے اپنی محبوب بیوی ستارہ یاد آ گئی جس کی پراسرار جدائی کے باعث مجھے ان دیکھی دنیاؤں اور غیر انسانی قوتوں کے دامن میں پناہ لینی پڑی تھی۔ ستارہ کی بازیابی کے سلسلے میں نے جو عہد کیا تھا وہ ہر لمحے میرے ذہن پر سوار تھا۔ اس حسین پیکر کی یاد میرے لئے سرمایہ حیات تھی۔ میں ہر قیمت پر اسے ناگ بھون سے نکال لانے پر تلا ہوا تھا۔ لیکن حالات بہت پیچیدہ تھے' ستارہ کی بازیابی اور ناگ بھون کا سفر بار بار یہ ٹل رہا تھا کہ اب میرا ذہن ان سب واقعات کو اتفاق ماننے پر تیار نہیں تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مسائل کا بار ہلکا ہونے کے بجائے مختلف حیلوں بہانوں سے میرے دشمنوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی اور میں حالات کے بے رحم دھارے میں اتنا بے بس ہو کر رہ گیا تھا کہ کبھی سکون سے واقعات کی ان تمام کڑیوں پر غور کرنے کا موقع بھی نہ مل سکا تھا۔

میرا سب سے پہلا معرکہ ناگ رانی سے ہوا تھا' اس کے فریب میں الجھ کر پہلی بار مجھے اندازہ ہوا کہ مہلک وجاہت اور خوبصورتی بھی مصائب کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ پھر یکے بعد دیگرے ناگ بھون کے پراسرار حکمراں' ناگ راجہ' اس کے کریہہ صورت اور مکار معتوب شیو ناگ' بجلی کماری' ناگ دیوتا وغیرہ کے کردار سامنے آتے چلے گئے جن سے بچنے کے لئے کبھی مجھے سمندروں کے نیچے اجنبی دنیا میں پناہ لینی پڑی اور کبھی دور دراز علاقوں میں روپوشی اختیار کرنی پڑی اور اب یہ معاملہ ثابت ہو جانے کے بعد یک بیک جگر ناتھ میرا دشمن ہو گیا تھا جسے ناگ رانی کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اترنا پڑا۔ موجودہ صورت حال میں میرے لئے سب سے زیادہ تشویش ناک بات یہ تھی کہ ناگوں

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F-970/4 NISHTAR ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH 5:5[illegible]
PROP Ali KHAN

کی دنیا میں پوجا جانے والا ناگ دیوتا کسی کنواری کی بھینٹ نہ ملنے کے باعث میری پرچھائیں مجھ سے چھین چکا تھا۔ جس کے باعث میں اس تنگ و تاریک غار میں بند رہنے پر مجبور ہو گیا تھا۔۔۔۔ مجھے یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے ناگ رانی دوستی کی آڑ میں میرے گرد اپنا جال مضبوط کرتی جا رہی تھی۔ وہ خوب جانتی تھی کہ ستارہ کا غم میرے دل سے اتنی جلد مندمل نہ ہو سکے گا۔ لہٰذا وہ مجھے ناگ بھون سے ستارہ کی بازیابی کے سراب میں مبتلا کر کے ایسے حالات میں پھانستی جا رہی تھی کہ میں پے در پے ناکامیوں اور مصائب سے بوکھلا کر ستارہ کو فراموش کر بیٹھوں' اس طرح شاید ناگ رانی کا دوہرا مقصد تھا اول تو وہ کٹھن حالات پیدا کر کے میری نفسیاتی کیفیت کے سہارے میرے دل میں گھر بنانا چاہتی تھی جس کیلئے اسے خاصا وقت مل رہا تھا' دوسری طرف اس کا بھی امکان تھا کہ میں دل برداشتہ ہو کر ستارہ کے بجائے اسی کے نسوانی روپ میں اپنی امیدوں کی تعبیر تلاش کرنے کی کوشش شروع کر دیتا۔

میں جوں جوں ان خطوط پر سوچتا رہا' مجھے ناگ رانی مجرم نظر آنے لگی' واقعات نے اس کی لاتعلقی کو واضح تھی کہ یہ ضروری تھا کہ میری نگاہوں میں خود کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے وہ خود کو یوں لاتعلق رکھتی۔

یہ احساس ہونے کے بعد کہ ناگ رانی اتنے عرصے تک میری محبت اور بے پایاں سے گھٹنے طور پر کھیلتی رہی ہے میرے دل و دماغ میں اس کی جانب سے نفرت کی آگ بھڑک اٹھی۔ میرے لئے یہ تصور ہی نہایت ناگ تھا کہ میں ناپاک جذبوں کی ایک پراسرار پجارن نے مجھے اپنے اشاروں پر نچاتے پر مجبور کیا ہوا تھا۔ میں مٹھیاں بھینچ کر میں غصہ سے کئی بار سوچا کہ اس بار ناگ رانی کے سامنے آتے ہی اسے ختم کر ڈالوں۔ لیکن پھر مصلحت غصہ پر غالب آ گئی۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ پرچھائیں کے روٹھ جانے کے عذاب سے نجات ملنے تک میں اسے اپنے ارادوں کا احساس نہ ہونے دوں گا مجھے جگر ناتھ کے الفاظ خوب یاد تھے کہ ناگ رانی کے سہارے ناگ بھون تک پہنچنے میں مجھے بہت زیادہ ہوشیاری اور صبر سے کام لینا پڑے گا۔

میں نے اس عجیب قدرتی قید خانے میں اپنا باقی ماندہ وقت بہت ہی بے چینی سے گزارا' کئی بار ناگ رانی کو طلب کرنے کا خیال آیا۔ لیکن اس خیال سے باز رہا کہ

کہیں اس کے سامنے آتے ہی اشتعال سے کھیل نہ بگاڑ بیٹھوں۔

اس غار میں مسلسل اور یکساں تاریکی کے باعث وقت کے پیمانے جامد ہو کر رہ گئے تھے۔ جس وقت ناگ رانی میرے پاس آئی تو میں نے سمجھ لیا کہ چاند کی آخری سیاہ شب آ پہنچی ہے۔

ناگ رانی کی آمد پر میں کوشش کے باوجود اپنی سرد مہری نہ چھپا سکا۔

"کیا اپنی باندی سے خفا ہو سلطان جی؟" اس نے میرا ہاتھ تھام کر مجھے غار میں ایک جانب لے جاتے ہوئے دکھ بھرے لہجے میں پوچھا۔

مجھے بے اختیار وہ وقت یاد آیا جب ناگ رانی نے الّو اور معصوم بنجارن چمپا کے روپ میں نہایت مکاری کے ساتھ مجھ سے یہ منکا واپس چھین لینا چاہا تھا۔

میں اس کی بات کا جواب دیئے بغیر اس کے ہمراہ چلتا رہا۔ اس نے دوبارہ مجھ سے سوال کرنے کی ہمت نہیں کی' البتہ میں نے یہ ضرور محسوس کیا کہ وہ اداس ہو جانے کی بہت کامیاب اداکاری کر رہی ہے۔

کچھ ہی دیر بعد ہم کھلی فضا میں نکل آئے' باہر شدید سردی تھی۔ ہوا برفیلی تیروں کی طرح بدن میں اترتی جا رہی تھی۔ میں نے چند گہرے سانس لے کر آس پاس نگاہیں ڈالیں اور جھرجھری لے کر رہ گیا۔ اس وقت ہم دونوں بہت ہی خطرناک پہاڑی سلسلوں میں موجود تھے۔

جس غار سے ہم آئے تھے وہ ہماری پشت پر تھا اور ہم ایک مختصر سی چٹان پر کھڑے ہوئے تھے جس سے ایک تنگ پگڈنڈی نچلی وادی میں جاتی نظر آ رہی تھی' سامنے ہزاروں فٹ گہری کھائی تھی۔ جس میں کسی پہاڑی نالے کا شور سنائی دے رہا تھا' تاروں کی چھاؤں میں اڑتا ہوا جھاگ اڑاتی لہروں کا ایک خاکہ بھی نظر آ جاتا تھا۔ وادی کے اس پار ایک اور فلک بوس پہاڑ تھا جس پر بے تحاشا جنگلات رہے ہوں گے کہ اس جانب ہواؤں کا عجیب شور آوارہ روحوں کے رونے کا سماں باندھ رہا تھا۔ درختوں سے ٹکرا ٹکرا کر چیخنے والی سرد ہواؤں میں اب ہلکی ہلکی برف کی ریتی آ رہی تھی جو قرب و جوار کی پہاڑیوں پر چاندی کے ذروں کی طرح دور دور تک بکھری ہوئی تھی' رات سیاہ تھی اور صرف تاروں کی چھاؤں میں زیادہ دور تک دیکھنا ممکن نہیں تھا

لیکن اس کے باوجود مجھے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ میں انتہائی خطرناک اور دشوار گزار مقام پر کھڑا ہوا ہوں۔

میں نے سر گھما کر ناگ رانی کی طرف دیکھا وہ میری ہی جانب دیکھ رہی تھی۔

"کیا خفا ہو سلطان جی؟" اس نے مجھے متوجہ پا کر درد بھرے لہجے میں پوچھا۔

میں نے ایک نظر وادی میں دور دور بکھرے ہوئے اکا دکا پتھریلے مکانات پر ڈالی جہاں ٹمٹماتی ہوئی زرد روشنیوں کے سائے لرزاں نظر آ رہے تھے اور اپنے دونوں ہاتھ بغلوں میں دبائے ہوئے جواب دیا۔ "تمہیں وہم ہوا ہے۔۔۔ یہ بتاؤ اب ہمیں کہاں جانا ہے؟"

"جہاں جانا ہے وہاں تو پہنچ ہی جائیں گے۔" وہ دکھ بھرے لہجے میں بولی۔ "پر مجھے یوں لگ رہا ہے کہ تم مجھ سے روٹھے ہوئے ہو' میرا من کہتا ہے کہ تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو۔"

"سردی بہت زیادہ ہے۔۔۔ یہاں سے چلنے کی فکر کرو۔ خواہ مخواہ وہم کی ضرورت نہیں ہے۔" میں نے ایک مکان کی اکلوتی بتی پر نظر جما کر کہا۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اس دھوئیں میں میرے دل کا غبار بھی شامل ہو' میں بھی ستارہ کے فراق میں اسی طرح دھیمے دھیمے سلگ رہا تھا جیسے بتی میں پڑے ہوئے کوئلے دیر تک بچ بچ کر جلتے جاتے ہیں۔ "سلطان جی۔۔۔۔!" کوشیلا یک بیک میرے قدموں سے لپٹ گئی اور روندھی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔ "تم مجھ سے پریم نہیں کر سکتے' میں جانتی ہوں کہ تمہارے من پر تمہاری پتنی کی سندر مورت راج کرتی ہے۔ پر میرا ہر جنم کا من بھی تمہاری طرف جھکتا ہے۔ سلطان جی! میں تمہارے چرنوں میں اپنا سب کچھ وار چکی ہوں اور تم سے پریم نہیں تو میٹھے بولوں کی آس ضرور رکھتی ہوں۔ تم تو خود زخم کھائے ہوئے ہو' میرا دکھ خوب سمجھتے ہو' مجھے بتاؤ کہ میں نے کیا غلطی کی ہے' تمہارے روکھے پھیکے رویے سے میرے دل پر گھونسہ لگا ہے۔"

اس کی باتوں نے مجھے یک بیک مشتعل کر دیا مجھے اس کی باتوں میں مکاری کی بو محسوس ہو رہی تھی۔ وہ کس قدر خوب صورت انداز میں اپنے فریب کا بھرم قائم رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ میں نے جھک کر سختی کے ساتھ اس کے شانے تھامے اور

جھٹکے سے اسے اٹھا لیا۔

"میرے لئے تمہاری یہ تمام باتیں بیکار ہیں۔ تم نے جس قدر خود غرضانہ طریقے سے مجھے خود سے قریب ہونے پر مجبور کیا ہے اس کے بعد تم کبھی اپنے خلوص کا یقین نہیں دلا سکتیں۔" یہ فقرے میں نے خود پر بہت زیادہ قابو پا کر کہے تھے لیکن لہجہ پھر بھی زہر آلود تھا۔ ذہن میں ابھرنے والے خیالات کی شدت میرے ہر ہر لفظ کی گہرائیوں میں ابھر آئی تھی۔

"میں کیسی ابھاگن ہوں۔" وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر بدبدائی۔ "ہر وہ کام جو میں نے تمہیں اپنانے اور تم سے قریب ہونے کے لئے کیا اس کا الٹا ہی اثر ہوا ہے۔ تمہارے کارن میں نے اپنی پوری جاتی کا بیر مول لیا۔ ناگ بھون کا راجہ میرے خون کا پیاسا ہو چکا ہے۔ پر تمہارے من میں اب بھی میرے لئے جگہ نہیں ہے۔ میں اگنی ماں کی سوگند کھا کر کہتی ہوں کہ میں تمہاری پتنی کی جگہ نہیں لینا چاہتی۔ پر یہ ضرور چاہتی ہوں کہ تم مجھے ستارہ دیوی کی داسی ہی سمجھ کر پریم کے دو بول بول لیا کرو۔"

"خاموش رہو!" اس کی زبان سے ستارہ کا نام سن کر میرے وجود میں دبی ہوئی چنگاری بھڑک اٹھی۔ پہاڑوں سے ٹکرا کر میری آواز کی بازگشت نے مجھے اور زیادہ مشتعل کر دیا اور میں نے بے اختیار اس پر ہاتھ چھوڑ دیا۔

فضا میں تھپڑ کی آواز کے ساتھ ہی اس کی طویل چیخ بھی گونجی اور وہ لڑکھڑا کر چٹان کے سرے سے گہری کھائی میں لڑھک گئی۔ میں اضطراری طور پر آگے بڑھا لیکن بے سود۔ ناگ رانی کی آواز تو معدوم ہو چکی تھی لیکن اس کا سایہ مجھے پہاڑی ڈھلان کی ہزاروں فٹ گہری کھائی میں چھائی ہوئی مہیب تاریکی میں غرق ہوتا نظر آ رہا تھا۔

جو کچھ ہوا اس قدر غیر متوقع اور اچانک ہوا کہ میں سوچ بھی نہ سکا تھا۔ آسمان کی رفعتوں کی طرف سر اٹھائے ہوئے پہاڑ اور ان کی بے رحم کھائیاں پل بھر کے لئے موت کے مہیب سناٹے میں ڈوب گئیں پھر مختلف سمتوں سے تیز آوازوں کی ہولناک بازگشت سرد رات کے اس سناٹے کا سینہ مجروح کرنے لگی۔

وادی میں رہنے والے شاید کوشیلا کی چیخ سن کر سرد ہواؤں کی پرواہ کئے بغیر اپنے جھونپڑوں سے باہر نکل پڑے تھے اور اب پکار پکار کر کسی جواب کی امید میں یہ دریافت کر رہے تھے کہ گرنے والی زندہ ہے؟ کون ہے؟ کس طرف گری ہے؟ لیکن بے سود! ان کی آوازیں آپس میں اور چٹانوں سے ٹکراتی رہیں لیکن کوشیلا کی آواز نہ سنائی دی اور بے رحم پہاڑی وادیوں میں رہنے والے رحم دل لوگوں کی لالٹینیں رات کی اتھاہ تاریکی میں روشن نقطوں کی طرح دھکے دھکے ادھر ادھر حرکت کرنے لگیں۔ کوئی جواب نہ پانے کے باوجود وہ کسی گمنام زخمی کی تلاش میں نکل پڑے تھے، سرد ہواؤں کی کاٹ اور خوفناک پہاڑی ڈھلانوں سے بے پرواہ ہو کر۔

میں اپنی جگہ کھڑا کھوئی کھوئی نظروں سے تاریک فضاؤں میں نامعلوم نقطوں کو گھورتا رہا۔ میری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ ناگ رانی کے گرتے ہی مجھے اس احساس نے گھیر لیا تھا کہ میں اب اپنے مصائب کے ہجوم میں تنہا رہ گیا ہوں۔

اب میرے سامنے دو ہی راستے تھے، یا تو واپس اس اندھیرے غار میں جا کر شب بسری کرتا یا کسی طرح پہاڑی باشندوں کے پاس پناہ حاصل کرتا۔ ناگ رانی کے یوں بچھڑ جانے کے بعد اب غار میں دوبارہ گھسنے کا تصور ہی لرزہ خیز تھا۔ اس اندھے غار کے بارے میں مجھے خوب علم تھا کہ اس میں جانے کے بعد میں اگر ایک بار بھٹک گیا تو زندگی بھر اس میں سے نکلنا نصیب نہ ہو سکے گا اور میں بھوکا پیاسا اسی غار سے سر ٹکرا ٹکرا کر ختم ہو جاؤں گا۔ پہاڑی باشندوں تک پہنچنے کی کوئی سہل صورت بھی سامنے نہیں تھی۔ میں خطرناک راستوں سے ناواقف تھا۔ پھر جا بجا پھیلی ہوئی برف کے باعث راستہ اور بھی دشوار ہو جاتا۔ ایسی صورت میں نیچے نظر آنے والے کسی بھی مکان کی طرف اترنا موت کے دہانے میں اترنے کے مترادف تھا۔ ایک صورت یہ ہو سکتی تھی کہ میں چیخ کر ناگ رانی کی تلاش میں نکلنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا لیکن پہاڑوں میں گھرے ہونے کے باعث جو گونج پیدا ہوتی وہ انہیں میری موجودگی کے صحیح مقام کا علم نہ ہونے دیتی۔

نیچے وادی میں کئی روشن نقطے ابھی تک ادھر ادھر چکرائے پھر رہے تھے۔ میں نے کافی دیر تک سوچتے رہنے کے بعد ان لوگوں کو متوجہ کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا۔ "مجھے مدد

چاہئے۔" میں نے پوری قوت سے چیخ کر کہا۔ روشن نقطے اپنی اپنی جگہوں پر رک گئے۔

میری آواز کی بازگشت معدوم ہوتے ہی نیچے سے کوئی بے چین آواز میں چلایا۔ "تم کہاں پڑے ہوئے ہو؟ زیادہ زخمی تو نہیں ہوئے؟"

وہ لوگ شاید یہی سمجھے کہ میں نے گرتے ہوئے چیخ ماری تھی۔ بازگشت کے باعث وہاں مرد اور عورت کی آواز میں تمیز کرنا زیادہ آسان نہیں تھا۔

"میری ساتھی کھائیوں میں گر چکی ہے اور میں اوپر پھنس کر رہ گیا ہوں۔" میں نے سکوت چھاتے ہی ان سے کہا۔

"تم کون ہو؟"

"اس علاقے میں اجنبی ہوں۔"

"کس طرف ہو؟"

"اندھے غار کے پاس والی چٹان پر۔" میں نے پر امید لہجے میں کہا۔

"یہ کس طرف ہے؟" نیچے سے آنے والی آواز میں تحیر نمایاں تھا۔

میں ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ "اس غار کے پاس جس میں سیکڑوں راستے ہیں اور جس میں سے نکلنا بہت مشکل ہے۔"

"پتہ نہیں تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہمیں دیکھ سکتے ہو؟" اس کے ساتھ روشن نقطے فضا میں لہرائے جانے لگے۔

"تمہاری روشنیاں نظر آ رہی ہیں۔"

"تم روشنی کرو، ہم اوپر آ جائیں گے۔"

میرے پاس نہ ماچس تھی اور نہ کوئی ایسی چیز جس کے ذریعے روشنی کر سکتا۔ ادھر سردی کی شدت میرے لئے اب ناقابل برداشت ہوتی جا رہی تھی۔ میں نے نیچے والے ہیولوں کو اپنی مشکل سے آگاہ کیا تو انہوں نے مجھے کسی درخت سے مضبوط لکڑی توڑ کر اس کے سہارے وادی میں اتر آنے کی ہدایت کی۔ میں نے اوپر ہی رک کر رات گزارنے کا ارادہ ظاہر کیا تو وہ چیخ پڑے۔ ان اطراف کی ٹھنڈ بہت مہلک اور آگ کے بغیر اس کا مقابلہ ناممکن تھا۔ انہوں نے بتایا کہ ٹھنڈ غیر محسوس طریقے

میری رگ رگ میں سرایت کر جائے گی اور اجالا پھیلنے سے قبل میں منجمد ہو کر ختم ہو جاؤں گا۔ ایسی صورت میں یہی بہتر تھا کہ میں وادی میں اترنے کی کوشش کرتا۔ چلتے رہنے کے باعث بدن میں بھی حرارت باقی رہتی اور پناہ ملنے کی امید بھی تھی۔

میری رہنمائی کے لئے ان لوگوں نے ایک جگہ کوئی بڑی سی مشعل یا الاؤ روشن کر دیا تاکہ اسے نشان بنا کر میں سمت کا تعین کر سکوں۔ میں نے ایک نظر وادی میں دوڑائی۔ میری دانست میں اندھے غار سے اس روشنی تک نصف گھنٹے کا فاصلہ تھا۔

مضبوط لکڑی کی تلاش اس بنجر اور بھورے پہاڑ پر خاصی دشوار ثابت ہوئی۔ اس مرحلے سے نمٹنے کے بعد میں نے کافی عرصے بعد اللہ کو یاد کیا اور تقریباً عمودی ڈھلان پر نہایت احتیاط سے پیر جما جما کر نیچے اترنے لگا۔

ایک دو مرتبہ برف سامنے آئی۔ میں نے چھڑی رکھی تو وہ برف میں دھنستی چلی گئی۔ مجھے پہلی بار اندازہ ہوا کہ برف پوش ڈھلانوں پر احتیاط کتنی ضروری ہے ورنہ قدم پتھر کے دھوکے میں پیر کسی دراز کے دہانے پر بھی پڑ سکتا تھا۔ اندھیرے کے باعث مجھے نظروں پر کافی زور دینا پڑ رہا تھا۔ میری کوشش یہ تھی کہ روشنی کی جانب سیدھا اترتا چلا جاؤں لیکن وہ راستہ شیطان کی آنت کی طرح لمبا ہوتا جا رہا تھا۔ بظاہر نصف گھنٹے کی طوالت رکھنے والی مسافت تین چار گھنٹے گزرنے کے بعد بھی اتنی ہی دور نظر آ رہی جتنی غار کے پاس والی چٹان سے نظر آ رہی تھی۔ مطلع بالکل صاف تھا اور چاند نہ ہونے کے باوجود تاروں کی اتنی روشنی میسر تھی کہ مجھے دس بیس گز تک ہر چیز صاف نظر آ رہی تھی۔

کافی نیچے اترنے کے بعد ایک گہری کھائی راہ میں حائل ہو گئی۔ یہاں چٹانیں بھی خاصی بھربھری تھیں اور میرے لئے روشنی کی سمت میں سیدھا اترنا ناممکن ہو کر رہ گیا تھا۔ آخر میں نے روشنی کی سمت ذہن میں محفوظ کی اور کھائی کے کنارے کنارے چلنے لگا۔ کافی دیر بعد کھائی عبور کر کے میں اپنی دانست میں دوبارہ روشنی کی سمت والے سیدھے راستے پر آیا تو پریشان ہو گیا۔ وہ روشنی غائب ہو چکی تھی۔ پھر بھی میں تخمینے سے آگے بڑھتا رہا لیکن بے سمت پہاڑی راستوں پر سمتوں کا تعین کس قدر مشکل ہے اس کا احساس مجھے اسی روز ہو سکا۔

میرے اندازے کے مطابق اجالا پھیلنے میں تھوڑی ہی دیر باقی تھی۔ میں پوری رات کو پیدل میں گزار چکا تھا اور اب تھکن سے جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔ رکنے کی صورت میں آنکھ لگ جانے اور پھر ٹھنڈ سے اکڑ جانے کا قوی اندیشہ تھا اس لئے میں نے آہستہ آہستہ بڑھتے رہنا ہی مناسب سمجھا۔ ہواؤں میں اب ٹھہراؤ آ چکا تھا۔ جنگلات میں گونجنے والی آوارہ ہواؤں کی آسیبی سیٹیاں دم توڑ چکی تھیں۔ میں نے اس تبدیلی کو تائید غیبی سمجھ کر اپنی رفتار ذرا تیز کر دی۔ آگے بڑھنے کے ساتھ ہی میری بے چین نظر کسی مکان یا روشن شعلے کی تلاش میں سرگرداں تھی لیکن وہاں حد نظر تک تاریک پہاڑ اور بلند و بالا درختوں کے تاریک ہیولے ہی پھیلتے چلے گئے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے میں راستہ بھٹک کر کسی اور سمت میں آ گیا ہوں۔

آخر کار ہوا کا ٹھہراؤ اور سردی کی لے رنگ دکھانا شروع کر دیا۔ فضا میں برف کے ننھے ننھے سفید ذرات اڑنے لگے۔ اب میرے لئے کوئی پناہ گاہ ضروری تھی۔ برف باری تیز ہونے سے قبل مجھے کوئی ٹھکانہ تلاش کرنا تھا اس سے قبل کہ میں اپنی کوششوں میں کامیاب ہوتا برف باری زور پکڑ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے آس پاس کی چٹانوں اور خود رو جھاڑیوں پر سفید چادر پھیل گئی۔ اب آگے بڑھنا خطرناک تھا۔ برف کی دبیز چادر کے اس پار دیکھنا محال ہو رہا تھا۔ دوسری طرف زمین پر نرم نرم برفانی دولت کی تہہ تیزی کے ساتھ بڑھتی جا رہی تھی۔ میں نے کوئی راستہ نہ پا کر کھلی فضا میں ہی ایک چٹان پر ٹک جانے کا فیصلہ کر لیا جہاں برف باری تھمنے کا انتظار کیا جا سکے۔

بھاگ دوڑ اور جدوجہد سے نجات ملتے ہی ذہن ناگ رانی میں الجھ گیا۔ میں نے سوچا کہ برف باری تھمنے تک اس کا بے جان بدن منوں وزنی برف کے نیچے دب کر برف پگھلنے تک محفوظ ہو چکا ہوگا۔ ایسے نازک موقع پر اس کا ساتھ چھوٹ جانے کا مجھے اب افسوس ہو رہا تھا۔ قصے اور مستقبل کے بے شمار اقوال یاد آ رہے تھے جن کی صداقت مجھ پر عیاں ہو چکی تھی۔ اب نہ صرف ناگ بھون ایک وہم نظر آ رہا تھا بلکہ مجھے اپنی زندگی تک دوبھر لگ رہی تھی یہ اندھیری رات کی حماقت تھی کہ میں یوں تنہائی کے ساتھ بھٹکتی وادی میں چل پھر رہا تھا۔ روشنی طلوع ہوتے ہی میں اپنے سامنے کے کرب کا شکار ہو جاتا۔ میری یادداشت پر دھند کے لرزتے پھیل جاتے، زبان

چٹان میں جتا ہو جاتی اور پورا وجود کسی دہکتی ہوئی بھٹی کی طرح تیز بخار میں جل اٹھتا۔

میرے ہاتھ بے اختیار اپنے گلے میں لٹکے ہوئے ناگ رانی کے منکے کی طرف گئے اور میرے شانوں پر پڑی ہوئی برف کی دھول میرے قدموں میں آ گری۔

اچانک میری پشت پر کسی کا ہاتھ آ ٹکا۔ میرے حلق سے گھٹی گھٹی سی آواز نکلی اور میں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ رات کے پر ہول سناٹے میں وہ لمس بہت ہی ڈراؤنا تھا۔ پھر مڑنے سے قبل ہی میرے کانوں میں جلترنگ کا سا ترنم گونج اٹھا۔ میں پلٹا تو وہ شوخ انداز میں ہنسے چلے جا رہی تھی۔

"ڈر گئے بابو؟" وہ ہنسی کے دوران بدقت لفظ ادا کر سکی۔ میں اپنی خفت اور ندامت چھپانے کے لئے اسے گھورنے لگا۔

وہ سرخ و سپید رنگت والی کوئی پہاڑن تھی۔ اس کے بھرے بھرے رخسار اناروں کی طرح دہک رہے تھے۔ ٹھنڈ کے باعث اس کی سرخی اور بھی نکھر گئی تھی۔ ہونٹوں پر گلابی رنگت چھائی ہوئی تھی۔ اس کے ڈھیلے ڈھالے لباس پر جا بجا برف پڑی ہوئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کافی دیر سے اس برف باری میں ننگے پاؤں پھر رہی ہو۔

اس کی تمام تر خوبصورتی اور الھڑپن کے باوجود اپنے حالات کے پیش نظر مجھے رات کے آخری لمحات میں اس لڑکی کا یوں نظر آنا خاصا غیر فطری لگ رہا تھا۔

"کون ہو تم؟" میں نے اس کی شوخی کو نظر انداز کرتے ہوئے اشتباہ آمیز لہجے میں دریافت کیا۔

"لڑکی ہوں۔" وہ جھٹ سے بول پڑی جیسے اسے پہلے ہی میرے سوال کا اندازہ رہا ہو۔

"لیکن لڑکیاں تو اتنی رات گئے ایسے نہیں گھوما کرتیں۔" میرا لہجہ ابھی تک سخت تھا۔

"پچھلے پہر میں کوئی لڑکی پہاڑوں سے گر گئی تھی۔ اس کا ساتھی مدد کے لئے پکار رہا تھا۔ پھر وہ اوپر سے وادی میں بھی اترا تھا لیکن ابھی تک آبادی میں نہیں پہنچا۔ سردی کم ہوتے ہی ہم لوگ اس کی تلاش میں نکلے تھے کہ وہ اجنبی کہیں کسی حادثے کا شکار نہ ہو جائے۔ اسی دوران میں برف باری شروع ہو گئی۔" لڑکی یک لخت سنجیدہ ہو کر

بولی۔ میرے منہ سے غیر ارادی طور پر ایک طویل سانس آزاد ہو گیا۔

"لیکن تم کون ہو؟ تم بھی اجنبی سی لگتے ہو!" وہ میرے کپڑوں پر سے برف جھاڑتے ہوئے بولی۔

"میں ہی وہ بدنصیب اجنبی ہوں لڑکی!" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "گرنے والی میری ساتھی تھی؟"

"وہ تمہاری کون تھی؟" اس نے تجسس لہجے میں پوچھا۔

اس وقت نہ جانے کیوں میں ناگ رانی کے لئے اپنے دل میں ہمدردی محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا اور متاسفانہ لہجے میں بولا۔ "میری بہترین دوست تھی وہ' پہاڑ سے گر کر شاید ہڈی پسلی بھی نہ بچی ہو گی بیچاری کی!"

"تمہیں اس کی موت کا افسوس ہے۔" لڑکی بہت زیادہ دلچسپی کے ساتھ بولی۔

"افسوس ہی نہیں صدمہ ہے۔۔۔۔ اب تو اس کی تلاش بھی ناممکن ہو کر رہ گئی ہے۔" میں نے اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"سلطان جی!" وہ یک بیک میرے سینے سے لگ گئی۔ "اگر اس سے تم کو [illegible] کہ تمہیں میری موت سے خوشی ہوئی ہے تو میں خود ہی ہتیا کر لیتی۔"

میں نے بے اختیار اسے اپنے بازوؤں میں بھینچ لیا۔ "ناگ رانی۔ تم، تم [illegible] ہو۔"

"ہاں۔۔۔۔ میں دو چار چٹانوں پر لڑھکتے ہی اپنے اصل روپ میں آ کر ایک دراڑ میں گھس گئی تھی۔" وہ میرے سینے پر سر ٹکا کر بولی۔

"تم میرے پاس کیوں نہ آئیں؟" میں نے اسے الگ کرتے ہوئے پوچھا۔

"میں تو یہ سوچ رہی تھی کہ تم خود ہی مجھے بلاؤ گے!"

مجھے تو امید ہی نہیں تھی کہ تم زندہ ہو گی۔" میں نے اس سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔ "اسی لئے تمہیں طلب کرنے کا خیال تک نہیں آیا۔"

"برف باری تیز ہوتی جا رہی ہے' یہاں سے نکل چلیں تو اچھا ہے۔" وہ مٹھی میں برف کے ذرات کا گولہ بناتے ہوئے مسکرا کر بولی۔

"یہ لمحے یادگار ہیں اور تمہارا نیا روپ بہت سندر ہے' برف کے اس طوفان کو

گزر ہی جانے دو۔" میں نے مسکرا کر اس کے سر سے دوپٹہ سرکاتے ہوئے کہا۔ اس کی کٹی ہوئی زلفیں میری نگاہوں کے سامنے آ گئیں۔ یہ زلفیں اس وقت کی نشانی تھیں جب میں نے چمپا کے روپ میں ناگ رانی کے بال کاٹ کر اس کی تسخیر کی تھی۔ اب وہ عورت کے جس روپ میں بھی آتی' کٹے ہوئے بالوں کی یہ علامت ہمیشہ اس کی شناخت بنی رہتی۔

"میری سندرتا کا یہ داغ تمہارا ہی دیا ہوا ہے سلطان جی!" وہ میرا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔

"چاند کے چہرے پر بھی ایک داغ ہے کوشلیا۔"

"کوشلیا کیوں؟" وہ اٹھلا کر بولی۔ "کیا تمہیں میرا وہی روپ پسند ہے؟"

"نہیں نہیں!" میں جلدی سے بولا۔ "تمہارا ہر نیا روپ پچھلے روپ سے سندر ہوتا ہے' نام میں بھلا کیا رکھا ہے!" یہ کہتے ہوئے میں نے بے اختیار اسے بانہوں میں سمیٹ لیا اور اس کے رخساروں پر اپنے تشنہ لب رکھ دیئے۔

پھر وہ مجھے ہمراہ لے کر ایک طرف چل پڑی۔ برف باری اب اپنے عروج پر تھی۔ جلنے والوں اور کشتوں سے بخارات کی دھند نکل رہی تھی۔ کچھ دور چلنے کے بعد نرم نرم برف کا ایک مسطح ٹکڑا نظر آیا اور میں نے کوشلیا کو بے خبری میں وہاں دھکیل دیا۔ وہ کھلکھلا کر ہنسی گز تک برف میں دھنستی اور لڑھکتی چلی گئی۔

اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی میں نے اسے جا لیا۔

میری گرفت میں آ کر وہ تڑپا مگر میں نے اسے نکلنے نہ دیا۔ اس وقت چہرے اور بالوں پر گرتے ہوئے برف کے ذرات سے عجیب سی خوشی ہو رہی تھی۔ ناگ رانی کے لمس سے قبل جو چیز میرے لئے تشویش اور فکر کا باعث تھی اب اسی میں ایک نیا لطف محسوس ہو رہا تھا۔

"کیا برف میں نہانے کا ہی ارادہ ہے سرکار؟" وہ مجھے قمیض اتارتے دیکھ کر شوخی سے بولی اور دوڑ پڑی۔

جلد ہی میں نے اسے دوبارہ جا لیا۔ "تم بھی یہ غسل کرو گی۔"

اسے تو گویا دلی مراد ہاتھ آ گئی۔ بالوں کی اوٹ میں چھپے ہوئے چاند کی کہانیاں

دھیرے دھیرے عیاں ہونے لگیں۔ میں برف پر چت لیٹا کوشیلا کی جانب دیکھتا رہا اور برف مجھ پر گرتی رہی۔

پھر کوشیلا کے کھلے اور شاداب چہرے پر بھی برف کی پھوار پڑنے لگی۔ میں خاصی دیر تک ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتا رہا اور جب اس کی دعوت انگیز مسکان کے مقابلے کی تاب نہ رہی تو میں برف پر لڑھکتا اس کے قریب جا پہنچا وہ اٹھ کر آگے بھاگی' لیکن کئی فٹ برف میں پیر دھنس جانے کے باعث وہیں رہ گئی اور میں نہایت سکون سے اس پر غالب آ گیا۔

برف باری تھمنے تک ہم دونوں میں آگ اور تیل کے معرکے ہوتے رہے۔ ان حرارت آگیں لمحوں میں برفانی ذرات کا لمس دو آتشہ ثابت ہو رہا تھا۔

آخر کار کوشیلا اٹھ گئی۔ اس کا خیال تھا کہ برف باری تھمتے ہی اجالا پھیل جائے گا اور میں پریشانی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ اس نے مجھے آنکھیں موند لینے کی ہدایت کی جس پر میں نے فوری عمل کیا اور جب اس کی آواز پر میں نے دوبارہ آنکھیں کھولیں تو نہ وہ برفانی پہاڑ اور وادیاں تھیں اور نہ وہ جم تھم برف باری۔ میرے اور کوشیلا کے بدن سے چپکی ہوئی برف' گزرے ہوئے لمحوں کی کہانی سنا رہی تھی اور ہم دونوں کسی عمارت کے ایک آراستہ کمرے میں موجود تھے جس کا ساز و سامان خواب گاہ سے مشابہ تھا۔

"اب تم بستر پر لیٹ جاؤ۔ مجھے تمہاری آنکھ کی بینائی لانی ہے۔" ناگ رانی نے کہا۔

میں بستر پر لیٹ گیا۔ اسی وقت ناگ رانی نے تالی بجائی اور ایک دروازے سے بے سیکا ایک نوجوان لڑکے کو اپنی باہوں میں سنبھالے اندر داخل ہوئی۔ نوجوان کے قدموں کی لڑکھڑاہٹ اور آنکھوں کے بوجھل پن سے صاف ظاہر تھا کہ اس نے بری طرح شراب پی ہوئی ہے۔

یہاں ایک بار پھر مجھے اسی عمل سے گزرنا پڑا۔ جس سے سونا بائی کے جنگل میں سابقہ پڑ چکا تھا اور میری دوسری آنکھ کی بینائی بھی واپس لوٹ آئی۔ اس نوجوان کو [illegible] ہوش میں آنے کے بعد مجھے اتنی جرات

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/8004 MISHTAR ROAD SHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH 5556838
PROP ALI KHAN

ہوئی کہ اس نوجوان کے بارے میں کچھ دریافت کرتا بلکہ موضوع بدلنے کی خاطر اس ریچھنی کا تذکرہ چھیڑ دیا جو ناگ رانی نے اندھے غار میں میرے حوالے کی تھی اور جسے بے سیکا وہاں سے نکال لائی تھی۔

"شنکر ناتھ ٹھیک کہتا تھا" ناگ رانی بولی۔ "وہ لڑکی بھی ناگن ہی تھی اور بے سیکا اس کی دم کاٹ کر اس میں پگھلا ہوا سیسہ بھر چکی ہے۔ تم سے ملنے سے پہلے ایک مرد میرے جیون میں ایسا بھی آیا تھا جس سے پریم نہ ہونے کے باوجود میں اس کے ساتھ رہنا چاہتی تھی پر وہ میرے راستے میں آ گئی اور زبردستی ڈال کر اسے میری طرف سے پھیر دیا جس کے بعد اس نے میری طرف رخ بھی نہیں کیا۔ اسی کارن میں نے اس کی شکتیاں چھین کر اسے اندھے غار میں ڈال رکھا تھا پر اب وہ کام آ گئی۔ سیسہ اس کی دم میں سیسہ اتارنے کے بعد اب میں ناگ دیوتا کی خاص پوجا کروں گی کیونکہ میں نے دیوتا کی سوگند کھا کر شنکر ناتھ کو بھروسہ دلایا تھا کہ میں اس سے تمہاری پرچھائیں الگ کرنے پر اسے نہیں ماروں گی پر میں نے اس سوتن کا کام تمام کر دیا۔ اب میں جب تک دودھ کے پیالوں میں اپنا زہر نہ نکال دوں ناگ دیوتا مجھے شما نہیں کریں گے۔"

"مگر اس ناگن کا سیسہ بھرا ہوا بدن کس کام آئے گا؟" میں نے پوچھا۔

"بس دیکھتے رہنا۔ پوجا ابھی شروع ہونے ہی والی ہے۔" وہ مسکرا کر دلربایانہ انداز میں میرے کمرے سے چلی گئی۔

"تمہیں اپنی پتنی کی بھی کچھ خبر ہے؟" ناگ رانی کے جانے کے بعد بے سیکا میرے قریب آ کر رازدارانہ لہجے میں بولی۔

"کیا؟" میں ستارہ کا ذکر آتے ہی بے چین ہو گیا۔

"وہ ناگ بھون میں اپنا پہلا بچہ جننے والی ہے اور جل منڈل سے جل کماری کے اوتار کے آنے تک وہ بچہ لینے ناگ بھون پہنچ چکے ہیں۔" وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ہراساں لہجے میں بولی۔

"لیکن ناگ رانی نے مجھے یہ سب کچھ کیوں نہیں بتایا؟" میں حیرت سے بولا۔

"مجھے نہیں معلوم۔"

"وہ کیوں؟"

"جب تک وہ اپنی ٹوٹی ہوئی سوگند کا اپائے نہیں کرتی اسے کچھ خبر نہ ہو گی۔" جے سیکا پراسرار لہجے میں بولی۔

"یہ بہت برا ہوا۔۔۔ بہت ہی برا۔" میں مضطربانہ انداز میں ہتھیلیاں مسلتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔

"بس ذرا دیر دھیرج سے کام لو۔" جے سیکا تشفی آمیز لہجے میں بولی۔ "پوجا سویکار ہوتے ہی ناگ رانی اس کا بھی کوئی اپائے کرے گی۔" اتنا کہہ کر وہ بھی چلی گئی اور میں تنہا اس کمرے میں رہ گیا۔ وہاں روشنی کا ایسا بندوبست تھا کہ کسی بھی چیز کا سایہ نہیں بن رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ روشنی کے باوجود میں کسی پریشانی یا اذیت کا شکار نہیں ہوا تھا۔

جب تک ناگ رانی نے مجھے نہیں بلایا میں اسی ادھیڑبن میں مبتلا رہا کہ ستارہ کے ساتھ کی جانے والی گھناؤنی سازش کا مقابلہ کس طرح کیا جا سکے۔ میں سوچ تو بہت کچھ سکتا تھا لیکن کچھ کرنا میرے بس سے باہر تھا۔ عمل کے لئے ناگ رانی کا مشورہ اور تعاون ضروری تھا۔

جب میں ناگ رانی کے پوجا والے کمرے میں پہنچا تو وہاں مختلف خوشبویات کے دھوئیں سے فضا بوجھل بوجھل ہو رہی تھی۔ مٹی کے ایک چبوترے پر مٹی ہی سے بنا ہوا ناگ دیوتا کا قد آدم بت نصب تھا جس کا پھن پوری طرح پھیلا ہوا تھا۔ اس بت کے سامنے مٹی کے تین بڑے پیالے دودھ سے لبالب بھرے ہوئے رکھے تھے اور ان کے برابر میں اسی جسامت کے تین خالی پیالوں کی قطار نظر آ رہی تھی۔ کمرے کے وسط میں ایک چھوٹی سی پنچبری ناگن کا بے جان بدن عجیب انداز میں کھڑا ہوا تھا۔ اس کی دم کا کئی انچ طویل حصہ لمبائی میں تنا ہوا تھا۔ پورا بدن کسی خشک ٹہنی کی طرح پھیلے ہوئے پھن کے سہارے فرش پر جما ہوا تھا۔

اس کمرے میں مجھ سے قبل جے سیکا موجود تھی اور مختلف برتنوں میں دہکتی ہوئی آگ پر خوشبودار جڑی بوٹیاں چھڑک رہی تھی۔ چند ثانیوں بعد ہی وہ کمرہ ہیبت ناک پھنکار سے گونج اٹھا۔ میں ان آوازوں کا عرصہ دراز سے عادی ہو چکا تھا اس لئے اثر نہ

لیا ورنہ اس گونج کے اثر سے بڑے بڑے سورماؤں کے پتے پانی ہو سکتے تھے۔

ناگ رانی اپنے اصل اور پرشکوہ روپ میں پورا پھن کاڑھے اس کمرے میں داخل ہوئی اور پنچبری ناگن کے بے جان بدن کے قریب سے گزر کر مٹی کے پتلے کے سامنے کنڈلی مار کر بیٹھ گئی۔ کنڈلی درست کرنے کے بعد اس نے اپنے جسم کو ہلکورے دیتے ہوئے اپنا چادری کی طرح پھیلاتا ہوا نقرئی پھن اوپر اٹھایا اور ناگ دیوتا کے خاکی پتلے کی جانب رخ کر کے دھیمی دھیمی آوازوں میں ایک خاص انداز میں پھنکاریں مارنے لگی۔ اس کا پورا بدن اب بالکل ساکت تھا، پنچبری ناگن کے بے جان بدن کی طرح۔

ناگ رانی کو کافی دیر اسی عالم میں گزر گئے پھر اس نے پھنکاروں کے ساتھ ساتھ اپنا پھن اوپر اٹھانا شروع کیا حتیٰ کہ اس کا سر کمرے کی چھت سے جا لگا۔ چھت سے سر لگتے ہی اس نے ایک مہیب پھنکار ماری اور یکبارگی یوں زمین پر گری جیسے دم نکل چکا ہو۔ زمین پر گر کر اس نے کنڈلی ٹھیک کی اور خاموشی سے اپنا پھن دودھ سے بھرے ہوئے ایک پیالے میں ڈال دیا۔ دودھ کا وہ پیالہ اس نے غیر معمولی سست رفتاری سے خالی کیا پھر پھن اٹھا کر ناگ دیوتا کے مجسمے کے سامنے یوں جھومنے لگی جیسے اس پر خمار طاری ہو رہا ہو۔ آخر کار اس کا پھن نیچے آیا اور اس نے نیلے رنگ کا جھاگ دار اور لیس دار سیال خالی رکھے ہوئے مٹی کے پیالوں میں سے ایک میں اگل دیا۔ کچھ دیر تک فرش پر نڈھال پڑی رہنے کے بعد اس نے یہی عمل دودھ کے دوسرے اور تیسرے پیالے کے ساتھ بھی کیا۔ ان دونوں بار خالی پیالوں میں اگلے جانے والے سیال میں جھاگ کم تھے اور نیلاہٹ میں بھی کمی تھی۔

تیسری بار سیال اگلنے کے بعد ناگ رانی کا سفید بدن بالکل بے جان ہو کر ناگ دیوتا کے سامنے فرش پر پڑا رہا۔ اچانک نیلے سیال سے بھرے ہوئے وہ تینوں پیالے حیرت ناک طور پر خود بخود زمین سے اٹھ کر فضا میں تیرتے آہستہ آہستہ ناگ دیوتا کے مجسمے تک پہنچے اور پھر ان کا سیال مجسمے کے ذریعے رس رس کر پتلے پر ٹپکنے لگا۔ وہ سیال ٹپکنے کے ساتھ ہی ناگ دیوتا کے پتلے کا رنگ حیرت ناک طریقے پر سرخی میں بدلنے لگا اور جب وہ پیالے خالی ہو کر خود بخود زمین پر گرے تو مٹی کا وہ پتلا انگاروں کی طرح

سرخ ہو رہا تھا اور اس میں سے دھیمی دھیمی آنچ اٹھتی محسوس ہو رہی تھی۔

ان بیانوں کے ٹوٹتے ہی ناگ رانی کا بے سدھ بدن تیزی سے جنبش میں آیا اور وہ میرے گرد چاروں طرف چکر کاٹنے لگی۔ پہلے تو میں سمجھا کہ وہ شاید مسرت کے عالم میں ایسا کر رہی ہے لیکن جب وہ سات چکر پورے کرنے کے بعد دوبارہ ناگ دیوتا کے پتلے کی طرف گئی تو مجھے اپنا خیال تبدیل کرنا پڑا۔

ناگ دیوتا کے مجسمے کے سامنے پہنچ کر ناگ رانی باریک سرسراہٹ کے ساتھ بار بار اپنی زبانیں باہر نکالنے لگی۔ میری نگاہیں کبھی ناگ رانی کے بدن پر جاتی تھیں۔ کبھی مٹی کے اس پراسرار اور دہکتے ہوئے پتلے پر مرکوز ہوتی تھیں اور کبھی چنبیلی ناگن کے بے جان بدن پر جم جاتی تھیں۔ آخرکار چنبیلی ناگن کی دم سے کثیف دھواں اٹھنا شروع ہوا۔ اسی کے ساتھ اس کا بدن بھی گھٹتا جا رہا تھا۔ دھوئیں کے وہ مرغولے اٹھ اٹھ کر فضا میں ایک ہی جگہ جمع ہوتے رہے حتیٰ کہ چنبیلی ناگن کا پورا بدن غائب ہو گیا۔

پھر اس دھوئیں نے بہت ہی آہستہ آہستہ اور غیر محسوس طریقے پر پھیلنا شروع کر دیا۔ میری حیرت بھری نگاہیں اسی طرف مرکوز تھیں۔ طویل اور صبر آزما انتظار کے بعد آخرکار اس دھوئیں نے انسانی سائے کی شکل اختیار کی اور میرا دل اچھل کر بے اختیار حلق میں آ گیا۔

پھر وہ سایہ حرکت میں آیا اور نیچے آ کر آہستگی کے ساتھ میرے قدموں میں غائب ہونے لگا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دھوئیں کا وہ سایہ پیروں کے راستے میرے جسم میں داخل ہو رہا ہے۔

جوں ہی وہ سایہ مکمل طور پر غائب ہوا، ناگ رانی نے تیزی کے ساتھ فرش پر لوٹ لگائی اور اپنے حسین نسوانی پیکر میں آ کر بے ساختہ مجھ سے لپٹ پڑی۔

"تمہارا سایہ واپس مل گیا سلطان جی!" وہ میرا منہ چومتے ہوئے بولی۔

میں اسے بازوؤں میں اٹھا کر والہانہ انداز میں کمرے سے نکل گیا۔ دوسرے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کوشیلا چونک کر میرے ہاتھوں سے نکل گئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اسے فضا میں کوئی ان دیکھی تحریر نظر آ گئی ہو۔

"کیا بات ہے؟" میں نے حیرت سے دریافت کیا۔

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
NISHTAR ROAD SHARIFA BAZAR
RAWALPINDI PH
PROP ALI KHAN

"تمہاری پتنی ستارہ تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہے لیکن ناگ راجہ اور جل بکاری نے اس کی گود ہری ہونے سے پہلے ہی اجاڑ ڈالنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔" وہ فضا میں کسی نامعلوم نقطے پر نگاہیں مرکوز کر کے بولی۔

مجھے جے سیکا کی کہی ہوئی بات یاد آ گئی اور میں شفقت پدری سے تڑپ اٹھا۔ "یہ نہیں ہو سکتے کوشیلا۔ میں جان سے بھی گزر جاؤں گا مگر جیتے جی ستارہ کو محرومی کا یہ ناقابل تلافی زخم نہ لگنے دوں گا۔"

"یہ اتنا آسان نہیں ہو گا سلطان جی!" وہ میرے چہرے پر نظریں جما کر بولی۔

"آسان ہو یا مشکل مجھے اس کی پروا نہیں ہے۔ اب مجھے آنکھیں بند کر کے ناگ بھون میں گھسنا پڑے گا۔" میں مٹھیاں بھینچ کر بولا۔

"بچوں جیسی باتیں نہ کرو۔۔۔ ناگ بھون میں گھس پڑنا موت کے برابر ہو گا۔" وہ مجھے سمجھاتے ہوئے نرم آواز میں بولی۔

"مجھے ڈرا رہی ہو؟" میں نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"سچی بات بتا رہی ہوں سلطان جی!" وہ خوشامدانہ لہجے میں بولی۔ "جب دوسرا راستہ بھی سامنے ہے تو جان پر کھیل جانے سے کیا فائدہ؟"

"دوسرا راستہ؟" میں نے بے یقینی کے لہجے میں دہرایا۔

"ہاں۔۔۔ ہم جل کاری کے کرگوں کو ناگ بھون تک پہنچنے ہی نہ دیں گے۔" ناگ رانی ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی۔

"مگر جے سیکا تو کہہ رہی تھی کہ وہ کرگے جل منزل سے ناگ بھون پہنچ چکے ہیں۔" مجھے ابھی تک ناگ رانی کی بات پر یقین نہیں آیا تھا۔

"سمجھ کا پھیر ہے۔۔۔ اسے مجھ سے زیادہ خبر نہیں ہو گی۔ میں تمہیں ابھی کی بات بتا رہی ہوں۔" وہ بے چارگی کے ساتھ بولی۔

"لیکن ہم انہیں کس طرح روکیں گے؟"

"وہ جل ناگ ہیں۔ جل سے باہر آتے ہی ان کی بہت سی شکتیاں بیکار ہو جاتی ہیں۔ انہیں روکنا اتنا کٹھن کام نہیں ہو گا۔"

"لیکن تم انہیں کہاں روکو گی؟"

"وہ سون مندر کے راستے ناگ بھون جائیں گے۔ ہم اسی اور چلیں گے اور انہیں موقع دیئے بنا اپنے جال میں جکڑ لیں گے۔ ذہن لو کہ جل کماری ناگ بھون کے لئے اپنے خاص گرگے بھیجے گی۔ ہم نے انہیں پکڑ لیا تو جل کماری ہیولوں میں آ کرے گی۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ ہمیں دیر نہیں کرنی چاہئے!" میں نے ہیجان آمیز لہجے میں کہا۔

"تم یہیں رکو۔۔۔ میں سون پلٹ کی خیر خبر لے کر آتی ہوں۔" اس نے تنبیہ طلب لہجے میں کہا۔ بات معقول تھی اس لئے میں خاموش ہو گیا۔ ناگ رانی، سجے سیکا کو میرے پاس چھوڑ کر اسی وقت وہاں سے چلی گئی۔

اس وقت میں شدید ذہنی کرب اور بے چارگی میں مبتلا تھا۔ ابھی تک تو مجھے صرف ستارہ کی فکر تھی لیکن قدرت کو میرا امتحان ہی مقصود تھا۔ ستارہ کے ساتھ ہی اب اپنے ہونے والے بچے کی حفاظت بھی مجھ پر لازم ہو چکی تھی۔ مجھے پورا یقین تھا کہ اگر ستارہ نے لڑکے کو جنم دیا تو جل کماری اپنے ہوس ناک عزائم کی تکمیل کی خاطر اسے پروان چڑھا کر اپنی عیاشیوں کی بھینٹ چڑھا دے گی اور اگر لڑکی نے جنم لیا تو شاید وہ بدطینت اور کمینی مخلوق اسے آوارگی کی راہ پر لگانے کی کوشش کرے گی۔ ان ہولناک اندیشوں سے نجات کی صرف ایک ہی صورت تھی کہ میں ہر قیمت پر جلد از جلد اپنی بیوی ستارہ اور اس کے بچے تک رسائی حاصل کروں۔

میں ان ہی خیالات میں غرق تھا کہ سجے سیکا کی چیخ نے مجھے چونکا دیا۔ اس کے ساتھ ایک جانا پہچانا اور غیر فطری قہقہہ سنائی دیا۔ میں ہڑبڑا کر دروازے کی جانب پلٹا تو حیرت سے چند ثانیوں کے لئے سکتے کے عالم میں رہ گیا۔

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/550/4 NISHTAR ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH 5556532
PROP ALI KHAN

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/550/4 NISHTAR ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH 5556532
PROP ALI KHAN

آنے والا موذی شیو ناگ ہی تھا۔ اس کے سر پر بالوں کی جگہ باریک باریک سیاہ سانپ ایک بار پھر لہرا رہے تھے۔ میں نے جل منڈل سے رہائی کے بعد کالی بھومی کی سرزمین پر اس کا سر مونڈ کر اسے تمام پراسرار قوتوں سے محروم کر دیا تھا اور مجھے یقین تھا کہ وہ مغرور دشمن کئی ہفتوں تک سون مندر کی خوف آور ویرانی سے باہر نہ آ سکے گا لیکن میں دیکھ رہا تھا کہ شیو ناگ کے سر پر نئے سانپ بہت جلد اگ آئے تھے۔ اس بار وہ زیادہ چمکیلے اور پرجوش نظر آ رہے تھے۔ اسی کے ساتھ شیو ناگ کے حوصلے بھی بلند نظر آ رہے تھے۔

"سلطان جی! تمہارے دل کی بات دل ہی میں رہ جائے گی۔" وہ خلاف معمول شستہ زبان میں بولا۔ "تم جل کماری کے ہرکاروں کا راستہ نہ روک سکو گے۔ میں نے تمہارے ہاتھوں اتنی چوٹیں کھائی ہیں کہ اب میں ہر طرح سے چوکنا ہوں۔ اس بار مجھے جل دینا آسان نہ ہوگا۔"

"ہتیارے! تو میرے لئے ایک مستقل روگ بن کر رہ گیا ہے۔ میرے اور ناگ بھون کے درمیان تیری منحوس صورت رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔۔۔!" میں نے نفرت سے اسے گھورتے ہوئے کہا مگر اس نے میری بات کاٹ دی۔

"یہ سچ ہے میرے جیتے جی تو ناگ بھون کی پوتر بھومی پر قدم بھی نہ رکھ سکے گا۔" وہ قہقہہ لگا کر اپنی سرد، سپاٹ اور غیر فطری آواز میں بولا۔

"اسی لئے اس بار میں تیرا قصہ تمام کر دوں گا۔" میں اس کے بڑھتے ہوئے قدموں پر نگاہیں جما کر بولا۔ "نہ تو زندہ رہے گا نہ مجھے روک سکے گا۔"

"شیو ناگ مٹی کا کھلونا نہیں ہے نادان چھوکرے۔" وہ یک بیک طیش میں آ گیا۔ "تو ناگ رانی کے سنگے کے بل پر اکڑتا ہے، اسے ایک طرف ڈال دے تو پھر تجھے اپنی

حقیقت کا پتہ چلے گا۔"

"شیطانوں کے پجاری تو ہرگز اس منکے کو حاصل نہ کر سکیں گے۔" شیو ناگ کے تحقیر آمیز لہجے پر میں بھی مشتعل ہو گیا اور میری بے چین نگاہیں کمرے کا طواف کرنے لگیں۔ کسی مہلک اور خطرناک ہتھیار کی تلاش میں۔

شیو ناگ نے اچانک ہی اپنی پشت پر چھپی ہوئی مٹھیاں میری جانب سیدھی کر کے کھول دیں۔ میں بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کے ہاتھ کھلتے ہی پورے کمرے میں سیاہ رنگ کے بھونروں کا ہجوم ابھرنے لگا۔ اس کی کمزوری ہتھیلیوں کے وسط سے بھونروں کے بادل بھنبھناتے ہوئے نکل رہے تھے اور کمرے میں پھیلتے جا رہے تھے۔

چند ہی ثانیوں میں پورے کمرے میں بھونروں کے غول بھر گئے۔ فضا ان کے پتلے پتلے پروں کی خوفناک بھنبھناہٹ سے لرز رہی تھی اور شیو ناگ میری نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

میری بوکھلاہٹ زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ گو کمرے میں بھونرے ہی بھونرے پھیل چکے تھے لیکن وہ سب میرے بدن سے قدرے دور میرے اردگرد منڈلا رہے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی میرے بدن سے لپٹ پڑنے کی جرات نہ کر سکا تھا کیونکہ ناگ رانی کا پراسرار منکا میرے گلے میں جھول رہا تھا۔

"تیرے یہ وار میرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ اگر بہادر ہے تو سامنے آ کر مقابلہ کر۔" میں نے غصے کے زہر میں بجھی ہوئی آواز میں شیو ناگ کو للکارا۔

میری آواز بھونروں کے پروں کی تیز بھنبھناہٹ میں دب کر رہ گئی۔ میں خاصی دیر تک منتظر رہا لیکن کوئی دوسری آواز سنائی نہیں دی۔ شیو ناگ نہ جانے کہاں غائب ہو چکا تھا۔

آخرکار میں اندازہ کر کے نکاسی کے راستے کی طرف قدم بڑھانے لگا لیکن بمشکل چند ہی قدم بڑھا تھا کہ پشت پر شیو ناگ کا سرد اور بھیانک قہقہہ سنائی دیا۔ قبل اس کے کہ میں پیچھے پلٹتا' وہ اچھل کر میرے بدن سے کسی جونک کی طرح لپٹ گیا اور میں اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔

میں منہ کے بل نیچے گرا اور شیو ناگ بے رحمی کے ساتھ میری پشت پر سوار ہو گیا۔ اس کے برف کی طرح سرد بدن کے لمس سے میں سر سے پیر تک لرز کر رہ گیا۔ اس کے ٹھوس اور یخ بستہ بدن سے عجیب سی بدبو پھوٹ رہی تھی جیسے کوئی لاش ہی گل سڑ رہی ہو۔ میں نے اچھل کر اسے اپنی پشت سے گرا دینا چاہا لیکن اس نے میرے بال اپنی مٹھیوں میں جکڑ لیے اور انہیں زور زور سے جھٹکے دینے لگا۔ میرے منہ سے پے در پے کئی چیخیں آزاد ہوئیں اور میں نے اپنی تمام تر قوتیں یکجا کر کے اسے اپنے اوپر سے دھکیل ہی دیا۔ بھونرے اب اس کمرے سے غائب ہو چکے تھے جیسے ان کا مقصد پورا ہو چکا ہو۔ میری دانست میں شیو ناگ نے بھونروں کی آڑ لے کر مجھ پر وار کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اور اس کا یہ حربہ کارگر ہوتے ہی اس کے مسلط کیے ہوئے وہ ہزاروں بھونرے روپوش ہو چکے تھے۔

میرے فرش سے اٹھنے سے قبل ہی شیو ناگ کے ہاتھ میں آگ کریدنے والی آہنی سلاخ آ گئی اور اس نے بلا کسی تامل کے وہ سلاخ میرے سر پر دے ماری جیسے وہ اپنی اندھی آنکھوں سے ہر چیز بخوبی دیکھ رہا ہو۔

میرے حلق سے ایک کربناک چیخ آزاد ہوئی اور میں شیو ناگ کا بھیانک' فاتحانہ قہقہہ سنتا بے ہوشی کی اتھاہ دلدلوں میں پھنستا چلا گیا۔

جب میں دوبارہ ہوش میں آیا تو میرے وجود پر اذیت کا ایک ناقابل برداشت احساس طاری تھا۔ دل کی دھڑکنیں مستقبل کے غیر یقینی اندیشوں سے سست ہو چکی تھیں' سارا بدن پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ میں نے کراہ کر آنکھیں کھولیں تو چند ثانیوں تک گھور تاریکی میں ناچتے ہوئے روشن نقطوں کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ البتہ اپنے بدن کے نیچے فرش کا کھردرا پن بخوبی محسوس ہو رہا تھا۔

"تم کون ہو؟" اچانک مجھے اپنے قریب ہی ایک سخت اور مردانہ آواز سنائی دی۔ میں چونک پڑا۔ یہ آواز اجنبی تھی۔ "میں ایک مظلوم ہوں..... تم کون ہو؟ یہ کون سی جگہ ہے؟" میں نے ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے اور مضطربانہ انداز میں سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"ابھی دیکھ لو گے۔" اندھیرے میں اس کی ہنسی سنائی دی۔ پھر کمرے میں کسی کے

قدموں کی دھمک اور تالے کے کھٹکے کی آواز سنائی دی۔

اسی کے ساتھ کمرے میں چھت سے لٹکا ہوا بلب جل اٹھا۔ میں نے کئی بار پلکیں جھپکائیں اور جب نگاہیں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو میں ششدر رہ گیا۔

وہ کمرہ کوئی تنگ سا قید خانہ تھا جس کے در و دیوار سے وحشت ٹپک رہی تھی۔ اس کوٹھری کی داہنی جانب اور عقب میں پتھروں کی دیواریں تھیں۔ سامنے اور بائیں جانب آہنی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ بائیں جانب والی سیاہ' آہنی سلاخوں کے اس پار ایسی ہی تنگ و تاریک کوٹھریوں کا سلسلہ تھا جن میں سے بیشتر خالی نظر آ رہی تھیں۔ سامنے والا حصہ سلاخوں کے دروازے پر مشتمل تھا اور مقفل نظر آ رہا تھا۔ مجھے مخاطب کرنے والا شخص دروازے کی سلاخیں تھامے پرتجسس نگاہوں سے میری جانب نگراں تھا۔ اس کے بدن پر پولیس کی سرکاری وردی تھی اور شانے سے رائفل جھول رہی تھی۔ مجھے یہ سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی کہ میں اس وقت پولیس کی حراست میں ہوں۔

"اب تو سمجھ گئے کہ یہ کونسی جگہ ہے؟" جالیوں کے سہارے کھڑے توندمند اور سخت گیر چہرے والے سپاہی نے طنز آمیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"۔ لیکن مجھے کس جرم میں قید کیا گیا ہے؟" میں نے خوف زدہ لہجے میں دریافت کیا۔

"یہ تو تم ہی جانو۔" وہ پھر زہریلے انداز میں مسکرایا۔ "لیکن میرا تجربہ کہتا ہے کہ قتل سے کم کوئی جرم نہ ہو گا' یہ کوٹھریاں جنونی اور خطرناک حوالاتیوں کے لئے ہی ہیں۔"

میری نگاہوں کے سامنے بے اختیار اندھیرا چھا گیا اور میں دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھامے فرش پر ہی لڑھک گیا' اپنی قید کی اطلاع میرے ذہن پر کسی وزنی گرز کی طرح گری تھی۔

"انکاری بیکار ہے۔" وہ سپاہی کہہ رہا تھا۔ "ہیرس صاحب کے سامنے بڑے بڑے مجرم پناہ مانگتے ہیں' اس کی دو تین ترکیبوں ہی میں زبان سے سچی بات نکلنی شروع ہو جاتی ہے' وہ سچ بلوانے کی مشین ہے مشین!"

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
NISHTAR ROAD CHHA BAZAR
RAWALPINDI PH
PROP: ALI KHAN

ہیرس کا نام سنتے ہی میرے ذہن میں روشنی کا ایک کوندا لپکا اور میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے سپاہی سے دریافت کیا۔ "کیا یہ شملہ کی کوتوالی ہے۔"

وہ زور سے قہقہہ مار کر بولا۔ "تو کیا تم ابھی سمجھ رہے ہو۔"

پھر وہ گردن ہلاتا وہاں سے چل دیا۔ میں دور تک اس کے وزنی جوتوں کی دھمک سنتا رہا۔

ہیرس کے نام سے وابستہ کہانی کی کڑیاں طویل عرصے کے بعد میرے ذہن میں ایک بار پھر ابھرنے لگی تھیں۔ مجھے بے اختیار وہ ابتدائی دن یاد آ گئے جب اپنی رفیق حیات ستارہ کی جدائی کے بعد میں اپنی زندگی سے بیزاری کے دن گزار رہا تھا کہ جیدو شاہ نے ناگ رانی کی تسخیر کر کے اس کا منکا میرے حوالے کر دیا تھا۔ پھر ناگ رانی ایک الھڑ بنجارن' چمپا کے دلفریب روپ میں میری خواب گاہ تک آ پہنچی اور جب ایک رات میرے لاوارث ملازم نے چمپا کے گداز بدن سے اپنی محروم اور خزاں آلود راتوں کا خراج وصول کرنا چاہا تو میں بیدار ہو گیا اور اشتعال کے عالم میں اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد ہی انسپکٹر ہیرس اپنے آدمیوں اور کھوجی کتے کے ہمراہ شملہ میں میرے مکان کی تلاشی لینے کے لئے آیا تھا۔ عین اس وقت جب ہیرس کا کتا ہری چند کی خفیہ قبر تک پہنچنا چاہتا تھا' میں نے ناگ رانی کی پراسرار قوتوں کے سہارے اسے ہلاک کر دیا تھا۔ اس کے بعد ہیرس اپنے خوفزدہ آدمیوں سمیت بے نیل و مرام میرے مکان سے لوٹ گیا تھا اور دوبارہ ہری چند کے قتل کے سلسلے میں میری طرف کا رخ نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد تو ویسے بھی حالات کے تیز و تند دھارے میں پھنس کر میں شملہ سے باہر ہی رہا تھا۔

اب مجھے حیرت تھی کہ میں تو ناگ رانی یا کوشیلا کے ہمراہ شملہ سے میلوں دور ایک عمارت میں مقیم تھا اور وہیں شیو ناگ کے مقابلے میں پہلی بار مجھے زک ہوئی تھی اور اب میں شملہ میں انسپکٹر ہیرس کا قیدی تھا۔ اس کا واضح مطلب تو یہی تھا کہ شیو ناگ اس بار بہت زیادہ طاقتور ہو چکا تھا اور محض مجھے الجھنوں میں ڈالنے کے لئے عالم بے ہوشی میں انسپکٹر ہیرس کے حوالے کر گیا تھا۔

شیو ناگ کے ساتھ ہی مجھے ناگ رانی کے منکے کا خیال آیا اور میرا ہاتھ بے اختیار

اپنے گلے کی جانب گیا اور یہ جان کر میرا دل دھک سے رہ گیا کہ منکا میرے گلے سے غائب ہے۔

وحشت اور مایوسی کی اس نئی لہر نے مجھے بے چین کر کے رکھ دیا۔ میں نے دل ہی دل میں ناگ رانی کو طلب کیا لیکن بے سود! انتظار کے طویل اور بے روح لمحات گزرتے گئے اور وہ نہ آئی۔ یقیناً شیو ناگ نے میرے گلے سے وہ منکا حاصل کر لیا تھا اور اب اس کے سہارے ناگ رانی کو اپنے چنگل میں جکڑ چکا ہو گا۔

اس صورت حال پر ہراس اور تشویش کے باعث میرے اعصاب میں سنسنی اور اینٹھن ہونے لگی۔ ناگ بھون کی گمنام اور پراسرار زمین سے رابطے کی ہر کڑی میرے ہاتھوں سے نکل چکی تھی۔ میری محبوب بیوی 'ستارہ' ناگ بھون میں قید تھی۔ اب تک شاید وہ میرے بچے کو جنم دے چکی ہو گی۔ ادھر جل کنڈی کے گرگے میری اولاد کو یرغمال کے طور پر لینے کے لئے پہنچنے والے تھے۔ یہ سب یادیں اتنی اذیت ناک تھیں کہ میرا کلیجہ منہ کو آنے لگا۔ ایک بار ان پراسرار دنیاؤں کے پھیر میں پڑنے کے بعد یوں ہر قوت سے محروم ہو جانے پر میری حالت ابتر تھی۔ میں سوچنے لگا کہ کاش میں نے ستارہ کو مردہ ہی سمجھ لیا ہوتا؟ اس کی مصنوعی موت اور اغوا کا راز نہ کھلا ہوتا۔ اس حالت میں شاید میں کچھ عرصہ اداس رہنے کے بعد نئی زندگی سے سمجھوتہ کر لیتا لیکن اب اپنے دل کو سمجھانا میرے بس میں نہیں رہ گیا تھا۔

پوری رات اسی سوچ بچار میں گزر گئی۔ آخرکار ایک نیا سپاہی چابیاں سنبھالے میری کوٹھری کے دروازے پر آیا اور بندوق کی نال کے سہارے مجھے ایک نئے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ وہ کمرہ ساخت کے اعتبار سے خاصا عجیب تھا۔ اس کی سنگین دیواریں بے حد بلند و بالا تھیں۔ چھت کی کڑیوں سے جابجا خون آلود رسیاں لٹکی ہوئی تھیں جیسے ان کے سہارے لٹکا کر قیدیوں کو بے دردی سے پیٹا جاتا رہا ہو۔ در و دیوار پر بھی خون کی لکیریں پھیلی ہوئی تھیں۔ اس کمرے کا سب سے زیادہ خونخوار اور ڈراؤنا کردار انسپکٹر ہیرس تھا جو کمرے کے وسط میں ایک آہنی کرسی پر بیٹھا کینہ توز نگاہوں سے مجھے گھور رہا تھا۔

میں اس کے سامنے پہنچ کر حقیقی مجرموں کی طرح دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ "تمہارا

نام سلطان محمد خان ہے!" اس نے اپنی گود میں رکھی ہوئی فائل کی ورق گردانی کرتے ہوئے مجھ سے سوال کیا۔

"ہاں۔۔۔ اور میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ مجھے کس جرم کی پاداش میں قید کیا گیا ہے!" میں نے لہجے میں خود اعتمادی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"ہوش میں رہ کر بات کرو۔" انسپکٹر ہیرس نے اپنی نیلی آنکھیں میرے چہرے پر گاڑ کر کہا۔ "تمہارے مکان کے لان سے ہری چند کی لاش برآمد کر لی گئی تھی۔ تم پھانسی کے خوف سے اپنا سب کچھ چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے۔ تمہاری جائداد ضبط کی جا چکی ہے اور تم مفرور مجرموں کی فہرست پر تھے۔"

"لیکن تم مجھے میرے شہری حقوق سے محروم نہیں کر سکتے۔" میں آہستہ آہستہ اپنی قوت ارادی واپس لوٹتی محسوس کر رہا تھا۔ حالات کا ایک حقیقی رخ متعین ہو جانے کے بعد میرا ذہن بھی اس راہ پر کام کرنے لگا تھا۔

"شہری حقوق۔" وہ نفرت اور تضحیک آمیز آواز میں بولا۔ "تم دوسرے درجے کے محکوم شہری ہو۔ ہری چند ہماری نظروں میں تم سے برتر تھا کیونکہ تمہاری قوم تاج شاہی کی وفادار نہیں ہے۔ میرا بس چلے تو میں تم سب کی گردنوں میں طوق ڈال کر تمہیں مجرموں کے کٹہرے میں ڈال دوں۔" اس کے لہجے میں سیاسی بغض اور نفرت کا زہر بھرا ہوا تھا۔

"ظلم کی یہ سیاہ رات زیادہ لمبی نہیں ہو گی انسپکٹر۔" میں اپنے غصے پر قابو نہ پا سکا۔

"بکواس بند کرو اور میرے سوالوں کے جوابات دو!" وہ ہونٹ بھینچ کر غرایا۔ میں خاموشی کے ساتھ اس کے بولنے کا منتظر رہا۔

"تم ہری چند کو جانتے ہو؟" اس نے مجھ سے سوال کیا۔

"نہیں!" میں نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

"سنو! میں تمہارے فرشتوں کو بھی سچ بولنے پر مجبور کر دوں گا۔ تمہاری سرخ و سفید رنگت ایک ہی دن میں سیاہ پڑ جائے گی۔" وہ فائل کرسی پر رکھ کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"اگر سچ وہی ہے جو تم مجھ سے کہلوانا چاہتے ہو تو تمہیں میری زبان سے سچ سننے کی حسرت ہی رہے گی۔" میں نے تلخ آواز میں کہا۔

انسپکٹر ہیرن کے اشارے پر تین مسلح سپاہی اس کمرے میں گھس آئے۔ "اس کی انگلیاں شکنجے میں کس دو۔" ہیرن نے میرے بوسیدہ کپڑوں پر حقارت بھری نظریں ڈالتے ہوئے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا۔

انہوں نے میرے پیروں میں بیڑیاں ڈالیں' کلائیاں پہلے ہی ہتھکڑیوں میں بند ہوئی تھیں پھر ذرا ہی دیر میں انہوں نے میری بائیں ہتھیلی آہنی میز پر لگے ہوئے ایک شکنجے میں کس دی۔

ہیرن نے میز کی دراز سے لمبے منہ والی ایک زنبور نکالی اور اس سے میری درمیانی انگلی کے ناخن کو چھیڑنے لگا۔ "ہری چند تمہارا ملازم تھا؟" اس نے دھمکی آمیز لہجے میں سوال کیا۔

"نہیں!" میں نے جھلّے دار آواز میں کہا۔

ہیرن نے پھرتی کے ساتھ میرے ہاتھ کی وسطی انگلی کے بڑھے ہوئے ناخن کا سرا زنبور میں تھاما اور پوری قوت سے اسے کھینچنے لگا۔ میں نے چار پانچ سکنڈ تک تو ضبط کیا لیکن جب ناخن گوشت چھوڑنے لگا تو بے اختیار میرے حلق سے چیخیں آزاد ہو گئیں۔

ہیرن نے جو کہا تھا وہ کر دکھایا۔ میری دو انگلیوں کے ناخن اس نے اس قدر بے رحمی کے ساتھ اکھاڑ ڈالے کہ میں اس کی سنگدلی پر لرز کر رہ گیا۔ میری ہتھیلی اور آہنی شکنجہ خون سے تر تھا لیکن ہیرن کے ہونٹوں پر بے رحمانہ مسکراہٹ رقصاں تھی جیسے یہ سب کچھ اس کے معمول میں شامل ہو۔

اور جب اس نے میری انگلیوں پر نمک چھڑکنا شروع کیا تو میری قوت برداشت جواب دینے لگی۔ میں نے عافیت اسی میں سمجھی کہ سخت جانی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے بیہوشی کی اداکاری کر کے اس اذیت سے وقتی طور پر نجات حاصل کی جائے۔

جب میں آخری چیخ مار کر' آنکھیں بند کئے میز پر' دھڑ کے بل گرا تو اس کمرے کی فضا ہیرن کے مکروہ قہقہے سے گونج اٹھی۔ اس نے پوری قوت سے میری پسلیوں کی بائیں جانب ایک گھونسہ رسید کیا اور میں بمشکل اپنی چیخ کو حلق میں روک سکا۔

"اسی حالت میں پڑا رہنے دو اسے۔" میں نے کمرے میں ہیرن کی آواز سنی۔ "یہ ہوش میں آئے تو مجھے فوراً اطلاع دینا۔"

جانے والے قدموں کی آوازوں' دروازہ کھلنے اور بند ہونے کے مدھم شور اور پھر قفل لگنے کی آواز سے میں نے اندازہ لگایا کہ اب میں وہاں تنہا رہ چکا ہوں تو میں نے آنکھیں کھول دیں۔

آنکھیں کھولتے ہی مجھے اپنے قریب ایک سپاہی نظر آیا۔ میں نے بوکھلا کر دوبارہ آنکھیں بند کرنی چاہیں لیکن وہ جھپٹ کر میرے قریب آ گیا۔

"میں بھی مسلمان ہوں صاحب' میرے ہوتے ہوئے آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ شکنجے کی گرفت سے میرا بایاں ہاتھ آزاد کراتے ہوئے بولا۔

میں نے مسرت اور حیرت کے ملے جلے تاثر کے ساتھ آنکھیں کھول دیں۔ وہ اپنی جیب سے رومال نکال کر میری زخمی انگلیاں صاف کر رہا تھا۔

"ہیرن ہڑی کا جتنا گورا ہے' دل کا اسی قدر کالا ہے۔ جب سے اس کی بہن نے ایک مسلمان لڑکے سے شادی کی ہے' یہ مسلمانوں کے خون کا پیاسا ہو گیا ہے۔ مجھے تو پتہ نہیں کہ آپ نے قتل کیا ہے یا نہیں لیکن ہیرن ہر قیمت پر آپ کو پھانسی یا عمر قید کی سزا دلوانے کی کوشش کرے گا۔" وہ نرم مگر ہانپتے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ "کیا تم بتا سکتے ہو کہ میں کس طرح اس قید خانے میں پہنچا ہوں۔" میں نے اپنے ذہن میں چبھنے والا سوال اس سے پوچھ ہی ڈالا۔

"آپ کو ایک اندھا اور پھولے پھولے چہرے والا سیاہ فام آدمی یہاں لے کر آیا تھا۔ اس نے انسپکٹر کو بتایا کہ آپ نے اس کے گھر چوری کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس کے چوکیداروں نے پکڑ لیا۔ آپ کو دیکھتے ہی ہیرن چونک پڑا اور اس آدمی کا بہت ممنون ہوا۔ ہیرن کہہ رہا تھا کہ آپ ہری چند نامی ایک ہندو کے قتل کے مشہور ملزم ہیں۔"

"اس اندھے کے سر پر بالوں کی جگہ کیا اگا ہوا تھا؟" میں نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"کیا؟ میں سمجھا نہیں۔" اس نے حیرت سے منہ پھاڑ کر کہا۔

"میرا مطلب ہے وہ گنجا تو نہیں تھا۔" میں نے جلدی سے اپنے سوال کو کمراتے ہوئے کہا۔

"نہیں صاحب۔" وہ گہرا سانس لے کر بولا۔ "اس کے سر پر اونچی سی عجیب سی وضع کی ٹوپی تھی۔ پتہ نہیں اس کے سر پر بال تھے یا وہ گنجا تھا؟"

"سنو۔ میں بالکل بے گناہ ہوں۔" میں وفور جوش میں اپنی تکلیف کو یکسر فراموش کر چکا تھا۔ "اس آدمی نے مجھے دشمنی کی بنا پر ہیرس کے حوالے کیا ہے' تم میری کیا مدد کر سکتے ہو؟"

"مدد!" وہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔ چند ثانیوں کے سکوت کے بعد وہ ٹھہری ہوئی آواز میں بولا۔ "صاحب اگر آپ حوصلے سے کام لیں تو میں آپ کو فرار ہونے میں مدد دے سکتا ہوں۔"

"واقعی!" فرط مسرت سے میرا چہرہ دمک اٹھا۔ "میں زندگی بھر تمہارا احسان یاد رکھوں گا۔"

"آپ یہی بے ہوشی کی اداکاری شروع کر دیں' ہیرس آپ کو اکیلا چھوڑ دے گا میں موقع پا کر ہتھکڑیاں اور بیڑیاں کھول دوں گا۔ آپ اس گٹر کے نیچے سے گزرنے والے تنگ نالے سے ہو کر فرار ہو جائیں!" یہ کہتے ہوئے اس نے کمرے کے ایک کونے میں گٹر کے ڈھکنے کی طرف اشارہ کیا۔ "ہتھکڑیاں اور بیڑیاں آپ راستے میں کہیں پھینک دیں تاکہ ہیرس یہی سمجھے کہ آپ بیڑیوں سمیت فرار ہوئے ہیں ورنہ وہ میری ملازمت ختم کر دے گا۔ چابیاں میرے ہی پاس رہتی ہیں۔"

"تم میرے محسن ہو' میرے محسن ہو!" میں نے پرجوش آواز میں کہا۔ پھر وہ کافی دیر تک بیٹھا مجھے اس نالے کی گزرگاہ سمجھاتا رہا اور شام ہونے کے قریب میرا پاؤں ہاتھ شکنجے میں جوں کا توں کس کر واپس لوٹ گیا اور میں آہنی میز پر بے ہوش بن کر پڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ہی ہیرس کی آواز سنائی دی۔ اس نے حقارت اور نفرت کے ساتھ میرا جائزہ لیا میں بالکل بے سدھ پڑا رہا۔

اسے نیچے فرش پر پھینک دو۔ اچھا ہے کہ یہ خود ہی مر جائے' اس کے مقدر

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
RAWALPINDI
PROP A. KHAN

مجھے بہت زیادہ محنت کرنی پڑے گی۔ اور روز نامچے میں اس کے اندراج کی فی الحال ضرورت نہیں سمجھا" میں نے اس کی آواز سنی۔

جس وقت اس کے ماتحت مجھے بے دردی کے ساتھ فرش پر ڈال رہے تھے۔ میں نے اپنی آنکھوں میں جھری پیدا کر کے ان کے چہرے دیکھے۔ وہ ان پانچوں میں سے دو تھے جو کل صبح ملک ہیرس اور اس کے کھوتی کتے کے ہمراہ ہری چند کے قتل کے سلسلے میں میرے پاس آئے تھے۔

اپنی دانست میں وہ لوگ میرے بے ہوش بدن کو فرش پر پھینک کر واپس لوٹ گئے۔ جب مجھے پورا اطمینان ہو گیا کہ میں اس کمرے میں تنہا ہوں تو میں نے آنکھیں کھول دیں اور اپنے محسن کا انتظار کرنے لگا جس کا نام تک مجھے معلوم نہیں تھا۔

نصف شب کے قریب میرا اجنبی دوست دبے قدموں میرے پاس آیا۔ میرے بدن کو زنجیر و سلاسل سے آزاد کرانے کے بعد اس نے ایک ٹارچ میرے حوالے کی اور مجھے گرمجوشی سے خدا حافظ کہہ کر لوٹ گیا۔ اب مجھے منصوبے کا باقی حصہ تنہا پایہ تکمیل تک پہنچانا تھا۔

میں نے اندھیرے کمرے میں ٹارچ روشن کی اور تیزی کے ساتھ گٹر کے اس ڈھکنے تک پہنچ گیا جس کے نیچے بہنے والا نالا میری نجات کا راستہ تھا۔

ابھی میں وہ ڈھکنا ہٹانے کے لئے نیچے جھکا ہی تھا کہ میری چھٹی حس نے مجھے کمرے میں کسی اور کی موجودگی کا احساس دلایا۔ میں بجلی کی سی سرعت کے ساتھ پلٹا۔ اس کے ساتھ میرے ہاتھ میں دبی ہوئی ٹارچ سے خارج ہونے والی روشنی کی لکیر نیم دائرے کی صورت میں پیچھے گھوم گئی۔

کمرے کے وسط میں ناگ رانی کوشیلا کے روپ میں موجود تھی۔ اسے اپنی نگاہوں کے سامنے موجود پا کر مجھ پر شادی مرگ کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ غیر یقینی اور مایوسی کی حالت کے انتہائی نقطے پر وہ یوں غیر متوقع طور پر سامنے آئی تھی کہ میں کئی سیکنڈ تک اس کی موجودگی کو محض وہم ہی سمجھتا رہا اور جب مجھے یقین ہو گیا کہ ناگ رانی کی آمد حقیقت ہے تو میرے بدن پر سنسنی طاری ہو گئی' میرا دل یک بیک کنپٹیوں میں دھڑکنے لگا اور دوران خون تیز ہو گیا میری نگاہیں اس کے سراپا پر جم کر رہ گئیں۔

مجھے اس کی آمد کی جس قدر خوشی تھی' اسی قدر اس کی حالت پر صدمہ بھی ہوا تھا۔ میں کبھی تصور تک نہ کر سکتا تھا کہ پراسرار اور مادیہ قوتوں کی مالک ناگ رانی بھی ایسی ابتر حالت میں مبتلا ہو سکتی ہے اس کی کھلی ہوئی زلفیں جھاڑ جھنکار کی طرح الجھی ہوئی تھیں۔ بڑی بڑی غزالی آنکھوں میں زندگی کی دعوت انگیز چمک کے بجائے بے بسی اور بے رونقی رچی ہوئی تھی' جیسے کوئی بھیانک خواب دیکھ کر اس کی آنکھوں کی پتلیاں منجمد ہو کر رہ گئی ہوں۔ اس کے ہمیشہ مسکراتے رہنے والے ہونٹ اذیت آمیز احساس کے ساتھ بھنچے ہوئے تھے' سرخ و سفید رخساروں پر لمبی لمبی خراشیں پڑی ہوئی تھیں جیسے تیز ناخنوں والے کسی درندے سے اس کا دست بدست معرکہ ہوا ہو۔

روشنی کا دائرہ اس کے چہرے کی خون آلود لکیروں سے پھسلا تو میں کانپ اٹھا اس کا لباس تار تار ہو چکا تھا۔ برہنہ بازوؤں اور سینے پر داغوں اور ناخنوں کے نمایاں نشانات تھے جیسے ہوس کی آگ میں جلتے ہوئے کسی عفریت نے اس کے وجود سے اپنی تشنگی دور کرنے کی وحشیانہ کوششیں کی ہوں۔ اس کا نچلا دھڑ بالکل برہنہ اور خون میں نہایا ہوا تھا' پنڈلیوں میں ہلکی ہلکی لرزش تھی۔ اس کی مجموعی حالت مجھے ایک ان کہی کہانی سنا رہی تھی۔ ظلم اور ہوس کی کہانی' مشتعل شکاری اور بے بس و مجبور پنچھی کی کہانی جو قید کی وحشت سے نجات پانے کے لئے قفس کی تیلیوں میں اپنے پنکھ پھڑپھڑا' پھڑپھڑا کر لہولہان ہو جاتا ہے۔ لیکن صیاد کے ستم سے پھر بھی نجات نہیں پا سکتا۔

"انوشیلا۔" یہ کیا حالت ہو رہی ہے تمہاری!" آخر کار میرے ہونٹوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی اور میں بے اختیار اس کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

"میرے بدن سے دور رہو سلطان جی!" وہ جذبات سے عاری سرد آواز میں بولی۔

"اور یہ بتاؤ کہ میرا منکا کہاں ہے۔ اس کے بغیر تم مجھ پر اپنا حق کھو بیٹھے ہو!"

"منکا" میرا ہاتھ غیر ارادی طور پر اپنے گلے کی طرف گیا جہاں اب منکا موجود نہیں تھا۔ "وہ تو شیو ناگ نے مجھے زیر کر کے چھین لیا۔"

"تمہاری مرضی کے بغیر دنیا کی کوئی طاقت اس منکے کو ہاتھ نہیں لگا سکتی۔ جو اسے چھوئے گا وہ ان دیکھی آگ میں جل کر فنا ہو جائے گا۔ شیو ناگ ابھی تک زندہ ہے

اس کا مطلب ہے کہ اس نے منکے کو ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ لیکن آج وہ میرے لئے کھلا خطرہ بن گیا ہے۔" اس کی سرد آواز میں بے رحمی بھی سمٹ آئی تھی۔

"پھر نہ جانے منکا کہاں ہے' اس کے بغیر میں خود مصیبتوں میں مبتلا ہو گیا ہوں۔" میں اس سے چند انچ کے فاصلے پر ٹھہر کر بولا۔ "اور تمہاری حالت بھی قابل رحم ہے۔"

"رحم کھانے کی ضرورت نہیں سلطان جی!" وہ تلخ لہجے میں بولی۔ "اب تک تم میرے بدن سے کھیلتے آئے تھے اور آج شیو ناگ نے مجھے بے یار و مددگار پا کر گھیر لیا۔ عورت کتنی بھی بہادر اور حوصلہ مند کیوں نہ ہو وہ مرد کے مقابلے میں نہیں جیت سکتی۔" اس کے لہجے کی تلخی بڑھتی جا رہی تھی۔ "جب سے مجھے روپ بدلنے کی شکتی ملی تھی کوئی ناگ میرے قریب نہیں آیا تھا لیکن آج شیو ناگ نے ناگ بھون کی رانی کے بدن کو بھیڑیوں کی طرح نوچا ہے۔ مگر اب میرا رواں رواں انتقام کی آگ میں جل رہا ہے۔ میں بڑی مشکل سے تم تک پہنچی ہوں۔"

اس کی مختصر کہانی سن کر میں کانپ اٹھا۔ اس کی حالت اس پر گزرنے والے کٹھن لمحوں کی روح فرسا کہانی سنا رہی تھی۔ کئی سیکنڈ تک میرے منہ سے ایک لفظ تک نہ نکل سکا۔ میں بالکل بھول گیا کہ میں اس وقت قتل کے الزام میں قید ہوں اور فرار کی راہ میری منتظر ہے۔

"مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ یہ سب کیسے ہوا؟" میں نے چند ثانیوں کے بعد زبان کھولی۔

"شیو ناگ کی شکتیاں واپس لوٹ چکی ہیں۔ تمہاری پتنی ناگ بھون میں تمہارے لڑکے کو جنم دے چکی ہے۔ جل کماری کے چیلے اس لڑکے کو لینے ناگ بھون کے راجہ تک پہنچ چکے ہیں۔ میں یہ سب معلوم کرنے موہن ہاٹ کی طرف گئی تھی۔ وہاں سے واپسی میں میری ساری شکتی ختم ہو گئی اور میں نے سمجھ لیا کہ میرا منکا تمہارے ہاتھوں سے نکل چکا ہے۔ میں نے واپس تم تک پہنچنا چاہا مگر میں سون مندر کے ارد گرد سے نہ نکل سکی۔ اور آج شیو ناگ نے مجھے گھیر لیا۔ وہ اندھا جنم کی آگ میں جل رہا تھا۔ میں نے دو گھنٹے تک اس کا مقابلہ کیا مگر پھر اس نے مجھے زمین پر گرا لیا۔ اور میرے

ساتھ وہ کر گزرا جس کے بارے میں آج تک کوئی ناگ سوچ بھی نہ سکا تھا۔"

"اگر تمہاری یہ بات درست ہے کہ میری مرضی کے بغیر کوئی اس منکے کو ہاتھ نہیں لگا سکتا تو مجھے یہ بتاؤ کہ سون مندر جانے سے قبل تم نے مجھے کہاں چھوڑا تھا' شیو ناگ سے مقابلے میں مبتلا ہوں گرا ہو گا۔" میں نے نظریں جھکا کر دھیمی آواز میں کہا۔

"وہ بلاسپور کی ایک ویران حویلی تھی جہاں برسوں سے کسی انسان نے قدم نہیں رکھا تھا۔"

"بلاسپور!" میرے منہ سے تحیر آمیز آواز نکلی۔ "اور اس وقت میں شملہ میں موجود ہوں' سینکڑوں میل کا یہ فاصلہ میں نے کس طرح طے کر لیا۔"

"شکتی والوں کے لئے فاصلے کھیل ہوتے ہیں سلطان جی!" وہ سرد آواز میں بولی۔ "شیو ناگ کو اب خود پر بھروسا ہے وہ تمہیں سسکا سسکا کر مارنا چاہتا ہے اسی لئے تمہیں بیرن کے حوالے کر گیا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ میں بھی تمہیں اس قید سے چھٹکارا نہیں دلا سکوں گی۔"

اچانک مجھے یاد آیا کہ میں قید ہوں اور فرار کا راستہ میرے سامنے موجود ہے' میں نے بے اختیار کوشیلا کا برہنہ بازو تھام لیا۔ "آؤ' میرے ساتھ آؤ! میں فرار کی راہ نکال چکا ہوں۔"

گٹر کا ڈھکنا اٹھتے ہی بدبو کے تیز بھبکے میرے دماغ سے ٹکرائے مگر یہ وقت نفاست کا نہیں تھا۔ میں نے ٹارچ کی روشنی میں اس تنگ نالے کے وسط میں بہتے ہوئے گندے پانی کی پتلی سی لکیر دیکھی جو دن میں شاید پورے نالے کی چوڑائی میں پھیل جاتی ہو گی۔ اپنی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں سنبھال کر میں اس نالے میں اترا اور پھر ناگ رانی بھی اندر اتر آئی۔

نالا تنگ ہونے کے باعث مجھے اور کوشیلا کو جھک کر چلنا پڑ رہا تھا۔ میرا بایاں ہاتھ ناخنوں کے اکھڑ جانے کے باعث ناکارہ ہو چکا تھا۔ لہٰذا میں نے صرف ٹارچ تھامی ہوئی تھی۔ بیڑیاں وغیرہ ناگ رانی نے سنبھال لی تھیں۔۔

نالے میں ہم جوں جوں آگے بڑھتے جا رہے تھے' بدبو اور گھٹن ناقابل برداشت ہوتی جا رہی تھی۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اگر کچھ دیر اور کوئی ڈھکنا یا نالی کا

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY

دہانہ نظر نہ آیا تو گھٹن کے باعث میرے دماغ کی شریانیں پھٹ جائیں گی اور میں آزادی کے سانس لینے سے قبل ہی ختم ہو جاؤں گا۔

کچھ دیر بعد میری قوت برداشت جواب دینے لگی' ناگ رانی نے بڑھ کر رہنمائی کا فرض سنبھال لیا اور میں اس کی کمر تھام کر اس کے پیچھے تقریباً گھسٹنے لگا۔

میں نیم بے ہوشی اور خوف کے عالم میں یونہی گھسٹتا رہا۔ میرا پورا بدن غلاظت میں آلودہ ہو چکا تھا ذہن شدید بدبو سے ماؤف ہو چکا تھا قدم ارادے کا ساتھ چھوڑتے نظر آ رہے تھے کہ اچانک ناگ رانی نے ایک ڈھکنا نظر آنے کی نوید سنائی اور پھر وہ ڈھکنا باہر الٹ دیا۔

تازہ ہوا کے جھونکے سے میرے حواس قدرے بحال ہوئے اور میں ناگ رانی کی مدد سے اس نالے سے باہر نکل آیا۔ وہ بھی ہتھکڑیاں وغیرہ اندر ہی پھینک کر اوپر آ گئی۔

اس کے باہر آتے ہی فضا شیو ناگ کے غیر فطری قہقہے سے لرز اٹھی میں بوکھلا کر پلٹا تو اس ویران میدان میں اگی ہوئی کانٹے دار جھاڑیوں کے عقب میں شیو ناگ' انسپکٹر بیرن اور اس کے چند مسلح ماتحتوں سمیت کھڑا ہنس رہا تھا اس کے سر پر اس وقت واقعی ایک غیر معمولی طور پر لمبی اور پھولی ہوئی ٹوپی جمی ہوئی تھی جو شاید اس نے سر پر اگے ہوئے سانپوں کو چھپانے کے لئے استعمال کی تھی۔ "میں نے کہا تھا انسپکٹر کہ یہ بہت کھلاک ہے' ذرا بھی چوک ہوتی تو یہ نکل چکا ہوتا۔ اب تمہارے ہاتھوں اس لڑکی کو بھی پکڑ لو۔ یہ بھی ہری چند کے قتل میں برابر کی شریک تھی' سلطان نے ہری چند کو اس کے ساتھ رنگ رلیاں مناتے دیکھ کر قتل کیا تھا اور بعد میں دونوں نے مل کر اس کی لاش چھپا دی تھی۔" شیو ناگ نے سرچ لائٹ کی روشنی چمکاتے ہوئے انسپکٹر بیرن سے کہا۔

"خبردار جو حرکت کی کوشش کی۔" انسپکٹر بیرن اپنے ماتحتوں سمیت بندوقیں تانے ہم دونوں کی جانب بڑھنے لگا۔

اس وقت مجھ پر غصے کے ساتھ ہی شدید بے بسی اور جھلاہٹ بھی طاری تھی۔ فرار کا منصوبہ بناتے وقت میں یہ بھول بیٹھا تھا کہ میرا مقابلہ کس قدر مکار دشمن سے تھا۔ میں نے شدید دشواری اور کوشش کے بعد جس قید سے نجات حاصل کی تھی وہ

ایک بار پھر سر پر تل گئی تھی۔

جب ہیرن اور اس کے آدمی ہم دونوں سے چند قدم دور رہ گئے تو کوشیلا پھرتی کے ساتھ زمین پر گری۔ ہیرن کے ماتحتوں نے اس پر بندوقوں کی باڑھ ماری لیکن نشانے بوکھلاہٹ کے باعث خطا ہو گئے۔ جتنی دیر میں وہ دوبارہ بندوقیں لوڈ کرتے کوشیلا زمین پر لوٹ لگا کر ناگ رانی کے ہیبت ناک روپ میں آچکی تھی۔

یہ رنگ دیکھتے ہی ہیرن اور اس کے ماتحتوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ سب دہشت زدہ چیخیں مارتے' کچھ دور کھڑی ہوئی سرکاری جیپ کی طرف دوڑ پڑے۔

ناگ رانی ہولناک پھنکاریں مارتی تیزی سے ان کے پیچھے لپکی' شیو ناگ بھی اسی طرف دوڑ پڑا اور میرے دیکھتے ہی دیکھتے شیو ناگ اور ناگ رانی نے مل کر انسپکٹر ہیرن اور اس کے ماتحتوں کو ہلاک کر دیا۔

"تم دونوں قید سے تو بچ گئے مگر اب تو موت مقدر سے نہیں بچ سکو گے۔" شیو ناگ میرے قریب آتے ہوئے تلخ لہجے میں بولا۔

ادھر میں اس نئی الجھن میں پڑ گیا تھا کہ ناگ رانی اب کیا کردار ادا کر رہی ہے۔ شیو ناگ نے ہیرن اور اس کے آدمیوں کا صفایا کرنے میں جس طرح ناگ رانی کے ساتھ تعاون کیا تھا وہ رویہ میرے لئے سخت حیرت اور تشویش کا باعث تھا۔

"شیو ناگ تو میرا راستہ کاٹ کر اچھا نہیں کر رہا ہے۔" ناگ رانی جو اس وقت تک دوبارہ کوشیلا دیوی کے انسانی روپ میں آچکی تھی' بولی۔

شیو ناگ اپنی کریہہ آواز میں زور سے ہنسا "بلاسپور کی اس ویران حویلی میں تیرے مقدر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ ناگ راجہ تجھ سے بددل ہے اور اب تو میری غلام بن کر رہے گی۔ تیرے انسانی روپ بڑے پیارے ہوتے ہیں۔"

"تو خونی بھیڑیا ہے اس بار میں مر جاؤں گی مگر تجھے اپنے قریب نہ آنے دوں گی۔" ناگ رانی تحقیر آمیز لہجہ میں اس سے بولی۔

"تو پھر یہی سہی!" اندھا شیو ناگ اپنی طاقت کے نشے میں بدمست ہو چکا تھا۔

شیو ناگ نے پھرتی کے ساتھ اپنے سر پر عجیب ساخت کی ٹوپی دور اچھال دی اور اس کے سر پر اگے ہوئے سیاہ سانپ تاروں کی روشنی میں چمکنے اور لہرانے لگے۔

پھر وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر ناگ رانی کی طرف لپکا' وہ پلٹ کر تیزی کے ساتھ دوڑ پڑی شیو ناگ بھی حلق سے خوفناک آوازیں نکالتا' بازو پھیلائے اس کے پیچھے ہو لیا۔

شیو ناگ اپنی برتری اور ہوس کے نشے میں اندھا ہو چکا تھا۔ ناگ رانی کے پاس اور خون آلود بدن کی نسوانی کشش میں ڈوب کر وہ مجھے فراموش کر چکا تھا گو مجھے یقین تھا کہ شیو ناگ کے ہاتھوں سے اب دنیا کے کسی بھی گوشے میں پناہ ملنی مشکل ہے لیکن میں کوشش ترک کرنے کی حد تک حوصلہ نہیں ہارا تھا۔ کتے کی موت مرنے والے انسپکٹر ہیرن کی جیپ تھوڑے ہی فاصلے پر موجود تھی۔ میں اپنے زخمی ہاتھ اور پنڈلی کی پروا کئے بغیر جیپ کی طرف بڑھا اور اس میں سوار ہو گیا۔

چابی اگنیشن میں موجود تھی۔ پہلی ہی کوشش میں انجن غرا کر بیدار ہو گیا۔ کچی سڑک دور تک روشنی کے سیلاب میں نہا گئی اور میں شملہ کے دیکھے بھالے راستوں پر چل پڑا۔

شیو ناگ کے دھڑکے کے باعث میرے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔ ناہموار پر جیپ حادثوں سے دوچار ہونے سے بچتی بچاتی آگے بڑھتی رہی اور پھر میں شملہ سے کالکا ہو کر انبالہ جانے والی سڑک پر نکل آیا۔

اس وقت میرے سامنے کوئی منزل نہیں تھی۔ بس میں ہر قیمت پر شیو ناگ سے دور نکل جانا چاہتا تھا۔ پٹرول کی ٹنکی والی سوئی سے ظاہر ہو رہا تھا کہ ایندھن پورا بھرا ہوا ہے۔ مجھے اندیشہ تھا کہ میری یہ مہلت اسی وقت تک ہے جب تک شیو ناگ کوشیلا میں الجھا رہتا ہے۔ اس کے بعد وہ یقیناً میری ہی راہ لیتا۔

مجھے شملہ سے روانہ ہوئے تین چار گھنٹے گزر گئے لیکن شیو ناگ نہ آیا۔ اس کے یوں روپوش ہو جانے پر مجھے خوشی کے ساتھ فکر بھی لاحق ہو چلی تھی نہ جانے اب وہ کونسا وار کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔

ایک جگہ ٹوٹی ہوئی سڑک پر مجھے ایک دم بریک لگا کر جیپ دھیمی کرنی پڑ گئی ورنہ گڑھا گھڈا جیپ کو نگل لیتا۔ رفتار کم ہوتے ہی عقبی سیٹ سے ایک آواز آئی اور میں خواس باختہ ہو گیا۔

"جیپ سنبھل کر چلاؤ سلطان جی!" شیو ناگ پچھلی سیٹ پر سے زہریلی آواز میں

کہہ رہا تھا۔ "تم اتنی آسانی سے مر گئے تو مجھے بڑا دکھ ہوگا۔"

اس پھنکار کی آواز سنتے ہی میرے ہاتھ پاؤں بے قابو ہو گئے۔ ایکسیلیٹر پر غیر ارادی طور پر دباؤ یک بیک بڑھ گیا اور جیپ ٹوٹی ہوئی سڑک پر بری طرح اچھلنے لگی۔ میں نے بوکھلاہٹ کے عالم میں پاؤں بریک پر رکھنا چاہا لیکن جھٹکوں اور بدحواسی کے باعث پائیدان پر ہی دباؤ ڈالنے لگا۔ پھر اسٹیئرنگ پر ہاتھ بہکے اور جیپ داہنی جانب گھوم کر گہرائی میں جستی چلی گئی۔

گہرا کھڈ روشنی میں نہا گیا۔ میں نے ایک تیز چیخ ماری لیکن مقدر کی خرابی رنگ لا چکی تھی۔ جیپ آخری چٹان سے اچھل کر اور تیزی کے ساتھ کھڈ کی تہہ میں جانے لگی۔ میں جیپ کے کھلے ہوئے دروازے سے اچھل کر فضا میں قلابازیاں کھاتا نیچے گرنے لگا۔

نیچے گرتے گرتے اچانک میرے بدن کو تیز جھٹکا لگا جیسے کسی نے مجھے اپنے ہاتھوں پر روک لیا ہو اور میرے کانوں میں شیو ناگ کی کھردری آواز آئی "تم اتنی آسانی سے نہیں مرو گے سلطان! ابھی تجھے زندگی بھر سسکنا ہے۔"

اور پھر میں بے ہوش ہو گیا۔

جب دوبارہ ہوش میں آیا تو میں نے اپنا سر کسی کی نرم اور گداز آغوش میں محسوس کیا۔ میں ہڑبڑا کر اٹھا تو ناگ رانی کو کوشلیا دیوی کے روپ میں فرش پر اپنے قریب بیٹھے دیکھا۔ اس کا چہرہ خوف سے دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ چہرے پر چھائی ہوئی زردی سے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے بدن سے خون کی آخری بوند تک نچوڑ لی جا چکی ہو۔

جہاں ہم موجود تھے' وہ عجیب ساخت کا ایک حیرت ناک کمرہ تھا جس کی دیواروں پر ہندوانی دیوی دیوتاؤں کی ابھری ہوئی ڈراؤنی تصویریں کندہ تھیں۔ چھت پر بھی کونوں میں ایسی ہی مورتیں تراشی گئی تھیں' ان تمام مورتوں میں دہشت کے ساتھ ہی برہنگی' عریانی اور جنسی آویزش کے ہولناک پہلو زیادہ نمایاں تھے۔ وہ کمرہ کسی مندر کی ویران عبادت گاہ کا سماں پیش کر رہا تھا۔

"اس وقت ہم بالکل مجبور ہو کر رہ گئے ہیں سلطان جی!" کوشلیا جذبات سے عاری سخت آواز میں بولی۔ "یہ کمرہ سون مندر کا خاص پوجا گھر ہے اور یہاں کی زمین تک شیو

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F#10/4 MISHTAR ROAD SHAHRA BAZAR
RAWALPINDI Ph: 5258552
PROP. ALI KHAN

ناگ کے اشاروں کی غلام ہے۔"

"سون مندر!" میرے منہ سے دہشت زدہ سرگوشی ابھری۔

"ہاں۔" اس نے اپنے سر کو شکست خوردہ انداز میں جنبش دی۔ "شیو ناگ یہاں آنے کے بعد بھی کئی مرتبہ میری آبرو لوٹ چکا ہے۔ میرا منکا شاید بلاسپور کی اسی ویران حویلی میں رہ گیا تھا جہاں شیو ناگ نے تم کو زیر کیا تھا۔ اب سبھے سیکا پر ہماری زندگی کا دارومدار ہے۔ میں نے بڑی مشکل سے مہلت حاصل کر کے اسے بلاسپور بھیجا ہے لیکن تمہاری اجازت کے بغیر وہ اس منکے کو نہ چھو سکے گی اور پھر شیو ناگ کے خونخوار گرگے بھی اس منکے کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ تمہاری اجازت کے بغیر بھی سبھے سیکا کو ان سے نمٹنا خاصا بھاری پڑے گا۔"

"میری طرف سے اجازت ہے' وہ منکا لا سکتی ہے۔" میں نے جلدی سے کہا۔

"چلو اپنی انگلیاں اس کی چھاتی سے مس کر لو۔" ناگ رانی نے پاربتی دیوی کے ننگے مجسمے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کے ساتھ شیو دیو کو ہم آغوش دکھلایا گیا تھا۔ "تمہاری انگلیوں کے زخم ذرا سی دیر میں بالکل بھر جائیں گے۔"

میں نے ایک نظر ناگ رانی کے برہنہ جسم پر ڈالی پھر پاربتی دیوی کے ننگے مجسمے پر نظریں جما کر اس کی طرف بڑھنے لگا۔ میں کئی قدم آگے بڑھ گیا لیکن میرے اور اس دیوار کے درمیان فاصلہ برقرار رہا جس پر پاربتی کا مجسمہ کندہ تھا۔ شاید اس کمرے کی وہ دیوار غیر محسوس طریقے پر پیچھے کی طرف سرکتی جا رہی تھی۔

میں نے ہراس کے عالم میں ناگ رانی کی طرف دیکھا اور اس نے گردن کی جنبش سے مجھے آگے بڑھتے رہنے کا مشورہ دیا۔

میں اور آگے بڑھا پھر یکایک میرے اور پاربتی کے ننگے مجسمے کے درمیان ایک حسین نسوانی پیکر حائل ہو گیا اور میرے قدم زمین پر جم کر رہ گئے۔

اس لڑکی کی شکل و صورت پاربتی کے مجسمے سے حیرت ناک حد تک مشابہ تھی جو دیوار پر شیو دیو کے ہمراہ ہم آغوش دکھایا گیا تھا۔ اس کے بدن پر سیندور ملا ہوا تھا۔ لمبی لمبی خمار آلود آنکھوں میں کاجل کے ڈورے تیر رہے تھے۔ پتلے پتلے یاقوتی ہونٹوں پر دعوت انگیز مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔ پیشانی پر وسط میں سرخ رنگ کا تلک لگا ہوا تھا۔

اس کا لباس بے حد مختصر اور اشتعال انگیز تھا۔ سیاہ رنگ کی چولی کے اختصار میں اس کے سینے کے طوفانی ابھار کسی طرح نہیں سما رہے تھے۔ سانسوں کے زیر و بم کے ساتھ ہر آن یوں لگ رہا تھا کہ چولی کے بند ابھی ٹوٹ جائیں گے۔ پتلی کمر پر لمبی لمبی ڈوریوں سے بنا ہوا عجیب سا لبادہ تھا۔ ڈوریوں کے درمیان سے اس کا چکیلا اور کساؤ دار بدن جھانک رہا تھا جس سے ظاہر تھا کہ اس لبادے کے نیچے کوئی اور لباس نہیں ہے۔ میں چند ثانیوں تک ششدر و مبہوت اپنی جگہ پر کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ ناگ رانی اور شیو ناگ کے تصورات ذہن سے یکبارگی پھسل گئے۔ میرے سانسوں کا آہنگ بگڑنے لگا اور ہونٹوں پر خشکی کا احساس جمنے لگا۔

میں اپنی ہی جگہ ٹھہرا رہا۔ پاربتی کی اس ہم شکل نے اپنا بھرا بھرا ہاتھ لہرا کر مجھے اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا اور میں سحر زدہ انداز میں کھویا کھویا اس کی طرف بڑھنے لگا۔

جب میرے اور اس کے درمیان بمشکل چند قدم کا فاصلہ رہ گیا تو مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں اس پر جھپٹ پڑا لیکن وہ چھلاوے کی طرح اپنی جگہ سے اچھلی اور میں اپنے ہی زور میں فرش پر جا گرا۔ سنبھل کر سیدھا ہوا اور اس کمرے میں نظریں دوڑائیں تو وہ قیامت شکن لڑکی ایک گوشے میں کھڑی اشاروں سے مجھے اپنی طرف بلا رہی تھی۔ میں چند ثانیوں پچھلے والے تلخ تجربے کو بھول کر اس کی طرف لپکا اور وہ میرے قریب پہنچتے ہی دوسرے گوشے میں سرک گئی اور مجھے اشارے کرنے لگی۔

میرے وجود میں آگ بھڑک اٹھی تھی۔ سانسوں کا زیر و بم سینے کو پھاڑتا محسوس ہو رہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے چنگاریاں ناچ رہی تھیں اور اس رقص شرر میں وہ دوشیزہ اپنے حسن کی تمازتوں سے میرے وجود میں لگی ہوئی آگ پر تیل برسا رہی تھی۔

میں دیوانہ وار پھر اس کی طرف لپکا۔ وہ اپنی جگہ سے دوڑی۔ پھر تو سون مندر کے اس عجیب کمرے میں ایک دھما چوکڑی مچ گئی۔ وہ چھلاوے کی طرح اس کمرے میں ناچتی پھر رہی تھی اور میں کسی زخمی بھیڑیے کی طرح اس کے تعاقب میں لگا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ اس کا لہراتا ہوا ڈوریوں والا لبادہ میرے ہاتھ میں آ گیا۔ میں نے پوری قوت سے اسے جھٹکا دیا۔ مگر لبادے کی ڈوریوں کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آیا۔ وہ اپنے بدن

سے لبادہ گر جانے کی پروا کیے بغیر مجھے کمرے کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں پرواز کرتی رہی۔ اس کا لبادہ گر جانے کے بعد میری نگاہیں خیرہ ہونے لگیں، حلق خشک ہونے لگا۔ میں نے اسے پکارا لیکن وہ کچھ نہ بولی۔ بس پلٹ پلٹ کر مسکرائے جا رہی تھی جیسے وہ سننے اور بولنے کی طاقت سے محروم ہو۔

پھر سون مندر کا وہ ہیبت کدہ اس لڑکی کے چڑھے ہوئے سانسوں سے گونجنے لگا۔ میں بھی بری طرح ہانپ رہا تھا۔ آخر کار وہ تھک گئی اور نڈھال انداز میں پاربتی کے مجسمے سے ٹک کر ہانپنے لگی۔ میں نے آخری جست لگائی اور اسے اپنے بازوؤں میں بھینچ لینا چاہا لیکن وہ جس طرح اس کمرے میں آئی تھی اسی طرح اچانک غائب ہو گئی اور میں پاربتی کے مجسمے سے جا ٹکرایا۔

پاربتی کے پتھریلے بت سے ٹکراتے ہی میں فرط حیرت سے مبہوت رہ گیا۔ پتھر کے اس بت کا بدن کسی لڑکی کے زندہ بدن کی طرح نرم اور حرارت آگیں تھا۔ پاربتی کے اس مجسمے کی چھاتیوں پر شیو دیو کی انگلیاں کسی جونک کی طرح لپٹی ہوئی تھیں اور اس کا چہرہ پاربتی کی زلفوں میں الجھا ہوا تھا۔ میں نے بے اختیار ہو کر پاربتی کے بدن کو اپنے بازوؤں میں بھینچ ڈالا۔ پھر جونہی میرے بائیں ہاتھ کی انگلیوں میں سکون کی لہر سرایت کر گئی پاربتی کا بدن اپنی نرماہٹ اور حرارت کھو بیٹھا اور وہ ایک بار پھر پتھر کا سرد اور بے جان مجسمہ تھا۔

میں پیچھے پلٹا تو اتنی دیر میں پہلی بار ناگ رانی مجھے نظر آئی۔ اس کے چہرے سے اس کا دلی کرب نمایاں تھا۔

"سون مندر میں ہر چیز سراب ہے سلطان جی!" وہ دکھ بھری آواز میں بولی۔ "اپنے دل پر قابو رکھو ورنہ شیو ناگ کے اس طلسم میں پتھروں سے سر ٹکرا ٹکرا کر پاگل ہو جاؤ گے۔"

"یہ سب کیا ہے کوشیا؟ وہ لڑکی کون تھی؟ یہ مجسمہ کیسے روپ بدل لیتا ہے؟" میں نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے خوف زدہ آواز میں پوچھا۔

"میں کچھ نہیں کر سکتی، سون مندر کا ذرہ ذرہ شیو ناگ کا غلام ہے۔ میں یہاں بھی کچھ نہیں کر سکتی۔" اس کی آواز میں شکست کا گہرا اضمحلال نمایاں تھا۔

میں نے اس کے زخمی اور خون آلودہ بدن کو اپنی آغوش میں سمیٹ لیا اور اپنے ہونٹ اس کی پیشانی پر رکھ دیئے۔

"کتنا سکون ہے تمہاری بانہوں میں!" وہ آنکھیں موند کر ٹھہری ہوئی آواز میں بولی۔

دبی ہوئی آگ ایک بار پھر بھڑک اٹھی۔ ناگ رانی اپنے حریف شیو ناگ کی زیادتیوں سے گھائل تھی لیکن وہ میری خواہش کو نہ روک سکی۔ سون مندر کا دم گھٹتے ہوئے سانسوں کے کیف آگیں خمار میں ڈوبتا رہا، دیواروں پر ابھرے ہوئے نفرت اور محبت کے دیوی دیوتاؤں کے بھرپور چہرے، نقش و نگار سے یہ سب دیکھتے رہے اور جب مجھے اس کمرے میں نگاہیں دوڑانے کی مہلت ملی تو وہاں پہلے جیسا مہیب سکوت طاری تھا۔

ناگ رانی سکڑی سی میرے بدن سے لگی بیٹھی رہی۔ اس کمرے میں پھیلی ہوئی روشنی اب دھیمے دھیمے معدوم ہوتی جا رہی تھی۔ وہاں سے نکاسی کا بظاہر کوئی راستہ نہیں تھا نہ ہی ہوا یا روشنی کی آمد کا کوئی راستہ نظر آ رہا تھا لیکن وہاں تنگی کا احساس باقی تھا۔

جب روشنی ماند پڑتے پڑتے چند کانپتی لرزتی روشن شعاعوں میں ڈھل گئی تو مجھے خیال آیا کہ اسی سون مندر سے ایک راستہ ناگ بھون کی پراسرار سرزمین کو جاتا ہے۔

ناگ بھون۔ جو اماوس کی تاریک راتوں میں نظر آنے والے بھیانک خوابوں کی سرزمین تھی، جہاں قدم قدم پر مہلک خطرات کے ہولناک عفریت منہ پھاڑے اشتہا کی کمات میں لگے رہتے ہیں، جہاں تاریکیوں میں پروان چڑھنے والے اژدہے بازار ہیں اور جہاں میری بیوی ستارہ قید کی اذیتیں جھیل رہی تھی۔

"اوشیلا! سون مندر سے ناگ بھون جانے والا راستہ کس طرف ہے؟" میں نے پرتجسس لہجے میں اس سے سوال کیا۔ ناگ بھون کا خیال آتے ہی میرے اعصاب پر یک بیک بے چینی چھانے لگی۔

"سون مندر کی زمین شیو ناگ کے اشاروں کی غلام ہے اور ہر آن سرکتی

ہے۔ یہاں سے ناگ بھون کا راستہ تو ضرور ہے۔ مگر میں یہ نہیں کہہ سکتی کہ وہ کہاں واقع ہے!" وہ سرگوشیانہ آواز میں بولی۔

"ناگ بھون یہاں سے کتنی مسافت پر ہے؟" میں نے اس سے پھر سوال کیا۔

"خاموش رہو۔" وہ گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "ناگ بھون ایک راز ہے اور تم میرے ملنے کی قوت سے محروم ہو چکے ہو۔ سون مندر میں اس کا نام تک نہ لو ورنہ اس سرزمین کے بھیانک رکھوالے تمہیں اپنے ہی ہاتھوں اپنی بوٹیاں نوچ ڈالنے پر مجبور کر دیں گے۔ مناواپس ملنے تک اسے بھول جاؤ!"

میں کلبلا کر رہ گیا۔

کچھ دیر تک تاریکی میں ڈوبتے ہوئے اس کمرے میں مہیب سکوت چھایا رہا۔ میں اپنے اور ناگ رانی کے سانسوں کی آوازیں تک بالکل صاف سن رہا تھا۔ پھر یک بارگی فضا تیز سسکی سے گونج اٹھی۔ جیسے کوئی دیو ہیکل اژدہا غیض و غضب کے عالم میں ہمارے قریب ہی پھنکارا ہو۔

میں نے ناگ رانی کے بدن پر کپکپی چھاتی محسوس کی مگر زبان کھولنے کی ہمت نہ ہو سکی۔

وہ جنمی پھنکار اب تیزی کے ساتھ نزدیک آتی جا رہی تھی۔ پھر وہ کمرہ اس آواز سے لرز اٹھا، کمرے میں کسی آتشی مخلوق کے نتھنوں سے نکلنے والی گرم گرم ہوا کے بھبوکے ناچنے لگے اور میں نے ایک دیوی کے مجسمے کی پشت سے دو گول گول چمکیلی آنکھیں ابھرتی دیکھیں جن سے نکلنے والی روشنی کی مدھم شعاعوں میں ایک چوڑے چکلے سیاہ پھن کے گوشے سے دبکتی ہوئی چمکیلی زبانیں بار بار بے چینی سے فضا میں لہرا رہی تھیں۔

کمرے میں پھیلی ہوئی سیاہی اور گمبیر ہو گئی، میرے اعصاب میں اینٹھن شروع ہو گئی، زبان خشک ہو کر تالو سے جا لگی، میری دہشت زدہ نگاہیں سیاہی میں رینگتی ہوئی ایک زیادہ سیاہ لکیر پر جمی ہوئی تھیں جو ایک دیوی کے چوبی مجسمے کے عقب سے برآمد ہو کر اب فرش پر رینگ رہی تھی۔

گرم ہوا کے بگولے کمرے میں ناچتے رہے۔ آنے والا اژدہا غل غپاڑا کر رہا تھا پھنکار

رہا تھا جیسے وہ زخمی ہو گیا ہو۔ اس کا پھن اور اس کی ٹھہری ہوئی آنکھیں فرش سے کافی بلندی پر معلق تھیں۔

میں اندھیرے میں اس سیاہ ناگ کے سوا اور کوئی چیز دیکھنے سے معذور ہو چکا تھا۔ اس کی آنکھوں سے نکلنے والی نادیدہ مقناطیسی لہروں کی چبھن میں اپنے ذہن کی گہرائیوں میں محسوس کر رہا تھا۔

پھر وہ ناگ ایک ہی جگہ ٹھہر کر بار بار اپنا پھن فضا میں دائیں بائیں لہرانے لگا۔ اس کی غضب ناک پھنکاروں سے میرے کان کے پردے پھٹے جا رہے تھے۔ ادھر ناگ رانی کی حالت بھی ابتر تھی۔ وہ میرے پہلو سے کسی خوف زدہ جنگلی بیل کی طرح چپکی ہوئی تھی۔

اس ناگ نے اپنا پھن لہراتے لہراتے ایک بار فرش کی جانب کیا اگلے ہی لمحے میں وہ تیرہ و تار کمرہ روشنی سے جگمگا اٹھا جیسے بیک وقت ہزاروں چاند اس کمرے میں اتر آئے ہوں۔

وہ اپنا من کمرے کے فرش پر اگل چکا تھا جس سے پھوٹنے والی روشنی پر نظر ٹھہرنی مشکل تھی۔

مجھے سانپوں کے بارے میں سنی ہوئی سینہ بہ سینہ چلنے والی تمام روایات یاد آ گئیں۔ پرانے ناگوں کے قبضے میں یہ روشن من ہوتا ہے جسے اندھیری راتوں میں ویران مقامات پر اگل کر وہ مستی کے عالم میں اس کے گرد ناچتے رہتے ہیں اور پھر اس روشنی کے فریب میں مبتلا ہو کر کوئی شامت کا مارا ادھر آ نکلے تو ایک ہی بھرپور وار میں اسے ڈس لیتے ہیں۔ اکثر سپیرے پرانے ناگوں کو اپنی بین کی دھن پر مست کر کے من اگلنے پر مجبور کر دیتے ہیں اور پھر ناگ کو غافل پاتے ہی بین کا ساز توڑ کر من پر آہنی کانٹے ڈال دیتے ہیں۔ بین کا سرور اور من کی روشنی غائب ہوتے ہی ناگ اشتعال میں دیوانہ ہو کر گوبر کے ڈھیر اور آہنی کانٹوں کے نیچے چھپے ہوئے من کی تلاش میں اپنا پھن مارتا ہے حتیٰ کہ زخموں سے اس کا پھن چھلنی ہو جاتا ہے اور جب وہ آخری سانسوں پر سسک رہا ہوتا ہے تو اس کے مرنے سے پہلے سپیرے من پر قابض ہو جاتے ہیں۔ سانپوں کے من کے بارے میں بھی بہت سی کہانیاں تھیں جن کے

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/5/1/4 ISHTAR ROAD SABRA BAZAR
RAWALPINDI Ph:5556532
PROP ALI KHAN

مطابق من پر قابض ہونے والے انسان کے سامنے بڑے سے بڑا ناگ بھی سر نہیں اٹھاتا اور من سے چھو کر کسی بھی چیز کو سونے کے ڈھیلوں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اکثر لوگوں نے تو ناگوں کے من کو ہی پارس پتھر قرار دیا ہے۔

من کی روشنی میں میں نے اس سیاہ ناگ کو فرش پر ہلکورے لیتے دیکھا۔ وہ دس بارہ فٹ لمبا سیاہ ناگ تھا۔ اس کے بدن پر سیاہ آبنوس کی سی چمک تھی۔ من اگلنے کے بعد ہی اس کی غضب ناک پھنکاروں کا زور ٹوٹ چکا تھا اور وہ اپنا پھن اٹھائے میری جانب گھورے جا رہا تھا۔

پھر اچانک ایک جانب سے کریہہ صورت شیو ناگ اپنے انسانی روپ میں نمودار ہوا۔ اس کی چال میں فاتحانہ شان نمایاں تھی اور اس کے سر پر اگے ہوئے باریک باریک سیاہ سانپ اس طرح بے جان لٹکے ہوئے تھے جیسے وہ اس کے بال ہی رہے ہوں اور اس نے انہیں کنگھے سے سنوار لیا ہو۔ شاید سوہن مندر کی وحشت سے ان پر سکوت کا عالم طاری ہو گیا تھا۔

"ناگ دیوتا تیرا سایہ تجھ سے لوٹا چکے ہیں سلطان!" شیو ناگ نے میرے قریب ٹھہر کر تضحیک آمیز لہجے میں کہا۔

بے اختیار میری نظر فرش پر پڑی اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ میرا سایہ واقعی غائب تھا۔ تب ناگ رانی کے ساتھ بالاسپور کی ویران حویلی میں ایک خاص پوجا دیکھنے کے بعد میں ایسے حالات کا شکار ہوا تھا کہ سائے کی طرف دھیان دینے کی نوبت ہی نہیں آ سکی تھی۔

"اب تو اپنی پتنی ستارہ کا دھیان دل سے نکال دے۔" اندھا شیو ناگ کرخت لہجے میں کہہ رہا تھا۔ "اس کی کوکھ سے تیرا لڑکا جنم لے چکا ہے اور بہت جلد جل کنیا کے گرکے اسے جل منڈل لے جائیں گے جہاں جل کماری اسے اپنی مرضی پر چلائے گی۔ پھر ناگ جون میں چکر پوجا ہو گی اور اس میں ناگ راجہ تیری پتنی ستارہ کو ڈس لے جائے گا۔ دیوتا اپنا فیصلہ دے چکے ہیں۔"

میں یہ سن کر کانپ اٹھا۔ چکر پوجا کے بارے میں میں بہت کچھ جانتا تھا۔ یہ تقدس کے پردے میں لپٹے ہوئے درندہ صفت پنڈتوں اور پجاریوں کا ایک ہوسناک ناٹک تھا

جو وہ شیو دیوی کی پوجا کے نام پر کنواریوں کی آبرو لوٹنے کے لئے رچاتے تھے۔ اس پوجا میں نفس کی آگ بھڑکتی تو پھر رشتوں کا کوئی احترام باقی نہیں رہتا تھا۔ نہ جانے ناگ بھون میں یہ چکر پوجا کس طرح منعقد ہونے والی تھی۔

اپنی بات ختم کر کے شیو ناگ نے زور سے تالی بجائی اور اسی کے ساتھ کمرے کے در و دیوار سے خوبصورت لڑکیوں کے غول امڈ پڑے۔ وہ تعداد میں اکیس تھیں اور ہر ایک کے بدن پر مختلف رنگ اور انداز کا ایک مکمل لباس نظر آ رہا تھا۔ انہوں نے ایک قطار میں کھڑے ہو کر شیو ناگ کو ہاتھ جوڑ کر ہندوانی انداز میں پرنام کیا اور نگاہیں جھکا کر اس کے حکم کا انتظار کرنے لگیں۔

"اس پاپی کے بدن پر زیتون اور زعفران کی اتنی مالش کرو کہ اس کے پسینے سے بھی اس کی بو سما جائے۔" آخر کار شیو ناگ نے ان لڑکیوں کو حکم دیا۔

"میں سون مندر میں تیرے سامنے بالکل بے بس ہوں۔" اس کے خاموش ہوتے ہی ناگ رانی نے اپنی آواز کی کپکپاہٹ پر قابو پانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "میں تجھ سے التجا ہی کر سکتی ہوں کہ تو سلطان پر ظلم کے پہاڑ توڑنے کا ارادہ چھوڑ دے۔ میں تیرا ہر حکم مانوں گی۔"

"شیو ناگ احسان نہیں لیتا۔" وہ کرخت آواز میں بولا۔ "سون مندر میں تو تیری آتما بھی میرا ہر حکم ماننے پر مجبور ہو گی۔ میں بہت جلد تجھے رہا کر کے ناگ بھون لے جاؤں گا وہاں تیری اولادوں کے مارے ہوئے ہزار ناگ تیرے خون سے اپنی انتقام کی آگ سرد کرنے کے منتظر ہیں۔"

وہ اکیس لڑکیاں کالی دیوی کے مجسمے کے قریب گئیں اور اس کے قدموں میں سے ایک بڑا سا برتن اٹھا کر میرے پاس لائیں۔ وہ برتن زیتون کے تیل سے بھرا ہوا تھا۔

اس کمرے میں پھیلی ہوئی من کی روشنی میں ان لڑکیوں نے نرمی کے ساتھ میرے ہاتھ تھام کر مجھے ننگے فرش پر لٹا دیا اور پھر میری توقعات کے برعکس میرا لباس نوچ کر بدن سے علیحدہ کر دیا۔

ان کے چہرے خوبصورت، بدن گداز اور خد و خال پرکشش تھے مگر ان کا

لگی۔ مگر میں ان کے نرغے میں بے بس تھا۔ ان میں سے ایک لڑکی میرے سینے پر سوار ہو گئی اور زیتون کے تیل میں ہاتھ تر کر کے میرے چہرے کی مالش کرنے لگی۔ باقی لڑکیاں بھی میرے بدن پر تیل ملنے میں مصروف ہو چکی تھیں۔

پھر زیتون کی بو میں زعفران کی تیز خوشبو بھی شامل ہو گئی۔ پہلے تو مجھ پر زعفران کی بو سے نشہ سا چھانے لگا لیکن ذرا سی دیر میں وہ بو ناقابل برداشت ہونے لگی۔ اس کی تیزی سے میرے نتھنوں میں جلن ہونے لگی تھی۔ اسی دوران میں وہ کالا ناگ زعفران کی بو سے بے چین ہو کر میرے سامنے آ گیا۔ جس نے اس کمرے کے فرش پر اپنا پھن اٹھا رکھا تھا، وہ پھن اٹھائے بدمستی کے عالم میں جھومنے لگا۔

اسی وقت میں نے اپنی ناک میں خون کی گرم گرم لکیروں کا بہاؤ محسوس کیا۔ زعفران کی تیز بو کے باعث میری نکسیر پھوٹ نکلی تھی۔ نتھنوں سے خون رواں ہوتے ہی وہ تمام لڑکیاں مجھ سے الگ ہو گئیں۔

جب میری نکسیر سے بہتا ہوا خون فرش پر گرنے لگا تو میرے قریب لہراتا ہوا کالا ناگ بدمستی کے عالم میں زمین پر سرسرایا۔ اور اس کی پتلی پتلی، بے چین زبانیں فرش پر سے میرا خون چاٹنے لگیں۔

میری نکسیر سے خون کافی دیر تک بہتا رہا۔ نقاہت کے باعث میرا بدن بری طرح لرزنے لگا۔ جیسے اب بدن میں خون کی ایک بوند بھی نہ رہ گئی ہو۔ کالا ناگ خون چکھ چکنے کے بعد لہراتا ہوا اپنے من کی جانب چلا گیا اور شیو ناگ میرے قریب آ بیٹھا۔

"میں اسی طرح تیری ساری قوت نچوڑ لوں گا۔" وہ سرد اور سپاٹ آواز میں کہہ رہا تھا۔ "تو نے ناگ رانی کو اپنے فریب میں پھنسا کر مجھے جو زک پہنچائی ہے، میں اس کا انتقام لوں گا۔ تیرا خون بہہ چکا ہے اور اب میں تجھے زخمی کئے بغیر تیری بوٹیاں کا گودا تک کھینچ نکالوں گا۔ تیرا بدن گوشت اور ہڈیوں کا ایسا مجرد ڈھانچہ بن جائے گا کہ گدھ بھی تیری لاش کو سونگھ کر چھوڑ دیں گے۔ وہ اکیس لڑکیاں جو تیرے بدن پر تیل اور زعفران کی مالش کر رہی تھیں، پاروتی دیوی کی پجارنیں ہیں۔ نسل کی ان لڑکیوں کو میں نے چن چن کر سون مندر میں جمع کیا ہے۔ آج کی رات تو اس کمرے کی تاریکی میں ان کے ساتھ رہے گا۔ ان میں سے ہر ایک باری

باری تیرے پہلو میں آئے گی۔ تجھے ان کا حسن عذاب معلوم ہوگا۔ ان کے قرب میں تجھے موت کی بھیانک پرچھائیاں نظر آئیں گی مگر وہ صبح کا اجالا پھیلنے سے پہلے تجھے معاف نہیں کریں گی۔ اس وقت تو زندہ ضرور ہو گا مگر مردوں سے بدتر۔ تو موت کی آرزو کرے گا لیکن زندہ رہے گا۔ اب تو زندگی بھر سون مندر ہی میں قید رہے گا' تیرا بدن گل جائے گا' کھال میں کیڑے پڑ جائیں گے' چیونٹیاں تیرا گوشت کھائیں گی مگر تو زندہ رہے گا۔ پھر تیری نسلیں تک شیو ناگ کے نام سے کانپا کریں گی۔"

اس کی باتیں سن کر میرے بدن میں چیونٹیاں رینگنے لگیں۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ میں نے اس سے رحم کی بھیک مانگنی چاہی لیکن بہت زیادہ خون بہہ جانے کے باعث میری زبان مفلوج ہو کر رہ گئی تھی۔ زبان نے جنبش ضرور کی لیکن ہونٹوں سے کوئی آواز نہ نکل سکی۔

"اور تم رانی جی!" وہ میرے پاس سے اٹھتے ہوئے ظاہرہ آواز میں ناگ رانی سے مخاطب ہوا۔ "تم اپنا زہر بلاسپور کی ویران حویلی میں دودھ کے پیالوں میں ضائع کر چکی ہو۔ تمہارا بیٹا تمہارے قبضے سے نکل چکا ہے۔ سون مندر میں تم میری آغوش [illegible] گی۔ تمہاری قسمت کا فیصلہ ناگ بھون پہنچنے کے بعد ہی ہو گا۔"

وہ کمرہ یک بیک کالے ناگ کی بھیانک پھنکار سے لرز اٹھا اور وہاں گھور تاریکی چھا گئی۔ شاید شیو ناگ کا اشارہ پا کر کالے ناگ نے اپنا روشن من نگل لیا تھا۔

اس کے بعد وہاں بھیانک سکوت چھا گیا جیسے برسوں سے وہاں کوئی نہ آیا ہو۔ میں دم سادھے زمین پر پڑا رہا لیکن وہاں اب کوئی نہیں تھا۔ شاید شیو ناگ کوشیلا کو اپنے ہمراہ لے گیا تھا۔

نہ جانے کتنی دیر میں اسی مہیب تنہائی میں بے حس و حرکت پڑا رہا۔ پھر اچانک وہ کمرہ بہت سی لڑکیوں کے زہریلے قہقہوں سے گونج اٹھا۔ میں لرز کر رہ گیا۔ وہ یقیناً ان ہی اکیس لڑکیوں کے تھے جو شیو ناگ کے بیان کے مطابق پاربتی دیوی کی پجارنیں تھیں۔

پھر میں نے ان کے سرد جسموں کا لمس محسوس کیا۔

"کیا تم زندہ ہو؟" ان میں سے ایک نے مجھے جھنجھوڑتے ہوئے شوخ لہجے میں

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
NISHTAR ROAD KHATRA BAZAR
RAWALPINDI, PH:
ALI KHAN

سوال کیا۔

میں نے اپنی شدید پیاس کا اظہار کرنا چاہا لیکن حلق سے خرخراہٹ کی آواز کے سوا کوئی لفظ نہ نکلا۔

"پیاسا ہے شاید۔" وہ لڑکی اپنی ساتھیوں سے بولی۔ "گئو ماتا کا پوتر پیشاب اس کے حلق میں ٹپکاؤ تاکہ یہ بولنے کے قابل ہو سکے۔"

میں جھرجھری لے کر رہ گیا اور اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے۔

کمرے میں کئی قدموں کے ادھر ادھر حرکت کرنے کی آوازیں آئیں اور پھر میں نے ان میں سے ایک کی آواز سنی۔ "لو یہ پی لو تمہارا گلا سوکھ رہا ہے۔"

میں نے سختی سے اپنے سر کو نفی میں جنبش دی اور وہ سب قبر کے سرد اور یخ بستہ مردوں کی طرح مجھ سے لپٹ پڑیں۔ میرا منہ زبردستی کھولا گیا اور میں نے کراہت آمیز سیال کا تلخ ذائقہ اپنے حلق میں محسوس کیا۔ وہ ناپاک مشروب میرے منہ میں ڈالا جا چکا تھا۔

"چلی جاؤ۔ تم سب یہاں سے چلی جاؤ۔" میں نے خوف سے کانپتی ہوئی آواز میں ان سے کہا۔

وہ سب کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔ "تمہارے بھاگ اچھے ہیں ورنہ پاربتی دیوی کے مہان پجاری بھی ہمارے شریر کی مٹھاس کو ترستے ہیں۔" ان میں سے ایک یہ کہہ کر میرے بدن سے ہم آغوش ہو گئی۔

وہ لمحے وحشت' خوف اور کراہت سے بھرے ہوئے تھے۔ میرا دل پانی پانی ہوا جا رہا تھا۔ بدن ندامت سے کانپ رہا تھا۔ مزاحمت کی قوت دم توڑ چکی تھی۔ دنیا کا بدترین گناہ میرے لئے موت کا پیغام بن چکا تھا۔ مگر ان سب پر شیطان سوار تھا۔ میں نے بہکے بہکے الفاظ میں ان سے التجا کی۔ انہیں اپنی بدنصیبی سے آگاہ کیا لیکن وہ تو گونگی اور بہری ہو چکی تھیں۔ ان کے جسموں میں شیطان حلول کر چکا تھا۔ رات کے لمحے رینگتے رہے۔ میرا سر چکراتا رہا۔ بدن پر تھرتھری سوار تھی۔ لیکن ان سے نجات نہ مل سکی۔ وہ رات گزارنی محال ہو رہی تھی۔ سانس سینے میں پھنس پھنس کر آ رہی تھی۔ مجھے کچھ بھروسہ نہیں تھا کہ سانسوں کی یہ شکستہ لڑی کس وقت ٹوٹ جائے۔

اس رات کئی بار مجھ پر غشی کے گہرے دورے پڑے۔ ہر بار موت کی لطیف آغوش وا ہوتی نظر آئی۔ لیکن مصیبت کے ان کٹھن لمحات میں موت بھی مجھ سے ہرجائی ہو چکی تھی۔

بے ہوشی کے آخری دورے کے بعد میں ہوش میں آیا تو سر پہ سورج چمک رہا تھا۔ سون مندر اور اس کے جیت کنڈے کا کہیں نام و نشان تک نہیں تھا۔ شیو ناگ نے مجھے سون ہلٹ کے جنگلات میں پھنکوا دیا تھا۔ ایک کتا بڑی بے تکلفی کے ساتھ میرا منہ سونگھ رہا تھا۔ میرے آنکھیں کھولتے ہی وہ زور سے بھونکا اور دور اچھل کر غرانے لگا۔

رات کی سزا اپنا اثر دکھا رہی تھی۔ میری تمام رگوں اور پٹھوں میں کھچاؤ طاری تھا۔ سارے جوڑ بری طرح دکھ رہے تھے۔ بدن میں اتنی سکت بھی نہیں تھی کہ میں اپنے ہاتھ پیر ہی ہلا سکوں۔

اذیت اور بے چارگی کے ان لمحات میں بھی ستارہ کی یاد میرے دل و دماغ پر چھائی ہوئی تھی۔ چکر پوجا کا تصور ذہن پر ہتھوڑے برسا رہا تھا۔ میرا لخت جگر اس دنیا میں آتے ہی پراسرار اور غیر انسانی قوتوں کے بے رحم چنگل میں پھنس چکا تھا۔ میرے اور ستارہ کے ساتھ ہی اس کا مستقبل غیر یقینی ہو چکا تھا۔

ہم ایک ہی کنبے کے تین افراد تھے۔ میں اپنی دنیا میں آلام و مصائب کے بھنور میں گرفتار تھا۔ ستارہ ناگ بھون میں قید تھی اور میرا لڑکا جل منڈل کی زیر زمین دنیا کا قیدی ہونے والا تھا۔

ناگ رانی سے تو اب میں ناامید ہی ہو چکا تھا۔ شیو ناگ نے اس پر بھرپور وار کیا تھا۔ بس جے سیکا کی جانب سے امید کی ایک موہوم سی کرن باقی تھی۔ اس کی پراسرار قوتیں گو ناگ رانی سے کم تر تھیں لیکن اس وقت وہی میرے کام آ سکتی تھی۔ اسے ناگ رانی نے منکے کی تلاش میں املاسپور بھیجا ہوا تھا۔ نہ جانے وہ وہاں کن الجھنوں میں گرفتار ہو گئی تھی۔

میں بھوک اور پیاس سے نڈھال وہیں جھاڑیوں کے درمیان پڑا رہا۔ وہ جگہ اس قدر ویران تھی کہ دور دور تک کسی آدم یا آدم زاد کا پتہ نہیں تھا۔ شیو ناگ نے مجھے

بے بسی کی موت مارنے کا بہت ہی کامیاب منصوبہ تیار کیا تھا۔

جب سورج کا آتشیں گولہ طلائی کرنوں کا جال بکھیرتا سر پر آ پہنچا تو نقاہت سے مجھ پر غنودگی چھانے لگی۔ اسی عالم میں مجھے اپنے قریب کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ میں کوشش کے باوجود اپنی آنکھیں نہ کھول سکا۔

وہ آہٹیں آہستہ آہستہ میرے قریب آئیں پھر میں نے جے سیکا کی تحیر آمیز آواز سنی۔ وہ میرا نام لے کر بے اختیار میرے بدن سے لپٹ گئی۔ اس کی آواز سن کر میرا دل مسرت سے جھوم اٹھا لیکن پھر بھی میں آنکھیں نہ کھول سکا۔ اس وقت میری حالت بھی ایسے اناڑی جیسی تھی جو نشے میں لڑکھڑا رہا ہو اور اپنے گرد و پیش کی آوازیں سننے کے باوجود کسی حرکت کی قوت سے محروم ہو۔

پھر جے سیکا مجھے وہیں چھوڑ کر کسی طرف چلی گئی۔ بے اختیار میرا جی چاہا کہ میں اسے آواز دے کر روک لوں لیکن میں نہ آنکھیں کھول سکا اور نہ ہی اسے آواز دے سکا۔

جے سیکا کی واپسی ڈیڑھ دو گھنٹے بعد ہوئی۔ اس وقت بھی مجھ پر غشی طاری تھی۔ پہلے اس نے میرا سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا پھر میں نے اپنے حلق میں ٹھنڈے پانی کی فرحت بخش نمی محسوس کی۔ میری سوکھی ہوئی زبان بے صبری کے ساتھ حرکت میں آئی اور آہستہ آہستہ میری آنکھیں کھل گئیں۔ پہلے مجھے جے سیکا کے نقوش دھندلائے ہوئے نظر آئے۔ وہ مجھے آنکھیں کھولتا دیکھ کر دیوانہ وار میرا منہ چومنے لگی تھی۔ پھر جب اسے دیکھنے کے قابل ہوا تو میرے ہونٹوں پر کرب اور امید کی ملی جلی مسکراہٹ تیر گئی۔

"سلطان جی! یہ تمہیں کیا ہو گیا؟ تم تو چند ہی دنوں میں مردوں سے بدتر ہو چکے ہو۔" وہ میرے حلق میں تازہ پانی کے قطرے ٹپکاتے ہوئے رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

"شیو ناگ۔" میں بمشکل اتنا ہی کہہ سکا۔ بولنے سے میرے پیٹ اور سینے میں شدید اینٹھن شروع ہو گئی تھی۔

"املاسپور کی حویلی شیو ناگ نے جلا کر خاک کر دی ہے۔ ناگ رانی کا منکا اس ملبے میں کہیں دبا پڑا ہے اور شیو ناگ کے کارندے دن رات وہاں پہرہ دے رہے ہیں۔" وہ

میرا سر سہلاتے ہوئی رندھی ہوئی آواز میں بولی۔ "میں کوشش کے باوجود بلبے میں پھنسنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ جب اس کمینے نے تمہاری یہ حالت کی ہے تو رانی جی کی بھی خیر نہ ہو گی۔ ساری بازی اب تو الٹی پڑ چکی ہے۔"

میں نے اشاروں سے اسے دلاسا دیا اور پھر اپنی بھوک کا اظہار کیا۔ اس نے بڑی تلاش کے بعد چند گدلے۔ کسیلے پھل مجھے کھلائے جن سے میری خشک آنتوں کی اینٹھن میں قدرے کمی واقع ہوئی اور میں بولنے کے قابل ہو سکا۔ جسم کو جلانا جلانا اب بھی دو بھر ہو رہا تھا۔

"ناگ رانی سون مندر میں قید ہے۔" میں نے لرزتی ہوئی نحیف آواز میں اسے بتایا۔

"سون مندر!" اس کے ہونٹوں سے خوف زدہ سی سرگوشی ابھری اور پل بھر کے لئے اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا جیسے یہ خبر اس کے لئے غیر متوقع رہی ہو۔

"اور میں بھی وہیں اس حال کو پہنچا ہوں؟" میں نے قدرے سکوت کے بعد کہا۔

"مجھے تو حیرت ہے کہ شیو ناگ نے تمہیں زندہ کیوں چھوڑ دیا۔" وہ اپنی کھوئی کھوئی نظریں میرے چہرے پر مرکوز کر بولی جیسے وہ جاگتے میں کوئی بھیانک خواب دیکھ رہی ہو۔

"وہ مجھے سسکا سسکا کر مارنا چاہتا ہے۔" میں نے یہ کہہ کر پھنسی پھنسی آواز میں اپنی گزری ہوئی کہانی اس کو سنا ڈالی۔ وہ جوں جوں میری کہانی سن رہی تھی اس کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑتا جا رہا تھا۔

"اب ماضی کو بھول جاؤ۔" وہ چند لمحوں کے بوجھل سکوت کے بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "سمجھ لو کہ جو کچھ گزرا وہ اک خواب تھا۔ ناگ بھون ہماری دنیا کا ایک ڈراؤنا راز ہے۔ یہ نام سن کر ہی لوگ پاگل ہو کر خودکشی کر لیتے ہیں اور تم بھی پراسرار قوتوں پر غالب آنے کے باوجود ناگ بھون کی نحوست سے نہ بچ سکے..... بھول جاؤ سلطان جی کہ تم ستارہ کے شوہر اور ایک لڑکے کے باپ ہو۔ تمہاری کہانی بلاسپور کی ویران حویلی کے جلے ہوئے ملبے اور سون مندر کے بے رحم در و دیوار میں ہمیشہ کے لئے دفن ہو چکی ہے۔" اس کی آواز جذبات سے کانپنے لگی۔ "میں تمہاری زندگی میں ستارہ کا خلا تو پورا نہیں کر سکتی مگر زندگی رہی تو تم دیکھ لو گے کہ جے میکا کا خون گندا ہونے کے باوجود وفادار ہے۔"

میں نے ہونٹ بھینچ کر آنکھیں بند کر لیں۔ میرے دل میں بھرا ہوا غبار پھٹ پڑنے کے لئے بے چین تھا۔ آنکھوں میں تھمے ہوئے آنسو بہہ نکلنے کے لئے بے تاب تھے لیکن میری ناتوانی رحم انگیز تھی۔ میرا پورا بدن تشنج کے عالم میں کانپا اور میں ایک بار پھر بے ہوشی کی دلدلی کھائیوں میں ڈوب گیا۔

اس بار بے ہوشی بہت طویل ثابت ہوئی۔ جب مجھے ہوش آیا تو میرے بدن کے نیچے نرم نرم بستر اور سر پر چھت کا سایہ موجود تھا۔ جے میکا میرے سرہانے ہی بیٹھی تھی۔ اس کی سوجی ہوئی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ پلک جھپکائے بغیر میرے ہوش میں آنے کا انتظار کرتی رہی ہے۔

"یہ کون سی جگہ ہے جے میکا؟" میں نے نقاہت آلود لہجے میں اس سے پوچھا۔

"سرن گڑھا!" وہ بوجھل آواز میں بولی۔

میں سمجھ گیا کہ وہ اپنی پراسرار قوتوں کے سہارے مجھے اس پناہ گاہ میں لائی ہے۔ تاکہ میری خستہ حالی اور حد سے بڑھی ہوئی نقاہت کا علاج کر سکے۔ وہ اپنے کیے ہوئے عہد کو پورا کرنے کا عزم رکھتی تھی۔

"ناگ رانی کی کوئی خیر خبر ہے؟" میں نے اس سے موہوم سے امید پر سوال کیا۔

"اسے بھول جاؤ۔" وہ وحشت زدہ انداز میں آنکھیں پھاڑ کر ہذیانی لہجے میں چیخ پڑی۔ "سون مندر میں جانے والے شیو ناگ کے دشمنوں نے آج تک کھلا آسمان نہیں دیکھا ہے۔ تمہارے تو ستارے ہی اچھے تھے کہ تمہیں اس نے خود باہر پھنکوا دیا۔"

میں نے خاموشی ہی میں عافیت سمجھی۔ ویسے اب بھی میرا دل ڈانوا ڈول ہو رہا تھا۔ میں اس وقت انتقام اور مصائب کے ہجوم میں گھرا ہوا تھا۔ اس بے کسی میں صرف جے میکا کی ذات ہی میرا سہارا تھی۔ گو وہ بھی کچھ پراسرار قوتوں کی مالک تھی لیکن میرا سب سے بڑا دشمن' شیو ناگ اس پر ہر طرح سے بھاری تھا۔ وہ مجھے سسکا سسکا کر مارنے کی دھمکی دے چکا تھا اور اسی لئے مجھے سون مندر سے ایک ویرانے میں پھنکوا دیا تھا۔ اب مجھے جے میکا کا سہارا تو تھا لیکن یہ بھی یقین تھا کہ شیو ناگ کے ہاتھ بہت

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F-593/4 NISHTAR ROAD CHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH:5558532
PROP ALI KHAN

دراز ہیں وہ جب چاہتا دوبارہ میری گردن دبوچ سکتا تھا۔ ناگ رانی کے بے بس ہو جانے اور منکا ہاتھ سے نکل جانے کے بعد اس موذی عفریت سے روئے زمین پر کہیں بھی نجات ممکن نہیں تھی۔

"تمہیں آرام اور بہترین غذاؤں کی ضرورت ہے۔" جے سیکا میری پیشانی سہلاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ "تم اپنی ذات کے سوا ہر چیز کو بھول جاؤ' زندگی سے بڑھ کر انسان کے لئے کوئی چیز عزیز نہیں ہے۔"

کاش کہ وہ میرے دل میں جھانکنے پر قادر ہوتی۔ کاش وہ جان سکتی کہ محبت کیا شے ہے اور میں ستارہ کی خاطر اپنی جان تک قربان کر دینے کا جذبہ رکھتا ہوں! مگر وہ اس پر قادر نہیں تھی اور میں اس کی بات کاٹ کر اس کا دل نہیں دکھانا چاہتا تھا۔ وہ صحیح معنوں میں میرے لئے دکھی تھی۔

"تم بھی آرام کرو جے سیکا۔" میں نے تھکی ہوئی آواز میں اس سے کہا۔ "اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میرے گھاؤ گہرے ہو جائیں گے' مجھے ہر وقت شدت سے تمہاری ضرورت ہے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" وہ میرے برابر میں بستر پر دراز ہوتے ہوئے بولی۔

عین اسی وقت بیرونی دروازے پر تیز دستک سنائی دی۔ جے سیکا کسی وحشت زدہ ہرنی کی طرح اچھل کر نیچے اتر گئی۔ اس کی ورم آلود نگاہیں دہشت سے کشادہ ہو گئی تھیں۔ میری نبضیں بھی یک بیک ڈوبنے لگیں۔ شاید شیو ناگ کو میری حالت کے قدرے سدھر جانے کی بھنک مل گئی تھی اور وہ ایک بار پھر میری جان کا آزار بننے کے لئے آ پہنچا تھا۔

میری اور جے سیکا کی نگاہیں چار ہو گئیں' دروازے پر دستک اور تیز ہو گئی۔ یوں لگ رہا تھا کہ دروازہ کھولنے میں ذرا بھی تاخیر کی گئی تو آنے والا بے دریغ دروازہ توڑ کر اندر گھس آئے گا۔

دروازہ کھلتے ہی میری نگاہ حیدر شاہ کے نورانی چہرے پر پڑی۔ ان کے باریش چہرے پر تقدس اور جلال کا ایسا امتزاج ثبت تھا کہ میں ان سے نگاہیں چار نہ کر سکا اور مجرموں کی طرح سر جھکا کر اپنی جگہ پر کھڑا رہ گیا۔ اس وقت یک بیک مجھے یاد آیا کہ میں مسلمان ہوں۔ میں نے انہیں سلام کرنا چاہا لیکن منہ سے آواز نہ نکل سکی۔

ادھر جے سیکا' شیو ناگ سے ٹکراؤ کی توقع لے کر دروازہ کھولنے گئی تھی۔ خلاف توقع حیدر شاہ کی بارعب شخصیت سامنے آئی تو وہ بے اختیار کئی قدم پیچھے ہٹ گئی اور ان کے اندر آنے کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔

"سلطان!" حیدر شاہ کی دھیمی مگر پرہیبت آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

شیو ناگ کی ظالمانہ سزاؤں کے باعث اس وقت میری جسمانی حالت بہت زیادہ غیر تھی۔ میرے لئے ہلنا جلنا تک محال تھا۔ لیکن حیدر شاہ پر نظر پڑتے ہی میں بے اختیار بستر سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ جوں ہی انہوں نے میرا نام پکارا' مجھے احساس ہوا کہ میری پنڈلیاں کسی خزاں رسیدہ پتے کی طرح میرے بدن کے بوجھ سے کانپ رہی ہیں۔ میں نے مجرمانہ احساس کے ساتھ اپنی نظریں اوپر اٹھائیں تو حیدر شاہ ملامت بھری نظروں سے مجھے گھور رہے تھے۔

"خدا کو بھول کر جھوٹی رنگینیوں اور کھوکھلی قوت پر ناز کرنے والوں کے مقدر میں آخر کار ذلت ہی آتی ہے۔" وہ اسی جگہ چوکھٹ پر کھڑے کہہ رہے تھے۔ "میں نے تجھے سمجھایا تھا کہ عیاشیوں سے اپنے دامن کو آلودہ کئے بغیر اگر تو ناگ بھون سے اپنی معصوم بیوی کی رہائی کے منصوبے پر عمل کرے گا تو تجھے اپنا راستہ صاف ملے گا لیکن تو موذی کیڑوں کے بہروپ کے سامنے اپنے نفس کی جنسی خواہشوں پر قابو نہ پا سکا' تیرا ہر لمحہ ذہنی اور جسمانی آوارگیوں میں گزرا ہے اور اسی لئے تو اس عبرتناک جال

کو پہنچا ہے۔"

میرے دل پر رقت طاری ہونے لگی' آنکھوں کی سامنے چنبیلی بعد از نیم جان پتلیوں کی کچلی اتنی بڑھ گئی کہ میں بے اختیار بستر پر گر گیا۔ "بیٹی! میں اندر آجاؤں؟" حیدر شاہ کی نرم اور مہربان آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ وہ بے میکا سے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے تھے۔

وہ حیدر شاہ کے چہرے مہرے سے پہلے ہی مرعوب ہو چکی تھی۔ ان کی شفقت آواز سنتے ہی حیرت سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ اس لڑکی کے لئے گفتگو کا یہ انداز اجنبی تھا۔ جب سے اس نے ہوش سنبھالا تھا' کبھی کسی مرد نے اس کے جسم کو اپنی مرضی کے سانچے میں ڈھالنے کے سوا اس کے دل کی گہرائیوں میں جھانکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ کسی آنکھ نے اس کے بدن کے حجاب کی چادر کو تار تار کئے بغیر نہ چھوڑا تھا' کسی آواز نے اسے محبت بھرے لہجے میں بیٹی کہہ کر نہیں پکارا تھا۔ حیدر شاہ کے منہ سے اپنے لئے بیٹی کا خطاب سنتے ہی پہلے تو اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا اور پھر اس کے نازک سے وجود میں قیامت مچ پڑی۔ یوں محسوس ہوا جیسے بیٹی کے خطاب نے اس کے دل پر گھونسہ لگایا ہو وہ کسی شیر خوار بچے کی طرح پھوٹ کر رو پڑی۔

"میں لوچی ہوں بابا۔۔۔ میں بازاری ہوں' میری ماں نے پاپ کما کر مجھے جنا تھا۔۔۔ مجھے بیٹی نہ کہو' میرا خوبصورت بدن دیکھ کر۔۔۔!" وہ بری طرح روتی اور چیختی ہوئی حیدر شاہ کی طرف دوڑی اور ان کے سامنے چیخ کر جنون کے عالم میں اپنے کپڑے نوچنے لگی۔

حیدر شاہ نے بس چند سیکنڈ تک اسے گھورا اور پھر فضا ان کے طمانچے کی زور دار آواز سے گونج اٹھی۔

"ہوش میں رہو لڑکی۔" وہ ان کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے بولے۔ "بے حیائی میرے مسلک میں روا نہیں ہے۔"

بے میکا کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور وہ میرے بابا' میرے بابا کہتی چوکھٹ پر گر کر حیدر شاہ کے قدموں سے دیوانہ وار لپٹ گئی۔

اپنے قدموں پر بے میکا کی پیشانی محسوس کرتے ہی حیدر شاہ کانپ اٹھے' نیچے

جھک کر بے میکا کو زمین سے اٹھا لیا اور بھرائی ہوئی آواز میں اس سے بولے۔ "دنیا میں ہر لڑکی بہن اور بیٹی بن کر ہی پیدا ہوتی ہے لیکن ہوس کے پجاری اس کو گناہوں کی دلدل میں غرق کر دیتے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ تیری آنکھوں کا پانی ابھی باقی ہے۔ جس آنکھ میں حیا کی ذرا بھی رمق باقی ہو وہ ایک نہ ایک دن سچائی کا راستہ ڈھونڈ لیتی ہے۔"

لیکن بے میکا روئے جا رہی تھی۔ اس کی آنکھیں حیدر شاہ کے پر جلال چہرے پر جمی ہوئی تھیں جیسے وہ پتھرا کر رہ گئی ہوں۔ چند ہی سیکنڈ میں روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔

"میں نے تجھے بیٹی کہا ہے اور اب میں تیری چوکھٹ میں قدم رکھ سکتا ہوں۔" حیدر شاہ اسے سہارا دے کر بستر کی جانب لاتے ہوئے بولے۔ "آج تو دل بھر کر رو لے تاکہ تیرے ضمیر کا بوجھ آنسوؤں میں بہہ جائے۔ تو اندھیروں میں رہ کر بھی روشنی سے محبت کر رہی ہے' خدا کی قسم تو بے گناہ ہے۔"

انہوں نے اسے بستر پر لٹا کر اس کے پھٹے ہوئے کپڑوں سے جھانکتے ہوئے بدن پر چادر ڈال دی۔

"پنڈتوں اور پجاریوں نے بھی کبھی مجھے بیٹی نہیں کہا تھا بابا۔" بے میکا پر اپنے ماضی کی نفس سوار تھی وہ ہاتھ جوڑ جوڑ کر اپنی روح کے کرب کا اظہار کر رہی تھی۔ "یہ سب بھیڑیئے ہیں۔ ان کے چکر میں آئی ہوئی لڑکی' بس لڑکی ہوتی ہے۔ وہ تو کسی کو بہن بیٹی نہیں سمجھتے' تم کیسے رشی ہو کہ میرے بدن کی تعریف نہیں کرتے؟ مجھے اپنے حرم کا پجاری بنا لو بابا' تم نے میرے من میں آگ بھڑکا دی ہے۔" حیدر شاہ کی زبان سے نکلے ہوئے ایک پاکیزہ لفظ نے بے میکا کے وجود میں طوفان جگا دیا تھا۔ وہ بے میکا جو لذتوں اور گناہوں کے سوا کسی نیک جذبے سے شناسا تک نہ تھی' تڑپ تڑپ کر روئے جا رہی تھی۔ اس وقت اس کی حالت کسی ایسے اندھے کی طرح تھی جس نے کبھی روشنی نہ دیکھی ہو لیکن پھر بھی اپنے پر ہول ظلمت کدے کی فضا میں ہاتھ لہرا لہرا کر ٹھوکریں کھانے کے باوجود روشنی کی ایک اجنبی کرن کو تھام لینے کی کوشش کر رہا

ہو

میں اس انقلاب پر دم بخود تھا۔ اپنی حالت کو میں بھول چکا تھا بلکہ مجھے اپنے وجود پر ندامت سی ہو رہی تھی اور میں حیدر شاہ سے نظریں چرائے بستر پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ میں حیدر شاہ کا ہم مذہب تھا لیکن میرے اور ان کے کردار میں رتی برابر بھی مماثلت نہیں تھی۔ میں اپنی پوری قوت سے جے سیکا کو گناہوں کی وادیوں میں کھینچتا رہا تھا لیکن انہوں نے ایک ہی اشارے میں اسے اپنی ذات "اپنی نسوانیت اور اپنے وقار کا عرفان دے دیا تھا۔ کمرے کی فضا مجھے بوجھل لگ رہی تھی۔ حیدر شاہ خاموش تھے اور جے سیکا کا سانس' فرط گریہ سے بار بار اکھڑے جا رہا تھا۔ آخرکار حیدر شاہ نے اسے "بیٹی بابا" دلاسا دیا اور پھر اس کی آواز دبی دبی سسکیوں میں تبدیل ہو گئی۔

"بابا میں تو بن باپ کے پیدا ہوئی تھی مگر آج یوں لگ رہا ہے جیسے میں بن دھرم بھی ہوں۔ جس دھرم کے رکھوالے ایسے گھٹیا ہوں کہ پجاریوں کی آڑ سے ہر روز نئے جسموں کی خوشبو چرا لیتے ہوں وہ دھرم میرا نہیں ہو سکتا۔ میں آج سے تم میں سے ہوں' تم ہی میری ماں ہو اور تم ہی میرے بابا ہو" چند ثانیوں تک گہرے گہرے سانس لینے کے بعد جے سیکا نے غم و اندوہ سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا اور بے اختیار حیدر شاہ کے گلے لگ گئی۔

"جو روشنی کی جستجو کرتے ہیں' روشنی خود ان کا پیچھا کرتی ہے بیٹی! ندامت کے آنسوؤں نے تیرا ہر داغ دھو دیا ہے۔ آج سے تو واقعی ہم میں سے ہے۔" حیدر شاہ نے ٹھہری ہوئی آواز میں کہا اور پھر اسے وہ کلمات پڑھوائے جن کی شہادت کائنات کا ہر ذرہ دے رہا ہے۔

جے سیکا نے دل کی گہرائیوں سے اپنے خالق کی وحدانیت اور پھر اس کے محبوب کی رسالت کا اعتراف کیا اور جب حیدر شاہ نے اسے بتایا کہ وہ سچائی کی راہ پا چکی ہے تو فرط مسرت سے یکبارگی اس کا بدن کانپا اور اس نے حیدر شاہ کی نورانی پیشانی پر اپنے ہونٹوں سے بوسہ لیا اور پھر اسی حالت میں رہ گئی۔

حیدر شاہ نے چند ثانیوں کے انتظار کے بعد اسے پکارا لیکن آواز بے اثر رہی۔ ان بازو ہلایا لیکن وہ کسی بے جان پتلے کی طرح زمین پر گر گئی۔

اس کی آنکھیں وجد کے عالم میں مندی ہوئی تھیں' لبوں پر سکون اور چہرہ پر

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F-510/4 NISHTAR ROAD ... BAZAR
RAWALPINDI PH-...
PROP ALI KHAN

کی طمانیت ابدی مسکراہٹ کی صورت میں رقصاں تھی اور سانسوں کی ڈوری ٹوٹ چکی تھی۔ اس پر سکرات کا عالم نسیم سحری کے کسی لطیف جھونکے کی طرح آ کر گزر گیا تھا۔

حیدر شاہ نے اس کے بدن کو چادر سے ڈھانپ دیا۔ ان کے ہونٹوں کے گوشے کپکپائے اور آنکھوں سے دو شفاف موتی جے سیکا کے بے جان لاشے پر ٹپک پڑے۔

"تیری موت کس قدر رشک انگیز ہے بیٹی!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں یہ کہہ کر تیزی سے دوسری طرف گھوم گئے۔ شاید وہ اپنے آنسو مجھ سے چھپانا چاہتے تھے۔

میں بے حس و حرکت اپنی جگہ پر پڑا رہا۔ اس وقت حقیقی معنوں میں مجھے اپنے وجود سے نفرت ہو رہی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ کاش زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں۔ لیکن نہ زمین نے مجھے قبول کیا۔ نہ قدرت نے میری آرزو پر در قبولیت وا کیا۔ قسمت میری اس خواہش پر خندہ زن تھی اور میں آنے والے دنوں سے بے خبر تھا' مجھے کیا معلوم تھا کہ اس لرزا دینے والے واقعے کے بعد بھی مجھے کیسے کیسے ہولناک واقعات سے گزرنا ہے۔ کاش مجھے یہ معلوم ہو سکتا تو میں اسی وقت حیدر شاہ کے قدموں میں تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا' اپنا سر کسی دیوار سے پھوڑ لیتا لیکن خود کو عذاب و آلام کے ایک طویل سلسلے سے بچا لیتا۔

حیدر شاہ ابھی تک مجھ سے دوبارہ مخاطب نہیں ہوئے تھے' مگر مجھے امید تھی کہ وہ اپنے الفاظ کے نوکیلے نشتروں سے میرے کردار کے پرزے اڑا کر رکھ دیں گے۔ میں نے دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ حیدر شاہ نے اگر مجھ پر تیز و تند جملے کسے تو میں اپنی حالت کا واسطہ دے کر ان سے رحم اور درگزر کی التجا کروں گا۔

میں یہ سب سوچتا ہی رہا مگر انہوں نے دوبارہ مجھ سے تلخ لہجے میں بات نہ کی۔ جے سیکا کے انجام کے باعث چھایا ہوا غبار ہٹا ہوا تو وہ میری جانب مڑے۔

"تمہاری حالت قابل رحم ہے۔" ان کی آواز بہت نرم اور دھیمی تھی اور اس میں ملامت کی ذرا بھی جھلک نہیں تھی۔ "اللہ کے کلام میں بڑی قوت ہے تم اپنے بدن کو ڈھیلا چھوڑ کر آنکھیں موند لو' اللہ کا حکم ہوا تو تم ابھی اپنی اصلی حالت میں لوٹ آؤ گے۔ تمہاری کھوئی ہوئی توانائیاں لوٹا دینا اس کے نزدیک کوئی بڑا کام نہیں ہے۔"

میں نے بدن کو ڈھیلا چھوڑ کر آنکھیں موند لیں۔ اس کمرے کی فضا میں حیدر شاہ

کی دھیمی اور پرسوز آواز ابھری اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی تیر میرے دل میں ترازو ہو گیا ہو۔ وہ اللہ کے کلام کی تلاوت کر رہے تھے۔ جوں جوں وہ پڑھتے رہے ان کی آواز کا آہنگ بلند اور وجد سے سرشار ہونے لگا۔ میرے دل پر رقت طاری ہونے لگی تھی۔ یوں لگ رہا تھا کہ یہی عالم کچھ دیر اور باقی رہا تو میرا دل سینہ چیر کر باہر آ جائے گا۔

پھر ایک مرحلے پر پہنچ کر میرے دل و دماغ پر ناقابل بیان سرور طاری ہونے لگا۔ مجھے اپنا وجود بھی بادلوں کی طرح فضاؤں میں اڑتا محسوس ہو رہا تھا۔ میں بادلوں سے بھی اوپر اڑ رہا تھا اور میرے چاروں طرف روئی کے گالوں کی طرح سفید سفید پرندے اپنے پر پھیلائے اڑ رہے تھے۔

جب مجھے دوبارہ ہوش آیا تو میری ساری توانائیاں بحال ہو چکی تھیں۔ حیدر شاہ فرش پر بیٹھے کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ میں بے اختیار مسہری سے اترا اور ان کے قدموں پر گر پڑا۔

"تو اپنے مذہب تک کو بھول چکا ہے سلطان!" وہ مجھے اٹھاتے ہوئے دکھ بھری آواز میں بولے۔ "انسان کو سجدہ حرام ہے، مجھے گناہگار نہ کر۔"

"میری رہبری کیجئے بابا ــــ میں اندھیروں میں بھٹک رہا ہوں، میری زندگی سراب میں گھری ہوئی ہے، مجھے بتائیے کہ میں اپنی شارہ تک کیسے پہنچ سکوں گا" میں نے بے اختیار ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"شیطان ہر طرف تیری گھات میں ہے" وہ پرسکون آواز میں بولے۔ "اپنے دامن کو گندگی سے بچائے رکھ اور یہاں سے سیدھا شاکر پور میں حضرت صاحب کے مزار پر چلا جا، وہیں تیری رہبری کا سامان ہو سکے گا۔"

بے بیگا کا بے جان بدن ابھی تک وہیں مسہری پر پڑا ہوا تھا۔ حیدر شاہ کے تیوروں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ خود ہی اس کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کریں گے۔ انہوں نے ایک منٹ بھی مجھے وہاں نہ رکنے دیا اور مختصر الفاظ میں حضرت صاحب کی درگہ کا محل وقوع سمجھا کر مجھے رخصت کر دیا۔

مکان سے باہر آیا تو برگد کے درخت کے تنے سے ایک تازہ دم سفید گھوڑی

بندھی ہوئی تھی۔ اس کی پشت پر زین کسی ہوئی تھی اور تھیلے میں کچھ ضروری سامان بھی موجود تھا۔

حیدر شاہ کے پند و نصائح نے میرے دماغ کے گوشے روشن کر دیئے تھے۔ اوہام اور وسوسوں میں گھری ہوئی میری پرہول کہانی عزم اور یقین کا ایک نیا موڑ لیتی نظر آ رہی تھی۔ میں نے اللہ کا نام لیا اور گھوڑی کی راسیں تھام کر اس کی پشت پر مضبوطی کے ساتھ سوار ہو گیا۔

صبح کا تازہ دم سورج دھیرے دھیرے سرن گڑھ والوں کے لئے نئی سحر کی نوید لئے طلوع ہو رہا تھا۔ میری گھوڑی بڑی جانفشانی کے ساتھ سنگلاخ زمین پر اپنے سموں کا ساز بجاتی شاکر پور کی طرف دوڑی جا رہی تھی میں نے اس کی راسیں ڈھیلی چھوڑ دی تھیں۔ مجھے بھروسا تھا کہ وہ جانور مجھے بحفاظت جائے مقصود تک پہنچا دے گا۔

گنجان آبادی ختم ہوئی پھر سورج کی کرنوں میں حرارت پیدا ہونے تک اکا دکا مکانات کے سلسلے بھی عقب میں رہ گئے اور میری سفید گھوڑی سر جھکائے جنگل میں پگڈنڈی پر گھس پڑی۔

دوپہر آئی اور ڈھل گئی۔ گھوڑی مسلسل برق رفتاری سے دوڑی جا رہی تھی۔ اس کے منہ سے سفید سفید جھاگ اڑ رہے تھے اور سم پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر چنگاریاں اڑانے لگے تھے۔ میں بھی اس کا ساتھ نہ توڑنا چاہتا تھا اس لئے کھانے پینے کا ارادہ سفر کے اختتام تک ملتوی کر دیا۔

جب سورج مغربی افق میں جھانکنے لگا تو مجھے قدرے پریشانی ہوئی اس وقت میں جنگلی علاقہ پیچھے چھوڑ کر شاکر پور کے ارد گرد دور دور تک پھیلے ہوئے گھنے جنگلات میں سے گزر رہا تھا جہاں بندروں اور بھیڑیوں کی خاصی تعداد پائی جاتی تھی۔ اکا دکا گیدڑوں کی ہو ہو بھی سنائی دے رہی تھی۔ اگر رات اسی جنگل میں بسر کرنی پڑ جاتی تو میرے لئے بڑی جان گسل دشواریاں پیدا ہونے کا امکان تھا۔ میں نے راسیں کھینچ کر گھوڑی کو ایڑ لگائی، وہ بری طرح بدکی اور ایک جھٹکا لے کر پہلے سے بھی زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ دوڑ پڑی۔ اس کی سمت درست اور چال متوازن تھی ورنہ رفتار کی تیزی نے ایک ثانیے کے لئے مجھے پریشان کر دیا تھا کہ کہیں وہ بھڑک نہ گئی ہو۔

اسی دوران میں شام بھی ڈھلنے لگی۔ جنگل ابھی تک گھنا تھا اور آثار سے یہی معلوم ہو رہا تھا کہ اندھیرا پھیلنے تک میں اس وحشت انگیز جنگل سے نہ نکل سکوں گا۔

سورج کی روشنی تیزی کے ساتھ ماند پڑتی جا رہی تھی اور میں آنے والی رات کے دامن میں پوشیدہ خطرات سے بچاؤ کی تدبیروں میں الجھا ہوا تھا کہ جنگل کی خمناک فضا ایک دہشتناک نسوانی چیخ سے گونج اٹھی۔

آس پاس کے درختوں سے بے شمار پرندوں کے غول کے غول سراسیمہ انداز میں چیختے ہوئے آسمان کی جانب اڑ گئے' بندروں کی چیخیں فضا کو خوف آور بنانے لگیں۔ میں نے آواز کی سمت کا اندازہ لگانے کے لئے گھوڑی کی باگیں کھینچ لیں اور وہ پچھلے پیروں پر اٹھ کر تیزی سے ہنہنانے لگی۔ اسی وقت کہیں قریب سے کسی عورت کی بچاؤ بچاؤ کی دردناک چیخیں سنائی دیں اور میں بے اختیار گھوڑی کی پیٹھ پر سے اتر پڑا۔

اس کے نتھنوں سے گرم گرم سانسوں کی آندھیاں خارج ہو رہی تھیں اور وہ بڑی بے چینی کے ساتھ بار بار اپنے سم زمین پر مارے جا رہی تھی جیسے سفر کا یوں رک جانا اسے پسند نہ آیا ہو۔ میں نے پھرتی کے ساتھ اس کی باگیں ایک درخت کے تنے سے باندھ دیں۔ اسی وقت نامعلوم عورت کی چیخیں قریب ہی سے سنائی دیں یوں لگ رہا تھا وہ جان کے خوف سے جنگل میں بھاگی پھر رہی ہے۔

میں اس ستم رسیدہ عورت کی آواز سے سمت کا اندازہ کر چکا تھا۔ بندروں اور گیدڑوں کے شور میں اب تسلسل کے ساتھ اس کی چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔ میں نے بلا تامل بائیں جانب کی جھاڑیوں پر نگاہ ڈالی اور فوراً ہی ان میں گھس پڑا۔ بظاہر خار دار نظر آنے والی ان سخت اور بھوری جھاڑیوں کے سلسلے کو عبور کرتے ہی میں ڈھلان دار جنگل کے اوپری حصے پر نکل آیا اور میری نگاہ نچلی ڈھلان میں دوڑتے ہوئے دو سایوں پر پڑی۔ فاصلہ زیادہ ہونے کے باعث میں زیادہ تفصیل تو نہ دیکھ سکا لیکن یہ اندازہ ہو گیا کہ ان میں آگے آگے ایک عورت ہے اور اس کے تعاقب میں ایک [illegible] ہوا مرد دوڑ رہا ہے۔

میں نے اس ڈھلان پر نگاہیں دوڑا کر ان دونوں تک اترنے کے لئے اپنے راستے کا انتخاب کیا اور پھر جھکا ہو کر نیچے اترنے لگا۔

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F-3104 NISHTAR ROAD SHADRA BAZAR
RAWALPINDI PH.5556532
PROF ALI KHAN

وہ لڑکی دہشت زدہ آواز میں مسلسل چیخے جا رہی تھی کئی بار میں نے سوچا کہ چیخ کر اسے اپنی مدد سے باخبر کر دوں۔ لیکن ایسی صورت میں وہ مرد ہوشیار ہو کر کسی طرف نکل جاتا جبکہ میں کسی قیمت پر بھی اسے فرار کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔

وہ لڑکی درختوں کی آڑ میں اس سے اپنا بچاؤ کرتی پھر رہی تھی۔ ذرا قریب ہونے پر مجھے صورت حال کا صحیح اندازہ ہو گیا۔

وہ مضبوط کاٹھی کی کڑیل قبائلی لڑکی تھی۔ اس کے بدن سے سارا لباس نوچا جا چکا تھا اور وہ شاید زخمی بھی تھی' مرد اندھوں کی طرح' جھلاتے ہوئے انداز میں اس پر جھپٹ پڑنے کے لئے بے چین تھا اس سے اس وحشیانہ مقابلے کا پس منظر واضح ہو چکا تھا۔ مرد ہوس کی لذت میں ڈوبا ہوا اس کا تعاقب کر رہا تھا اور وہ اس کی درندگی سے فرار حاصل کرنے کی سرتوڑ کوششوں میں لگی ہوئی تھی۔

ابھی میں ان دونوں سے تھوڑی ہی دور تھا کہ پناہ اور مدد کی متلاشی مظلوم لڑکی کی بے چین نگاہوں نے مجھے دیکھ لیا اور وہ چیخ مار کر میری طرف دوڑنے لگی۔ مرد نے بھی دیکھا اور میری طرف بڑھنے لگا۔ اس کا سیاہ چہرہ پسینوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ سردی کے باوجود اس کی یہ حالت بتا رہی تھی کہ کافی دیر سے وہ اپنے شکار کے تعاقب میں

اس ڈھلان پر چڑھنا بہت دشوار تھا۔ لڑکی کے قدموں کی رفتار سست پڑنے لگی اور ایک جگہ وہ خود ہی جھاڑیوں سے بچنے کی کوشش میں لڑکھڑائی اس ہوسناک بھیڑیئے نے جست لگا کر اسے اپنے بازوؤں میں دبوچ لیا اور وہ لڑکی اسے خود سے دور رکھنے کی کوشش میں مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگی۔

میں نے غصے سے بے قابو ہو کر اس شخص کو للکارا لیکن اس نے میری آواز کی پروا نہ کی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ بہرا ہو چکا ہو۔

پھر میں نے اس کے بازوؤں میں دبی ہوئی لڑکی کو زمین پر گرتے دیکھا۔ وہ مرد [illegible] کی طرح اس پر سوار ہو گیا۔ لڑکی نے پہلو بدل کر اسے گرا دینا چاہا لیکن وہ اس کے ہاتھوں میں بالکل بے بس ہو چکی تھی پھر اس کے حلق سے [illegible] ہوئی بے ساختہ چیخ آزاد ہوئی۔ میں نے پاگلوں کی طرح دو چار چھلانگوں میں

ہی درمیانی فاصلہ عبور کر لیا اور لڑکی پر پھلانگتے ہوئے مرد کے چہرے پر ٹھوکر مارتا ہوا دوسری جانب نکل گیا۔

اس مرد کی چیخ بہت کریہہ تھی۔ میرے پلٹنے سے قبل ہی وہ لڑکی کو چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہونٹوں اور ناک سے خون کی دھاریں بہہ نکلی تھیں اور وہ ہاتھوں میں ایک بڑا پتھر اٹھائے مجھے کچل دینے کی گھات لگا رہا تھا۔ لڑکی اپنی ٹانگیں سمیٹ کر سہمے ہوئے انداز میں ایک درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ دہشت سے اس کا رنگ زرد پڑ گیا ہوا تھا اور بدن پر تھرتھری چھائی ہوئی تھی۔

میں اپنے حریف کے مقابل کھڑا اس کی خونی آنکھوں میں جھانکتا رہا۔ اس نے دو تین مرتبہ قدم بدل کر میری پھرتی کا اندازہ لگایا اور اچانک اپنے ہاتھوں پر اٹھایا ہوا پتھر میرے سینے کی طرف اچھال دیا۔ اس وقت اگر مجھ سے ایک لمحہ کی بھی تاخیر ہوتی تو پتھر مجھے مسلک ڈھلان کا لقمہ بنا دیتا۔ میں تیزی کے ساتھ زمین پر گرا اور وہ پتھر آواز کے ساتھ نیچے لڑھکتا چلا گیا۔

میرے حریف کو پہل کا فائدہ مل چکا تھا۔ میں زمین پر گر کر پتھر کی زد سے تو بچ گیا لیکن اس کی وحشیانہ گرفت سے نہ بچ سکا۔ وہ بجلی کی سی سرعت سے لپک کر ... کی طرح میرے بدن سے لپٹ گیا۔

میرے سامنے زندگی اور موت کا سوال تھا۔ میں نے اپنی تمام تر قوت سے کام لے کر اس کا گلا دبوچ لیا اور گھٹنے سے اس کے پیٹ میں شدید ضرب لگائی۔ ایک لمحے کے لئے اس کی گرفت کمزور ہوئی اور میں اسے نیچے گرا کر اس کے سینے پر سوار ہو گیا۔ اب اس کا نرخرا میری بے رحم انگلیوں کی گرفت میں تھا جب میری انگلیوں کا حلقہ تنگ ہونے کے باعث اس کا دم گھٹنے لگا تو اس نے تڑپ کر میری کنپٹی پر گھونسہ رسید کیا جس کے باعث میری آنکھوں کے سامنے تارے ناچ گئے اور ... سے اتر گیا۔

پھر ان جنگلاتی ڈھلانوں پر زندگی اور موت کی بھیانک جنگ چھڑ گئی۔ ہم ... بے رحمی کے ساتھ ایک دوسرے کا بدن نوچ رہے تھے۔ اس کا چہرہ تو میرے ... وہ میں، خون میں نہا گیا تھا لیکن اس نے بھی کسر نہ چھوڑی اور ایک گھونسے میں

اپنا جبڑا ادھیڑ کر رکھ دیا۔

سورج کی روشنی اب بہت زیادہ دھندلا چکی تھی۔ پورا جنگل بھانت بھانت کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔ وہ لڑکی بدستور درخت کے تنے سے لگی کانپ رہی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے سکتہ ہو گیا ہو۔

تھوڑی ہی دیر میں میں بری طرح تھک کر ہانپنے لگا۔ میرے سخت جان حریف کی حالت بھی بہتر نہیں تھی۔ اچانک میری نظر ایک درخت کی مضبوط شاخ پر پڑی جو جھاڑیوں میں الجھی ہوئی تھی۔ میں اپنے حریف کو سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس شاخ تک پہنچنے کا موقع تلاش کرنے لگا۔

ایک بار جوں ہی اس نے میری پسلیوں میں گھونسہ مار کر میری ٹانگوں سے لپٹ جانے کی کوشش کی، میں نے ایک طرف سرک کر اس کا وار خالی دیا اور اگلے ہی لمحے میں وہ مضبوط شاخ میرے ہاتھ میں تھی۔

اب میں اپنے نہتے دشمن سے دور رہ کر اسے لہولہان کر سکتا تھا۔ کچھ دیر تک وہ بڑی ثابت قدمی کے ساتھ میرے مقابلے میں جما رہا لیکن پھر لکڑی کی شدید ضربوں نے اسے بدحواس کر دیا اور وہ مقابلے سے گریز کر کے فرار کی راہ تلاش کرنے لگا۔

میری کوشش تھی کہ وہ ڈھلان کی نچلی جانب بھاگے تاکہ میں اسے نیچے لڑھکا کر اس کا قصہ ہی تمام کر سکوں لیکن وہ بھی اتنا احمق نہیں تھا۔ اپنی ٹانگوں پر پڑنے والی پے در پے ضربوں کی پروا کئے بغیر وہ ڈھلان پر اوپر کی جانب دوڑنے لگا، میں بھی اس کے پیچھے لپکا لیکن اتنی دیر میں وہ خاصی دور نکل چکا تھا۔

مجھ سے محفوظ فاصلے پر پہنچ کر وہ پلٹا اور جب اس نے دیکھا کہ میں بھی اس کے تعاقب میں ہوں تو وہ میری جانب پتھر لڑھکانے لگا۔ اس کے ساتھ وہ مجھ سے دور بھی ہوتا جا رہا تھا۔ کئی پتھروں نے مجھے شدید زخمی کیا مگر میں اس کے پیچھے لگا رہا۔ تھوڑی ہی دیر میں مجھے اندازہ ہوا کہ میری یہ بھاگ دوڑ اب بے سود ہے۔ وہ کافی اوپر پہنچ کر میری نظروں سے نکل چکا تھا۔

جب وہ اوپر جا کر میری نگاہوں سے روپوش ہو گیا تو میں سنبھل سنبھل کر نیچے اترنے لگا تاکہ اس مظلوم لڑکی کی خیر خبر لے سکوں جس کی قبائے آبرو کو وہ درندہ تار

نار کرنے کے درپے تھا۔

جنگل میں اب سورج کی الوداعی کرنوں کی خون آلود سرخی پھیلی ہوئی تھی۔ فضا میں رچی ہوئی خنکی ہڈیوں تک میں سما جانے پر آمادہ نظر آ رہی تھی۔ مجھے امید تھی کہ وہ لڑکی اس خطرناک جنگل میں رات کی سیاہی اور ناقابل برداشت سردی سے بچاؤ کے لئے کسی پناہ گاہ تک رہنمائی کر سکے گی۔

میں قریب پہنچا تو وہ لڑکی ابھی تک اسی حالت میں درخت کے تنے سے ٹکی ہوئی بیٹھی تھی۔ میرے قدموں کی آہٹ سن کر بھی وہ نہ چونکی تو میں نے نرمی سے اس کا شانہ چھوا اور وہ ہلکی سی چیخ مار کر اچھل پڑی۔ چند ثانیوں تک وہ مجھے متحیرانہ نظروں سے گھورتی رہی اور پھر بے اختیار مجھ سے لپٹ پڑی۔

"تم کون ہو؟ اس ویران جنگل میں کیسے آ نکلیں؟" میں نے اس کی پشت سہلاتے ہوئے نرم اور تشفی آمیز آواز میں کہا۔

"یہاں سے تین میل دور میرا گاؤں ہے۔ میں نیچے ترائی میں بہنے والے چشمے پر نہانے اور کپڑے دھونے کے لئے آئی تھی۔ کپڑے دھونے کے بعد جب میں نہانے کے لئے چشمے کے پانی میں اتری تو کسی طرف سے وہ پاپی نکل آیا۔ میں اسے دیکھ کر گھبرا گئی پھر اس نے مجھے اشارے کرنے شروع کر دیئے تو میں وہاں سے بھاگ نکلی۔ اگر تم ادھر نہ آ نکلتے تو آج وہ میری آبرو اجاڑے بغیر باز نہ آتا۔ وہ کسی بھیڑیئے کی طرح میرے پیچھے لگا ہوا تھا۔" وہ زور زور سے ہانپتے ہوئے بولی۔

اس کے چڑھے ہوئے سانسوں کے زیر و بم کے باعث میں اپنی چھاتی پر لطیف اور پرکیف لرزشیں محسوس کر رہا تھا۔ اس کے بدن کا لمس مجھے بھی اس وحشی کی تقلید پر ابھار رہا تھا جو ابھی میرے ہاتھوں رسوا ہو کر گھنے جنگلات میں اپنا منہ چھپا لینے پر مجبور ہوا تھا۔

میں نے مربیانہ ہمدردی کی آڑ میں اس کے سرخ بھبھوکا رخسار کا بوسہ لے ڈالا۔ "تم فکر نہ کرو۔ اب وہ ادھر کا رخ کرنے کی بھی جرات نہیں کرے گا۔"

اس لڑکی نے میری جسارت پر اعتراض نہیں کیا مگر میں نے اچانک پھریری لے کر اسے اپنے بدن سے دور ہٹا دیا۔ حیدر شاہ کے الفاظ میرے ذہن پر ہتھوڑے کی طرح

گرے تھے۔ انہوں نے مجھ کو دنیا کے خوبصورت ترین گناہ سے اپنا دامن بچائے رکھنے کی سخت تلقین کی تھی۔

"تم مسافر معلوم ہوتے ہو۔" لڑکی اپنی حالت پر سخت مضطرب نظر آنے لگی تھی۔

"لو یہ بدن پر ڈال لو۔" میں نے اپنے کندھے سے چادر اتار کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اوپر جنگل میں میری گھوڑی موجود ہے، میں تمہیں تمہارے گاؤں تک پہنچا دوں گا۔"

جنگل کی تنہائی میں اس لڑکی کا قرب اور اس کے حسن کا کھلا اظہار مجھے گناہ پر اکسا رہا تھا۔ میں نے اپنی نظریں دوسری جانب پھیر لیں اور اوپر چڑھنے لگا۔ وہ لڑکی بھی میرے پیچھے پیچھے چلی آ رہی تھی۔

میں اوپر پہنچا تو میرا دل دھک سے رہ گیا۔ میری گھوڑی اس جگہ سے غائب تھی جہاں میں اسے باندھ کر آیا تھا۔ شام کے ابتدائی دھندلکے میں زمین پر اس کے سموں کے نشانات نظر آ رہے تھے۔

میں نے اس لڑکی کے ہمراہ آس پاس کا سارا علاقہ چھان مارا لیکن وہ گھوڑی نظر نہ آئی۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ رات کی سیاہ چادر تیزی کے ساتھ شام کے دھندلکے پر غالب آتی جا رہی تھی۔ جنگل پرخطر تھا اور اس لڑکی کا گاؤں کئی میل کی مسافت پر تھا۔ مجھے شب گزاری کی فکر شدت سے ستانے لگی۔

"تمہاری گھوڑی غائب ہے۔ یہ بہت برا ہوا۔" وہ لڑکی دھیمی آواز میں کہہ رہی تھی۔ "اندھیرا بہت گہرا ہے، ایسے میں تو میں بھی اپنے گاؤں نہ پہنچ سکوں گی۔"

"یہ رات تو کہیں نہ کہیں بسر کرنی ہی ہو گی۔" میں نے تھکے ہوئے انداز میں کہا۔ مجھ پر اب ایک نیا خوف مسلط ہونے لگا تھا۔ میری دانست میں میری گھوڑی کی گمشدگی میں میرے مفرور حریف کا ہاتھ تھا۔ جنگل میں شب بسری کی صورت میں وہ کسی بھی وقت پشت سے وار کر کے اپنی شکست کا انتقام لے سکتا تھا۔ ایسی صورت میں نہ صرف یہ کہ میں ہلاکت میں پڑ جاتا بلکہ وہ لڑکی بھی دوبارہ اس کے چنگل میں پھنس جاتی۔

"سردی بہت زیادہ ہے۔ کھلے جنگل میں رات گزارنا آسان نہ ہو گی۔" وہ لڑکی پر تشویش آواز میں کہہ رہی تھی۔ "یہاں تو گیدڑ اور بھیڑیئے بھی بہت زیادہ ہیں۔ رات گزارنے کے لئے نیچے چشمے پر ہی جانا ہو گا۔ وہاں کھلی جگہ ہے۔ کم از کم بے خبری کے عالم میں کوئی جانور حملہ نہ کر سکے گا۔"

اس کی تجویز معقول تھی اور مجھے عذر کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے میرا ہاتھ تھاما اور پھر تاریکی میں ڈوبے ہوئے جنگل میں ایک طرف چل پڑی۔ بسیرا کرنے والے پرندوں اور کمین گاہوں میں دبکے ہوئے جانوروں کا شور اب دم توڑ چکا تھا۔ ہاں ہمارے قدموں کی آہٹوں پر آس پاس کے درختوں پر بسیرا کرنے والے پرندے خوف زدہ آوازوں میں شور مچانے لگتے تھے جس کے جواب میں کبھی کبھار اکا دکا بندر کی چیخیں سنائی دے جاتی تھیں۔

"تم کدھر جا رہے تھے اجنبی؟" لڑکی نے بوجھل خاموشی کو توڑتے ہوئے سوال کیا۔

اس کا نرم گداز بدن بار بار میرے بدن سے ٹکرا کر میری کنپٹیوں میں چنگاریاں بھر رہا تھا اور میں اس لڑکی کی ہمراہی میں آنے والے لمحوں کے تصور میں کھویا ہوا تھا۔ اس نے زبان کھولی تو میں ایک دم چونک پڑا۔

"تم کیا کہہ رہی تھیں؟"

"تمہاری منزل کس طرف ہے؟" اس نے ایک گرے ہوئے درخت کے تنے کو عبور کرتے ہوئے اپنا سوال دہرایا۔

"شاکر پورا" میں نے مختصر الفاظ میں جواب دیا۔

"بیوی بچوں کے پاس جا رہے ہو گے؟" اس نے تائید طلب لہجے میں پوچھا۔

میرے منہ سے بے اختیار ایک گہرا سانس آزاد ہو گیا۔ "میری بیوی مجھ سے بچھڑ چکی ہے' اسی کی تلاش میں دربدر کی ٹھوکریں کھاتا پھر رہا ہوں' نہ جانے میرا لڑکا اب کہاں اور کس حال میں ہو گا۔"

میرے لہجے میں دل کا کرب نمایاں تھا۔ شاید اسے احساس ہو گیا کہ اس کے سوال نے میرے دل کے تار چھیڑ دیئے ہیں' اس لئے وہ خاموش ہو گئی۔ اور اس موضوع پر

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIB
NISHTAR ROAD BHABHA BAZAR
RAWALPINDI PH.5556537
PROP ALI KHAN

دوبارہ کوئی سوال نہیں کیا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟" ڈھلان اترتے ہوئے میں نے اس سے سوال کیا۔

"میرا نام لالی ہے۔" وہ جلدی سے بولی۔ "تمہیں شاید پیاس لگ رہی ہے' حلق سوکھتا معلوم ہو رہا ہے۔ تھوڑی دیر میں ہم چشمے پر پہنچ جائیں گے۔"

میں اس کی بے وقوفی پر مسکرا کر رہ گیا۔ وہ میرا حلق خشک ہونے کا مطلب تک نہیں سمجھ سکی تھی۔ میں نے اندھیرے میں نگاہیں بھر کر اس کی جانب دیکھا۔ وہ سر جھکائے آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ تاریکی کے باعث میرے چہرے پر ابھری ہوئی جبلی تحریر کو پڑھ لینا اس کے لئے ممکن نہیں تھا۔

تھوڑی دیر بعد پتھروں کے درمیان سے پانی بہنے کا دھیما دھیما گنگناتا ہوا شور سنائی دینے لگا جو بتدریج واضح ہوتا جا رہا تھا۔ دس پندرہ منٹ کی مسافت کے بعد ہم چشمے کے پانی پر جا پہنچے۔

"یہ کافی اوپر سے بہتا ہوا آتا ہے۔ اس کا پانی بہت ٹھنڈا اور مزیدار ہے۔ تم پانی پیو' میں ذرا اپنے کپڑے جمع کر لوں۔ اب تک تو سوکھ چکے ہوں گے۔" وہ یہ کہہ کر ایک طرف چلی گئی۔

اس چشمے کا پانی واقعی بہت سرد تھا۔ میں نے کئی چلو منہ پر ڈالے اور قدرے سکون کا احساس ہوا۔ میرا بدن اور چہرہ جذبات کی تمازت سے انگاروں کی طرح دہک رہا تھا۔

ذرا دیر بعد وہ لوٹ آئی۔ اس کے ہاتھوں میں بہت سے کپڑے تھے۔ "اس نے مجھے کپڑے پھیلانے کا موقع ہی نہیں دیا تھا' یہ سب گیلے ہیں۔" وہ کپڑوں کا ڈھیر ایک طرف ڈالتے ہوئے بولی۔ "اب مجھے یہ رات تمہاری چادر میں ہی بسر کرنی ہو گی' تمہیں سردی تو نہیں لگ رہی۔"

"مجھے تھکن محسوس ہو رہی ہے' آؤ آرام کے لئے کوئی جگہ تلاش کریں۔" میں نے اس کا بازو تھامتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"آؤ ادھر ایک ٹیلا ہے' اس کی اوٹ میں ہم ہوا سے بچے رہیں گے۔" وہ ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

میں کسلمندانہ انداز میں انگڑائی لے کر ٹھنڈی زمین پر لیٹ گیا اس نے مجھ سے چند قدم دور لیٹنا چاہا لیکن میں نے اسے اپنے قریب ہی بلا لیا۔ "یہیں لیٹ جاؤ۔ اس طرح ہم بہتر طریقے پر ایک دوسرے کی حفاظت کر سکیں گے۔"

اس نے کوئی تعرض نہ کیا اور میرے داہنے بازو پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔ "ارے تمہارا بدن تو ٹھنڈا پڑا ہوا ہے۔" میں نے اس کے شانے کو چھوتے ہوئے دانستہ جھوٹ بولا۔ "اس چادر میں تم یہ رات کیسے گزار سکو گی۔" اس نے میری جانب کروٹ لے لی اور میرے سینے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔ "میں ٹھیک ہوں میری فکر نہ کرو یاہو۔"

اس کا لمس' اس کے بدن کی دعوت انگیز مہکار' مجھے پاگل کیے دے رہی تھی مگر مجھے اندیشہ تھا کہ میری دست درازی پر وہ بھڑک نہ اٹھے اس لیے میں نے آہستگی سے اس کی پیشانی پر اپنی بائیں ہتھیلی رکھی اور اس کی جانب پہلو بدل لیا۔

اس کی خاموشی نے میرے حوصلوں کو زبان دے دی۔ "تم خوبصورت گڑیا ہو فالی۔" یہ کہتے ہوئے میں نے اپنا ہاتھ اس کی پیشانی سے اس کے رخساروں پر ڈھلکا دیا۔

اس پر یکبارگی جنون کا دورہ سا پڑ گیا۔ اس نے والہانہ انداز میں میرے ہاتھ کا بوسہ لیا اور بازو پھیلا کر میرے بدن سے ہم آغوش ہو گئی چادر اس کے بدن سے سرک چکی تھی۔

میرے ذہن میں چلتی ہوئی آندھیاں یک بیک تیز ہو گئیں اور مجھ میں سویا ہوا رنگین مزاج انسان انگڑائی لے کر پوری طرح بیدار ہو گیا۔

رات میں کسی وقت مجھ پر غنودگی سی طاری ہونے لگی اور میں اپنا سر اس کی گود میں رکھ کر سو گیا۔ اس نے میری چادر بھی میرے بدن پر ہی ڈال دی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اس علاقے کی باشندہ ہونے کے باعث ٹھنڈ کی عادی ہو چکی ہو۔

چہرے پر براہ راست پڑنے والی سورج کی کرنوں سے میں ہڑبڑا کر بیدار ہوا تو وہ غائب تھی۔ میں کافی دیر تک خالی الذہنی کے عالم میں زمین پر پڑا پلکیں جھپکاتا رہا پھر اٹھ کر اسے تلاش کرنے لگا۔

تھوڑی ہی دیر میں میں نے چپہ چپہ چھان مارا لیکن وہ پراسرار طریقے پر روپوش

ہو چکی تھی۔ اس کے کپڑوں کا بھی دور دور تک پتہ نہیں تھا۔

میں نے چشمے کے شفاف پانی سے منہ دھویا اور محرومی کے احساس کے ساتھ ایک طرف چل پڑا۔ مجھے فالی کی گمشدگی پر تشویش سے زیادہ حیرت تھی۔ حالات سے ظاہر تھا کہ وہ خود ہی غائب ہوئی ہے۔ اگر اس کی گمشدگی میں میرے ہاتھوں زخمی ہونے والے شخص کا ہاتھ ہوتا تو وہ فالی کو اٹھا لے جانے سے قبل مجھے سوتے ہوئے قتل کرنے یا کم از کم بری طرح زخمی کرنے کی کوشش ضرور کرتا۔ اپنے تجربے کی بنا پر اس شخص کے بارے میں میری رائے یہی تھی کہ وہ نہایت کینہ پرور اور دشمن کو نہ بھولنے والا انسان ہے۔

ان ہی خیالات میں کھویا' میں کافی دیر بعد اس مقام پر پہنچا جہاں سے میری گھوڑی غائب ہوئی تھی کیونکہ میں اسی مقام سے اپنے سفر کی راہ کا تعین کر سکتا تھا۔ اس روز میں نے ادنیٰ قسم کے جنگلی پھلوں پر ہی گزارا کیا اور شام ہونے کے قریب ان جنگلات کو خاصا دور چھوڑ آیا۔ میری دانست میں لب شاکر پور زیادہ مسافت پر نہیں تھا۔

سورج غروب ہونے کے بعد بھی میں چلتا ہی رہا۔ دن بھر پیدل چلنے کے باعث میرے پیروں پر ہلکا سا ورم آ چکا تھا اور تھکن سے جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا لیکن ڈوبتے ہوئے سورج کی آخری کرنوں کی روشنی میں مٹی سے بنی ہوئی ایک بڑی سی عمارت کا ہیولا دیکھ چکا تھا اور مجھے امید تھی کہ وہاں پہنچ کر میں آرام سے رات گزار سکوں گا۔

خدا خدا کر کے میں رات کے دس بجے کے قریب اس عمارت کے نزدیک پہنچا۔ وہاں ویرانی کی پھیکی پھیکی پر آسیب زدہ روشنی کا راج تھا اور رات کے گہرے سناٹے میں ہولناک پھنکاروں اور سیٹیوں کا شور سنائی دے رہا تھا۔

غیر ارادی طور پر میرے قدموں کی رفتار سست پڑنے لگی اور دل غیر یقینی حالات کے تصور سے ڈوبنے لگا۔ ایک مرتبہ پھر سانپوں اور ناگوں کا کوئی پر ہیبت مسکن میری راہ میں حائل ہو چکا تھا۔

میں اس عمارت کے مٹی سے بنے ہوئے احاطے کی دیواروں کے قریب ہی ٹھہر گیا۔ مٹی کی دیواروں کے پیچھے ایک گنبد دار عمارت نظر آ رہی تھی۔ وہ پوری عمارت

اور اس کا گنبد بھی مٹی کا بنا ہوا تھا۔ اس پر رنگوں سے نقوش و نگار بنائے گئے تھے جو اب دھندلا کر اپنی افادیت کھو چکے تھے۔ عمارت کی خستہ حالی اور پھیکے رنگ اس کی صدیوں طویل کہانی سنا رہے تھے۔ ان اطراف میں دور دور تک کوئی مکان یا آبادی نہیں تھی اور سیاہ رات کی وحشت ناک سناٹے میں اندر سے ابھرنے والی پرہول پھنکاریں اور سیٹیاں رگ و پے میں خوف کی سنسنی دوڑا رہی تھیں۔

میں کافی دیر تک باہر ہی کھڑا رہا اور اندر جانے کا حوصلہ نہ کر سکا۔ ناگ رانی کے منکے سے محروم ہو جانے کے بعد میں نے پہلی بار خود کو اس کے ہم نسلوں کے قریب ایسی صورت حال میں پایا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ منکا نہ ہونے کے باعث میں اپنے اوپر حملہ آور ہونے والے کسی بھی سانپ کے زہر سے محفوظ نہ رہ سکوں گا۔

آخر کار مجھے ایک تجویز سوجھی۔ اس پرہول عمارت میں اگر کوئی انسان موجود تھا تو وہ یقیناً میری مدد کر سکتا تھا۔ میں نے چند ثانیوں تک اپنے حواس مجتمع کیے اور پھر پوری قوت سے چلایا۔ "اس جگہ کوئی ہے؟"

رات کے سناٹے میں میری آواز دیر تک گونجتی رہی۔ اندر سے ابھرنے والی پھنکاروں اور سیٹیوں پر میری آواز کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

کئی سیکنڈ گزر گئے لیکن مجھے اپنی آواز کا کوئی جواب نہیں سنائی دیا۔ جب میں مایوس ہو کر وہاں سے روانہ ہو جانے کے بارے میں سوچ رہا تھا تو چوبی دروازے سے ایک انسانی ہیولا باہر آتا نظر آیا۔

میں سانس روکے اپنی جگہ کھڑا آنے والے کا منتظر رہا۔ وہ احاطے کے دروازے سے نکل کر میری ہی جانب آ رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں لالٹین لٹکی ہوئی تھی جس کی روشنی بمشکل چند فٹ تک ہی پھیل رہی تھی۔

وہ میرے قریب آیا تو میں چونک پڑا۔ وہ بھاری بدن کا مالک تھا۔ رنگت نکھری ہوئی تھی۔ قدرے فربہی مائل جسم پر معمولی کپڑے کا پیوندوں والا لباس نظر آ رہا تھا۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں ہیروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ دراز زلفیں شانوں پر لاپروائی سے بکھری ہوئی تھیں اور چہرے پر گھنی داڑھی تھی۔ بالوں کی سفیدی سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کسی طرح پچاس سال سے کم نہیں ہے۔ اس کے گلے میں زرد او

سیاہ رنگ کی کئی لمبی لمبی مالائیں اور کلائیوں میں وزنی آہنی کڑے نظر آ رہے تھے۔ مجموعی طور پر وہ کسی درگاہ کا مجاور لگ رہا تھا۔

اس نے میرے قریب آ کر لالٹین قدرے اوپر اٹھائی اور میرے سراپا کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے اس کی تیوریوں پر بل پڑ گئے جیسے اسے میرے چہرے پر کوئی ناپسندیدہ تحریر نظر آ گئی ہو۔ میں نے پریشان ہو کر نظریں جھکا لیں۔

"بندوں سے شرماتا ہے اور خدا کا کوئی خوف نہیں ہے۔" وہ بھاری اور تحقیر آمیز آواز میں بولا۔ "تیرے چہرے پر گناہ کی تازہ سیاہی مجھے بہت کچھ بتا رہی ہے۔"

"میں بھٹکا ہوا مسافر ہوں۔" میں نے تھکی ہوئی آواز میں کہا۔ "اگر تم آج رات مجھے پناہ دے سکو تو تمہاری بڑی مہربانی ہو گی۔"

"یہ تو میں بھی دیکھ رہا ہوں کہ تو بھٹکا ہوا ہے۔" اس قوی بوڑھے کی آواز میں تنفر نمایاں تھا۔ "مگر میں حضرت صاحب کی چھت کے نیچے کسی زانی کو پناہ نہیں دے سکتا۔"

حضرت صاحب کا نام سنتے ہی میرے ذہن کو جھٹکا لگا۔ نادانستگی میں، میں سیدھا اپنی منزل مقصود پر آ پہنچا تھا۔ میں نے ندامت سے بوجھل نگاہیں اس شخص کے چہرے کی طرف اٹھائیں اور التجا آمیز لہجے میں بولا۔

"میں حضرت صاحب کی درگاہ پر ہی آیا ہوں۔ میں بہت دکھی اور پریشان ہوں۔ مجھے ایک بزرگ نے روشنی حاصل کرنے کے لئے یہاں بھیجا ہے۔"

"تیرے ہر سانس سے گناہ کی بو آ رہی ہے۔" وہ بوڑھا مجھے گھورتا ہوا نفرت آمیز لہجے میں کہنے لگا۔ "تجھے جس نے بھی یہاں بھیجا ہے اس نے تجھے یہاں کے آداب بھی بتائے ہوں گے۔"

"مجھے حیدر شاہ نے یہاں بھیجا ہے۔" میں نے مضمحل آواز میں کہا۔ "راستے میں ایک شیطانی جال میرے آڑے آ گیا اور میں حیدر شاہ کی ہدایت بھول کر گناہ کر بیٹھنے میں مجبور تھا بابا۔"

"حیدر شاہ کے بھیجے ہوئے بھٹکوں کو بھی میں نہیں روک سکتا۔" بوڑھا مجاور جلدی سے بولا۔ "اس درگاہ کے دروازے تجھ پر کھلے ہوئے ہیں۔"

وہ یہ کہہ کر پلٹا اور دروازے کی طرف چل دیا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔

مٹی سے بنے ہوئے احاطے سے اندر داخل ہوا تو ایک وسیع میدان خود رو جھاڑیوں اور درختوں سے پٹا ہوا نظر آیا۔ ان کے درمیان ایک تنگ سی پگڈنڈی بل کھاتی ہوئی درگاہ کی اصل عمارت تک جا رہی تھی۔

احاطے میں بے ترتیبی سے اگے ہوئے خود رو جنگل میں اچانک جھینگروں کا تیز شور گونجنے لگا۔ ان کی سائیں سائیں درگاہ سے آنے والے سانپوں کے شور سے مل کر ماحول کی ہیبت کو لرزہ خیز بنا رہی تھی۔

پھر ہم درگاہ تک جا پہنچے۔ چبوترہ عبور کرتے ہی مٹی سے بنی ہوئی عمارت کا چوبی دروازہ سامنے آ گیا جس میں سے چمکتی اور زرد روشنی باہر تک آ رہی تھی۔

میں ایک قدم اور آگے بڑھا اور پھر میرے قدم لڑکھڑا کر رہ گئے۔

مٹی کے وسیع گنبد کے نیچے بنی ہوئی درگاہ کے وسط میں ایک اونچی مگر سادہ سی قبر نظر آ رہی تھی جس پر گلاب کے تازہ پھولوں کا انبار لگا ہوا تھا اور فرش پر بے شمار زندہ لکیریں، ہر رنگ اور جسامت کی لکیریں سہمے ہوئے انداز میں رینگ رہی تھیں۔ قبر کے نیچے رینگتے ہوئے وہ سانپ ہی بے چینی کے ساتھ پھنکار رہے تھے۔ حضرت صاحب کی درگاہ کا مجاور میری نگاہوں کے سامنے بے خوف و خطر اندر داخل ہوا۔ اس کے بھاری قدم سانپوں پر پڑے لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ان میں سے کسی موذی نے پلٹ کر اس پر وار نہیں کیا۔ وہ بھی زمین پر رینگتے ہوئے بے شمار سانپوں پر چلتا گلاب کے پھولوں سے لدی ہوئی قبر تک گیا مودب انداز میں سر کو خم دے کر چند ثانیوں تک زیر لب کچھ پڑھتا رہا اور پھر قبر پر سے گلاب کا ایک تازہ پھول اٹھا کر واپس لوٹ آیا۔

"تم پر غسل واجب ہو چکا ہے۔" وہ میرے نزدیک آ کر سرگوشیانہ آواز میں بولا۔ "تمہارے دل کا حال تو خدا ہی جانتا ہے۔ تم میری کوٹھری میں چل کر اپنے جسم کو پاک کر لو اس کے بعد ہی تم حضرت صاحب کی درگاہ میں قدم رکھ سکو گے۔" میں ایک طویل چکر کاٹ کر اس مجاور کے ہمراہ اس کی کشادہ کوٹھری میں پہنچا۔ وہاں ضروریات زندگی کا مختصر ترین سامان موجود تھا۔ بوڑھے مجاور نے اپنی کوٹھری کے ایک گوشے میں بنے ہوئے غسل خانے تک میری رہنمائی کی۔ اور میں قدرے جھجک کے ساتھ اندر

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
T/990/4 NISHTAR ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH:5556533
PROP: ALI KHAN

داخل ہو گیا۔

اس روز میں نے ایک طویل مدت کے بعد شرعی انداز میں غسل کیا بدن پر پڑنے والے پانی کی ہر بوند سے عجیب سی ناقابل بیان تازگی اور فرحت حاصل ہو رہی تھی۔ کافی دیر تک نہانے کے بعد میں باہر آیا تو بوڑھا مجاور دسترخوان پر گیہوں کی گرم گرم روٹیاں اور تازہ پکی ہوئی دال سجائے میرا منتظر تھا۔ میں نے متجسسانہ انداز میں ہر طرف نظریں دوڑائیں لیکن گرم روٹیوں اور تازہ دال کا کوئی جواز نظر نہ آ سکا اور مجاور کے چولہے میں پڑی ہوئی سرد راکھ سے ظاہر تھا کہ اس میں کئی پہر سے آگ نہیں جلائی گئی ہے۔

"یہ درویشوں کے کھیل ہیں لڑکے۔" بوڑھے مجاور نے سنجیدہ لہجے میں مجھے مخاطب کیا "حضرت صاحب کی درگاہ میں کسی وقت کسی چیز کی کمی نہیں ہوتی۔"

میں نے خاموشی کے ساتھ خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور جب پانی کا آخری گھونٹ پی کر مٹی کا بدھنا زمین پر رکھا تو مجاور نے گفتگو چھیڑ دی۔

"تم کسی بڑی مصیبت کا شکار معلوم ہوتے ہو۔"

"میں کئی مہینوں سے اپنی بیوی کے فراق میں جل رہا ہوں بابا۔" میں نے دلی کرب کے ساتھ کہا اور اس وقت پہلی بار مجھے احساس ہوا کہ ناگ بھون کا نام میرے ذہن سے پھسل چکا ہے۔

"جلد تم کو سکون ملے گا لڑکے!" بوڑھے مجاور کی آواز نرم اور لہجہ ہمدردانہ تھا۔ "کیا تمہاری بیوی زندہ سلامت ہے؟"

"میں کچھ نہیں جانتا' وہ میرے دشمنوں کی قید میں ہے۔ وہ کہاں قید ہے' یہ میں بھول چکا ہوں۔ حیدر شاہ سے ملاقات تک مجھے خوب یاد تھا کہ وہ ایک اجنبی اور پراسرار دنیا ہے۔ وہاں ناگوں کی حکمرانی ہے اور اس کا ایک راستہ سمندر سے بھی آتا ہے' افسوس میں اس جگہ کا نام ہی بھول چکا ہوں۔" میں اپنی پیشانی رگڑتے ہوئے بولا۔ کوشش کے باوجود ناگ بھون کا نام میرے ذہن میں نہیں آ رہا تھا اور نہ ہی میں اس مجاور سے درگاہ میں نظر آنے والے سانپوں کے بارے میں گفتگو کی ہمت پا رہا تھا۔

"جاؤ تم حضرت صاحب کی درگاہ میں جاؤ۔" [illegible]

ہوئے بولا۔ "وہاں جا کر تمہیں سکون ملے گا۔ تمہاری حالت بہت زیادہ ابتر ہے۔"

میں سخت کوفت اور الجھن کے عالم میں وہاں سے اٹھا۔ میرا ذہن ابھی تک اس پراسرار جگہ کے نام کی تلاش میں سرگرداں تھا جہاں ستارہ قید تھی مجھے یقین تھا کہ میرے عیار دشمن' شیو ناگ نے اپنی ماورائی قوتوں کے ذریعے ناگ بھون کا نام میرے حافظے سے یکسر مٹا دیا ہے تاکہ میں وہاں کی کنجیاں عام نہ کر سکوں مجھے اپنی کہانی کا ہر کردار اور ہر مقام بخوبی یاد تھا سبیکا اور اس کی حسرت ناک موت اچھی طرح یاد تھی' ناگ رانی کی آخری مجبوریاں اور شیو ناگ کی بدمست گستاخیاں بخوبی یاد تھیں لیکن خوف ناک اژدہوں اور زہریلے ناگوں کے بھیانک مسکن ناگ بھون کا نام میں بھول چکا تھا۔

میں حالات کے بے رحم منجدھار میں پھنس کے بالکل بے دست و پا ہو کر رہ گیا تھا' ستارہ ناگ بھون میں قید تھی' میرے لڑکے کو یرغمال کے طور پر لینے کے لئے جل کماری کے کرگے ستارہ کے محبوب کرنے میں پیچ بچے تھے۔ ستارہ کی عصمت کو داغدار کرنے کے لئے ناگ راجہ' پھر پوجا کا جشن منانے والا تھا' ناگ رانی سون مندر میں شیو ناگ کی قید میں ذلت اور تحقیر کے عذاب میں جلا کر کے پاس کی بیاری تھی' اس کا بے شمار پراسرار قوتوں والا شکیلا سپوت کی ویران حویلی کے جلے ہوئے ملبے میں دبا پڑا تھا جس کی نگہبانی شیو ناگ کے خون آشام کرگے کر رہے تھے' انسانی نسل سے تعلق رکھنے والی' پراسرار قوتوں کی مالک سبیکا اپنی ذات کا عرفان حاصل کر کے زندگی اور اس کے جھمیلوں سے نجات پا چکی تھی اور میری حالت اس قدر رحم انگیز تھی کہ میں ناگ بھون کا نام تک بھول جانے پر مجبور کر دیا گیا تھا۔

ان ہی خیالات میں غلطاں و پیچاں' میں حضرت صاحب کی درگاہ کے دروازے پر جا پہنچا۔

اندر' گلاب کے پھولوں سے لدی ہوئی قبر کے نیچے فرش پر زندہ سانپ ابھی تک پھنکاریں مارتے رینگ رہے تھے۔ میں نے ڈرتے ڈرتے قدم اندر رکھا۔ میرے قدموں کے نیچے آنے والے سانپ کچلا کر رہ گئے۔ پھر میں ان زندہ سانپوں پر چلتا ہوا حضرت صاحب کی قبر تک پہنچا وہاں سے خوشبوؤں کا ایک طوفان اٹھ رہا تھا۔ مٹی کی

اس عبادت کا ماحول اس قدر گمبیر اور ڈراؤنا تھا کہ میرے دل پر رقت سی طاری ہونے لگی۔ میں نے قبر کے پہلو میں ٹھہر کر حیدر شاہ کے بتائے ہوئے مقدس کلمات مخصوص ترتیب کے ساتھ دہرائے۔ درگاہ میں اچانک دھماکا ہوا جیسے قبر شق ہوئی ہو۔ میں نے خوف زدہ ہو کر سر اٹھایا لیکن وہاں ہر چیز معمول پر تھی کہیں بھی زمین شق ہونے یا کوئی حصہ زمین بوس ہونے کے آثار نہیں تھے۔

میں چند سیکنڈ تک سہا ہوا اپنی جگہ پر کھڑا رہا پھر کسی تائید غیبی کے تحت آہستہ آہستہ قبر کے سرہانے لوح کی جانب بڑھنے لگا۔

لوح کے قریب پہنچ کر میرے دل کی دھڑکن یک بیک تیز ہو گئی۔ قبر کے سرہانے بنے ہوئے خالی چبوترے پر ایک متحرک سا سایہ نظر آ رہا تھا جس کے خد و خال کسی پھنیے سانپ سے مشابہ تھے۔ میں نے خوف زدہ نگاہوں سے ہر طرف دیکھا لیکن کہیں بھی کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی جس سے وہ سایہ پڑنے کا گمان ہوتا۔

نہ صرف یہ کہ وہ نقلی سایہ کسی زندہ سانپ کی طرح ہلکورے لے رہا تھا بلکہ اس کے منہ سے بار بار زبانوں کا سایہ باہر لپکتا نظر آ رہا تھا۔ میں نے اس پر غور کیا تو میں لرز اٹھا۔ اس سائے میں سے پھنکاروں کی آوازیں بھی خارج ہو رہی تھیں۔

"تیرے اعمال تیرے اعصاب پر مسلط ہیں سلطان!" اچانک میرے کانوں میں کوئی نحیف صدا گونجی۔ "تو نے سانپوں کے حصار میں اور ناگنوں کے بستر پر جو دن گزارے ہیں وہ وہم بن کر تیرا تعاقب کر رہے ہیں' یہاں کوئی سانپ ہے نہ سانپ کا سایہ' یہ سب تیری گنہگار آنکھوں کا فریب ہے جس سے نجات ملنی آسان نہیں ہے۔"

پھر اچانک مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے قدموں میں رینگتے ہوئے سانپ سرسراتے ہوئے میرے بدن پر چڑھ رہے ہیں۔ میں نے ان کے جسموں کا کراہت انگیز لمس اپنی ٹانگوں پر محسوس کیا' پھر وہ میرے پیٹ اور پشت پر رینگتے ہوئے گردن سے لپٹنے لگے۔ میں دہشت زدہ درگاہ کے فرش پر گر گیا اور میرے ہونٹوں' نتھنوں اور کانوں کی راہ سے اندر رینگنے لگیں۔ درگاہ کے فرش پر رینگتے ہوئے بے شمار سانپ میرے بدن میں گھستے جا رہے تھے۔ میں نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سینہ بھینچ کر پے در پے چیخیں ماریں اور پھر فرط وحشت سے بے ہوش ہو گیا۔

مجھے دوبارہ ہوش آیا تو میں درگاہ کے کچے فرش پر پڑا ہوا تھا اور سورج کی شعاعیں فضا کو منور کر رہی تھیں۔ حضرت صاحب کی قبر بدستور گلاب کے تازہ پھولوں سے لدی ہوئی تھی۔ فرش پر دور دور تک کسی سانپ تو کیا کیڑے تک کا نام و نشان نہیں تھا۔ میں تازگی کے احساس کے ساتھ فرش سے اٹھا اور قبر کے سرہانے نظر ڈالی تو وہاں بھی مٹی کے چبوترے پر کوئی پراسرار سایہ نہیں تھا۔

رات کے پرہول تجربے اور نیم جاں کے بعد درگاہ کا یہ منظر میرے لئے بے حد مسرت افزا تھا۔ مجھے اپنا وجود کسی پھول کی طرح ہلکا محسوس ہو رہا تھا۔ ذہن پر کسی نامعلوم قید سے رہائی کا لطیف احساس طاری تھا۔

میں نے پلٹ کر قبر پر پڑے ہوئے گلاب کے تازہ پھولوں میں سے ایک اٹھانا چاہا لیکن میرا ہاتھ مس ہوتے ہی وہ سارے پھول ببول کے کانٹوں میں تبدیل ہو گئے۔ فضا میں ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور درگاہ میں دھول کا غبار اڑ آیا۔ نتھنوں میں مٹی گھسنے کے باعث مجھ پر شدید کھانسی کا دورہ پڑ گیا۔

جب غبار کا وہ طوفان صاف ہوا تو نہ وہ قبر تھی اور نہ ہی اس کی گنبد دار چھت رہ گئی تھی۔ سر پر کھلا آسمان نظر آ رہا تھا۔ مٹی کی دیواروں میں گھرے ہوئے میں نے وحشت زدہ نظریں گھمائیں تو رگوں میں خون جم کر رہ گیا۔ داخلی دروازے پر منحوس شیو ناگ بڑے سکون سے کھڑا ہوا تھا۔

"شاکر پور ابھی یہاں سے چھ سات میل آگے ہے سالک جی!" وہ میری بوکھلاہٹ سے لطف اندوز ہوتے ہوئے زہریلی آواز میں بولا۔ راستے میں فاطمی نام کی وہ لڑکی بلاسبب نہیں ملی تھی۔ عورت تیری سب سے بڑی کمزوری ہے میرا یہ وار بھی کامیاب رہا۔ تو جنگل کی تنہائی میں اس لڑکی کے قریب جا کر اب پھر تنہا رہ گیا ہے۔ تجھ جیسے پاپی کی مدد کرنا حیدر شاہ کے بس کی بات بھی نہیں ہے۔"

مجھ پر سکتہ سا طاری ہو گیا تھا۔ میری پھٹی پھٹی آنکھیں بے یقینی کے عالم میں اندھے شیو ناگ کے چہرے اور اس کے بالوں کی جگہ لہراتے ہوئے باریک باریک سانپوں پر جمی ہوئی تھیں۔

"میں تیری راہ پر لگ چکا ہوں اور تو لکھ کر رکھ لے کہ میں تجھے سکا سکا کر

ماروں گا۔ اب تو ہر طرف سے گھیرا جا چکا ہے۔" وہ قہقہہ مار کر آگے بڑھتے ہوئے بولا۔ اب سارا کھیل میری سمجھ میں آ چکا تھا۔ مجھے بہکا کر حیدر شاہ کی ہدایت کی خلاف ورزی کرانے کے لئے شیو ناگ نے جنگلات میں ایک جھوٹا کھیل رچایا تھا۔ حالات ایسے پیدا کئے گئے تھے کہ میں اس لڑکی کے مقصد پر شبہ تک نہ کر سکا۔ مجھے یقین تھا کہ شیو ناگ ہی نے میری گھوڑی غائب کی تھی تاکہ میں تنہائی میں اس خوبصورت لڑکی کے ساتھ شب بسری پر مجبور ہو جاؤں۔ اس کے بعد سب کچھ اس کی مرضی کے مطابق ہوا اور اس نے مجھے حضرت صاحب کی درگاہ کا نام استعمال کرتے ہوئے فریب کے ساتھ اس عمارت میں قید کر دیا۔

"مجھے خوشی ہے کہ تو آفتوں کے باوجود زندہ بچ گیا۔ واقعی تو آسانی سے نہ مر سکے گا۔ تیری ناگ رانی سون مندر کی کوٹھری میں بے ہوش پڑی ہے۔ اس کے بدن سے خون جاری ہے اور وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہونے کے قابل بھی نہیں ہے۔ اس کے بغیر تو یتیم ہو کر رہ گیا ہے۔" شیو ناگ اندر داخل ہوتے ہوئے سپاٹ اور جذبات سے عاری لہجے میں بولا۔

"آخر تو میرے پیچھے کیوں پڑ گیا ہے!" میں نے یہ کہتے ہوئے اپنی آواز میں ہلکی سی لرزش محسوس کی۔

"تو نے ناگ رانی اور منکے کے سہارے مجھے چوٹ پر چوٹ دی ہے۔" وہ یک لخت تیز آواز میں بولا۔ "ہماری دنیا کے بہت سے راز تو جان گیا تھا۔ مگر اب میں نے اپنی قوت کے سہارے وہ علم ہی تیرے ذہن سے مٹا دیا ہے۔ تیری شکتی تیرے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔ ناگ رانی کا منکا نہ اب تیرے قبضے میں آ سکتا ہے نہ میرے پاس ہے۔ وہ میرے گرگوں کی نگرانی میں جلی ہوئی حویلی کے ملبے میں پڑا ہے۔ تیری اجازت کے بغیر میں اسے نہیں لے سکتا تو وہ منکا مجھے لینے کی اجازت دے دے تو میں تجھے چھوڑ دوں گا۔ تیرے لئے اتنی سزا ہی کافی ہے لیکن ابھی ناگ رانی سے نمٹنا باقی ہے۔ تیری خاطر اس نے اپنی جنم بھومی سے غداری کی ہے' ناگ راجہ کو چھوڑ دیا ہے' مجھ پر وار کیا۔ میں اپنی پگھلی ہوئی آنکھوں کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ اب بھی میں نے اسے بہت ذلیل کیا ہے لیکن منکا تیرے قبضے میں ہے۔ تیرے بغیر میں اس پر اپنی شکتی نہیں آزما

سکتی۔۔۔ اس وقت منکا بالکل بے کار ہے' نہ وہ تیرے کام کا ہے' نہ ناگ رانی کے ہاتھ آ سکتا ہے' نہ میں اسے چھو سکتی ہوں' وہ مجھے دے کر تو اپنی جان بچا سکتا ہے۔"

اس کی تقریر خاصی موثر تھی لیکن میں خوب جانتا تھا کہ شیو ناگ جھوٹا' مکار اور فریبی ہے۔ ایک مرتبہ منکا ہاتھ میں آتے ہی وہ نہ صرف ناگ رانی بلکہ مجھے بھی ناقابل بیان اذیتوں میں مبتلا کر دیتا۔ میرے لئے زندگی کی موہوم سی امید اسی وقت تک باقی تھی جب تک منکا شیو ناگ کے ہاتھوں سے بچا ہوا تھا۔ ایسی صورت میں ممکن تھا کہ جنید شاہ کی جانب سے میرے گناہ کو نظرانداز کر دیا جاتا اور میں کسی طرح حضرت صاحب کی درگاہ تک پہنچ جاتا۔ مجھے یقین تھا کہ حضرت صاحب کی درگاہ پر میرے مصائب کا ازالہ ہو سکے گا۔

"وہ منکا وہیں رہ گیا۔" میں نے چند ثانیوں کی خاموشی کے بعد کہا۔ "ناگ رانی کے لئے یہی سزا کافی ہے کہ اس کے بدن پر تجھ جیسے آوارہ اور مکار کا تصرف ہے۔"

"تیرے دماغ کا کیڑا ابھی تک کلبلا رہا ہے۔" وہ غضب ناک آواز میں دہاڑا۔ "تو اب تیار ہو جا۔ چکر پربا اسی جگہ ہو گی اور تو اپنی آنکھوں سے ناگ راجہ کے ہاتھوں اپنی بچی ستارہ کی آبرو لٹتی دیکھے گا تو موت کی آرزو کرے گا لیکن تو زندہ رہے گا۔ یہاں انسانوں کا روپ بدلنے والے ناگ اور ناگنیں جمع ہوں گی ان کے جھرمٹ میں تیری نسل کی خوبصورت لڑکیاں اور کڑیل جوان بھی ہوں گے اور پھر یہاں عیش کی محفل سجے گی۔"

"نہیں۔۔۔ یہ نہیں ہو سکتا۔" میں ہذیانی انداز میں چیخا۔ "ستارہ مر جائے گی مگر کسی ناگ کو اپنے قریب نہیں آنے دے گی۔ چاہے وہ ناگ راجہ ہی کیوں نہ ہو۔" وہ بے رحمانہ انداز میں زور سے ہنسا۔ "ناگ راجہ ایک کڑیل اور خوبرو جوان کے روپ میں ہو گا۔ تیری بچی ایک برس سے تیری خاطر اپنے ارمانوں کا خون کر رہی ہے۔ وہ بھی عورت ہی ہے' جب اس پر تیز شراب کا نشہ چڑھے گا تو وہ خود اپنے کپڑے پھاڑ کر ناگ راجہ کی بانہوں میں آ گرے گی۔"

"تو جھوٹا ہے۔۔۔ یہ نہیں ہو گا' میں اپنے ہاتھوں ستارہ کو مار دوں گا۔" مجھ پر وحشت سوار ہو گئی تھی اور آواز احساس بے بسی سے بھرائی ہوئی تھی۔ "تو بھی

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
1180/4 NISHTAR ROAD DHABRA STREET
RAWALPINDI PH:5556532
PROP ALI KHAN

نہیں ہلا سکے گا' تیرے حواس کام کریں گے' تو سب کچھ دیکھے اور سنے گا لیکن نہ تیری زبان حرکت کرے گی' نہ بدن حرکت کرے گا۔ اس وقت تک میں تجھے ایذا دے دے کر ہڈیوں کا ایسا ڈھانچہ بنا دوں گا کہ ستارہ تجھے قریب سے دیکھ کر بھی نہ پہچان سکے گی۔" اس کی آواز سرد اور لہجہ بے رحمانہ تھا۔

"تو اس کی آنکھوں کو فریب دے سکتا ہے لیکن تو جذبوں کو دھوکہ نہیں دے سکتا شیو ناگ!" اس کی ہرزہ سرائی پر میں دیوانہ وار اس کی طرف چیختا ہوا لپکا۔ اس نے لات لگا کر دونوں ہاتھ فضا میں اچھالے اور اس کے طاقتور تھپڑوں نے میرے حواس پراگندہ کر دیئے۔ ایک ثانیے کے لئے میری آنکھوں کے سامنے تاروں کی کہکشاں لہرائی اور میں زمین پر رینگ کر اس کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔ اس سے پہلے بھی کئی بار شیو ناگ سے میرا دست بدست مقابلہ ہو چکا تھا لیکن اس بار تو اس اندھے موذی کا رویہ بالکل ایسا ہی تھا جیسے اس کا حریف کوئی ناسمجھ' ہوشیار بچہ ہو۔ میں اس کی پنڈلیوں سے لپٹا اسے زمین پر گرا دینے کی سر توڑ کوشش کرتا رہا لیکن یا تو غصے اور خوف کے باعث میری توانائی منتشر ہو چکی تھی یا اس بار وہ زیادہ شہ زور ہو چکا تھا کہ اس کے قدم نہ اکھاڑ سکا اور وہ زور زور سے پاگلوں کی طرح ہنستا رہا۔

پھر اس نے نیچے جھک کر میرے بال اپنے داہنے ہاتھ کی مٹھی میں جکڑے' میرے حلق سے مغلظات اور کرب میں ڈوبی ہوئی چیخوں کا طوفان اٹھ پڑا لیکن وہ مجھے اوپر اٹھاتا ہی چلا گیا حتیٰ کہ میرے قدم زمین سے اٹھ گئے' میرے بال اس کی مٹھیوں میں دبے ہوئے تھے اور بدن فضا میں معلق تڑپ رہا تھا۔

میں نے اس کے جابجا پھولے ہوئے سیاہ چہرے پر نظر ڈالی۔ اس کی بصارت سے محروم' کھلی ہوئی آنکھوں کا رخ میری ہی جانب تھا جیسے وہ میری حالت بغور دیکھ رہا ہو۔

میں نے تکلیف سے تڑپ کر اس کے منہ پر زور دار تھپڑ رسید کیا۔ چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی اس کے چہرے کی سیاہی کچھ اور زیادہ گہری ہو گئی۔ اس کے چہرے کے نقوش بگڑ گئے۔ اس نے بے رحمی کے ساتھ مجھے فرش کے وسط میں اچھال دیا اور خود کچھ کہے بغیر تیز تیز قدموں سے وہاں سے لوٹ گیا۔

زمین پر گرنے کے بعد میں کئی منٹ تک نہ اٹھ سکا۔ میری کمر اور کولہے کی ہڈیوں پر شدید ضرب آئی تھی۔ آخر میں نے کراہتے ہوئے سر گھمایا تو مٹی کی اس عمارت کا وہ دروازہ غائب ہو چکا تھا جس سے پچھلی رات میں اور تھوڑی دیر پہلے شیو ناگ اندر داخل ہوا تھا۔ مٹی کی اونچی اونچی دیواروں پر بالکل بیابان ویرانی اور ڈراؤنے پن کا راج تھا۔ جاڑوں کا سردی سے کانپتا ہوا سورج کھلی ہوئی چھت میں سے چھنتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

میں کافی کوشش کے بعد لڑکھڑاتا ہوا زمین پر سے اٹھا۔ حالات کی بے رحمی اور اپنی بے بسی پر میری آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔ ستارہ کی محبت ابھی تک میرے دل میں عزم کی مشعل کو فروزاں کیے ہوئے تھی۔ یونیورسٹی کی آزاد فضاؤں میں پروان چڑھی ہوئی میری محبت مجھ سے بچھڑ چکی تھی اور میں اپنی گمشدہ محبت کی تلاش میں در بدر کی خاک چھانتا پھر رہا تھا۔ وقتی طور پر کئی بار مجھے اپنی منزل سامنے نظر آنے لگی تھی لیکن پھر وہ غیر یقینی دھندلکوں میں تحلیل ہو گئی۔ ناکامیوں، محرومیوں اور مجبوریوں کے ڈراؤنے ہیولے میرے تعاقب میں لگے ہوئے تھے۔ کبھی وہ ناگ راجہ کے روپ میں مجھے جل منڈل میں پناہ لینے پر مجبور کر دیتے تھے، کبھی جل کماری کے ہوس پرست روپ میں اپنی محبت سے دستبردار ہونے پر مجبور کرتے تھے، کبھی وہ شنکر ناتھ کے روپ میں میرے ہاتھوں کو پاکیزہ دوشیزہ کے خون سے آلودہ کرنے کی کوشش کرتے تھے اور کبھی شیو ناگ کے کریہہ چکر میں مجھے راہ سے بھٹکا کر بے بس و مجبور کر دیتے تھے۔

"میں کس عذاب میں پھنس گیا ہوں میرے مولا۔" میں دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بھرائی ہوئی آواز میں کراہا۔ میری نگاہوں کے سامنے تاریکی چھا گئی اور میں چکرا کر زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

میں کافی دیر تک یوں ہی زمین پر بیٹھا رہا۔ پھر اچانک میرے بدن پر کراہت آمیز سرسراہٹیں رینگنے لگیں۔ میں نے خوف زدہ نگاہوں سے اپنے جسم کی طرف دیکھا تو بے اختیار میرے منہ سے چیخ نکل گئی اور میں غیر ارادی طور پر زمین سے اٹھ کر ایک طرف دوڑ پڑا۔

مٹی کے اس احاطے میں زمین سے مکروہ حشرات الارض کے غول کے غول امڈ پڑے تھے۔ کئی کئی انچ لمبے، کلبلاتے ہوئے، سرخ اور سیاہ کیڑے میرے بدن پر چڑھ کر کھال میں اپنے نوکیلے پنجے گاڑ رہے تھے۔ بڑی بڑی خون آشام جونکیں میرے بدن سے لپٹ پڑی تھیں۔

میں کرب اور خوف سے چیختا ہوا اس بے رحم احاطے میں اندھوں کی طرح دوڑتا رہا لیکن میری آوازیں ابھر ابھر کر اس ویرانے میں ڈوبتی رہیں۔ وہاں کوئی نہ تھا جو میری مظلومیت پر رحم کھاتا۔

آخر کار میں بری طرح تھک کر ہانپتا ہوا زمین پر گر پڑا۔ خون آشام کیڑے مجھ پر حاوی ہو چکے تھے۔ میرے ہاتھ پیروں کی ناکام حرکتیں انہیں نہ روک سکیں اور وہ میری جلد میں پیوست ہو کر میری شریانوں میں دوڑتا ہوا گرم گرم، زندہ خون چوسنے لگے۔ ناقابل برداشت ٹیسیں میرے ایک ایک ریشے میں سرایت کرنے لگیں۔ نقاہت کی چادر تیزی کے ساتھ میرے حواس کے گرد لپٹی جا رہی تھی اور مجھے شیو ناگ کے بھیانک عزائم پورے ہوتے نظر آ رہے تھے۔

دو دن اور دو طویل راتیں میں نے زندگی اور موت کے درمیان گزاریں۔ وہ خون آشام حشرات الارض میری شریانوں سے جوہر حیات چوس کر ذرا ہی دیر میں غائب ہو گئے تھے۔ اس کے بعد زمین پر رینگ رینگ کر اپنی تکلیف کو بھلانے کی کوشش کرتا رہا لیکن بے سود۔ بھوک اور پیاس سے نقاہت کا احساس اور گہرا ہوتا رہا۔ رات کی سخت سردی میں پیاس کے باعث میری زبان حلق سے باہر نکل پڑی۔ آنکھوں میں درد کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ سر میں شدید دھمک ہو رہی تھی، یوں لگ رہا تھا جیسے دنیا کی تمام صعوبتیں شیو ناگ کے اشارے پر یکجا ہو کر مجھ پر ٹوٹ پڑی ہوں۔

تیسری شام ایک سیاہ رنگ کا بڑا سا پرندہ آسمان پر پرواز کرتا اس احاطے میں آیا۔ پروں کی پھڑپھڑاہٹ پر میں نے چونک کر آنکھیں پھاڑیں۔ مجھے ایک موہوم سا خیال گزرا کہ شاید میں مر چکا ہوں اور کوئی مردہ خور گدھ میری بو پا کر اپنی چونچ سے لاش ادھیڑنے کے لئے آ پہنچا ہے لیکن میرا یہ خیال جلد ہی باطل ثابت ہو گیا۔ وہ سیاہ پرندہ زمین پر اترتے ہی کریہہ چیخ مار کر خاک میں پھڑپھڑایا اور اگلے ہی لمحے میں وہاں میرا ازلی

دشمن شیو ناگ موجود تھا۔

وہ تضحیک آمیز انداز میں مسکراتا ہوا میرے قریب آیا اور میرے ہونٹوں سے باہر لٹکی ہوئی زبان کو زور سے کھینچ کر بولا۔ "تو سمجھ رہا ہے کہ اب جلدی مر جائے گا مگر ایسا نہ ہونے دوں گا۔"

میری نگاہوں میں فریاد اور التجا سمٹ آئی لیکن اس کے چہرے پر رحم کے آثار نظر نہ آئے۔ اس وقت پہلی بار وہ اندھا محسوس ہو رہا تھا۔ جوش انتقام میں وہ ہر لطیف جذبے کو خیرباد کہہ چکا تھا۔

اس کے ایک اشارے پر پراسرار طور پر کہیں سے ایک دبلا پتلا منحنی سا شخص ایک صراحی اور پیالہ لئے نمودار ہوا اس کے پتلے پتلے بھینچے ہوئے ہونٹوں پر سفاک مسکراہٹ رقصاں تھی۔ قریب آ کر اس نے صراحی سے زردی مائل سیال شیشے کے پیالے میں انڈیلا اور پیالہ میری جانب بڑھا دیا۔

میں نے دل میں سوچا کہ اپنی تمام تر ہیبت اور درندگی کے باوجود بھی شیو ناگ کے دل میں رحم کی رمق موجود ہے، میں نے نقاہت سے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے بے صبری کے ساتھ وہ پیالہ لیا۔ انگور کی شراب کی لطیف بو میرے نتھنوں سے ٹکرائی میں نے بےچینی کے ساتھ پیالہ اپنے پیاسے ہونٹوں کی طرف بڑھایا۔ ہاتھوں کی کپکپاہٹ کے باعث پیالے میں سے آدھی شراب زمین پر گر چکی تھی۔

جوں ہی شراب کا وہ ساغر میرے ہونٹوں کے قریب پہنچا اور میری باہر لٹکی ہوئی پیاسی زبان پیالے کو چھونے کے لئے آگے کی طرف لپکی شیو ناگ کی زناٹی ٹانگ حرکت میں آئی اور شیشے کا پیالہ میرے ہاتھوں سے اڑ کر خاک پر گر کر بے شمار ننھے ننھے ریزوں میں تبدیل ہو گیا۔

میری آنکھوں میں یک بیک نفرت کے الاؤ دہک اٹھے اور پیاس ایک دم ناقابل برداشت ہو گئی۔ حلق میں کانٹوں کی چبھن اور آنتوں میں شدید اینٹھن ہونے لگی۔

میرا جی چاہا کہ میں اپنے دانتوں سے شیو ناگ کا نرخرا چیر ڈالوں اور اس کے ناپاک خون سے اپنا گلا تر کروں لیکن میں بے بسی کے ساتھ زمین پر پڑا غصے کے عالم میں کانپتا رہا۔ میرے لئے اپنی جگہ سے جنبش کرنی بھی دشوار تھی۔ پھر شیو ناگ کے

اشارے پر وہ منحنی شخص میری پیاسی زبان سے ذرا دور، صراحی سے شراب کے قطرے خشک زمین پر ٹپکانے لگا۔ میں نے سخت اذیت کے باوجود اپنے بدن کو قدرے آگے گھسیٹا تاکہ شراب کی ایک آدھ بوند ہی سے اپنا حلق تر کر سکوں لیکن وہ سفاک شخص صراحی کو اور پیچھے ہٹا لے گیا۔ اس کی آنکھیں مسرت سے چمک رہی تھیں۔

میں کافی دیر تک یونہی ترستا رہا، اس نے صراحی کا آخری قطرہ تک پیاسی زمین پر انڈیل دیا لیکن میری اینٹھی ہوئی زبان کو اس کی حیات آفریں نمی تک نہ پہنچنے دیا۔

سورج ڈھلنے تک شیو ناگ مجھے ستاتا رہا، میرے احساس بے بسی کو بیدار کر کے خوش ہوتا رہا اور جب ہر سو ظلمت کی چادر پھیل گئی تو اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا، فضا میں گرد و غبار کا ایک مہیب بگولا بلند ہوا۔ میرے حلق اور نتھنوں میں مٹی کے ذرات کے باعث خارش ہونے لگی۔ کھانسی کے ہر دورے کے ساتھ مجھے اپنی خشک آنتیں حلق میں آتے محسوس ہو رہی تھیں اور آنکھوں سے آنسو نکل پڑے تھے۔

جب غبار کا وہ طوفان تھما تو میں نے دیکھا کہ چھت کے سائے سے محروم مٹی کی دیواروں والا وہ احاطہ سیاہ پتھر سے بنے ہوئے ایک مندر میں بدل چکا ہے۔ در و دیوار پر ہر طرف دیوی دیوتاؤں کے شرمناک مجسمے ابھرے ہوئے تھے۔ دیوار گیر مشعلوں کی روشنی میں پتھر کا ہر بت انسان میں چھپے ہوئے حیوانی جذبوں کی علامت بنا ہوا تھا۔

اس مندر کے ایک سرے پر لکڑی کی اونچی سی مسند تھی، جس کے قریب ہی دیوار میں ایک قد آدم طاق نظر آ رہا تھا۔ شیو ناگ نے نیچے جھک کر بے رحمی کے ساتھ میرا ہاتھ تھاما اور میرے زخمی بدن کو پختہ فرش پر گھسیٹتا اس طاق کی طرف لے چلا۔ وہاں پہنچ کر اس نے میری بغلوں میں ہاتھ دے کر مجھے اس طاق میں بٹھا دیا۔ اس وقت نقاہت اور پیاس کے باعث میرے لئے سیدھا رہنا دشوار تھا۔ میری ریڑھ کی ہڈی کے مہرے اپنی جگہ سے سرکتے محسوس ہو رہے تھے لیکن شیو ناگ کی پراسرار قوتوں کے زیر اثر میں اس طاق میں سیدھا بیٹھا رہا۔

پھر شیو ناگ میرے سامنے کھڑا ہو کر بلند آواز میں کچھ اجنبی بول پڑھنے لگا۔ میرے بدن سے آہستہ آہستہ رہی سہی توانائیاں بھی تحلیل ہونے لگیں اور جب وہ خاموش ہوا تو میں دیکھنے، سننے اور سوچنے کے علاوہ ہر قوت سے محروم ہو چکا تھا۔

خوف اور آنے والے لمحوں کی دہشت سے میرا دل ڈوبا جا رہا تھا۔ میں عمل کی قوتوں سے محروم ہو چکا تھا اور آثار سے صاف ظاہر تھا کہ شیو ناگ اب وہ سب کچھ کرنے والا ہے جس کے تذکرے ہی سے میرے وجود میں تھرتھری پیدا ہو گئی تھی۔ شانتی چکر پوجا شروع ہونے والی تھی۔

اس پرہیبت مندر میں سکوت کے کچھ لمحے اور گزرے۔ پھر فضا کسی ناقوس یا سنکھ کے شور سے گونج اٹھی۔ اسی کے ساتھ مجھے مندر کی فضا میں عجیب سی بے چینی ابھرتی محسوس ہوئی جیسے کچھ نامعلوم اور پراسرار سائے مندر کی فضا میں ادھر ادھر سرسراتے پھر رہے ہوں۔

آخر کار سنکھ کی وہ آواز دم توڑ گئی۔ شیو ناگ یک بیک فضا میں اچھلا اور چھت کی گولائی میں ابھرے ہوئے کالی کے مجسمے کو چھوتا ہوا مندر کے دروازے کے قریب فرش پر جا ٹکا۔ باہر سمت سے قدموں کی غیر فطری آہٹیں گونج رہی تھیں۔ ان کا آہنگ بتا رہا تھا کہ آنے والوں کا رخ اسی جانب ہے۔

پھر یک بیک میرا دل دھڑک کر حلق میں آ گیا۔ میں نے چیخنا چاہا لیکن آواز ساتھ چھوڑ چکی تھی۔ میری آنکھیں دہشت، مسرت، خوف اور بے بسی کے ملے جلے امتزاج سے کشادہ ہو گئیں۔

اس دروازے سے میری محبوب بیوی، ستارہ مندر میں داخل ہو رہی تھی۔ تقریباً ایک برس کی طویل مدت کے بعد میری پیاسی اور بے قرار نگاہوں نے اسے دیکھا تھا۔ وہ اجنبی دنیا کی قیدی تھی اور آج پہلی بار آزاد فضاؤں میں نظر آئی تھی۔ اس کی لمبی لمبی غزالی آنکھوں میں بلا کی تندی اور معصومیت رچی ہوئی تھی۔ چہرے پر حیا کی سرخی شفق کے دلفریب لہریئے بکھیر رہی تھی۔ اس کا سبک اور گداز بدن آج بھی یوں ہی رعنائی کا شاہکار نظر آ رہا تھا جیسے اس کے بدن پر کسی کی نظریں تک نہ پڑی ہوں۔ اس کے انداز خرام میں، بلا کی بے نیازی اور عزم نمایاں تھا۔ چہرے پر گمبھیر سنجیدگی طاری تھی۔ اور ہونٹ قدرے بھنچے ہوئے تھے اس کا سیاہ لباس اس کے حسن کو سوز اور جلا بخش رہا تھا۔ اس کے پہلو میں ہی ایک طویل قامت اور خوبرو مرد چلا آ رہا تھا۔ اس کے شانے چوڑے اور بدن کسرتی تھا۔ رنگ سرخ و سپید اور نقوش دلفریب تھے۔ سرخ

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
RAWALPINDI

بالوں کے خمدار لہروں کے نیچے کشادہ پیشانی پر سیاہ رنگ کا ایک ننھا سا داغ تھا۔ اس کی چمکیلی آنکھوں میں جوش اور جوانی کی چمک نمایاں تھی۔ اونچی سی عقابی ناک کے نیچے پتلے پتلے ہونٹوں پر زندہ مسکراہٹ رقصاں تھی اور اس کا داہنا ہاتھ میری پیاری بیوی ستارہ کی کمر کے گرد حمائل تھا۔

جوں ہی وہ دونوں اندر گھسے شیو ناگ نے بے اختیار مرد کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اس نے تکبر اور نخوت کے ساتھ شیو ناگ کے سر کے بالوں کی جگہ اگے ہوئے ننھے ننھے بے شمار سانپوں کو اپنے ہاتھ سے چھوا اور مسند کی طرف بڑھنے لگا۔ ستارہ کی آنکھیں بے قراری کے ساتھ اس مندر میں کسی کو تلاش کر رہی تھیں۔ اس نے کئی بار میری جانب دیکھا لیکن اس کی نگاہیں سرسری طور پر مجھ سے پھسلتی چلی گئیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یا تو وہ مجھے پہچان ہی نہیں سکی ہے یا شیو ناگ کی پراسرار قوتوں کے زیر اثر میں اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوں۔

ستارہ اور اس کے ہمراہی کے پیچھے، حسن و شباب کا نگاہوں کو خیرہ کر دینے والا ایک ہجوم تھا جس میں بہت سی نوجوان اور طرح دار لڑکیاں سروں کو ادب سے جھکائے چلی آ رہی تھیں۔ ان کے بعد مردوں کا ایک گروہ اندر آیا۔ وہ سب بھی وجاہت اور رعنائی کے اعتبار سے ہزاروں میں یکتا تھے۔

جب یہ جلوس اندر داخل ہو گیا تو ستارہ کا ہمراہی مرد، حاکمانہ انداز میں چوبی مسند پر بیٹھ گیا۔ شیو ناگ اس کے قدموں میں آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ ستارہ کھوئے کھوئے انداز میں اپنی جگہ کھڑی بے چینی سے کسی کو تلاش کرتی رہی اور جب اسے کوئی شناسا چہرہ نظر نہ آیا تو اس کی آنکھوں میں محرومی کے سائے لرزنے لگے۔

"کمال ہے۔ وہ مجھے تو کہیں نظر نہیں آئے۔" ستارہ مسند نشین کی طرف مڑ کر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ اور میرا رواں رواں کانپ اٹھا۔ شاید اس بدنصیب کو مجھ سے ملاقات کا فریب دے کر چکر پوجا کے لئے یہاں تک لایا گیا تھا۔ میرے دل میں ہوک سی اٹھی۔ میرا جی چاہا کہ لپک کر ستارہ کو سینے سے لگا لوں۔ چیخ کر اسے بتاؤں کہ میں اس کی نگاہوں کے سامنے عذاب اور محرومی میں مبتلا کر کے طاق میں سجا دیا گیا ہوں لیکن میں کچھ بھی نہ کر سکا۔ شیو ناگ کی ہر پیشین گوئی درست تھی۔ میرے

اعصاب پر موت کا سا جمود پھیلا ہوا تھا۔

"اسے بھول جاؤ ستارہ۔" مسند پر بیٹھے ہوئے شخص نے پُر رعب آواز میں اس سے کہا۔ "وہ ہرجائی تھا، وہ تمہیں بھول کر اپنی راتیں لڑکیوں کے جھرمٹوں میں گزارتا رہا ہے اور اب اس کی آوارگی رنگ لا رہی ہے۔ وہ کسی خارش زدہ کتے کی طرح موت کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہے اور موت اس کے سائے تک سے خوفزدہ ہے۔"

"نہیں نہیں۔ تم جھوٹے ہو۔" وہ اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر رو پڑی۔ "سلطان ایسے نہیں ہو سکتے۔ وہ مر کر بھی بے وفائی نہیں کر سکتے۔ بتاؤ وہ کہاں ہیں۔"

"منتر شروع کرو۔" مسند والے نے ستارہ کو نظرانداز کرتے ہوئے بے رحم آواز میں کسی کو حکم دیا اور مندر کی فضا سنکھ و ناقوس کی منحوس آوازوں سے لرز اٹھی۔

ستارہ روتی ہوئی زمین پر بیٹھی ہوئی لڑکیوں کے درمیان جا گری۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میرا دل کٹ رہا ہو۔ میں تیز چھریوں کی دھار اپنے ہر سانس کے ساتھ محسوس کر رہا تھا۔ وہ لوگ بلا کے سنگدل اور سفاک تھے۔ ان کے نزدیک نہ جذبے قابل احترام تھے نہ آبرو کی قدر تھی۔ میں خوب سمجھ رہا تھا کہ مسند پر بیٹھا ہوا شخص ہی ناگ راجہ ہے۔ وہی میرا رقیب اور ستارہ کی آبرو کا دشمن ہے۔ اس نے ستارہ کو زیر کرنے کے لئے یہ بھیانک کھیل رچایا ہے۔

ناگ راجہ کی مسند کے عقب میں شیو دیوتا کا ایک بے ہنگم اور کراہت آمیز مجسمہ نصب تھا۔ اس کے دائیں بائیں اس کی عورتوں کے حیا سوز مجسمے سر اٹھائے کھڑے تھے۔ پاربتی کا بدن لباس سے یکسر محروم اور پوری طرح نمایاں تھا اور کالی، کلی دیوی اور لوا دیوی کے مجسمے بھی اس سے کچھ کم نہ تھے۔ ان تمام دیوی دیوتاؤں کے ہوس میں ڈوبے ہوئے وہ پیکر، مندر میں موجود مردوں اور عورتوں کی آنکھوں میں جھانکتے عزائم کی خاموش تصویریں تھیں۔

سنکھ کی بھیانک آواز زیر و بم کے ساتھ ابھر رہی تھی۔ مندر کے فرش پر بیٹھی ہوئی خوبصورت لڑکیوں کے چہرے آتش شوق میں بھبھوکا ہوئے جا رہے تھے۔ خمار کی سرخی میں ڈوبی ہوئی آنکھیں حریصانہ انداز میں شیو دیوتا کے کراہت آمیز مجسمے کی جانب نگراں تھیں۔ مردوں میں بھی برپا ہیجان پھیلا ہوا تھا۔ ان کے کانپتے ہوئے ہونٹ،

پھڑکتے ہوئے بازو اور بے چین بدن، مجھے آنے والے لمحوں کی ان کہی کہانی سنا رہے تھے۔

میری محبوب بیوی ستارہ اس ہجوم کے درمیان میں دیوانوں کی طرح ہکا بکا ایک ایک کا منہ تک رہی تھی۔ اس کے چہرے سے ظاہر تھا کہ وہ اس اجتماع کا مقصد ابھی تک نہیں سمجھ سکی ہے۔

پھر یک بیک سنکھ کی آواز تیز ہوئی اور اسی کے ساتھ شیو ناگ پوری قوت سے ایک چیخ مار کر اٹھ گیا۔ میرے دل کی دھڑکنیں اچانک سست پڑ گئیں۔ میں نے اپنی آنکھیں بھینچ لینی چاہیں لیکن یہ ممکن نہ ہوا۔ میرے پپوٹے کسی نادیدہ قوت کے زیر اثر مستقل کھلے ہوئے تھے۔

شیو ناگ کے پیر اٹھتے ہی مندر میں ایک گھناؤنا کھیل شروع ہو گیا۔

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
FIRST/4 NISHTAR ROAD DHABA BAZAR
RAWALPINDI Ph: 5028532
PROP: ALI KHAN

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/50/4 KASHTAR ROAD, BHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH 5568622
PROP ALI KHAN

شیو ناگ کے یوں چیخ مار کر اٹھتے ہی مندر کے فرش پر بیٹھے ہوئے ہجوم پر ہیجان کی ایک لہر دوڑ گئی۔ جب سنکھ پھونکنے والے نے سانس توڑ کر دھن تبدیل کی تو سارے مرد اور عورتیں یکبارگی اٹھ کھڑی ہوئیں اور شیو ناگ کے ہمراہ وحشیانہ تیزی کے ساتھ مندر کے وسط میں ناچنے لگیں۔ ستارہ ابھی تک حیران و پریشان فرش پر پڑی ہوئی تھی۔ مسند پر بیٹھے ہوئے ناگ راجہ کی بھوکی نگاہیں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ جب ستارہ نہ اٹھی تو وہ مسند سے اتر کر تیر کی طرح اس کے قریب آیا اور اس کا ہاتھ تھام کر ناچنے والوں کے ہجوم میں شامل ہو گیا۔ پہلے تو ستارہ کی کئی تیز چیخیں سنکھ کے شور میں سنائی دیں پھر وہ کسی نادیدہ قوت کے زیر اثر خود بخود دوسروں ہی کی طرح ناچنے لگی۔

اس وقت مندر میں وحشت اور درندگی کی عجیب فضا بندھ چکی تھی۔ سنکھ کی آوازوں پر تھرکتے ہوئے بدن، لباس کے بندھنوں کو توڑ دینے کے لئے بے چین تھے۔ ہالسوں میں دیوانگی سی مچی تھی۔ مرد اور عورت کا امتیاز مٹ چکا تھا۔ لڑکیاں حیا کو خیر باد کہہ کر خمار آلود نگاہوں سے مردوں کو اشارے کر رہی تھیں۔ مجھے اس وحشیانہ ناچ رنگ کے پہلو سے حیوانیت اور گناہ کی ایک نئی کہانی طلوع ہوتی نظر آ رہی تھی۔

اچانک شیو ناگ ناچتے ناچتے لوگوں کے ہجوم میں سے نکلا اور تیزی کے ساتھ دیوار گیر مشعلیں بجھانے لگا اور جب وہاں صرف دو روشن مشعلوں کی ناکافی روشنی باقی رہ گئی تو وہ پھر اسی ہجوم میں گم ہو گیا۔۔۔۔ مشعلوں کی دھیمی دھیمی، سرخ روشنی میں وہ سب لوگ مافوق سایوں کی طرح ناچتے اور اچھلتے رہے۔ پھر شیو ناگ نے تیزی کے ساتھ حلق سے ایک نعرہ مارا جو میری سمجھ میں نہ آ سکا۔ ناچتے ہوئے، مردوں اور عورتوں کے ہاتھ جنبش میں آئے فضا لذتوں کے شور اور سانسوں کی تیز آندھیوں میں لباسوں کی سرسراہٹیں گونجیں اور پھر جسموں پر صرف زیر جامے باقی رہ گئے۔

میں نہ اپنی آنکھیں بند کر لینے پر قادر تھا نہ گردن ہلا سکتا تھا۔ میں سمجھ چکا تھا کہ ساری حیا سوز داستان مجھے دیکھنی ہی پڑے گی۔ یہ سمجھ لینے کے بعد میری بے چین آنکھیں ستارہ کی تلاش میں ہجوم کا طواف کرنے لگیں۔ آنکھوں کی پتلیاں بار بار ایک کونے سے دوسرے گوشے تک جاتی رہیں لیکن ستارہ ان کے وسط میں گھری ہوئی تھی۔ میں یہ نہ دیکھ سکا کہ وہ کس حال میں ہے۔ ہاں ناگ راجہ مجھے کئی بار نظر آیا۔ اس کا چہرہ وفور جذبات سے تمتمایا ہوا تھا اور وہ بھی اب اپنے شاہانہ لباس کے بجائے صرف ایک زیر جامے میں نظر آ رہا تھا۔

پھر میں نے چوبی مسند کے عقب سے شیو دیو کے کراہت آمیز مجسمے کو حرکت کرتے دیکھا۔ پتھر کا وہ بے جان مجسمہ غیر محسوس طریقے پر فرش پر سرکتا ہوا ناچنے والوں کے درمیان آ رہا تھا۔

ناچنے والے سرک کر اس مجسمے کو جگہ دیتے رہے۔ آخر وہ مندر کے وسط میں آ کر ٹھہر گیا۔ اب وہ چھت کی اندھی پیالی جیسی گولائی میں ابھرے ہوئے کالی کے مجسمے کے بالکل نیچے تھا۔ اچانک کالی دیوی کے بائیں پستان سے دودھ کی ایک بوند شیو دیو کے مجسمے پر ٹپکی۔ میں پتھر کے ایک مجسمے سے کسی سیال کے یوں اخراج پر حیران ہی تھا کہ [illegible] کے گرد حصار کی صورت میں ناچتے ہوئے مرد تیزی سے دیواروں تک سرکتے چلے گئے اور ساری لڑکیاں دیوانہ وار شیو دیو کے کراہت آمیز مجسمے کو ہونٹوں سے چھونے لگیں۔

اسی دوران میں شیو ناگ بندروں کی طرح جست لگا کر شیو دیو کے مجسمے پر جا بیٹھا۔ وہاں پہنچنے کے بعد اس نے اپنی پھیلی ہوئی آنکھوں سے ایک بار تمام لڑکیوں کا جائزہ لیا اور پھر داہنا ہاتھ فضا میں لہرا کر ان سب سے کوئی چیز طلب کی۔

اگلے ہی لمحے اس اشارے کا مقصد میری سمجھ میں آ گیا۔ شیو دیو کے مجسمے کو چومنے والی لڑکیاں اپنے اوپری زیر جامے اتار اتار کر شیو ناگ کی طرف اچھال رہی تھیں اور وہ انہیں اپنی گود میں جمع کرتا جا رہا تھا۔

جب وہ تمام لڑکیاں لباس سے محروم ہو گئیں تو شیو ناگ نے انہیں پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیا اور اسی کے ساتھ سنکھ اچانک خاموش ہو گیا۔

مندر کی فضا پر بوجھل اور سنسنی خیز سکوت چھا گیا۔ جس میں بس چڑھے ہ
سانسوں کی گونج سنائی دے رہی تھی۔ میں اپنے سامنے کھڑے ہوئے مردوں کے ہجو
اس بار بھی نہ دیکھ سکا کہ ستارہ کہاں اور کس حال میں ہے۔

پھر سب سے پہلے ناگ راجہ شیو ناگ کے قریب گیا اور اس نے اپنی گود میں
ایک نسوانی زیر جامہ نکال کر فضا میں لہرایا اور ناگ راجہ کے سر پر ڈال دیا۔ وہ پیچھے
تو سارے مرد شیو ناگ کے گرد جمع ہو گئے۔ وہ اپنی گود سے ایک ایک زیر جامہ نکال
ہر مرد کو دیتا رہا اور جب اس کی گود خالی ہو گئی تو وہ شودیو کے مجسمے پر سے پیچھے
اور تیزی کے ساتھ باقی ماندہ مشعلیں بھی گل کر دیں۔

"اب ان کپڑوں سے آج کی رات کے لئے اپنی اپنی عورت کو پہچان لو۔"
میں پھیلے ہوئے گھور اندھیرے میں شیو ناگ کی تحکمانہ آواز گونجی۔ "یہ رات تمہ
ہے۔"

پھر سیاہ پتھر سے بنے ہوئے اس غار کی تاریک فضا میں سرگوشیوں اور آوازوں
دھما دھیما ہیجان خیز شور ابھرنے لگا۔ شیو ناگ نے نسوانی جامے تقسیم کرتے وقت
میں لہرا لہرا کر ان کی نشانیاں ہر ایک پر واضح کر دی تھیں اور اب اندھیرا ہو جانے پر
کو بھی اپنی ساتھی کی تلاش میں دقت نہیں ہو رہی تھی۔

مجھے شیو ناگ کے کہے ہوئے الفاظ کے مطابق پورا یقین تھا کہ مندر میں
کے منجدھار میں پھنسے ہوئے لوگ صرف انسانی بہروپ ہیں۔ ان مردوں اور عورتوں
میں بیشتر وہ ناگ اور ناگنیں تھیں' جنہیں اپنا روپ بدلنے کی قوت حاصل تھی۔ ان میں
اصل انسانوں کی تعداد یقیناً کم تھی اور وہ بھی اس وقت پراسرار قوتوں کے تابع ہو
نیکی اور بدی کا امتیاز اس تاریکی میں کھو چکے تھے۔

وہاں بھیانک کھیل شروع ہو چکا تھا۔ میں ہر قوت سے محروم تنگ طاق میں بیٹھا
تھا۔ بدن پر شدید نقاہت کے ساتھ ہی کرب ناک جمود طاری تھا۔ اب میری آنکھیں
سیاہی میں الجھے ہوئے سایوں کو دیکھ رہی تھیں۔ گو ان کے خد و خال دیکھنا یا ان
پہچان لینا ممکن نہ تھا لیکن ان کے ہیولے ہیولائی ہیجان میں مبتلا نظر آ رہے تھے۔ میرا
دماغ ناقابل بیان اذیت میں مبتلا تھا۔ میری پیاری بیوی ستارہ ہوس اور گناہ کے اس

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F-8/G/4 NISHTAR ROAD KHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH:3556532
PROP ALI KHAN

نہ جانے کہاں گم تھی' نہ جانے اس پر کیا گزر رہی تھی' ناگ راجہ کے عزائم کی
سنگینی کا مجھے خوب علم تھا اور ستارہ کی بے بسی کا بھی پورا پورا اندازہ تھا لیکن مجھے
یقین نہیں آ رہا تھا۔ یہ احساس مجھے کھائے جا رہا تھا کہ میری آنکھوں کے سامنے ستارہ کی
روشن پیشانی پر بے آبروئی کی سیاہی پھیری جانے والی ہے۔

میں اذیت اور بے بسی کے احساس میں ڈوبا ہوا' اس طاق میں ساکت و صامت
بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک مندر کی چھت کی گولائی میں بنے ہوئے کالی کے دیو ہیکل مجسمے کی
آنکھوں کی پتلیوں میں سے روشنی کی دھیمی دھیمی کرنیں پھوٹنے لگیں۔ پتھر کے کسی بت
کی آنکھوں سے روشنی کا یہ اخراج بڑا ہی ڈراؤنا تھا۔ آہستہ آہستہ وہ روشنی مندر کے
فرش پر ایک دوسرے کے جسم میں کھوئے ہوئے لوگوں پر پڑنے لگی۔ وہ سر سے پیر
تک گناہوں کی دلدل میں غرق تھے۔ ان کے چہروں پر ہوسناک عزائم ناچ رہے تھے'
بے اختیار میرا جی چاہا کہ اپنی آنکھیں بند کر لوں لیکن یہ ممکن نہ ہو سکا۔ میرے تمام
اعصاب پر شیو ناگ کی گرفت ابھی تک مضبوط تھی۔

پھر کالی کے ابھرے ہوئے سنگی مجسمے کی آنکھوں سے خارج ہونے والی روشنی کی
لکیریں آہستہ آہستہ فرش پر رینگنے لگیں اور یہ جان کر میرا دل کنپٹیوں میں اچھلنے لگا
کہ اس پتھریلے بت کی آنکھوں کی پتلیاں حرکت کر رہی ہیں۔

پھر نگاہ میری مرضی کے برعکس روشنی کی ان ہیبت ناک لکیروں کے ساتھ ساتھ
رینگتی رہی پھر ایک ثانیے کے لئے میں نے ستارہ کے بارے میں سوچا اسی وقت
مندر کی فضا ستارہ کی دلدوز چیخ سے لرز اٹھی۔ وہ ہانپتی ہوئی آواز میں کسی مرد سے دور
رہنے کی التجائیں کر رہی تھی۔ میری شریانوں میں دب سے خون کا دوران تیز ہو گیا
کانوں میں چنگاریاں سلگنے لگیں' یقیناً ناگ راجہ ستارہ کے سر پر سوار ہو چکا تھا اور
تھوڑی ہی دیر میں ستارہ کی پیشانی داغدار ہونے والی تھی۔ بھلا وہ بیچاری کب تک اس
شیطانی طاقت کا مقابلہ کرتی۔

ادھر ستارہ کی چیخیں در و بام کو ہلائے دے رہی تھیں اور دوسری طرف میری
نگاہیں کالی کے مجسمے سے خارج ہونے والی روشنی کے ساتھ مندر کے فرش پر رینگ
رہی تھیں۔ وہ سب ستارہ کی چیخ و پکار اور فریاد سے بے نیاز اپنے نفس کی تواریوں

میں ڈوبے ہوئے تھے۔

پھر اچانک میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ پراسرار روشنی مندر کے فرش پر ...
اور ذلت کی شدید کشمکش میں مبتلا' ستارہ کے بدن پر مرکوز ہو کر رہ گئی۔ شاید کالی ...
ننگی مجسمے کی آنکھیں بھی ادھر ہی جم کر رہ گئی تھیں۔ میں نے اس وقت جو کچھ دیکھا
بیان کرنے کی قوت نہ میرے قلم میں ہے نہ زبان اور الفاظ ساتھ دے سکتے ہیں۔
ستارہ کے چہرے پر فریاد اور وحشت ثبت تھی' اس کا چاندی جیسا بدن شرم اور حیا کے
پسینوں کی چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور وہ چیخ چیخ کر خود کو
ناگ راجہ کے روح فرسا عزائم سے بچانے کی کوشش کر رہی تھی۔

ناگ راجہ اسے سہا سہا کر خوش ہو رہا تھا۔ اس کی جلتی ہوئی بھوکی نگاہیں ستارہ
کے بدن کو چھید رہی تھیں اور وہ بے بسی کے عالم میں فریاد کناں تھی۔

پھر اچانک ناگ راجہ نے جھپٹ کر ستارہ کا چہرہ اپنی ہتھیلیوں کے درمیان لے لیا
اور وہ کرب کے ساتھ چیخ پڑی۔ "میرے خدا۔۔۔ تو مجھے اٹھا لے۔"

اس کی آواز میں وحشت' کرب اور التجا کا وہ سمندر انگڑائیاں لے رہا تھا کہ شاید
آسمانوں میں بھی ہلچل سی مچل گئی اور ناگ راجہ کی جسارت بڑھنے سے پہلے ہی وہ پورا
مندر بھیانک آوازوں سے لرز اٹھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بڑے بڑے عفریت اس مندر
کے در و بام کو اکھاڑ پھینکنے پر تل گئے ہوں۔

کالی کی بتی بتیاں یک بیک بے نور ہو گئیں۔ مندر کے فرش پر پڑے ہوئے
سانپ دہشت زدہ آوازوں میں چیخنے لگے' جیسے کوئی نادیدہ قوت ان کے جسموں میں
زہریلے نیزوں کی انیاں اتار رہی ہو۔

وہ شور اور اکھاڑ پچھاڑ اتنی زبردست تھی کہ میرے طاق والی دیوار کسی کنکر کی
طرح لرزنے لگی اور میں اس میں سے اچھل کر فرش پر جا گرا۔ وہاں گرتے ہی مجھے
احساس ہوا کہ میرے اعضا اور حواس طلسماتی جمود سے نجات پا چکے ہیں۔ میرے ...
کے نیچے دبے ہوئے کئی بدبخت جسم تڑپ کر اچھلے اور اس کے بعد مجھے کسی چیز کا ہوش
نہ رہا۔

میرے حواس بحال ہوئے تو میں نے خود کو ایک ویرانے میں پڑا ہوا پایا۔ میرے

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
6-855/4 NISHTAR ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH. 5521727
PROP: ALI KHAN

آس پاس زمین پر تین عورتیں اور سات مرد بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ ان
کے چہرے میرے شناسا تھے۔ انھیں میں کچھ دیر قبل ہونے والی پوجا میں دیکھ چکا
تھا۔

ہر طرف گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اندھیری رات میں آسمان پر چمکتی ہوئی تاروں کی
چادر بہت بھلی لگ رہی تھی۔ میں نے چند گہرے گہرے سانس لے کر ادھر ادھر نگاہیں
دوڑائیں لیکن اب وہاں نہ وہ ہولناک مندر تھا' نہ ہی سانپوں اور اژدہوں سے بھرا ہوا
مصنوعی مزار تھا جس کے فریب کا شکار ہو کر میں ایک بار پھر شیو ناگ کے چنگل میں جا
پھنسا تھا۔

سب سے آخر میں میری نگاہیں حیدر شاہ کے چہرے پر پڑیں۔ وہ قہربار نگاہوں
سے مجھے گھور رہے تھے۔ مجھے اپنے کمزور اور زخمی بدن میں بے شمار چیونٹیاں سنسنانے
کا احساس ہوا۔ میں نے بوکھلا کر زمین سے اٹھنا چاہا لیکن نقاہت کے باعث کامیاب نہ
ہو سکا۔

"انسانوں کے بہروپ بڑے حسین ہوتے ہیں سلطان۔" حیدر شاہ کی دھیمی مگر
کڑی آواز نے ماحول کا سکوت توڑا۔ "میری ہدایت کے باوجود تو بار بار بھٹکتا رہا ہے۔"

"مجھے معاف کر دیجئے حیدر بابا۔" میں نے جذبات سے مغلوب رندھی ہوئی آواز
میں کہا۔ "میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا' میں اپنی رنگین مزاجی کی بہت سزا
بھگت چکا ہوں۔"

"ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔" وہ میرے قریب آ کر زمین پر بیٹھتے ہوئے
بولے۔ "تو اب تک پاگلوں کی طرح اندھیرے میں بھٹکتا رہا ہے لیکن اب وہ گھڑی
دور نہیں ہے جب تیرا ناگ بھون کا سفر شروع ہو جائے گا۔"

یک بیک میرے بدن میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی' ناگ بھون کا نام میرے ذہن سے
نکلا ہوا تھا۔ ان کے منہ سے اس اجنبی دنیا کا نام سنتے ہی مجھے یوں محسوس ہوا جیسے
میرے ذہن میں زہریلے بچھوؤں نے اپنے ڈنک گاڑنے شروع کر دیئے ہوں' میرے
اعصاب میں ناقابل بیان اضطراب پھیلنے لگا اور میں بے اختیار چیخ مار کر زمین سے اٹھ گیا۔
"ناگ بھون دھوکا ہے' تم مجھے نہیں بہکا سکتے۔" میں نے حیدر شاہ کے شانے تھام

کر آواز کی پوری قوت سے کہا۔ میرے لاشعور میں یہ احساس باقی تھا کہ میں ذہنی توازن کھو رہا ہوں' مجھے رام بھروسے کا حشر بھی ابھی تک یاد تھا۔ اس بچل کاری بن سے سون ہلٹ کا سفر کرتے ہوئے میرے منہ سے ناگ بھون کا نام سن کر پاگلوں کی طرح ندی میں کود کر اپنی جان دے دی تھی۔ منکا قبضے سے نکل جانے کے بعد میں بھی اجنبی ہو گیا تھا۔ شیو ناگ اپنی پراسرار دنیا کا نام میرے ذہن سے محو کر چکا تھا اور حیدر شاہ کی زبانی ناگ بھون کا نام سنتے ہی میری حالت غیر ہونے لگی تھی۔ ناگ رانی مجھے بتا چکی تھی کہ ناگ بھون کے رکھوالوں کا انتظام بہت سخت اور بے رحمانہ ہے' کوئی بھی اجنبی ناگ بھون کا نام سن کر زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔

میری حالت دیکھتے ہی حیدر شاہ معاملے کی تہہ تک پہنچ گئے اور انہوں نے اپنی چمکیلی نگاہیں میری آنکھوں میں ڈال دیں۔

چند ثانیوں کے لئے مجھ پر غائب الذہنی کی کیفیت طاری ہو گئی پھر مجھے حیدر شاہ کی آنکھوں سے مقناطیسی لہروں کے مرغولے نکلتے نظر آئے۔ ان کے ہونٹ کوئی آواز پیدا کئے بغیر تیزی کے ساتھ حرکت کر رہے تھے اور مجھ پر غنودگی کی لہر چھانے لگی تھی۔

مجھ پر کافی دیر تک یہی کیفیت طاری رہی اور حیدر شاہ خاموشی کے ساتھ کوئی عمل پڑھتے رہے۔ آخر انہوں نے چند قدم آگے بڑھ کر میرے سینے پر دم کیا اور میں نے خود کو معمول پر آتا محسوس کیا۔

"ہمت سنبھال کر چلنے کی ضرورت ہے سلطان۔" حیدر شاہ نے قدرے توقف کے بعد زبان کھولی۔ "حضرت صاحب کی درگاہ یہاں سے دو کوس کی مسافت پر ہے وہاں پہنچنے پر غیب سے تمہاری مدد ہو گی۔"

"کیا آپ درگاہ تک میری رہبری نہیں کریں گے؟" میں نے نظریں جھکا کر پوچھا۔

"یہ سب میرے اور تمہارے جیسے انسان ہیں' یہ ناگ ناگنوں کی ہوس کے دام میں الجھ کر اس حال کو پہنچے ہیں اب ان کی رہبری مجھ پر مقدم ہے۔ انہیں ان کے گھرانوں میں پہنچائے بغیر میں کوئی دوسرا کام نہیں کر سکتا تم دل مضبوط کر کے اللہ کا نام لو اور درگاہ کی طرف چل پڑو تمہارا ایک ایک لمحہ بہت قیمتی ہے۔"

اس وقت میری نقاہت اور کمزوری کافی حد تک دور ہو چکی تھی۔ میں نے ڈبڈبائی

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F4904 MEHTAR ROAD SHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH. 5553532
PROP ALI KHAN

ہوئی نظروں سے اپنی محسن کی جانب دیکھا اور پھر ان کی بتائی ہوئی سمت میں چل پڑا۔

چاند کی وہ آخری شب اپنے آخری سانسوں پر تھی۔ میں ویران علاقے میں تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ جنگلی درختوں سے پرندوں کی چہکار ابھرنے لگی۔ مشرقی افق پر پھیلی ہوئی ظلمت کی چادر میں بھی ہلکی ہلکی سفیدی نمودار ہونے لگی تھی۔ فضا میں نسیم سحری کی مخصوص اور مانوس بو پھیلنے لگی تھی۔

میں ایک نئے عزم کے ساتھ اپنے راستے پر بڑھتا رہا۔ مجھے امید تھی کہ سورج طلوع ہونے سے قبل ہی میں اپنی منزل پر جا پہنچوں گا۔ اس وقت مجھے بیچا کی شدت کے ساتھ یاد آ رہی تھی کہ اگر وہ زندہ ہوتی تو تنہائی اور بے بسی کے ان لمحات میں بھی معاون ثابت ہوتی لیکن وہ بے چاری تو اپنی ذات کا عرفان حاصل ہوتے ہی' شاید فرط مسرت کے باعث موت کی ابدی آغوش میں جا سوئی تھی۔

تھوڑی دیر کے سفر کے بعد مجھے سامنے ایک بستی کے آثار نظر آنے لگے۔ حیدر شاہ کی بتائی ہوئی علامات کے سہارے مجھے یہ سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی کہ میں اب شاکر پور کی بستی میں پہنچ چکا ہوں۔

بستی کے نواح میں پھیلے ہوئے لہلہاتے کھیتوں میں سے گزرتے ہوئے میری نگاہ اپنے کاموں میں مصروف مقامی باشندوں پر پڑی۔ وہ نہایت خوشی اور لاپروائی کے ساتھ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

میں بستی میں داخل ہوا تو مجھے اندازہ ہوا کہ وہاں مسلمانوں کی آبادی اگر غیر مسلموں سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہے۔ خاصی بارونق اور بھری پری آبادی تھی اس لئے کسی نے بھی میری طرف توجہ دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

میں بستی سے گزر کر جنوبی سرے کی طرف بڑھتا رہا۔ چھوٹے سے قبرستان سے گزرتے ہی میں نے چند کچے مکانات کے عقب میں مٹی کا بنا ہوا ایک گنبد دیکھا۔ جس پر بنے ہوئے رنگین نقش و نگار موسمی تھپیڑوں کے سامنے پھیکے پڑ چکے تھے۔

میرے دل کی کیفیت عجیب سی ہو چلی تھی۔ رقت اور مظلومیت کا احساس بہت زیادہ بڑھ گیا تھا اور میں جلد از جلد حضرت صاحب کی درگاہ پر پہنچ جانا چاہتا تھا۔

وہ درگاہ خاصے وسیع رقبے پر بنی ہوئی تھی۔ اس کے کچے احاطے میں کوئی دروازہ

نہیں تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہاں بہ ضرورت مند بلا روک ٹوک داخل ہو سکتا تھا۔ میں نے احتیاط کے ساتھ درگاہ کا ایک چکر لگایا اور پھر احاطے کے دروازے کے سامنے برگد کے ایک بوڑھے درخت پر لہراتے ہوئے سبز علم کے سائے میں رکھے ہوئے پانی کے مٹکوں پر پہنچ۔

حیدر شاہ کی ہدایت کے مطابق میں نے ایک دعا پڑھ کر مٹی کا کوزہ باہر نکال کر منہ سے لگا لیا۔ پانی کا آخری گھونٹ حلق سے اترتے ہی مٹی کے آبخورے میں ہلکی سی گڑگڑاہٹ ہوئی اور میں اپنے ہونٹوں پر کسی سخت سی چیز کا لمس محسوس کر کے چونک پڑا۔

آنکھیں کھولیں تو اس آبخورے میں دودھ جیسی سفید رنگت کا سنگ مرمر کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا نظر آیا۔ میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ آس پاس نگاہیں دوڑائیں وہاں کوئی بھی میری جانب متوجہ نہیں تھا۔ بچوں کی ایک ٹولی مٹی میں کھیل رہی تھی۔

میں نے پھرتی کے ساتھ آبخورے میں سے سنگ مرمر کا وہ ٹکڑا نکالا اور اسے مٹھی میں دبا کر وہاں سے چل پڑا۔ اس وقت اپنی کامیابی پر میرا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ میں اپنی دھن میں مگن سر جھکائے چلا جا رہا تھا کہ اچانک کوئی مجھ سے ٹکرایا۔ میں نے چونک کر نظریں اوپر اٹھائیں تو پھٹے ہوئے کپڑوں میں ملبوس' سولہ سال کی گداز بدن ایک لڑکی نظر آئی۔ اس کے گورے اور خوبصورت چہرے پر سیاہ ہرنی جیسی آنکھیں متجسسانہ انداز میں حرکت کر رہی تھیں۔

"ہاں۔ میں اس بستی میں اکیلی ہوں۔" وہ میری استفسار طلب نگاہوں کا سامنا کرتے ہوئے سرگوشیانہ آواز میں بول پڑی۔ "تو بھی پردیسی لگتا ہے' مجھے اپنے ساتھ رکھ لے۔"

میں نے سرد نگاہوں سے اسے گھورا۔ وہ جوان اور بے حجاب تھی۔ میں سمجھ گیا کہ مجھے گناہ پر مائل کرنے کے لئے یہ شیوناگ کا کوئی نیا حربہ ہے۔ میں نے حقارت سے اسے دھتکار دیا۔ "اپنے گرو کو میرے پاس بھیج' اب تمہارا لڑکیوں کا حربہ پرانا ہو چکا ہے۔"

میرے الفاظ پر وہ چراغ پا ہو گئی۔ "میں ابھی شور مچا دوں گی کہ تو مجھے میرے

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/893 MUSHTAR ROAD DHAERA BAZAR
RAWALPINDI Ph:3550532
PROP:ALI KHAN

گاؤں سے بھگا کر لایا ہے اور اب پیشہ کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔"

اس وقت میں جہاں موجود تھا وہاں بالکل سناٹا تھا۔ قبرستان قریب ہونے کے باعث وہ جگہ عام گزرگاہ نہیں تھی لہٰذا مجھے کسی مداخلت کا اندیشہ نہیں تھا۔

میں نے ایک ثانیے کے لئے اس لڑکی کو گھورا اور پھر اس کی چوٹی اپنی مٹھی میں بھینچ لی۔ "میں یہاں بڑے سکون سے تیرا قصہ تمام کر دوں گا اور کوئی تیری مدد کو نہ آئے گا۔"

میرے عزائم بھانپتے ہی وہ سراسیمہ نظر آنے لگی۔ "تم میرے ساتھ جو چاہو کر سکتے ہو' مگر مجھے زندہ چھوڑ دو۔"

میں نے فوراً ہی اس کے گلے پر ہاتھ ڈال دیا اور اس کی چیخ گلے ہی میں گھٹ کر رہ گئی۔ وہ میرے ہاتھوں میں بے بس ہو کر بری طرح تڑپ رہی تھی اور میں لحظہ بہ لحظہ اس کے گلے پر اپنی گرفت مضبوط کرتا جا رہا تھا۔ ساتھ ہی میری نگاہیں آس پاس کا جائزہ بھی لے رہی تھیں۔

چند ہی سیکنڈ میں اس کی آنکھیں حلقوں سے باہر ابل آئیں۔ اس کا سانس اکھڑنے لگا اور جوں ہی اس کے بدن نے آخری جھٹکا لیا' میں نے اس کی گردن چھوڑ دی' وہ زمین پر گر کر اپنا سینہ دونوں ہاتھوں میں بھینچ کر کرب کے ساتھ تڑپی اور پھر اس کا سراپا ایک جھٹکے سے سیاہ سانپ میں تبدیل ہو کر ساکت ہو گیا۔

میں چند ثانیوں تک حیرت کے ساتھ اس سانپ کو دیکھتا رہا پھر آگے بڑھ کر اس کا سر اپنی ایڑی سے کچل ڈالا۔

اس مرحلے سے نمٹ کر میں دوبارہ آبادی کی طرف چل دیا۔ حیدر شاہ کی ہدایت کے مطابق مجھے سورج غروب ہونے کے بعد سنگ مرمر کے اس پتھر سمیت حضرت صاحب کی درگاہ میں داخل ہونا تھا۔ میرے اعصاب میں عجیب سی سنسنی پھیلی ہوئی تھی مجھے پورا یقین تھا کہ حضرت صاحب کی درگاہ میں مجھے میری کھوئی ہوئی قوت واپس مل جائے گی اور شاید شیوناگ بھی اس بات سے واقف تھا اسی لئے اس نے میرے شاکر پور پہنچتے ہی میری راہ میں روڑے اٹکانا شروع کر دیئے تھے تاکہ میں ایک بار پھر کوئی ایسا غلط کام کر بیٹھوں کہ حضرت صاحب کی درگاہ میں بھی میرے مسئلے کا کوئی حل نہ

نکل سکے۔ میں نے شاکر پور میں اپنا بیشتر وقت لوگوں اور بارونق علاقوں میں گھومتے ہوئے گزارا تاکہ کسی ویرانے میں شیو ناگ کا نشانہ نہ بن سکوں۔

دوپہر کے وقت میں ایک بھٹیارے کے تنور پر پہنچا تاکہ آتش شکم سرد کر سکوں۔ بھٹیارے کی دوکان اس وقت بھری ہوئی تھی اس لئے اس نے اپنے تنور کے قریب ہی میرے لئے جگہ پیدا کر دی۔ میں ہاتھ دھو کر جوں ہی تنور کے قریب بیٹھا کسی نامعلوم شخص نے عقب سے میری بغلوں میں ہاتھ دے کر مجھے تنور میں اچھال دیا۔ میری چیخ بلند ہوتے ہی ہلچل مچ گئی اور لوگ کھانا پھینک کر وہاں سے بھاگ نکلے لیکن بھٹیارا بہت ہوشیار تھا اس نے صورت حال کی نزاکت کو بھانپتے ہی خود کو میری مدد سے بچاتے ہوئے تنور کے دہکتے ہوئے دہانے پر ٹین کا ڈھکنا اچھال دیا۔

اس کی اس تدبیر سے میں جلتے ہوئے تنور میں گر کر جلنے سے تو بچ گیا لیکن پھر بھی میرے بدن پر کئی جگہ آبلے پڑ گئے۔

بھٹیارے نے مجھے سہارا دے کر پانی پلایا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ یہ سب کیسے ہوا۔ میں نے اسے پوری بات من و عن بتا دی۔

میری بات سن کر وہ حیران نظر آنے لگا۔ "تمہارے پیچھے تو کوئی بھی نہیں تھا... خیر خیر تم فکر نہ کرو۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا کوئی دشمن تمہاری گھات میں ہے۔"

"میں تو اس بستی میں آج ہی آیا ہوں۔" میں نے بات بناتے ہوئے کہا۔ "یہاں کسی کو مجھ سے دشمنی کیوں ہونے لگی۔"

"تم میرے ہی پاس رکو۔ تم یہاں کب آئے تھے؟" اس نے مجھے دلاسا دیتے ہوئے سوال کیا۔

"حضرت صاحب کی درگاہ پر حاضری دینے آیا تھا۔"

وہ بھی مسلمان ہی تھا۔ میرا مقصد جانتے ہی خاصا متاثر نظر آنے لگا۔ اس کے بھاگے ہوئے گاہک میرے گرد جمع ہو چکے تھے اور اس حادثے کے بارے میں تفصیلات جاننے کے لئے بے چین تھے۔ لیکن بھٹیارا میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے عقبی جھونپڑی میں لے گیا۔

"یہ تمہارا دماغ چاٹ جائیں گے۔" اندر جا کر وہ کہنے لگا "تم یہیں آرام کرو۔

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
NISHTAR ROAD DHAKRA BAZAR
RAWALPINDI PH
PROP ALI KHAN

میں تمہارا کھانا یہیں لے کر آتا ہوں۔"

وہ بھٹیارا بہت ہی مخلص دوست ثابت ہوا۔ اپنے گاہکوں سے نمٹ کر وہ میرے پاس آ گیا۔ اسے میرے بارے میں بہت کچھ جاننے کا شوق پیدا ہو گیا تھا لیکن میں نے اسے ایک فرضی کہانی سنانے پر ہی اکتفا کیا۔

شام کے آخری پہر میں باہر سے شور کی آوازیں سنائی دیں اور میرا دل دھک سے رہ گیا۔ مجھے بستر پر پڑا رہنے کی ہدایت کر کے بھٹیارا باہر نکل گیا۔ چند ثانیوں کے بعد وہ واپس آیا تو اس کا چہرہ دھواں ہو رہا تھا۔

میں بے چین ہو کر بستر سے اتر پڑا۔

"میری دکان پر لمبی لمبی چمکدار لکیریں منڈلا رہی ہیں۔ سب لوگ اپنے گھروں سے نکل پڑے ہیں اور ہر زبان پر تمہارا ہی نام ہے۔ شاکر پور میں کبھی بھی ایسی چیزیں دیکھنے میں نہیں آئی ہیں۔ بستی والے تمہیں باہر لانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ پنڈت ہری پرشاد ان لوگوں کی قیادت کر رہا ہے۔" اس انکشاف پر میری عقل چکرا کر رہ گئی۔ شیو ناگ میری راہ پر لگا ہوا تھا اور اب ہر قیمت پر مجھے حضرت صاحب کی درگاہ پر پہنچنے سے روکنا چاہتا تھا۔

"تم پچھلے راستے سے خاموشی سے نکل جاؤ۔ پنڈت ہری پرشاد بہت خطرناک آدمی ہے اور وہ لوگوں کو تمہارے خلاف بھڑکا رہا ہے لوگوں کا خیال ہے کہ تم کوئی پاپی ہو اور آکاشی بلائیں تمہارا پیچھا کر رہی ہیں۔ انہیں ڈر ہے کہ تمہاری وجہ سے شاکر پور پر کوئی مصیبت نہ نازل ہو جائے۔"

میں ان پے در پے واقعات سے اتنا پریشان ہو چکا تھا کہ بنا سوچے سمجھے اس کی تجویز مان لی۔ اس نے ایک چٹائی توڑ کر میری نکاسی کے لئے راستہ پیدا کیا اور میں میدان صاف دیکھ کر باہر نکل پڑا۔

باہر نکلتے ہی میری نظر آسمان کی طرف اٹھی اور میں نے بے شمار لہراتی ہوئی روشن لکیریں نیچے آتی ہوئی دیکھیں۔ ان لکیروں میں سے نکلنے والی دھیمی پھنکاروں نے چند ثانیوں کے لئے مجھے خوف زدہ کر دیا۔ میں سمجھ چکا تھا کہ روشن سانپوں کے ذریعے شیو ناگ نے ایک بار پھر میرا تعاقب شروع کر دیا ہے اور مجھے حضرت صاحب کی درگاہ

سے دور رکھنا چاہتا ہے اب حضرت صاحب کی درگاہ میرے لئے بہت اہم ہو گئی تھی۔

وہ روشن سانپ ہوا کے دوش پر لہراتے میری جانب آنے میں بڑی مشکل سے اپنی چیخ روک سکا کیونکہ اس صورت میں پنڈت ہری پرشاد بھی اپنے مشتعل ساتھیوں کے ہمراہ مجھے گھیر لیتا اور میں دوہری مشکل میں گرفتار ہو جاتا۔ میں اپنا سر دونوں ہاتھوں میں چھپا کر زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

کئی ثانیے گزر گئے لیکن ان میں سے کسی بھی روشن سانپ نے مجھ پر حملہ نہیں کیا۔ میں نے ڈرتے ڈرتے اوپر کی طرف دیکھا وہ پھنکارتے ہوئے سانپ روشن لکیروں کی طرح تیزی کے ساتھ میرے سر پر اڑ رہے تھے۔ ان کے اس رویئے سے مجھے تقویت ملی اور میں سیدھا کھڑا ہو گیا۔ میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ وہ مجھ پر حملہ آور نہیں ہوں گے بلکہ مجھے خوف زدہ کر کے حضرت صاحب کی درگاہ کا رخ کرنے سے روکنے کی کوشش کریں گے۔

یہ اندازہ کرتے ہی میں تیزی کے ساتھ قبرستان کی طرف دوڑ پڑا۔ ان روشن اڑن سانپوں کی پھنکاریں یک بیک تیز ہو گئیں اور وہ میرے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگے۔

جونہی میں قبرستان کے قریب پہنچا' میرا دل دھک سے رہ گیا۔

میرے سامنے پانچ خونخوار بھیڑیئے منہ پھاڑے کھڑے ہوئے تھے۔ ان کی لٹکتی ہوئی سرخ زبانوں کی دونوں جانب نکیلے دانت چمک رہے تھے۔ میں نے سر اوپر اٹھایا تو روشن سانپ غائب ہو چکے تھے۔

اس وقت سورج مغربی وادیوں میں روپوش ہو رہا تھا۔ افق پر کسی سلگتے ہوئے آنچل کی سرخی بکھری ہوئی تھی اور فضا میں شام کا سرمئی دھندلکا پھیلنے لگا تھا۔

میں نے چند ثانیوں تک صورت حال کا جائزہ لیا۔ پھر جونہی میں نے قدم آگے بڑھایا' وہ بھیڑیئے دبی دبی آوازوں میں غرانے لگے۔ میرے قدم رک گئے۔

اسی صورت میں کئی منٹ گزر گئے۔ مجھے حیرت تھی کہ وہ بھیڑیئے اپنی فطرت کے برخلاف مجھ پر حملہ کرنے سے گریز کیوں کر رہے ہیں۔

جب میں نے اچھی طرح اندازہ کر لیا کہ شیو ناگ کا یہ وار بھی محض مجھے خوف زدہ کرنے کے لئے ہے تو میں ڈرتے ڈرتے آگے بڑھا۔ بھیڑیئے اپنی اپنی جگہ پر ڈٹے

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY

غضبناک آوازوں میں غراتے رہے۔ میں نے ان سے بچ کر نکلنے کے لئے اپنا راستہ بدلنا چاہا لیکن وہ دوبارہ آڑے آ گئے۔ آخرکار میں دل مضبوط کر کے ان کے اتنے قریب پہنچ گیا کہ ان کے نتھنوں سے نکلتے ہوئے گرم گرم سانس میرے بدن سے ٹکرانے لگے۔ اس وقت میرے دل کی دھڑکنیں کھوپڑی میں گونج رہی تھیں اور میں اپنے منتشر حواس کو یکجا کر کے اس نئی افتاد سے پیچھا چھڑانے کی تدبیریں سوچ رہا تھا۔

زندگی اور موت کے اس دوراہے پر تذبذب میرے لئے ہلاکت کا باعث بن سکتا تھا اس لئے میں نے آگے بڑھنے کا قطعی فیصلہ کر لیا۔

میرا اگلا قدم اٹھتے ہی وہ بھیڑیئے گھبرا کر پیچھے کی طرف سرکے اور یہ دیکھ کر میرا حوصلہ بڑھا اور میں ایک دم آگے کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ پانچوں بھیڑیئے ایک دوسرے سے الجھتے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ میرے بدن کے لمس سے خوف زدہ ہوں۔

میں پوری قوت سے دوڑتا رہا۔ ان بھیڑیوں کی غراہٹیں بدستور میرا تعاقب کر رہی تھیں۔ آخرکار حضرت صاحب کی درگاہ کا گنبد نظر آنے لگا اسی کے ساتھ بھیڑیوں کی آوازیں یک بیک موقوف ہو گئیں میں نے دوڑتے دوڑتے پیچھے پلٹ کر دیکھا۔ وہاں ویرانی کا راج تھا۔ وہ پراسرار بھیڑیئے شام کے دھندلکے میں کہیں روپوش ہو چکے تھے۔

درگاہ کے قریب والے کچے مکانوں کے نزدیک کچھ آدمی الاؤ روشن کئے حقے کا دم لگا رہے تھے۔ ان پر نظر پڑتے ہی میرے قدموں کی رفتار سست پڑ گئی۔ میں ٹہلنے کے انداز میں ان کے قریب سے گزر گیا اور ان میں سے کسی نے میری جانب توجہ دینے کی ضرورت نہیں سمجھی۔

حضرت صاحب کی درگاہ کے احاطے کے قریب ایک چوبی کھمبے پر تیل کا دیا ٹمٹما رہا تھا۔ فضا پر چھائے ہوئے سکتے پن میں دیئے کی لو یوں بھڑک رہی تھی کہ ہر آن اس کے گل ہونے کا شبہ ہو رہا تھا۔

میں دھڑکتے دل کے ساتھ حضرت صاحب کے مزار کے احاطے میں داخل ہوا۔ اور گھستے ہی ہوا میں عجب تازگی اور فرحت کا احساس ہوا اور مجھے یوں لگا جیسے میں اس احاطے میں داخل ہوتے ہی شیو ناگ اور اس کے چیلوں سے محفوظ ہو گیا ہوں۔

سرسبز احاطے کو عبور کر کے میں نے ٹوٹی ہوئی جبینیں اٹھائیں اور عقیدت سے سرشار جذبے کے ساتھ وسیع دالان میں داخل ہو گیا۔

دالان میں ہر طرف تاریکی پھیلی چکی تھی اور وہاں ہر سو روح پرور سناٹے کا راج تھا۔ شاکر پور کے مسلمان بھٹیارے کی زبانی میں نے حضرت صاحب کی درگاہ کے بارے میں سینہ بہ سینہ چلی آنے والی ایک عجیب روایت سنی تھی جس کے مطابق سورج غروب ہونے کے بعد کوئی عقیدت مند حضرت صاحب کے مزار یا اس کے احاطے میں نہیں رہتا تھا کیونکہ اس روایت کے مطابق سورج غروب ہونے کے بعد جنات حضرت صاحب کی درگاہ پر حاضری دیا کرتے تھے۔

میں مخلط انداز میں پنجوں کے بل چلتا حضرت صاحب کے مزار پر پہنچا۔ اس گنبد دار مقبرے میں لوبان اور عنبر کے دھوئیں کے بادل بھرے ہوئے تھے۔ وہاں سرسوں کے تیل کے دیوں کی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور پھولوں سے لدی ہوئی قبر صاف نظر آ رہی تھی۔

میں نے دروازے کے قریب ٹھہر کر دل ہی دل میں فاتحہ پڑھی اور پھر قبر کی جانب بڑھنے لگا۔ دوپہر میں پانی سے ملنے والا سنگ مرمر کا سفید ٹکڑا اس وقت بھی میری جیب میں تھا۔

اس وقت میرے رونگٹے رونگٹے پر عقیدت آمیز رقت چھائی ہوئی تھی اور مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ میری آنکھیں غیر ارادی طور پر نمناک ہونے لگی ہیں۔ دل و دماغ پر ناقابل بیان طمانیت چھائی ہوئی تھی۔ گردش دوراں کی ہر فکر محو ہو چکی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ابھی شکم مادر سے پیدا ہوا ہوں۔ نہ ستارہ یاد تھی اور نہ مجھے گزرا ہوا پر صعوبت زمانہ یاد تھا۔ میں کافی دیر تک خالی الذہنی کے عالم میں مزار کے قریب سر جھکائے کھڑا رہا۔ پھر میرے کانوں میں کوئی غیبی سرگوشی گونجی اور میں چونک پڑا۔ میں نے اپنا داہنا ہاتھ جیب میں ڈال کر سنگ مرمر کا سفید ٹکڑا نکالا اور بڑے احترام کے ساتھ حضرت صاحب کے مزار کے قدموں میں رکھ دیا۔

وہ پتھر جیب سے نکلتے ہی مجھے اپنی پیاری بیوی ستارہ یاد آ گئی جو شیش ناگ کی تیرہ تھی۔ وہ پراسرار اور ڈراؤنی سرزمین یاد آ گئی جہاں ناگ راجہ حکمران تھا اور جس کا مجھ

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
#1904 MUSTAR ROAD, JHADCA BAZAR

ابھی تک میرے ذہن سے پھسلا ہوا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں [illegible] سے مدد مانگی اور فرط جذبات سے میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور میرے دماغ پر بنا سا سرور چھانے لگا۔

نہ جانے وہ پچھلے گناہوں کی ندامت کے آنسو تھے یا موجودہ بے بسی کے آنسو کہ رکنے ہی میں نہیں آ رہے تھے۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ اپنا لباس نوچ کر چیخ چیخ کر دھاڑیں مار مار کر حضرت صاحب کے آستانے پر اس وقت تک روتا رہوں جب تک دل کا غبار نہ چھٹ جائے۔

لیکن میں چیخ نہ سکا۔ میری دبی دبی ہچکیاں اس مقبرے کے گنبد سے ٹکرا کر گونجتی رہیں اور میرا بدن کسی سردی کھائے ہوئے بچے کے بدن کی طرح کانپنے لگا۔

"قسم ہے اس مقدس رات کی جو ہزار راتوں پر بھاری ہے۔ تجھے تائید غیبی مل چکی ہے۔" اچانک اس سنسان مزار میں کوئی غیبی آواز گونجی "تیری شریک حیات تجھے ملے یا نہ ملے لیکن ناگ بھون کی سرزمین پر پہنچنا اب تیرا مقدر بن چکا ہے۔"

میں نے چونک کر ہر طرف نظریں دوڑائیں۔ اپنی آنکھیں مل مل کر دیکھا لیکن وہاں میرے سوا کوئی دوسرا ذی روح موجود نہیں تھا۔

"وہ سفید ناگن تیرے لئے مسخر کی گئی اور اس کے منکے پر تیرا جائز حق ہے۔" وہ دبی دبی آواز بدستور گونج رہی تھی۔ "وہ پتھر باہر تیری جوتیوں کے پاس موجود ہے۔!"

یہ نوید سنتے ہی مجھ پر شادی مرگ کی سی کیفیت طاری ہو گئی اور میں فرش سے اٹھ کر اندھوں کی طرح باہر دوڑ پڑا۔ مزار سے نکل کر میں نے ننگے پاؤں وسیع اور تاریک دالان عبور کیا اور جب میں نے اپنی ٹوٹی ہوئی جبینیں اٹھائیں تو خوشی سے میرے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ ناگ رانی کا منکا زنجیر سمیت وہاں پڑا ہوا تھا۔

میں نے پاگلوں کی طرح وہ پتھر اپنی مٹھی میں چھپا لیا اور دوبارہ مزار کی طرف دوڑ پڑا۔ ایک دیئے کے قریب جا کر میں نے خوب الٹ پلٹ کر اس پتھر کو دیکھا اور پھر اسے گلے میں ڈال لیا۔ بیشک وہ سیاہ پتھر میرا جانا پہچانا ناگ رانی کا منکا ہی تھا۔

پھر مزار کی وہ عمارت یک بیک تیز روشنی سے بھر گئی۔ میں بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ میری سمجھ میں نہ آ سکا کہ وہ روشنی کہاں سے پھوٹ رہی ہے۔ میں چند

سیکنڈ تک اندھوں کی طرح پلکیں جھپکاتا رہا اور پھر فرش پر گر کر بے ہوش ہو گیا۔

اس بے ہوشی کے دوران میں نے ایک سفید ریش بزرگ کو خود سے ہمکلام پایا۔ انہوں نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں مجھے تفصیل سے سمجھایا کہ میں کس طرح ناگ بھون کے راستے میں نقب لگا کر اس ہولناک سرزمین پر پہنچ سکتا ہوں۔

جب مجھے دوبارہ ہوش آیا تو مزار میں وہی سرسوں کے تیل کے دیوں کی ہموار روشنی پھیلی ہوئی تھی اور ناگ بھون کا بھولا ہوا نام مجھے دوبارہ یاد آ چکا تھا۔

میں نے اسی جگہ سے باہر دالان میں نظر دوڑائی' وہاں بدستور رات کی سیاہی حکمراں تھی۔ میں چند لمحوں تک تذبذب کا شکار رہا اور آخر مکار منکے کی قوت آزمانے کی شدید خواہش مزار میں شب گزاری کے جذبے پر غالب آ گئی اور میں الٹے قدموں چلتا حضرت صاحب کے مزار سے باہر دالان میں نکل آیا۔ دالان عبور کر کے میں نے احاطے میں اپنی جبلیں پہنیں اور پھر دل ہی دل میں ناگ رانی کو فوراً اپنے پاس آنے کا حکم دیا۔ میں حضرت صاحب کے مزار کے احاطے میں کھڑا اردگرد نظریں دوڑاتا رہا۔ انتظار کے بوجھل لمحے گزرتے رہے لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔ ناگ رانی کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔

مجھ پر مایوسی کی لہر چھانے لگی۔ مجھے گمان ہوا کہ شاید ناگ رانی اب منکے کے حلقہ اثر سے آزاد ہو کر محض شیو ناگ کی قیدی بن کر رہ گئی ہے۔ پھر میرے دل میں ایک نئے اندیشے نے سر ابھارا اور میں کانپ کر رہ گیا۔ ناگ رانی کئی دنوں سے شیو ناگ کی بے رحمانہ قید میں تھی اور وہ اس پر ہر قسم کے ستم توڑ رہا تھا۔ عین ممکن تھا کہ ناگ رانی اس سنگدل کے ستم کا نشانہ بن کر مر چکی ہو۔

میں اداسی کے عالم میں ایسی ہی اوٹ پٹانگ باتیں سوچتا ہوا حضرت صاحب کے مزار کے احاطے سے باہر آیا اور چونک پڑا۔

احاطے سے باہر آتے ہی کسی نے عقب سے میری آنکھوں پر اپنے نرم و نازک ہاتھ رکھ دیئے۔

ان ہاتھوں کا لمس میرے لئے اجنبی نہیں تھا۔ میں مدتوں اس لمس سے لطف اندوز ہوتا رہا تھا۔ میں کوشیلا کہہ کر بے اختیار پلٹ پڑا۔

وہ بلا وارفتہ انداز میں میرے گلے میں حائل ہو گئی اور میں نے خوشی سے بے قابو ہو کر پوری قوت سے اسے اپنے بازوؤں میں بھینچ لیا۔

ناگ رانی غیر متوقع طور پر میری بانہوں میں موجود تھی۔ چند ہی دنوں میں وہ بے حد کمزور ہو گئی تھی۔ اس کا بدن نقاہت کے باعث کانپ رہا تھا۔ "میں نے تمہیں طلب کیا تھا تو تم کیوں نہیں آئیں؟" میں نے اسے الگ کرتے ہوئے شکایتی لہجے میں پہلی بار زبان کھولی۔

"میں مزار کے احاطے میں کوئی پر بھی نہیں مار سکتی۔ تمہارا حکم پاتے ہی میں یہاں آ گئی تھی۔ اندر آنے سے مجبور تھی اس لئے باہر انتظار کرتی رہی اندر قدم رکھتے ہی ہمارا بدن جل کر کوئلہ بن جاتا اور تم ہمیشہ کے لئے ناگ بھون کی تلاش میں بھٹکتے رہ جاتے۔" وہ کمزور آواز میں بولی۔ "اور تم۔۔۔ تم نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے؟" میں نے اندھیرے میں اس کے چہرے پر نظریں جما کر کہا۔

"منکے کے بغیر نہ تم میرے مالک تھے اور نہ مجھ میں مقابلے کی ہمت تھی۔ شیو ناگ نے اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ اگر ایک آدھ روز اور تم کو منکا نہ ملتا تو میں اس دنیا میں نہ رہتی۔ وہ آتشیں بھیڑیوں کی طرح میرا بدن نوچتا رہا ہے۔" وہ [illegible] ہوئی آواز میں بولی۔

"مجھے تمہاری جانب سے تشویش لاحق ہو گئی ہے۔" میں نے اپنے دل کی بات کہہ ڈالی۔ "اب تم کس طرح معمول پر آ سکو گی۔"

"اب اس کی فکر نہ کرو۔" وہ پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "میں اپنا منکا منہ میں ڈالتے ہی ٹھیک ہو جاؤں گی۔ اس کے بغیر میرا ٹھیک ہونا مشکل تھا۔"

میں چند لمحوں کے لئے تذبذب میں پڑ گیا۔ اتنی صعوبتوں کے بعد ہاتھ آیا ہوا منکا اس کے حوالے کرتے ہوئے مجھے ڈر لگ رہا تھا لیکن پھر مجھے اس کا عہد یاد آیا۔ وہ [illegible] کی قسم کھا کر ایک موقع پر مجھ سے وعدہ کر چکی تھی کہ میری اجازت کے بغیر مجھے [illegible] نہیں کرے گی۔

میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ منکا اپنے گلے سے اتار کر اسے دے دیا۔ اس نے احترام کے ساتھ منکے کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگایا اور پھر وہ سیاہ پتھر اپنے منہ

میں ڈال لیا۔

مجھ پر ایک ایک پل بھاری گزر رہا تھا۔ وہ عہد ضرور کر چکی تھی لیکن اس کی نسل سے مجھے کسی عہد کے ایفا کی امید نہیں تھی۔ میں اندھے غاروں میں مہا پجاری شنکر ناتھ کا حشر دیکھ چکا تھا۔ ناگ رانی نے وعدہ کرنے کے باوجود اسے پہاڑی ڈھلانوں پر سسکا سسکا کر مار ڈالا تھا اور پھر ناگ دیوتا کی خوشنودی کے لئے اس عہد شکنی کا آسان سا کفارہ ادا کر دیا تھا۔

"یہ لو اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔" اس بار ناگ رانی کی آواز میں اضمحلال اور مایوسی کے بجائے سدا بہار شوخی رچی ہوئی تھی۔

میں نے اس کے ہاتھ سے منکا لے کر دوبارہ اپنے گلے میں ڈال لیا اور بے اختیار اطمینان کا ایک گہرا سانس میرے منہ سے آزاد ہو گیا۔

"ابھی آدھی رات باقی ہے۔ ہمیں سب سے پہلے رات بسر کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔" وہ میرا ہاتھ تھام کر ایک طرف بڑھتے ہوئے بولی۔

"نہیں۔ ہمیں اس وقت سون مندر کے عقبی جنگلات میں پہنچنا ہے۔ میں جلد از جلد ناگ بھون میں گھس کر ناگ راج کو زیر کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے حوصلہ مند آواز میں کہا۔

"وہاں جنگلوں میں کیا رکھا ہے۔" وہ متحیرانہ آواز میں بولی۔ "سون مندر میں تو شاید منکا بھی بے کار ہو کر رہ جائے گا۔ بس یہی فائدہ ہو گا کہ شیش ناگ ہمارے جسموں کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ وہاں تو ہم چوہوں کی طرح اس کی قید میں پھنس جائیں گے۔"

"یہ سب مجھ پر چھوڑ دو۔" میں نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ بے سیکا کہاں ہے؟" ناگ رانی ایک دم چونک کر بولی۔

"وہ اس دنیا سے روٹھ چکی ہے۔" میں نے اپنے دل میں ہلکی سی کسک محسوس کی۔

ناگ رانی کے استفسار پر میں نے اسے تفصیل سے بے جے سیکا کی پوری کہانی ڈالی۔

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY

"یہ برا ہوا۔" میرے خاموش ہونے پر وہ آزردہ لہجے میں بولی۔ "اس وقت بے جے سیکا ہمارے لئے بہت کارآمد ثابت ہوتی۔ وہ بڑی وفادار لڑکی تھی۔"

فضا بوجھل محسوس ہونے لگی تھی اس لئے میں نے خاموش ہو جانا ہی مناسب سمجھا۔

ذرا سی دیر میں ہم قبرستان کے نزدیک والے ویرانے میں جا پہنچے۔ ناگ رانی نے مجھے سانس روک کر آنکھیں بند کر لینے کی ہدایت کی جس پر میں نے بلاچوں و چرا عمل کیا اور جب اس نے مجھے آنکھیں کھولنے کے لئے کہا تو میں نے خود کو سون ہاٹ کے جنگلات میں موجود پایا۔

جنگلی حیوانات اور پرندوں سے بھرے ہوئے اس جنگل پر غیر فطری اور بھیانک سکوت کا راج تھا جیسے وہ سب آنے والے ہولناک واقعات کی بو پا کر اپنی کمین گاہوں میں دبک گئے ہوں۔

"سون ہاٹ میں ایسی اجاڑ رات تو میں نے کبھی نہ دیکھی تھی۔" ناگ رانی گمبھیر لہجے میں جھرجھری لے کر سرگوشیانہ آواز میں بولی۔

"یہ ناگ بھون پر پہلے وار کی رات ہے کوشیا۔" میں نے حوصلہ مند آواز میں کہا۔ "جانوروں کو قدرت نے خطرات کی بو سونگھ لینے کی قوت عطا کی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ آج کی رات سون مندر والوں پر بھاری ہے۔ دیکھو راتوں کو چیخنے والے الو بھی خوف سے سہم کر خاموش ہیں۔"

"یہ تو بتاؤ کہ تم کیا کرنے والے ہو؟" ناگ رانی کی آواز میں ہلکا سا ارتعاش نمایاں تھا۔

"سون مندر سے آنے والی ایک سوکھی برساتی ندی یہاں سے گزر کر سون ندی سے جا ملتی ہے۔ یہاں قرب و جوار میں اس کا ایک دہانہ ہے۔ ہمیں اب وہی تلاش کرنا ہے۔" میں نے سرگوشیانہ آواز میں اس سے کہا۔

"کیا" وہ بے اختیار بول پڑی۔ "تو تم اس چور راستے سے مندر میں گھسو گے۔"

"ہاں۔" میں مضبوط لہجے میں بولا۔ "بڑے پھاٹک سے سون مندر میں جانے والے بھوت ناگ کے سامنے بے بس اور مجبور ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ دروازہ اس کے سحر میں

ہے۔ بدرو کا راستہ اختیار کر کے ہم سون مندر میں بھی بے بس نہیں ہوں گے۔"

اس کے منہ سے ایک متحیرانہ آواز آزاد ہو گئی اور وہ مجھ سے پوچھ ہی بیٹھی۔ "یہ راز تمہیں کیسے معلوم ہوا۔"

"یہ بتاؤ کہ یہ بات تم نے مجھ سے کیوں چھپائی تھی؟" میں نے سرد لہجے میں سوال کیا۔ میری ذہنی رو اس وقت یک بیک بھٹک چلی تھی۔

"ہر جگہ کے کچھ ایسے راز ہوتے ہیں سلطان جی! جنہیں باغی ہو کر بھی فاش نہیں کیا جاتا۔ ایسے راز عام کرنے والے کو میرے تمام ہم نسل بے رحمی سے ہلاک کر دیتے ہیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ یہ بات تمہیں اپنی ہی نسل کے کسی آدمی سے معلوم ہوئی ہے..... لیکن اسے یہ راز کیسے معلوم ہوا؟ ناگ بھون کا طلسم بہت ہی بھیانک ہے۔ اس کے راز جاننے والا تو پاگل ہو کر خودکشی کر لیتا ہے' بھلا تم تک یہ بات کیسے پہنچی؟"

میں پہلی بار واقعتاً اعتماد کے ساتھ ہنس پڑا۔ "اسے بھول جاؤ اور بدرو کے دہانے تک میری رہنمائی کرو۔ میں شیشو ناگ سے انتقام لینا چاہتا ہوں۔ اس نے مجھے مجبور کر کے بہت بری طرح ذلیل اور رسوا کیا ہے۔" میرا لہجہ یک بیک زہریلا ہو گیا۔ "میں نے اپنی آنکھوں سے چکر پوجا کا گھناؤنا جشن دیکھا ہے۔ میرے سامنے ناگ راجہ نے ستارہ کے بدن پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ اگر ستارہ کی فریاد پر قدرت جوش میں نہ آ جاتی تو شاید میری آنکھوں..... میرے سامنے ہی ستارہ کی آبرو داغدار ہو جاتی اور میں یہ سب دیکھنے پر مجبور ہوتا جسے دیکھنے سے پہلے مجھے موت آ جانی چاہئے تھی۔"

وہ کچھ نہ بولی اور میرا ہاتھ تھام کر گھنے درختوں اور خود رو جھاڑیوں کے درمیان سے گزر کر ایک طرف بڑھنے لگی۔

جنگل پر چھایا ہوا غیر فطری سکوت کچھ اور گہرا ہو چکا تھا۔ جھائیں جھائیں کرتے ہوئے اکا دکا جھینگر بھی اب خاموش ہو چکے تھے اور درختوں کے درمیان سرسراتی ہوئی ہوائیں بھی تھم چکی تھیں۔ میرے اعصاب پر ناقابل بیان سنسنی چھائی ہوئی تھی۔ ایک طرف ناگ بھون میں پہنچنے کا اٹل جذبہ تھا اور دوسری طرف انجانے اور مہیب خطرات کا خوف پریشان کر رہا تھا۔

کالے کفن میں لپٹی ہوئی وہ رات کافی خنک تھی۔ ناگ رانی گھور اندھیرے کے

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/800/4 NISHTAR ROAD SHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH 5556533
PROP ALI KHAN

باوجود میرا ہاتھ تھامے یوں آگے بڑھ رہی تھی جیسے وہ ہر چیز صاف دیکھ رہی ہو۔ جوں ہی اس نے ایک خاردار جھاڑی کو عبور کیا کچھ دور ہلکی ہلکی سرسراہٹیں سنائی دیں جیسے خشک پتوں پر کوئی رینگ رہا ہو۔

میرا سانس جہاں تھا وہیں رک گیا۔ ناگ رانی نے میرا ہاتھ دبا کر مجھے رک جانے کی ہدایت کی۔ وہ پراسرار سرسراہٹ اس وقت تک معدوم ہو چکی تھی۔

"اس سمت بھی سون مندر کے رکھوالے موجود ہیں' احتیاط سے پنجوں کے بل چلو۔" ناگ رانی نے کئی سیکنڈ کے بوجھل سکوت کے بعد کہا۔

مجھے اس کے رویے پر خاصی الجھن ہوئی۔ ایک طرف وہ مجھے پنجوں کے بل چلنے کی ہدایت دے رہی تھی اور دوسری جانب اونچی آواز میں گفتگو کر رہی تھی۔

"اپنے اصلی روپ میں سانپ بالکل بہرے ہوتے ہیں۔" وہ میری الجھن بھانپ کر بولی۔ "انہیں اونچی سے اونچی آواز نہیں سنائی دیتی لیکن ان کا بدن زمین کی دھمک کو فوراً ہی سے محسوس کر لیتا ہے۔ اب ہمیں کوئی آہٹ پیدا کئے بغیر بہت ہی سنبھل سنبھل کر چلنا ہو گا۔"

میرا سانس تیز ہوتا جا رہا تھا' دوران خون میری کنپٹیوں میں ٹھوکریں مار رہا تھا اور دل کی دھمک کھوپڑی میں محسوس ہونے لگی تھی اور ناگ رانی میرا ہاتھ تھامے چوروں کی طرح دبے قدموں گھنے جنگل میں کھسکتی چلی جا رہی تھی جیسے ان اطراف کا چپہ چپہ اس کا دیکھا بھالا ہو۔

میں ناگ رانی کے ہمراہ کافی دیر تک گھنے درختوں اور بے ترتیب خود رو جھاڑیوں کے درمیان سے گزرتا آگے بڑھتا رہا لیکن ناگ رانی کی رفتار سست نہ ہوئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ہمیں پرانی بدرو کی تلاش میں پوری رات یوں ہی گزارنی پڑے گی۔

"اب وہ جگہ کتنی دور ہے؟" آخرکار میں اسے پوچھ ہی بیٹھا۔

"میں خود پریشان ہوں۔" وہ متفکر آواز میں بولی۔ "اب سے کافی دیر پہلے ہمیں بدرو تک پہنچ جانا چاہئے تھا لیکن اس کا دور دور تک پتہ نہیں ہے۔ شاید میں پہلے بھی تمہیں بتا چکی ہوں کہ سون مندر کے اطراف کی زمین ہر طرف سرکتی رہتی ہے اس لئے ہمیں خفیہ راستے تک پہنچنے میں مشکل پیش آ رہی ہے۔"

"تمہیں شیو ناگ کو تو ہماری آمد کی خبر نہیں مل گئی ہے؟" میں نے جنگل پر چھائے ہوئے مہیب سناٹے پر کان لگاتے ہوئے سوال کیا۔

وہ خوف زدہ آواز میں ہنس پڑی۔ "اسے بھنک بھی مل گئی ہوتی تو ان جنگلوں میں قیامت ٹوٹ پڑتی۔ وہ ابھی غافل معلوم ہوتا ہے۔"

اس کے بعد پھر سکوت چھا گیا اور ہم دونوں احتیاط کے ساتھ پنجوں کے بل آگے بڑھنے لگے۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا میری بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ یقین اور بے یقینی کی ایسی متضاد کیفیات میرے دل و دماغ پر چھائی ہوئی تھیں کہ میں تیزی کے ساتھ فیصلہ کرنے کی قوت سے محروم ہوتا جا رہا تھا۔

"ہوشیار!" اچانک ناگ رانی کی پر تجسس آواز ابھری۔ "ہم اپنی منزل پر آ پہنچے ہیں۔"

میرا دل تیزی کے ساتھ دھڑک اٹھا۔ ناگ رانی نے میرا ہاتھ دبا کر رکنے کا اشارہ کیا اور پھر مجھے ہمراہ لے کر ایک پرانے درخت کی اوٹ میں سرک گئی۔

میں نے رات کی گھور سیاہی میں اس کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں کچھ دور ایک خاص نکتے پر مرکوز تھیں۔ اس کی نگاہوں کے تعاقب میں میں نے بھی اسی جانب دیکھا اور بے اختیار چونک پڑا۔

گھنے جنگلات کے درمیان ایک چھوٹے سے قطعے پر بے شمار سانپ چوکنے انداز میں اپنے پھن اٹھائے کھڑے ہوئے تھے۔ اس حصے میں بہت ہی محدود اور سفیدی مائل دھندلی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ جس کا باہر کوئی منبع نظر نہیں آ رہا تھا۔ ان چوکنے سانپوں کے درمیان میں زمین کا ایک چھوٹا سا قطعہ دھنسا ہوا تھا۔ جس کی حالت سے میں نے اندازہ لگایا کہ وہی سونپ مندر سے آنے والی بدرو کا دہانہ ہے جو امتداد زمانہ کے باعث بند ہو چکا ہے۔

"اب بہت پھونک پھونک کر آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ ذرا سی بھی غفلت ہمیں موت کے منہ میں پہنچا سکتی ہے!" ناگ رانی نے نیچے جھک کر لکڑی کا ایک ٹکڑا اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔" میں نے ہیجان کے باعث کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ "ہم

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
NISHTAR ROAD CHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH. 5565532
PROP ALI KHAN

آسانی سے شیو ناگ کے مقابلے میں زیر نہ ہو سکیں گے۔"

پھر ناگ رانی نے زمین پر سے اٹھایا ہوا لکڑی کا ٹکڑا پوری قوت سے جنگل میں اچھال دیا۔ چند سیکنڈ کے وقفے کے بعد جوں ہی فضا میں اس ٹکڑے کے گرنے کی بلند آواز گونجی، سفیدی مائل دھندلی روشنی میں لہراتے ہوئے سانپ ہم آواز ہو کر غضب ناک آوازوں میں پھنکارے اور پھر چھلاووں کی طرح اس آواز کی سمت میں پھیلے ہوئے جنگلات میں روپوش ہو گئے۔

"نکلو۔" ناگ رانی نے میرا بازو تھام کر کہا اور میں اس کے ہمراہ درخت کی اوٹ سے نکل کر پرانی بدرو کے دھنسے ہوئے دہانے کی طرف دوڑ پڑا جہاں اب گھور سیاہی کا راج تھا۔

ناگ رانی نے اس مسطح قطعے پر پہنچتے ہی میرا ہاتھ چھوڑا اور میں نے فضا میں اس کی ہولناک پھنکاروں کی گونج محسوس کی۔ اسی کے ساتھ آس پاس کے درختوں پر سرسراہٹیں ہوئیں اور کئی وزنی اور بے جان جسم نیچے زمین پر آ گرے۔

ناگ رانی کے منہ سے نکلنے والی آواز تھمتے ہی وہ علاقہ تیز روشنی سے جگمگا اٹھا اور میں نے موت کے سکوت میں نہائے ہوئے جنگل میں اپنے اردگرد بہت سے پرندوں کے بے جان بدن زمین پر پڑے ہوئے دیکھے شاید وہ سب ناگ رانی کی ہیبت ناک پھنکار سے دہشت زدہ ہو کر آواز پیدا کیے بغیر مر گئے تھے۔

"اس دھنسے ہوئے دہانے سے مٹی صاف کرو!" ناگ رانی کی تحکمانہ آواز نے مجھے چونکا دیا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر گمبھیر سنجیدگی اور تشویش کے سائے لرزاں تھے۔

میں گھٹنوں کے بل زمین پر جھکا اور دونوں ہاتھوں سے بدرو کے دھنسے ہوئے دہانے سے مٹی صاف کرنے لگا۔

اسی وقت کئی سمتوں سے قہر و غضب میں ڈوبی ہوئی جنسی پھنکاریں بلند ہوئیں اور میرے ہاتھ غیر ارادی طور پر رک گئے۔ شاید آواز کے دھوکے میں بدرو کے دہانے سے بہکنے والے خونخوار ناگ دوبارہ واپس آ چکے تھے۔

ناگ رانی جو ابھی تک انسانی روپ میں تھی یکایک کسی گیند کی طرح زمین سے

اوپر فضا میں اچھلی اور جب دوبارہ زمین پر گری تو ایک انتہائی خوفناک روپ بدل چکی تھی۔ اس کا بدن کسی گینڈے کی سی جسامت اختیار کر چکا تھا اور اس پر کچھوے کی پشت جیسی سختی آ چکی تھی اور پیروں کی جگہ کئی کئی گز لمبے ناگ لہرا رہے تھے۔

سون ہٹ کے ویران جنگل میں پھیلی ہوئی پراسرار روشنی میں وہ عفریت کلیجہ شق کر دینے کے لئے کافی تھا۔ بدرو کے محافظ ناگ اس نئی افتاد پر ہراساں ہو کر خاموش ہو چکے تھے اور جب فضا میں پھیلے ہوئے دیت ناگ اور غیر فطری سناٹے میں اس عفریت کی آوازیں گونجیں تو درختوں سے مردہ پرندے سوکھے ہوئے پتوں کی طرح ٹپ ٹپ گرنے لگے۔

میں دونوں ہاتھوں سے مسلسل مٹی کھودے جا رہا تھا میرے وجود میں ناقابل یقین قوت حلول کر چکی تھی اور میں جلد از جلد اس بدرو کا دہانہ صاف کر دینے کے لئے بے چین تھا۔

وہ بھیانک عفریت بے چین آوازوں میں دہاڑتے اور پھنکارتے ہوئے یک بیک بدرو کے رکھوالوں کی طرف لپکا اور فضا اندھیرے میں ڈوب گئی۔

بمشکل چند ہی ثانیے گزرے ہوں گے کہ زمین دہلنے لگی۔ اور فضا خون آشام آوازوں سے لرز اٹھی۔ ناگ رانی بھیانک عفریت کے روپ میں شیو ناگ کے گرگوں پر ٹوٹ پڑی تھی۔

یہ تمام واقعات اتنی تیزی سے پیش آ رہے تھے کہ میں کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ میرے ہاتھ مشینی انداز میں مٹی کھودتے رہے۔ پھر اچانک میرے اردگرد تیز سرسراہٹیں بلند ہوئیں اور اس سے قبل کہ میں کچھ سمجھ پاتا کئی ناگ میرے ہاتھوں سے ٹکراتے ہوئے بدرو کے دہانے میں دھنسی ہوئی مٹی میں اترتے چلے گئے۔

پھر خون آشام آوازوں سے لرزتے ہوئے جنگل پر یکایک سناٹا چھا گیا۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کائنات کی گردش تھم گئی ہو۔

"اپنے گلے سے منکا اتار کر بدرو کے دہانے پر مارو!" اچانک مجھے اپنے پہلو میں ناگ رانی کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ "ان میں سے تین بچ نکلے ہیں۔ ذرا سی دیر میں شیو ناگ بھی مقابلے پر آ جائے گا۔"

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY

میں نے بغیر سوچے سمجھے گلے سے ناگ رانی کا منکا اتارا اور [illegible] پوری قوت سے بدرو کے دہانے میں دھنسی ہوئی مٹی پر مارا۔

منکا مٹی سے ٹکراتے ہی ایسی زوردار آواز ہوئی جیسے کسی بہت بڑی بوتل کا ڈھکنا اڑ گیا ہو اور گرد و غبار کا ایک طوفان میرے نتھنوں میں آ گھسا جس کے باعث وہاں پھیلی ہوئی سیاہی کا احساس اور گہرا ہو گیا۔

"دوڑو!" ناگ رانی کی آواز ابھری اور میں نے اپنا شانہ اس کی مضبوط گرفت میں محسوس کیا۔

دوسرا قدم بڑھاتے ہی میرے قدموں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور میں کئی فٹ گہرے ایک گڑھے میں جا گرا جو اندر سے خاصا تنگ تھا۔

"ہم سون مندر کے چور راستے میں گھس چکے ہیں۔" ناگ رانی نے چڑھتے ہوئے سانسوں کے درمیان کہا۔ "اب تیزی کے ساتھ آگے بڑھنے کی کوشش کرو' یہ بدرو اتنی گہری ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو کر آسانی سے دوڑ سکتے ہو۔"

میں اٹھ کر اس تاریک بدرو میں ناگ رانی کے پیچھے پیچھے بھاگنے لگا۔ وہ بدرو طویل عرصے سے خشک ہونے کے باوجود خاصی بدبودار تھی اور لحظہ بہ لحظہ وہاں گھٹن بڑھتی جا رہی تھی۔

ہمیں اس بدرو میں دوڑتے ہوئے چند ہی منٹ گزرے تھے کہ اپنے آگے کافی فاصلے سے پانی کے ریلے کے بہاؤ کا دھیما دھیما شور سنائی دیا۔ اسی کے ساتھ بدرو میں نمی پھیلنے لگی۔

"شاید شیو ناگ نے سون مندر میں سے اس بدرو میں پانی چھوڑ دیا ہے۔" میں نے گھبرائی ہوئی آواز میں ناگ رانی سے پوچھا۔

"ہمت نہ ہارو' منکا اپنے منہ میں رکھ لو۔"

ابھی وہ اسی قدر کہہ پائی تھی کہ سامنے سے پانی کا ایک تیز ریلا آیا اور ہم دونوں کے پیر زمین سے اکھڑ گئے اور میرا جسم پانی کے تیز بہاؤ کے ساتھ واپس بہنے لگا۔

پانی کے پہلے ریلے نے تو مجھے بدحواس کر دیا۔ اسی بوکھلاہٹ میں خاصا پانی میری ناک میں داخل ہو گیا لیکن میں نے جلد ہی خود پر قابو پا لیا۔ اس نازک اور فیصلہ کن

اوپر فضا میں اچھلی اور جب دوبارہ زمین پر گری تو ایک انتہائی خوف ناک روپ بدل چکی تھی۔ اس کا بدن کسی گینڈے کی سی جسامت اختیار کر چکا تھا اور اس پر کچھوے کی پشت جیسی سخت کھال آ چکی تھی اور پیروں کی جگہ کئی کئی گز لمبے ناگ لہرا رہے تھے۔

سون بلٹ کے ویران جنگل میں پھیلی ہوئی پر اسرار روشنی میں وہ عفریت کپکپی طاری کر دینے کے لیے کافی تھا۔ بدرو کے محافظ ناگ اس کی اچانک آمد پر ہراساں ہو کر خاموش ہو چکے تھے اور جب فضا میں پھیلے ہوئے ہیبت ناک اور غیر فطری سناٹے میں اس مہیب عفریت کی آوازیں گونجیں تو درختوں سے مردہ پرندے سوکھے ہوئے پتوں کی طرح ٹپ ٹپ نیچے گرنے لگے۔

میں دونوں ہاتھوں سے مسلسل مٹی کھودے جا رہا تھا۔ میرے وجود میں ناقابل بیان قوت حلول کر چکی تھی اور میں جلد از جلد اس بدرو کا دہانہ صاف کر دینے کے لیے بے چین تھا۔

وہ بھیانک عفریت بے ہنگم آوازوں میں دہاڑتے اور پھنکارتے ہوئے یک بیک بدرو کے رکھوالوں کی طرف لپکا اور فضا اندھیرے میں ڈوب گئی۔

بمشکل چند ہی ثانیے گزرے ہوں گے کہ زمین دہلنے لگی۔ اور فضا خون آشام آوازوں سے لرز اٹھی۔ ناگ رانی بھیانک عفریت کے روپ میں شیو ناگ کے گرگوں پر ٹوٹ پڑی تھی۔

یہ تمام واقعات اتنی تیزی سے پیش آ رہے تھے کہ میں کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ میرے ہاتھ مشینی انداز میں مٹی کھودتے رہے۔ پھر اچانک میرے اردگرد تیز سرسراہٹیں بلند ہوئیں اور اس سے قبل کہ میں کچھ سمجھ پاتا کئی ناگ میرے ہاتھوں سے ٹکراتے ہوئے بدرو کے دہانے میں دھنسی ہوئی مٹی میں اترتے چلے گئے۔

پھر خون آشام آوازوں سے لرزتے ہوئے جنگل پر یکایک سناٹا چھا گیا۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کائنات کی گردش تھم گئی ہو۔

"اپنے گلے سے منکا اتار کر بدرو کے دہانے پر مارو!" اچانک مجھے اپنے پہلو میں ناگ رانی کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ "ان میں سے تین بچ نکلے ہیں۔ ذرا سی دیر میں شیو ناگ بھی مقابلے پر آ جائے گا۔"

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
[illegible]

میں نے بغیر سوچے سمجھے گلے سے ناگ رانی کا منکا اتارا اور [illegible] پوری قوت سے بدرو کے دہانے میں دھنسی ہوئی مٹی پر مارا۔

منکا مٹی سے ٹکراتے ہی ایسی زوردار آواز ہوئی جیسے کسی بہت بڑی بوتل کا ڈھکنا اڑ گیا ہو اور گرد و غبار کا ایک طوفان میرے نتھنوں میں آ گھسا جس کے باعث وہاں پھیلی ہوئی سیاہی کا احساس اور گہرا ہو گیا۔

"دوڑو!" ناگ رانی کی آواز ابھری اور میں نے اپنا شانہ اس کی مضبوط گرفت میں محسوس کیا۔

دوسرا قدم بڑھاتے ہی میری قدموں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور میں کئی فٹ گہرے ایک گڑھے میں جا گرا جو اندر سے خاصا تنگ تھا۔

"ہم سون مندر کے چور راستے میں گھس چکے ہیں۔" ناگ رانی نے چڑھتے ہوئے سانسوں کے درمیان کہا۔ "اب تیزی کے ساتھ آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ یہ بدرو اتنی گہری ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو کر آسانی سے دوڑ سکتے ہو۔"

میں اٹھ کر اس تاریک بدرو میں ناگ رانی کے پیچھے پیچھے بھاگنے لگا۔ وہ بدرو طویل عرصے سے خشک ہونے کے باوجود خاصی بدبودار تھی اور لمحہ بہ لمحہ وہاں گھٹن بڑھتی جا رہی تھی۔

ہمیں اس بدرو میں دوڑتے ہوئے چند ہی منٹ گزرے تھے کہ اپنے آگے تھوڑے فاصلے سے پانی کے ریلے کے بہاؤ کا دھیما دھیما شور سنائی دیا۔ اس کے ساتھ بدرو میں نمی پھیلنے لگی۔

"شاید شیو ناگ نے سون مندر میں سے اس بدرو میں پانی چھوڑ دیا ہے۔" میں نے گھبرائی ہوئی آواز میں ناگ رانی سے پوچھا۔

"ہمت نہ ہارو! منکا اپنے منہ میں رکھ لو۔"

ابھی وہ اسی قدر کہہ پائی تھی کہ سامنے سے پانی کا ایک تیز ریلا آیا اور ہم دونوں کے پیر زمین سے اکھڑ گئے اور میرا جسم پانی کے تیز بہاؤ کے ساتھ واپس بہنے لگا۔

پانی کے پہلے ریلے نے تو مجھے بدحواس کر دیا۔ اس بوکھلاہٹ میں خاصا پانی میری ناک میں داخل ہو گیا لیکن میں نے جلد ہی خود پر قابو پا لیا۔ اس نازک اور فیصلہ کن

موڑ پر ذرا سی بھی لغزش مجھے ہمیشہ کے لئے اپنی ستارہ سے محروم کر دیتی۔

پانی کا دھارا بہت تیز تھا اور پوری بدرو پانی سے بھری ہوئی تھی۔ میرا بدن تنکے کی طرح بدرو کی پتھریلی دیواروں اور چھت سے رگڑتا آگے بہا جا رہا تھا۔ ناگ رانی کا مجھے کچھ علم نہیں تھا کہ کیا حشر ہوا ہے۔

ذرا ہی دیر میں میری مزاحمت نقاہت کے باعث دم توڑنے لگی اور میں بے دم دھارے میں الجھا کسی چیز کو پکڑنے کے لئے ہاتھ پیر مارنے لگا۔ مجھے یقین تھا کہ خود کو روک لینے کے بعد میں دیواروں سے ٹکرا کر زخمی ہونے سے محفوظ رہ سکوں گا۔ منکا منہ میں ہونے کے باعث یہ اطمینان بھی تھا کہ میرا سانس نہیں ٹوٹنے پائے گا۔

مجھے بدرو میں بہتے ہوئے کافی دیر گزر گئی اور مجھے یقین ہو چلا کہ بدرو کا دہانہ بہت پیچھے رہ گیا ہے جسے صاف کر کے میں ناگ رانی کے ہمراہ اس میں اترا تھا۔ اس کا ایک ہی مقصد تھا کہ اب میں پانی کے بہاؤ کے ساتھ سون ندی کے گہرے پانی میں جا گرتا۔ اس سے پہلے کھلا آسمان نظر آنے کی امید اب مفقود ہو چکی تھی۔

صورت حال کا صحیح اندازہ ہونے کے بعد میں نے اپنا بدن ڈھیلا چھوڑ دیا۔ میں جانتا تھا کہ سون ندی میں جا نکلنے کے بعد مجھے اس کے بپھرے ہوئے دھاروں سے نمٹنے کے لئے خاصی محنت کرنی پڑے گی لہٰذا دانشمندی کا تقاضا یہی تھا کہ غیر ضروری تھکن اور مشقت سے گریز کیا جائے۔

میں سانس روکے اور آنکھیں بند کئے نہ جانے کتنی دیر تک بدرو میں بہتا رہا۔ پھر اچانک میں نے محسوس کیا کہ اب میرا بدن بدرو کی تنگ دیواروں سے نہیں ٹکرا رہا ہے۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو سر پر تاروں کی چادر موجود پائی البتہ میرا بدن اب بھی پانی پر تیزی سے بہا جا رہا تھا اور قریب ہی کسی دہانے سے پانی کے اخراج کا شور ابھرتا سنائی دے رہا تھا۔

میں نے چند گہرے سانس لے کر تازہ ہوا پھیپھڑوں میں جذب کی اور پھر سون ندی کے بہاؤ پر تیرنے لگا۔

رات کی گھور سیاہی کے باوجود ندی کا کنارا بخوبی نظر آ رہا تھا۔ میں نے بازوؤں کے سہارے پانی کاٹ کر اپنا رخ بدلا۔ بدرو کے دہانے سے کثیر مقدار میں پانی کے

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY

اخراج کا شور اب بھی فضا میں چھائے ہوئے بھیانک سکوت کو توڑ رہا تھا۔

کچھ دیر کی صبر آزمائی کے بعد سون ندی کے کنارے پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور پانی سے نکل کر خشک مٹی پر تھکے ہوئے انداز میں دراز ہو گیا۔

اپنی مصیبت سے نجات ملتے ہی مجھے ناگ رانی کا خیال آیا اور میں چونک کر اٹھ بیٹھا۔ اس کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔

شیو ناگ کے اندھے انتقام کے تصور نے مجھے بے چین کر دیا اور میں نے دل ہی دل میں ناگ رانی کو فوراً اپنے پاس طلب کیا۔

"[illegible] ہو گئی!" اچانک مجھے اپنے عقب میں پھیلے ہوئے گھنے اور تاریک جنگل سے ناگ رانی کی مخصوص آواز سنائی دی۔

میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ تھکے ہوئے انداز میں میری طرف چلی آ رہی تھی۔

"شیو ناگ اس وقت غصے سے پاگل ہو رہا ہے!" وہ میرے قریب آ کر بولی۔ "خفیہ بدرو کا راستہ مسدود ہو چکا ہے اور سون مندر کے چاروں طرف اس کے کارکنوں کا لشکر پھیل گیا ہے۔ مجھے تو ڈر ہے کہ وہ سون مندر کے اوپر کی فضا میں آگ کا حصار نہ باندھ دے۔"

"تم کہاں رہ گئی تھیں؟" میں نے اندھیرے میں اس کے چہرے پر نظریں جما کر پوچھا۔

"وہ بدرو میں پانی کے ریلے پر بہتا تمہارے پیچھے آیا تھا مگر میں نے اسے اپنے ساتھ الجھا لیا۔" ناگ رانی ایک گہرا سانس لیتے ہوئے بولی۔

"اب وہ کہاں ہے؟" میں نے متجسسانہ لہجے میں سوال کیا۔

"واپس سون مندر میں جا گھسا ہے۔" وہ آہستہ سے بولی۔ "جاتے جاتے آگ میں جلانے کی دھمکی دے کر گیا ہے۔"

"اب کیا کیا جائے۔ وہ اس وقت غصے میں ہے۔ ہمیں اس کی حالت سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اگر اس نے اپنے حواس پر قابو پا لیا تو اس کی چالاکی ہمارے لئے بہت دشواریاں پیدا کر دے گی!" میں نے زمین سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔" وہ اپنا چہرہ میرے شانے سے ٹکاتے ہوئے بولی۔ "اب

مجھے خطرہ مول لینا ہی پڑے گا۔"

"کیسا خطرہ؟" میں نے حیرت کے ساتھ سوال کیا۔

"اگر میں کامیاب ہو گئی تو آج رات ہم دونوں سون مندر میں گھسنے میں کامیاب ہو جائیں گے ورنہ تمہیں میری راکھ تک نہ ملے گی۔" وہ میری پیشانی کا بوسہ لیتے ہوئے بولی۔

مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے حلق میں کوئی چیز پھنسنے لگی ہو۔ میں نے بے اختیار اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ "مایوسی کی باتیں نہ کرو۔ اس بار منکے کے علاوہ کوئی اور قوت بھی میری مدد کر رہی ہے۔ شیو ناگ اب ہم سے نہ رہ سکے گا۔"

کچھ دیر تک ہم دونوں خاموش رہے آخر وہ کسمسا کر میری بانہوں سے نکل گئی۔

"منکا مجھے دو اور تم ندی میں کود پڑو۔"

میں نے بلا توقف منکا اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ وہ منکا لے کر اس طرف چل پڑی جہاں بدرو کا پانی سون ندی کے دھارے میں گر رہا تھا۔

"پانی میں کود جاؤ۔" اس نے بدرو کے دہانے پر پہنچنے کے بعد چیخ کر مجھے ہدایت کی اور میں نے سانس روک کر سون ندی کے دہانے میں چھلانگ لگا دی۔

میں کافی دیر تک پانی کی سطح پر دھیمے دھیمے تیرتا رہا۔ میری نگاہیں ناگ رانی کے تاریک ہیولے پر جمی ہوئی تھیں وہ بدرو کے دہانے پر کھڑی ہوئی کوئی پراسرار عمل کر رہی تھی۔

ابھی اس عالم میں چند ہی منٹ گزرے تھے کہ سون مندر کی سمت میں آسمان پر تابناک سرخی پھیلنے لگی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے یوں معلوم ہونے لگا جیسے فضا میں ایک خاصے بڑے حصے میں آگ بھڑک اٹھی ہو۔ ان روشن شعلوں کے سرخ انعکاس نے دور دور تک روشنی پھیلا دی تھی۔ مجھے یہ اندازہ لگانے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی کہ شیو ناگ نے سون مندر کی قلعہ بندی کے سلسلے میں اس پر آتشیں حصار قائم کر دیا ہے تاکہ فضا سے کوئی بھی زندہ گزر کر سون مندر میں نہ پہنچ سکے۔

ادھر ناگ رانی اپنے پورے انہماک کے ساتھ اپنے عمل میں مصروف تھی۔ تاریکی دور ہو جانے کے باعث اب میں اس کی حرکات و سکنات بخوبی دیکھ رہا تھا۔ وہ

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/9914 NIRMAR ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH:5556532
PROP: ALI KHAN

[illegible] جوشیلے انداز میں بار بار اپنے ہاتھ سون ندی سے بدرو کی جانب لہرا رہی تھی۔

ایک مرتبہ اس کے ہاتھ سے چنگاریاں اڑیں اور وہ کسی نادیدہ قوت کے زیر اثر لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑی۔ میں نے فوراً ہی کنارے پر آنے کے لئے پانی میں ہاتھ مارنے لیکن اس وقت تک وہ سنبھل کر دوبارہ کھڑی ہو گئی۔

پھر تو اس پر بار بار لڑکھڑاہٹ طاری ہونے لگی۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا اس کے پورے بدن سے چنگاریاں اڑنے لگی تھیں اور وہ مختصر مختصر وقفوں سے زمین پر ڈھیر ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے ماند پڑتے ہوئے جوش و خروش اور قدموں کی لڑکھڑاہٹ سے اندازہ ہو رہا تھا کہ اس پر آہستہ آہستہ نقاہت غالب آتی جا رہی ہے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ناگ رانی کا وجود کسی نادیدہ قوت سے برسرپیکار ہو اور وہ قوت اسے آہستہ آہستہ مفلوج کرتی جا رہی ہو۔

میں سانس روکے آنے والے فیصلہ کن لمحات کا منتظر تھا کہ اچانک بدرو کے دہانے پر ایک تیز دھماکا ہوا اور سون ندی کے گہرے پانی میں شدید بھونچال آ گیا ہو اس وقت چونکہ ناگ رانی کا پراسرار منکا میرے پاس نہیں تھا اس لئے مجھے خود کو پانی کی سطح پر برقرار رکھنے کے لئے شدید محنت کرنی پڑی۔

آخرکار آہستہ آہستہ سون ندی کا بھونچال ختم ہو گیا۔ سکون کا وہ لمحہ بہت مختصر تھا کیونکہ فوراً ہی ندی کے پانی کا بہاؤ بدرو کے دہانے کی طرف ہو گیا اسی وقت میں نے ناگ رانی کو ہاتھ پھیلا کر ندی میں چھلانگ مارتے دیکھا۔

"بدرو کی طرف بڑھتے آؤ۔" ناگ رانی نے ندی میں کودنے سے قبل مسرت سے کھنکتی ہوئی آواز میں پوری قوت سے چیخ کر کہا۔

حیرت ناک طور پر بدرو میں سے خارج ہونے والا پانی یک بیک تھم چکا تھا اس سے بھی زیادہ حیرت ناک بات یہ تھی کہ سون ندی کا پانی نسبتاً بلندی پر واقع بدرو کے دہانے میں گھسنے لگا تھا۔

بہاؤ کی سمت میں آگے بڑھنے میں مجھے کوئی دشواری نہیں پیش آئی اور میں ذرا سی دیر میں ناگ رانی کے قریب جا پہنچا۔

"چلو۔ میرے پیچھے بڑھتے آؤ۔" ناگ رانی اس وقت خوشی سے پاگل ہوئی جا رہی

تھی۔ "ایسی رات سون مندر والوں نے کبھی نہ دیکھی ہو گی۔"

"بھنگا" میں پوری قوت سے چلایا۔ "بدرو میں اس کے بغیر میرا دم گھٹ جائے گا۔"

ناگ رانی پلٹ کر تیزی سے میرے پہلو میں آئی اور مننا میرے منہ میں ڈال کر بے اختیار میرا منہ چوم لیا اور پھر بدرو کے دہانے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

دہانے کی سمت کا اندازہ کرنے کے بعد ناگ رانی نے چیخ کر مجھے اشارہ دیا اور ہم دونوں یکے بعد دیگرے لہروں پر جھولتے بدرو کے دہانے میں گھستے چلے گئے۔

بدرو میں پانی کا بہاؤ قدرے پرسکون تھا اور اس بار وہ اپنی پوری اونچائی تک بھری ہوئی بھی نہیں تھی جس کے باعث ہمیں محفوظ طریقے پر آگے تیرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آ رہی تھی۔

کچھ دیر بعد ہم بدرو کے اس درمیانی دہانے کے نیچے سے گزرے جسے کھود کر ہم پہلی بار اس میں گھسے تھے۔ وہ دہانہ اب بھی کھلا ہوا تھا اور اس میں سے سرخ سرخ روشنی آ رہی تھی جو یقیناً سون مندر کے اوپر لپکتے ہوئے شعلوں کا انعکاس تھی۔

ناگ رانی اپنی کوشش میں کامیاب ہو چکی تھی۔ اور ہم شیو ناگ کی خواہشات کے خلاف تیزی سے سون مندر کی جانب بڑھ رہے تھے جہاں سے ناگ بھون کا راستہ شروع ہوتا تھا۔ بے پایاں مسرت سے میرا دل بلیوں اچھل رہا تھا اور ناگ بھون کی اجنبی سرزمین مجھے اپنے سامنے نظر آنے لگی تھی۔ محض چند قدموں کی مسافت پر۔

کچھ دیر اور ہم دونوں بدرو میں بہتے ہوئے پانی میں تیرتے آگے بڑھتے رہے اور پھر ایک کھلا ہوا دھکنا نظر آیا۔ اور میں چونک پڑا۔

"ہم سون مندر میں داخل ہو چکے ہیں۔" ناگ رانی کی مسرت سے کانپتی ہوئی آواز ابھری۔ "یہ ڈھکنا سون مندر کے پچھواڑے والے میدان میں کھلتا ہے یہاں سے ذرا ہی دور وہ ویران باؤلی ہے جہاں اس بدرو کا دوسرا سرا کھلتا ہے۔"

میں نے کچھ کہنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ یک بیک ایک تیز دھماکہ ہوا جس کے باعث میرے دونوں کان سن ہو گئے اور نگاہوں کے سامنے تاریکی ناچنے لگی۔ بدرو میں بہتا ہوا پانی اچانک زمین میں جذب ہو کر بالکل خشک ہو گیا اور زمین پے در پے دھماکوں سے لرزنے لگی۔

"دھانی روک کے زمین پر پڑے رہو۔۔۔" میرے کانوں میں ناگ رانی کی مدہم سی وحشی آواز آئی۔ فضا میں ہر طرف گرد و غبار اور ملبے کی برسات ہو رہی تھی اس وقت لاکی ہوئی چادر سے اوپر آسمان میں آگ سی لگی ہوئی تھی۔ سون مندر کے اوپر فضا میں پھیلا ہوا شیو ناگ کا آتشیں حصار بدستور قائم تھا۔

دھماکے شروع ہونے سے ایک ثانئے قبل تک میرا دماغ فتح کے نشے میں سرشار تھا۔ شیو ناگ کی تمام تر مخالفانہ کوششوں اور جدوجہد کے باوجود سون ندی سے دوبارہ مندر والی بدرو میں گھسنے پر میں نے یقین کر لیا تھا کہ ناگ بھون کی بھیانک اور پرخوف سرزمین کے رکھوالے میرے اور ناگ رانی کے مقابلے میں زچ ہو چکے ہیں اور اب کوئی بھی میری راہ میں حائل نہیں ہو سکے گا لیکن تقدیر میری خوش فہمی پر خندہ زن تھی۔

سون مندر کو جانے والے چور راستے میں' میں کسی خوف زدہ چوہے کی طرح دبکا ہوا پڑا تھا۔ گرد و غبار کا کثیف دھواں میرے نتھنوں کے راستے حلق میں داخل ہو کر ناقابل برداشت سوزش پیدا کر رہا تھا۔ دھماکوں کی شدت' لمحات گزرنے کے ساتھ ساتھ کم ہونے کے بجائے اور بڑھتی جا رہی تھی۔ اور دھرتی ماتا کی زد میں آئی ہوئے کسی نرم و نازک پتے کی طرح رہ رہ کر لرز رہی تھی۔

"کوشیا" جب کئی منٹ گزرنے کے باوجود قیامت کی وہ گھڑیاں ختم نہ ہوئیں تو میں گھبرا کر چیخ اٹھا۔ منہ کھلتے ہی مٹی کے ذرے حلق میں جا گھسے اور مجھے شدید کھانسی کا دورہ پڑ گیا۔

"سلطان۔۔۔۔۔۔ ہمت نہ ہارو۔" مجھے اپنے قریب ہی ناگ رانی کی ہیجان سے کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔ "یہ رات یادگار ہے۔ سون مندر والوں نے ایسی کٹھن گھڑیاں

بھی نہ دیکھی ہوں گی۔ ذرا سی دیر میں فیصلہ ہونے والا ہے کہ ہم کہاں تک کامیاب ہوں گے۔"

کمزوری کے باعث میری آنکھوں سے پانی بہنے لگا تھا۔ سینے میں شدید درد کی لہریں انگڑائیاں لے رہی تھیں اور مجھے اپنا کلیجہ منہ کو آتا محسوس ہو رہا تھا۔

پھر ان دھماکوں میں ایک اس قدر شدید دھماکا ہوا کہ میرے کان سن ہو کر رہ گئے اور میں نے اپنے پورے وجود کو زمین سے اچھل کر فضا میں بلند ہوتے محسوس کیا۔ دہشت کے باعث میرے دل کی دھڑکنیں چند ثانیوں کے لئے بالکل ختم گئیں۔ گو ناگ رانی کا معجزنما منکا اس وقت بھی میرے منہ میں موجود تھا لیکن مجھے محسوس ہوا کہ میری زندگی کی آخری ساعتیں آ چکی ہیں اور اب شیو ناگ بیدردی سے مجھے پیس کر رکھ دے گا۔

فضا میں قدرے بلندی تک اچھلنے کے بعد میرا بدن سخت اور غیر مسطح زمین پر گرا۔ میں جس طرح گرا تھا مجھے چند ثانیوں کے لئے شبہ ہوا کہ میرے ہاتھ پاؤں اپنی جگہ چھوڑ چکے ہوں گے۔ لیکن حیرتناک طور پر مجھے کوئی بھی چوٹ نہ آئی۔۔۔۔۔۔

بدحواسی میں کی ہوتے ہی یک بیک میں چونک پڑا۔ ہولناک دھماکوں سے چنگھاڑتی ہوئی فضا میں ہر آواز پر حاوی شیو ناگ کی جلتی چنگھاڑتی آواز گونج رہی تھی۔

"ناگ بھون اجنبیوں کی موت ہے سلطان۔۔۔۔ موہن بات کی مٹی کا ذرہ ذرہ تیرے خون کا پیاسا ہے اور یہ رات تجھے نگلے بغیر نہ بیتے گی۔ میرا آخری وار سنبھالنے کے لئے تیار ہو جا۔"

اس کی آواز خونی قہقہے میں ڈھل کر بتدریج معدوم ہوتی چلی گئی اور فرط دہشت سے میرے بدن کے تمام مساموں سے ٹھنڈے ٹھنڈے پسینوں کی دھاریں بہ نکلیں۔

"ماروشیا۔" میں نے حلق میں پھنستی ہوئی آواز میں ناگ رانی کو پکارا۔ لیکن جواب ندارد۔

میرے اعصاب پر سنسنی کی ایک نئی چادر بچھنے لگی جیسے ظلمات سے خونی پکار کے ان جنوں کن لمحات میں ناگ رانی بھی میرا ساتھ چھوڑ چکی تھی۔

"ماروشیا۔" میں وحشت زدہ آواز میں پوری قوت سے چلایا اور میری آواز معدوم

پہنچنے سے قبل ہی دھماکوں سے لرزتی فضا پر بھیانک اور غیر فطری سکوت چھا گیا۔ جیسے یک بیک صور اسرافیل پھونک دیا گیا ہو۔

میں نے دہشت زدہ ہو کر آنکھیں کھولیں تو چند گز کی بلندی پر کافی وسیع رقبے میں فضا کے اندر ہولناک آگ لگی ہوئی تھی اور زمین پر تاحد نظر ہر سمت غبار کا دھواں اڑ رہا تھا۔ آسمان کی وسعتوں کی طرف لمبی لمبی زبانوں کی صورت میں لپکتے سرخ شعلوں کے انعکاس میں مٹی کا وہ دھواں خونی ذرات کا غبار لگ رہا تھا۔

میں اس وقت ایک کئی فٹ گہرے اور طویل گڑھے کے قریب ملبے کے ڈھیر پر پڑا ہوا تھا۔ میرے ارد گرد ہر طرف بوسیدہ انسانی ڈھانچوں، شمشیروں اور پتھروں کا ملبہ بکھرا ہوا تھا۔ گڑھے کی جگہ پیدا ہو جانے والے گڑھوں اور دھماکوں کے باعث پانی ابل آیا تھا جس کے باعث جا بجا دلدل بن گئی تھی۔

اس وقت تک جسمانی طور پر مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا لیکن پے در پے واقعات کے باعث میرے حواس اور اعصابی قوتیں انتشار کا شکار ہو چکی تھیں۔

چند ثانیوں تک تو میری سوچ بالکل ہی مفلوج رہی اور میں فیصلہ نہ کر سکا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ وہاں کا ماحول اس قدر بھیانک اور سکوت اس قدر گہرا تھا کہ کسی بھی انسان کا کلیجہ شق ہو جاتا خلاف توقع نہیں تھا۔ انتہائی خوف سے بے چین ہو کر میں غیر ارادی طور پر زمین سے اٹھ گیا۔ میرے قدموں پر نمایاں طور پر لرزش طاری تھی۔

میں نے اسی جگہ کھڑے رہ کر گرد و پیش پر ویران نگاہیں دوڑائیں لیکن خاک اڑاتے ہوئے اس ملبے میں کہیں بھی کسی ذی روح کا وجود نہیں تھا۔ مجھے ڈر ہوا کہ ناگ رانی کہیں اپنی بے بسی کے باعث ملبے میں دب کر جانکنی میں مبتلا نہ ہو گئی ہو۔ اتنا تو میں سمجھ چکا تھا کہ میری اور ناگ رانی کی جارحانہ کامیابی پر بوکھلا کر شیو ناگ نے اس معبد کو اس طرح تباہ کر دیا تھا کہ کسی بھی مقام کی شناخت ممکن نہ رہ سکے۔ شاید وہ اس طرح ناگ بھون جانے والے راستے کو مسدود کرنا چاہتا تھا تاکہ ہم دونوں کبھی وہاں تک پہنچنے نہ پائیں۔

ایک طرف تو یہ قیاس تھا اور اس کی بنا پر اندازہ ہوتا تھا کہ ناگ رانی شیو ناگ کی قوتوں کو مفلوج کر دینے میں کامیاب ہو گئی تھی لیکن دوسری طرف ناگ رانی

پراسرار طریقے پر لاپتہ ہو جانا میرے دل میں وہم اور شبہ کا باعث بن رہا تھا۔ اگر وہ اپنی مرضی سے غائب ہوئی تھی تو میرے طلب کرنے پر ہر حالت میں اسے بلاتاخیر میرے پاس لوٹ آنا چاہئے تھا۔ کیونکہ اس کا منکا میرے قبضے میں تھا۔ اس کا واپس نہ آنا میرے لئے بہت زیادہ تشویش ناک تھا۔

وحشت' تجسس اور مایوسی کی ملی جلی کیفیت میں' میں غیر ارادی طور پر ملبے کے ایک نسبتاً اونچے ڈھیر کی طرف بڑھنے لگا۔

میرے ذہن میں خیالات کی آندھیاں چل رہی تھیں اور میرے قدم غیر ارادی طور پر اس ڈھیر کی جانب بڑھ رہے تھے کہ ایک گری ہوئی دیوار کے باقی ماندہ ٹکڑے کے پہلو سے گزرتے ہوئے میرے حلق سے چیخ نکل گئی اور میں اچھل کر کئی قدم پیچھے لوٹ آیا۔

اس ادھوری دیوار کی اوٹ میں ایک بے حد حسین اور سبک اندام لڑکی مختصر لباس میں دراز نیم وا آنکھوں سے میری جانب دیکھ کر دعوت انگیز انداز میں مسکرا رہی تھی۔ فضا میں بھڑکتے شعلوں کے انعکاس میں اس کی خواب ناک آنکھیں میرے دل میں خوابیدہ لطیف جذبوں کو بیدار نہ کر سکیں بلکہ اس قدر وحشتناک حالت میں اس کی لاپرواہیاں اور غیر فطری حد تک بے تعلقانہ انداز نے مجھے اور زیادہ ہراساں کر دیا۔

اسے دیکھتے ہی ایک ثانیے کے لئے مجھے شبہ ہوا تھا کہ شاید ناگ رانی نے مذاق کے طور پر نیا بہروپ دھار لیا ہے' لیکن میرا ذہن اس بات کو قبول نہ کر سکا' ایسے سنگین اور مضحکہ خیز حالات میں ناگ رانی مجھ سے ایسا مذاق کر سکتی ہے۔

وہ دور تک پھیلے ہوئے ملبے کے درمیان دراز وہ نیم برہنہ لڑکی کئی ثانیوں تک میری طرف دیکھتی رہی۔ اس کی نگاہوں میں تیکھی مسکراہٹ ناچ رہی تھی اور اس نے اپنے ہونٹ اس طرح مضبوطی سے بھینچے ہوئے تھے جیسے وہ اپنی مسکراہٹ روکنے کی کوشش کر رہی ہو۔ میں دہشت اور سکتے کے عالم میں آنکھیں پھاڑے اسے گھورتا رہا۔

پھر اس کے گورے گورے نازک ہاتھ جنبش میں آئے اور اس نے اشارے سے مجھے اپنے قریب بلایا۔ بے اختیار میرا جی چاہا کہ واپس پلٹ کر وہاں سے بھاگ نکلوں

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/8594 NISHTAR ROAD BHABRA BAZAR
RAWALPINDI, PH: 5556332
PROP: ALI KHAN

لیکن ممکن نہ ہوا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس پراسرار دوشیزہ کی نگاہوں کا سحر مجھے بالکل بے بس کر چکا ہے۔

جب اس کے اشارے پر بھی میرے قدموں کو جنبش نہ ہوئی تو ایک ثانیے کے لئے ملبے میں لپکتے شعلوں کے انعکاس میں اس کا چہرہ تمتما اٹھا اور وہ تیزی کے ساتھ ملبے کے ڈھیر سے اٹھ گئی۔ اور پراعتماد انداز میں میری طرف بڑھنے لگی۔

اس لڑکی کے چہرے اور انداز میں نہ جانے وہ کیا خوف اور عنصر تھا جو مجھے اس سے دور بھاگ جانے پر اکسا رہا تھا۔ مجھے اپنے ذہن میں بے شمار حشرات الارض رینگتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ لیکن میں اپنے اس خوف کا سبب جاننے سے قاصر تھا۔

آہستہ آہستہ چلتی وہ میرے قریب آ کر ٹھہر گئی۔ اس کے اور میرے درمیان اب صرف چند فٹ کا فاصلہ رہ گیا تھا اور میں بے بسی کے عالم میں اس کی آنکھوں میں دیکھنے پر مجبور تھا۔ کسی نادیدہ طلسم کے زیر اثر۔

اس کے لبوں پر سرمستی طاری ہونے لگی۔ اس کے پتلے پتلے ہونٹ ابھی تک غیر ارادی طور میں بھینچے ہوئے تھے اور میں یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ اگر وہ اپنی ہنسی روک رہی تھی تو آخر بولنے سے کیوں گریز کر رہی ہے اور وہ میرے ذہن میں ابھرنے والے خوف سے بے پرواہ اپنے نرم و نازک بدن پر سے مختصر سے پردے ہٹانے کے بعد مسلسل بڑھتی جا رہی تھی۔

اپنے جسم سے آخری کپڑا علیحدہ کرنے کے بعد اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر خمار آلود انداز میں انگڑائی لی اور میں اس کی دلیری پر بھونچکا رہ گیا۔ وہ چند ثانیوں چشم ... ہوئے وقت سے بالکل لاتعلق اور بے خوف ہو کر مجھے دعوت گناہ دے رہی تھی۔

"تم منہ سے کیوں نہیں بولتیں۔۔۔ تم کون ہو؟" آخرکار تجسس اور ہیجان سے بے حال ہو کر میں پاگلوں کی طرح چیخ اٹھا۔

اس نے ہمدردانہ انداز میں میری طرف دیکھا اور اپنے منہ کے قریب انگلیوں سے اشارہ کر کے بتایا کہ وہ بولنے سے معذور ہے۔

اس کے گونگے پن کے انکشاف نے مجھے اس قدر بوکھلا دیا کہ نادیدہ خوف جیسی

"ہمیں نے اسی لئے اپنے ہونٹ بند کئے ہوئے تھے۔" وہ سنجیدگی کے ساتھ بولی تو اس مرتبہ اس کے منہ سے نیلے رنگ کے ستاروں کی جھڑی لگ گئی۔ "مجھ سے ڈرو نہیں میں تمہاری ہمدرد ہوں' رہی یہ آگ تو دیکھو یہ ابھی غائب ہوتی ہے۔"

بندھن میں جکڑی ہوئی میری نگاہیں بے اختیار اس ترکی سے فرار کی راہیں تلاش کرنے لگیں۔

شاید وہ بھی میرے ارادے بھانپ گئی اور اس سے قبل کہ میں اس لڑکی سے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

READING
Section

"سون مندر میں؟" میں نے اپنے استفسار طلب لہجے میں خوف اور تجسس کی نمایاں آویزش محسوس کی۔

"یہی سمجھ لو۔۔۔" وہ اپنے بارے میں دو ٹوک گفتگو کرنے سے گریز پر تلی ہوئی تھی۔

میرے ذہن میں یک بیک روشنی کا ایک جھماکا ہوا اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ شاید وہ بھی کوئی ناگن ہی ہے اور ناگ بھون کی بسنے والی ہے۔

"تم نے یہاں کسی اور لڑکی کو تو نہیں دیکھا۔" میں نے فوری خیال کے تحت اس سے سوال کیا۔

"اس ویرانے میں کسی لڑکی کا کیا کام!" وہ مدھم لہجے میں بولی جیسے اسے میرا یہ سوال گراں گزرا ہو۔

"تم بھی تو لڑکی ہو۔" میں نے کسی بے ساختہ جذبے کے تحت اس کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا اور وہ شوخ آواز میں ہنس پڑی۔

"میں لڑکی نہیں۔ ناری ہوں۔"

"سندر ناری۔" میں نے پہلی مرتبہ بے خوفی اور جرأت سے کام لیتے ہوئے کہا۔

میں محسوس کر رہا تھا کہ انتہائی خوفناک اور غیر یقینی حالات کے باوجود اس کا قرب میرے دل و دماغ پر خمار کی دھند بکھیرتا جا رہا تھا اور میرے وجود میں سویا ہوا وہ رنگین مزاج مرد بیدار ہوتا جا رہا تھا جو ہر خوبصورت لڑکی کو۔۔۔ بے دردی سے مسل دینے میں روحانی سکون حاصل کرنے کا عادی تھا۔

ناگ رانی اور ناگ بھون کے پر ہول اندیشے غیر محسوس طریقے پر میرے ذہن سے پھسل چکے تھے اور ہر گزرنے والا لمحہ مجھے سرور کی پر کیف اور نیم خوابیدہ وادیوں میں دھکیلتا جا رہا تھا۔ جہاں نہ شیش ناگ کا خوف تھا، نہ ناگ رانی کی یادوں کے سراب۔

"تمہارا نام کیا ہے؟" میں نے اپنا داہنا ہاتھ اس کے عریاں شانے پر رکھتے ہوئے پر سرور لہجے میں دریافت کیا۔

"نام میں کیا رکھا ہے۔۔۔ جب میں ہر دم تمہارے ساتھ ہوں تو نام جان کر کیا کرو گے؟" اس کے شوخ لہجے میں مستی کا رنگ نمایاں ہو رہا تھا۔

"اور تم نے کہا تھا کہ تم یہیں رہتی ہو؟" میں نے تائید طلب لہجے میں کہا۔

"ہاں۔۔۔ اور۔" وہ قدرے متذبذب ہو کر بولی۔

اس کا تذبذب دیکھ کر میرا حوصلہ بڑھ گیا۔ "ایسا تو نہیں کہ تمہاری جنم بھومی کا راستہ سون مندر سے جاتا ہو۔"

اس نے رک کر تیز جھٹکے سے اپنا شانہ میری گرفت سے آزاد کرا لیا اور پھر اس کی سرد آواز سنائی دی۔ "ہاں۔ تم ٹھیک سمجھے ہو۔ پر مجھے غصہ دلانے کی کوشش نہ کرنا۔ غصے میں میرے بدن سے کالے رنگ کے سانپ جھڑتے ہیں اور جو بھی میرے سامنے ہوتا ہے اسے ڈس کر پل بھر میں ٹھکانے لگا دیتے ہیں۔ اس بات کا خیال رکھو گے تو فائدے میں رہو گے۔"

اس کی باتیں سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میرا تجسس حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ نہ جانے اس نے میرے کس خیال کی تصدیق کی تھی۔ میں تو خود اس کی زبان سے ناگ بھون کے بارے میں حیرت انگیز انکشاف سننے کا منتظر تھا۔ مگر اس نے مبہم سا جواب دے کر میری آتش شوق کو اور بھڑکا دیا تھا۔

"اب تم مجھے کہاں لے جا رہی ہو؟" میں نے چند لمحوں کے سکوت کے بعد زبان کھولی۔

"یہاں ہر طرف تمہارے دشمن بکھرے پڑے ہیں۔" تاریکی میں اس کی سرسراتی ہوئی آواز ابھری اور مجھے اپنے مساموں سے پسینے کی ٹھنڈی ٹھنڈی بوندیں رستی محسوس ہونے لگیں۔ "میں تمہیں ایک ایسی جگہ لے جا رہی ہوں۔ جہاں شاید تم ہر آفت سے محفوظ رہو گے۔"

"تم ناگ بھون کا راستہ جانتی ہو؟" اس کے اشارے پر دوبارہ اپنا سفر شروع کرتے ہوئے میں نے رک رک کر دھیمی آواز میں پوچھا۔

اس نے میرے سوال پر بڑا بھرپور قہقہہ لگایا۔

ابھی اس کی آواز کی گونج معدوم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ہم دونوں اچانک روشنی میں نہا گئے۔ چاروں طرف سے آنے والی تیز روشنی نے چند لمحوں کے لئے تو مجھے چندھیا کر رکھ دیا۔ لیکن بینائی بحال ہوتے ہی میرے فرشتے کوچ کر گئے۔

وہ پراسرار لڑکی بالکل عریاں حالت میں میرے قریب کھڑی غصے سے کانپ رہی تھی اور اس کی قہربار آنکھیں روشنی اگلتے ہوئے بہت بڑے مبہم سے دھبوں کے عقب سے آگے بڑھتے ہوئے کسی سائے پر بھی اداکی تھیں۔

جونہی وہ سایہ میرے قریب آیا میرا دل بے اختیار ڈوبنے لگا۔

آنے والا اودھا شیو ناگ تھا۔ اس کے چہرے پر بے رحمانہ مسکراہٹ پھیلی رہی تھی اور اسکے بھیانک تیوروں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ آج وہ مجھے زندہ نہ چھوڑے گا۔

"شیو ناگ تیری یہ جرات۔" آخرکار وہ لڑکی پھٹ پڑی۔ اس کے بولتے ہی اس کے منہ سے کالے سانپوں کی برسات شروع ہو گئی۔

میں خوف زدہ ہو کر پیچھے سرک گیا لیکن وہ سانپ مجھ پر توجہ دیئے بغیر تیزی کے ساتھ شیو ناگ کی طرف لپکے اور پھر اس سے کئی فٹ دور زمین پر یوں تڑپنے لگے جیسے ان کے پھن کسی وزنی چٹان کے نیچے پیس ڈالے گئے ہوں۔

پل بھر میں وہاں خوف زدہ اور دبی دبی آوازوں میں پھنکارنے والے سانپوں کا ایک مردہ ڈھیر جمع ہو گیا۔

"راج کماری! تیرا غلام کبھی تیرے منہ نہیں آ سکتا۔" شیو ناگ سر کو قدرے خم دے کر سپاٹ اور سرد لہجے میں کہہ رہا تھا۔ "تجھے معلوم ہے کہ تیرا اس وقت کا ساتھی ناگ بھون کے ازلی دشمنوں میں سے ہے اور تو اس دھرتی کے حکمران ناگ راجہ کی اکلوتی بہن ہے کیا تجھے یہ زیب دیتا ہے کہ ایک داس کی خوشی کے لئے اپنی جنم بھومی سے منہ موڑ لے؟"

"اپنی اوقات پہچان شیو ناگ۔" راج کماری اس کے انداز گفتگو پر بری طرح تلملا اٹھی۔ "تیری ہدایات کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ ناگ بھون کے شاہی خاندان والے خوب جانتے ہیں کہ انہیں کس موقع پر کیا کرنا ہے۔ تو اسی وقت یہاں سے دفع ہو جا۔"

"نہیں بہن۔" شیو ناگ کے ہونٹوں پر مکارانہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ "میں تجھے اس موذی کے پاس اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ بہت ذلیل، عیاش اور جھوٹا ہے۔"

"شیو ناگ! تو حد سے بڑھ رہا ہے۔" وہ پوری قوت سے چیخ کر اس کی طرف جھپٹی۔

"میں جا رہا ہوں۔" شیو ناگ تیزی کے ساتھ الٹے قدموں سرکتے ہوئے بولا۔ "لیکن یہ بتا دوں کہ تو اسے ناگ بھون میں نہ لے جا سکے گی۔ ناگ راجہ نے مجھے پوری اجازت دے دی ہے کہ سلطان کو اس کی مرضی کے مطابق ناگ بھون میں زندہ نہ گھسنے دوں۔ اگر تو نے ضد کی تو شاید مجھے تیرے مقابلے پر بھی آنا پڑے۔"

"آج کی رات میں آزاد ہوں۔ جہاں میری مرضی ہو گی اسے وہاں لے جاؤں گی۔" غصے کی شدت کے باعث راج کماری کی آواز بھرا گئی۔

"یہ یاد رکھ کہ اس کے فریب میں پھنس کر ناگ رانی کی زندگی دوبھر ہو چکی ہے۔ اگر تو نے سون مندر کی وحشی ہوئی سرنگ کا راستہ تلاش کرنا چاہا تو تو اپنی آنکھوں سے اس کا حشر دیکھ لے گی۔ اور میں کچھ نہیں کہتا۔"

شیو ناگ اور اس کے ساتھ وہ تیز روشنیاں یوں معدوم ہو گئیں جیسے فضا پر چھائی ہوئی بھیانک سیاہی انہیں نگل گئی ہو۔

میں کافی دیر تک اندھیرے میں راج کماری کے تیز تیز سانسوں کا شور سنتا رہا۔ میرا اپنا حلق بھی خشک ہوا جا رہا تھا لیکن مجھ میں بولنے کی ہمت باقی نہیں رہی تھی۔

ناگ بھون سے متعلق ہر آن نت نئے انکشافات مجھے دہلائے دے رہے تھے۔ راج کماری کی حیثیت اور اس کا رویہ ظاہر ہونے کے بعد میرے لئے یہ قیاس کرنا دشوار نہیں تھا کہ وہ بھی رنگین مزاج واقع ہوئی ہے اور محض اتفاقاً ہی مجھ سے آ ٹکرائی ہے ورنہ ناگ رانی کی پراسرار گمشدگی کے بعد میرے لئے شیو ناگ کے آہنی چنگل سے بچ نکلنا بہت دشوار ہو جاتا۔

ناگ رانی کہاں اور کس حال میں تھی۔ میں اس سے لاعلم تھا۔ لیکن شیو ناگ کے آخری دو فقروں سے اندازہ ہو گیا تھا کہ ناگ رانی 'سون مندر' والی سرنگ کی تلاش میں کسی مشکل میں مبتلا ہو چکی ہے اور اب اس سے مدد کی امید کرنا بے سود ہے۔ کیونکہ اس کا سنگھاسن ابھی تک میرے قبضے میں تھا۔ لیکن وہ میرے طلب کرنے کے باوجود میرے پاس نہیں آئی تھی۔

ان حالات میں میرے لئے بہتر یہی تھا کہ موقع پرستی سے کام لے کر راج کماری کی پوری پوری حمایت حاصل کر لیتا۔ اور پھر اس کی مدد سے نہ صرف ناگ بھون میں

جا گھستا بلکہ اپنی ستارہ تک بھی رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔

"چلو۔۔۔ یہ رات شیو ناگ کی زندگی کی آخری رات ہی ہو گی۔۔۔ ناگ بھون کے شاہی گھرانے کے منہ آنے والوں کو کہیں پناہ نہیں ملتی۔۔۔ میں اسے چیر کر رکھ دوں گی۔" اپنی حالت پر کسی حد تک قابو پانے کے بعد راج کماری میرا ہاتھ تھام کر مشتعل لہجے میں بولی۔

"ہاں وہ بہت کمینہ ہے۔" میں نے اس کے جذبہ انتقام کو مزید بھڑکانے کی نیت سے کہا۔ "ناگ رانی پر قوت آزمانے کے بعد اس کے حوصلے بڑھ گئے ہیں۔ اگر تم واقعی راج کماری ہو تو شیو ناگ کو یہ جسارت بھی مہنگی پڑنی چاہئے۔"

"تم یہ سب کیا جانو؟" اس کی آواز میں تحیر ابھر آیا۔

"ناگ بھون کے بارے میں جو کچھ جانتا ہوں وہ شاید ہی آج تک کسی غیر نسل کو معلوم ہوا ہو گا۔ میں بلاوجہ ہی ناگ بھون میں گھسنے کا قصد نہیں کئے بیٹھا ہوں۔" میں نے اپنے لہجے میں بے خوفی پیدا کرتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

"اور تم پھر بھی زندہ ہو۔۔۔؟" وہ بدستور حیرت زدہ تھی۔

"نہ صرف زندہ ہوں بلکہ شیو ناگ کا غرور خاک میں ملا دینا چاہتا ہوں۔۔۔ ویسے میرا خیال ہے کہ تم بھی اسی کی نسل سے ہو۔"

"ہاں میں بھی ایک ناگن ہوں۔" وہ حسرت بھری آواز میں بولی۔

"کیا تمہیں اپنے ناگن ہونے پر افسوس ہے۔" میں اپنے تعجب کو سوال میں ڈھلنے سے نہ روک سکا۔

"کیوں نہ ہو۔۔۔" اس کی آواز اب بھی حسرت زدہ سی تھی۔ "مجھے جب سے اپنا روپ بدلنے کی قوت حاصل ہوئی ہے میں نے عورت کے روپ میں کئی مردوں کو اپنے دل کی گہرائیوں سے چاہا ہے۔ لیکن میں نسل کے اعتبار سے ناگن ہوں۔ میری فطرت ہرجائی ہے میں نے تھوڑے تھوڑے دنوں بعد ان میں سے ہر ایک کو ٹھکرا دیا۔ لیکن اب بھی رہ رہ کر میرا دل ان کی یاد میں تڑپتا ہے۔"

"تم واقعی محبت کے قابل ہو۔" میں نے بے اختیاری ظاہر کرتے ہوئے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا اور اس کے رخساروں پر اپنے لبوں کی مہر ثبت کر دی۔

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
H/N/4 NISHTAR ROAD DHADRA 213 R
RAWALPINDI PH 5556532
PROP ALI KHAN

وہ خود اپنے ہرجائی پن کا اقرار کر چکی تھی۔ لیکن میں اس کی کمزوری بھانپ چکا تھا۔ وہ جوان تھی اور اس کے وجود میں شاید ہر آن نفسانی خواہشات کے بھڑکا دینے والے الاؤ روشن رہتے تھے۔ اسی وجہ سے خوبرو "وجیہ۔ اور کڑیل جوان اس کی کمزوری تھے" لیکن وہ اپنی اس کمزوری کو محبت کا مقدس نام دیتی تھی۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب ناگ بھون کی سرزمین پر پہنچنے تک راج کماری کو محبت کے فریب میں مبتلا رکھوں گا۔

جب سے میں نے راج کماری کو دیکھا تھا وہ مستقل سپردگی پر آمادہ اور خمار میں ڈوبی ہوئی تھی۔ میرے ہاتھوں کی گرفت اور میرے ہونٹوں کے آوارہ لمس کو محسوس کرتے ہی وہ بے چین ہو گئی اور پنجوں کے بل اچک کر اپنا سر میری چھاتی میں چھپا لیا۔

"رات اندھیری اور سر پر کھلا آسمان ہے۔۔۔ تم کسی محفوظ پناہ گاہ کا ذکر کر رہی تھیں۔ وہاں چلو۔ آج ہم اپنی دوستی کی پہلی شب منائیں گے۔" میں نے اس کی بڑھتی ہوئی بے قراری کو محسوس کرتے ہوئے تجویز پیش کی۔

"ہاں آؤ۔" وہ کسی فوری خیال کے زیر اثر بولی۔ "کہیں ایسا نہ ہو کہ شیو ناگ اس پوری سرنگ کو ہی تباہ کر دے۔ وہ ناگ رانی کے ساتھ تمہاری پیش قدمی سے بری طرح بوکھلا گیا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ تم ایک مرتبہ سون مندر میں آ گھسے تو اس کے لئے تمہارا راستہ روکنا دشوار ہو جائے گا۔ اسی لئے اس نے سون مندر کی عمارت خاک کر دی تاکہ ناگ بھون جانے والی سرنگ کی مخصوص نشانیاں مٹ جائیں۔ ہم اس سرنگ میں اسی وقت داخل ہوں گے اور آج کی رات ناگ بھون میں گزاریں گے۔ وہ جگہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ وہاں میرا ایک محل ہے جس میں میری مرضی کے بغیر ناگ راجہ بھی قدم نہیں رکھ سکتا۔۔۔ یہ پہلا موقع ہو گا کہ کوئی انسان ناگ بھون کی سرزمین پر قدم رکھے گا۔"

میرا دل تیزی کے ساتھ دھڑکنے لگا میرا مشن جو ناقابل یقین واقعات اور حادثات سے شروع ہو کر پراسرار پیچیدگیوں کا شکار ہوتا چلا گیا تھا۔ اب خلاف توقع تیزی کے ساتھ پورا ہوتا نظر آ رہا تھا۔

اندلس کی تاریک راتوں میں نظر آنے والے بھیانک سپنوں کی سرزمین۔۔۔

ناگ بھون' جہاں تک پہنچنے کے لئے میں مدتوں سے سرگرداں تھا اب چند گھڑیوں کی مسافت پر رہ گئی تھی۔ گزرنے والے لمحات کے ساتھ ساتھ میرا اور ناگ بھون کا درمیانی فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا۔

راج کماری مجھے کافی دیر تک ہمراہ لئے سون مندر کے تاریک کھنڈرات میں پاگلوں کی طرح ادھر ادھر بھٹکتی رہی۔ ساتھ ہی وہ شیش ناگ کی شان میں قصیدے پڑھتی جا رہی تھی جس نے اس سرنگ کی ہر پہچان مٹا ڈالی تھی۔

"مجھے بتاؤ کہ تم کس پہچان کی تلاش میں ہو؟" میں نے طویل خاموشی کے بعد اس سے دریافت کر ہی ڈالا۔

"اس سرنگ کے سون مندر والے دہانے پر پتھر کی ایک ایسی چٹان ثبت ہے جس کی تراش کسی بہت بڑے ناگ کے پھیلے ہوئے پھن سے مشابہ ہے۔" وہ بولی۔

"ارے۔۔۔" میں اس کی بے وقوفی پر متحیر رہ گیا۔ "ایسی تو کئی چٹانیں تم دیکھ چکی ہو۔ کیا شیش ناگ نے تمہاری بینائی کو بھی مفلوج کر ڈالا ہے۔"

"نہیں۔" وہ چڑ کر بولی۔ "اس حرامزادے نے اس جگہ میں ہر طرف ایسی ہی چٹانیں رکھ دی ہیں۔ مجھے دشواری ضرور ہو گی لیکن وہ سرنگ زیادہ دیر میری تیز نگاہوں سے محفوظ نہیں رہ سکے گی۔"

"اس لئے تم پاگلوں کی طرح یہاں وہاں بھٹک رہی ہو۔" میں نے اس کے داہنے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

"سرنگ والی چٹان میں جو پھن ہے اس میں ایک ناگ کی اصلی زبانیں موجود ہیں۔ اس نے ایک بار ناگ راجہ کی شان میں گستاخی کی تھی چنانچہ اسے نوچ نوچ کر ہلاک کر دیا گیا تھا اور اس کی زبانیں کھینچ کر اس پتھریلے پھن میں لگا دی گئی تھیں۔ وہ زبانیں آج بھی ایک منتر پڑھنے پر حرکت کرنے لگتی ہیں۔"

"اوہ۔۔۔" میں بس ایک گہرا سانس لے کر رہ گیا۔

ہمیں ان کھنڈرات میں گھومتے آدھی سے زیادہ رات گزر گئی لیکن کامیابی کے آثار بالکل نظر نہ آتے تھے۔

رات کے آخری پہر میں جب میں اس بے سود بھاگ دوڑ سے اکتا کر راج کماری

کو واپس لوٹ چلنے کا مشورہ دینے کے بارے میں سوچ رہا تھا تو اس کی مسرت بھری آواز نے مجھے چونکا دیا۔

"یہ دیکھو۔۔۔ اس بت کی زبانیں کس طرح باہر لپک رہی ہیں۔" وہ ایک تاریک گوشے کے قریب جھکی ہوئی تھی۔

میں لپک کر اس پتھریلی چٹان کے قریب پہنچا تو حیران رہ گیا۔

وہ چٹان نہایت نفاست کے ساتھ کسی پھیلے ہوئے ناگ کے پھن کی شکل میں تراشی گئی تھی۔ اس پھن کے دہانے سے کئی زندہ لکیریں بار بار باہر کی جانب لپک رہی تھیں۔ ایک پتھریلے پیکر میں یوں جزوی طور پر زندگی کا تجربہ میرے لئے نہایت سنسنی خیز تھا لیکن راج کماری اشتیاق کے عالم میں اس مجسمے کے سامنے دوزانو بیٹھی زیر لب کوئی عمل پڑھے جا رہی تھی۔

کئی منٹ تک راج کماری اسی عالم میں رہی پھر وہ پتھریلا پھن بہت آہستگی سے داہنی جانب سرکنے لگا۔

جوں جوں وہ مجسمہ ایک جانب سرک رہا تھا اس کے نیچے والی زمین میں ایک تاریک خلا ابھرتا نظر آ رہا تھا۔

آخرکار راج کماری سیدھی کھڑی ہو گئی۔ "مبارک ہو سلطان! وہ راستہ مل گیا ہے۔" وہ مسرت بھری آواز میں بولی۔ اور اس کے منہ سے ننھے ننھے سانپ برسنے لگے۔

"کیا یہی وہ سرنگ ہے؟" میں نے تاریک خلا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے راج کماری سے سوال کیا۔

"ہاں یہی وہ راستہ ہے جو یہاں سے ناگ بھون تک جاتا ہے۔"

اس وقت تک پتھر کا وہ مجسمہ ایک جگہ ٹھہر چکا تھا اور اس پھن میں سے بار بار باہر لپکنے والی زبانیں نہ جانے کہاں روپوش ہو چکی تھیں۔

"کہیں ایسا نہ ہو کہ شیش ناگ اس تاریک سرنگ میں ہماری گھات لگائے بیٹھا ہو۔" میں نے اپنے اندیشے کا اظہار کیا۔

"معمول تو اس کا امکان نہیں ہے۔۔۔ اور اگر وہ سامنے آ بھی گیا تو اسے میرے مقابلے

میں منہ کی کھانی پڑے گی۔"

"یہ سرنگ کتنی گہری ہے؟" میں نے اس تاریک خلا میں جھانکتے ہوئے سوال کیا۔

"یہ بہت گہری ہے۔" وہ میری طرف پلٹتے ہوئے بولی۔ "میں تو اپنے اصلی روپ میں آسانی کے ساتھ اندر اتر جاؤں گی۔ لیکن تمہیں اندر چھلانگ لگانی پڑے گی۔"

"چھلانگ؟" میں بے اختیاری سے چیخا۔ "شاید تم میری ہڈیاں پسلیاں توڑنا چاہتی ہو تاکہ مجھ سے پیچھا چھڑا سکو۔"

"نہیں یہ بات نہیں۔" یہ کہہ کر اس نے ایک لمحے کے لئے توقف کیا پھر بولی۔ "کیا ناگ رانی کا منکا اب تمہارے قبضے میں نہیں ہے۔"

بے اختیار میرے منہ سے ایک گہرا سانس آزاد ہو گیا۔ بھاگ دوڑ میں پھنس کر میں منکے کو بالکل ہی فراموش کر بیٹھا تھا اور اس منکے کی کہانی ناگ بھون کے باسیوں میں عام ہو چکی تھی۔

پھر راج کماری نے اپنے جسم کو ہلکا سا لہرایا اور پل بھر میں ناگن کے روپ میں آ گئی اس نے پھن اوپر اٹھا کر اپنی تاریکی میں چمکتی ہوئی نگاہوں سے میرا جائزہ لیا اور پھر بہت آہستگی کے ساتھ اس کا بدن پتھریلے چبوترے کے نیچے سے نمودار ہونے والے تاریک خلا میں روپوش ہونے لگا۔ میری نگاہیں پورے انہماک سے اس پر جمی ہوئی تھیں۔

چند منٹ میں ہی راج کماری کا پورا بدن اس تاریک خلا میں غائب ہو گیا میں کئی منٹ تک اس بھیانک خلا میں سے کسی پھنکار کا منتظر رہا اور جوں ہی اندر سے راج کماری کی تیز پھنکار سنائی دی میں بھی نیچے سرنگ میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہو گیا۔

آنے والے لمحات سنسنی خیز تھے میں ناگ بھون جانے والے راستے کے دہانے پر موجود تھا بس یہی ایک سرنگ میرے اور ناگ بھون کے درمیان حائل تھی اس کے بعد مجھے اس اجنبی سرزمین پر اپنی پیاری بیوی ستارہ کے حصول کی جنگ لڑنی تھی۔

تاریک سرنگ کے دہانے سے اس بار راج کماری کی نسوانی آواز ابھری۔ "اندر کود جاؤ سلطان۔"

شاید وہ اندر پہنچ کر دوبارہ نسوانی روپ اختیار کر چکی تھی۔

میں آگے بڑھ کر سرنگ کے دہانے پر آیا اور پھر آنکھیں بند کر کے اس اندھے کنویں میں چھلانگ لگا دی۔

کئی سیکنڈ تک میرا بدن تاریک فضا میں نیچے گرتا رہا۔ پھر ایک جھٹکے کے ساتھ میرے قدم زمین پر جا لگے۔ درمیانی وقفے کی بنا پر میں اندازہ کر چکا تھا کہ وہ سرنگ بہت گہری ہے لیکن ناگ رانی کے منکے کے باعث میرے بدن پر خراش تک نہ آئی۔

میرے سنبھلنے سے قبل ہی گھور اندھیرے میں کوئی مجھ سے لپٹ پڑا۔

آہٹ پاتے ہی میں سمجھا تھا کہ وہ راج کماری ہو گی لیکن جب وہ دیو ہیکل جسم مجھ سے جونک کی طرح لپٹ گیا اور میرا دم سینے میں گھٹنے لگا تو مجھے اندازہ ہوا کہ میں بے خبری میں گھیر لیا گیا ہوں۔ یہ بھی امکان تھا کہ راج کماری نے دانستہ مجھے اس جال میں پھنسایا ہو۔

میں نے اس شخص کی گرفت سے نکلنے کے لئے بہت زور لگایا لیکن میں کامیاب نہ ہو سکا وہ میرے بدن پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے بعد اب میری پسلیوں کو بری طرح دبا رہا تھا۔

"راج کماری!" میں گھبرا کر بے اختیار چیخ پڑا۔

"وہ یہاں نہیں ہے۔ ناگ بھون کی روایات سے بغاوت کھیل نہیں ہے۔" وہ پھنکار کر بولا۔ آواز سن کر میرا دل ڈوبنے لگا۔ سرنگ کی گھور تاریکی میں منحوس شیش ناگ بھی قریب ہی موجود تھا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ آنکھیں نہ ہونے کے باوجود وہ اس مقابلے میں میری بے بسی سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہا ہے۔

جب اس شخص کی گرفت میرے لئے ناقابل برداشت ہونے لگی تو میں نے تڑپ کر اس کے پیٹ کے نچلے حصے میں اپنے داہنے گھٹنے کی ضرب رسید کی اور وہ ذرا لڑکھڑا گیا۔

بس ایک لمحے کے لئے اس کی گرفت کمزور پڑی اور مجھے اسی قدر مہلت درکار تھی میں جھٹک کر اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان گھس گیا اور وہ بوکھلائی ہوئی آواز میں چلاتا ہی رہ گیا۔ مگر اس کے قدم تیزی کے ساتھ زمین سے اوپر اٹھتے چلے گئے۔

اس نے پہلے میری گردن اور پھر میرے بال جکڑنے چاہے لیکن اس کی گرفت مضبوط ہونے سے قبل ہی میں نے ایک جھٹکا دے کر اسے زمین پر گرا لیا۔

سرنگ کی محدود فضا ایک تیز دھماکے اور پھر چیخ سے لرز اٹھی۔

"رانی ---- لعنت ہے تجھ پر یہ کیا کر رہا ہے!" شیو ناگ کی غصے میں بھنائی ہوئی آواز نے سرنگ کی تاریک فضا میں جھنکار سی پیدا کر دی۔

میں نے تاریکی میں اس شخص کے سائے کو زمین پر تڑپ کر سیدھا ہوتے دیکھا اور پھر بجلی کی سی سرعت سے میرا ہاتھ ناگ رانی کے منکے پر گیا۔

میں نے پھرتی کے ساتھ وہ منکا گلے سے اتار کر مضبوطی سے مٹھی میں تھاما اور لپک کر اس دیو ہیکل شخص پر وار کر دیا جسے شیو ناگ نے رانی کہہ کر پکارا تھا۔

منکے کی ضرب اس کی داہنی پسلیوں پر پڑی اور وہ اچھل کر دور جا گرا۔

گو میری ضرب اتنی شدید نہیں تھی لیکن منکے کے باعث اس شخص کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی اور اندھیرے میں کچھ لمحے تک اس شخص کے بدن کے تڑپنے کی پرشور آوازیں سنائی دینے لگیں۔

وہ شخص ساتھ ہی ساتھ کراہتا بھی جا رہا تھا۔ اس کی آوازوں میں ایسی دہشت تھی کہ مجھے اس کی موت کا یقین ہو چلا۔

"سلطان!" چند ہی لمحوں بعد شیو ناگ کی شناسا آواز سنائی دی۔ "تو نے اپنے کمینے پن کا ثبوت دیا ہے۔ بے خبری میں منکے سے وار کر کے تو یہ بازی جیت گیا ہے۔ میرا دوست رانی اب ذرا ہی دیر کا مہمان ہے۔ مگر تو میرے دوسرے وار کے لئے تیار ہو جا۔"

شیو ناگ کی سمت سے مجھے تالی کی تیز آواز سنائی دی اور پھر وہ سرنگ دودھیا رنگ کی تیز روشنی سے بھر گئی۔ بظاہر اس روشنی کا کوئی مخرج یا منبع نظر نہیں آ رہا تھا۔

وہ سرنگ کم از کم بیس فٹ اونچی اور دس بارہ فٹ چوڑی تھی اس کا فرش کچا تھا جبکہ چھت اور دیواروں کی مٹی چوبوں سے روکی گئی تھی۔

سرنگ تیس چالیس فٹ تک سیدھی جا کر بائیں جانب گھوم گئی تھی۔ لہٰذا اس بارے میں کچھ کہنا مشکل تھا۔

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
... NISHTAR ROAD ... BAZAR
RAWALPINDI PH 5556137
PROP ALI KHAN

شیو ناگ مجھ سے چند قدم دور ہاتھ سینے پر باندھے یوں کھڑا ہوا تھا جیسے اسے کسی کا انتظار ہو۔ اس کے سر پر بالوں کی جگہ لہراتے ہوئے بے شمار ننھے ننھے سانپ کلبلا رہے تھے اور اس کی بصارت سے محروم آنکھوں کے حبت ناگ پھلے تیزی سے گردش کر رہے تھے اس وقت اس کے گلے میں دو سیاہ رنگ کے ننھے ننھے من دھاری ناگ جھول رہے تھے جن میں سے کوئی بھی تین فٹ سے بڑا نہیں تھا۔ شیو ناگ سے تھوڑی دور کچی زمین پر ایک دیو قامت اور گندمی جلد والا شخص بے جان پڑا تھا۔ اس کے چہرے پر کرب کے نقوش ثبت تھے اور اس کی داہنی پسلیوں سے بہنے والا خون کافی حد تک زمین میں جذب ہونے کے باوجود تالاب کی طرح جمع تھا جس سے اس کے زخم کی نوعیت ظاہر تھی۔

"ناگ رانی کہاں ہے؟" میں نے اندر سے شیو ناگ کو گھورتے ہوئے جذبات سے عاری آواز میں سوال کیا۔

"جہاں اسے ہونا چاہئے۔" شیو ناگ کا لہجہ بے حد زہریلا تھا۔

"اور راج کماری؟"

شیو ناگ میرے اس سوال پر نفرت سے ہنسا "تو مجھ سے اس طرح سوالات کر رہا ہے جیسے میں تیرا قیدی ہوں ---- تھوکنے سے پہلے منہ سنبھال کر بات کر۔"

"ہاں تو میرا قیدی ہی تو ہے" میں نے ایک فوری خیال کے زیر اثر پر اعتماد لہجے میں کہا "یقین نہ ہو تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ تیرے پیچھے میرے محافظ موجود ہیں۔"

شیو ناگ میرے اس زبانی جھانسے میں آ کر پھرتی سے پیچھے پلٹا اور میں نے فوراً ہی اس حالت سے فائدہ حاصل کر لیا۔

ناگ رانی کا منکا پہلے سے میرے ہاتھ میں تیار تھا۔ شیو ناگ کے پلٹتے ہی تیزی سے میں اس کی طرف لپکا اور اس کی کھوپڑی کے عقبی حصے پر منکے سے وار کرنا چاہا۔ لیکن شیو ناگ کو اپنی پراسرار قوتوں کے سہارے پہلے ہی میری کارروائی کا علم ہو چکا تھا۔

اس نے بہت تیزی کے ساتھ پیچھے ہٹنے کی کوشش کی اور وہ بڑی حد تک اپنی کوشش میں کامیاب بھی رہا کیونکہ کھوپڑی کی ضرب اس کے لئے جان لیوا ثابت ہو

میری مٹھی میں دبا ہوا سکہ اس کی پشت پر پڑا اور شیو ناگ کربناک آوازیں نکالتا ہوا آگے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

میں اپنی اس کامیابی پر بے اختیار ہنسنے لگا۔

شیو ناگ سرنگ کے موڑ پر پہنچ کر ٹھہرا اور میری طرف گھوم کر جھلائی ہوئی آواز میں بولا۔ "یہ میری بدقسمتی ہے کہ تجھے آج ہی اس سکے کا یہ استعمال بھی معلوم ہو گیا مگر اب بھی میں تیرا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔"

اس کے چہرے پر سخت تکلیف کے آثار نمایاں تھے جیسے اس کا کوئی جوڑ یا ریڑھ کی ہڈی کا کوئی مہرہ اپنی جگہ چھوڑ گیا ہو۔

ناگ رانی کے مہرے کے سامنے شیو ناگ کی بے بسی کا ایک نیا پہلو میرے سامنے آ چکا تھا۔ اس کامیابی نے میرے خوف زدہ اعصاب پر بڑا خوشگوار اثر ڈالا اور میں نے یہ جان کر خاصا سکون محسوس کیا کہ شیو ناگ کے سامنے میں اب بالکل ہی بے بس نہیں رہوں گا۔

شیو ناگ سرنگ کے موڑ پر کھڑا پہلو بدل بدل کر اپنے جوڑ کو سکون پہنچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں چند ثانیوں تک اسے دیکھ دیکھ کر محظوظ ہوتا رہا۔ پھر اچانک ہی سکہ مٹھی میں دبا کر اس کی طرف دوڑ پڑا۔

شیو ناگ نے مجھے اپنی طرف آتا دیکھ کر ایک کربناک چیخ ماری اور وہ دودھیا رنگ کی روشنی غائب ہو گئی۔ میں سرنگ کی ساخت کا اندازہ کر چکا تھا اس لئے تاریکی کے باعث مجھے کوئی دشواری نہیں ہوئی اور میں شیو ناگ کی طرف بڑھتا رہا۔

"میں دیکھ رہا ہوں۔۔۔ حرامزادے میں دیکھ رہا ہوں۔" اندھیرے میں شیو ناگ کی جھلائی ہوئی آواز ابھری۔ "مجھے دھوکا دینا آسان نہیں ہے۔"

پھر وہ سرنگ شیو ناگ کے دوڑتے ہوئے قدموں کی چاپ سے گونجنے لگی۔ وہ [illegible] سے دور۔۔۔۔ ناگ بھون کی سمت میں بھاگ رہا تھا اور دبی دبی کراہوں کے درمیان مجھے غلیظ اور شرمناک گالیاں بھی دیتا جا رہا تھا۔

شیو ناگ ایک غیر انسانی پیکر تھا اسے بہت سی پراسرار قوتیں حاصل تھیں اور اس راستے کا عادی معلوم ہوتا تھا اپنی شدید تکلیف کے باوجود ذرا سی دیر میں مجھ سے

دور نکل گیا کہ اس کی آہٹیں تک معدوم ہو گئیں۔

مسلسل بھاگ دوڑ کے باعث مجھ پر بھی تکان طاری ہونے لگی تھی۔ ناگ بھون کے راستے کی طوالت کا مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا۔ اس لئے میں نے رک جانا ہی مناسب سمجھا اور سرنگ کی پتھریلی دیوار کے سہارے ٹک کر اپنے سانس درست کرنے لگا۔

مجھے وہاں بیٹھے بمشکل تیس ہی سیکنڈ گزرے ہوں گے کہ مجھے سرنگ میں کسی کے دبے دبے قدموں کی آہٹیں سنائی دیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی چور قدموں سے میرے قریب آ رہا ہو۔

میں فوراً ہی چوکنا ہو کر بیٹھ گیا۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ آنے والا جوں ہی میری پہنچ میں آئے گا اسے بے دردی سے پکڑ لوں گا۔

کئی منٹ گزر گئے لیکن کوئی بھی میرے نزدیک نہ آیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ موقع کی تاک میں ہو۔

یہ صورت حال میرے لئے بے حد صبر آزما ثابت ہوئی۔ نہ جانے وہ کون تھا اور کیوں مجھ سے پوشیدہ رہنا چاہ رہا تھا۔ دوسرے یہ بات بھی ممکن تھی کہ وہ ناگ بھون کا کوئی ملازم ہی رہا ہو اور اب وہاں سے قریب کسی خاص چیز کی تلاش میں ہو۔

گھور اندھیرے میں یہ یک طرفہ آنکھ مچولی کافی دیر تک چلتی رہی اور میں بڑی مشکل سے اپنی آواز روکے انتظار کی گھڑیاں کاٹتا رہا۔

آخر خدا خدا کر کے وہ آہٹیں بتدریج میرے قریب آنے لگیں۔

قدموں کی ہلکی دھمک سے میں نے اندازہ لگایا تھا کہ آنے والا اکہرے اور چست بدن کا مالک ہے۔

پیشتر اس سے قبل کہ میں آنے والے اجنبی کے بارے میں اپنی مزید کچھ رائے قائم کرتا وہ آہٹیں میرے بہت قریب آ گئیں۔

[illegible] تھی میں نے اپنے بہت قریب ایک آہٹ سنی میں اندازہ قائم کر کے آگے کی طرف جھپٹا اور آواز نکالے بغیر اس کی ایک پنڈلی پکڑ لی۔

آنے والا پوری قوت سے تڑپ کر پنڈلی چھڑانے لگا۔

پنڈلیوں کے گداز اور جلد کی نزاکت محسوس ہوتے ہی میں چونک پڑا۔ اس بار
کوئی مرد نہیں شاید لڑکی تھی۔

اس کی بے آواز کوششوں پر ابھی میں تعجب بھی نہ ہو پایا تھا کہ اس کی آواز
دی اور میری انگلیاں نرم پڑ گئیں۔

"تم کون ہو۔۔۔۔ میری ٹانگ چھوڑ دو" میں راج کماری ہوں۔"

اس کی آواز پہچانتے ہی میں بدک اٹھا۔ وہ اگر آخری فقرہ نہ بھی ادا کرتی
آواز کی بنا پر اسے پہچاننے میں کوئی دشواری نہ ہوتی۔

"تم کہاں جا رہی تھیں؟" میں اس کی پنڈلی چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہوتا ہوا
لہجے میں بولا۔

"او سلطان۔۔۔۔۔ تم یہاں چھپے ہوئے تھے؟" وہ مجھے فوراً ہی پہچان گئی
میں تو تمہاری زندگی سے مایوس ہی ہو چکی تھی۔ میں کافی دیر سے یہاں تمہارا انتظار
رہی تھی مجھے شیو ناگ کی بڑی فکر تھی۔"

اس کے سفید جھوٹ پر مجھے غصہ آ گیا۔ میں کافی دیر تک راکی سے اسی
میں دست و گریباں رہا پھر اسی مقام پر میرے شیو ناگ سے میرا معرکہ ہوا
راج کماری اسی سرنگ میں موجود تھی تو اس نے یقیناً یہ سب کچھ دیکھا تھا اور
دانستہ خاموش رہی تھی۔

"تم کب سے یہاں ہو؟" میں نے برابر میں کھڑے ہوتے ہوئے تیز لہجے میں
سوال کیا۔

"اسی وقت سے یہاں تھی۔ لیکن آج نہ جانے کیوں مجھ پر غنودگی چھا گئی
اسی دوران میں نے خواب میں تمہیں، شیو ناگ اور اس کے ایک جانثار راکی کے
برسرپیکار دیکھا۔ تم نے راکی کو تو مار ڈالا اور شیو ناگ کہیں غائب ہو گیا۔" وہ
لہجے میں بولی۔

"ہوں۔" میں ہونٹ بھینچ کر غرایا۔ "کیا تم اس سرنگ میں روشنی کا بندوبست
سکتی ہو؟"

"ہاں کیوں نہیں!" وہ کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں بولی۔ "یہ لو ابھی یہاں

پھیلی جاتی ہے۔"

اس کے ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ تیرہ و تار سرنگ روشنی میں نہا گئی۔ وہی تیز
اور دودھیا روشنی۔

بے اختیار میری نگاہیں اس طرف گئیں جہاں میں نے راکی کی خون میں نہائی ہوئی
لاش چھوڑی تھی لیکن وہاں اب کچھ بھی نہ تھا۔ حتیٰ کہ زمین پر بھی خون کا کوئی دھبہ
نہیں تھا۔

میں نے راج کماری کی طرف دیکھا۔ وہ بڑھتے تن اور سبک اندام دوشیزہ یوں
حیرت سے میری جانب دیکھے جا رہی تھی جیسے میری باتیں اس کے لئے ناقابل فہم ہوں۔

"جسے تم خواب کہہ رہی ہو وہ حقیقت تھی۔" میں نے نرم آواز میں اس سے
کہا۔ "ابھی چند لمحوں قبل راکی کی لاش یہاں پڑی ہوئی تھی اور تمہارا دور دور
تک پتہ نہیں تھا۔"

"نہیں!" اس کی بے ساختہ آواز میں تحیر نمایاں تھا۔

"میری تو عقل کام نہیں کرتی۔۔۔۔ آخر میں تمہیں کیسے اس بات کا یقین دلا سکتا
ہوں۔" میں نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے الجھن آمیز لہجے میں کہا۔

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ شیو ناگ میرے اعصاب پر بھی حاوی ہوتا جا رہا ہے۔
یقیناً یہ سب اسی ملعون کی شرارت ہے۔ وہ تنویم اور نظربندی کا ماہر ہے۔" راج کماری
بوجھل انداز میں آہستہ سے بولی۔

"سنو۔۔۔۔ میں ہر قیمت پر آج رات ناگ بھون پہنچنا چاہتا ہوں۔" میں نے
قدرے توقف کے بعد اپنے لہجے میں زور پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"آج رات۔" اس نے حیرت سے دہرایا۔ "یہاں سے ناگ بھون کئی روز کی
مسافت پر ہے۔ اور یہ رات تو ہم اسی جگہ گزاریں گے تاکہ شیو ناگ کے وہ عمل کا
پورا پورا اندازہ ہو سکے۔"

"بے سود ہے۔۔۔۔ اب میں ناگ بھون پہنچ کر اس پر آخری وار کرنا چاہتا ہوں
اور تمہیں میرا ساتھ دینا ہو گا۔" میں نے اٹل اور فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ساتھ دوں گی جان!" وہ اٹھلا کر بولی اور میرے گلے سے آ لگی۔

اس کے حرارت میں ڈوبے ہوئے بدن کے لمس نے میری شریانوں میں چنگاریاں بھر دیں۔ میں نے اس کو الگ کرنا چاہا لیکن اس کے لرزتے ہوئے ہونٹ میرے سینے پر بھنچنے لگے اور میں نے سرور کے عالم میں آنکھیں موند کر اسے اپنے بازوؤں میں بھینچ لیا۔

راج کماری پر بے خودی کی کیفیت طاری تھی اور میں اس کے طلسم میں ڈوب کر اپنے گرد و پیش کے شعور سے بیگانہ ہوتا جا رہا تھا۔ میرے جسم کی حالت تیزی کے ساتھ متغیر ہوتی جا رہی تھی اور جوں جوں میرے ہاتھ اس کے جسم کے فطری لمس کو محسوس کر رہے تھے۔ میری ہتھیلیوں میں تیز سنسناہٹ پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ میرے لبوں پر خشکی اترنے لگی تھی اور آہستہ آہستہ میں جنون کا شکار ہوتا جا رہا تھا۔

"یہ روشنی..... اس روشنی سے مجھے الجھن ہو رہی ہے راج کماری!" میں نے اس کی گردن کا بوسہ لیتے ہوئے مشتاق ہوئی آواز میں کہا۔

اس نے حلق سے ایک مخصوص آواز نکالی اور وہ عجیب سرنگ ایک بار پھر لامتناہی تاریکی میں ڈوب گئی، جس میں میرے اور راج کماری کے الجھے ہوئے سانسوں کی مدھم گونج کے سوا کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

راج کماری تو صرف بہروپ تھی، لیکن اس ناگن کا یہ سراب بھی بےحد حسین اور گناہ آفریں تھا۔ وہ ان تمام رموز سے خوب واقف تھی جو مرد کی کمزوری ہوتے ہیں۔ اس نے ذرا سی دیر میں مجھے پاگل بنا دیا اور میں نے بے اختیار اپنے بدن سے لباس نوچ ڈالا۔

کئی ثانیوں تک وہ فضا چیتھڑوں کی سرسراہٹ سے گونجتی رہی اور پھر اس سرنگ کی فضا آوارہ جذبوں کی سرکشی کی مظہر بن گئی۔

کیف اور سرور......... لذت و انبساط...... تحریک اور سکوت کی کہانیاں اس سرنگ میں بار بار نت نئے زاویوں سے ابھر ابھر کر ڈوبتی رہیں اور میں ماحول اور وقت سے لاپروا اس نئے کھیل کی دل پسندی میں کھویا رہا۔

اسی عالم میں نہ جانے کب مجھ پر غنودگی طاری ہو گئی دوبارہ ہوش میں آنے کا سبب عجیب و غریب سرگوشیانہ آوازیں تھیں جو سرنگ میں گونج رہی تھیں۔

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F-990/4 NISHTAH ROAD, DHABRA BAZAR
RAWALPINDI. Ph. 5555...
PROP ALI KHAN

میرا سر راج کماری نے اپنے زانو پر رکھا ہوا تھا اور وہ اپنی نرم نرم انگلیوں سے میرے بال سنوار رہی تھی۔ میرے بدن کی جنبش محسوس کر کے وہ مجھ پر جھک پڑی۔

"کیا بات ہے سلطان؟" اس نے میری آنکھوں کو بوسہ دیتے ہوئے بڑی محبت کے ساتھ سرگوشیانہ آواز میں سوال کیا۔

"میں کچھ اجنبی آوازیں سن رہا ہوں۔" میں نے اسے دھیمی آواز میں کہا۔

اس نے میرے جواب پر اطمینان کا گہرا سانس لیا۔

"یہ آوازیں تمہارے لئے اجنبی ہیں مگر میں ان سے خوب واقف ہوں۔ شیر ناگ کے ہرکارے ہمارا راستہ مسدود کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔"

"یعنی وہ ہر قیمت پر ہمارا راستہ روکنے پر تلا ہوا ہے!" میری آواز میں تشویش کے سائے لہرانے لگے۔

"ہاں ---- اور بہتر یہی ہے کہ ہم اسی وقت اپنا سفر شروع کر دیں، اسے جتنی مہلت ملے گی وہ اسی قدر خطرناک چالیں اختیار کرے گا۔" راج کماری بولی۔

راج کماری نے اسی وقت اپنی پراسرار قوتوں کے سہارے دو چست اور ہلکے لباس فراہم کئے اور انہیں پہننے کے بعد ہم اس جگہ سے آگے چل دیئے۔

راج کماری چاہتی تو پوری سرنگ کو روشن کر سکتی تھی لیکن اس نے ایسا کرنا مناسب نہ سمجھا۔ پوری سرنگ اس کی خوب دیکھی بھالی تھی لہٰذا کسی لغزش کا بہت کم امکان تھا۔ وہ مجھ سے ایک قدم آگے چل رہی تھی اور میں نے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔

جوں ہی ہم دونوں سرنگ کے موڑ تک پہنچے وہاں سے ابھرنے والی آوازیں یکلخت معدوم ہو گئیں اور وہاں ہمارے محتاط قدموں کی دھمک اور سانسوں کے زیر و بم کے سوا کوئی اور تیسری آواز باقی نہ رہی۔

"اس وقت باہر تو دن نکل آیا ہو گا؟" میں نے وہ موڑ گھومتے ہوئے راج کماری سے دریافت کیا۔

"بھول جاؤ۔" وہ آہستہ سے بولی۔ "باہر کی دنیا کی باتیں وہیں رہ گئیں یہاں وقت دوسری زبان ہے جو ناگ بھون میں ہے۔ یہاں ہر وقت اسی طرح اندھیروں کا راج رہتا

ہے۔ تم ناگ دشالکوں میں ناگ بھون کے باسیوں کو زندگی کی سچی مسرتیں حاصل ہوتی ہیں۔"

"کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم یہ سفر کسی طرح تیز رفتاری کے ساتھ طے کر لیں؟" میں نے راج کماری سے دریافت کیا۔

"ممکن تو ہے" وہ پرخیال آواز میں بولی۔ "مگر مناسب نہیں ہے۔"

"کیوں؟"

"میں کوئی بھی سواری اپنی قوت کے زور سے منگوا سکتی ہوں مگر یہ امکان ہے کہ کہیں شیش ناگ اس کی آڑ میں اپنا کوئی کارندہ نہ بھیج دے۔"

راج کماری کی یہ بات سن کر مجھے بے اختیار اپنے شہر سے فرار کا وہ وقت یاد آگیا جب میں چترا کے ہمراہ پیدل چلا جا رہا تھا اور شیش ناگ ایک پہاڑی ٹٹو کے روپ میں سامنے آگیا تھا اور جوں ہی ہم دونوں اس پر سوار ہوئے اس نے ہمیں کھائی میں گرا کر ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔

سرنگ کا موڑ گھومنے کے بعد فضا میں عجیب سی بساند رچی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ گھور اندھیرے میں آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ میں راج کماری کے بارے میں بھی سوچ رہا تھا۔

وہ میرے لئے انتہائی عجیب و غریب سی لڑکی تھی۔ بولتے اور چلتے ہوئے اس کے منہ سے بے شمار ننھے اور باریک سانپ جھڑتے تھے۔ وہ خود کو ناگ راجہ کی بہن کہتی تھی۔ اس لحاظ سے اس کے پاس سب سے زیادہ قوتیں ہونی چاہئے تھیں۔ لیکن اس کے برعکس شیش ناگ اس پر حاوی تھا۔

نہ جانے کتنی دیر تک ہم اس راستے پر آگے بڑھتے رہے۔ پہلے موڑ کے بعد یہ پوری سرنگ بالکل سیدھی تھی اس لئے مجھے سمت کا اندازہ لگانے میں بہت زیادہ سہولت ہوئی تھی۔ میں دراصل پوری صحت کے ساتھ اس بات کا تعین کرنا چاہتا تھا کہ سون مندر سے ناگ بھون کس سمت میں ہے۔

ہم دونوں قطعی خاموشی کے ساتھ پھونک پھونک کر قدم آگے بڑھا رہے تھے کہ یکبارگی اندھیرے میں شوں کی ہلکی سی آواز ابھری اور ہمارے سنبھلنے سے قبل ہی

مضبوط ڈوری والا جال میرے گرد لپٹ گیا۔

میری اور راج کماری کی چیخیں بہت تیز تھیں لیکن ان کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ جال پڑتے ہی کسی جانب سے اسے کھینچا جانا شروع کر دیا گیا۔

میں کسی طرح بھی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور اس جال میں گر گیا دوسرے سرے پر موجود شخص واقعی کوئی بے رحم شخص تھا کیونکہ وہ ہم دونوں کی پروا کئے بغیر اپنے کام میں مصروف تھا۔

غصے اور بے بسی کے عالم میں میرے منہ سے مغلظات کا ایک طوفان امڈا پڑ رہا تھا اور راج کماری بھی آپے سے باہر ہوئی جا رہی تھی۔

خدا خدا کر کے وہ جال ٹھہرا اور میں اپنے بدن کو ٹٹولنے لگا مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ ناگ رانی کے جھٹکے کے باعث میرے بدن پر خراش تک نہیں آئی تھی۔

"راج کماری ـــــ آج تو میرے قبضے میں آئی ہے۔" اندھیرے میں غیر متوقع طور پر ناگ رانی کی زہریلی آواز سنائی دی۔

"ارشیلا! تم زندہ ہو۔" میں مسرت بھری آواز میں چلایا۔

"سلطان ـــــ مجھے تمہاری بے وقوفی پر افسوس ہے۔" ناگ رانی کی سرد آواز سنائی دی۔ "تم ذرا سی مہلت پاتے ہی اس آوارہ ناگن کے فریب میں آ گئے۔ یہ اپنے عاشقوں سے صرف تین بار ہم بستری کرتی ہے اور پھر عادت سے مجبور ہو کر انہیں ڈس لیتی ہے۔"

"تم اب تک کہاں تھیں ـــــ تم سے مایوس ہو کر میں نے اس کا سہارا لیا تھا۔" میں مسرت سے بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"حرامزادی ـــــ تیری یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تو نے اس سرنگ میں قدم رکھا۔" راج کماری بپھرے ہوئے لہجے میں ناگ رانی کو للکارنے لگی۔ اس کے منہ سے جھڑنے والے سانپوں کی بوچھاڑ سیدھی میرے بدن پر آئی اور میں کراہت سے جھرجھری لے کر رہ گیا۔

"ناگ بھون میری جنم بھومی ہے۔" ناگ رانی کی تیز آواز ابھری۔ "کوئی طاقت مجھے وہاں جانے سے نہیں روک سکتی۔"

اچانک فضا میں کچھ چنگاریاں سی چمکیں اور میرے اور راج کماری کے گرد پڑا ہوا جال پل بھر میں جل کر راکھ ہو گیا۔

پھر ایک سیکنڈ بھی نہیں گزرا تھا کہ میں نے تاریکی میں دو زرد لکیریں فرش پر رینگتی ایک دوسرے کی جانب بڑھتی دیکھیں اور پھر سرنگ کی فضا ہولناک پھنکاروں سے دہل اٹھی۔

وہ دونوں ناگنیں ایک دوسرے کے مقابلے میں آ چکی تھیں۔

تیز پھنکاروں کے ساتھ وہ دونوں کافی دیر تک وہیں پر آپس میں لڑتی رہیں اور میں ایک جانب کھڑا اس مقابلے کے فیصلے کا منتظر رہا۔

پھر ان میں سے ایک ناگن کے تیزی سے بھاگنے کی مدھم سی سرسراہٹ سنائی دی۔ میں دل ہی دل میں ناگ رانی کی کامیابی کی دعائیں مانگنے لگا۔ تاریکی کے باعث میں یہ نہ دیکھ سکا تھا کہ فرار ہونے والی کون ہے۔

اچانک ان دونوں میں سے کسی کا بدن تیزی سے میرے گرد لپٹنے لگا اور میرے کچھ کہنے سے پیشتر ہی وہ ناگن مجھے لے کر آگے دوڑ پڑی۔

میرا قیاس یہ تھا کہ اب میں جلد ہی ناگ بھون تک پہنچ سکوں گا۔

ناگ رانی کو اس قدر غیر متوقع طور پر زندہ پا کر مجھے بہت زیادہ تقویت ملی تھی۔

کافی دور تک دوڑتے رہنے کے بعد وہ ناگن رک گئی اور دھیرے دھیرے اپنے حصارے کھول دینے میں آہستگی کے ساتھ زمین سے اٹھا اور دل ہی دل میں ناگ رانی کو اپنے قریب طلب کیا۔

اگلے ہی ثانئے میں ناگ رانی کوشیلا کے روپ میں میرے سینے سے لگی ہوئی تھی۔

"وہ بھاگ گئی سلطان!" کوشیلا میرے سینے میں منہ چھپا کر بولی۔ "سوئن مندر تباہ ہوتے وقت مجھے شیو ناگ کی جھلک نظر آئی تھی۔ میں اس کے تعاقب میں اس سرنگ تک آ پہنچی اور تم کو یہ موقع ہاتھ آ گیا اگر میں بروقت نہ آ جاتی تو راج کماری تمہیں زیادہ مہلت نہ دیتی۔ ناگ بھون میں اس نے اپنے محل میں اپنے چالیس عاشقوں کی کھوپڑیاں بڑے فخر سے سجائی ہوئی ہیں۔"

"لیکن تم تو میرے طلب کرنے پر بھی نہیں آئی تھیں۔" میں نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

"منکے کی وجہ سے میں تمہارا ہر حکم ماننے پر مجبور ہوں لیکن اس وقت تم باہر تھے اور میں اس سرنگ میں۔۔۔ ناگ بھون کی حدیں اس سرنگ سے ہی شروع ہو جاتی ہیں۔ تمہاری دنیا سے اس سرنگ کا کوئی رابطہ نہیں ہے اس لئے تمہارا حکم مجھ تک نہیں پہنچا تھا۔"

"راج کماری کہاں بھاگی ہے؟" میں نے چونک کر سوال کیا۔

"وہ بہت مکار ہے۔ ناگ بھون ہی بھاگی ہے اور اب وہیں سے کمک لے کر لوٹے گی۔ وہ ہمیشہ سے مجھے نیچا دکھانے کے چکر میں رہتی ہے۔"

"اور اس بار تو ضرور خاک چاٹے گی۔" اپنے قریب ہی میں شیو ناگ کی آواز سن کر اچھل پڑا۔ وہ ملعون ایک بار پھر آڑے آ گیا تھا۔

شیو ناگ کی تالی کے ساتھ ہی سرنگ روشن ہو گئی۔ اور میں نے شیو ناگ کو راج کماری سمیت وہاں موجود پایا۔ شیو ناگ کے گلے میں اس وقت بے شمار سانپ اور ناگ زندہ مالاؤں کی طرح جھول رہے تھے اور وہ تیزی کے ساتھ اپنی بے نور آنکھیں جھپکا رہا تھا۔

ناگ بھون کی راہ سہل ہوتے ہوتے کٹھن ہوتی جا رہی تھی۔ اور اب ایک نیا مرحلہ تیار تھا۔

میں نے فوراً ہی ناگ رانی کا منکا اپنی داہنی مٹھی میں دبا لیا اور شیو ناگ کی بے خبری میں اس کے عقب کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔ آخری اور فیصلہ کن وار کے لئے۔

"شکاری دیکھو وہ مکار تمہارے پیچھے آ رہا ہے۔" شیو ناگ کو بے خبر دیکھ کر راج کماری نے بوکھلائی ہوئی آواز میں اسے خبردار کیا۔

شیو ناگ اس کے الفاظ سنتے ہی تیزی کے ساتھ اچھلا اور اپنی جگہ سے کئی گز دور جا کر سرنگ کے فرش پر ٹک گیا۔

شیو ناگ کے یوں بوکھلا جانے کے باعث راج کماری، ناگ رانی کے مد مقابل تنہا رہ گئی اور ناگ رانی اس موقع کو غنیمت جان کر راج کماری پر ٹوٹ پڑی۔

راج کماری بھی اس وقت بہت زیادہ طیش کے عالم میں تھی۔ جوں ہی ناگ رانی اس کے قریب پہنچی، اس نے اپنا ہاتھ ناگ رانی کی طرف کر کے زور سے ایک چیخ ماری اور بے شمار ننھے ننھے زندہ سانپ اس کے ہاتھ سے اڑ کر ناگ رانی پر آ گرے۔ راج کماری کی اس حرکت پر چند لمحوں کے لئے ناگ رانی بوکھلا گئی۔ اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر راج کماری بار بار چیخیں مارنے لگی اور ناگ رانی کے بدن پر چھوٹے چھوٹے سانپوں کی ایک بہت موٹی چادر سی چڑھنے لگی اور چند ہی سیکنڈ میں ناگ رانی پوری طرح ان عجیب و غریب سانپوں میں چھپ کر رہ گئی اور گھبرا کر اچھل کود کرنے لگی۔ وہ بار بار اپنے ہاتھوں سے بھی سانپ ہٹا رہی تھی لیکن جوں ہی وہ اس کی گرفت سے آزاد ہوتے ہلکی ہلکی پھنکاریں مارتے دوبارہ اس کے بدن سے لپٹ جاتے۔

ادھر شیو ناگ دور کھڑا اپنی بے نور اور کراہت انگیز آنکھوں کے پپوٹوں کو بار بار یوں جنبش دے رہا تھا جیسے وہ راج کماری کی جملہ کارگزاری دیکھ رہا ہو۔

جب ناگ رانی بہت زیادہ پریشان ہو کر بری طرح اچھل کود کرنے لگی تو میں اس کا منکا مٹھی میں تھام کر اس کی طرف بڑھا۔ اس وقت ناگ رانی کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آ رہا تھا، یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ننھے ننھے زندہ سانپوں کی انسان نما پہاڑی

ناگ بھون کو جانے والی سرنگ میں کسی ذی روح کی طرح اچھل کود کر رہی ہو۔

مجھے آگے بڑھتا دیکھ کر شیو ناگ نے اپنی جگہ سے ہی ایک کریہہ چیخ ماری اور دونوں ہاتھوں سے اپنی رانیں پیٹ پیٹ کر اچھلنے لگا۔ اس کی حالت سے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی شدید تکلیف میں مبتلا ہو گیا ہو اور اپنی قوت پر قابو پانے کی ناکام کوشش کر رہا ہو۔

میں تحیر اور مسرت کے عالم میں اپنی ہی جگہ پر ٹھٹھک کر رک گیا۔ میرے کسی وار کے بغیر ہی شیو ناگ کا یوں پریشان ہو جانا میرے لئے واقعی حیرت ناک تھا لیکن درحقیقت یہ میری بھول تھی۔ شیو ناگ نے اپنی اس عجیب و غریب حرکت کے ذریعے مجھے چند لمحوں کے لئے اپنے سے دور روکے رکھنے کی کوشش کی تھی جو کامیاب رہی۔

ابھی میں اپنی جگہ سے ہلنے بھی نہ پایا تھا کہ سرنگ کے ناگ بھون والے راستے سے کئی کئی من وزنی تین اژدہے زمین پر گھسٹتے ہوئے آتے نظر آئے اور شیو ناگ پر شور قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

ان خوفناک اژدہوں کے آتے ہی شیو ناگ کے گلے میں جھولتے ہوئے بے شمار سانپ بھی سرسراتے ہوئے نیچے اتر پڑے اور وہ پورا جلوس تیزی کے ساتھ میری جانب آنے لگا۔

میں نے ایک سیکنڈ سے بھی کم وقفہ میں فیصلہ کیا کہ شیو ناگ کے اس حربے سے دو چار ہونے سے قبل مجھے ناگ رانی کی مدد کرنی چاہئے ورنہ میرے الجھ جانے کے بعد راج کماری اسے بری طرح پریشان کرے گی اور وہ بے بسی کے عالم میں گھر جائے گی۔

یہ فیصلہ کرتے ہی میں تیزی سے ناگ رانی کی جانب بڑھا اور جوں ہی میں نے اس کا منکا اس کے جسم سے چھوا فضا میں سرمئی دھوئیں کا ایک مرغولہ ابھرا اور جب وہ دھواں صاف ہوا تو ناگ رانی اس مصیبت سے چھٹکارا پا چکی تھی۔ اسی اثناء میں شیو ناگ کے بلائے ہوئے اژدہے میرے قریب آ پہنچے اور میرے جسم سے لپٹنے کی کوشش کرنے لگے لیکن جوں ہی میرا منکے والا ہاتھ جنبش میں آیا وہ سب تیزی کے ساتھ دور ہٹتے چلے گئے جیسے انہیں کوئی ہولناک بلا نظر آ گئی ہو۔

پھر ناگ رانی اور راج کماری کی دست بدست لڑائی شروع ہو گئی۔ میں نے محسوس

گیا تھا کہ ان دونوں نے ہی ایک دوسرے پر اپنی پراسرار قوتوں کا طلسم آزمانا چاہا لیکن کسی کو بھی کوئی کامیابی نہ ہو سکی اور وہ جھلا کر باہم دست و گریباں ہو گئیں۔

شیو ناگ دور کھڑا کسی سوچ میں گم تھا۔ ان کے بار بار چھوٹے ہونے کی وجہ سے چہرے پر فکر کی پرچھائیاں کھنچ رہی تھیں۔ وہ شاید فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ مجھے کس طرح زیر کرے۔

میرے دیکھتے ہی دیکھتے ناگ رانی اپنی حریف پر غالب آ گئی اور اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر اونچا اٹھا کر بے دردی کے ساتھ شیو ناگ کی طرف پھینک دیا۔

راج کماری زمین پر گرتے ہی بری طرح چلائی۔ لیکن اس کے سنبھلنے سے قبل ہی ناگ رانی دوبارہ اس کے سر پر سوار ہو گئی۔

جب شیو ناگ نے رنگ بگڑتا دیکھا تو پھرتی سے ناگ رانی کے بال مٹھی میں جکڑ لئے اور زور زور سے کھینچنے لگا۔ اب میرے لئے سوچ بچار بالکل بے سود تھی ہم دونوں ناگ بھون کو جانے والے پراسرار زمین دوز راستے میں موجود تھے اور میں اپنی محبوب پری ستارہ سے تھوڑی ہی مسافت پر تھا۔ ناگ بھون کی ہولناک سرزمین میرے قدموں کے نیچے پامال ہونے والی تھی اور اس راہ کی رکاوٹ صرف شیو ناگ تھا۔ اسے زیر کرتے ہی میرا راستہ صاف ہو جاتا۔

ناگ رانی نے غضب ناک آواز میں کچھ اجنبی الفاظ ادا کئے اور فوراً ہی اس سرنگ کی زمین اور دیواریں بری طرح لرزنے لگیں۔ گو اس وقت ہم سب ہی اس سرنگ میں موجود تھے اور سرنگ تباہ ہونے کی صورت میں ہر ایک کے لئے یکساں خطرہ پیدا ہو جانے کا امکان تھا۔ لیکن شیو ناگ اس صورت حال پر بہت سراسیمہ ہو گیا اور فوراً ہی ناگ رانی کے بال چھوڑ دیئے۔

"ناگ بھون پر بربادی کے سیاہ بادل منڈلا رہے ہیں۔" ناگ رانی اس سرزمین کے حکمران کی عزت تھی مگر آج ہر ایک اس کے منہ آتا ہے۔ "میں سب کچھ برباد کر دوں گی۔ ناگ بھون کے باسی پوری دنیا میں در بدر ٹھوکریں کھاتے پھریں گے۔" ناگ رانی کے منہ سے جھاگ اڑ رہے تھے اور وہ شدت طیش کے عالم میں کوفتے لہرا لہرا کر ہذیانی انداز میں چیخے جا رہی تھی۔

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/83/4 KISHTAR ROAD DHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH. 5356532
PROP. ALI KHAN

ناگ بھون کو جانے والا زمین دوز راستہ اس طرح لرز رہا تھا جیسے دیو ہیکل عفریت وہاں گھس کر آپس میں لڑ پڑے ہوں۔

"یہ اس طرح باز نہیں آئے گی۔" اچانک شیو ناگ جھلا کر غرایا۔ پھر اس نے اپنی بائیں کلائی اپنے ہی دانتوں سے نوچ ڈالی اور اس زخم سے بہنے والا سیال بالکل سرخ تھا۔ بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر لے کر ناگ رانی کی طرف اچھالنے لگا۔

ناگ رانی پر یکایک نقاہت سی سوار ہونے لگی اور وہ ہانپتی ہوئی اس غار کی ایک دیوار سے جا لگی۔ اس کی آنکھوں سے شدید بے بسی جھلک رہی تھی اور اس کی حالت بگڑنے کے ساتھ ہی زلزلہ جیسی کیفیت بالکل ختم ہو چکی تھی۔

میں جلدی سے جھپٹ کر آگے بڑھا اور منکا ناگ رانی کے حوالے کر دیا۔ میں سمجھ چکا تھا کہ اس بار منکے کے بغیر وہ ان دونوں سے چھٹکارا نہیں حاصل کر سکے گی۔ منکا ہاتھ میں آتے ہی ناگ رانی کی حالت بدل گئی۔ اس نے جوش میں آ کر زیر لب کچھ کہا اور میرے دیکھتے ہی دیکھتے راج کماری کی جسامت سکڑتے سکڑتے بغیر پروں والے سیاہ رنگ کے بھونرے میں تبدیل ہو گئی اور وہ بے بسی سے فرش پر چکرانے لگی۔

"اسے اٹھا کر مٹھی میں بند کر لو سلطان جی!" ناگ رانی نے جلدی سے مجھے ہدایت کی اور میں نے لپک کر راج کماری کو اپنی گرفت میں لے لیا۔

یہ رنگ دیکھ کر شیو ناگ پلٹ کر بھاگا اور ناگ رانی زور زور سے چیخنے لگی۔ جب شیو ناگ کچھ دور نکل گیا تو اس نے اپنی مٹھی اس کی جانب لہرائی اور سرنگ کی محدود فضا شیو ناگ کی کربناک چیخوں سے لرز اٹھی۔ وہ دوڑتے دوڑتے فضا میں اڑتا ہوا اس طرح ناگ رانی کے قدموں میں آ گرا جیسے کسی نادیدہ قوت نے اسے کسی کھلونے کی طرح شانوں سے پکڑ کر پیچھے اچھال دیا ہو۔

ناگ رانی نے بے رحمی کے ساتھ شیو ناگ کے چہرے پر ٹھوکر رسید کی اور وہ کراہ کر زمین پر لوٹنے لگا۔ اس کی پیشانی سے خون کی دھار ابل پڑی تھی۔

"تیرے وحشتوں کے دن پورے ہونے والے ہیں۔" ناگ رانی اس کی پسلیوں میں ٹھوکر مارتے ہوئے بولی تو اس کا لہجہ زہر کی تلخی میں ڈوبا ہوا تھا۔ "ناگ راجہ کے حواریوں نے میری بہت ذلت کی ہے۔ اب میں گن گن کر اپنی تذلیل کا انتقام لوں گی

اور تم لوگوں کی بدنصیبی پر کوئی رونے والا نہ ہو گا۔"

"ناگ رانی۔۔۔ رانی جی!" شیو ناگ زمین پر تڑپتے ہوئے بلبلایا۔ "تو جانتی ہے کہ میں کسی کی مرضی کا غلام ہوں اور شکست خوردگی سے مجھے نفرت ہے۔ جب تک میری شکتیاں زور میں رہیں' میں بار بار شکست کھانے کے بعد بھی تیرے مقابلے میں ڈٹا رہا لیکن اب میں ہار چکا ہوں' میری قوتیں دم توڑ چکی ہیں' میرا یہ غرور خاک میں مل چکا ہے کہ ناگ بھون کا کوئی باسی میرے سامنے سر نہیں اٹھا سکتا۔ اس وقت تو مجھ پر حاوی ہو چکی ہے تو مجھ پر اتنا رحم کر کے میرے ساتھ بہادر فاتح والا سلوک کر۔"

"جاں بخشی چاہتا ہے۔" ناگ رانی پرغرور لہجے میں بولی۔ "فکر نہ کر' میں تجھے سسکنے کے لئے زندہ رکھوں گی۔۔۔ میں تجھے مارنا نہیں چاہتی۔"

"میں جانتا ہوں۔۔۔ میں جانتا ہوں رانی جی کہ تو مجھے زندہ رکھے گی۔ ناگ بھون کے حقیر ذرہ باسیوں سے رسوا کرائے گی۔" وہ تقریباً رو دینے والی آواز میں گڑگڑاتا ہوا ناگ رانی کے قدموں سے لپٹ گیا۔ "مگر میں تجھ سے بہادروں والا سلوک چاہتا ہوں۔ اس وقت میں جان چکا ہوں کہ اب کبھی تیرے سامنے سر نہ اٹھا سکوں گا۔۔۔ تو مجھے اپنے قدموں سے روند کر ہلاک کر دے' تجھے اس کا حق ہے' میں اب زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ اگنی دیوتا کی قسم میں زندہ رہنا نہیں چاہتا۔"

ناگ رانی نے اپنے پیروں سے شیو ناگ کے کریہہ ہونٹ نوچے اور تحکمانہ آواز میں بولی۔ "تو زندہ رہے گا شیو ناگ۔۔۔ تجھ جیسے پاپی اتنی آسانی سے نہیں مرا کرتے۔"

پھر ناگ رانی نے کوئی منتر پڑھ کر شیو ناگ پر پھونکا اور وہ فوراً ہی سیاہ رنگ کے کتے کے پلے میں تبدیل ہو گیا۔ توانا ہونے کے باوجود لمبے لمبے بالوں والا وہ پلا' چند گھنٹوں کی عمر کا معلوم ہوتا تھا اور بار بار اپنے قدموں پر چلنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

ناگ رانی نے اپنا داہنا پیر آگے بڑھایا اور وہ سہما ہوا سا کی کی آوازیں نکالتا اس کا پیر سونگھنے لگا۔ پھر ناگ رانی نے زمین پر تھوکا اور کتے کے پلے کو اپنے پیر سے مجبور کیا کہ وہ تھوک چاٹے' لیکن وہ خوف زدہ آوازیں نکالتا دوسری طرف پلٹ گیا۔

"حرامزادے۔۔۔ اب تو مجھ سے نہیں بچ سکتا' تجھے وہی کرنا ہو گا جو میں چاہوں گی۔" یہ کہہ کر ناگ رانی نیچے جھکی اور بے رحمی کے ساتھ اس پلے کو اپنے ہاتھ میں

دبوچ کر اپنا تھوک چاٹنے پر مجبور کر دیا۔ وہ بے بسی کے ساتھ منمناتا اور زمین چاٹتا رہا۔

"لو سلطان جی۔۔۔ اب یہ مر کر بھی مجھ سے بے وفائی نہیں کر سکتا۔" ناگ رانی زمین سے اٹھ کر فاتحانہ شان سے بولی۔ "آج اس کا قصہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔" یہ کہہ کر ناگ رانی نے اس پلے کو زور دار لات رسید کی اور وہ بری طرح چیختا ہوا دور جا کر دیوار سے ٹکرایا' میں سمجھا کہ وہ کمزور پلا یہ چوٹ نہ سہ سکے گا لیکن میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ پیشانی پر کاری زخم آنے کے باوجود وہ بری طرح چیختا اور زمین پر رینگتا ہوا ناگ رانی کی طرف واپس چلا آ رہا تھا۔

"اب ہمارے اور ناگ بھون کے درمیان سے شیو ناگ کا فتنہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا سلطان جی!" ناگ رانی والہانہ انداز میں میرے سینے سے لگتے ہوئے بولی۔

"ہاں۔" میں نے یہ کہہ کر اپنے ہونٹ اس کی تپتی ہوئی پیشانی پر ثبت کر دیئے۔ اس کی کامیابی پر میرا دماغ آسمان کی رفعتوں میں پرواز کرنے لگا تھا اور میرے رگ و ریشے میں ناقابل بیان مستی کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔

"لیکن وہ معذور بھنورا کہاں ہے؟" مجھ سے الگ ہونے کے بعد ناگ رانی کسی اچانک خیال کے تحت چونک کر مجھ سے بولی۔

"کیوں۔۔۔ کیا راج کماری کو ختم کرنے کا ارادہ ہے؟" میں نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"اسے بھی اتنی آسانی سے ختم نہیں کروں گی۔ وہ اس بار تمہاری وجہ سے اتفاقاً میرے مقابلے پر آ کر ماری گئی ورنہ وہ ہمیشہ دور رہ کر مجھے دکھ پہنچانے کی کوششوں میں لگی رہتی تھی۔ میں اسے سسکا سسکا کر ختم کروں گی۔" ناگ رانی پرانتقام لہجے میں بولی۔

"اسے نہ تڑپاؤ رانی۔" میں نے دبی ہوئی آواز میں کہا۔ "میرا خیال ہے کہ یہ شیو ناگ کے بھڑکانے پر تمہارے خلاف کچھ نہ کچھ کرتی رہی تھی اب اس کا قصہ نمٹنے کے بعد یہ تم سے الجھنے کی حماقت نہیں کرے گی۔ شاید کسی مرحلے پر ہمارے کام ہی آ جائے۔"

ناگ رانی نے جو اس وقت انسانی روپ میں ہی تھی غور سے میرے چہرے کی

طرف دیکھا جیسے میری نگاہوں میں جھانک کر میری بات کی تہہ تک پہنچنا چاہتی ہو۔

میں نے اس سے نظریں چرا لیں۔ دراصل ستارہ کے حصول کے عظیم مقصد کے سامنے میرے لئے کسی کی بھی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ میری زندگی کا بس ایک ہی مقصد تھا کہ کسی طرح جلد از جلد ناگ بھون پہنچ کر اپنی ستارہ کو ناگ راجہ کے چنگل سے آزاد کرا لوں۔ میری ستارہ' ناگ بھون کی گندہ افروز سرزمین پر اپنی کوکھ سے میرے لخت جگر کو جنم دے چکی تھی۔ ناگ راجہ نے ایک بار میری نگاہوں کے سامنے' ستارہ کی عصمت کا دامن داغدار کرنے کی ناکام کوشش کی تھی اور مجھے یقین تھا کہ وہ ہوس کا پجاری اب بھی اپنی مذموم کوششوں سے باز نہ آیا ہوگا۔ ستارہ کو گناہوں کی اس دلدل سے نکالنے کے مقصد کے پیش نظر اس کہانی کا ہر کردار میرے لئے ایک مہرے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا تھا۔ وقتی آسودگی اور نفسانی لذتوں کے سراب میں پھنس کر بعض اوقات میں لمحاتی طور پر کچھ کرداروں سے خاصا قرب محسوس کرنے لگتا تھا لیکن میری نظر میں وہ سب مہرے برابر تھے' خواہ وہ ناگ رانی ہو یا راج کماری۔

مجھے بخوبی علم تھا کہ ناگ رانی' ناگ بھون کے حکمران کی معتوب ہے' وہ اپنے جذبہ انتقام اور شاید میری یک طرفہ محبت کی خاطر مجھے ناگ بھون تک پہنچا تو ضرور سکتی تھی لیکن وہاں پہنچنے کے بعد وہ میرے لئے کارآمد ثابت نہ ہوتی بلکہ امکان یہی تھا کہ اس کے باعث مجھے کچھ زیادہ ہی دشواریاں جھیلنی پڑیں گی جبکہ راج کماری' ناگ راجہ کی بہن تھی اور ناگ بھون میں باحیثیت منصب کی مالک تھی۔ گو اس میں اور ناگ رانی میں چشمک چلتی تھی لیکن وہ دونوں ہی بظاہر میری محبت میں گرفتار تھیں۔ اس تعلق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ناگ بھون پہنچنے کے بعد راج کماری سے بہت سے کام لے سکتا تھا۔ اس لئے میں اس بات کے لئے کوشاں تھا کہ راج کماری کو ناگ رانی کے ہاتھوں مزید زک پہنچنے نہ دوں اپنے اس احسان کے بدلے میں ناگ بھون میں راج کماری سے بہت سے کام لے سکتا تھا۔

"سلطان جی!" ناگ رانی نے دل سوز لہجے میں مجھے مخاطب کیا۔ "کیا راج کماری تمہیں اتنی پیاری لگی ہے کہ تم اس کی حمایت کر رہے ہو۔"

"حمایت نہیں کوشیلا۔" میں جلدی سے اپنی صفائی میں بولا۔ "اب راج کماری

پوری طرح ہمارے قبضے میں ہے۔ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے بعد اس کے ساتھ جو سلوک چاہیں کر سکتے ہیں۔"

"مقصد۔" ناگ رانی ٹھنڈا سانس لے کر بولی۔ "سلطان جی! میرا دل کہتا ہے کہ اپنی بیوی کے مل جانے کے بعد تم مجھ سے آنکھیں پھیر لو گے۔ مجھ سے وعدہ کرو کہ مجھے بھی باندی بنا کر اپنے قدموں میں رکھو گے اور مجھے خود سے جدا نہیں کرو گے۔"

"دیکھو کوشیلا۔" میں سنجیدگی سے بولا۔ "تم اس وقت احمقانہ باتیں کر رہی ہو۔ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ اگر ناگ راجہ کو بدلے ہوئے حالات کا علم ہو گیا تو ہم ناگ بھون تک پہنچنے سے پہلے ہی مشکلات میں گھر جائیں گے۔"

"تم میری بات کا جواب ٹال رہے ہو۔" وہ یک بیک مغموم نظر آنے لگی۔ "مجھے اپنا انجام معلوم ہے' لیکن کیا کروں دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔ میں چاہتی تو دانستہ تمہیں ناگ بھون سے دور بھٹکا سکتی تھی' لیکن میرا دل تمہارا دیوانہ ہے' تمہیں فریب دینے کے خیال ہی سے مجھے اپنے آپ سے نفرت ہونے لگتی ہے۔ میرا انجام اب جو بھی ہو مگر میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں اگر تمہاری بیوی کو حاصل کرنے میں میری جان بھی چلی گئی تو میں خوش رہوں گی۔ اس طرح کم از کم جیتے جی اپنے پیا کی بے رخی کا صدمہ جھیلنے کی مصیبت سے تو بچ ہی جاؤں گی۔"

"تم پر قنوطیت طاری ہو رہی ہے۔" میں اپنی جھلاہٹ پر قابو پاتے ہوئے بولا۔ "چلو اب یہاں سے آگے بڑھو' ہماری منزل ابھی کافی دور ہے۔"

ناگ رانی نے کچھ کہنے کے لئے زبان کھولی ہی تھی کہ سرنگ میں کچھ دور ہلکا سا شور ہوا اور ناگ رانی مجھے ساتھ لے کر دیوار سے چپک گئی اور فضا میں پھونک مار کر جلتی ہوئی مدھم سی روشنی کو گھور تاریکی میں بدل دیا تاکہ آنے والا آسانی سے ہمیں نہ دیکھ سکے۔

ہمیں سانس روکے وہاں کھڑے کافی دیر گزر گئی لیکن دوبارہ کوئی آہٹ نہ سنائی دی۔ [illegible] کے حقیر پٹے کے روپ میں ناگ رانی کے پیچھے چلتا جا رہا تھا۔ پوری طرح اطمینان ہو جانے کے بعد ہم دونوں اپنی جگہ سے سرکے اور پھر ناگ رانی مجھے ہمراہ لے کر آگے کی طرف چل پڑی۔

اس دشمن روز راستے میں گھور تاریکی کا راج تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دے رہا تھا۔ فضا میں کافی نمی اور بدبودار سیلن سی محسوس ہو رہی تھی جو اکثر مُردوں کے بدن میں رچی ہوئی ہوتی ہے۔

مجھے کم از کم اتنا تو یقین تھا کہ اب میں ناگ رانی کی رہبری میں بلا کسی خوف کے ناگ بھون تک جا پہنچوں گا۔ شیو ناگ میری راہ کا سب سے بڑا پتھر تھا اور اس کے زیر ہو جانے کے بعد مجھے کافی حد تک اطمینان ہو گیا تھا۔ وہ اس وقت خاموشی کے ساتھ میرے اور ناگ رانی کے قدموں میں الجھتا، ہانپتا، کانپتا تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔ راج کماری پروں سے محروم بھونرے کے روپ میں بدستور میری مٹھی میں قید تھی۔ آج جب میں یہ واقعات بیان کرتا ہوں تو مجھے خود روپ بہروپ کے یہ کھیل ناقابل یقین اور گمراہ کن محسوس ہوتے ہیں لیکن وہ سارے تجربات میری اپنی ذات کے ساتھ ہوش و حواس کے عالم میں گزرے، لہٰذا میں خود کو ان ناقابل تردید واقعات پر یقین کرنے پر مجبور پاتا ہوں۔

"ناگ بھون یہاں سے کتنی مسافت پر ہے کومیلا؟" اندھیری سرنگ میں کافی دیر تک خاموشی سے چلتے رہنے کے بعد میں نے ناگ رانی سے سوال کیا۔

"کئی دن کی مسافت ہے۔" ناگ رانی کی آواز میں تشویش کے سائے لرزاں تھے۔

"اب تم کس بات پر متفکر ہو؟" میں نے چونک کر اس سے پوچھا۔

"اس راستے میں ایک جگہ اگنی کنڈل پڑتا ہے، میں سوچ رہی ہوں کہ تم اس سے کس طرح گزرو گے۔ یہ ہماری دنیا کی صدیوں پرانی تاریخ میں پہلا واقعہ ہے کہ کوئی اجنبی ان راستوں سے گزر کر ناگ بھون پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔" وہ بدستور اسی لہجے میں بولی۔

اس کے آخری فقرے پر میرا اعتماد متزلزل ہو گیا۔ ناگ رانی کو ابھی تک یقین نہیں تھا کہ میں اس کے ہمراہ ناگ بھون پہنچنے کی کوشش میں کامیاب ہو سکوں گا۔

"اگنی کنڈل کیا چیز ہے؟" میں نے متجسس لہجے میں سوال کیا۔

"اگنی کنڈل ناگ بھون کے ان لاکھوں رازوں میں ایک راز ہے جس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے اور کہاں ہے؟" اس کا لہجہ اس بار بھی تشویش انگیز

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
NISHTAR ROAD SHABRA BAZAR
RAWALPINDI: PH:5550322
PROP: ALI KHAN

تھا۔

مجھے شبہ ہوا کہ وہ مجھ سے جھوٹ بول رہی ہے۔ "ابھی تم نے خود کہا تھا کہ اس راستے میں ایک جگہ اگنی کنڈل پڑتا ہے اور اب تم اس سے انجان بن رہی ہو۔" میں نے اپنے لہجے کی نرمی برقرار رکھنے کی کامیاب کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اس کی اصلیت کوئی نہیں جانتا۔ سب کو بس وہی روایات معلوم ہیں جو نسلوں سے سینہ بہ سینہ چلی آ رہی ہیں۔ جب تک کوئی اجنبی اس راستے سے نہ گزرے، اگنی کنڈل کا راز نہیں کھل سکتا۔" وہ میری بات پر ناراض ہوئے بغیر بولی۔ معاً مجھے خیال آیا کہ اس وقت ستارا اس کے قبضے میں ہے۔ اس لئے وہ اپنی جنم بھومی کے اسرار مجھ سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کر رہی ہے۔ میرا جی چاہا کہ اس سے ستارا واپس طلب کروں، لیکن مصلحت کے پیش نظر مجھے باز رہنا پڑا۔ میں اس وقت نہ اپنی دنیا کی آزاد فضاؤں میں تھا نہ ناگ بھون کی پراسرار سرزمین پر۔ ایسے وقت میں ناگ رانی کی ناراضی میرے لئے اندازوں سے کہیں بڑھ کر مہنگی ثابت ہو سکتی تھی۔

"تمہیں جس قدر معلوم ہے میں بھی وہی جاننا چاہتا ہوں۔" میں نے اپنے غصے اور جھلاہٹ پر قابو پاتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"جب اگنی دیوتا نے ناگ بھون کی دنیا آباد کرنی چاہی تو سب سے پہلے آگ اگلنے والے کالے پہاڑوں کا سینہ چیر کر، دھرتی کے نیچے ایک عجیب جگہ تیار کی اور پھر اس کے سات چکر لے کر جدھر منہ اٹھا اسی جانب ایک تیز پھونک ماری، جس سے آگ کی آندھی چل پڑی۔" ناگ رانی کی آواز عقیدت اور احترام کے جذبات میں ڈوبی ہوئی تھی اور غیر ارادی طور پر اس کے قدموں کی رفتار سست پڑ گئی تھی۔ "وہ آگ اور مٹی کی ایسی بھیانک آندھی تھی کہ اپنے راستے میں آنے والی ہر چیز کو جلا کر راکھ کرتی چلی گئی۔ وہ آندھی جس طرف سے گزری وہاں کے پتھر تک پگھل کر راکھ بن گئے اور پھر وہی آندھی باہر کی دنیا میں پھیل گئی۔ اس آندھی میں عجیب عجیب بیماریاں اور روگ چھپے ہوئے تھے، جو وہ ناگ بھون سے لے کر نکلی تھی تاکہ یہاں کبھی روگ نہ پہنچیں اور ناگ بھون کے روگ تمہاری دنیا میں پھیل گئے۔ ناگ بھون کو آنے والی یہ سرنگ جس میں ہم چل رہے ہیں اسی آندھی کے گزرنے سے بنی تھی۔ ناگ

بھون اور اس کا راستہ تیار ہو جانے کے بعد اگنی دیوتا نے تین بار اس سرنگ کے راستے باہر جا کر اندازہ لگایا کہ اس کے پجاریوں کو اس راستے سے کوئی تکلیف تو نہ ہو گی۔ یہ یقین ہونے کے بعد وہ اس سرنگ میں کسی جگہ کنڈلی مار کر بیٹھا اور تین برس تک اسی حالت میں بیٹھا اپنے پھن سے آگ اگلتا رہا۔ پھر آخر میں اس نے اسی جگہ سے اتنی تیز پھنکاریں ماریں کہ تمام زمینی دنیا میں بھونچال آ گیا۔ بھری پری بستیاں زمین میں زندہ درگور ہو گئیں۔ زمین کے سوتے پھوٹ پڑے۔ ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا۔ آخر اگنی دیوتا کی پھنکاریں سن سن کر نگر نگر سے ناگوں اور اژدہوں کے جھنڈ ناگ بھون آنے لگے اور یوں یہ پراسرار بستی آباد ہو گئی۔" اتنا کہہ کر وہ سانس لینے کے لئے خاموش ہوئی لیکن ناگ بھون کی ادھوری روداد نے مجھے شدید شوق اور تجسس میں مبتلا کر رکھا تھا۔

"پھر کیا ہوا کوشیلا رانی؟" میں نے خوف اور تجسس سے کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"ناگ بھون آباد ہو گیا۔" ناگ رانی گہرا سانس لے کر بولی۔ "اگنی دیوتا نے اپنے پجاریوں کے سکون کی خاطر اس دنیا کو ہمیشہ کے لئے گہرے اندھیرے کی چادر اوڑھا دی۔ پھر اس نے یہاں پر راج کرنے والوں کے لئے طریقے بتائے اور اپنے مسکن کی جانب لوٹ گیا۔ ناگ بھون میں نسلوں سے یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ اگنی دیوتا اس سرنگ میں جہاں بیٹھ کر تین برس تک اپنے پھن سے آگ کے شعلے برساتا رہا تھا وہاں نظر نہ آنے والی آگ کا ایک حصار قائم ہے۔ ناگوں کے سوا کسی اور نسل کا جاندار کبھی اس نظر نہ آنے والی دیوار سے زندہ نہ گزر سکے گا۔ وہ حصار کہاں قائم ہے یہ ناگ بھون میں بھی کوئی نہیں جانتا۔ لیکن سیانوں کا کہنا ہے کہ وہ سرنگ کے بیچ میں واقع ہے اور جو بھی اجنبی اس حد میں داخل ہو گا نظر نہ آنے والی آگ کے شعلے چند ثانیوں میں ہی اسے جلا کر بھسم کر دیں گے اور ناگ بھون ہمیشہ اسرار کے پردوں میں چھپا رہے گا۔"

"خوفناک..... بہت ہی خوفناک کہانی ہے۔" میں نے غیر ارادی طور پر جھرجھری لیتے ہوئے سرگوشیانہ آواز میں ناگ رانی سے کہا۔

"پرکھوں سے آنے والی کہانیاں کچھ نہ کچھ سچائی رکھتی ہیں۔" وہ فکر آمیز لہجے میں بولی۔ "میں ڈرتی ہوں کہ تمہیں آگ کی اس دیوار سے کیسے گزاروں گی۔"

"تمہارا ڈنکا میری مدد کرے گا" میں نے فوری خیال کے تحت پرامید لہجے میں کہا۔

"بیکار ہے۔" وہ مایوسانہ آواز میں بولی۔ "دیوتاؤں کے سامنے ایسے جادو منتر بھی تنکوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔"

مجھے یاد آیا کہ جل منڈل میں جب میں نے ناگ راج کے تعاقب سے گھبرا کر پناہ لی تھی اور پھر راج کماری کی محبت کو ٹھکرانے کا مجرم ہو کر اگنی پوجا کے تہوار پر اگنی دیوتا کی بھینٹ چڑھانے کی خاطر لے جایا گیا تھا تو ناگ رانی کے ڈنکے نے میری کوئی مدد نہیں کی تھی۔

"یہ بہت بڑی مصیبت ہے کوشیلا۔" میں متفکر لہجے میں بولا۔ "آگ کی وہ نظر نہ آنے والی دیوار کسی بھی لمحے مجھے جلا کر راکھ کر سکتی ہے کیونکہ ہمیں پتہ نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے۔ میری وجہ سے شاید پہلی بار ناگ بھون کے باسیوں کو علم ہو گا کہ آگ کی دیوار کہاں ہے؟"

"اتنی لاپرواہی سے نہ سوچو۔" وہ جلدی سے بول پڑی۔ "وہ آگ چند ثانیوں میں تم کو ضرور تڑپائے گی لیکن سنتے آئے ہیں کہ اس کا شکار بننے والے پر وہ لمحے صدیوں کی طرح گزریں گے۔ جل کے کنڈ میں زندہ جلائے جانے والے باغی ناگوں نے بھی ایسی سزاؤں پر اطمینان کا سانس لیا ہے۔ ناگ بھون والے اس دیوتائی آگ سے بڑی کانپتے ہیں۔"

"لیکن ایک بات قابل غور ہے۔" میں نے ذہن میں آنے والے ایک نکتے کے تحت کہا۔

"وہ کیا؟" ناگ رانی میرے بدلے ہوئے انداز گفتگو پر شاید چونک پڑی۔

"تم نے بتایا تھا کہ راج کماری نے اپنے محل میں اپنے چالیس عاشقوں کی کھوپڑیاں شستہ ترتیب سے سجائی ہوئی ہیں۔ آخر وہ کھوپڑیاں صحیح سلامت ناگ بھون میں کیسے پہنچ گئیں۔ جبکہ وہ اجنبی نسل سے تعلق رکھنے والوں کے ہی سر ہیں۔"

"وہ مردہ کھوپڑیاں لائی تھی۔" ناگ رانی ایک گہرا سانس لے کر بولی۔ "زندہ انسان تو کیا کوئی اور جانور بھی ناگ بھون میں نہیں پہنچ سکتا۔"

"ہمیں تو بہ اندر ہو کر آگے بڑھنا پڑے گا۔" میں نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "میں اب اس مقام سے واپس نہیں لوٹ سکتا۔ تم جانتی ہو کہ ستارہ کے بغیر میری زندگی بالکل بے مقصد ہو کر رہ گئی ہے۔ میں اپنی روح کا اضطراب بہلانے کے لئے رنگین چہروں کے پیچھے بھاگتا ہوں اور یہ سراب مجھے بری طرح تھکا دیتے ہیں۔ ہر حسین روپ میرے لئے وقتی آسودگی ضرور مہیا کرتا ہے لیکن ایک موڑ ایسا آتا ہے جہاں میں خود کو تنہا۔ بالکل تنہا محسوس کرتا ہوں۔" فرط جذبات سے میری آواز رندھنے لگی۔ "میں تھک گیا ہوں کوشیلا! زندگی کی خاطر اس بھاگ دوڑ نے مجھے بیزار کر دیا ہے! اگر ستارہ کی خاطر میری جان بھی چلی گئی تو مجھے خوشی ہو گی۔ بے مقصد زندگی سے با مقصد موت کہیں بہتر ہوتی ہے۔"

"سلطان!" ناگ رانی بے تاب ہو کر میرے سینے سے لگ گئی۔ "میں تمہاری کنیز ہوں! تم مجھے کھلونا سمجھ کر مجھ سے اپنا دل بہلاتے رہے ہو اور جب تمہاری ستارہ تم کو مل جائے تو مجھے کھلونے ہی کی طرح توڑ کر بھول جانا مجھے کوئی دکھ نہ ہو گا۔ میں تم سے دور رہ کر بھی تمہارے قریب رہوں گی۔"

میں نے بے بسی کے باوجود اس کا دل رکھنے کے لئے اس کے لبوں کا طویل بوسہ لیا اور پھر ہم دونوں آگے چل پڑے۔ آگے کی طرف اٹھنے والے ہر قدم پر میرا دل تیزی سے دھڑک اٹھتا تھا۔ تمام تر بے خوفی اور زندگی سے بیزاری کے باوجود اذیت ناک موت کا تصور خاصا وحشت ناک تھا۔

"ناگ بھون میں میرے بھی کچھ جانثار ہیں۔" ناگ رانی چلتے چلتے سرگوشیانہ آواز میں بولی۔ "حالات ناساز ہونے کی بنا پر وہ ناگ راجہ سے باغی ہونے کے باوجود خاموش رہنے پر مجبور ہیں۔ میں ان میں سے دو کو یہاں طلب کر لیتی ہوں۔ یہ طویل مسافت تمہیں ہلکان کر دے گی۔ وہ دونوں پست قامت خچروں کے روپ میں ہمارے لئے محفوظ سواری کا کام دیں گے۔"

"ہاں یہ بہتر ہو گا۔" میں نے جواب دیا۔

اس وقت مجھ پر واقعی تھکن مسلط ہونے لگی تھی اور میرا جی چاہ رہا تھا کہ کھردری زمین پر ہی ہاتھ پاؤں پسار کر لیٹ جاؤں اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر خوابناک وادیوں میں گم ہو جاؤں، جہاں کوئی غم اور کوئی خلش نہ ہو۔ لیکن اس سرنگ میں پھیلی ہوئی نم ناک تاریکی اور تیز بہاؤ کے باعث میرے اعصاب بری طرح بوجھل ہو رہے تھے اور میں جلد از جلد اس سرنگ کو عبور کرنا چاہتا تھا۔

"لاؤ وہ بھنورا کہاں ہے؟" ناگ رانی نے مجھ سے راج کماری کے بارے میں سوال کیا۔

"اس کا کیا کرو گی؟" میں نے وہ بھنورا اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تم اسے زندہ رکھنے پر ہی مصر ہو تو میں اسے معذور کرنے پر ہی اکتفا کروں گی۔" ناگ رانی نے یہ کہتے ہوئے وہ بھنورا مجھ سے لے لیا۔

"تم اس کے ساتھ جو سلوک چاہو کر سکتی ہو۔" میں نے جذبات سے عاری لہجے میں کہا۔

"میں اس کی ٹانگیں توڑ دوں گی۔" وہ بولی۔

چند ثانیوں تک سکوت رہا۔ پھر ناگ رانی نے وہ معذور بھنورا میرے حوالے کر دیا تاکہ میں اسے اپنی جیب میں ڈال لوں۔ پھر اس نے دبی دبی آواز میں کچھ بڑبڑانا شروع کر دیا اور میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہاں پھیلی ہوئی گھور سیاہی میں دو پست قامت مٹیالے خچر نمودار ہوئے اور اپنے سم پتھریلی زمین پر بار بار مارنے لگے، جیسے جلد از جلد وہاں سے روانہ ہونا چاہتے ہوں۔

ہم دونوں الگ الگ خچر پر سوار ہو گئے اور وہ تربیت یافتہ انداز میں تیزی کے ساتھ آگے بڑھنے لگے۔

"کوشیلا۔ تم انسانی روپ میں اگنی کنڈل کا نشانہ نہ بن جانا۔" میں نے اپنا خچر تیز کرتے ہوئے ناگ رانی سے کہا۔

"نہیں۔ تم میری فکر نہ کرو۔" وہ ہنس کر بولی۔ "ناگ بھون کے باسی کسی بھی روپ میں ہوں ان کی اصلیت نہیں بدلتی۔"

سرنگ تاریک تھی۔ اندھیرے میں گونجتی ہوئی خچروں کے سموں کی ٹاپ فضا میں

بھیانک ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ شیو ناگ کتے کے پلے کے روپ میں نچھروں کے ساتھ ساتھ بھاگ رہا تھا اور میرا دل بہت زیادہ گھبرایا ہوا تھا۔ میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ آنے والے لمحات میرے لئے مصیبت کی کوئی نئی کہانی لانے والے ہیں۔

"کوشیلا!" اندھیرے کی ہولناک یکسانیت سے اکتا کر میں نے ناگ رانی کو مخاطب کیا۔

"تم کچھ پریشان ہو سلطان جی؟" وہ میرے لہجے کو بھانپ کر بولی۔

"تمہارے ہاتھوں شیو ناگ اور راج کماری نے جو ذلت اٹھائی ہے کیا ناگ راجہ اس سے بے خبر ہے؟" میں نے اس کا سوال نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"ناممکن!" وہ قطعی لہجے میں بولی۔ "ناگ راجہ کو اپنے ہم نسلوں کی پل پل کی خبر رہتی ہے' یہ اور بات ہے کہ وہ خود ہی لاپرواہی کا مظاہرہ کر رہا ہو۔ شاید اسے پورا یقین ہے کہ تم آتشی دیوار عبور کر کے ناگ بھون تک نہ پہنچ سکو گے۔"

اسی وقت مجھے اپنی پیاری بیوی ستارہ کا خیال آیا اور میں بے اختیار اچھل پڑا۔ نچھر قدرے بدکا لیکن راسیں کھینچتے ہی اس کی رفتار متوازن ہو گئی۔

"کوشیلا یہ فریب ہے کہ اس سرنگ میں کوئی آتشی حصار ہے۔" میں فرط جوش سے لرزتی ہوئی آواز میں اس سے بولا۔

"یہ کیسے خیال آیا۔" وہ حیرانہ لہجے میں بولی۔

"پرانے ناگ خوب جانتے ہیں کہ تمہاری نسل عیاش ہوتی ہے اگر وہ اس طرح آتشی دیوار کی فرضی کہانی نہ پھیلاتے تو ہر روز سینکڑوں ناگ اور ناگنیں ہماری دنیا سے اپنی پسند کی عورتوں اور مردوں کا اغوا کرتے اور انہیں ناگ بھون لا کر گناہ کے کھیل رچاتے اور ناگ بھون راز نہ رہتا۔ جس کی پراسرار اور ناقابل یقین کہانیاں ایک نہ ایک دن اس دنیا کی تباہی کا باعث بن جاتیں۔" میں غیر ارادی طور پر اپنے نچھر کی رفتار تیز کرتے ہوئے بولا۔

"تمہارے لہجے کا اعتماد بتا رہا ہے کہ تمہارے ان شبہات کی بنیاد بہت مضبوط ہے۔" ناگ رانی میرے ان انکشافات پر بدستور حیران تھی۔ "آخر تمہیں یہ خیال کیسے آیا؟"

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
... FRISHTAE ROAD ... BAZAR
RAWALPINDI PH.5556532
PROP.ALI KHAN

"سنو! تمہاری دنیا کا ہوس ناک حکمران میری پیاری بیوی ستارہ۔" میں نے کہنا چاہا لیکن ناگ رانی نے میری بات کاٹ دی۔

"میں سمجھ گئی' میں سمجھ گئی۔" وہ میری بات سمجھ کر جوش میں آ گئی۔ "اگنی کنڈل اگر فریب نہیں ہے تو اس میں سے انسانوں کے زندہ گزرنے کی یقیناً کوئی نہ کوئی صورت ضرور ہے۔ تمہاری بیوی کو میں نے اپنی رقابت کی خاطر اغوا کیا تھا لیکن سون مندر میں شیو ناگ نے اسے میری تحویل سے لے لیا تھا۔ ان دنوں وہ میرا احترام کرتا تھا۔ اسی نے ستارہ کو ناگ بھون پہنچایا تھا۔ اگر اگنی کنڈل سے انسانوں کے زندہ گزرنے کی کوئی تدبیر ہے تو ناگ راجہ کے ساتھ ہی شیو ناگ بھی اس سے ضرور واقف ہو گا ورنہ ستارہ ہرگز ناگ بھون میں زندہ نہ پہنچ پاتی' تمہیں یہ بہت دور کی سوجھی ہے سلطان جی۔ اب ہم ناگ بھون پہنچنے کی کوئی نہ کوئی محفوظ صورت ضرور نکال لیں گے' اپنا نچھر روک لو۔"

تاریکی میں دوڑتے ہوئے نچھروں کے سموں کا شور یک بیک بے ترتیب ہو گیا اور وہ اس طرح رک گئے جیسے ان کے سامنے کوئی کٹھن گھاٹی آ گئی ہو۔ پھر ناگ رانی کے نچھر کی پشت سے کودنے کی دھمک گونجی اور میں بھی اپنے نچھر کی پشت سے اتر گیا۔

ناگ رانی نے آہستہ سے کوئی غیر مانوس سا لفظ کہا۔ دونوں نچھروں نے زور زور سے اپنے سم زمین پر مارے اور پھر وہ غائب ہو گئے اور ساتھ ہی سرنگ میں قدرے مدھم دھندلائی ہوئی روشنی پھیل گئی جس میں' میں چند گز دور تک بخوبی دیکھنے کے قابل ہو گیا۔

کتے کا سیاہ پلا بڑی بے چینی کے ساتھ ناگ رانی کے قدموں میں لوٹ رہا تھا۔ ناگ رانی نے قہر بار نظروں سے اس پلے کو گھورا اور بے دردی کے ساتھ اس کی پسلیوں میں زوردار ٹھوکر رسید کی۔ وہ بری طرح بلبلاتا ہوا سامنے والی پتھریلی دیوار سے ٹکرا کر زمین پر گرا اور دو تین بار لوٹنے کے بعد شیو ناگ کے کریہہ انسانی روپ میں آ گیا۔

ناگ رانی جھپٹ کر اس کی طرف بڑھی۔ اسی وقت فضا میں ایک تیز دھار خنجر چمکتا نظر آیا۔ وہ تیزی سے تیرتا ہوا ناگ رانی تک پہنچا اور اس نے خنجر تھام کر پھرتی سے

شیو ناگ کے سر پر اگے ہوئے زندہ اور کلبلاتے ہوئے سانپ کٹ ڈالے۔ شیو ناگ کے حلق سے چند بے معنی سی چیخیں نکلیں اور وہ اپنے منڈے ہوئے سر پر ہاتھ پھیرتا رہ گیا لیکن میں نے محسوس کیا کہ وہ خلاف توقع خوف زدہ ہونے کے بجائے خاصے تیکھے موڈ میں ہے۔

"شیو ناگ تیرے چہرے کی نحوست اب تیرا مقدر بن چکی ہے۔ اگر تو زندگی اور آزادی چاہتا ہے تو تجھے مجھ سے سمجھوتہ کرنا ہو گا" ناگ رانی نے زہریلے اور تحقیر آمیز لہجے میں کہا۔

"میں جانتا تھا کہ تیری ضرورت ایک وقت تجھے اس موڑ پر بھی لے آئے گی۔" وہ بھیانک انداز میں مسکرا کر سرد لہجے میں بولا۔ "تو جانتی ہے کہ میں دوسروں کے ساتھ جتنا بے رحم ہوں' اپنے ساتھ بھی اتنا ہی سنگ دل ہوں' جس وقت تو مجھ کو زیر کر چکی تھی تو میں نے اسی لئے تجھ سے موت کی آرزو کی تھی کہ میں تو مر جاتا لیکن تو نے جس ہرجائی مرد کی خاطر ناگ بھون کی روایات اور میری ذات کو کھلونا بنایا وہ بے خبری کے عالم میں اگنی کنڈل کے ان دیکھے شعلوں کا نشانہ بن جائے گا اور یوں جب میں دوسرا جنم لوں گا تو میری روح انتقام کی خلش سے محفوظ ہو گی۔ مگر تو نے مجھے زندہ رکھا اور دیکھ' اب تو اپنے ایک قیدی کے سامنے اپنی ضرورت کا سوال پیش کرنے پر مجبور ہو چکی ہے۔۔۔ ناگ رانی! میں تجھ سے بہت اونچا درجہ رکھتا ہوں' ناگ بھون میں تمہیں بھی مجھ سے چھٹکارا ممکن نہیں ہے۔"

"تیری بھول ہے شیو ناگ!" کوشیلا قہر بار لہجے میں غرائی۔ "یہ میرا سوال نہیں' حکم ہے۔ اگر تو نے سر جھکا دیا تو آزادی تیرا انعام ہو گی ورنہ تو خوب جانتا ہے کہ تو ہر تن بدن سسک کر موت کی تمنا کرے گا لیکن موت تیرے لئے ایک بھیانک سراب بن جائے گی۔"

"کیا حکم ہے تیرا؟" شیو ناگ نے مضحکہ خیز لہجے میں پوچھا۔

"اگنی کنڈل کو بیدار کرنے کا راز!" ناگ رانی کا لہجہ ٹھوس اور فیصلہ کن تھا۔

"سلطان کو میرے حوالے کر دے' میں تجھے وہ راز بتا دوں گا۔" شیو ناگ نے کوشیلا کے لہجے کی مضبوطی سے خائف ہونے کے باوجود اپنی شرط پیش کر دی۔

"تجھ جیسے ذلیل کیڑے شرطیں پیش نہیں کیا کرتے!" ناگ رانی زہریلے لہجے میں لمحہ بہ لمحہ اس کے تیور بھیانک ہوتے جا رہے تھے۔

"ایک مرد کو اپنے جال میں پھانس کر شاید تو بھول گئی ہے کہ تو بھی اصل میں کیڑے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔" شیو ناگ سپر ڈالنے پر تیار نہیں تھا۔

ناگ رانی نے اپنی داہنی ہتھیلی کا رخ شیو ناگ کے چہرے کی طرف کر کے وہ بار اپنی انگلیوں کو تشنج کے سے انداز میں حرکت دی اور اس سرنگ کی فضا روشنی کی تیز کرنوں کی چکاچوند سے جگمگا اٹھی۔ کرنوں کا وہ پراسرار جال تیزی سے شیو ناگ کی طرف گیا اور تیز آوازوں کے ساتھ دم توڑ گیا۔

اس چکاچوند کے خاتمے کے کئی سیکنڈ کے بعد میری آنکھیں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو میں کانپ اٹھا۔ اس روشن جال نے شیو ناگ کے چہرے اور جسم کی کھال بری طرح جلا دی تھی' جیسے اس کی کھال میں گہری دراڑیں پڑ گئی ہوں اور وہ سر سے پیر تک اپنے خون میں نہایا ہوا تھا۔

شیو ناگ میرے لئے کتنا ہی کریہہ اور قابل نفرت سہی لیکن اس کی حالت پر میرا رواں رواں کانپ اٹھا۔ لیکن اس سخت جان جہنمی کیڑے کے خون آلود ہونٹوں پر اب عالم میں بھی زہریلی مسکراہٹ رقصاں تھی۔

"اب تک دوسروں کو اذیت دینا میرا دل پسند کھیل رہا ہے۔۔۔ اب ایک آوارہ اور کمینی کے ہاتھوں ذلت اٹھانی بھی منظور ہے' لیکن میں تیرے سامنے سر نہ جھکاؤں گا۔" اذیت سے اس کی آواز کانپ رہی تھی لیکن لہجے کی تلخی پھر بھی کم نہ ہوئی تھی۔

"مجھے ہر قیمت پر وہ راز چاہئے شیو ناگ۔" ناگ رانی کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا تھا۔

ناگ بھون کو جانے والی اس سرنگ میں ایک نیا خونیں باب شروع ہو چکا تھا اور اپنے تمام تر تجسس کے باوجود اس نم ناک اور خون آلود فضا میں گھبرا رہا تھا۔ مجھے سانس سینے میں گھٹتا اور دل کی دھڑکنیں مفقود ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"راز؟" شیو ناگ ہذیانی انداز میں زور سے ہنسا "میں تیری طرح اپنی جنم بھومی سے غداری نہیں کر سکتا۔ ناگ بھون ایک انجانی دنیا ہے اور وہ انسانوں کے لئے ہمیشہ

ایک راز ہی رہے گی۔"

اس بار ناگ رانی نے اپنی آنکھوں کو غیر فطری انداز میں ناگ کی جڑ پر مرکوز کیا اور سرنگ کی چھت سے ایک بہت وزنی چٹان شیو ناگ کی ٹانگوں پر گر پڑی۔

اس کے حلق سے دبی دبی سی غراہٹ نکل کر رہ گئی جیسے اس نے بمشکل اپنی چیخ ضبط کیا ہو اور وہ تیورا کر زمین پر گر گیا۔ اس چٹان نے شیو ناگ کی دونوں پنڈلیاں بری طرح کچل ڈالی تھیں اور وہ کسی قریب المرگ اژدہے کی طرح زمین پر پڑا پہلو بدل رہا تھا۔

"شیو ناگ! میں تیرے جواب کی منتظر ہوں۔" ناگ رانی کے لہجے میں اس بار خوفناک تنبیہہ پوشیدہ تھی اور اس کا چہرہ دوران خون کی شدت سے سیاہ پڑ چکا تھا۔

"نہیں!" وہ ہونٹ بھینچ کر اپنی آواز کی کپکپاہٹ پر قابو پانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے تقریباً چیخ کر بولا۔ "شیو ناگ بزدل نہیں ہے کہ جان کے خوف سے ناگ بھون سے غداری کر گزرے۔"

ناگ رانی کی آنکھوں کے ڈھیلے ایک بار پھر ناگ کی جڑ میں چلے گئے اور اس بار سرنگ کی چھت سے گرنے والے دو وزنی پتھروں نے اس کے بازوؤں کو کچل کر رکھ دیا۔

اس بار شیو ناگ اپنی کربناک چیخ نہ روک سکا۔ اس کی حالت نہایت پست ناک اور ڈراؤنی ہو چکی تھی۔ سرنگ کا کافی حصہ اس کے خون کا غسل کر چکا تھا۔ اور وہ اس کے باوجود اپنی جنم بھومی کو اپنے مزید خون کی بھینٹ دینے پر تلا ہوا تھا۔

"کمینی۔۔۔ بدذات! مجھے مار دے۔" ادھ موا اور بے بس شیو ناگ اس بار ہذیانی انداز میں پوری قوت سے چیخ پڑا۔ وہ اب ایسے مقام پر پہنچ چکا تھا جہاں اس کی قوت برداشت دم توڑ چکی تھی۔

"اس وقت موت تیرے لئے سب سے بڑا انعام ہے۔" ناگ رانی اس کی بے بسی اور تکلیف کا اندازہ کر کے بے رحمانہ انداز میں ہنس کر بولی۔ "اور اس سرنگ کا راز بتائے بغیر اب موت بھی تجھے نصیب نہ ہوگی۔"

شیو ناگ نے پہلو بدلنے کے لئے اپنے خون آلود دھڑ کو جنبش دی اور بگڑی ہوئی

ہڈیوں کے نکیلے ریزوں کی چبھن پر تڑپ کر چیخ اٹھا۔

"ناگ راجہ! تو کہاں مر گیا میرے دوست!" وہ پوری قوت سے حلق پھاڑ کر چیخا۔

اس وقت شیو ناگ کی حالت گہرے اور طوفانی سمندر میں ڈوبتے ہوئے کسی ایسے بے بس انسان سے مشابہ تھی جو لہروں کے غضبناک تموج کے ساتھ سمندر میں ڈوب ڈوب کر ابھر رہا ہو۔ اس کے جسم میں بری طرح پانی بھر چکا ہو اور اسے افق کے نزدیک کسی جہاز کی دھواں اگلتی چمنی نظر آ رہی ہو، وہ مدد کے لئے پکار رہا ہو، لیکن لہروں کا تلاطم بار بار اس کی آواز دبا لیتا ہو۔

"وہ نہیں آئے گا۔" ناگ رانی کا غصہ اب سکون میں بدل چکا تھا اور وہ کسی ماہر ایذا رساں کی طرح کھلتے ہوئے شیو ناگ کی حالت پر چبھتے انداز میں مسکرائے جا رہی تھی۔ "وہ ناگ بھون میں عیش کر رہا ہے۔ اسے بالکل پرواہ نہیں کہ تجھ پر کیا گزر رہی ہے۔"

"تو جھوٹی ہے۔" وہ روتے والی آواز میں بولا۔ "وہ آ رہا ہے۔ وہ ضرور میری مدد کو آئے گا۔"

"مگر میں اس کا انتظار نہیں کر سکتی!" ناگ رانی نے یہ کہہ کر پھر اشارہ کیا اور اس بار ایک پتھر سرنگ کی چھت سے ٹوٹ کر شیو ناگ کے پیٹ اور پسلیوں کے نچلے حصے پر گرا اور پھر وہاں خون آلود چٹانوں اور بکھرے ہوئے جسم کے درمیان صرف اس کی کھوپڑی، گردن اور چند پسلیاں تڑپتی رہ گئیں۔

"بتا رہا ہوں۔۔۔ میں سب بتا دوں گا۔ سب بتا دوں گا۔" شیو ناگ بھرائی ہوئی اور ٹوٹی آواز میں چیخ کر بولا۔ "لیکن میری ایک شرط ہے۔"

اس مرحلے پر ناگ رانی سوچ میں پڑ گئی۔ شیو ناگ پر مزید تشدد اس کی زندگی کا خاتمہ کر سکتا تھا۔ وہ یہ سخت جان تھا جو اس درجہ کو پہنچ کر بھی اپنی بہادری کا بھرم رکھے ہوئے تھا ورنہ اسے تو اب تک دم توڑ دینا چاہئے تھا۔ دوسری طرف وقت کا ضیاع بھی بہت مہنگا پڑ سکتا تھا اور پھر جیتی ہوئی بازی ہارنے کے امکانات پیدا ہو سکتے تھے۔

"کیا شرط ہے تیری؟" ناگ رانی چند ثانیوں تک خاموش رہنے کے بعد بولی۔

"بستر پر تیرا قرب۔" وہ لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں بولا۔ "تجھے برہنہ کر کے میں اپنی

زبان کھولوں گا۔ تیرے لئے یہ قیمت زیادہ نہیں ہے۔"

فرط حیرت سے میرا سانس سینے میں گھٹنے لگا۔ شیو ناگ کا پورا جسم شعلے ہوتے لوتھڑوں میں بدل چکا تھا اور وہ محض کالے سر اور چند ہڈیوں کا ڈھیر بن کر رہ گیا تھا لیکن پھر بھی اس کی انانیت ناگ رانی کی آبرو کی بھینٹ طلب کر رہی تھی۔ وہ واقعی بہت ضدی اور سخت جان تھا۔

"یہ شرط منظور ہے۔" ناگ رانی فاتحانہ لہجے میں بولی۔

"اگر تو وعدے سے پھرے تو دوسرے جنم میں میرے انتقام کا نشانہ بنے گی۔"

اس کے لہجے میں اذیت کے اضطراب کے باوجود دھمکی پوشیدہ تھی۔

"میں جانتی ہوں۔"

"ستارہ کو اگنی دیوتا کے درشن کے بعد ناگ بھون لے جایا گیا تھا۔" وہ رک رک کر کہنے لگا۔ "تیرا سلطان جل منڈل میں اگنی پوجا کے تہوار پر دیوتا کے درشن کر چکا ہے' اس کے لئے اگنی کنڈل بے ضرر ہے۔ اور ہاں' تم دونوں اگنی کنڈل کی حد سے آگے آ چکے ہو۔"

شیو ناگ کے آخری انکشاف پر میرا دل بلیوں اچھل پڑا۔ اس نے ایسی خبر دی تھی جس پر یقین کرنا مشکل نظر آ رہا تھا۔

"ناگوں کی نسل میں آتما کے وعدوں سے پھرنا پاپ ہے۔" ناگ رانی پرسکون لہجے میں شیو ناگ سے بولی۔

"ہاں... اور اب تیرے بستر پر ایک بار کے لئے میرا حق ہے۔" وہ رک رک کر بولا جیسے اس کا سانس پھنس رہا ہو۔

"ضرور ہے........ تو نے میرا قرب مانگا تھا' تیرے مرنے کے بعد میں ایک بار تیرے بے جان جسم کو اپنے پہلو میں ڈال لوں گی' اور میرا عہد پورا ہو جائے گا۔" ناگ رانی بے رحمانہ قہقہہ لگا کر بولی۔

"نہیں۔" وہ بھیانک آواز میں چیخا۔ "میں تیرے بستر پر زندہ آنا چاہتا ہوں۔"

"معاہدے میں اس کا ذکر نہیں تھا۔" ناگ رانی نے میرا ہاتھ دباتے ہوئے کہا۔ "مجھے آگے جانا ہے اور تو پتہ نہیں کب تک سسکتا رہے۔ میں تیرے سانسوں کی ٹوٹتی ڈ

تھ کرتی ہوں' تیرا بے جان پہلو گرمانے کے بعد میں سکون سے آگے بڑھ سکوں گی۔"

اس وقت ناگ رانی کے اشارے پر سرنگ کی دیوار سے ایک بڑی چٹان ٹوٹ کر گری اور شیو ناگ کی بھیانک چیخیں اس کے شور میں دم توڑ گئیں۔

اب ان پتھروں کے درمیان کچلے ہوئے انسانی جسم کے بجائے بے شمار زخموں سے چور ایک بہت بڑا سیاہ ناگ' بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا' آخری سانسوں پر شیو ناگ خود بخود اپنے اصل روپ میں آ گیا تھا۔

"میرا عہد مجھے پکار رہا ہے سلطان!" ناگ رانی ہنس کر مد بھرے لہجے میں بولی۔

اس سے قبل کہ میں اس سے کچھ کہتا وہ آگے بڑھی اور خون آلود زمین پر پتھروں کے درمیان کچلے ہوئے شیو ناگ کے بے جان جسم کے پہلو میں بے تکلفی سے دراز ہو گئی۔ چند ہی سیکنڈ بعد وہ وہاں سے اٹھ گئی۔ میرے قریب آ کر اس نے اپنے جسم پر ہاتھ پھیرا اور خون کے تمام دھبے اس طرح صاف ہو گئے جیسے اس نے صاف پانی سے غسل کر لیا ہو۔

ناگ بھون کی صحیح راہ پر لگ جانے کے بعد حالات نے اتنی تیزی کے ساتھ اور اس قدر غیر متوقع موڑ لئے تھے کہ میری عقل ہی مفلوج ہو کر رہ گئی تھی۔ شیو ناگ والے تازہ ترین واقعے نے تو اعصاب پر ایسا اثر ڈالا تھا کہ مجھے شیو ناگ کے خاتمے کا یقین نہیں آ رہا تھا۔ میں کافی دیر تک سکتے کے عالم میں آنکھیں پھاڑے اس سیاہ ناگ کے بے جان جسم کو گھورتا رہا جس نے طویل عرصے سے میری زندگی میں خوف اور دہشت کا زہر گھول رکھا تھا اور بار بار میرا راستہ کاٹتا تھا۔ صحیح معنوں میں وہ میرے اور ناگ بھون کے درمیان ایک دیوار بنا ہوا تھا اور اس کے خوف سے میں منہ چھپاتا پھر رہا تھا۔ اس قدر موذی اور ناقابل تسخیر دشمن کے یوں تمام ہو جانے پر مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے مجھے کانوں سے پکڑ کر اچانک خلا میں معلق کر دیا ہو۔

"اب اسے بھول جاؤ۔" ناگ رانی میرا شانہ چھو کر میرا انہماک توڑتے ہوئے بولی۔ "ناگ رانی کے دشمنوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ وہ ایک ڈراؤنا خواب تھا اس بارے میں زیادہ نہ سوچو' ناگ بھون پہنچنے کے بعد شاید تمہارے لئے مصائب اور

مقابلوں کی ایک نئی کہانی شروع ہونے والی ہے تمہیں خود کو ذہنی طور پر اس سے تیار کرنا چاہئے اور اپنے سکون کے لئے میرا منکا اپنے پاس رکھ لو۔"

پھر ناگ رانی نے وہی دونوں پست قامت خچر دوبارہ طلب کئے اور ہم ایک بار پھر ناگ بھون کی جانب بڑھنے لگے۔ شیو ناگ کی جلی ہوئی لاش پہیں تاریکی میں وہیں پڑی رہ گئی۔

مجھ پر عجیب سی خالی الذہنی کا عالم طاری تھا۔ میرا خچر مجھے ناگ رانی کے تعاقب میں تیز رفتاری سے لئے اڑا جا رہا تھا۔ سموں کا کو نیلا آہنگ اور پھر اس کی دوہری بازگشت میرے ذہن پر ہتھوڑوں کی طرح دھمک رہی تھی۔ جب وہ آواز میرے لئے ناقابل برداشت ہونے لگی تو میں نے اپنا خچر آہستہ کر لیا لیکن ناگ رانی اپنی دھن میں اسی رفتار سے بڑھتی دور نکل گئی۔ میں نے بھی اسے پکارنا مناسب نہ سمجھا۔ راستے کی ساری رکاوٹیں دور ہو چکی تھیں اگنی کنڈل ہم عبور کر چکے تھے اور وہ نشان زدہ اندھیری سرنگ سیدھی ناگ بھون کو جاتی تھی۔ لہٰذا مجھے بھٹکنے کا کوئی اندیشہ نہیں تھا۔ مجھے یقین تھا کہ کچھ دیر بعد ناگ رانی کو میرے پیچھے رہ جانے کا احساس ہو گا تو وہ خود رک کر یا واپس آ کر مجھ سے آ ملے گی۔ ناگ رانی کے خچر کے دوڑنے کا شور مجھے سنائی دے رہا تھا پھر وہ آوازیں یکلخت رک گئیں اور پے در پے کئی جھٹکے دھماکے سنائی دیئے جیسے دو جسم آپس میں الجھ پڑے ہوں۔ ناگ رانی کا منکا میرے پاس تھا اور منکے کے بغیر وہ اپنی خاص قوتوں سے محروم ہو جاتی تھی لہٰذا اسے خطرہ ہونے کا احساس ہوتے ہی میں نے اپنے خچر کو پوری رفتار سے دوڑا دیا۔

فضا میں ابھرنے والے دھماکوں کی آوازیں اب زیادہ تواتر کے ساتھ ابھر رہی تھیں جیسے آگے کوئی باقاعدہ معرکہ چھڑ چکا ہو اور دونوں حریف ایک دوسرے کو مکمل طور پر مغلوب کر لینے پر تلے ہوئے ہوں۔

میرا خچر برق رفتاری سے اڑا چلا جا رہا تھا کہ اچانک ایک تیز جھٹکا سا محسوس ہوا۔ میرا خچر اپنی رفتار کی روانی میں بھٹک بھاگا چلا گیا اور میں اس کی پشت سے اڑ کر پہلے زمین پر آ گرا اسی کے ساتھ یوں محسوس ہوا جیسے میں بھڑکتے ہوئے شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا ہوں۔

KHAN BOOKS
STATIONARY AND ...
F 8101 NISHTAR ROAD, DHAGRA BAZAR
RAWALPINDI PH 5556532
PROP ALI KHAN

ناگ رانی کے سکتے کی وجہ سے خچر کی پشت سے زمین پر گرتے ہوئے تو مجھے کوئی چوٹ نہ آئی لیکن ملعون شعلوں کی تپش میرے وجود کو راکھ کرتی محسوس ہو رہی تھی۔

اس آگ کا احساس مجھے ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں ہوا۔ میرا سانس سینے میں گھٹ رہا تھا اور موت سر پر تلی ہوئی تھی۔ میرے اردگرد شعلوں کے لپکنے کی سرسراہٹ سنائی دے رہی تھی میرے بدن کا رواں رواں آگ میں جھلس رہا تھا لیکن آگ نظر نہیں آ رہی تھی۔ معاً مجھے شیو ناگ اور ناگ رانی کے مکالمے یاد آ گئے۔ شاید شیو ناگ یہ سمجھ چکا تھا کہ اس کی زندگی کے لمحات پورے ہو چکے ہیں لہٰذا مرتے مرتے بھی اس کینہ پرور موذی نے زک پہنچانے سے گریز نہیں کیا اور ہمیں تسلی دے دی کہ ہم اگنی کنڈل کو عبور کر چکے ہیں۔ اس طرح اس کا مقصد یہی ہو گا کہ ناگ رانی اگنی کنڈل کی جانب سے مطمئن ہو کر حفاظت کی کوئی اور تدبیر نہ کرے اور میں بے خبری کے عالم میں اگنی کنڈل کے جہنمی شعلوں کا شکار ہو جاؤں۔

جسم پر شعلوں کا اذیت ناک لمس محسوس ہوتے ہی مجھے شیو ناگ یاد آیا اور پھر ساتھ ہی مجھے حیدر شاہ یاد آ گئے۔ ان بزرگ کے تصور کے ساتھ ہی غیر ارادی طور پر میرے لبوں کو جنبش ہوئی اور میرے لاشعور میں دبے ہوئے وہ مقدس کلمات اذیت کے ان لمحات میں زبان پر رواں ہو گئے جن کا ورد کرتے ہوئے میں نے ناگ رانی کو اپنا بنایا تھا اور پھر ایک اور موقع پر ان کلمات نے میری یاوری کی تھی۔ میری زبان سے وہ الفاظ جاری ہوتے ہی حیرت انگیز طور پر شعلوں کی جہنمی تپش اور گھٹن کا احساس فوراً کافور ہو گیا اور میرا جسم ایک تیز جھٹکے کے ساتھ فضا میں اڑتا ہوا جا کر؛ جدھر سے میں اپنے خچر پر سوار ہو کر آیا تھا۔

میں بہت تیزی کے ساتھ زمین پر گرا تھا لیکن مجھے کوئی ضرب نہیں آئی۔ البتہ مختصر وقفے کے لئے ملعون شعلوں نے میری جلد اور چہرے کے جن حصوں کو جلایا تھا ان میں بہت زیادہ جلن اور تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ اگنی کنڈل کے شعلوں کی اذیت اتنی شدید تھی کہ میں جس پہلو زمین پر گرا تھا اسی طرح پڑا ہوا غیر ارادی طور پر حیدر شاہ کے بتائے ہوئے مقدس کلمات کا ورد کرتا رہا۔ میری پھٹی پھٹی آنکھیں مجبوراً اس طرف نگراں تھیں جہاں اگنی کنڈل کے شعلوں نے میرے جسم کو چاٹا

تھا۔

اسی اثناء میں شاید ناگ رانی کو میرے سفر کا سلسلہ منقطع ہو جانے کا احساس ہوا اور میں نے اس کے خنجر کی قریب آتی ہوئی تیز ٹاپیں سنیں۔ پھر مجھے گھور تاریکی میں اس جگہ ایک تاریک ہیولا دوڑتا نظر آیا۔ جہاں میرے تجربے کے مطابق اگنی کنڈل واقع تھا۔ آناً فاناً وہ تیز رفتار خنجر میرے قریب آ رکا اور اس کی پشت سے ناگ رانی نیچے کود پڑی۔

"کیا ہوا۔۔۔ کیا ہوا سلطان جی!" وہ مجھے بے تحاشہ عالم میں میرے بدن اور چہرے کو ٹٹولتے ہوئے بولی۔ "ارے یہاں تو بالوں کے جلنے کی بو آ رہی ہے اور تمہارے سر کے بال بھی جھلس کر کنڈلوں پر سخت ہو گئے ہیں۔"

"اگنی کنڈل۔" میں نے سرسراتی ہوئی خوفزدہ آواز میں کہا اور میرے باقی الفاظ میرے خشک حلق میں پھنس کر رہ گئے۔

"کہاں؟" وہ حیرت سے تقریباً اچھل پڑی۔

"شیو ناگ مکار تھا" میں نے نقاہت آلود آواز میں کہا۔ "تم نے اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جس کا وہ مستحق تھا۔ میں تھوک نگل کر اپنا حلق تر کرنے لگا۔

"لیکن تم اس جلا دینے والی آگ سے کیسے بچے؟" وہ متحیر آواز میں بولی۔

"کچھ مقدس کلمات کے باعث اس اگنی کنڈل نے مجھے واپس پیچھے اچھال دیا ورنہ یہاں میری راکھ تک نہ ملتی۔ میرا سارا چہرہ اور بدن بری طرح جھلس گیا ہے' چھالے پڑ گئے اور سارے بال تک جل گئے ہیں۔" میں نے رک رک کر کہا۔

"مٹکا کہاں ہے' میرا مٹکا منہ میں ڈالو' شاید اس سے کچھ سکون ملے۔" وہ میری جھلسی ہوئی پیشانی کا بوسہ لیتے ہوئے بولی۔ میں نے اپنا گلا ٹٹولا اور مٹکا موجود پا کر اطمینان کا سانس لیا۔

مٹکا منہ میں رکھتے ہی نقاہت اور پیاس کا احساس تو فوراً کافور ہو گیا لیکن آگ کے ڈالے ہوئے زخموں کی تکلیف میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ میں نے فوراً ہی مٹکا منہ سے نکال کر اپنی شدید تکلیف کے بارے میں ناگ رانی کو بتایا اور وہ حسرت ناک انداز میں میرے سینے سے لگ گئی۔

"یہ دیوتاؤں کی لگائی ہوئی آگ ہے اس کے ڈالے ہوئے زخموں کا کوئی علاج نہیں ہے۔۔۔ یہ خود بخود بھریں گے اور آبلوں کے بدنما داغ ہمیشہ کے لئے تمہارا روگ بن جائیں گے۔"

"یہ بہت برا ہوا گوشیلا۔" میں متفکرانہ لہجے میں بولا۔ "اب ہم اس رکاوٹ کو کیسے عبور کریں گے' میری ستارہ میرا انتظار کر رہی ہو گی' نہ جانے میرا معصوم بچہ کس حال میں ہو گا۔"

"ستارہ ابھی تک تو ناگ راجہ سے بچی ہوئی ہے۔ وہ جب بھی ستارہ کے قریب جاتا ہے کوئی نہ کوئی ایسی بات ہو جاتی ہے کہ اسے الٹے قدموں واپس لوٹنا پڑتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اور قوتیں بھی تمہارا ساتھ دے رہی ہیں۔ تمہارا بچہ ابھی تک تو خیریت سے ہے اور ایک غار میں سانپوں کے درمیان پل رہا ہے۔ لیکن ستارہ کو مجبور کرنے کے لئے ناگ راجہ عنقریب اس بچے کو ماں کے سامنے ایذائیں دینے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔"

"اور میری راہ اگنی کنڈل نے مسدود کی ہوئی ہے۔" میں کرب آلود لہجے میں بولا۔

"وہ کون سے کلمات تھے جن کے ورد سے تم اگنی کنڈل سے باہر آ پڑے۔" وہ اشتیاق لہجے میں پوچھنے لگی۔ "وہ ضرور تو شاید اگنی دیوتا کی قوتوں پر بھی بھاری ہے۔"

"منتر نہیں۔" میں سنجیدگی کے ساتھ بولا "وہ مقدس کلمات ہیں اور ان کا اثر اسی وقت تک رہے گا جب تک میں انہیں راز رکھوں گا۔"

"خیر!" وہ میرے سینے سے الگ ہٹتے ہوئے بولی۔ "اتنا تو پتہ چل گیا کہ ان کلمات کی وجہ سے اگنی کنڈل تم پر اثر نہیں کرے گا یا زیادہ سے زیادہ تمہیں باہر اچھال دے گا۔ اب تم وہی کلمات پڑھتے ہوئے بڑھو' مجھے امید ہے کہ تم اگنی کنڈل سے سلامت گزر جاؤ گے۔"

"نہیں۔۔۔ نہیں!" میں کانپتے ہوئے بولا۔ "اس تجربے نے میرے لئے بہت روح فرسا تھا میں اب دوبارہ اس میں گھسنے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔"

"شیو ناگ مارا جا چکا ہے۔" وہ گہری سنجیدگی کے ساتھ بولی۔ "اب اگنی کنڈل

عبور کروانے کا راز ناگ راجہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہو گا۔ شیش ناگ زندہ ہوتا تو شاید میں اس کی زبان کھلوانے میں کامیاب ہو جاتا لیکن وہ بہت دھرم بھیسی دھرم اور کرم زندگی کے جھمیلوں سے نجات پا چکا ہے۔ اب دو ہی راستے رہ گئے ہیں۔ اگر خطرہ مول لینے سے گھبراتے ہو تو ناگ بھون اور اپنی ستارہ کا خیال ترک کر دو۔ ورنہ حوصلہ کر کے ایک بار اگن کنڈل میں گھسنے کی کوشش کرو۔"

انسان کو اپنی زندگی کتنی عزیز ہوتی ہے اس کا احساس مجھے اس وقت ہوا۔ یوں تو میں ستارہ کی خاطر راندہ درگاہ پھر رہا تھا اور اس کے حصول کی خاطر سب کچھ کر گزرنے کو تیار تھا اور خود بھی ستارہ سے پیار کی خاطر جان کی قربانی دینے کا عہد تک کر بیٹھا تھا لیکن اب جو جان پر کھیل جانے کا مرحلہ پیش آیا تو میں سوچ میں پڑ گیا۔ چند ثانیوں کی ذہنی کشمکش کے بعد محبت زندگی کی خواہش پر غالب آ گئی۔ زندگی اور وہ بھی ستارہ کے بغیر یہ تصور میرے لئے بڑا ہی مایوس اور اجنبی تھا۔ اگر وہ خدانخواستہ مر گئی ہوتی اور میں نے اپنے ہاتھوں سے اسے مٹی دی ہوتی تو شاید اس کے بغیر مجھ میں زندہ رہنے کا کچھ حوصلہ پیدا ہو جاتا لیکن اب تو وہ زندہ تھی اور میں خوب جانتا تھا۔ وہ کہاں اپنا نوشتہ تقدیر پورا کر رہی ہے۔ ایسی صورت میں اس کو بھلا دینے کا تصور تک عذاب سے کم نہیں تھا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو گوشیلا۔" میں کراہ کر اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا بولا۔ "میں اگن کنڈل کو عبور کرنے کی کوشش کرتا ہوں میرا دل گواہی دیتا ہے کہ مجھے تائید غیبی حاصل ہے۔ اگر یہ درست ہے تو نظر نہ آنے والی آگ کی دیوار میری راہ میں حائل نہ ہو سکے گی۔"

میں سیدھا کھڑا ہو کر چند ثانیوں تک اگن کنڈل والے مقام کو گھورتا رہا پھر دل ہی دل میں حیدر شاہ کے بتائے ہوئے مقدس کلمات کا ورد کرنے لگا۔ اس عمل سے میرے حوصلوں کو خاصی تقویت ملی اور چار پانچ مرتبہ کے ورد کے بعد ہی مجھ میں نیا عزم اور ولولہ پیدا ہو گیا۔ اور میں اپنے جھلسے ہوئے بدن کی تکلیف کو بھول کر دیوانہ وار آگے کی طرف دوڑ پڑا۔ ناگ رانی بھی پہلو بہ پہلو میرے ساتھ دوڑ رہی تھی اور اس کا خوف ختم ہو چکا تھا۔

دوڑتے دوڑتے جوں ہی میں ناگ اگن کنڈل کی حدود میں داخل ہوا تو مجھے تیز شعلوں کا احساس ہوا۔ جیسے میں طاقتور برقی رو والے ننگے تاروں پر دوڑ رہا ہوں۔ میرا جسم بار بار دائیں بائیں اور آگے پیچھے جھول رہا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے مجھ پر دو جداگانہ قوتیں رسہ کشی کر رہی ہوں۔ ایک طاقت مجھے پیچھے اچھال پھینکنا چاہتی تھی اور دوسری قوت مجھے مسلسل آگے کی جانب دھکیلے جا رہی تھی۔ اس کشمکش میں دو تین بار میری زبان دانتوں کے درمیان آ کر کٹ گئی مگر میں نے ان مقدس کلمات کا ورد ترک نہیں کیا بلکہ سختی سے دانت بھینچ لئے۔ مجھے خوب علم تھا کہ ان کلمات کی وجہ سے ہی اگن کنڈل کے خونیں شعلے مجھ پر اثر نہیں کر رہے ہیں۔ میں نے ذرا بھی یہ تسلسل توڑا تو شعلوں میں جھلس کر راکھ بن جاؤں گا۔"

میں جھٹکے اور ہچکولے کھاتا، گرتا پڑتا آگے بڑھتا رہا اور اس وقت میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا، جب چند ہی گز کا فاصلہ اسی عالم میں طے کر جانے کے بعد جھٹکوں کی وہ کیفیت یکلخت ختم ہو گئی۔

میں سمجھ گیا کہ میں اگن کنڈل عبور کر چکا ہوں۔

اس وقت میری مسرت کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ حفظ ماتقدم کے طور پر میں وہ وظیفہ پڑھتا ہوا کئی گز تک دوڑتا چلا گیا اور پھر پلٹ کر والہانہ انداز میں ناگ رانی کو اپنی گود میں اٹھا کر ناچنے لگا۔

"ناگ بھون اب تسخیر کیا جائے گا گوشیلا۔" میں وفور مسرت سے بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں اگن کنڈل عبور کر چکا ہوں۔ اب کوئی طاقت مجھے ناگ بھون گھسنے سے نہیں روک سکتی۔ اپنے انعام طلب کرو۔ اب میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہیں کرنا چاہتا۔"

"تمہارے بدن پر آبلے پڑے ہوئے ہیں۔ یوں بے احتیاطی نہ کرو، ورنہ یہ زخم کہیں کا نہ چھوڑیں گے۔" ناگ رانی میری گود سے اترنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

میں نے اسے چھوڑ دیا۔ اس وقت میں خود کو بہت بڑا فاتح تصور کر رہا تھا۔ ایک مجبور رکاوٹ کو عبور کر کے آگے بڑھ آنے کے بعد مجھ پر شادی مرگ کی سی کیفیت طاری ہو چلی تھی اور میں جلد از جلد باقی مسافت طے کر کے ناگ بھون کے

راجہ کے چالاک مزاحم کو خاک میں ملانا چاہتا تھا۔ اپنی ستارہ اور اپنے بچے کے حصول کی خاطر۔

چند ہی ثانیوں بعد وہی خچر پھر آ پہنچے اور اس بار ہم آندھی اور طوفان بن کر آگے کی جانب روانہ ہو گئے۔ میں ناگ راجہ کے ہوشیار ہو کر راستہ روک دینے سے قبل ہی ناگ بھون میں جا گھسنا چاہتا تھا۔ ستارہ کی بازیابی کے علاوہ اب مجھے وہ پراسرار اور خوفناک سرزمین دیکھنے کا شوق بھی ستا رہا تھا۔ جس کی گمنام کہانیاں میں اب تک سنتا چلا آیا تھا۔

"تم پہلے مجھ سے اتنی دور کیوں نکل گئی تھیں؟" میں نے اونچی آواز میں ناگ رانی سے پوچھا۔

"میں یہ سوچ رہی تھی کہ ناگ بھون پہنچنے کے بعد تم کو کہاں رکھوں گی۔ مجھے یہ خطرہ لاحق تھی کہ کہیں تم ناگ بھون پہنچتے ہی دھر نہ لئے جاؤ۔ اپنی کڑی کا وہ شک نہ تھا۔ بس اسی سوچ بچار میں آگے نکل گئی۔" اس نے بتایا۔

"کیا آگے تمہاری جھڑپ ہوئی تھی کسی سے؟"

"نہیں، میرے خچر کا پیر پھسل گیا تھا۔"

پھر ہم نہ جانے کتنی دیر تک اس تاریک سرنگ میں سفر کرتے رہے۔ اس بار ناگ رانی نے مجھ سے آگے جانے کی کوشش نہیں کی تھی۔

گزرنے والے ہر لمحے کے ساتھ میرے اعصاب پر بے چینی اور اضطراب چھاتا جا رہا تھا اور میرے کان کسی نئی آواز یا آہٹ پر لگے ہوئے تھے۔ میں اپنے وہم و گمان سے بھی بڑھ کر عجیب، پراسرار اور طلسم ربا سرزمین پر قدم رکھنے والا تھا۔ آخر کار ہمیں اس سرنگ کے دوسرے سرے سے دھیمی دھیمی پھنکاروں اور سیٹیوں کا ملا جلا شور سنائی دینے لگا، جیسے کسی بہت بڑی گپھا میں لاکھوں اژدھے اور سانپ اپنی اپنی بولیاں بول رہے ہوں۔

"سن رہے ہو سلطان جی!" ناگ رانی ہیجان آمیز آواز میں چلائی۔ "ناگ بھون کی ڈراؤنی اور اندھیری سرزمین کے باسیوں کی یہ آوازیں کس قدر پراسرار اور ہولناک لگ رہی ہیں۔"

میں نے اپنا حلق خشک ہوتا محسوس کیا۔ آنے والے لمحات کے تصور سے میرے رونگٹے کھڑے ہو چکے تھے اور ہاتھ پاؤں پر تشنج کی کیفیت طاری ہو چلی تھی۔ دل کنپٹیوں میں دھڑک رہا تھا اور سارے بدن کے مساموں سے ٹھنڈے ٹھنڈے پسینوں کی دھاریں بہہ نکلی تھیں۔

خچر پوری جانفشانی سے اس وسیع سرنگ میں دوڑ رہے تھے اور میری نگاہیں سامنے حد نظر تک پھیلی ہوئی گھور سیاہی میں نجانے کس چیز کی تلاش میں بھٹک رہی تھیں۔

گزرنے والے ہر لمحے کے ساتھ میرے لئے اپنے اعصاب پر چھائی ہوئی سنسنی اور ہیجان پر قابو پانا دشوار ہو رہا تھا۔ میری زبان بالکل خشک ہو کر اینٹھنے لگی تھی۔

ناگ بھون۔۔۔ ڈراؤنے خوابوں، ہوشربا داستانوں، انہونی مخلوق اور خوفناک اندھیروں کی پراسرار زمین قریب آ چکی تھی۔ وہاں قدم قدم پر بکھرے ہوئے مہلک اور ناقابل تصور خطرات میرے لئے ایک جہاں مسلسل اور ہوشربا داستان کو جنم دینے کے لئے تیار تھے اور اس سرزمین کے حکمرانوں کی بہن، راجکماری ایک معذور بھونرے کے روپ میں میری جیب میں قید تھی۔

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
MUSHTAQ ROAD BAZAR
RAWALPINDI. PH
PROP.

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
RAWALPINDI
PROP: ALI KHAN

"کوشیلا" میں نے اپنی اٹھتی ہوئی زبان کو جنبش دینے کی کوشش کی۔

"سلطان جی! تم بہت زیادہ پریشان ہو' تمہارے اعصاب پر ناگ بھون کی ہیبتک دھرتی کا خوف چھایا ہوا ہے' میری مانو تو ذرا رک کر خود پر قابو پالو۔ ورنہ ناگ بھون میں گھستے ہی جوش میں کوئی غلطی کر بیٹھو گے اور جان جوکھم میں پڑ جائے گی!" وہ ہمدردانہ لہجے میں بولی۔

"اب رکنے کا نام نہ لو کوشیلا" میں نے ہیجان آمیز لہجے میں کہا "میری ستارہ مجھے پکار رہی ہے۔ اب میں اگلی منزل پر پہنچ چکا ہوں جہاں ذرا بھی توقف دشواریوں میں ڈال دے گا۔"

ناگ رانی اس بار کچھ نہ بولی۔

سرنگ میں ہر سو مہیب تاریکی کا راج تھا۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود چند قدم آگے بھی کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اپنی زندگی میں کبھی اتنے گہرے اور گھور اندھیرے سے میرا سابقہ نہیں پڑا تھا۔ دونوں مگر اس اندھیرے کے باوجود اس پراسرار سرنگ میں یوں سرپٹ دوڑ رہے تھے جیسے وہ ان راستوں سے بخوبی واقف ہوں۔ ان کے سموں کی تیز ٹاپیں سرنگ کی محدود فضا میں بھیانک بازگشت پیدا کر رہی تھیں۔ اور سرنگ کے آخری دہانے کی جانب سے دہشت میں ڈوبی ہوئی دھیمی دھیمی پھنکاروں اور سیٹیوں کا ملا جلا شور ابھر رہا تھا۔ کسی وسیع گپھا میں بے شمار ناگوں اور اژدہوں کی آوازوں کی گونج سے مشابہ وہ آوازیں مجھے دہشت کے سمندر میں نہلائے دے رہی تھیں۔ میرے رونگٹے کھڑے ہو چکے تھے اور مجھے اپنی جلد پر بے شمار چیونٹیاں سی رینگتی محسوس ہو رہی تھیں' اعصاب پر تشنج کی کیفیت طاری تھی اور جسم کے سارے مساموں نے پسینہ اگلنا شروع کر دیا تھا۔ ہیں نے دہانے نکل چکے تھے۔

چند لمحوں کے بعد سرنگ میں کافی فاصلے پر مجھے گہری سیاہی میں بے شمار ننھے ننھے جگنو چمکتے اور جھلملاتے ہوئے نظر آئے۔ آہستہ آہستہ ان روشن نقطوں کی تعداد بڑھنے لگی اور پھر تاریکی کا وہ سمندر جلتے بجھتے روشن نقطوں سے بھرا ہوا نظر آنے لگا۔

"یہ اڑتی ہوئی چنگاریاں کیسی ہیں کوشیلا؟" میں نے سرگوشیانہ اور متذبذب آواز میں ناگ رانی سے دریافت کیا۔

"ناگ بھون قریب آ چکا ہے سلطان جی!" ناگ رانی کی متفکرانہ آواز ابھری۔

ناگ بھون۔۔۔ خوفناک اندھیروں میں ڈوبی ہوئی طلسم زدہ سرزمین' جہاں زمین پر رینگنے والے حقیر کیڑوں کی حکمرانی تھی' قریب آ چکی تھی۔ لمحہ بہ لمحہ میں اس کے قریب پہنچتا جا رہا تھا۔ میری کنپٹیوں میں آگ سی بھرنے لگی اور بدن پر سردی کا احساس چھانے لگا۔

"کوشیلا! ناگ بھون کا وحشتناک تصور اب میرے اعصاب پر سوار ہوتا جا رہا ہے۔ یہ روشن نقطے مجھے اپنے دماغ کی گہرائیوں میں نشتر کی طرح چبھتے محسوس ہو رہے ہیں۔"

"زمین سے بلندی پر جگمگاتے ہوئے روشن نقطے ان بے چین ناگوں کی چمکیلی اور سحر آفریں نگاہیں ہیں جو تمہاری آمد کی خبر پا کر اپنے پھن فضا میں بلند کئے ناگ بھون کے دہانے پر تمہارے منتظر ہیں۔ ان کی موجودگی پریشانیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔"

"ہم ان سے بچ کر کس طرح ناگ بھون میں داخل ہو سکتے ہیں؟" میں نے فضا میں جلتے بجھتے ان روشن نقطوں پر نگاہیں مرکوز کر کے ناگ رانی سے سوال کیا۔

"ناگ راجہ کے باغیوں کو بھی شاید ہماری آمد کا علم ہو چکا ہو گا ان کی تعداد تو ضرور کم ہے لیکن ان میں سے بعض بہت طاقتوں کے مالک ہیں اور ان سب کی دلی ہمدردیاں میرے ساتھ ہیں۔" ناگ رانی کہنے لگی "اگر وہ یہاں موجود ہوتے تو مجھے بڑی مدد ملے گی ورنہ اس ہجوم سے نمٹے بغیر ناگ بھون میں داخلہ ناممکن ہے۔ یہ ہمیں روکنے کے لئے اپنی جان لڑا دیں گے۔"

"باغی تمہاری کیا مدد کر سکیں گے؟" میں نے تشویش آمیز لہجے میں پوچھا۔

تمہیں ان کی مدد سے افراتفری پھیلا سکتی ہوں۔ اس افراتفری میں ہم موقع پا کر آسانی سے ناگ بھون میں جا گھسیں گے۔ ایک بار اندر پہنچ جانے کے بعد شاید ہم اپنے حواس کی مدد سے اتنے کمزور نہیں رہیں گے کہ ناگ بھون والے ہمیں ایک ہی ریلے میں مسل سکیں۔"

"لیکن تم ان بھیڑیوں سے رابطہ کیسے قائم کرو گی؟"

"بس تم دیکھتے رہو۔" ناگ رانی کا لہجہ اس بار قدرے سخت تھا۔

دونوں بھیڑیے پوری رفتار سے دوڑتے رہے اور آخرکار مجھے تاریکی میں رنگ برنگی زندہ لکیریں لہراتی نظر آنے لگیں۔ ہر رنگ اور جسامت کے سینکڑوں ناگ اور اژدہے اپنے پھن فضا میں اٹھائے تیز پھنکاریں مار رہے تھے۔ ان کی آوازوں سے سرنگ میں ہیبت ناک گونج پیدا ہو رہی تھی۔ ان مشتعل ناگوں کی سلگتی ہوئی قہربار نگاہیں ہماری جانب نگراں تھیں۔

جب ہم اس ہجوم سے کچھ دور رہ گئے تو دونوں بھیڑیوں کی رفتار سست پڑنے لگی اور وہ رک گئے۔ ناگ رانی مجھے اشارہ کر کے نیچے کود پڑی۔ میں بھی اپنے بھیڑیے کی پشت سے اتر گیا۔

اس مقام سے سرنگ قدرے ڈھلان دار ہو گئی تھی اور بظاہر کسی بہت بڑے زیر زمین تہہ خانے کے دہانے پر ختم ہوتی نظر آ رہی تھی۔

ناگ رانی ان دونوں بھیڑیوں کے درمیان کھڑی ہو کر چند ثانیوں تک سرسراتی آوازوں میں کچھ کہتی رہی اور پھر اس نے ان کی پشت پر ایک ایک تھپکی دی اور وہ دونوں دودھیا رنگ کے موٹے موٹے سانپوں میں تبدیل ہو کر سرنگ کی کھردری زمین پر سرسراتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

ناگ رانی کئی سیکنڈ تک ان کی جانب دیکھتی رہی۔ جب وہ سفید لکیریں سرنگ کے نمناک اندھیرے میں مدغم ہو گئیں تو وہ ایک گہرا سانس لے کر میری جانب مڑی۔ "جانتے ہو میں نے کیا کھیل رچایا ہے؟" وہ فاتحانہ لہجے میں مجھ سے بولی۔

میں نے اپنے سر کو نفی میں جنبش دی۔

"یہ دونوں میری خاطر بہت بڑی قربانی دینے گئے ہیں۔ ان کی زندگیاں ابھی ابھی

ہو سکتی ہے۔ ان میں سے ایک تمہارا روپ اختیار کرے گا اور دوسرا میری انسانی صورت میں ناگ بھون کے باسیوں کے مشتعل ہجوم کی جانب جائے گا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اس وقت وہاں پراسرار قوتوں سے محروم سانپوں کی کثرت ہے۔ وہ ان دونوں کو دیکھتے ہی ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ محلین والے ناگ اصل قصہ ضرور سمجھ جائیں گے اور انہیں روکنا چاہیں گے لیکن وہاں ان کی بات کوئی نہ سنے گا۔ مجھے یقین ہے کہ ناگوں کی اکثریت ان دونوں کو لے کر ناگ بھون میں جا گھسے گی اور پھر مقابلہ تعداد کے مطابق محلین پر ہو گا اور ہم دونوں سکون کے ساتھ ناگ بھون میں داخل ہو جائیں گے۔"

میں خاموش رہا۔ میری نگاہیں سامنے کی جانب نگراں تھیں۔ میرے دل و دماغ اور اعصاب پر تذبذب اور بے یقینی کی ملی جلی کیفیات طاری تھیں گو ناگ رانی اپنے منصوبے پر بہت مطمئن نظر آ رہی تھی لیکن میں اس کی جانب سے اب بھی شبہات کا شکار تھا۔ یہ ضروری نہیں تھا کہ سارے واقعات ناگ رانی کی توقعات کے مطابق ہی پیش آتے چلے جائیں اور وہ بلا مزاحمت اپنا مقصد حاصل کر لے۔

ناگ رانی کا پراسرار منکا میرے گلے میں موجود تھا۔ حیدر شاہ کے بتائے ہوئے مخصوص کلمات میرے ذہن میں محفوظ تھے اور میں شدید گھبراہٹ کے عالم میں بار بار دل ہی دل میں ان کا ورد کر رہا تھا۔ ناگ بھون کے حکمراں کی بہن 'راجکماری' ایک معذور بچھو کے روپ میں میری جیب میں مقید تھی اور میں فیصلہ کر چکا تھا کہ ناگ رانی کی کامیابی کے باوجود میں حسب موقع اسے اپنا آلۂ کار بناؤں گا۔ میں جس طرح ٹھوکریں کھاتا، دربدر بھٹکا اور ذلیل و خوار ہو کر ناگ بھون کے دہانے پر پہنچا تھا اس کے ردعمل کے طور پر میرے تمام لطیف احساسات مٹ چکے تھے۔ ستارہ کے حصول کی خاطر میں قطعی فیصلہ کر چکا تھا کہ اب اپنی آنکھوں پر خودغرضی کی پٹی باندھ کر آگے بڑھوں گا اور کسی کو بھی داؤ پر لگانے سے گریز نہیں کروں گا خواہ وہ ناگ رانی ہو یا راجکماری۔

سرنگ میں واقع آتشی حصار کو عبور کرتے ہوئے پڑنے والے آبلوں اور زخموں کی سوزش مجھے سخت جان اور بے رحم شیو ناگ کی یاد دلا رہی تھی جس کے باعث میری

مشعل بار بار قریب نظر آتی رہی لیکن اب وہ ہماری زندگی سے ہاتھ دھو چکا تھا اور اس کی ہیبت پرور شخصیت میرے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتی تھی۔

میں ان خیالات میں ڈوبا ہوا سامنے دیکھ رہا تھا کہ یکایک سرنگ میں گونجنے والے پھنکاروں کا دھیما دھیما شور غضبناک آوازوں میں تبدیل ہو گیا جیسے وہ تمام سانپ آپس میں برسرپیکار ہو گئے ہوں۔ اس کے ساتھ روشن نقطے تیزی کے ساتھ ڈوبنے ابھرنے لگے۔

"میرا وار کامیاب ہو گیا سلطان جی!" ناگ رانی میرا بازو دبا کر مسرت سے کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔ "وہاں ہلچل جنم لے چکا ہے اب میرا اشارہ پاتے ہی تم کو آگے بڑھنا ہے۔"

میں کئی سیکنڈ تک سکتے کے عالم میں اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ ناگوں کا غضبناک شور اب وہاں قیامت کا سماں باندھ رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی تنگ کوٹھری میں مقید جنگلی بلاؤں کو یک بیک آزاد کر دیا گیا ہو اور وہ آزاد ہوتے ہی آپس میں معرکہ آرا ہو گئی ہوں۔

"دوڑو سلطان جی!" اچانک ناگ رانی چلائی اور میں گھور اندھیرے میں اس کے قدموں کی تیز آہٹوں کے تعاقب میں دوڑ پڑا۔

تاریک فضا میں رچی ہوئی بیساند اس مقام پر خاصی بڑھ چکی تھی۔ اگر عام حالات میں ایسی بو سے واسطہ پڑتا تو میرے لئے ایک لمحے کے لئے بھی وہاں ٹھہرنا دشوار ہوتا لیکن اس وقت اپنے مقصد کی لگن کے سامنے میرے تمام احساسات مٹ چکے تھے۔

دوڑتے دوڑتے میں نے خود کو اچانک ایک کڑی ڈھلان کے کنارے پایا۔ اس مقام پر سرنگ ختم ہو جاتی تھی اور شاید ڈھلان دار راستہ ناگ بھون میں داخل ہو جاتا تھا۔

تمام روشن نقطے اس وقت غائب ہو چکے تھے۔ سانپوں کا مہیب شور سرنگ کے آخری حصے سے دور ہو کر اب ناگ بھون کے کسی تیرہ و تار حصے میں ابھرتا سنائی دے رہا تھا۔

"یہاں سے سنبھل کر اترنا" مجھے اپنے قریب ناگ رانی کی آواز سنائی دی۔

"مجھے حیرت ہے کہ یہاں کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ تمہارا اگلا قدم اب ناگ بھون میں ہوگا۔"

میرا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ میں نے گھور تاریکی میں دیکھتے ہوئے اپنا قدم اٹھایا ہی تھا کہ تاریک فضا تیز روشنی سے جگمگا اٹھی اور میں دونوں آنکھیں بھینچ کر لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ طویل عرصے تک اندھیرے میں رہنے کے باعث وہ روشنی سوئیوں کی طرح میری آنکھوں میں چبھی تھی۔

"یہ تیری بھول ہے ناگ رانی۔" روشنی ہونے کے ساتھ ہی ایک کرخت مردانہ آواز ابھری۔ "ناگ بھون کے رکھوالے اتنے غافل نہیں رہتے۔ اس دنیا کی روایات توڑنے والوں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے وہ اب تیرا مقدر ہے۔"

پھر ناگ رانی کی تیز چیخ سنائی دی۔

میں نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں۔ کئی سیکنڈ بعد میں دیکھنے کے قابل ہوا تو اپنے اور ناگ بھون کے درمیان سات بڑے بڑے ناگوں کو حائل پایا۔ ان کی سرخ آنکھیں میرے قدموں کی جنبش کی منتظر تھیں اور ان کے دہانے مجھے نگل جانے کے لئے تیار تھے۔ ان کے عقب میں ایک لمبا تڑنگا' مضبوط بدن کا مالک' خوبرو نوجوان کھڑا ہوا تھا۔ اس کی شعلہ بار نگاہیں ناگ رانی پر جمی ہوئی تھیں جو مجھ سے کچھ دور بری طرح چیختی ہوئی اچھلے جا رہی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ فضا میں یوں حرکت کر رہے تھے جیسے وہ کسی نظر نہ آنے والے جسم کو پوری قوت سے پیچھے دھکیل رہی ہو۔

اس وقت میری عقل مفلوج ہو کر رہ گئی۔ میں فیصلہ نہ کر سکا کہ اس وقت مجھے کیا کرنا چاہئے۔ ابھی میں اسی تذبذب کا شکار تھا کہ کسی جانب سے مضبوط رسی سے بنا ہوا درندوں کو پکڑنے والا جال اڑتا ہوا میرے اور ناگ رانی کے اوپر آ رہا۔ میں نے ہاتھ پیر مارے لیکن پھرتی کے ساتھ جال کھینچ لیا گیا اور میں زمین پر گر پڑا۔

ایک ثانیے کے لئے میری نظر سات ناگوں کے عقب میں کھڑے ہوئے خوبرو جوان پر پڑی۔ وہ زہریلے انداز میں مسکرا مسکرا کر جال کھینچ رہا تھا۔

ہم دونوں کے گرد جال کی گرفت مضبوط ہو جانے کے بعد وہ نوجوان واپس مڑا اور ناگ بھون کی اترائی پر چل پڑا۔ ہم دونوں بھی سخت اور ناہموار زمین پر گھسٹتے ہوئے

اسی سمت میں لیجائے جانے لگے۔ اس بار جال کی رسی ان ساتوں ناگوں کے دہانوں میں پھنسی ہوئی تھی۔

زمین پر گھسٹتے گھسٹتے جب میں اس ڈھلان پر پہنچا تو میرا بدن اس جال سمیت لڑھکتا ہوا تیزی کے ساتھ نشیب کی جانب چلا' لیکن رسیاں گرفت میں ہونے کے باعث چند گز بعد رک گیا۔

جھٹکوں کے باعث میرا جوڑ جوڑ ہلی کر رہ جاتا لیکن ملے کے باعث میں اس سب رمنتر مزا کے ناخوشگوار اثرات سے محفوظ رہا۔

ناگ رانی سخت طیش کے عالم میں کسی شیش ناگ کو گالیاں دیئے جا رہی تھی جس نے غفلت اور بے خبری کے عالم میں وار کر کے اپنی روایتی بزدلی کا ثبوت دیا تھا۔

ادھر اس ڈھلان پر نظر پڑتے ہی میرا روآں روآں کانپ اٹھا۔ وہ روح فرسا اور پتھریلی ڈھلان کئی سو فٹ کی گہرائی تک چلی گئی تھی اور اس کے اختتام پر تاحد نظر سیاہی اور اندھیرے کا راج تھا۔ بلندی سے کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہاں کیا ہے۔ اس نشیب کی گہرائی اور وسعت پر مستزاد اس ہولناک گڑھے کا اوپری حصہ تھا۔ وہ بھی بلامبالغہ کئی سو فٹ بلند تھا اور وہاں دور دور تک کہیں بھی روشنی کا گزر نظر نہیں آ رہا تھا۔

خوف اور دہشت کے باوجود میں اس ہولناک غار کی ساخت اور وسعت پر حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ آسمان کے سائے اور روشنی کی کرنوں سے محروم اتنے وسیع اور گہرے زیر زمین غار کا تصور تک میرے لئے ناممکن تھا لیکن اس وقت میں خود وہاں حالات کا اسیر تھا۔

پھر ہم دونوں جال میں پھنسے آہستہ آہستہ گہری ڈھلان سے نیچے لڑھکنے لگے۔ تیز روشنی کا دائرہ ہمارے ساتھ ساتھ حرکت کر رہا تھا۔

اس ڈھلان پر جابجا سخت شاخوں اور نکیلے کانٹوں والی سیاہی اور نیلاہٹ مائل خود رو جھاڑیوں کا جنگل پھیلا ہوا تھا۔ آثار سے ظاہر ہو رہا تھا کہ ڈھلان کی تہہ میں بھی ایسا ہی گھنا جنگل پھیلا ہوا ہو گا اور شاید وہی ہماری منزل تھا۔

ہم اس وقت ناگ بھون کی پر ہول اور غیر انسانی دنیا میں داخل ہو چکے تھے۔ فضا میں ایک آدھ جنوں کے لئے موت کا سا بھیانک سکوت چھایا تھا ورنہ ہر طرف سے

...ں' سانپوں اور اژدہوں کی دہاڑ دینے والی آوازیں ابھرتی سنائی دے رہی تھیں۔

"ناگ رانی اب اپنی زبان بند کر لے ورنہ میں تجھے یہیں معذور کر دوں گا۔"

...ناگ رانی کی بڑھتی ہوئی مخالفت پر چراغ پا ہو کر اوپر سے وہی خوبرو نوجوان غرایا۔

"تو خوبرو ضرور ہے' لیکن مردانگی تجھے چھو کر بھی نہیں گزری ہے شیش ناگ۔ یہ ...بات بہت کم ناگوں کو معلوم ہے کہ ناگ راجہ نے تجھے اپنے حرم کا نگران کیوں مقرر کیا ...ہے۔ تو بزدلی کے ساتھ مجھے معذور تو کر سکتا ہے لیکن بہادری کے ساتھ مقابلہ کرنا ...تیری فطرت کے خلاف ہے۔" ناگ رانی سخت غصے کے عالم میں چیخ کر بولی۔

اسی وقت غیر ارادی طور پر میری زبان پر جید رشتہ کے بتائے ہوئے کلمات رواں ...ہو گئے اور ہمارے گرد کسا ہوا جال دھواں بن کر فضا میں تحلیل ہو گیا اور روشنی بھی ...یک دم غائب ہو گئی۔

پھندوں کی قید سے رہا ہوتے ہی میرا بدن ڈھلان سے نیچے لڑھکنے لگا۔ تمام تر ...کے باوجود میں نے بڑی جانفشانی سے ادھر ادھر ہاتھ پیر مارے اور پھر ایک سخت خار دار جھاڑی میری گرفت میں آ گئی اور میرا بدن تیز جھٹکے کے ساتھ رک گیا۔

"اس وقت اس کے قریب نہ جانا۔ اس کے قبضے میں کوئی بڑی شکتی معلوم ہوتی ...ہے۔" گھور اندھیرے میں اسی نوجوان کی کرخت آواز سنائی دی۔ شاید وہ اپنے ساتھیوں ...سے مخاطب تھا۔ "ہاں ناگ رانی کو گھیر لو' اسے میں نے جال سے نکل کر بائیں جانب ...جاتا دیکھا تھا۔ اب تک وہ دونوں کھائی میں پہنچ چکے ہوں گے۔"

نئے واقعہ سے میری ہمت بحال ہو چکی تھی اور میں اب ان لوگوں سے ٹکرانے کے موڈ میں آ چکا تھا۔ اس کی آواز سے کافی حد تک مجھے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ اس وقت کس جگہ موجود ہے لیکن میں نے مصلحت اسی میں جانی کہ اس سے مقابلے کے بجائے کسی طرف کھسک جاؤں۔ وہ خود بھی مجھ سے خائف ہو چکا تھا اور اب مجھے چھوڑ کر ناگ رانی کی گھات میں لگا ہوا تھا لہٰذا میں نے ناگ رانی کی خاطر مشکلات مول لینے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے خاموشی مناسب سمجھی۔

ناگ کماری اس وقت میرے قبضے میں تھی اور میں اب اس سے بھی کام لینے کا ...تھا۔ لیکن میں اس عمل سے ناواقف تھا جس کے ذریعے میں اسے جنتر ...

سے اس کے اصل روپ یا انسانی شکل میں لا سکیں کیونکہ اس کی موجودہ حالت میرے لئے قطعی بے سود تھی۔

میں کافی دیر تک دم سادھے وہیں پڑا رہا لیکن آس پاس کے مختلف حصوں سے اب بھی بے شمار پھنکاروں کا شور سنائی دے رہا تھا۔

جب مجھے پورا یقین ہو گیا کہ میدان صاف ہو چکا ہے' تو میں نے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا اور اسی وقت مجھے اپنی حماقت کا احساس ہوا' ناگ بھون میرے لئے اجنبی اور پراسرار زمین تھی۔ اس وقت میں ایک خوفناک ڈھلان پر اگی ہوئی جھاڑی کے سہارے نیچے گرنے سے محفوظ تھا۔ اس جھاڑی سے لٹکے لٹکے میرے بازو شل ہو رہے تھے اور مجھے کچھ علم نہ تھا کہ مجھے کس طرف جانا چاہیے۔

راج کماری سے موجودہ حالت میں مدد کی امید بے سود تھی اور ناگ رانی نہ جانے کہاں نکل چکی تھی۔ دفعتاً مجھے خیال آیا کہ اس کا منکا میرے قبضے میں ہے اور وہ جہاں اور جس حال میں بھی ہو میرے طلب کرتے ہی مجھ تک پہنچنے کی پابند ہے۔

یہ خیال آتے ہی میں نے ناگ رانی کو طلب کیا اور اگلے ہی لمحے وہ میرے پاس آ پہنچی۔

"وہ چلے گئے' اس وقت راستہ صاف ہے۔" میں نے ناگ رانی کو پہچان کر کہا۔

"تم نیچے کھائی میں جا گری تھی' تم نے اس جال پر کیا منتر پڑھا تھا؟" اس کی آواز میں اس وقت قدرے بشاشت پنہاں ہوئی تھی۔

"آگے کی فکر کرو ـــ اب ہمیں کدھر چلنا ہے؟" میں نے اس کا سوال نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"سب سے پہلے ہمیں ڈھلان سے نیچے پہنچنا ہے' اس پر سے تمہارا اترنا بہت دشوار ہے' تم یہ جھاڑی چھوڑ دو۔ خود بخود نیچے پہنچ جاؤ گے۔"

اس کے مشورے پر مجھے غصہ آ گیا۔ مجھے محسوس ہوا جیسے وہ مجھ پر طنز کر رہی ہو۔

"یہ مجھے بھی معلوم ہے لیکن میں نیچے پہنچ کر زندہ رہنا چاہتا ہوں۔" میں نے تلخ اور غصیلے لہجے میں ناگ رانی کے احمقانہ مشورے کا جواب دیا۔

KHAN BOOKS
STATIONARY & ART LIBRARY
RAWALPINDI

"... ... ہوئے ہوا" میں نے اس کے گرم گرم سانسوں کا مس اپنی پیشانی پر محسوس کیا۔ "منکا تمہارے پاس ہے' تمہیں ذرا بھی چوٹ نہ آئے گی۔"

میں اپنی بدحواسی پر دل ہی دل میں شرمندہ ہوئے بغیر نہ رہ سکا' ناگ بھون پہنچتے ہی مجھ پر ایسی ہیجانی کیفیت طاری ہوئی تھی کہ میں سب کچھ بھول کر رہ گیا تھا۔

"میں جھاڑی چھوڑ رہا ہوں۔" میں نے ندامت آمیز لہجے میں اس سے کہا اور جھاڑی چھوڑ دی۔

میرا بدن تیزی کے ساتھ اس سنگلاخ اور ناہموار ڈھلان پر اگی ہوئی جھاڑیوں پر سے لڑھکتا اور الجھتا ہوا نیچے کی طرف جانے لگا۔ میرے جسم پر کسی ضرب یا تکلیف کا کوئی احساس نہیں تھا۔ البتہ قلابازیوں کے باعث دل کی دھڑکنیں کھوپڑی میں گونج رہی تھیں۔

آخرکار ایک تیز جھٹکے کے ساتھ میرا بدن زمین سے جا لگا۔

میں کئی منٹوں تک یوں ہی بے سدھ پڑا رہا۔ میرا سینہ کسی لوہار کی دھونکنی کی طرح چل رہا تھا اور آنکھوں کے سامنے شرارے ناچ رہے تھے۔

"جلدی اٹھو' یہاں کچھ گڑبڑ معلوم ہوتی ہے!" اچانک اپنے قریب ہی مجھے ناگ رانی کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ "یہاں درختوں کے کھوکھلے تنوں اور غاروں میں ہر وقت سینکڑوں سانپ پھنکارتے رہتے ہیں لیکن اب یہاں سناٹا ہے۔"

میں بوکھلا کر زمین سے اٹھا اور ناگ رانی میرا ہاتھ تھام کر ایک طرف دوڑ پڑی۔ درختوں' جھاڑیوں اور پتھروں میں الجھتے ابھی ہم تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اچانک کان پھاڑنے والے پرشور دھماکوں سے زمین لرز اٹھی اور میں منہ کے بل زمین پر جا رہا۔

"نیچے پڑے رہو' کانوں میں انگلیاں ٹھونس لو۔" ناگ رانی پوری قوت سے چیخی۔ "ناگ راجہ ہمیں زندہ دفن کر دینا چاہتا ہے اسی لئے اس نے یہ علاقہ خالی کرا لیا ہے۔"

میں نے فوراً اس کی ہدایت کی تعمیل کی۔

چند سیکنڈ بعد دھماکوں کی گونج کم ہوئی تو ناگ رانی مجھے ساتھ لے کر آگے کی طرف دوڑ پڑی۔

ہم کافی دیر تک پوری قوت سے ساتھ دوڑتے رہنے کے بعد اس ویران اور سنسان علاقے سے نکل کر ناگ بھون کے ایسے حصے میں داخل ہو گئے جہاں پانی کا شور گونج رہا تھا۔

"کوشیلا۔۔۔ ہم کدھر جا رہے ہیں؟" میں نے دوڑتے دوڑتے ہانپتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"ہم اندر گھاٹ جا رہے ہیں۔" وہ جلدی سے بولی۔ "وہ ایک چشمے کا کنارا ہے۔ میرے آنے کی خبر پہنچتے ہی ناگ راجہ کے سارے باغی وہاں جمع ہو رہے ہیں۔ ان۔ راجہ کو خبر ہونے سے پہلے مجھے وہاں پہنچنا ہے۔ ورنہ وہ سب مارے جائیں گے۔"

"اندر گھاٹ۔" میں نے دل ہی دل میں دوہرایا اور اس کے ساتھ دوڑتا رہا۔ گھپ تاریکی میں دشوار گزار راستوں پر کافی دیر تک دوڑتے رہنے کے بعد میرے کانوں میں پتھروں کے درمیان بہتے ہوئے پانی کا مدھر شور پہنچا اور میں سمجھ گیا کہ اندر گھاٹ نزدیک ہے۔

گھنے درختوں کے جنگل میں رک کر ناگ رانی نے اونچی آواز میں کوئی منتر سا کہا اور جواب کا انتظار کرنے لگی لیکن وہاں کوئی مخصوص اشارہ نہ سنائی دیا۔ اس نے دوبارہ وہی لفظ کہا اور جب اس بار بھی سکوت ہی رہا تو وہ مجھے ہمراہ لے کر گھنے درختوں کے درمیان گھس پڑی۔

کچھ دیر تک بھٹکتے رہنے کے بعد وہ چشمے کے کنارے درختوں کے ایک ویرانے تک پہنچنے میں کامیاب ہو ہی گئی' جہاں اس نے تاریکی کے باوجود اپنی پراسرار قوت کے سہارے بہت سے ساتھیوں اور ناگوں کے بے جان بدن دیکھے۔

"بہت دیر ہو گئی۔" وہ مضطربانہ لہجے میں بولی۔ "ہمارے آنے سے پہلے ہی شیش ناگ کا وار چل گیا۔ میرے کئی سو ساتھی منٹ میں مارے گئے۔ اب وہ موہن کو لینا آسان نہ ہو گا۔ حالات بہت زیادہ ناسازگار ہیں اور ہمیں ہر وقت اپنی جانوں کا خطرہ ہے۔"

معاً ایک درخت کی آڑ سے بجلی کی ایک تڑکوندتی ہوئی ہماری جانب لپکی۔ اس نے مجھ پر تو اثر نہیں کیا لیکن ناگ رانی چیخ مار کر یوں دور جا گری جیسے کسی نے اسے

ہاتھوں میں اٹھا کر دور اچھال دیا ہو۔

"منکا۔۔۔ سلطان جی میرا منکا دو' ورنہ ہم دونوں۔۔۔!" ناگ رانی نے کسی ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح چلائی۔ میں منکا اپنے گلے سے اتار کر اس کی جانب لپکا لیکن کسی جانب سے شیش ناگ انسانی روپ میں نمودار ہو کر میرے آڑے آ گیا۔

"ٹھہرو!" وہ کرخت آواز میں غرایا۔ "ناگ بھون میں سرکشی کی سزا سسکتی ہوئی طویل زندگی ہے اور ناگ رانی نے اپنی جنم بھومی سے سرکشی کی ہے۔ تو اپنی بیوی کی خاطر ہر رکاوٹ توڑ کر ناگ بھون کی روایات کے خلاف یہاں آ گھسا ہے لیکن اس وقت مجھے تجھ سے سروکار نہیں۔۔۔ اگر تو نے ناگ رانی کی مدد کرنے کی کوشش کی تو تیرا بھی اسی وقت فیصلہ کر دیا جائے گا۔"

شیش ناگ کے سفاکانہ لہجے سے وحشت ٹپک رہی تھی۔ وہ ناگ رانی کو اور مجھے الگ الگ زیر کرنا چاہتا تھا اور اپنے اس مقصد کی خاطر مجھے وقتی طور پر فریب دے رہا تھا۔

"مکاری تیرا ضمیر ہے شیش ناگ!" میں نے نفرت آمیز لہجے میں کہا۔ "میرا راستہ چھوڑ دے۔۔۔ ورنہ زندگی سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔"

شیش ناگ نے کوئی عمل کرنے کے لئے اپنا دایاں ہاتھ اوپر اٹھانا چاہا لیکن تاریکی میں اس کے ہاتھ کی جنبش محسوس کرتے ہی میں نے مقدس کلمات کا ورد شروع کر دیا۔ شیش ناگ زبردست چیخ کے ساتھ زمین سے اچھلا اور پھر نیچے آ گرا۔ میں لپک کر ناگ رانی کے قریب پہنچا اور منکا اس کے حوالے کر دیا۔

شیش ناگ کی حالت غیر ہو چکی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی نادیدہ قوت اسے بار بار زمین پر پٹخ کر ہلاک کر دینا چاہتی ہو۔

"اسے کچل دوں گی!" منکا قبضے میں آتے ہی ناگ رانی کو نقاہت سے نجات مل گئی اور وہ غیظ کے عالم میں زمین سے اٹھ گئی' پھر اس نے زمین سے مٹی کی ایک چٹکی اٹھائی اور اسے منکے سے مس کر کے شیش ناگ کی طرف اچھال کر اونچی آواز میں کچھ اجنبی الفاظ ادا کیے۔

شیش ناگ کے حلق سے نکلنے والی آخری چیخ بہت بھیانک تھی۔ اس کا بدن زمین

پر گر کر تڑپی بار بری طرح تڑپا اور پھر انسانی بہروپ ناگ کے روپ میں آ کر ساکت ہو گیا۔

مجھ پر عجیب سی خوف اور سنسنی مسلط ہو چکی تھی۔ ناگ بھون میں ہم اپنے پہلے دشمن کا خاتمہ کر چکے تھے اور اس ابتدائی فتح پر مجھے خوشی ہونی چاہئے تھی' حقیقتاً میں ایک پراسرار اور طلسماتی دنیا میں اجنبی مخلوق کے درمیان گھرا ہوا تھا اور مجھے آنے والے لمحات کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا۔

اسی وقت آس پاس کے درختوں سے کئی درجن ناگ سرسراتے ہوئے نکلے اور ناگ رانی فرط مسرت سے بے اختیار چیخ پڑی۔ "غنیمت ہے کہ تم زندہ ہو' مجھے تمہارا انتظار تھا۔ دیکھو تمہارے بہت سے بے گناہ ساتھیوں کو مارنے والا شیش ناگ بھی ان ہی کے پہلو میں مرا پڑا ہے' ناگ بھون میں اب ظلم کے خلاف بغاوت شروع ہو چکی ہے۔ یہاں زندگی اور موت کی جنگ جم کر لڑی جائے گی۔"

اسی اثنا میں وہ سب ناگ زمین پر لوٹ کر انسانی روپ میں آ چکے تھے ان کی تعداد گیارہ تھی۔

"ناگ رانی!" ان میں سے ایک نے سرگوشیانہ اور احترام آمیز آواز میں کہا۔ "منصوبہ تیار ہونے سے پہلے کھلی فضا سازگار نہیں ہے۔"

"لیکن ناگ بھون میں ہر جگہ ہمارے لئے کھلی ہے؟" ناگ رانی جلدی سے بولی۔

"سنا ہے ناگ راجہ کی بہن' راج کماری تمہاری قید میں ہے۔" ایک اور نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "اس کی حویلی میں اس کی مرضی کے بغیر کوئی نہیں آ سکتا۔ اس حویلی پر ناگ دیوتا کا سایہ ہے۔ اگر راج کماری ہمارا ساتھ دے تو ہم وہاں قلعہ بند ہو سکتے ہیں۔"

"راج کماری!" ناگ رانی غصیلی آواز میں بولی۔ "وہ میری حمایت کے سبب ہلاک ہو سکتی ہے۔"

میں نے غیر ارادی طور پر اپنی جیب ٹٹولی۔ راج کماری ایک معذور بھونرے کے روپ میں اب بھی میرے پاس موجود تھی۔

"تم اسے انسانی روپ میں لاؤ۔ میں اسے آمادہ کر لوں گا۔" میں نے ناگ رانی سے کہا۔

"بے کار۔!" ناگ رانی نے کہنا چاہا' لیکن ان گیارہ میں سے ایک نے اس کی بات کاٹ دی۔

"کوشش میں کیا حرج ہے رانی جی! وہ بھی ناگ راجہ سے بدظن رہتی ہے' ناگ بھون میں وہ بہت بڑی قوت ثابت ہو گی۔"

"نکالو اسے' کہاں ہے وہ؟" ناگ رانی نے قدرے بددلی کے ساتھ کہا۔

مجھے علم تھا کہ ناگ رانی محض جذبہ رقابت کی بنا پر راجکماری کی دشمن ہوئی ہے۔ اسے کسی صورت یہ بات گوارا نہیں تھی کہ راج کماری میری مدد کرے۔ اسے اندیشہ رہا ہو گا کہ راج کماری اگر میرے سامنے ایک بار اپنی اہمیت ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئی تو پھر میرے نزدیک ناگ رانی کا کردار غیر اہم ہو کر رہ جائے گا۔

بہرحال میں نے اپنی جیب سے وہ معذور بھونرا نکال کر ناگ رانی کے حوالے کر دیا۔ ناگ رانی نے اسے اپنی ہتھیلی پر رکھ کر غور سے دیکھا اور پھر گہرے اندھیرے میں اس کے ہاتھ کی جنبش سے اندازہ ہوا کہ اس نے راجکماری کو زمین پر پھینک دیا ہے۔

پھر ناگ رانی کے منہ سے کچھ غیر مانوس الفاظ ادا ہونے لگے' چند ہی سیکنڈ میں راج کماری کی انسانی آواز ابھری۔

"بولو۔ تم لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" اس نے تحقیر آمیز آواز میں پوچھا تھا۔

"ہم تیری حویلی میں پناہ چاہتے ہیں۔۔۔ ناگ راجہ سے ہر ایک بدظن ہے' تو بھی اس سے خوش نہیں ہے' ہم اس کی بدمزاجی سے چھٹکارا چاہتے ہیں!" ان گیارہ میں سے ایک بولا۔

"ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں؟" وہ زہریلے انداز میں ہنس کر بولی۔ "میں ناگ رانی کو مارنا تو نہیں چاہتی' لیکن پناہ کی خاطر تمہیں اس کو بھی میری طرح معذور کرنا ہو گا۔ دیکھو میرا ہاتھوں اور پیروں سے محروم جسم کتنی بے بسی سے زمین پر پڑا ہوا ہے' میں اپنا انتقام چاہتی ہوں۔"

"یہ ہرگز نہ ہو گا۔" ناگ رانی پوری قوت سے چیخی۔

ناگ رانی کے حامیوں میں اس شرط پر ہیجان سا پھیل گیا اور وہ سرگوشیانہ آوازوں میں باتیں کرنے لگے۔ ان کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ راج کماری کی شرط کے بارے میں ان میں اختلاف رائے پیدا ہو چکا ہے۔ میرے لئے وہ بہت نازک مرحلہ تھا۔

گو ناگ رانی بہت سی طاقتوں کی مالک تھی' لیکن وہ ناگ راجہ کے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتی تھی اور ناگ بھون میں کہیں بھی اس کے لئے ناگ راجہ سے پناہ نہیں تھی۔ ناگ رانی کی حمایت کرتے ہوئے شکست اور موت میرا مقدر نظر آ رہی تھی۔ وہ تو پھر بھی ناگ راجہ کی ہم نسل تھی' شاید اسے زندہ چھوڑ دیا جاتا لیکن مجھے ناگ بھون انجام لمن بنتا نظر آ رہا تھا۔ ناگ رانی شکست اور موت میں تمیز تو کر سکتی تھی لیکن ناگ راجہ پر فتح پانا اس کے بس سے باہر تھی۔ دوسری طرف راج کماری کی قوت تھی۔ اگر میں اس کی ہمدردیاں جیت لیتا تو ناگ بھون میں کوئی بھی مجھ تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس کی محفوظ حویلی میں اپنی طبعی عمر پوری کر سکتا تھا۔

پھر میں نے فوراً ہی ایک فیصلہ کر ڈالا۔۔۔ نہایت اہم اور سنسنی خیز۔

"راج کماری تو نے ناگ رانی کی شان میں گستاخی کی ہے اور اب بھیانک سزا تیرا انجام ہو گی۔" میں نے غصیلی آواز میں اسے للکارا اور پھر ناگ رانی سے مخاطب ہو گیا۔ "لاؤ منکا مجھے دو' اس معذور لوتھڑے پر رحم کھا کر میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی تھی۔"

"یہ اپنے محسنوں پر وار کرنے کی عادی ہے سلطان جی' اچھا ہوا کہ تم خود ہی اسے انجام کو پہنچاؤ۔" ناگ رانی منکا میرے حوالے کرتے ہوئے بولی۔ منکا اپنی گرفت میں لیتے ہی میں کئی قدم پیچھے سرک گیا۔

"ناگ رانی کے ہاتھ پیر توڑ ڈالو۔" میں نے اپنے دل پر جبر کرتے ہوئے سرد لہجے میں ناگ رانی کے ان گیارہ حامیوں سے مخاطب ہو کر کہا جن میں شورش کے آثار میں پہلے ہی محسوس کر چکا تھا۔

"سلطان جی!" ناگ رانی کے حلق سے کربناک آواز نکلی اور میں نے اپنے ہونٹ دانتوں میں بھینچ لئے۔

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
MISRIO MASHTAR ROAD BHABRA BAZ
RAWALPINDI Ph 5555532
PROP A. KHAN

"راج کماری کے منہ لگنے والوں کا یہی انجام ہوتا ہے ناگ رانی۔۔۔" معذور راج کماری قہقہہ مار کر بولی۔ "اس کے ساتھ وہ سب آدمی نما ناگ کوشیلا پر ٹوٹ پڑے۔

چند لمحوں تک فضا میں انسانی آوازیں ابھرتی رہیں اور پھر وہاں یک بیک ساتھیوں کی خوفناک پھنکاریں گونجنے لگیں۔ چند لمحوں قبل ناگ رانی کی حمایت کرنے والے اب مل کر اس کو زیر کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔

اندھیرے کے باعث میں اس مقابلے کا منظر تو نہ دیکھ سکا لیکن آوازوں سے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ ناگ رانی ان سب کے لئے خاصا مشکل شکار ہے۔۔۔ پھر اچانک ناگ بھون کے اس حصے کی اندھیری فضا میں دل کو لرزا دینے والی بھیانک آواز گونجی اور وہاں شدید افراتفری پھیل گئی۔

اس نئی آواز نے مجھے بھی بوکھلا کر رکھ دیا۔

"ناگ راجہ آ رہا ہے۔" زمین پر پڑی ہوئی راج کماری گھبرائی ہوئی آواز میں چلائی۔ "سب لوگ میری حویلی کی طرف بھاگو' ورنہ یہ کہانی یہیں ختم ہو جائے گی۔"

اتنی دیر میں وہاں موجود سارے ناگ دوبارہ انسانی روپ اختیار کر چکے تھے۔ انہوں نے راج کماری اور ناگ رانی کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور تیزی سے ایک طرف دوڑ پڑے۔ میں بھی ان کے پیچھے بھاگنے لگا۔

اس بھیانک آواز کی گونج لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھی اور میں گرتا پڑتا ان کے پیچھے دوڑا جا رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں میں نے خود کو سیاہ پتھر سے بنی ہوئی ایک مضبوط اور بلند و بالا حویلی کے پھاٹک کے سامنے پایا۔

"اندر گھس پڑو۔" راج کماری تیز آواز میں بولی اور وہ سب وحشت زدہ بھیڑیوں کے غول کی طرح گرتے پڑتے اس ویران اور ہولناک حویلی میں گھس پڑے۔

میں جوں ہی اس حویلی میں داخل ہوا فضا میں گونجتی ہوئی آواز یک لخت معدوم ہو گئی۔

"اب ہم ناگ راجہ سے محفوظ ہیں۔" تاریک حویلی میں راج کماری کی آواز گونجی۔ اس کی آواز کی بازگشت سے مجھے اندازہ ہوا کہ وہ حویلی بہت بلند اور کشادہ ہے۔

"راج کماری روشنی کرو۔" میں نے اونچی آواز میں اسے مخاطب کیا۔ "اندھیرے سے اب مجھے وحشت ہو رہی ہے۔"

"راج کماری! یہ مجھ سے بے وفائی کر چکا ہے تو تجھ سے بھی ہرگز وفا نہ کرے گا۔ یہ انسان ہے اور ہر انسان خود غرض ہوتا ہے۔ ابھی یہ تیری طاقت کا سہارا چاہتا ہے اور بہت جلد تیرے ساتھ بھی وہی سلوک کرے گا جو اس نے میرے ساتھ کیا ہے۔" ناگ رانی شکست خوردہ اور تلخ آواز میں بولی۔

"تجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں!" راج کماری کی آواز سنائی دی۔ پھر اس کے منہ سے بجلی کی سی کڑک کی آواز نکلی اور وہاں روشنی کا غبار پھیل گیا۔

اس دھندلائی ہوئی اور مدھم روشنی میں سب سے پہلے میری نظر ان خشک انسانی کھوپڑیوں پر پڑی جو اس وسیع کمرے کی چھت سے لٹک رہی تھیں۔

کوشلیا کا جسم اس وقت صحیح سلامت تھا۔ ناگ راجہ کی آمد کے باعث وہ معذور کیے جانے سے بچ گئی تھی۔ ناگ رانی اس وقت مجھے ملامت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر شکست کے ساتھ ہی دلی صدمے کی علامات بھی نمایاں تھیں۔

"سلطان جی!" راج کماری ایک نرم مسند پر لٹائی جانے کے بعد بولی۔ "تم نے میری جان بچائی اور پھر میرے اشاروں پر اسے معذور کرنے پر رضامند ہو گئے۔ اس کی خوش قسمتی ہے اسی وقت ناگ راجہ کے آنے کا ہنگامہ نہ کھڑا ہوتا تو یہ اس وقت اپنی ٹانگوں پر نہ کھڑی ہوتی۔ میں اپنی شرط منوا چکی ہوں اور اب اس کا انجام تمہاری مرضی پر چھوڑتی ہوں، جو چاہو سو کرو۔"

"اب مجھے زندہ دفن کرا دو۔" کوشلیا تلخ آواز میں بولی۔

"نہیں!" میں نے بوجھل آواز میں کہا۔ "تم زندہ رہو گی کوشلیا۔"

"معذور بن کر!" وہ میری بات پوری ہونے سے قبل چیخ پڑی۔

"نہیں بس!" میں نے یہ کہہ کر اپنے ہونٹ بھینچ لیے۔

"یہ قصہ ختم کرو۔" راج کماری اونچی آواز میں بولی۔ "میری حویلی میں آ کر یہ سمجھو کہ ناگ بھون میں اب تمہاری کیا حیثیت ہے! ناگ راجہ اس وقت پاگلوں کی طرح ناگ بھون میں پھنکارتا پھر رہا ہے اور ستارہ کو اپنے قدموں میں پامال کرنے کے لیے وہ

اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے اکلوتے لڑکے کو تیل کے ابلتے ہوئے کڑھاؤ میں ڈالنے کی تیاریاں کر چکا ہے۔"

"کسی انسان کے ناگ بھون میں گھس آنے کا واقعہ ایسا ہولناک ہے کہ ناگ بھون والوں میں بڑی تباہی کی کہانیاں پھیل رہی ہیں۔ صدیوں سے اس دھرتی پر ابھی قدم نہیں پڑے تھے یہ ناگ راجہ کے زمانے میں انہونی ہوئی ہے، وہ اپنی عیاشیوں میں پڑ کر ہماری جنم بھومی کی حفاظت نہ کر سکا اور اب ہمیں اس کو ختم کرنا ہو گا۔" ان چند انسان نما ناگوں میں سے ایک عمر رسیدہ ناگ نے تشویش ناک لہجے میں کہا۔ "راج کماری اس کی جگہ لے گی۔"

ناگ رانی اپنی اہمیت ختم ہو جانے کے باعث یک بیک جلائی ہوئی نظر آنے لگی تھی۔ غالباً وہ سمجھ چکی تھی کہ اب آنے والے لمحات میں، میں زیادہ تر معذور راج کماری پر انحصار کروں گا۔

"لیکن اب ناگ راجہ پر قابو پانے کی کیا صورت ہو گی؟" ایک اور انسان نما ناگ نے سوال کیا۔

"ٹھہرو!" معذور راج کماری پر خیال آواز میں بولی۔ "کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ پوجا گھاٹی میں کیا ہو رہا ہے۔"

سب ہی لوگوں نے راج کماری کے اس خیال کی تائید میں اپنے سروں کو جنبش دی۔

پھر راج کماری کے ہونٹوں سے خوفناک لیکن مخصوص پھنکاریں بلند ہونے لگیں۔ ان آوازوں کے آہنگ کے ساتھ ساتھ اس حویلی میں پھیلی ہوئی روشنی کبھی ماند ہو جاتی اور کبھی اس میں تیز چکاچوند پیدا ہو جاتی تھی۔

راج کماری گہرے انہماک کے ساتھ کافی دیر تک یہی عمل کرتی رہی اور پھر میں نے اس وسیع ہال میں ایک عجیب و غریب اور حیرت ناک منظر دیکھا۔

اس کمرے کی فضا میں روشن ذرات سے کچھ مخصوص ہیولے ترتیب پا رہے تھے۔ ابتدا میں وہ ہیولے دھندلائے ہوئے اور غیر واضح تھے۔ پھر موٹی موٹی لکیروں نے ابھر کر رینگتے ہوئے زندہ سانپوں کی صورت اختیار کر لی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے

اس کمرے کی فضا میں دھند کے روشن ذرات سے بنے ہوئے زندہ سانپ معلق ہو کر کلبلا رہے ہوں۔

آہستہ آہستہ وہ منظر بالکل واضح ہو گیا۔

اونچے اونچے' مہیب اور گنجلک دار ٹیلوں والے دو پہاڑی سلسلوں کے درمیان وہ ایک تنگ سی گھاٹی تھی جہاں بے شمار ناگ اپنے پھنوں کو بلند کیے حرکت کر رہے تھے' ان کے درمیان ایک بہت توانا ناگ نظر آ رہا تھا جس کے پھن کے اوپر تاج نما کلغی نظر آ رہی تھی' وہ بہت زیادہ مضطرب نظر آ رہا تھا۔

اس ہولناک گھاٹی میں ایک انسانی ہیولا چٹانوں کے سہارے یوں ٹکا ہوا تھا جیسے اس میں سے حرکت اور زندگی کی ہر رمق نچوڑی جا چکی ہو۔ میں نے اس انسانی ہیولے پر نظر پڑتے ہی اپنے دل میں کرب اور اضطراب کی ناقابل بیان لہر دوڑتی محسوس کی لیکن وہ تمام روشن سائے اتنے مختصر تھے کہ اس انسانی پیکر کی جنس یا اس کے خدوخال کی شناخت ناممکن تھی۔

ایک جانب آگ کے شعلوں کی سی لپک کوند رہی تھی۔ اس الاؤ پر کوئی برتن چڑھا ہوا نظر آ رہا تھا اور اسی جگہ زمین پر ایک ننھا سا زندہ ڈھیر کلبلا رہا تھا۔

ناگ بھون پہنچ کر میں نے جو کچھ سنا تھا اس کی روشنی میں گھاٹی کا وہ منظر بالکل واضح تھا لیکن مجھ پر اضطراب کے باعث بے یقینی سی طاری ہو چلی تھی۔

"یہ کیا ہے راج کماری۔۔۔ یہ انسانی حلیہ کس کا ہے؟؟" میں نے ہانپتے ہوئے پوچھا۔

راجکماری نے میری بات کا جواب دیئے بغیر اونچی آواز میں چند الفاظ ادا کئے اور وہ دھند سمٹ کر ایک منور نقطے میں تبدیل ہو گئی۔ اس نقطے سے روشنی کی اتنی تیز کرنیں پھوٹ رہی تھیں کہ میرے لئے اس پر نگاہیں جمانا دشوار ہو رہا تھا۔

یہ عمل پورا ہوتے ہی راج کماری نے ایک چیخ ماری جس کی بازگشت حویلی میں دور تک گونجتی چلی گئی اور ساتھ ہی وہ روشن نقطہ پھیلنے لگا۔ اس بار اس روشن دھند نے صرف انسانی پیکر کا روپ دھارا اور میں بے اختیار اچھل پڑا۔ پوجا گھاٹی میں چٹانوں کے سہارے ٹکا ہوا نسوانی ہیولا میری معصوم اور وفا شعار بیوی ستارہ کا عکس تھا اس کی

لانبی لانبی پلکیں غنودگی اور کرب کے عالم میں بڑی بڑی غزالی آنکھوں پر جھکی پڑ رہی تھیں۔ اس کا چہرا ستا ہوا تھا اور ایک ایک نقش میں شدید انتظار اور خوف کی علامات رچی ہوئی تھیں۔ وہ طویل صعوبتوں کے باعث بہت کمزور اور نڈھال نظر آ رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا کہ اس نے ذرا سی اپنی پشت چٹانوں سے ہٹائی' وہ زمین پر گر پڑے گی۔

"کوشیلا۔۔۔! یہ کیا حالت ہو گئی اس کی؟؟" میں فرط جذبات سے رندھی ہوئی آواز میں یہ کہہ کر ناگ رانی کے شانے سے جا لگا۔

"تم نے ستارہ کی خاطر مجھ پر ظلم کرنے کی کوشش کی اور ناگ راجہ اپنے عشق کی خاطر ستارہ پر ستم ڈھا رہا ہے۔ سلطان جی! کردار الگ الگ ہیں' کہانی ایک ہی ہے۔" وہ ہولے ہولے میرا سر سہلاتے ہوئے مغموم مگر تلخ لہجے میں بولی۔

"نہیں کوشیلا۔" میں اس کے طنزیہ لہجے پر تڑپ اٹھا۔ "کہانی بھی الگ ہے' تم میرے جذبے کو نہیں سمجھ سکتیں۔"

"خیر۔۔۔ مجھے کوئی افسوس نہیں ہے۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "میں تو تم سے کہتی تھی کہ تمہاری محبت کی خاطر میں اپنی جان بھی دے دوں گی' تو افسوس نہ ہو گا۔۔۔ لیکن تم نے جس طرح مجھے ٹھکرایا ہے اس پر میں دکھی ہوں' راج کماری سے اب مجھے کوئی شکایت نہیں' مجھے لگتا ہے کہ اب میرا وقت پورا ہونے والا ہے۔ ایسے وقت میں کسی سے بیر مول لینا اچھا نہیں' بس تمہاری مشکل آسان ہونی چاہئے۔"

وہ اس وقت اتنی شدت سے یاسیت اور محرومی کا شکار تھی کہ اس کے لہجے پر میں جھرجھری لے کر رہ گیا اور اسے اپنے بدن سے علیحدہ کر دیا۔ اس وقت تک فضا میں سے روشن دھند غائب ہو چکی تھی اور راج کماری متجسس انداز میں میری طرف گھور رہی تھی۔

راج کماری اور ناگ رانی کے درمیان میری حیثیت بہت نازک ہو چکی تھی اور میں ایک ایسے دوراہے پر آ پھنسا تھا جہاں ذرا سی لغزش میری تباہی کا سبب بن سکتی تھی۔ راج کماری ناگ رانی کی سخت دشمن تھی' لیکن ناگ رانی اس وقت میری خاطر مصالحت پر آمادہ تھی۔ راج کماری سے مجھے خاصی مدد ملنے کی امید تھی اور اسی توقع پر

میں نے ناگ رانی سے یک لخت آنکھیں پھیر لی تھیں' لیکن ناگ رانی بھی قوتوں کی مالک تھی اور ناگ بھون تک میری رسائی بڑی حد تک اس کی مدد اور جان سوزی کا نتیجہ تھی۔

میں نے فیصلہ کرلیا کہ ان کے سامنے کھل کر اپنی حیثیت واضح کر دوں۔

"راج کماری!" میں نے آہستہ سے ناگ راجہ کی بہن کو مخاطب کیا۔ "تم اس وقت حالات پر پوری طرح قادر ہو اور تم ناگ رانی کو زیر کر چکی ہو' مگر تم نے اس کا انجام مجھ پر چھوڑ کر مجھے بہت بڑی الجھن سے بچا لیا ہے۔ ناگ رانی محض میری غلام نہیں میری محسن بھی ہے اور میں نے فوری حالات کے تحت گھبرا کر نہایت خود غرضی کا مظاہرہ کیا اور مصلحت کے بجائے بے رحمی کے ساتھ ناگ رانی سے بے رخی اختیار کر لی۔" اتنا کہہ کر میں اگلے فقروں کی ترتیب کے لئے خاموش ہوا کہ راج کماری نے ایک معنی خیز ہنکارا بھرا۔

راج کماری کی اس معنی خیز ہنکار سے میں اتنا تو سمجھ گیا کہ وہ میری بدلی ہوئی روش پر ناخوشگوار ہے مگر اس وقت مجھ پر اتنی شدت سے معقولیت اور احسان مندی طاری تھی کہ میں نے قلابازی کھانے کے بجائے اپنے دلی خیالات کے اظہار کا فیصلہ برقرار رکھا۔

"اب میرے لئے" میں نے لہجہ نرم کرتے ہوئے دوبارہ بات شروع کی "ناگ بھون میں صرف ایک مقصد ہے مجھے اپنی بیوی اور بچے کو حاصل کرنا ہے اور مجھے اس مقصد کے لئے ہر قسم کی مدد درکار ہے خواہ وہ راجکماری سے ملے یا ناگ رانی سے۔۔۔ میں اپنی محبت کا واسطہ دے کر تم دونوں سے التجا کرتا ہوں کہ اپنی رقابتیں بھلا دو۔ اگر میں زندہ رہا تو اس احسان کے عوض جو کچھ میری قدرت میں ہے' کر گزروں گا۔"

"یہ تمہارا عہد ہے؟" راج کماری نے بہکے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں!" میرا لہجہ مضبوط اور جذباتی تھا۔

"تو سنو! مجھے تم دونوں نے معذور کیا تھا۔ اب میں اسی شرط پر سب کچھ بھلا سکتی ہوں کہ تم اور ناگ رانی ایک ایک ہاتھ اور پیر میرے حوالے کر دو!" راج کماری ایک

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
GREEN MISHTAR ROAD PHANRA BAZAR
RAWALPINDI PH 5536532

ایک لفظ پر زور دے کر بولی۔

میرا سر چکرا گیا۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ وہ ایسی کڑی شرط پیش کر دے گی۔

"یہ تمہارا عہد تھا!" راج کماری کی آواز میں چیلنج تھا۔

"مجھے منظور ہے۔" ناگ رانی کی آواز ابھری۔

"میں زبان ہار چکا ہوں راج کماری!" میں نے بوجھل آواز میں کہا۔

راج کماری زور سے ہنس پڑی۔ پھر اس نے اپنے حلق سے عجیب و غریب آوازیں نکالنی شروع کر دیں' یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے سینکڑوں ناگنیں آنگن میں برسر پیکار ہو گئی ہوں۔

ان بھیانک آوازوں کے ساتھ ہی میرے بائیں ہاتھ اور بائیں ٹانگ میں درد کی تیز بجلی اور میٹھی سی لہر سرایت کرنے لگی اور ذہن پر غنودگی چھانے لگی۔

یہ کیفیت نہ جانے کتنی دیر قائم رہی۔ جب آہستہ آہستہ میرے ذہن کا غبار چھٹا تو میں نے خود کو سخت زمین پر محسوس کیا۔ آنکھیں کھولیں تو ہر طرف گھور اندھیرے کی حکمرانی تھی۔ اور فضا سانپوں کی ہولناک پھنکاروں سے لرز رہی تھی۔ ان آوازوں کی گونج سے معلوم ہو رہا تھا کہ میں اس وقت کسی تنگ پہاڑی غار یا درے میں ہوں۔

میں نے ہڑبڑا کر اٹھنا چاہا تو انکشاف ہوا کہ میں اپنے بائیں ہاتھ اور پیر سے معذور ہو چکا ہوں۔

"میں بھی معذور ہو چکی ہوں سلطان جی۔" مجھے اپنے قریب ہی ناگ رانی کی دبی دبی سرگوشی سنائی دی۔ "انسانی روپ میں یہ عیب سدا میرے ساتھی رہیں گے۔ تم اجازت دو تو میں اپنے اصل روپ میں آ جاؤں۔"

"آ جاؤ" میں نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "لیکن اس وقت ہم کہاں ہیں؟"

"زیادہ نہ بولو۔" اچانک راج کماری کی ہیجان آمیز آواز ابھری۔ "اس وقت ہم پونچھ گھاٹی کے ایک پہاڑ کی ڈھلان پر ہیں' بس تم ناگ رانی کا منکا سنبھالے رہو' ناگ بھون میں اب بڑا کٹھن وقت شروع ہونے والا ہے۔"

میں خاموشی سے اپنی جگہ پر دبک گیا۔

ناگ بھون ظلمات کی ڈراؤنی چادر میں لپٹا ہوا تھا' ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔

فضا میں رچی ہوئی بدبو دار سیلن کے ساتھ ہی خنکی کی لرزشوں میں سرایت کرتی جا رہی تھی۔ نہ جانے یہ آنے والے لمحات کا خوف تھا یا وہاں واقعی سردی ہو چلی تھی۔ قریب اور دور سے ابھرنے والی سائیں سائیں، ناگوں اور اژدہوں کی غضب ناک پھنکاریں، وحشتناک سیٹیاں اور خوف آور سرسراہٹیں، اس عجیب اندھیرے میں موت کے پیغام میں شامل ہوتے رہی تھیں۔ میرا سارا بدن سردی کے احساس کے باوجود پسینوں میں شرابور تھا۔ دل کی دھڑکنیں کھوپڑی میں دھمک رہی تھیں، کنپٹیوں اور آنکھوں میں چنگاریوں کے چٹخنے کا احساس ہو رہا تھا اور وقت گویا ایک ہی لمحے پر تھم کر رہ گیا تھا۔

میں انتظار کی صبر آزما گھڑیوں سے گزر رہا تھا کہ ناگ بھون کے کسی دور دراز گوشے سے پھنکار کی ایک دھیمی مگر سب سے نمایاں آواز بلند ہوئی جو بتدریج اونچی ہوتی جا رہی تھی۔

اس آواز کے گونجتے ہی ناگ بھون کی فضا میں عجیب سناٹا چھا گیا۔ سرسراتی، کلبلاتی اور پھنکارتی ہوئی، جن سے تعلق کی بے شمار آوازیں یوں یکلخت خاموش ہو گئیں جیسے وہاں موت کی حکمرانی ہو چکی ہو۔ اس سکوت مرگ میں ناقابل بیان اذیت کا تاثر تھا اور اس عجیب سکوت میں وہ اکلوتی پھنکار اپنا تسلسل توڑے بغیر بلند سے بلند تر آہنگ اختیار کئے جا رہی تھی۔

چند ہی لمحوں میں وہ پھنکار اتنی تیز اور گونج دار ہو گئی کہ میرے بدن کا رواں رواں جھنجھنا اٹھا۔ سیکڑوں ہوائی جہازوں کے طاقتور انجنوں کی ہم آہنگ غراہٹ سے کہیں زیادہ پرشور وہ پھنکار کافی دیر تک گونجتی رہی اور پھر یک بیک معدوم ہو گئی۔

وہ آواز تھم گئی لیکن کوئی نئی آواز نہ ابھری۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ناگ بھون میں زندگی مفقود ہو چکی ہو۔ کائنات گردش کرتے کرتے یک بیک تھم گئی ہو۔ پھر کہیں کہیں سے اکا دکا سہمی سہمی پھنکاریں ابھریں اور ناگ بھون کی فضائیں اپنے باسیوں کی مانوس لیکن خوف آور آوازوں سے جاگ اٹھیں۔

"یہ ناگ پوجا کا اعلان تھا۔" راج کماری مسرت سے کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔ "اب چھپ کر نہیں، ڈنکے کی چوٹ پر مقابلہ ہو گا۔ میں بھی ناگ بھون کی شاہی نسل سے ہوں۔ ناگ بھون کی حکومت پر میرے اور ناگ راجہ کے حق کا فیصلہ ناگ دیوتا

کرے گا اور وہ خوب جانتا ہے کہ ناگ راجہ نے اپنی عیاشی کی خاطر ایک عورت کو ناگ بھون میں لا کر نسلوں سے چلی آنے والی روایت توڑی ہے۔ چلو اب کھائی میں اترو!"

ناگ پوجا کی خبر سن کر میرا دل دھک سے رہ گیا اور میری نگاہوں میں جل منڈل میں ہونے والی اگنی پوجا کے خوفناک اور پرہیبت مناظر گھوم گئے۔ مجھے ناگ رانی سے معلوم ہو چکا تھا کہ ناگ بھون میں ہر ہزار برس کے بعد ناگ دیوتا کی پوجا ہوتی ہے جو جل منڈل میں اگنی ناگ کے نام سے پوجا جاتا تھا۔ آگ کے دہکتے ہوئے الاؤ میں سے نکلنے والے زندہ آتشی ناگ کا تصور ذہن میں آتے ہی میں لرز اٹھا۔ اتنا تو مجھے پہلے ہی اندازہ ہو چکا تھا کہ راج کماری اور ناگ راجہ کے اقتدار کی جنگ میں شاید ستارہ کا مقدر گردش میں آ جائے اور اب تو مجھے کافی حد تک یقین ہو چلا تھا کہ ناگ پوجا کے موقع پر شاید مجھے یا ستارہ کو ہی بھینٹ چڑھا دیا جائے۔

"راج کماری! میرا بچہ کس حال میں ہے، ستارہ اب کیسی ہے۔" میں نے اس کے بازو کے سہارے اٹھتے ہوئے بے چینی کے ساتھ سوال کیا۔

"ناگ پوجا تک وہ دونوں محفوظ ہیں۔ پوجا کا اعلان ہونے کے بعد ناگ بھون میں سارے کام اور فیصلے چھوڑ دیئے جاتے ہیں، ناگ راجہ اب کچھ نہ کر سکے گا۔" وہ مجھے سہارا دے کر اپنے ایک ساتھی کی پشت پر سوار کراتے ہوئے بولی۔

"تو کیا راجہ کو ناگ پوجا کا علم نہیں تھا؟" میں نے قدرے حیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ... پوجا کے وقت کا علم صرف پروہت کو ہوتا ہے اور اعلان ہوتے ہی پوجا کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔" راج کماری بولی۔

"تو اب ناگ راجہ ہم پر بھی وار نہ کر سکے گا۔" میں نے چند لمحوں کے سکوت کے بعد پوچھا۔

"نہیں ... میرے حامیوں پر وہ وار نہ کر سکے گا، میں بہت پہلے اس سے راج لینے کا دعویٰ کر چکی ہوں ... راج کے حقداروں میں جنگ نہیں ہوتی۔ ان کا فیصلہ ناگ دیوتا ہی کرتا ہے۔"

میں نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔ اب میں ناگ بھون میں کم از کم آزادانہ نقل و

حرکت پر تو قادر ہو چکا تھا۔ اس وقت پہلی بار مجھے اندازہ ہوا کہ راج کماری کی حمایت حاصل کر کے میں نے کس قدر دانش مندانہ قدم اٹھایا تھا۔

ڈھلوانی پہاڑی راستوں کے تاریک پیچ و خم سے گزرتے ہوئے ہم کافی دیر تک پوجا گھاٹی کی جانب اترتے رہے۔ اس وقت ناگ رانی اپنے اصل روپ میں زمین پر رینگ رہی تھی۔ اس کے علاوہ راج کماری کے ہمراہ جنگلوں ناگوں کا ایک کارواں تھا جو اس کا حامی تھا۔

ابھی ہم پوجا گھاٹی سے دور ہی تھے کہ یک بیک پورا ناگ بھون روشنی سے منور ہو گیا۔ ناگ پوجا کی روایات کے مطابق ایک ہزار برس تک گھور اندھیرے میں لپٹے رہنے کے بعد ناگ بھون، پوجا کے موقع پر پراسرار قوتوں کے زیر اثر خود بخود روشنی میں نہا گیا تھا۔

روشنی پھیلتے ہی ایک جانب سے دو سبز سانپ کالے پتھر کی چٹانوں پر سرسراتے ہوئے راج کماری کی طرف آئے اور اپنے پھن ان کے قدموں پر رکھ کر دھیمے دھیمے پھنکاریں مارنے لگے۔ راج کماری اس طرح کان لگا کر ان کی آوازیں سن رہی جیسے ان کا مفہوم سمجھ رہی ہو، جب وہ خاموش ہو گئے تو اس نے اپنے ہونٹ سکوڑے اور پھر اس کے دہانے سے بھی سانپوں کی کراہت آمیز پھنکاریں خارج ہونے لگیں۔ راج کماری کے خاموش ہوتے ہی وہ دونوں سخت اور بدوضع جھاڑیوں میں روپوش ہو گئے۔

"پوجا گھاٹی میں ناگ راجہ میرا انتظار کر رہا ہے۔ وہ پوجا سے پہلے مجھ سے کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔" میرے پوچھنے سے قبل ہی راج کماری بول پڑی۔

یہ خبر پا کر میرا ماتھا ٹھنکا۔ ان دونوں میں صلح ہونے کے بعد میری رہائی، ستارہ کی آزادی اور زندگی کی ہر امید مفقود ہو جاتی۔ لیکن میں نے اپنے شبہات کا اظہار نہیں کیا اور راج کماری کے قوی ہیکل ساتھی کی پشت پر سوار ڈھلان سے نیچے اترتا رہا۔

روشنی کے باعث اب میں پہلی بار ناگ بھون کو تفصیل سے دیکھ سکتا تھا۔

ناگ بھون کی زمین، اس کے پتھر اور مٹی بالکل سیاہ یا سیاہی مائل تھی۔ پتھروں کی نکیلی دھاریں اپنی تراش کے اعتبار سے غیر قدرتی معلوم ہوتی تھیں لیکن ان کی کثرت سے یہ خیال غلط ثابت ہوتا نظر آتا تھا۔ اس زیر زمین نگر کی وسعت کا اندازہ لگانا دشوار

KHAN BOOKS
STATIONARY ... SHOP
MISHTAR ROAD PHABRA BAZAR
RAWALPINDI ... 55560
PROP ALI KHAN

ہی نہیں ناممکن تھا۔ کالی کالی چٹانوں اور سیاہی مائل جنگلات کا سلسلہ حد نظر تک پھیلا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اس وسیع ناگ نگر کی بلندی اکثر مقامات پر ڈیڑھ دو سو فٹ سے بھی تجاوز نظر آ رہی تھی اور اوپری حصے میں بے شمار چٹانیں اتنے خطرناک طریقے سے ٹنگی ہوئی تھیں کہ ان کے سائے میں سے گزرتے ہوئے وحشت محسوس ہوتی تھی۔ زمین کا بیشتر حصہ سیاہی مائل نیلے درختوں اور جھاڑیوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ زیادہ تر درختوں کی بلندی آٹھ دس فٹ سے زیادہ نہیں تھی لیکن ان کا پھیلاؤ بلندی کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ تھا۔ درختوں کے کھوکھلے تنوں میں سے جا بجا ناگ اور سانپ باہر آتے نظر آ رہے تھے زمین پر بھی ہر طرف بھانت بھانت کے سانپوں کی ریل پیل تھی۔ ان میں ہر رنگ، ہر نسل اور ہر جسامت کا سانپ موجود تھا۔

کافی دیر کے مشقت آمیز سفر کے بعد ہم پہاڑی ڈھلان پر اگے ہوئے گھنے جنگلات کو عبور کر کے پوجا گھاٹی میں پہنچے تو وہاں پہلے سے موجود سانپوں کے اس ہجوم میں دور ہی سے مجھے ستارہ کی ایک جھلک نظر آ گئی۔ وہ سفید رنگ کے باریک لبادے میں لپٹی ایک اونچے پتھر پر بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھی جیسے اپنے حواس میں نہ ہو۔

اس کے قریب ہی ایک تنومند نوجوان بڑی بے چینی کے ساتھ ٹہل رہا تھا۔ مجھے یہ قیاس کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی کہ وہی ناگ راجہ ہے۔

راج کماری اور اس کے کارواں کو دور سے دیکھتے ہی وہ دوڑتا ہوا ہماری جانب آیا۔ قریب آ کر اس نے نہایت خوشامدانہ انداز میں راج کماری سے چند رسمی فقرے کہے، لیکن جونہی اس کی نظر مجھ پر پڑی اس کی تیوریاں چڑھ گئیں۔

"تو اس بار یہ مکار تیری پناہ میں ہے۔" ناگ راجہ کینہ توز نگاہوں سے میری جانب گھورتا ہوا بولا۔ "جھمک رانی کو ہموار کرنے کے بعد اس نے تجھے اپنے جال میں پھنسایا ہے۔"

"تو نے کس لئے مجھے بلایا ہے؟" راج کماری نے اس تبصرے کو نظر انداز کرتے ہوئے سرد اور جذبات سے عاری آواز میں سوال کیا۔

"ناگ پوجا کا اعلان ہو چکا ہے۔" ناگ راجہ معنی خیز لہجے میں بولا۔

"ہاں تیرے اور میرے فیصلے کا وقت آ پہنچا ہے!" راج کماری کا لہجہ سرد ہی رہا۔

"وہ تو اپنے وقت پر ضرور ہوگا۔" ناگ راجہ قدرے جھلا گیا۔ "پوجا پر بھینٹ بھی دی جاتی ہے۔ میں نے اسی کے لئے تجھے بلایا تھا۔"

"کیا مجھے بھینٹ دینے کا ارادہ ہے؟"

"نہیں۔" ناگ راجہ نے تحمل سے کام لیتے ہوئے کہا اور اس کی نگاہیں مجھ پر جم گئیں۔ "اس کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟"

راج کماری زور سے ہنسی۔ "اس بار تو مجھے تیری بھینٹ چڑھتی نظر آ رہی ہے۔"

"سن راج کماری!" ناگ راجہ یک بیک غضب ناک ہو گیا۔ "اگر تو نے سلطان کو میرے حوالے نہیں کیا تو پھر مجھے اس کی بیوی کو بھینٹ چڑھانا پڑے گا۔ اور میں اپنے دل پر جبر کر کے یہ بھی کر گزروں گا۔"

"ٹھیک ہے!" راج کماری یک بیک سنجیدہ ہو گئی۔ "کیوں سلطان جی تمہارا کیا خیال ہے؟" اس نے یہ کہتے ہوئے ناگ راجہ سے نظریں بچا کر مجھے اشارہ کیا۔

اس صورت حال پر میں بوکھلا اٹھا نہ جانے راج کماری کے اشارے کے کیا معنی تھے۔ میں ہکا بکا نظروں سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ جب چند ثانیوں تک میری جانب سے کوئی جواب نہ ملا تو راج کماری خود ہی بول پڑی۔ "ٹھیک ہے راجہ جی!" اس کا لہجہ طنز آمیز تھا۔ "میں سلطان کو تیرے حوالے کرتی ہوں۔"

"اور اسے ناگ رانی کا منکا بھی میرے حوالے کرنا ہوگا۔" ناگ راجہ نے اگلی شرط پیش کی۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ تو اس طرح ناگ رانی کو بھی بے بس کر کے اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا ہے۔"

"خیر وہ میں دیکھ لوں گا۔ ناگ رانی زیادہ عرصہ مجھ سے نہ بچ سکے گی۔ ناگ پوجا کے بعد مجھے ناگ بھون میں اپنے دشمنوں کا صفایا کرنا ہوگا۔"

"کون جانے کہ یہ کام کرنے کے لئے تو زندہ بھی رہتا ہے یا نہیں!" راج کماری نے استہزائیہ ہنسی کے ساتھ کہا اور پھر اس کے اشارے پر مجھے ناگ راجہ کے قدموں میں زمین پر ڈال دیا گیا۔ اسی وقت راج کماری کے ساتھ آئے ہوئے کاروان کی ایک پرشکوہ سفید ناگن نے زمین پر تڑپ کر کوشلیا کا روپ اختیار کر لیا۔

راج کماری اور ناگ راجہ دونوں ہی حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ بے چاری ایک جھٹکے سے لڑکھڑاتی ہوئی زمین سے اٹھ گئی۔

جوں ہی میری اور ناگ رانی کی نگاہیں چار ہوئیں، مقناطیسی لہروں کا ایک جذبہ جال میرے ذہن پر حاوی ہونے لگا اور میں نیم غنودگی کی کیفیت سے دوچار ہو گیا۔ جل منڈل کے سفر کے دوران خیالات کے باہمی تبادلے کے مرحلوں پر اکثر میں اس صورت حال سے دوچار ہو چکا تھا اس لئے مجھے کوئی تشویش لاحق نہیں ہوئی۔

چند ہی ثانیوں میں ناگ رانی کی مقناطیسی آنکھوں کے ذریعے اس کے ان کہے خیالات مجھ تک پہنچنے لگے اور جب اس نے میری طرف سے اپنی نظریں ہٹائیں تو میری بہت بڑی پریشانی دور ہو چکی تھی اور میں خود کو ناگ راجہ کے حوالے کئے جانے کے بارے میں مطمئن ہو چکا تھا۔

ناگ راجہ نے تالی بجا کر ایک طاقتور ناگ کو طلب کیا اور وہ مجھے اپنے کنڈل میں جکڑ کر خراماں خراماں اس طرف لے چلا جہاں ناگ پوجا کے انتظامات زور شور کے ساتھ جاری تھے۔ ناگ راجہ نے ایک بار راج کماری اور اس کے ہمراہیوں پر حقارت آمیز نظر ڈالی اور وہ بھی اسی طرف چل پڑا۔

مجھے اس سیاہ چٹان کے قریب لے جا کر اس ناگ نے آزاد کر دیا جس پر میری محبوب بیوی ستارہ غفلت کے عالم میں بے سدھ پڑی ہوئی تھی۔

میری محبوب بیوی میری نگاہوں کے سامنے تھی۔ اجنبی اور پراسرار دنیا کی غیر انسانی قوتیں اس پر قابض تھیں اور اب میں بھی ان کے چنگل میں پھنس چکا تھا۔ ناگ بھون سے نجات اور اپنی آزاد دنیا کی فضاؤں کا تصور ایک بھولے ہوئے خواب کی طرح میرے ذہن میں گھوم رہا تھا۔

میں گو اس وقت معذور تھا لیکن ستارہ پر نظر پڑتے ہی میں فرط جوش سے دیوانہ ہو گیا اور بے اختیار اس چٹان سے لپٹ کر ستارہ کے پہلو میں پہنچ گیا جس پر وہ بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔

وہ حسن کی دیوی اس وقت تقدس اور پاکیزگی کا لازوال پیکر نظر آ رہی تھی۔ سفید لبادے میں لپٹا ہوا اس کا حسین چہرہ ملکوتی عظمت اور جلال کا مظہر نظر آ رہا تھا۔ اس

کے بھرے بھرے رخساروں پر دمکنے والی حیات آفریں سرخی اب نقاہت کی سفیدی میں بدل چکی تھی ـــــ ناگ بھون کی فضاؤں میں اس پر جو ستم ڈھائے گئے ان کی پوری کہانی اس کے رنگ اور روپ کی تبدیلیوں میں نمایاں تھی۔

میں اس کے قریب موجود تھا لیکن وہ ہوش و حواس کی دنیا سے بے نیاز ہو کر شاید سپنوں کی دنیا میں کھوئی ہوئی تھی۔ اس کی حالت اور اپنی بے بسی کا احساس ہوتے ہی میرے دل پر گھونسہ سا لگا اور میں بے اختیار اسے پکار کر اس سے لپٹ پڑا۔

لیکن ستارہ کہاں ـــــ میرا ہاتھ اس سیاہ چٹان پر پڑا ستارہ کسی غیر مرئی سائے کی طرح یک لخت وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔

"ستارہ۔۔۔ میری ستارہ" میں نے اپنے سینے میں بھڑکتی ہوئی آگ سے بے چین ہو کر والہانہ انداز میں اسے پکارا لیکن میری ڈوبتی ہوئی آواز بے شمار سانپوں کی خوف ناک پھنکاروں میں معدوم ہو کر رہ گئی۔ ناگ بھون کے در و دیوار کی بے رحمی میری آواز کا مذاق اڑا رہی تھی۔

میری بے چین اور پیاسی نگاہیں سنگلاخ اور سیاہی مائل چٹانوں سے ٹکراتی ادھر ادھر بھٹکتی رہیں، لیکن وہاں نہ ستارہ کا پتہ تھا نہ میرے معصوم جگر گوشے کا نشان۔

بے بسی کے شدید احساس نے مجھے دل گرفتہ کر دیا اور میں اپنا سینہ تھام کر اس چٹان سے نیچے لڑھک آیا جس پر میں نے ستارہ کو دیکھا تھا۔ نیچے گرتے ہوئے میری کھوپڑی کا پچھلا حصہ زمین سے ٹکرایا۔ ناقابل برداشت درد کی ایک ٹیس میری کھوپڑی کے پچھلے حصے سے طلوع ہو کر اعصاب پر چھاتی چلی گئی اور میں ایک گھٹی گھٹی سی چیخ مار کر بے ہوشی کی شفیق آغوش میں کھو گیا جہاں نہ ناگ بھون کی بھیانک سرزمین تھی اور نہ اس اجنبی دنیا کے بے رحم باسی مجھے پریشان کر سکتے تھے۔

میں نہ جانے کتنی دیر تک اسی حالت کا شکار رہا۔ پھر آہستہ آہستہ میرے کانوں میں سنکھ کی مہیب آواز گونجنے لگی جیسے کوئی تندرست شخص دو پہاڑوں کے درمیان تنگ گھاٹی میں پوری قوت سے سنکھ پھونک رہا ہو۔

اس آواز کی کرختگی میری سماعت پر گراں گزر رہی تھی میں نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔ پہلے تو مجھے ہر طرف سفید کہر چھائی ہوئی نظر آئی لیکن

چند ہی سیکنڈ میں میری بینائی پوری طرح بحال ہو گئی اور میں نے ہڑبڑا کر زمین سے اٹھنا چاہا لیکن نہ اٹھ سکا۔ میرا بدن مضبوط بندشوں میں جکڑا جا چکا تھا اور میں زمین سے اٹھنے سے معذور ہو چکا تھا۔

سنکھ کی آواز سے پوجا گھاٹی بری طرح لرز رہی تھی۔ نامعلوم سمت سے پھوٹنے والی تیز روشنی میں ناگ بھون کی اندھیری اور خوفناک سرزمین کا ایک ایک گوشہ صاف نظر آ رہا تھا اور اس روشنی میں بھڑکتے ہوئے سرخ شعلوں کا گھٹتا بڑھتا لہو رنگ انعکاس ہیبت کا سماں باندھ رہا تھا۔ ناگ بھون کے گوشے گوشے سے بے شمار ناگ پوجا گھاٹی میں امڈ آئے تھے۔ وہاں زمین پر تاحد نظر رنگ رنگ اور نسل نسل کی زندہ لکیریں آہستہ آہستہ بل کھاتی نظر آ رہی تھیں اور وہ سارے سانپ ہم آہنگ ہو کر بھیانک صوتی آہنگ کے ساتھ مسلسل پھنکارے جا رہے تھے۔ لاکھوں سانپوں کے اس اژدہام کے درمیان آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ روشن تھا اور اس کا ایک حصہ ہولناک شعلوں کی لپیٹ میں آ چکا تھا۔ جلتی ہوئی لکڑیوں کے چٹخنے کی آوازیں کسی شمشان میں مردوں کی ہڈیاں جلنے کا سماں باندھ رہی تھیں۔ جوں جوں آگ کے دو شعلے بلند ہو رہے تھے ناگ بھون کے باسیوں کی آوازیں پرجوش طور پر بلند ہوتی جا رہی تھیں۔

میں نے بمشکل اپنا سر گھما کر پوجا گھاٹی کا جائزہ لیا۔

وہاں میرے علاوہ صرف ناگ راجہ ہی انسانی روپ میں موجود تھا۔ راج کماری اور ناگ رانی، ناگوں کے اس بے کراں ہجوم میں نہ جانے کہاں روپوش تھیں۔

مجھ پر یک بیک تنہائی اور بے بسی کا احساس غالب آنے لگا میری سانسوں کی رفتار سست پڑنے لگی اور مجھے یوں محسوس ہونے لگا جیسے میں اپنی زندگی کے آخری مرحلوں سے گزر رہا ہوں۔۔۔ موت کی دیوی آغوش میرے لئے وا ہو چکی ہے اور فرشتہ اجل محبت بھری نگاہوں سے میری جانب گھور رہا ہے۔

بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلے اب پوجا گھاٹی کے پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی اوپر تک لپک رہے تھے۔ ان کی تپش سے میرا بدن جھلسا جا رہا تھا۔ وہاں پھونکے جانے والے سنکھ کی آواز اپنے نقطہ عروج پر پہنچ کر یکبارگی دم توڑ چکی تھی۔

میں اپنے خیالات اور اندیشوں میں گم تھا کہ اچانک کسی جانب سے ناگن کی ایک

یلغار ہوئی۔ وحشت سے میں بری طرح چلا اٹھا لیکن بے سود۔ ان ناگوں نے پہلے میرے چاروں طرف کئی پھیرے لگائے اور پھر ان کی جلتی ہوئی زبانوں کے لمس سے میرا بدن جھرجھریاں لینے لگا۔

وہ سب ناگ بڑی بے صبری کے ساتھ میرے جسم کے ایک ایک حصے کو چاٹ رہے تھے۔

میں سخت بندشوں میں جکڑا اپنے بدن کو جنبش دیتا رہا' لیکن جب اس ناگہانی مصیبت سے نجات کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو اپنے بدن کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔

پوجا گھاٹی کے ماحول سے ظاہر ہو رہا تھا کہ ناگ پوجا پورے زور و شور سے شروع ہو چکی ہے۔ بھاگ دوڑ اور جدوجہد کی منزلیں گزر چکی تھیں اور اب میرے مستقبل کے فیصلے کے لمحات قریب آ چکے تھے۔

میرے بدن کو چاٹنے والے وہ ناگ جتنی تیزی کے ساتھ نمودار ہوئے تھے' میرے پورے بدن کو اپنی زبانوں کے کراہت آمیز لمس کو غسل دینے کے بعد اتنی ہی پھرتی سے روپوش ہو گئے اور ساتھ ہی میرے گرد چند شناسا چہرے نظر آنے لگے۔

ناگ راجہ قہر و غضب کی علامت بنا میری جانب گھور رہا تھا۔ اس کے مد مقابل راج کماری اور معذور ناگ رانی انسانی روپ میں موجود تھیں۔ ان کے تیور بھی بہت بگڑے ہوئے تھے۔

میری چھٹی حس مجھے کسی بھیانک ٹکراؤ کی خبر دے رہی تھی اور میں مجبور و معذور دم بخود ہو کر آنے والے لمحات کا منتظر تھا۔

پوجا گھاٹی میں بے شمار ناگوں کی گونجتی پھنکاروں میں اور ایک خوف نمایاں ہونے لگا تھا۔ ان آوازوں کا لرزہ اونچا آہنگ آتشیں الاؤ سے ناگ دیوتا کے ظہور کی خبر دے رہا تھا اور شعلوں کے انعکاس میں تینوں ناگ انسانی چہرے غیظ اور انتقام میں ڈوبے میرے گرد کھڑے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/890 NISHTAR ROAD DHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH:5556532
PROP ALI KHAN

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F/890 NISHTAR ROAD DHABRA BAZAR
RAWALPINDI PH:5556532
PROP ALI KHAN

میرا بدن بے رحمانہ بندشوں میں جکڑا ہوا مقدس الاؤ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کے سائے میں' ناگ بھون کی سیاہی مائل زمین پر پڑا ہوا تھا۔ لکڑیاں تیزی کے ساتھ چٹخ کر جل رہی تھیں' جیسے کسی مرگھٹ میں سینکڑوں مردے بیک وقت نذر آتش کیے جا رہے ہوں۔ پوجا گھاٹی میں جمع ہونے والے لاتعداد سانپوں اور اژدہوں کا ملا جلا شور ماحول کو ہولناک کیے دے رہا تھا۔ زمین پر رینگنے والے ان حقیر کیڑوں کی وہ مخصوص پھنکاریں' پوجا گھاٹی کے حبس ناک ماحول سے مل کر میرے اعصاب کو مفلوج کر چکی تھیں۔

میں نے اپنے خشک حلق کو تر کر کے بے بسی کے ساتھ نگاہوں کو جنبش دی۔

وہ تینوں خوفناک تیوروں کے ساتھ انسانی روپ میں میرے گرد کھڑے ہوئے تھے۔

قہر و غضب اور انتقام کی لرزتی پرچھائیوں کے ساتھ ہی ناگ راجہ' راجکماری اور ناگ رانی کے چہرے پر گہرے اضطراب کی علامات نمایاں تھیں۔ جیسے ان میں سے ہر ایک کو اپنی فتح کا پورا یقین ہو۔

معرکہ قریب آ چکا تھا۔ اور ان تین غیر انسانی قوتوں کی باہمی جنگ میں' میں خود کو محض ایک مہرے کی حیثیت میں محسوس کر رہا تھا۔

ان تینوں کے سر اس آواز کے ساتھ ہی نیچے ہو گئے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اس آواز کا احترام کر رہے ہوں جو پوجا گھاٹی کے کسی نامعلوم گوشے سے ابھر رہی تھی۔

راج کماری اور ناگ راجہ کی جنگ اب کھل کر سامنے آ چکی تھی۔

ناگ راجہ اس وقت ناگوں کی پراسرار اور ڈراؤنی سرزمین کا حکمران تھا اور اسے بے شمار قوتیں اور حمایت حاصل تھی۔ وہ میری حسین اور وفا شعار بیوی کے بارے میں

ہولناک عزائم رکھتا تھا اور ستارہ کو سب دست و پا کرنے کے باوجود بھی جب وہ اپنا مقصد حاصل نہ کر سکا تو اس نے ستارہ کی کوکھ سے ناگ بھون کی سرزمین پر جنم لینے والے میرے بچے کو داؤ پر لگانے کا ارادہ کر لیا۔ وہ پوجا گھاٹی میں ستارہ کی نگاہوں کے سامنے اس کے لخت جگر کو نسل کے ابلتے ہوئے کڑھاؤ میں ڈالنے کا عزم کر چکا تھا لیکن عین وقت پر ناگ بھون کے پروہت کی جانب سے ناگ پوجا کا اعلان ہونے کے باعث اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔

اور ناگ بھون میں اس وقت اس کی سب سے بڑی اور سب سے طاقتور حریف راج کماری تھی۔ وہ خود بھی ناگوں کی شاہی نسل سے تھی اور ناگ بھون میں اس کو بھی خاصی حیثیت حاصل تھی۔ اس کے محل میں اس کی مرضی کے بغیر ناگ راجہ بھی قدم نہ رکھ سکتا تھا۔ ناگ بھون کی روایات کے مطابق اقتدار کے دعویداروں کے درمیان کھلی جنگ ممنوع تھی اور اب ناگ پوجا کا اعلان ہو جانے کے بعد ان میں سے کوئی بھی اپنے کسی دشمن کے خلاف وار نہیں کر سکتا تھا۔ راج کماری، ناگ بھون کے راستے میں ناگ رانی کے ہاتھوں معذور ہو جانے کے بعد اب مجھے، اور ناگ رانی کو معذور کر کے خود صحت مند ہو چکی تھی اور گو اس نے میری مدد اور حمایت کا عہد لیا تھا لیکن غیر یقینی حالات کا شکار ہونے کے باعث میرے لئے اس پر بھروسہ کرنا بہت مشکل تھا۔

ان دونوں کے درمیان تو اقتدار کی رسہ کشی جاری تھی جس کا فیصلہ اب ناگ دیوتا پر منحصر تھا لیکن میرا مستقبل ابھی تک دھند میں لپٹا ہوا تھا۔ اگر فیصلہ راج کماری کے حق میں ہوتا تو مجھے نجات اور ستارہ کے حصول کی قدرے امید پیدا ہو جاتی لیکن ناگ راجہ کی کامیابی میری سانسوں پر آخری مہر ثابت ہوتی، اس سے مفاہمت اور درگزر کی امید بالکل بے سود تھی۔

رہی ناگ رانی۔۔۔ تو اب اس بے چاری کا کوئی مستقبل ہی نہیں رہا تھا۔ وہ میری محبت میں مبتلا ہو کر ناگ راجہ کے عتاب کی سزاوار بن چکی تھی اور میرے دل میں اس کے خلوص کی قدر کے سوا اس کے لئے کوئی لطیف جذبہ موجود نہیں تھا۔ حالات کی مسلسل بے رحمی کے باعث اب میں اس موڑ پر آ پہنچا تھا جہاں کردار اور اخلاقی قدروں

کو بھول کر انسان خود غرض بھیڑیا بن جاتا ہے۔ میں اپنی زندگی اور ستارہ کے حصول کے لئے ناگ رانی کو ہر طرح سے چارہ بنانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ راج کماری بھی بدنصیب ناگ رانی کی مخالف تھی کو میری وجہ سے ان دونوں میں وقتی طور پر سمجھوتہ ہو گیا تھا لیکن مجھے یہ سمجھوتہ زیادہ دیر چلتا نظر نہیں آ رہا تھا۔ ناگ رانی کا منکا میرے قبضے میں ہونے کے باعث وہ راج کماری اور ناگ راجہ کے سامنے بالکل ہی حقیر اور بے بس ہو کر رہ گئی تھی اور وہ اس کے ساتھ من مانا سلوک کرنے پر قادر تھے۔

سنکھ کی آواز گونج رہی اور میں پریشان کن خیالات میں کھویا رہا۔ میرا بدن بخت بندشوں میں جکڑا ہوا تھا لیکن ذہن آزاد تھا۔ بہت سے ناگ میرے جسم کو اپنی لمبی زبانوں کے لمس کا غسل دے چکے تھے اور ناگ راجہ مجھے ناگ دیوتا کی بھینٹ چڑھانے کا ارادہ کر چکا تھا۔

ہمیشہ تاریک رہنے والی ناگ بھون کی سرزمین پراسرار روشنی سے منور تھی۔ پوجا گھاٹی میں موجود بے شمار سانپوں کا مخصوص شور بدستور گونج رہا تھا اور ان پرشور جھنکاروں کے درمیان سنکھ کی پراسرار آواز یکساں تسلسل سے گونجے جا رہی تھی۔

یکایک مقدس الاؤ میں بھڑکنے والے شعلے بلند سے بلند تر ہونے لگے۔ ان کی لپک اور تندی میں بے انتہا اضافہ ہو گیا تھا۔ میرا دل اتنی شدت سے دھڑکنے لگا کر مجھے اپنا سینہ پھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

مقدس الاؤ کے لپکتے اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کے عقب میں ایک پرجلال اور عظیم ناگ اپنی دم کے سہارے زمین پر حرکت کر رہا تھا۔ اس کا پورا دھڑ شیشے کی کسی چمکتے مینار کی طرح زمین پر اٹھا ہوا تھا۔ اس کے پھن کے اوپری حصے سے روشنی سی کا پورا جسم یوں جگمگا رہا تھا جیسے اس کے بدن پر شیشے کے بے شمار ننھے ننھے ٹکڑے جڑے ہوئے ہوں۔ الاؤ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کے رنگا رنگ انعکاس میں اس کا بدن بھی رنگ بدل رہا تھا۔

میں نے سمجھ لیا کہ وہی ناگ دیوتا ہے اور اب وہ الاؤ کے قریب آ کر سب سے پہلے میری بھینٹ لے گا اور پھر ناگ بھون کے اقتدار کے دعویداروں کے مقدر کا فیصلہ کرے گا۔

پھر اچانک سنکھ کی آواز مرتعش ہونے لگی۔ اب اس آواز میں یکسانیت کے بجائے زیر و بم نمایاں ہو چلے تھے اور اپنی دم کے بل سرکتا ہوا وہ جگمگاتا ہوا ناگ سنکھ کی آواز کے نشیب و فراز پر ہچکولے لیتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

مجھ سے چند گز کے فاصلے پر وہ ناگ ٹھہر گیا اور اس کے رکتے ہی سنکھ کی گونجتی آواز آخری بار ابھر کر پربت لوک کی پہاڑیوں میں معدوم ہوتی چلی گئی۔

وہاں جمع ہونے والے ناگ بھون کے باسی اب بھی ہم آہنگ ہو کر تھوڑے تھوڑے وقفے سے پھنکارے جا رہے تھے۔

سنکھ کی آواز ختم ہوتے ہی سب سے پہلے ناگ رانی نے اپنا سر اٹھایا۔

میری اور اس کی نگاہیں چار ہو گئیں۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔ اس کی آنکھوں سے شدید بے چینی جھلک رہی تھی لیکن اسے مجھے کوئی اشارہ کرنے کا موقع نہ مل سکا کیونکہ اسی وقت ناگ راجہ اور راج کماری کے چہرے بھی اوپر اٹھ گئے اور ناگ رانی فوراً ہی دوسری طرف دیکھنے لگی۔

ناگ رانی کے اس انداز نے مجھے شدید الجھن میں مبتلا کر دیا۔ میں امید بھری اور استفسار طلب نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا لیکن وہ دوبارہ میری جانب متوجہ نہیں ہوئی۔

"ناگ بھون کا مقدس پروہت آ پہنچا ہے راج کماری!" ناگ راجہ کی سرد آواز ابھری۔ "اب ناگ دیوتا کی بھینٹ کے بیچ رکنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔"

راج کماری اس کی آواز پر چونکی اور پھر وہ تینوں تیزی کے ساتھ مجھ سے دور ہٹتے چلے گئے۔

اسی وقت میرے قریب ایک تیز پھنکار گونجی۔ میں نے بوکھلا کر نظریں گھمائیں تو شیشے کے منور ٹکڑوں سے مشابہ بدن والے دیوہیکل ناگ کی گول گول آنکھیں اپنے اوپر مرکوز پائیں۔ وہ بار بار اپنی باریک زبانیں لہرا لہرا کر پھنکاریں مار رہا تھا اور اس کا بدن زمین پر لہریں لیتا دھیرے دھیرے میری جانب سرک رہا تھا۔

اس کا انداز اس قدر ہیبت ناک تھا کہ میرا رواں رواں کانپ اٹھا۔ میں یہ تو جان چکا تھا کہ وہ ناگ دیوتا نہیں بلکہ اس کا پروہت ہے لیکن میرے لئے یہ بات سوہان روح

تھی کہ اب وہ کسی نئی رسم کو پورا کرنے کے ارادے سے میری جانب چلا آ رہا ہے۔

وہ ناگ آگے بڑھتے بڑھتے اپنے جسم کو دائرے کی شکل میں حرکت دینے لگا اور پھر ذرا سی دیر میں اس نے اپنے بدن سے میرے گرد ایک وسیع حصار قائم کر لیا۔ ابھی میں کچھ سمجھ بھی نہ پایا تھا کہ یک بیک اس نے اپنا کنڈل تنگ کرنا شروع کیا اور میں نے اپنے جسم کو اس کی گرفت میں محسوس کیا۔

ناگ بھون کے اس پروہت کا جسم کافی گرم تھا اور وہ بار بار مجھے دبا کر ڈھیلا چھوڑ رہا تھا۔ جب بھی وہ میرے گرد اپنی گرفت سخت کرتا میرا سانس سینے میں گھٹنے لگتا میں نے بمشکل اپنی چیخوں پر قابو پایا ہوا تھا ورنہ دہشت سے میرا رواں رواں کانپ رہا تھا۔

اس منظر میں مجھے تعجب ہو رہا تھا کہ ناگ رانی کا منگا ناگ تو جانے موقع پر قطعی ناکارہ ہو کر رہ جاتا ہے اور اس وقت بھی مجھے یقین تھا کہ ناگ رانی کا منگا میرے کسی کام نہ آ سکے گا۔

میرے ساتھ کئی بار یہی عمل دہرانے کے بعد اس ناگ نے ایک تیز پھنکار ماری اور اس کا پھن تیزی سے بل کھا کر میرے چہرے پر آ گیا۔

اس کی آتشیں پھنکار میں اتنی حدت تھی کہ مجھے اپنے چہرے کی جلد جھلس جانے کا احساس ہوا اور دہشت سے میری چیخ نکل گئی۔

خوف اور حسرت کے انتہائی عالم میں بہت سی ایسی چیزیں ہو جاتی ہیں جو عام حالات میں انسان کے بس سے باہر ہوتی ہیں۔ اس وقت بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔

میں نے چیخ مار کر پوری قوت سے اپنے بدن کو جنبش دی اس پروہت ناگ کا جسم جھٹکے سے کسمسایا اور پھر میں نے اپنے جسم کو بندشوں سے آزاد پایا۔

اسی اثنا میں وہ ناگ میرے بدن کو اپنی گرفت سے آزاد کر کے آتشی الاؤ کی جانب رینگ رہا تھا۔

میں نے جوں ہی زمین سے اٹھنے کی کوشش کی مجھے اس تلخ حقیقت کا احساس ہوا کہ میں اپنے ایک ہاتھ اور ایک پیر سے محروم ہو چکا ہوں۔

میں شدید بے بسی کے عالم میں ناگ بھون کی بے رحم زمین پر جنبش لئے بغیر وہ گیا۔

ناگ بھون کا مقدس پروہت اس وقت آتشی الاؤ کا طواف کرنے میں مصروف تھا۔ ناگ راجہ مجھ سے تیس چالیس گز دور ایک اونچی مسند پر نخوت آمیز انداز میں براجمان تھا اس کے دائیں جانب راج کماری کھڑی ہوئی تھی اور معذور ناگ رانی بھی اپنی پراسرار قوتوں کے سہارے ایک ڈنک پر مسند کی بائیں جانب کھڑی ہوئی تھی۔

میں زمین پر پڑے پڑے ہر طرف کا جائزہ لیتا رہا۔

پروہت نے مقدس الاؤ کے گرد جوں ہی اپنا ساتواں چکر مکمل کیا الاؤ کے شعلے خود بخود اتنی تیزی سے بھڑک اٹھے کہ ان کا سرخ انعکاس کئی گنا تیز ہو گیا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نادیدہ قوت نے پراسرار طریقے پر اس الاؤ پر تیل چھڑک دیا ہو۔

شعلوں کے بھڑکنے کے ساتھ ہی پوجا گھر میں گونجتی ہوئی لاتعداد پھنکاریں یک بیک دم توڑ گئیں۔ وہاں موجود سارے سانپ اور ناگ بالکل خاموش اور ساکت ہو چکے تھے۔ گھاٹی کی ڈھلانوں اور نشیب میں پھیلا ہوا ناگوں کا رنگا رنگ اژدہام خوش رنگ مگر بے جان تکیوں کا تصور اجاگر کر رہا تھا۔

اس اچانک سکوت پر میں نے اپنے اعصاب پر بے چینی کی لہر چھاتی ہوئی محسوس کی۔

الاؤ کے شعلے اب بار بار گھٹ بڑھ رہے تھے۔ پوجا گھر میں لکڑیوں کے چٹخنے کی آوازوں کے علاوہ کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ میری دہشت زدہ نگاہیں الاؤ پر مرکوز تھیں اور مجھے ہر آن ناگ دیوتا کے ظہور کا دھڑکا لگا ہوا تھا۔

یہ صبر آزما اور سنسنی خیز کیفیت کافی دیر تک قائم رہی پھر بھڑکتی ہوئی لکڑیوں کے ڈھیر نے حرکت کی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس آتشی ڈھیر کے اندر کسی دیوہیکل زندہ جسم نے انگڑائی لی ہو اور اسی کے ساتھ ناگ بھون کی فضا میں پھیلی ہوئی پراسرار روشنی یک بیک غائب ہو گئی۔ لیکن پوجا گھاٹی اب بھی الاؤ کے شعلوں کی روشنی سے منور نظر آ رہی تھی۔

لکڑیوں کا وہ اونچا ڈھیر اب بار بار حرکت کر رہا تھا ہر جنبش کے ساتھ میرا دل اچھل کر حلق میں آ جاتا تھا۔ حالات سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اب کسی بھی لمحے ناگ دیوتا نمودار ہو سکتا ہے۔

KHAN BOOKS
PROP: ALI KHAN

آخرکار اس الاؤ کے ایک حصے سے جلتی ہوئی بہت سی لکڑیاں نیچے گریں اور پھر اس جہنمی آگ میں سے دیکھتے دیکھتے ایک دہکتا ہوا زندہ جسم باہر نکلنے لگا۔

چند منٹ تک میں سانس روکے کسی اور واقعے کا منتظر رہا لیکن پوجا گھاٹی میں ہر طرف گہرا سکوت طاری رہا۔ ناگ بھون کے تمام باسی سکتے کی حالت میں نظر آ رہے تھے۔ ناگ رانی، راج کماری اور ناگ راجہ انسانی روپ میں سیاہی مائل زمین پر سجدے میں گرے ہوئے تھے۔

مقدس الاؤ سے باہر آنے والا زندہ جسم اب خاصا نمایاں ہو چکا تھا۔

اس کا پھن بلامبالغہ کئی گز چوڑا تھا اور وہ کوئی آواز نکالے بغیر بار بار اپنی دھونکنی جیسی کئی کئی فٹ لمبی زبانیں فضا میں لہرا رہا تھا اس کا پھن شاہانہ انداز میں زمین سے کافی اوپر اٹھا ہوا تھا اور اس کی بڑی بڑی دائرہ نما آنکھیں بغیر حرکت کئے میری جانب نگراں تھیں۔

اس ناگ کے جسم کا قطر کسی طرح چار پانچ فٹ سے کم نہ ہو گا اس کا سارا بدن آگ کے سرخی مائل شعلوں کی طرح دہک رہا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی بلند و بالا درخت کا جلتا ہوا تنا زندہ ہو کر زمین پر رینگ رہا ہو۔ اس کا کافی دھڑ آگ سے باہر آ چکا تھا اور بقیہ حصہ ابھی تک الاؤ میں روپوش تھا۔

وہ بہت آہستہ آہستہ رینگتا ہوا آگے بڑھتا آ رہا تھا۔ پھر اچانک اس نے اپنے بدن کو لہرا کر اپنا رخ میری جانب کر لیا اور میرے بدن میں بیک وقت لاکھوں چیونٹیاں رینگنے لگیں۔ میں نے چیخ مارنی چاہی لیکن میری آواز حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئی۔

ناگ دیوتا میری جانب آ رہا تھا۔ میں ناگ بھون میں اب مجبور و محصور تھا۔ ناگ راجہ نے مجھ پر قابض ہو کر مجھے ناگ دیوتا کی بھینٹ چڑھانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور اب وہ پراسرار اور مہیب جہنمی مخلوق آتشی ڈھیر سے نمودار ہو کر میری زندگی کا فیصلہ کرنے بڑھی آ رہی تھی۔

سخت اضطراب اور دہشت کے عالم میں غیر ارادی طور پر میرے لبوں کو جنبش ہوئی اور میں سرسراتی ہوئی سرگوشیانہ آواز میں حیدر شاہ کے بتائے ہوئے مقدس کلمات کا ورد کرنے لگا۔

جوں ہی میری زبان سے یہ کلمات ادا ہوئے ناگ دیوتا کا جسم سخت غیظ کے عالم میں لکڑی پر لہرایا اور اس نے اتنی زور سے پھنکار ماری کہ پوجا گھاٹی میں غبار کا طوفان بھر گیا۔ ساتھ ہی مقدس الاؤ سے بے شمار چھوٹے چھوٹے انگارے اڑ کر ادھر ادھر گرنے لگے۔

ناگ دیوتا کے اس ردعمل پر میں گھبرا گیا' میری زبان پر لکنت طاری ہو گئی۔ تو لیکن میں نے ان کلمات کا ورد ترک نہ کیا۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ مصیبت کے ان جاں سوز لمحات میں مجھے وہ کلمات یاد رہے اور اب مجھے یقین تھا کہ ناگ جھون کی شیطانی اور دیومالائی قوتیں مجھے اتنی آسانی سے زک نہ پہنچا سکیں گی۔

ادھر ناگ دیوتا کی پیش قدمی رک چکی تھی اور وہ ایک ہی جگہ رک کر پہلو بدل بدل کر غضب ناک انداز میں پھنکارے جا رہا تھا۔ اس کی برہمی سے مجھے خاصی تقویت ہو چکی تھی۔

پوجا گھاٹی میں ناگ دیوتا کی پھنکاروں کے باعث گرم گرم ہوا کی آندھی چل رہی تھی۔ گرد و غبار کی بڑھتی ہوئی کہر نے مقدس الاؤ کے شعلوں کی چمک کو بھی دھندلا دیا تھا۔

اچانک مجھے کسی کے دوڑتے ہوئے قدموں کا شور سنائی دیا اور اس سے قبل کہ میں صورتحال کا کوئی اندازہ کر پاتا کوئی ٹھوس جسم جنون کے عالم میں مجھ سے لپٹ پڑا۔

میں نے ایک ہاتھ اور ایک پیر سے معذور ہونے کے باوجود مزاحمت کرنی چاہی لیکن حملہ آور کی شہ زوری کے سامنے میری ایک نہ چل سکی اس نے پوری سختی کے ساتھ میری کنپٹیوں کو اپنی گرفت میں لیا اور شہ رگ کی خاص رگوں کو انگلیوں سے مسلنے لگا۔

چند ہی سیکنڈ میں میں نے اپنی رہی سہی توانائی زائل ہوتی محسوس کی اور حملہ آور اپنا کام پورا کر کے مجھ سے الگ ہو گیا۔

اب مجھ پر عجیب سی کیفیت طاری تھی۔ میں اپنے جسم کے کسی بھی حصے کو جنبش دینے پر قادر نہیں تھا حتیٰ کہ میری زبان تک اکڑ چکی تھی۔ ہاں میرے حواس پوری طرح کام کر رہے تھے۔

ناگ دیوتا کی غضب ناک پھنکاریں موقوف ہو چکی تھیں۔ آندھی اور گرد کا طوفان جتنی تیزی کے ساتھ نمودار ہوا تھا اسی طرح دب چکا تھا اور اب میں ناگ دیوتا کو اپنی جانب آتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

ناگ دیوتا کے جسم کا باقی حصہ ابھی تک الاؤ میں روپوش تھا اور وہ اس بار قدرے تیز رفتاری کے ساتھ میری جانب آ رہا تھا۔

میرا تنفس لمحہ بہ لمحہ مدھم پڑتا جا رہا تھا اور آہستہ آہستہ وہ پراسرار جہنمی ناگ مجھ سے چند گز کے فاصلے پر آ کر رک گیا۔ اس کے بدن سے کبھی کبھار چھوٹے چھوٹے شعلے سے لپک رہے تھے جیسے سلگتی ہوئی آگ نے اس ناگ کو ترتیب دیا ہو وہ نفرت آمیز انداز میں اپنا پھن بلند کیے ایک ہی جگہ رکا رہا۔

زندگی اور موت کے اس دوراہے پر میں نے پوری کوشش کر ڈالی کہ زبان کی جنبش سے نہ سہی' دل ہی دل میں حیدر شاہ کے بتائے ہوئے مقدس کلمات کا ورد کر سکوں لیکن وہ الفاظ اپنی اصلی اور معنوی ترتیب میں میرے ذہن سے بالکل صاف ہو چکے تھے۔

ناگ دیوتا نے آہستہ آہستہ اپنے پھن کو جنبش دی اور ہلکی پھنکاروں کے ساتھ کئی بار اپنی موٹی موٹی بے چین زبانوں کو فضا میں لہرایا اور پھر اس کا لمبا چوڑا' شعلہ رنگ پھن میری طرف جھکنے لگا۔

میری نبض کی رفتار یک بیک تیز ہو گئی' نگاہوں کے سامنے روشنی اور تاریکی کے نقطے واضح تیزی کے ساتھ ناچنے لگے۔ دل کی دھڑکن کھوپڑی میں گونجنے لگی اور ناگ جھون کی سرد ناک فضا کے باوجود پورا بدن موت کے پسینوں میں شرابور ہونے لگا۔

پھر میں نے ناگ دیوتا کی بے چین زبانوں کا دہشت ناک لمس اپنے بدن اور پھر چہرے پر محسوس کیا۔ بظاہر زندہ آگ سے رہا ہونے کے باوجود وہ لمس بالکل سرد تھا۔ اس کی زبانوں کا یخ بستہ لمس برفانی ہواؤں سے زیادہ سرد تھا۔

میرے سانس سینے میں گھٹنے لگے' زندگی اور موت کی سب کشمکش اب انجام کے انتظار میں ڈھل چکی تھی۔ مجھے عالم تصور میں لمبے لمبے سفید پروں والے فرشتے اپنی باہیں پھیلائے میرے منتظر نظر آئے۔ ان کی دعوت آمیز نگاہیں بڑے شوق کے ساتھ

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
F-890/1 NISHTAR ROAD NAMBRA BAZAR
RAWALPINDI PH: 556532
MOH ALI KHAN

اپنی طرف بلا رہی تھیں۔

ناگ دیوتا کی سرد زبانیں بار بار میرے پورے جسم پر پھسلتی رہیں پھر یک بیک اس کا پھن ایک تیز جھٹکے کے ساتھ بلند ہوتا چلا گیا۔

میں کئی منٹ تک بے یقینی اور انتظار کی کیفیت میں ڈوبا رہا پھر فضا ناگ دیوتا کی غضب ناک پھنکار سے گونج اٹھی۔ اسی کے ساتھ میں نے محسوس کیا کہ اب میں اپنے جسم کو حرکت دے سکتا ہوں۔

میں نے اپنے بائیں پہلو کروٹ بدلی اور اس وقت مسرت کی ایک نئی لہر نے میرے دل میں انگڑائی لی۔ میری کٹی ہوئی بائیں ٹانگ اور بایاں ہاتھ مجھے واپس مل چکا تھا۔

بگڑتے ہوئے حالات نے بظاہر اتنی تیزی سے میرے حق میں رخ بدلا تھا کہ میں اپنی خوشی پر قابو نہ پا سکا اور اچھل کر زمین سے اٹھ گیا۔

ناگ دیوتا اس وقت اپنا پھن ناگ بھون کی سیاہی مائل بے رحم لشتن سے نکالے اس طرف رینگ رہا تھا جہاں میری کہانی کے تینوں شیطانی اور غیر انسانی کردار سجدہ ریز تھے۔

ناگ دیوتا کا دھڑ گو اب کسی حد تک الاؤ سے باہر آ چکا تھا لیکن اس کا دوسرا حصہ ابھی تک الاؤ میں ہی روپوش تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے پگھلے ہوئے آہنی لاوے کی ایک زندہ لکیر ناگ دیوتا کے روپ میں الاؤ سے باہر نکلی آ رہی ہو۔

ان تینوں کے قریب پہنچ کر ناگ دیوتا نے ایک قدرے ہلکی پھنکار ماری اور وہ تینوں ہوا کے زور میں اڑ کر دور جا گرے اور زمین پر گرتے ہی قلابازیاں کھا کر ناگوں کے روپ میں آ گئے۔

ناگ رانی اپنے چاندی جیسے چمکتے ہوئے بدن کے ساتھ لہرا کر ایک طرف ہو گئی۔ ناگ راجہ اب اپنے اصل روپ میں آ چکا تھا۔ اس کا پورا بدن چمکدار سیاہی لئے ہوئے تھا اور اس کے پھن پر ایک مخصوص سفید نشان دور ہی سے نمایاں نظر آ رہا تھا جو شاید اس کے اقتدار کی علامت تھا۔ ناگ راجہ کی بہن راج کماری بھی ایک خوبصورت اور چنچل ناگن کا روپ دھار چکی تھی۔

ناگ دیوتا اپنی جگہ پر پھن بلند کئے دھیمی دھیمی آوازوں میں پھنکار رہا تھا۔ ناگ راجہ اور راج کماری ایک دوسرے کے مدمقابل بنے ہوئے تھے اور ناگ رانی ان سے الگ ہو کر پوجا گھاٹی میں تاحد نظر بکھرے ہوئے بے شمار ناگوں کے ساکت اور خاموش ہجوم میں گم ہو چکی تھی۔

ناگ راجہ اور راج کماری کے تیوروں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ دونوں اب کھل کر ایک دوسرے کے مقابلے پر آ چکے ہیں۔ وہ اپنے پھن ہوا میں لہرا کر ایک دوسرے پر وار کرنے کا موقع تلاش کر رہے تھے۔ ناگ دیوتا جس انداز میں ان دونوں سے دور رکا ہوا تھا اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ مقابلہ اسی کے ایما پر ہو رہا ہے۔

ایک مرتبہ راج کماری کو غافل پاتے ہی ناگ راجہ اس پر جھپٹ پڑا لیکن راج کماری فوراً ہی سنبھل گئی اور ان دونوں کے جسم بری طرح ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔

وہ غضب ناک پھنکاریں مار مار کر ایک دوسرے کو زیر کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔

ان کے درمیان فیصلہ کن معرکہ چھڑ چکا تھا۔ ناگ بھون میں اقتدار کی کشمکش اب طے ہونے والی تھی اور اس کے نتیجے پر میرے مستقبل کا بھی انحصار تھا۔ میں دل ہی دل میں راج کماری کی کامیابی کا متمنی تھا۔ اس کے فتح یاب ہونے کی صورت میں نہ صرف مجھے آزادی میسر ہو جاتی بلکہ میری محبوب بیوی ستارہ بھی مجھے واپس مل سکتی تھی جس کے فراق میں، میں مدتوں سے دربدر بھٹکتا پھر رہا تھا اور اپنی انا کو فراموش کر کے زمین پر رینگنے والے حقیر کیڑوں کی مرضی کو اپنے اوپر مسلط کر لیا تھا۔

اب بظاہر اس پراسرار اور غیر انسانی طلسم سے نجات صرف اسی صورت میں ممکن تھی کہ راج کماری ناگ بھون کی حکمران قرار پائے اور اپنے عہد پر قائم رہے۔

ناگ راجہ اور راج کماری کا خوفناک معرکہ اپنے عروج پر تھا کہ یکایک مقدس الاؤ سے جلتی ہوئی لکڑیوں کا ایک چھوٹا سا ڈھیر الگ ہو کر فضا میں معلق ہوا اور پھر تیزی کے ساتھ میری جانب آنے لگا۔

میں اس ناگہانی آفت پر سراسیمہ ہو گیا اور ایک طرف بھاگ کر خود کو اس آتی

تھی آگ سے بچانا چاہا لیکن اس اڑن آگ نے فوراً ہی مجھے آلیا اور میرے سینے کی بلندی پر تیزی کے ساتھ میرے گرد طواف کرنے لگی فضا میں گھومتے ہوئے اس چھوٹے سے الاؤ کے شعلوں میں اتنی تپش تھی کہ میں بے اختیار خود کو اس کی زد سے بچانے پر مجبور ہو گیا۔

ذرا ہی دیر میں مجھے اندازہ ہوا کہ وہ آگ مجھے اپنے نرغے میں لے کر ایک خاص سمت میں دھکیل رہی ہے۔ یہ ایسی نازک صورت حال تھی کہ میرے لئے اس سے مفر ناممکن تھا۔ میں نے خود کو اس گردشی الاؤ کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا اور میرے قدم پوجا گھنٹی کے ایک پہاڑی سلسلے کی طرف بڑھنے لگے۔

اس کے ساتھ اس الاؤ کا گردشی دائرہ قدرے وسیع ہو گیا۔ لیکن وہ اب بھی مجھے ایک خاص سمت میں بڑھائے لئے جا رہا تھا۔

پوجا گھنٹی کی فضا ناگ راجہ اور راج کماری کی غضب ناک پھنکاروں سے بری طرح لرز رہی تھی۔ ناگ بھون کے باسی دم بخود اس مقابلے کے نتیجے کے منتظر تھے اور میں اپنے مستقبل پر اثر انداز ہونے والے اس اہم مقابلے کو دیکھنے کے حق سے محروم کیا جا رہا تھا۔

میں کچھ دیر تک پوجا گھاٹی کی ترائی کے پیچ و خم میں چکرانے کے بعد ناگ پوجا کے مقام سے اتنی دور نکل گیا کہ کچھ پہاڑیاں میری نگاہ کے سامنے سد راہ بن گئیں البتہ الاؤ کے فلک بوس شعلوں کا لہو رنگ انعکاس اب بھی نظر آ رہا تھا۔

مقدس الاؤ سے اڑنے والے آتشی ڈھیر نے اب مجھے ایک پہاڑی پر چڑھنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اگر اس آگ کی روشنی کا سہارا نہ ہوتا تو میں اب تک لہولہان ہو چکا ہوتا کیونکہ اس پہاڑی پر سخت کانٹے دار جھاڑیوں کا گھنا جنگل پھیلا ہوا تھا اور جا بجا خطرناک نکیلے پتھر ابھرے ہوئے تھے۔

اس پہاڑی پر چڑھتے چڑھتے ذرا سی دیر میں میرا سانس پھول گیا۔ اس وقت معاً مجھے ناگ رانی کا منکا یاد آیا کیونکہ اس کی موجودگی میں مجھ پر تھکن وغیرہ کا غلبہ ہونا ناممکن تھا۔

میں نے جوں ہی اپنا گلا ٹٹولا میرا دل دھک سے رہ گیا۔ ناگ رانی کا منکا میرے

گلے سے غائب تھا۔

اب میں ناگ پوجا کے مقام سے اتنی دور نکل آیا تھا کہ ناگ راجہ اور راج کماری کی پھنکاروں کا بہت مدھم سا شور سنائی دے رہا تھا اور میں دل ہی دل میں سخت مضطرب تھا کہ یہ آگ مجھے نہ جانے کہاں دھکیلے جا رہی ہے۔

ناگ بھون کی سرزمین جہاں قدم قدم پر بے شمار سانپ اور ناگ سرسراتے پھر رہے تھے اس وقت بالکل ویران پڑی ہوئی تھی۔ ہر طرف گمبھیر سناٹے اور ویرانی کا راج تھا۔ جیسے وہاں کبھی کسی ذی روح کا قدم نہ پڑا ہو۔ تم بلندی اور غیر معمولی پھیلاؤ والے درخت پرہول سیاہی میں خون آشام عفریتوں کی تصویر پیش کر رہے تھے اور میں جوں جوں آگے بڑھتا جا رہا تھا مجھ پر دہشت کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جا رہی تھی۔

ناگ بھون کے پرہول اندھیرے میں وہ روشن الاؤ نہ جانے کتنی دیر تک مجھے آگے دھکیلتا رہا۔ ناگ بھون میں میرے پاس وقت اور فاصلے کا کوئی پیمانہ نہیں تھا لیکن مجھے جنگلات کی آڑ میں روپوش ہو جانے والے مقدس الاؤ کے شعلوں اور ان کے انعکاس کے سبب سے میں یہ اندازہ کر سکتا تھا کہ میں اب اس مقام سے کئی میل آگے آ چکا ہوں اور اب میرے لئے کسی رہنمائی کے بغیر وہاں پہنچنا دشوار ہے۔

آگے بڑھتے بڑھتے اچانک درختوں کے کنج میں سیاہ پتھروں سے بنی ہوئی ایک نیچی اور بدوضع سی عمارت نظر آئی۔ اس کی ساخت سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ راج کماری کی حویلی نہیں ہے۔

میرے دل میں شبے نے سر ابھارا کہ کہیں ناگ دیوتا اس ننھے سے متحرک الاؤ کی مدد سے مجھے اس پتھریلی عمارت میں قید نہ کرنا چاہتا ہو۔

میرے گرد چکر لگاتا ہوا وہ الاؤ کئی گھنٹوں سے روشن تھا اور ابھی تک نہ اس کے شعلوں کی حدت ماند پڑی تھی اور نہ اس میں راکھ بنتی نظر آتی تھی۔

اس بدوضع عمارت کے قریب پہنچ کر اس الاؤ کا رخ قدرے بدلا اور مجبوری کے عالم میں میرے قدم اس عمارت کے بیرونی راستے کی طرف بڑھنے لگے۔

اس عمارت کا داخلی راستہ ایک تنگ سے دہانے سے مشابہ تھا اور وہاں کوئی ایسی

چیز نظر نہیں آ رہی تھی جس کے ذریعے اس راستے کو مسدود کیا جا سکے۔

اور آخر کار میرا اندیشہ درست ثابت ہوا اور جوں ہی میرا قدم اس عمارت کے داخلی راستے میں پڑا وہ الاؤ یک بیک اس طرح غائب ہو گیا جیسے اس کا وجود ہی نہ رہا ہو۔

میں نے بڑھ کر پیچھے لوٹنا چاہا لیکن کسی نادیدہ قوت نے بے رحمی سے مجھے اندر دھکیل دیا۔ میں لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم تک جا گرا۔ ناگ بھون کا روایتی ہولناک اندھیرا اس عمارت میں کچھ زیادہ خوفناک تھا۔ عمارت کی فضا میں ناقابل برداشت بدبو اور سیلن رچی ہوئی تھی۔ میں اس بو سے اب بخوبی آشنا ہو چکا تھا۔ سانپوں کے مسکن میں میں نے یہ بو محسوس کی تھی۔

کئی سیکنڈ تک زمین پر بے حس و حرکت پڑا رہنے کے بعد میں اندھیرے میں ٹٹولتا ہوا زمین سے اٹھا اور اسی جگہ کھڑا ہو کر یہ فیصلہ کرنے لگا کہ اب مجھے کس طرف بڑھنا چاہئے۔

میں ہر قیمت پر ناگ پوجا ختم ہونے سے پہلے اس ہولناک قید خانے سے نکل جانا چاہتا تھا۔

میں اندھوں کی طرح ٹٹولتا ہوا آہستہ آہستہ ایک طرف بڑھنے لگا لیکن ابھی چند ہی قدم بعد ہی ایک بے رحم دیوار میری راہ میں حائل ہو گئی۔ اس وقت وحشت سے میرا گلا سوکھ رہا تھا۔ پہلے میں نے سوچا کہ آواز دے کر کسی کی موجودگی کا سراغ لگاؤں لیکن آواز گلے میں ہی اٹک کر رہ گئی۔ پھر یہ خیال ہی احمقانہ معلوم ہوا کیونکہ اس وقت تو پورے ناگ بھون میں پوجا کرنے کے علاوہ کہیں کوئی ذی روح موجود نہیں تھا اور اگر موجود بھی ہوتا تو کسی کو کیا پڑی تھی کہ ناگ دیوتا کے معتوب اور قیدی کی مدد کو آتا۔

آخرکار میں شدید بے بسی اور خوف کے عالم میں اسی دیوار کے سہارے ٹیک کر فرش پر بیٹھ گیا۔

ابھی مجھے وہاں بیٹھے چند ہی منٹ گزرے ہوں گے کہ اس عمارت کے کسی گوشے سے کسی کے اکھڑے اکھڑے چند سانسوں کی آواز ابھری۔ یک بیک میرے تنفس کی رفتار تیز ہو گئی اور میں بے اختیار چیخ پڑا "کون ہے یہاں؟"

KHAN BOOKS
STATIONERS ... RAWALPINDI ... BAZAR
PAKISTAN

اس تنگ سی عمارت میں میری آواز کی گونج سے میرے اعصاب جھنجھنا اٹھے اور اس کے ساتھ کہیں قریب ہی کوئی بچہ سہمی ہوئی آواز میں رونے لگا۔

ناگ بھون میں کسی آدم زاد کی آواز میرے لئے ویسے ہی غنیمت تھی۔ بچے کی آواز سنتے ہی مجھے اپنا بچہ یاد آ گیا اور میں بے چین ہو گیا۔ میرا دل کہہ رہا تھا کہ ہو نہ ہو رونے والا بچہ میرا ہی لخت جگر ہے۔ میں بے تاب ہو کر اپنی جگہ سے اٹھا اور گھور اندھیرے میں آواز کی جانب لپکا۔ لیکن کوئی وزنی چیز میری راہ میں آ گئی اور میں اس میں الجھ کر پیشانی کے بل فرش پر گر پڑا۔

میری پیشانی میں درد کی شدید ٹیس اٹھی اور پھر میں نے زخم سے تازہ خون کی گرم گرم دھار اپنے چہرے پر بہتی محسوس کی۔

ادھر وہ بچہ بلک بلک کر بری طرح روئے جا رہا تھا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے میرا اکلوتا بچہ اس عمارت میں تنہا قید ہے۔ اگر ستارہ بھی اس کے ہمراہ ہوتی تو یقیناً اس کو خاموش کرانے اور بہلانے کی کوشش کرتی۔ لیکن وہاں تو بچے کی خوف زدہ چیخوں کے جواب میں ہر طرف سکوت ہی سکوت تھا۔

اس وقت مجھ پر شفقت پدری کا جذبہ اتنی شدت سے طاری تھا کہ میں فوراً ہی اپنی پیشانی میں اٹھتی ہوئی شدید ٹیسوں کو بھول گیا اور پھرتی لیکن احتیاط کے ساتھ زمین سے اٹھ گیا۔

ان تاریک بھول بھلیوں میں اس وقت خوفناک ویرانی کا راج تھا اور میرے لخت جگر کی دہشت زدہ چیخیں وہاں ابھی تک بلند ہو رہی تھیں۔ اندھیرے میں ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دے رہا تھا لیکن میں جلد از جلد اپنے بچے تک پہنچنے کے لئے بے چین تھا۔

میں اندھیرے میں ٹٹولتا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا لیکن چند ہی قدم کے بعد راستہ مسدود ہو گیا۔ میں نے کئی بار اندازے کی بنا پر سمت بدل بدل کر روتے ہوئے بچے تک پہنچنا چاہا لیکن ہر بار ناکام رہا۔ اس دوران میں بچہ روتے روتے تھک کر خاموش ہو چکا تھا مگر وقفے وقفے سے اس کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔

اس وقت میں بہت بری طرح تھکا ہوا تھا اور میرا ذہن بھی جواب دے رہا تھا۔ میں نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھا کر انگڑائی لی تو اچانک میرے داہنے ہاتھ نے دیوار کے اوپری حصے میں خلا

محسوس کیا اور میں چونک پڑا۔

اپنی تکلیف بھول کر میں نے دونوں ہاتھوں سے اس دیوار کا جائزہ لیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ روشندان یا کھڑکی کی قسم کا وہ خلا اتنا کشادہ ہے کہ اس میں سے ایک آدمی باآسانی دوسری جانب گزر سکتا ہے۔

میں نے اپنے ہاتھ جما کر اپنا پورا وزن ہاتھوں پر منتقل کیا اور اچک کر اس دیوار پر چڑھ گیا۔ دوسری جانب کے بارے میں مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ فرش یا زمین اس خلا سے کتنی نیچے ہوگی مگر تاریکی کے باعث اس کا اندازہ کرنا بے حد دشوار تھا۔

میں اس وقت جب میں دیوار سے کود کر خطرہ مول لینے کا ارادہ کر چکا تھا میرے ذہن میں ایک ترکیب نے جنم لیا اور میں نے اپنے پیروں سے بوسیدہ جوتا اتار کر پوری قوت اور احتیاط سے نیچے گرا دیا۔

دیوار سے چند فٹ نیچے ہلکے سے چھپاکے کی آواز ہوئی جس سے ظاہر تھا کہ اس جگہ خشک زمین کے بجائے پانی کا اتھلا تالاب موجود ہے۔

میں نے فوراً ہی دیوار پر سے نیچے چھلانگ لگا دی اور میرا بدن خنک پانی کے تالاب میں گرا۔ اس پانی میں سخت تعفن رچا ہوا تھا جو شاید روشنی اور ہوا کا گزر نہ ہونے کے باعث پیدا ہو گیا تھا۔

میں تیزی کے ساتھ اس بدبودار جوہڑ میں تیرتا ہوا کنارے سے جا لگا اور کسی نہ کسی طرح کئی فٹ اونچے ناہموار اور کھردرے فرش پر نکل آیا۔

بچے کے تیز سانسوں اور ہچکیوں کی آوازیں اب قدرے قریب سے ابھرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

عمارت کی عجیب و غریب ساخت اور جوہڑ کی موجودگی نے مجھے خاصا چوکنا کر دیا تھا اس لئے اس بار میں زمین پر اکڑوں بیٹھ کر دونوں ہاتھوں سے زمین ٹٹولتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

میں ابھی بمشکل دو گز ہی بڑھا تھا کہ بچے کی تمام آوازیں موقوف ہو گئیں۔ میں کافی دیر تک اپنی جگہ پر رکا ان آوازوں کا منتظر رہا لیکن وہ عمارت ایک بار پھر ہولناک سکوت میں ڈوب چکی تھی۔

"کیا یہاں کوئی ہے؟" میں نے صبر آزما انتظار کے بعد اونچی آواز میں پکارا۔

میری اس آواز کا خاطر خواہ اثر ہوا اور بچہ آواز کی گونج سے ڈر کر دوبارہ رونے لگا۔

اس شیرخوار کی آوازوں کے سہارے اب میں تیزی سے آگے بڑھنے لگا اور جلد ہی اس بچے کے قریب جا پہنچا جو میری آواز کی اچانک گونج سے وحشت زدہ تھا۔

پتھر کے ایک اونچے چبوترے کے نزدیک پہنچ کر میں تیزی سے سیدھا ہوا اور اس پر ٹٹولنے لگا۔

پتھر کے اس چبوترے پر نرم نرم اور لمبی گھاس کا پیال بنا ہوا تھا۔ اس گھاس سے الجھتے الجھتے میرا ہاتھ ایک بچے کے بدن سے ٹکرایا اور میں بے اختیار اس پیال پر گر پڑا۔

میرے ہاتھ کا لمس محسوس کرتے ہی اس بچے نے ایک تیز چیخ ماری اور بری طرح ہاتھ پیر مارنے لگا۔

میں نے اس کے نرم نرم اور ننھے منے بدن کو والہانہ انداز میں اپنے دونوں ہاتھوں میں سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ میرے سینے میں دبکتے ہی اس بچے نے چند طویل سسکیاں لیں اور یوں خاموش ہو گیا جیسے اب اسے اپنی حفاظت کا پورا یقین ہو گیا ہو۔

میں نے پرجوش انداز میں اسے اپنے سینے کے ساتھ بھینچ کر اس پر بوسوں کی بوچھاڑ کر دی۔ اس وقت میرا خون جوش میں آ چکا تھا اور میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ تاریک بھون کی ایک تیرہ و تار اور عجیب و غریب عمارت کا یہ شیرخوار قیدی میرا ہی بچہ ہے۔

"میرے بچے! میرے معصوم بچے!" میں فرط جذبات سے بھرائی ہوئی آواز میں بے ربط فقرے کہتا اپنی پدرانہ محبت کی تشنگی کی تسکین کرتا رہا۔ میری داڑھی بے تحاشا بڑھی ہوئی تھی لیکن وہ بچہ بالکل نہ رویا۔ میری آغوش میں آتے ہی وہ نہ صرف پرسکون ہو چکا تھا بلکہ معصومانہ انداز میں قلقاریاں مار رہا تھا۔

تھوڑی دیر میں میرے بھڑکے ہوئے جذبات اعتدال پر آئے تو میں اپنے لخت جگر

گود میں لے کر اسی پیال پر بیٹھ گیا اور اپنی بدنصیب بیوی ستارہ کے بارے میں سوچنے لگا جو اس وقت نہ جانے ناگ بھون کے کس گمنام گوشے میں اپنا نوشتہ تقدیر پورا کر رہی تھی۔

نرم پیال میسر آتے ہی تھکان کا احساس گہرا ہو گیا اور میں نے پیال پر دراز ہو کر اپنے بچے کو اپنے سینے پر لٹا لیا اور وہ ہاتھ پیر چلا کر کھیلنے میں مصروف ہو گیا

میں ستارہ کی یاد اور اس کے ساتھ گزارے ہوئے حسین ماضی کی یادوں میں کھویا ہوا تھا کہ اچانک کوئی سرد سی چیز میرے شانے سے ٹکرائی اور میں بری طرح چیختا ہوا پیال سے نیچے آ گیا۔

خوف اور بوکھلاہٹ کے باعث وہ بچہ میرے ہاتھوں سے نکل کر فرش پر گرا اور شدید چوٹ کے باعث بلک کر رو پڑا۔ میں نے پلٹ کر اسے اٹھایا اور سینے سے چمٹا کر پیال والے آہنی چبوترے سے کئی قدم دور سرک گیا۔ اس سرد لمس نے میرے اعصاب پر بہت ناخوشگوار اثر ڈالا تھا۔

اس مرتبہ بچہ مچل مچل کر روئے جا رہا تھا اور کسی طرح میرے قابو میں آنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

"میرا بچہ... میرا بچہ کہاں ہے؟" اچانک پیال پر سے ایک نقاہت بھری آواز ابھری جیسے کسی نے سوتے سوتے اپنے بچے کو یاد کیا ہو۔

وہ نسوانی آواز سنتے ہی میں مضطرب ہو گیا۔ یہ میری حسین اور وفا شعار بیوی ستارہ کی جانی پہچانی آواز تھی۔ نقاہت کے باوجود اس آواز میں وہی پہاڑی جھرنوں جیسی تازگی اور نقرئی گھنٹیوں کا ترنم رچا ہوا تھا جس کے تصور میں، میں نے فراق کی طویل مدتیں بسر کی تھیں۔ میری ستارہ اس پراسرار اور آہنی عمارت میں میرے قریب ہی موجود تھی۔ نہ جانے یہ حالات کی ستم ظریفی تھی یا حسین اتفاق کہ انتہائی روح فرسا اور ناسازگار فضا میں، اپنی رفیق حیات اور بچے کے ساتھ یکجا ہو گیا تھا۔ مجھے یہ بھی علم نہیں تھا کہ ہمارے ملاپ کے یہ لمحات وقتی ہیں یا اب میں ہمیشہ کے لئے اپنی بیوی اور بچے کے ساتھ یکجا رہ سکوں گا۔

میں اپنے بچے کو سینے سے لپٹائے تیزی کے ساتھ پیال کی طرف لپکا اور اچھل کر

KHAN BOOKS
STATIONARY AND ... ARY
... NISHTAR ... BAZAR
RAWALPINDI ... 5556522
PROP ALI KHAN

پیال کے وسط میں بے حس و حرکت پڑے ہوئے ایک نسوانی جسم کے قریب پہنچ گیا۔

بچے کو احتیاط سے لٹا کر میں دیوانہ وار بے ہوش ستارہ سے ہم آغوش ہو گیا۔ اس کا نرم و نازک بدن برف کی طرح سرد پڑا ہوا تھا۔ اگر میں نے اپنے کانوں سے اس کی آواز نہ سنی ہوتی تو شاید میں اسے بے جان ہی سمجھتا، لیکن اب میں اس کے سینے میں زندگی کی دھڑکنیں محسوس کر رہا تھا۔

مدتوں کی سوئی ہوئی اور پیاسی تمنائیں یک بیک بیدار ہو گئیں اور میں نے ستارہ کو اپنی بانہوں میں بھینچ کر اس کے لب و رخسار پر بوسوں کی بوچھار کر دی۔

ستارہ وہ بدنصیب لڑکی تھی جو اپنے دلنشین انداز اور اچھوتے بے مثل حسن کی سزا بھگتنے کے لئے ناگ بھون کی ڈراؤنی سرزمین پر پراسرار قوتوں کی قیدی بنی ہوئی تھی۔ اس وقت جہاں مجھ پر محبت کی آشفتہ سری سوار تھی وہیں ستارہ کی مظلومیت نے غصے اور بے بسی کے ملے جلے احساسات کو بھی جنم دے دیا تھا۔

"ستارہ... ستارہ! دیکھو میں آ گیا ہوں!" میں نے اس کے رخساروں کو تھپتھپا کر بے صبری کے ساتھ اسے ہوش میں لانا چاہا۔ میری کئی کوششوں کے بعد اس کے منہ سے ایک دھیمی سی کراہ نکلی اور اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا۔

جب ستارہ کو ہوش میں لانے کے لئے میری کوششیں بارآور ثابت نہ ہوئیں تو میں نے اس کو پیال پر لٹا کر اپنے لخت جگر کو اس کے سینے سے لپٹا دیا۔

اپنی ماں کی مانوس بو پاتے ہی وہ بچہ ہمک کر ماں کی چھاتیوں سے لپٹ گیا اور منہ سے بے چین آوازیں نکالنے لگا۔

یہ ترکیب کارگر ثابت ہوئی۔

ذرا سی دیر میں ستارہ کا بدن کسمسایا اور اس کے ہاتھ اپنے لخت جگر کے گرد حمائل ہو گئے۔ پھر اس کے منہ سے چند اکھڑے اکھڑے اور مہمل الفاظ نکلے اور میں اس پر جھک پڑا۔

"ستارہ... میں آ گیا ہوں، ستارہ! ہوش میں آؤ۔" میں نے اس کے رخساروں کے بوسے لیتے ہوئے سرگوشیانہ آواز میں کہا۔

"سل... سلطان!" ستارہ آہستہ سے کراہی۔

"آنکھیں کھولو ستارہ! میں سلطان ہوں!" میرا جوش و خروش بڑھتا جا رہا تھا۔

"ناگ بھون میرا مقدر ہے... میں جان... جان چکی ہوں کہ میں کہاں ہوں!" وہ الفاظ کو کھینچتے ہوئے شکست آمیز لہجے میں بولی۔

"ستارہ!" میں نے درد بھری آواز میں اسے پکارا۔ "تم ناگ بھون میں ہی ہو اور میں تمہارے قریب موجود ہوں۔ خدا کے لئے ہوش میں آؤ۔"

ستارہ کا بدن اس بار آہستہ آہستہ حرکت میں آیا۔ اس کا سر میرے زانو پر یوں حرکت کر رہا تھا جیسے وہ اندھیرے میں میرا چہرہ دیکھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"یہ... یہ آواز!" ستارہ الجھن آمیز لہجے میں کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اپنے ذہن پر زور دے رہی ہو۔

"ستارہ... تمہارا بچہ بھوکا ہے!" اس کے نیم مردہ حواس کو بیدار کرنے کے لئے میں نے فوری خیال کے تحت لہجے میں زور پیدا کرتے ہوئے کہا۔

یہ تدبیر کارگر رہی۔ ستارہ کے بدن نے حرکت کی اور بچہ اپنی ماں کے پستانوں سے لپٹ کر آواز کے ساتھ دودھ پینے لگا۔

"یہاں میرے پاس کون ہے؟" اچانک ستارہ کی لڑکھڑاتی ہوئی آواز ابھری۔

"تمہارا شوہر ستارہ! میں سلطان ہوں!"

وہ کمزور آواز میں ہنسی۔ "اب تو شاید تو میرے مجازی خدا کی بو چرانے میں بھی کامیاب ہو گیا ہے ناگ راجہ! مگر میں تیرے فریب میں نہ آسکوں گی۔"

میں بے اختیار اس پر جھک پڑا اور اس پر بوسوں کی بھرمار کر دی۔ پہلے تو اس نے مزاحمت میں ہاتھ چلائے لیکن نڈھال ہو کر بے حس و حرکت ہو گئی۔

اسی وقت وہاں روشنی پھیل گئی۔ میں بوکھلا کر ستارہ سے الگ ہو گیا۔ بھونڈی اور بدوضع عمارت کے اس وسیع کمرے میں راج کماری نسوانی روپ میں فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ موجود تھی۔ اس کے پہلو بہ پہلو زمین پر ایک چمکیلی سفید ناگن رینگ رہی تھی۔ میں پہلی ہی نظر میں پہچان گیا کہ وہ ناگ رانی ہے۔

ان دونوں سے پھسل کر میری نگاہیں ستارہ پر پڑیں' وہ پیال پر لیٹی پھٹی پھٹی

نگاہوں سے میری جانب گھورے جا رہی تھی۔ سیاہ حلقوں میں ابھری ہوئی بڑی بڑی غزالی آنکھوں میں تحیر کے سائے لرزاں تھے جیسے اسے اپنی بصارت پر یقین نہ آ رہا ہو۔

اس کا سارا لباس تار تار ہو رہا تھا۔ چہرے کی سرخ و سفید رنگت نقاہت کی زردی میں بدل چکی تھی' ریشمی زلفیں بری طرح الجھی ہوئی تھیں' مسلسل الجھن' فاقوں اور بے آرامی کے سبب اس کی نرگسی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ گئے تھے۔

"سلطان' میرے سلطان!" مجھ سے نگاہیں چار ہوتے ہی ستارہ کے ہونٹوں سے کانپتی ہوئی مسرت آمیز آواز نکلی اور اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔

میں جھپٹ کر اس کے قریب پہنچا تو پتہ چلا کہ وہ خوشی کی تاب نہ لا کر دوبارہ بیہوش ہو چکی ہے۔ اس کا بچہ ابھی تک اس کی چھاتیاں بھنبھوڑے جا رہا تھا اور اپنی نقاہت زدہ ماں کے خشک پستانوں میں دودھ کی دھاریں نہ پا کر حلق سے غصیلی آوازیں نکال رہا تھا۔

"مبارک ہو سلطان جی!" راج کماری مسرت بھری آواز میں کہہ رہی تھی۔ "ناگ راجہ میرے ہاتھوں مارا جا چکا ہے' ناگ دیوتا کا فیصلہ ہے کہ ناگ بھون میں اب میرا حکم چلے گا۔"

اس کے منہ سے حسب معمول باریک باریک زندہ سانپوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی جو اس کے خاموش ہوتے ہی رک گئی۔

یہ خبر میرے لئے حوصلہ افزا تھی۔ حالات میری توقعات سے کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ میرے حق میں ہوتے چلے جا رہے تھے۔ "مبارک ہو راجکماری جی... اب تمہارے قول کی باری ہے۔ میں آزاد زندگی کے لئے ترس گیا ہوں اور اب اپنی بیوی اور بچے سمیت اپنی دنیا میں لوٹنا چاہتا ہوں۔" میں نے مسرت سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ناگ بھون والے اپنے عہد کے پکے ہوتے ہیں سلطان جی! تمہارا نصیب اچھا ہے کہ تم نے صدیوں سے چلی آنے والی ناگ بھون کی روایات کو توڑ کر بھی زندگی کا انعام پایا ہے لیکن تمہاری وجہ سے میری راہ کا ایک کانٹا ہمیشہ کے لئے ہٹ گیا ہے۔"

"ناگ راجہ کی بار تیری کھیوں کی جیت ہے راج کماری!" میں نے انکسار آمیز لہجے میں کہا۔ وہ زور سے ہنسی اور اس کے منہ سے اڑنے والے ہزاروں باریک باریک سانپ دور تک پھیل گئے۔

"ناگ راجہ نہیں' میری راہ کا پتھر ناگ رانی تھی سلطان جی!" وہ اپنے قدموں پر رینگتی ہوئی سفید ناگن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"اسے کیا ہوا؟" بے اختیار میری زبان سے نکلا۔ ناگ رانی میری محسن تھی اور اس نے خود کو داؤ پر لگا کر جس طرح میری مدد کی اور مجھے ناگ بھون کی راہ پر لگایا اس کے اعتراف میں میرا رواں رواں اس کا احسان مند تھا۔

"اب یہ بالکل بے ضرر ہے سلطان جی!" راج کماری بے رحمانہ لہجے میں بولی۔ "ناگ دیوتا نے اس کا منکا تمہارے قبضے سے چھین لیا ہے ناگ رانی کی ساری شکتیاں چھینی جا چکی ہیں اور ناگ دیوتا نے اس سے روپ بدلنے کی شکتی بھی چھین لی ہے۔ اب یہ کبھی چنچل ناریوں کا روپ نہ دھار سکے گی۔ اس کی آوارہ مزاجی کے نتیجے میں تمہاری بیوی اور پھر تم ناگ بھون تک پہنچے ہو اور اس کی یہی سزا ہے کہ یہ سسک سسک کر ذلت کی زندگی گزار دے ۔۔۔ اور تم!" یہ کہہ کر وہ قدرے رکی اور میرا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ "تم اپنی دنیا میں لوٹنے کے بعد کسی کو یقین نہ دلا سکو گے کہ ناگ بھون کا بھی کوئی وجود ہے اور نہ تم اس کے راستے کا سراغ لگا سکو گے' یہ نام تمہاری دنیا میں ضرور پھیل جائے گا لیکن اس نام سے صرف مائیں اپنے بچوں کو ہی ڈرا سکیں گی۔"

ناگ رانی بڑے کرب کے عالم میں اپنے پھن کو زمین پر مارتی آہستہ آہستہ میری جانب آئی اور اس کی سبز چمکتی زبانیں میرے قدم چاٹنے لگیں۔ میں نے اپنے دل کی گہرائیوں میں اس مظلوم ناگن کے لئے ہمدردی کا جذبہ ابھرتا محسوس کیا وہ ایک انسان کی یک طرفہ محبت میں مبتلا ہو کر راندۂ درگاہ ہو چکی تھی۔

"میں اب فوراً اپنی دنیا میں جانا چاہتا ہوں راج کماری!" میں نے کچھ دیر کے توقف کے بعد دھیمی آواز میں اس سے کہا۔

"اتنی آسانی سے نہ جا سکو گے سلطان جی!" وہ معنی خیز لہجے میں بولی۔

KHAN BOOKS
STATION ... STATIONERY
FIKSON NISHI ... RAJA BAZAR
RAWALPINDI ... 5566633
PROP ... KHAN

"لیکن تم مجھ سے عہد کر چکی ہو!" میں نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"عہد کا طعنہ نہ دو۔" وہ یک بیک تیز آواز میں بولی۔ "ناگ بھون کی یہ روایت ہے کہ ناگ پوجا کے ہر تہوار پر ناگ دیوتا کو بھینٹ دی جاتی ہے۔ اب تک تو ناگ بھون والے ہر تہوار پر شاہی نسل کی سب سے حسین ناگن کی بھینٹ دیتے آئے تھے پر اس بار میں نے ناگ راجہ کو اپنے فریب میں پھانس لیا تھا اور وہ تیری بھینٹ دینے پر تیار ہو گیا تھا۔ پر پوجا کے وقت تو معذور تھا اور دیوتا عیب دار بھینٹ قبول نہیں کرتے اسی لئے تو زندہ بچ گیا اور ناگ دیوتا نے تیری کھلی ہوئی ناک اور ہاتھ تجھے لوٹا دیا اور ناگ راجہ ادھوری بھینٹ چڑھانے کے جرم میں ناگ دیوتا کے غضب کا نشانہ بن کر میرے ہاتھوں مارا گیا۔ اب ناگ بھون سے نکلنے سے پہلے تجھے اس بھینٹ کا حساب چکانا ہو گا۔"

میں کچھ کہے بغیر تجسس اور سنسنی کے عالم میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔

"تجھے اپنی بیوی زیادہ پیاری ہے یا بچے سے زیادہ محبت ہے؟" کچھ دیر کے سکوت کے بعد راج کماری کی سرد آواز ابھری۔

"میں دونوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑ سکتا" میں نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"تجھے جانے سے پہلے اندھ کنڈ کے متبرک پانی میں ان دونوں میں سے ایک کا خون بہا کر اس کی جان کی بھینٹ دینی ہو گی ورنہ ناگ بھون کی دھرتی تجھے باہر جانے کا راستہ نہیں دے گی۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی۔

"نہیں ۔۔۔ یہ نہیں ہو سکتا' یہ ظلم ہے۔" میں بے اختیار چیخ پڑا۔

"تو پھر تو زندگی بھر ناگ بھون کے کالے پہاڑوں سے سر ٹکراتا پھرے گا اور یہاں کے باسی ایک روز تیرے بے جان بدن کو نگل جائیں گے۔ ناگ بھون کے آدم خور اژدھے ایک ہی سانس میں بڑی بڑی چیزیں نگل جاتے ہیں' ان سے تو نہ بچ سکے گا نہ تیری بیوی اور نہ تیرا لڑکا۔"

یہ شرط بہت کڑی اور بے رحمانہ تھی لیکن راج کماری کے الفاظ سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہی ہے درست ہے' مجھے فوری طور پر اہم فیصلہ کرنا تھا۔

میں نے سر گھما کر پانی کی جانب دیکھا۔ میری منتظر بے ہوشی کی نرم و لطیف

KHAN BOOKS
STATIONERY AND LIBRARY
RAWALPINDI PH 5556533
PROP ALI KHAN

آغوش میں سوئی ہوئی تھی اور اس اہم فیصلے کا بار میرے کندھے پر آ پڑا تھا میرا بچہ ابھی تک جھلا جھلا کر اپنی ماں کی خشک چھاتیاں نوچ رہا تھا۔

میں کافی دیر ماں بیٹے کو گھورتا رہا۔

ستارہ میر، قناعت، وفا اور محبت کا وہ پیکر تھی جس کے عزم کے سامنے ناگ بھون کا حکمراں بھی بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔ نہ ستارہ نے میری کوکھ سے جنم لیا تھا اور نہ میں نے ستارہ کے بطن میں پرورش پائی تھی لیکن پھر بھی ستارہ نے مجھ سے محبت کا حق ادا کر دیا تھا۔ اس نے ہر ستم کو جھیل کر بھی میری امانت کی حفاظت کی تھی۔ حالانکہ ناگ بھون کے پراسرار اور بھیانک ماحول سے گھبرا کر وہ حالات سے سمجھوتہ کر لیتی تو کوئی بھی اس کو سزاوار نہیں ٹھہرا سکتا تھا۔

دوسری طرف میرا بیٹا تھا۔ شیر خوار اور نہتا! اس نے ناگ بھون کی سرزمین پر ستارہ کی کوکھ سے جنم لیا تھا اور ستارہ اپنے خون پر اسے پروان چڑھاتی رہی لیکن اس وقت وہ بچہ اپنی ماں کی بیماری، لاغری اور بدحالی پر رحم کھائے بغیر بے دردی سے اس کا سینہ نوچ رہا تھا۔

اور یہیں سے میرے ذہن میں ایک ہولناک مفروضہ گھس آیا۔ حالات کے چنگل میں پھنس کر انسان کمزور لمحوں کے سہارے بعض اوقات انتہائی گھناؤنے فیصلے کر بیٹھتا ہے۔ بس اسی طرح اس وقت مجھے بچے کے روپ میں ایک ننھا سا بھیڑیا نظر آیا اور میں سوچنے لگا کہ ناگ بھون کی سرزمین پر جنم لینے والا بچہ کس کا رفیق ہو سکتا ہے۔

محبت پر پدرانہ شفقت حاوی نہ ہو سکی۔ ستارہ بیہوش تھی اور میں اس کی لاعلمی میں اپنے فیصلے کو عملی جامہ پہنا سکتا تھا۔

میں تیزی کے ساتھ آگے بڑھا اور ستارہ کے سینے سے چمٹے ہوئے بچے کو کھینچ کر راج کماری کی طرف لوٹ آیا۔

اس بار میری گود میں آتے ہی وہ بچہ اس طرح بلک کر رویا جیسے اس نے فرشتہ اجل کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ سن لی ہو۔

"میں یہ سودا اسی وقت صاف کئے دیتا ہوں۔" میں نے ستارہ کے ہوش میں آ

جانے کے خوف سے بچے کا منہ بند کرتے ہوئے راج کماری سے کہا۔

"آنکھیں موند لو۔" وہ سرد آواز میں بولی۔

آنکھیں بند کرتے ہی مجھے اپنا بدن ہوا کے دوش پر تیرتا ہوا محسوس ہوا پھر میں نے راج کماری کی آواز پر آنکھیں کھولیں تو خود کو اندر گھاٹ کے گنگناتے جھرنے پر موجود پایا۔

دہشت یا سانس گھٹنے کے سبب بچہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

اندر گھاٹ پر پھیلی ہوئی گھور تاریکی میں راج کماری نے ایک تیز دھار آلہ میری جانب بڑھایا اور ناگ دیوتا کا تصور کر کے بچے کو ذبح کرنے کی ہدایت کی۔

اس وقت ناگ بھون کی پراسرار اور شیطانی قوتیں میری فکر و عمل پر پوری طرح حاوی تھیں اور میں ان کے اثرات کے تحت اپنے اس قبیح فعل کی منطقی تاویل تلاش کر چکا تھا اس لئے ندامت یا جرم کے کسی احساس کے بغیر بچے کو اندر گھاٹ کے اجلے پانی میں لٹا کر ذبح کر دیا۔

اس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکل سکی۔ بس اس کا بدن تیزی سے اچھلا اور پھر اندر گھاٹ کا تیز پانی اس کے بے جان بدن کو بہا کر لے گیا۔

کچھ دیر تک خاموش رہنے کے بعد راج کماری نے تالی بجائی اور بے ہوش ستارہ تخت کے دوش پر تیرتی وہاں آ پہنچی۔

پھر راج کماری نے ایک بار پھر مجھے آنکھیں موندنے کی ہدایت کی اور میں نے خود کو خلا میں تیرتا محسوس کیا۔

اس بار آنکھیں کھولتے ہی میں نے خود کو ایک پھوس کے رتھ کے قریب موجود پایا جس میں چوپایوں کی جگہ طاقتور اور وحشی اژدہے موجود تھے۔ ان ہی میں ناگ رانی بھی موجود تھی۔

جس مقام پر میں اس وقت موجود تھا وہ میرا جانا پہچانا تھا۔ یہاں دھندلی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور مجھے وہ خطرناک ڈھلانیں نظر آ رہی تھیں جن پر چڑھتے ہی ناگ بھون سے باہر جانے والا زیر زمین راستہ شروع ہو جاتا۔

"تمہاری بیوی اس رتھ میں موجود ہے۔ اس میں بیٹھتے ہی تو بے ہوشی کی نیند سو

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
KHAN BHARA BAZAR
RAWALPINDI Ph 5556537
PROP ALI KHAN

بلائے گا اور اسی حالت میں یہ سواری تجھے تیری منزل پر پہنچا دے گی۔" راج کماری مجھے روانگی کا اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"میں تجھ سے ایک چیز مانگنا چاہتا ہوں راج کماری!" میں نے قدرے تذبذب کے بعد اس سے کہا۔

"ناگ بھون میں سانپوں اور پتھروں کے سوا کچھ نہیں ہوتا سلطان جی!" وہ طنزیہ لہجے میں بولی۔

"ان ہی میں سے کچھ مانگوں گا۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"مانگ سلطان!" وہ فیاضانہ لہجے میں بولی۔

"میں ناگ رانی کو اپنی دنیا میں لے جانا چاہتا ہوں۔"

"لے جا!" وہ قہقہہ لگا کر بولی۔ "پر اب وہ خوبصورت لڑکیوں کا روپ دھار کر تیرا دل نہ بہلا سکے گی۔"

اس کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہی ناگ رانی رتھ سے الگ ہو کر تیزی سے اندر جا گھسی۔ میں نے آخری بار ناگ بھون کی پراسرار اور ڈراؤنی عمارت پر نظر ڈالی اور رتھ کی طرف چل دیا۔

جوں ہی میں نے رتھ کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا۔ وہاں پھیلی ہوئی دھندلی روشنی مہیب اندھیرے میں بدل گئی اور ناگ بھون کی فضا بے شمار سانپوں، ناگوں اور اژدہوں کی قیامت خیز پھنکاروں سے لرز اٹھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ناگ بھون کے سارے باسی ہم آہنگ ہو کر مجھے الوداع کہہ رہے ہوں۔

خوفناک پھنکاروں اور کونجیلی سیٹیوں سے میرے کانوں کے پردے سن ہونے لگے اور میں جھپٹ کر اس رتھ میں داخل ہو گیا۔

رتھ ایک تیز جھٹکے سے آگے بڑھا اور میں لڑکھڑا کر گر گیا۔ اس کے بعد مجھے ہوش نہیں کہ میں کس راہ سے اور کس طرح ناگ بھون سے باہر آیا۔

○

میری آنکھ کھلی تو درد سے میرا جوڑ جوڑ ٹوٹ رہا تھا اور میں کسی بند کمرے میں آرام دہ بستر پر موجود تھا۔ میں نے سر گھمایا تو ستارہ بھی میرے پہلو میں پڑی سو رہی

KHAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
BHARA BAZAR
RAWALPINDI 5556532
PROP ALI KHAN

تھی۔

میں نے ذہن پر زور دیا تو دل خوشی سے اچھل پڑا۔ وہ کمرہ میرا جانا پہچانا تھا۔ میں فوراً ہی اچھل کر بستر سے نیچے آ گیا۔

نیچے آتے ہی میں نے اپنے قدموں میں سرسراہٹ محسوس کی چونک کر دیکھا تو ناگ رانی اپنے پھنکارتے ہوئے سفید بدن کو میرے قدموں سے مس کر رہی تھی۔

میں نے کمرے کی کھڑکی کھولی تو میری خواب گاہ کی عقبی ڈھلانوں کا دلفریب منظر سامنے تھا۔ مطلع ابر آلود تھا اور فضا سے ننھے ننھے برفانی ذرات شملہ کی وادیوں میں گر رہے تھے۔ حد نظر برف ہی برف پھیلی ہوئی تھی۔ خزاں رسیدہ درختوں کی ننگی شاخیں بھی برفانی پیرہن میں ملبوس تھیں۔

خود کو اپنے ماحول میں واپس پا کر مجھ پر دیوانگی سی طاری ہونے لگی۔

میری خواب گاہ میں ہر طرف مٹی کی خاصی دبیز تہہ جمی ہوئی تھی۔ جیسے مدتوں سے وہاں کسی کے قدم نہ پڑے ہوں۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں ناگ بھون سے نجات پا کر واقعی شملہ واپس آ چکا ہوں۔

میں نے ستارہ کو جھنجھوڑ کر بیدار کیا۔

"نہیں.... نہیں.... نہیں۔" وہ آنکھیں بند کیے پوری قوت سے چیخی۔ "میرا سلطان ہر قیمت پر یہاں آئے گا۔ میں تیری ہوس کی بھینٹ نہیں چڑھ سکتی۔"

"ستارہ!" میں نے اس کا شانہ ہلا کر اسے پکارا۔

اس نے آنکھیں کھول کر پہلے مجھے پھر کمرے کو دیکھا اور بے اختیار روتی ہوئی مجھ سے لپٹ گئی۔

"ہم کہاں ہیں.... میرا بچہ، میرا بچہ کہاں ہے؟" وہ مجھ سے لپٹ کر روتے ہوئے ہچکیوں اور سسکیوں کے درمیان بولی۔

"اسے بھول جاؤ ستارہ!" میں نے مجرمانہ احساس کے ساتھ بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "وہ ناگ بھون میں ہم سے چھین لیا گیا ہے۔"

یہ سن کر ستارہ کی حالت غیر ہونے لگی اور میں اسے سہارا دے کر باہر کھلی فضا میں لے آیا۔

مکان میں ہر طرف گرد جمی ہوئی تھی۔ باہر لان میں تمام خود رو جھاڑیوں کا گھنا جنگل پھیلا ہوا تھا۔ نگہداشت نہ ہونے کے سبب ہر چیز سے بے رونقی ٹپک رہی تھی مگر اس وقت کی برف باری نے ماحول میں عجیب سا نکھار پیدا کر دیا تھا۔

خواب گاہ سے باہر آتے ہوئے مجھے ناگ رانی کہیں نظر نہیں آئی تھی۔ پھر ناگ بھون کے زخم ابھی تازہ تھے۔ اس لئے میں نے اس بارے میں ستارہ سے کوئی تذکرہ نہیں کیا۔

یوں تو مجھ پر بھی گزرے ہوئے واقعات کا گہرا اثر تھا لیکن میں پھر بھی خود کو ہر وقت مصروف رکھ کر خوش و خرم رہنے کی کوشش کرتا تھا۔ البتہ ستارہ گھنٹوں چپ چاپ بیٹھی خلا میں کسی نامعلوم نقطے پر گھورتی رہتی تھی۔ اسے اپنے بچے کی جدائی کا سخت صدمہ تھا اور میں اس معصوم کے تذکرے سے اجتناب ہی کرتا تھا کیونکہ میرا ضمیر کچوکے لگانے لگتا تھا۔

گھر کی صفائی اور از سر نو ترتیب میں دو ہفتے گزر گئے۔ اس دوران میں ستارہ ناگ رانی کو نہ دیکھ سکی۔ جب بھی ستارہ میرے نزدیک ہوتی ناگ رانی پراسرار طریقے پر کہیں روپوش ہو جاتی ہاں مجھے تنہا پاتے ہی وہ کبھی اپنا جسم میرے پیروں سے رگڑتی اور کبھی اپنی زبانوں سے میرے پیر چاٹنے لگتی۔

لیکن یہ راز زیادہ دنوں نہ چھپا رہ سکا۔ ناگ رانی پر نظر پڑتے ہی ستارہ پر ہذیانی دورہ پڑ گیا۔ کئی گھنٹوں کے بعد اس کی حالت اعتدال پر آئی تو اس نے بتایا کہ اسے ایک بہت لمبا اور چاندی جیسے سفید رنگ کا ناگ مکان میں پھرتا نظر آیا ہے۔ ستارہ کی دانست میں کبھی غیر معمولی جسامت اور قسم کے ناگ کا یوں نظر آنا خطرے کی علامت تھا۔

ستارہ کے اطمینان کی خاطر اگلے روز میں نے بہروپ رچا کر ناگ رانی کو ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں قید کر لیا۔ ستارہ کا اصرار تھا کہ میں اسے فوراً ہلاک کر دوں۔ لیکن میں نے اسے یہ کہہ کر بچا لیا کہ یہ ناگ بہت ہی نایاب نسل کا ہے اور میں اسے دہلی کے چڑیا گھر بھجوا دوں گا۔

ناگ رانی کئی دن تک اسی کوٹھڑی میں قید رہی اور برف باری کے بعد راستے صاف ہوئے تو میں نے ایک فرضی نام سے ناگ رانی کو تحفے کے طور پر دہلی کے چڑیا گھر بھجوا دیا۔

KHAN ... OKS
STATION... ...BRARY
... NISHTA... ...RA BAZAR
RAWALPINDI ... 55...
PROP: ALI KHAN

ان ہی دنوں کا ذکر ہے کہ میں دوپہر کے کھانے سے فارغ ہو کر ستارہ کے ہمراہ سو رہا تھا کہ اچانک میری بائیں آنکھ میں شدید تکلیف ہونے لگی اور میں بے اختیار چیخ مار کر بیدار ہو گیا۔

ستارہ نے بیدار ہو کر مجھے تڑپتے دیکھا تو فوراً ڈاکٹر کو طلب کر لیا۔ ڈاکٹر نے آنکھ کے معائنے کے بعد اپنی معذوری ظاہر کرتے ہوئے بتایا۔ میری بائیں آنکھ حیرت ناک طریقے پر ضائع ہو چکی ہے۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے پپوٹوں اور حلقے کے درمیان سے پورا ڈھیلا باہر نکال لیا ہو۔

یہ اطلاع ستارہ کے لئے تو پریشان کن ثابت ہوئی لیکن میں درد کے خاتمے کے بعد مطمئن ہو گیا۔ ڈاکٹر کے لوٹ جانے کے بعد میں نے ستارہ کو بتایا کہ جیل خانے میں کس طرح میری بائیں آنکھ ضائع ہو گئی تھی اور پھر ناگ رانی نے کسی اور شخص کی آنکھ میرے لئے حاصل کر لی تھی۔ اب پراسرار طریقے پر بائیں آنکھ غائب ہو جانے کا ایک ہی مطلب تھا کہ وہ شخص وفات پا گیا ہو جس کی آنکھ کا ڈھیلا میری بائیں آنکھ روشن کئے ہوئے تھا۔

اس کے بعد ہمارا بیشتر وقت اپنے تجربات بیان کرنے میں گزرتا تھا۔ ستارہ کے لئے میری کہانی بہت ہی حیرت ناک ثابت ہوئی۔ اس کی کہانی صرف اتنی تھی کہ ناگ راجہ اسے اپنی قید میں رکھ کر مختلف حیلوں اور بہانوں سے گناہ پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن وہ بھوک پیاس اور اذیتوں کے باوجود اس ملعون کے سامنے اپنی شکست ماننے پر تیار نہ ہوئی۔

ان تمام تذکروں میں میں نے اس بات کی پوری احتیاط رکھی تھی کہ ستارہ کو یہ علم نہ ہونے پائے کہ دہلی کے چڑیا گھر بھجوائی جانے والی سفید ناگن ہی ناگ رانی تھی۔

ناگ بھون سے واپسی کے تقریباً سات ماہ بعد مجھے کلکتے کے میوزیم میں جانے کا اتفاق ہوا تو ستارہ بھی میرے ہمراہ تھی۔

جوں ہی ہم بائیں راہداری والے دروازے کے قریب پہنچے۔ ستارہ کا چہرہ یک دم فق ہو گیا۔ اس کی نگاہوں کے تعاقب میں میں نے بھی اس شوکیس میں دیکھا جہاں ناگ رانی کی چمچماتی ہوئی بے جان کھال میں بھوسہ رکھ کر محفوظ کیا گیا تھا۔

اس شوکیس پر ایک تختی بھی لگی ہوئی تھی۔

...IAN BOOKS
STATIONARY AND LIBRARY
... ROAD ... BAZAR
RAWALPINDI ...
PROP: ...

میں نے آگے بڑھ کر اس تختی کی تحریر پڑھ ڈالی اور ایک گہرا سانس لے کر رہ گئی

کیونکہ وہاں تحریر تھا

"نایاب نسل کی ایک ناگن جو مہاراجہ صاحب نے شملہ
کی وادی سے پکڑ کر دہلی کے چڑیا گھر کو 13 اپریل 1945ء کو
تحفے میں دی۔ آج تک دنیا میں اس نسل، رنگ، جسامت کا کوئی
ناگ دیکھنے میں نہیں آیا جب یہ ناگن اپنے ناگ سے جدائی کی
تاب نہ لا کر دو دن بعد 15 اپریل 1945ء کو اپنا پھن فرش پر
پٹخ پٹخ کر ہلاک ہو گئی۔"

تحریر پڑھ کر میں دوسری طرف دیکھنے لگی کیونکہ مجھے اپنی آنکھوں کے گوشوں
میں نمی محسوس ہو رہی تھی۔

پھر ایک دن میں نے اخباروں میں چھوٹی سی ایک خبر دیکھی جس کے مطابق فلمی
کے بابت گھر سے ناگ والی کی بھوسہ بھری ہوئی کھال پراسرار حالات میں غائب پائی گئی
تھی۔

شاید ناگ بھون کے باسیوں کو یہ بات پسند نہیں آئی تھی کہ ان کی ایک ملکہ ناگ
دہلی کی گلیوں میں سرعام نمائش کے لئے سجی بیٹھی ہے۔

ناگنوں کی تاریک راتوں میں نظر آنے والے ویرانے خوابوں کی سرزمین ناگ
بھون کی کہانی بظاہر تو بس اب ختم ہو گئی تھی۔ یہ سچ ہے کہ اس خوفناک اور اندھیری دنیا
سے رہا ہو کر میں واپس آ چکی تھی لیکن اس کے اثرات آج بھی میری زندگی
پر باقی ہیں۔

ناگ بھون کی ... زرساقیہ ... بچی کی ولادت کے بعد آج تک
ستارہ کی گود ہری نہ ہو سکی۔ اور اس وقت جب کہ یہ سطور لکھ رہی ہوں وہ میرے
گھر کے برآمدے میں بیٹھی ہوئے ناگنی ... کے بچوں کو بڑی حسرت سے
دیکھ رہی ہے

ختم شد